فہرست جلد اول تاریخ چین

آئین کتاب جہان از شاخہا است کہ تا رسد آن از بر قشم نگیست

تاریخ ممالک چین

جو اقوام و ممالک توابع فغفور ہیں سبکے حالات اسمین مسطور ہیں

جبسے دنیا بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام آباد ہوئی تا سنہ ۱۸۴۲ء کہ سلاطین ختا و انگلستان مین صلح کی بنیاد ہوئی

تصنیف فضیلت نشان ماہر علوم جیمز کارکرن صاحب

اولاً عدالت دیوانی صدر کلکتہ کے مترجم عدیل وبعد صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی و شمالی کے وکیل

مصنف جوہر اخلاق برگزیدہ عالم شہرۂ آفاق

بہ تکمیل ضابطہ ایکٹ بستم سنہ اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی کے

مطبوع مطبع منشی نول کشور مجمع محاسن صوری و معنوی سلمہ اللہ القوی





بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبان غور و تامل علم تاریخ کو اکثر علوم پر اسواسطے شرف دیتے اور بہتر سمجھتے ہین کہ تجربہ کاری اور مردم شناسی کے ملک مین پہنچنے کی راہ ہے اور وہان کا سفر جسنے تھوڑا سا بھی کیا وہ کچھ ہو رہا کیونکہ دنیا کے کارخانون کی بے ثباتی اور اولاد آدم کی بدنہادی اور نیک صفاتی سے آگاہ ہوتا اور انقلاب روزگار سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اکثر امور دنیوی مین ایسی آنکھہ ہوجاتی ہے کہ تفرس کو قوت پیشین گوئی کی اور زبان کو توانائی فال بیانی کی حاصل ہوتی ہے اور قیاس کو مزاولت کے باعث یہ ملکہ ہوجاتا ہے کہ سبب کے دریافت سے انجام کا حال آغاز حال مین کہہ دیتا ہے جیسا کہ اہل منطق صغریٰ اور کبریٰ سے نتیجہ نکال لیتے ہین اور نتیجہ سُننے سے سبب کو معلوم کرلیتا ہے چنانچہ کسی ملک کے حکّام اور امرا کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاوینگے تو مطلب ہے، کہ مآل حال کو بے تامل کہہ دیویگا سوا ان باتون کے مورخ کا علم موجب اپنی فرحت اور غیرونکی راحت کا ہے اسلیے کہ اہل دنیا کی عادات اور حرکات اور نیرنگی زمانے کی جو ہمیشہ دیکھنے اور سُننے مین آتی اور نادانونکے دل مین حیرت اور افسوس کو پیدا کرتی ہے اوس شخص کو نئی اور اجنبی نہین معلوم ہوتی کیونکہ دنیا نے اپنی چال نہین بگاڑی اور آج کل کی باتونکی نظیرین سلف کے اختیار مین ملتی اور تسکین بخش ہین چنانچہ جس ناقدردانی کا شکوہ حافظ شیراز پانچ سو برس بیشتر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ

بیت ابلہان راہمہ شربت زگلاب و قند ہست * قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینیم * وہی
حال اب بھی ہے اور قیامت تک رہیگا اور جو نصیب ور مربی پائیگا ثمر با کھائیگا اور کوئی جیسا ہی
لاد لاعقل اور علم کا کیون نہو وہ فرزند دانش اور کمال انکو ٹھا چوسیگا اور کوئی نہین پوچھیگا کہ تم
کس مرض کی دوا ہو الغرض مورخ کو تاریخ دانی عجب طرح کی تسکین بخشتی ہے اور اوسکی صحبت جوان
اور پیر عاقل اور جاہل مفلس اور تونگر بداطوار اور نیک کردار کو مفید ہوتی ہے اور غنیمت سمجھی جاتی ہے
اور جب اوسکے پاس یہ لوگ جا بیٹھتے اور احوال تاریخ کا سنتے ہین تو کم سن کو عجائبات کے باعث
سے افسانی کا مزا ملتا اور بوڑھے کو دو ایک ماجرا اپنے وقت کا مثال ہین یاد آتا ہے اور عاقل کو
مادہ تصور کا جمع ہوتا ہے اور جاہل بیچارہ بھی اپنے ہمچشمون مین گپ بینکے لئے کچھ سیکھ لیتا ہے
تونگر عبرت پاتا ہے جب کار خانجات دنیوی کی ناپایداری کا حال سنتا ہے اور مفلس کا درد
مایوسی دور ہوتا ہے جب کسی نقل کے سننے سے دریافت کرتا ہے کہ بارہ برس مین گھورے کا
بھی دن پھرتا ہے اور خدا اپنے بندیکو تنبیہا دُکھ دیتا ہے مگر ہمیشہ مایوس نہین رکھتا ہے اور بداطوار
خوف زدہ ہوتا ہے کہ دنیا بازار انتقام ہے جہان سودا دست بدست کا حساب ہے اور گناہ کا
ثمرہ یہین پر ملتا ہے خصوص اوس قصور کا جو مردم آزاری سے علاقہ رکھتا ہے اور نیک کردار کو
اپنی رفتار پسندیدہ دکھائی دیتی ہے جب یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحائف تاریخ کے مطالعہ سے
خلایق ہمیشہ نیک کرداری پر تحسین اور بداطواری پر نفرین کریگی حاصل کلام ہر شخص اپنے مذاق اور
استعداد کے موافق مورخ کی صحبت سے لذت یاب اور بہرہ مند ہوتا ہے اور بڑا رتبہ اور بلند پایہ
اس علم کا ہے جسکے وسیلے سے اتنی باتین حاصل ہوتی ہین لیکن ہزار افسوس کہ بعض اہل ہند جو
اور علوم مین فضیلت پیدا کرتے ہین اوسکی طرف کم توجہی کی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اس بات کو دل
سے اوٹھا دیتے ہین کہ علم تاریخ سے لاعلم رہنا بہت معیوب ہے کیونکہ قطع نظر اور فوائد سے محروم
رہنے کے صحبت اور ہمکلامی کے قابل وہ شخص نہین ہوتا جو اس کوچے کی سیر نہین کرتا ہے چونکہ
بندے کو علماء ہندوستان سے محبت قلبی ہے اور اون بزرگوارون کے فیضان صحبت سے

اتنا ملکہ اس غیر زبان مین پیدا ہوا ہے کہ یہ عبارت بے ہندوستانی کی مدد کے لکھتا ہون لازم ہوا
کہ ایسی عنایت اور رحمت کے عوض مین کوئی ایسا تحفہ انکے نذر کرون کہ جسمین اگر دوسرا تکلف
نہ پایا جاوے تو اتنا تو ہو کہ نادر اور نایاب ہووے القصہ جسوقت کہ بازیچہ گردون نے مجھے
اپنا تماشا دکھایا اور دست تقدیر نے کلکتے مین دوبارہ پہنچایا اسی فکر مین تھا کہ ایک ذریہ ناچیز [illegible]
جو ہر اخلاق دانشمندون کی مجلس مین بیٹھا ہوا بوستان دانش کے پھولون کی بو سے دماغ عقل کو معطر
کر رہا تھا کہ اتفاقاً ادہر اودہر کی نقل اور حکایت اور اخبار اور روایت کے بیان مین کشور ختا کا
ذکر آیا اوسوقت ایک بزرگ نے فرمایا کہ چونکہ اوس مملکت بزرگ کی تاریخ عرب اور ایران اور ہندوستان
کی کسی زبان مین نہین لکھی گئی اس سبب سے ہندوستان کے علماء معتبر کو بھی ہانکے حال سے زیادہ وقفیت نہین ہے یہ سنتے ہی
میرے خیال مین آیا کہ اگر کوئی ایسی تاریخ تالیف کیجاوے کہ بر سبیل اجمال اوس ملک کے جزو کل حالات کو شامل ہووے
تو نہایت مفید اور مقبول خاص و عام ہووے اور اپنا دلی مطلب حاصل ہو کیونکہ ایسے تحفے سے
بہتر کہان میسر ہو کہ سلاطین کشور فضل و کمال کے حضور مین اوسی دیار کا یہ ادنی اور کم مایہ رعیت مثل
پیشکش حاضر کرے القصہ اس کتاب کی بنا ہوئی اور چونکہ ختا کا حال بالاجمال انگریزی زبان مین نہین ہے
اہل فرنگ کی دوسری زبانون مین جو راویون کی روایت اور سیاحون کی سیاحت کے حال مین مرقوم ہے
اونکا دیکھنا ضرور ہوا اور نہ نقشہ جو بندے نے اس تاریخ کا کیا ناتمام رہتا اور جزو کل کا بیان نہوتا الحمد للہ
کہ اب پہلی جلد چھپ کر اون بزرگوارون کے حضور مین پیش کی جاتی ہے جنھون نے اشتہار کے
چھپنے سے اپنا اپنا اسم مبارک خریدارون کے زمرے مین داخل کر کے راقم کو ممنون احسان
فرمایا تھا غرض چونکہ بموجب اوس اشتہار کے یہ چاہتا تھا کہ یہ جلد اول سال گذشتہ یعنے سنہ ۱۸۴۸ع کے
اکتوبر مہینے مین قالب طبع سے فارغ ہو کر جاری ہوتی اور وہ نہو کر اتنے عرصے کے بعد چھپی ہے
اس جہت سے سبب دیر اور توقف کا بیان کرنا واجب معلوم ہوتا ہے اور مختصر یہ کہ بعد چھپنے
اشتہار اور نمونہ کے عشرہ بھی نہین گذرا تھا بلکہ اکثر جگہ وہ پہونچا بھی نہ تھا کہ صدر دیوانی عدالت کے
حکام با احتشام نے راقم کو عہدہ مترجمی مین مقرر کیا اس سبب سے فرصت کی قلت ایسی ہوئی کہ بجز

صبح اور کئی گھنٹے شب کے دوسرے وقت مطلق موقع نہ ملا کہ توجہ اسکی طرف کی جاوے فسانہ لکھنا ہوتا تو تمام دن کی سرکاری محنت کے بعد اوسکی تصنیف مین صرف اوقات شغل راحت دہ تصور کیا جاتا کیونکہ قصہ کہنا اور صرف لطافت اوسکے بیان مین کرنا دشوار نہین ہے مگر تاریخ نویسی کچھ چیز ہی اور ہے اگر یہ کتاب کسی اور زبان سے صرف ترجمہ اُردو مین ہوتی تاہم کوئی ایسی زیادہ مشکل پیش نہین آتی کیونکہ جس حال مین کہ اصل سامنے رکھی رہتی ہے تو بعینہ ترجمہ مطابق اوسکے ہوتا ہے اور تلاش اور جستجو کی حاجت یا دوسری کتابونکے دیکھنے اور اونکے ساتھ تقابل و مواجہہ کرنے اور بالکل کی روایتون کو تطابق دینے یا غور و تامل کرنیکی ضرورت نہین ہوتی ہے غرض اس تاریخ کی ترقیم کی یہ صورت ہوئی کہ باوجودیکہ راقم کو تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ ایام طفلی سے شوق اس علم کا رہا ہے لیکن بااینہمہ جب قصد مملکت ختا کی تاریخ لکھنے کا مصمم ہوا تو اٹھائیس ۲۸ تاریخین معتبر کئی زبانون مین جنکی بیانوے ۹۲ جلدین ہین جمع کی گئین اور شروع سے آخر تک بالکل کو ساتھ نہایت غور تامل کے ایک دفعہ دیکھکر ملاحظہ ثانی کرتے وقت جتنے مقامات قابل یاد کے تھے اونکا خلاصہ لکھہ لیا گیا اوسکے بعد تمام مادہ اصل اور فرع مین تقسیم کیا گیا اور اوسکی تحریر شروع ہوئی الغرض اس تاریخ کو ترجمہ نہین کہنا چاہیے کیونکہ اس وضع کی کوئی کتاب مملکت چین کے حالات کے بیان مین کسی زبان مین نہین ہے محنت جو اس تاریخ مین راقم نے کی ہے اگر نصف کا حال بیان کیا جاوے تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی دقت سے واقف نہین حمل لاف زنی پر کرینگے لیکن چونکہ اہل خرد کے نزدیک حقوق کے اظہار مین اگر کوئی لفظ افتخار کا آوے معیوب نہین ہے اسوجہ سے جرأت مؤلف کو یہ کہنے کی ہوتی ہے کہ تحریر کیوقت کوئی امر بے تمام تاریخون سے رجوع کرنے اور اکثر مین تطابق پانیکے نہین لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخون مین مذکور ہونیکے خلاف قیاس کے معلوم ہوئے درج نہین کی گئی اور جس صورت مین کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو ساتھ ہی اوسکے سبب اشتباہ کا لکھا ہے تاکہ اگر کسی دوسرے کی عقل مین وجہ اوس امر کو معتبر سمجھنے کی باوجود راقم کے شبہہ کرنیکے ملے تو مجال فکر اور غور کرنیکی باقی رہے الغرض جب فرصت کا وہ حال اور محنت کا

کا یہ طور ہووے تو شکایت کی جا نہین ہے کہ اتنا عرصہ ہوا بلکہ بعض دوست جو راقم کے عہدہ
سر رشتہ کے کثرت کار سے واقف ہین اونکو تعجب یہی ہے کہ کیونکر اتنی بڑی تاریخ اس قلیل فرصت
مین بغیر کسی شخص کی مدد کرنیکے لکھی گئی یہان تک کہ چھاپے کیوقت طبع کی صحت بھی جو اکثر دفع
دوستون کے ذمّے یا چاکرون کے سپرد اہل تصنیف اور تالیف کرتے ہین راقم سے بالکل متعلق رہی ہے
ذیل ہین ذکر دونون جلدون کے مادہ کا مندرج ہے اور اوسکے ملاحظہ سے معلوم ہو ویگا کہ نام اس
کتاب کا اختصار کے لئے صرف تاریخ **چین** رکھا گیا ہے والا تاریخ کے سوا اوس مملکت با عظمت
کی بالکل حقیقت اور جغرافیا ہر شہر اور پرگنہ اور ہر صوبے کا ساتہ تصریح کے مرقوم ہے یہان تک
کہ ختائیون کی زبان جو اسقدر ادق ہے اوسکی حقیقت اور حاصل کرنیکا طریق بیان ہین آیا ہے
حالانکہ تاریخ نویسی سے اور ان سب باتونسے زیادہ نسبت نہین ہے جلد اول مین دو دفتر ہین پہلے
دفتر مین ختا کے پندرہ ۱۵ صوبون کا جدا جدا بیان ہے اور ہر صوبے کے نفس حیوانی اور نباتی اور
جمادی کا احوال اور ہر شہر کی تجارت اور خرید و فروخت اور عجائبات طبعی اور صناعی کا ذکر
اور ہر صوبہ کے زمین کی خاصیت او قابلیت اور زراعت کی حقیقت اور اوسکے باشندون کی طبعیت و جبلت اور اونکے
علم و ہنر کا بیان ہے سوا اسکے فغفور ختا کو ہر صوبے سے جو آمدنی کہ محصول اجناس تجارت
اور خراج زمین اور محاصل ملک سے ہے سبکا حساب اس کتاب کے پہلے دفتر مین تفصیلاً لکھا گیا ہے
سوا ان باتون کے بہت سے جزویات کی خبر دی جاتی ہے جسکا فقط اشارہ اگر کیا جاوے تو یہ
فہرست زیادہ طول کھینچے اور اپنی حد سے گذر جاوے پہلی جلد کے دوسرے دفتر مین نظام ملک
اور بند و بست سلطنت کا احوال بالتفصیل ادنے سے ادنے عہدہ دار کے اختیار سے درجہ بدرجہ
فغفور کے دستور العمل تک ساتہ شرح او تفسیر کے مندرج ہے اور چھہ ۶ محکمے جو امرا اور وزرا کے
ہین سبکی حد حکومت کہان تک ہے اور آئین سلطنت اور ضوابط عدالت دیوانی اور فوجداری
سبکی خبر بہ تفصیل تمام اسمین مذکور ہے علاوہ اسکے ختائیون کے بالکل رسومات کتخدائی اور تجہیز
او تدفین اور مہمانیون کے دستور اور کورنش اور صاحب سلامت کے قاعدے صفحہ

بیان پر تفصیل وار مکتوب ہین سوا ان حالات کے ختائیون کے علوم اور فنون اور مذہب اور حکمت عملی کے تینون بات تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور سیاست مدن جو اس ملک میں ختم ہین اور علم ریاضی کے تمام اصول یعنے چارون فن ہندسہ اور حساب اور ہیئت اور موسیقی اور علم ریاضی کے فروع یعنے علم جر اثقال اور جر الماء و نیرنجات وغیرہ سبکا احوال اسی دفتر مین درج ہے اور فغفور کی افواج خشکی اور بحری اور کوتوالی اور ضبط و ربط کا ذکر ساتھ تفصیل کے کیا گیا ہے اور خاتمہ دفتر دوم کا ختائیونکے فضائل اور رذائل کے بیان مین ہے مؤلف کی دانست مین کوئی بات ادنی اسی ضروریات سے بھی جو قابل بیان کے دکھائی دی ہے نہین چھوٹی اور غالب ہے کہ جو بزرگوار ان دو دفترون کو ملاحظہ کرینگے وہ کشور ختا کی حالات اور دستورات اور تکلفات اور عجائبات سے اسقدر واقف ہووینگے کہ بدون تکلیف سفر و رنج سیاحت ملک ختا کی سیر اپنی آنکھون سے کرینگے غرض پہلی جلد مین یہ دو دفتر مرتب ہین اور دوسری جلد جو سال آیندہ مین چھپیگی اوسمین تین دفتر مرتب ہین اور پہلے دفتر مین ختا کے بادشاہون کا تذکرہ حضرت نوح کے وقت سے سنہ ۱۸۴۲ع تک ہے اور اوس قدیم ایام یعنی نو آبادی دنیا سے آج تک ہر فغفور کی عادات اور حرکات و سکنات اور مملکت ختا کی حالات ہر ایک کے عہد دولت مین شرح وار بیان ہے اور اس دفتر مین تاریخ کے سوا پند و نصیحت موقع موقع پر قلمبند ہے تا کہ کم سن اور ناتجربہ کار پڑھنے والون کو راہ دنیاداری کی معلوم ہووے اور اسی خیال سے فغفورونکے خانوادون کی ترقی اور تنزلی کے اسباب بالتفصیل مرقوم ہین اور اس جلد کے دوسرے دفتر مین ملک ختن اور تبت اور ماچین اور جتنے ملک اور جزائر کہ باج گذار یا فرمان بردار ملک ختا کے ہین کسیکا ذکر نہین چھوٹا ہے اور تیسرے دفتر مین اس لڑائی کا احوال ہے جو ختائیون اور انگریزون مین بالفعل ہوئی ہے الغرض اس فہرست کے ملاحظہ سے اصل حقیقت اس تالیف کی ظاہر اور یہ بات سب پر باہر بیشک ہوگی کہ کسقدر محنت اور سعی سے یہ نسخہ مرتب ہوا اور اتنی باتونکا مجموعہ بنایا گیا کہ اسکے دیکھنے سے

علمای ہندوستان کی لاعلمی ملک ختا کے باب مین باقی نہین رہیگی اور کوئی خبر ضروری دانست کے احاطے سے باہر نہین چھوٹ جائیگی لیکن اگر میرے اتنے خون جگر کھانیکے بعد بھی کوئی امر قابل الذکر سہواً و خطائہً مندرج نہوا ہو اور ارباب ادراک کو یہ تاریخ چین اِس کمترین کی خطا پر چین بر جبین کرے تو عذر بندے کا یہی ہے **مصرع** کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ✤ بس کشور ختا کے بیان مین جو خطا واقع ہوئی ہو عطا سے اوسکو معاف فرماوین

تاریخ چین

دفتر اول

باب اول

چین تاریخ دانی کے فغفوروں پر واضح ہے کہ ایام قدیم سے مملکت وسعت آگین چین کا نام اور وہان کی صنعت اور حکمت کا شہرہ تمام ہر اقلیم مین تھا لیکن بسبب نہ ہونے راہ و رسم اوس ملک کے لوگون سے کوئی عقدہ وہان کے نقیر و قطمیر کا کبھی کسی پر نکھلا اور جو کچھ کہ احیاناً کہین ظاہر بھی ہوا تو لوگ اوسے فسانہ عجیب اور حکایت غریب سمجھے یہان تک کہ عاقل اوسے باور نہین کرتے تھے اور اہل خبرت اوسپر کان نہین دہرتے اور چونکہ اہل خطا اجنبی کی صورت سے نفرت کرتے اور خود بھی خطاء اجتہادی سے کسی اقلیم کی سیر کو بے کیفیت سمجھتے تھے اس لیے اپنے ملک کو جس طرح لشکر کے قلب مین پادشاہ ہوتا ہے عین نافِ زمین مین واقع جانکر بلقب چنگوی یعنی سلطنت درمیانی نامزد کرتے اور کہتے تھے کہ اونکے ملک کی چارون طرف اور سب ولائتین مثل جزائر کے اس بے حقیقتی کے ساتھ واقع ہین جیسے آفتاب کے گرد ستارے غرض غرور اور جہل اس خیال کے باعث تھے پر جب تجارت کے وسیلے سے اہل خطا کو عرب اور فرنگستان کے لوگون سے راہ و رسم پیدا ہوئی اور اون ملکون کی خوبیان اوس دیار مین مشہور ہوئین جب اونکی ہیچ فہمیان دور ہوئین **لمولفہ**

ہنر پہ نہ بھول اپنے اسے بے ہنر	کہ تو ہے ہنر سے نہین بہرہ ور
گلستان مین ہین پھول اقسام کے	مگر ایک سے ایک ہین کام کے

ہے مہتاب ہر چند عالم فروز چہ خوش گفت گوینده بنگر د	و لے بے حقیقت ہے ہنگام روز خدا پنج انگشت یکسان نکر د

الغرض چین کا نام جو اکثر زبانون مین اندک تغیر اور تبدیل کے ساتھ مروج ہے ختن والون سے سننے مین آیا اور بعض خطائی مورخون نے یہ بھی مذکور کیا ہے کہ فغفور چینگچی ہوانگٹی نے بنگالے کی طرف ایک جنگی بہر بھیجی تھی اور وہ بہر جن ملکون سے گئی وہان شہرت اوسکے نام کی پھیلی لیکن بنگالے کی کسی تاریخ کی کتاب مین اوسکا ذکر نہین ہے اور نہ کسی تذکرے مین اسکا مذکور ہے اور قیاس سے بھی دور ہے کہ وجہ تسمیہ کا شہرہ اس جہت سے ہوے غرض یہ امر واقعی ہے کہ اوس مملکت عظیم الشان کا نام ونشان ہمیشہ سے نزدیک و دور مشہور ہے چنانچہ ایام قدیم سے حکمت چین اور حجت بنگالہ عوام الناس مین ضرب المثل ہے خاص ملک چین کی سرحد شمالی پر ملک تاتار واقع ہے اور مشرق پر بحر چین اور مغرب کوہستان اور صحرا اور بیابان تبت اور جنوب مین بحر محیط اور ملک ٹانگین اور ختن اور دیوار خطا سے سمندر تک جو شمالی اور جنوبی سرحد ہین خاص ولایت چین قریب آٹھ سو کوس طول مین اور مشرقی سمندر سے سرحد تبت تک ساڑھے سات سو کوس عرض مین ہے مگر فغفور کی عملداری کی وسعت اس سے کہین زیادہ ہے اور دفعتہ بیان مین نہین آسکتی اور اوسکا حال تفصیلاً آگے چل کے کھلے گا انشاء اللہ تعالی اور یہان اتنا ہی کافی ہے کہ اسکندر رومی اور دارا اور قیصر کے تابعدار اتنے بندۂ خدا کبھی نہین تھے اور نہ اس وسعت کا ملک اونکے زیر فرمان تھا اور نہ کسیکی سلطنت کو ایسا قیام ہوا جیسا کہ اس جہان حادث پر حوادث مین مملکت خطا کو دوام ہوا ❊ **مثنوی لمؤلفہ** دلا ملک دنیا پہ مت جی لگا ❊ کہ پل بھر مین سب کچھ یہ ہوگا فنا ❊ نہ دارا رہا اور نہ وہ داوری ❊ نہ وہ حشمت و جاہ اسکندری ❊ نہ قیصر رہا اور نہ قیصر شہی ❊ نہ وہ ملک فیروزی و فرہی ❊ کسیکا نہ ٹھہرا یہان پر قدم ❊ نہ کاؤس کسری نہ خسرو نہ جم ❊ ہے ملک خطا گرچہ اب بحال ❊ پہ مگر اعتماد اوسپہ ذرہ نکر ❊ اگر آسمان کینہ جوئی پہ آئے ❊ تو دم بھر مین کچھ اور ہی کر دکھائے ❊

جہان اے برادر نہ ماند بکس ✤ دل اندر جہان آفرین بند و بس ✤

باب دوم

بعضے مورخ خطا کے ملک کو پندرہ صوبون مین اور بعض سولہ اور بعض اٹھارہ مین تقسیم کرتے ہین لیکن اِس اختلاف سے کچھ قباحت واقع نہین ہوتی ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنے تحقیق کے اعتبار سے روایت کی ہے لیکن جن لوگون نے اِن باتون مین تردد کیا اونھون نے یہ کہا ہے کہ درحقیقت اوس سلطنت باعظمت کی قسمت پندرہ صوبون مین کرنی درست ہے

پہلا صوبہ پچیلی کہلاتا ہے اور دارالامارہ پچین اوسمین واقع ہے جب سردار تاتار کا دور وہان ہوا اوس پادشاہ نے اِس سوچ سے وہان بود و باش اختیار کی تاکہ اپنے وطن سے قریب رہے اور اگر خطائیون کا بلوہ عام ہوے تو اپنی سرحد تک پہنچ جاوے غرض جب اوسکی سلطنت کو استحکام اور قیام ہوا اور خوف شا جب بھی بیت السلطنت کی تبدیلی نہوئی مگر موسم گرما مین فغفور واسطے تفریح طبیعت اور کسب راحت کے شہر جی ہول واقع سرحد تاتار مین جاتے ہین اور وہان کی سرزمین نزہت آئین اور آب و ہواے معتدل فرحت آگین سے حظ اوٹھاتے اور شکار کھیلا کرتے اور جاڑون کی آمد آمد تک رہکر پھر دولت سراے پچین مین تشریف لاتے ہین پس اِس صوبے کے شمال کی جانب دیوار خطا اور جنوب مین صوبجات شانٹون اور ہونان اور پورب کی سمت سمندر اور پچھم کی طرف صوبہ شانسی کا کے پہاڑون کی قطار واقع ہے اور زمین یہان کی بے نشیب و فراز مثل کف دست کے برابر ہے اور چونکہ ریتی بہت ہے اور آفتاب کی حرارت بشدت ہوتی ہے اِس لیے مثل زمین اور صوبجات کی تیز اور زرخیز نہین ہے پھر بھی چانول کی فصل اچھی ہوتی ہے غرض اگر اِس صوبے مین دارالسلطنت نہوتی تو تین کروڑ اسی لاکھ باشندے جو یہان بود و باش کرتے ہین اونکی غذا کی صورت ایسی ناقص اور ناقابل زمین سے میسر نہوتی لیکن چونکہ پچین کا شہر پایہ تخت اور ساری مملکت کی تجارت کا مرجع ہے اور تجار

اور بیپاریون کا مجمع اور بوسیلہ دریا خصوص بذریعہ نہرون کے وہان تک پہنچنے مین
وقت اور کلفت کم ہوتی ہے اس سبب سے پچیلی کے لوگ قحط کی صورت بدخوابی مین بھی
نہین دیکھتے ہین اس شہر کے باشندے صاحب علم یا اہل حرفہ کم نکلتے ہین لیکن لڑائی بھڑائی
کے قابل خوب ہوتے اور دونون قوتین جو سپاہی کو لازم ہین اور بدون اونکے سپاہگری
مین خامی اور ناتمامی رہتی ہے یہان کے باشندون مین پائی جاتی ہین یعنے طاقت جسمانی
اور قوت طبعی کیونکہ اگر پہلی قوت نہووے تو لڑائی کی ضروری ورزشون مین قصور پایا جاوے
اور دہاوا مارنے اور کشش و کوشش کرنیکی توانائی نہووے اور دوسری قوت جب تک
نہین ہوتی ہمت اور جفاکشی اور بھوک پیاس کی شدت کی برداشت اور میدان جنگ
مین زخمون سے بغلگیری اور موت سے چارچشمی کرنی غیر ممکن ہوتی ہے الغرض پچیلی کے
باشندون مین یہ دونون قوتین ہین اور جنگ وجدل کی طرف طبیعت اونکی بہت میلان
کرتی ہے لیکن کسب علم مین توجہ کم ہوتی ہے ٭ دارالامارہ پیچپین کا شہر بہت بڑا ہے اور
اور بشکل مربع مستطیل نو کوس کے عرصے مین ہے اور شہرپناہ کی دیوار بیس ہاتھ سے زیادہ
اونچی اور زیر دیوار ایک چوڑی اور گہری کھائی کھدی ہوئی ہے اس دیوار کے اوپر ستر ستر
گز کے فاصلے پر چارون طرف برج ہین اور اونکی بلندی دیوار سے ستائیس ہاتھ اونچی ہے
اور ہر برج کے دو طبقے ہین پہلے مین توپین کھنچی ہوئی ہین اور دوسرے طبقے مین پہرہ چوکی کے
سپاہی رہتے ہین ٭ شہرپناہ کی دیوار کی نیو سترہ ہاتھ چوڑی ہے اور فصیل کے اوپر اتنی ہے
کہ بارہ سوار ملے ہوے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہین جسوقت کوئی مسافر فرنگستان کے کسی
شہر کے قریب آن پہنچتا ہے تو بڑی عمارتین شاندار اور گرجون کے منار دور سے دکھائی
دیتے ہین اور علی ہذا القیاس اہل اسلام کے شہر چنانچہ قسطنطنیہ کے نزدیک جب آدمی پہنچیگا
مسجدون کی گنبدین اور بالاخانون کی چھتین اور منارون کی چوٹی پہلے دکھائی دیویگی مگر
پیچپین کا حال اسکے برعکس ہے یعنے جب تک شہرپناہ کی دیوار اور ڈیوڑھیان طے نہین ہون

ایک حویلی کی صورت دکھائی نہین دیتی اور سارے شہر مین ایک بھی ایسی عمارت نہین ہے
کہ جسکی بلندی شہر پناہ کی دیوار سے زیادہ ہے اور اگر تیر بھر کے فاصلے سے کسی شخص جنبی کو
شہر پناہ کی دیوار باہر سے دکھائی دیجاوے تو یہ سمجھے کہ کسی میدان وسیع مین دیوار کھینچی ہوئی
ہے اور بڑے بڑے برج نوبتخانون کی مانند جگہ بجگہ بنے ہوے ہین لیکن جسوقت صدر دروازے
کے اندر قدم رکھیگا تو شہر بارونق اور پر تکلّف دکھائی دیگا عین شہر کے بیچ مین سے ایک
چوڑی سڑک گئی ہے اور دو رویہ دوکانین ہین جسمین ہزارون طرحکی جنس تجارت کی چنی ہوئی
ہین اور ہر دوکان کے سامنے اقسام رنگ کے فیل پائے کوئی سنہرے کوئی روپہلے صیقل کئے ہوے
اور اوپر اوسی دوکان کی چیزون کی فہرست اور بیچنے والون کی طرف سے اونکی تعریف
لکھی ہوئی ہوتی ہے اور دوکانون کی دیوارین اقسام طرحکے رنگ سے رنگی ہوئین ہین
اور ہر پیل پائے پر جھنڈیان طرح بطرح کی اوڑتی رہتی ہین اور حقیقت یہ ہے کہ بازار کے
دونون سمت کیفیت باغ و بستان موسم بہارستان کی سی پائی جاتی ہے **مثنوی**

دوکانین قطعدار ہر سو بنین * قرینے سے انواع چیزین چنین * کسی سمت میونکا بازار ہے
* کسی جا پہ پھولون کا انبار ہے * مٹھائی کی دوکان پہ یکسر ہجوم * مگس شہد پر جیسی کرتی ہے
جھوم * مٹھائی جو فرہاد لب پہ دھرے * تو شیرینی سے دل اپنا کھٹا کرے * کوئی
سُرخ روپان ہے بیچتا * رگ تان سے جان ہے اینچتا * جہان عطر والون کی دوکان ہے
تو پھر وہان معطر دل و جان ہے * کھلونے عجائب دھرے یکطرف * غم دل جسے دیکھہ
ہو برطرف * جواہر کی دوکان پہ ایسی چمک * کہ خود جوہرون مین نہیں وہ دمک کہین
اطلس چین کی پوشاک ہے * کہ شائق کا دل اوسپہ صد چاک ہے * ہوئی شب تو پھر ہے
عجائب سما * کہ یکسر منور زمین آسمان * غرض خوبیان ایسی اے دوربین * نہو کیونکہ آخر
ہے بازار چین * غرض جتنی چیزین دوکانون مین چنی ہوئی ہین اون مین سے تابوت
بنانے والون کے صندوق مین جو تکلف ہوتا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے تمام

مملکت ختا مین اس پیشے کے لوگ کثرت سے ہین اور مردون کی قدر و تعظیم جو ختا مین
کی جاتی ہے روے زمین پر کہین نہین ہوتی اوسکا حال شرح وار دوسرے دفتر مین بیان
ہوگا پیچپین کے شہر کی دو تقسیم کی گئی ہے ایک کا نام ختائی شہر اور دوسرا تاتاری شہر
کہلاتا ہے اور مورخون مین اختلاف ہے کہ کس عہد مین یہ دو تقسیمین شہر کی ہوئین بعضون
کی روایت یہ ہے کہ جب اس ملک مین مغلون کی سلطنت ۱۳۰۰ تیرہ سو سیحی مین قایم ہوئی
اوس وقت کے جتنے لوگ تھے اہل چین سے الگ ایک جگہ جدا بود و باش کرنے لگے چونکہ
اوس محلے کی عمارتین اونھون نے بنائین تھین اس لیے اونکا مسکن اونکے نام سے
نامزد ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ جب مانچو تاتار کا دور ہوا جن کے خاندان مین بالفعل وہانکی
سلطنت ہے اون کے رہنے کے لیے شہر کا ایک قطعہ ختائیون سے الگ مقرر ہوا
اور وجہ تسمیہ یہی ہے کہ پیچپین کا نصف شہر تاتاری کہلاتا ہے اور ایک دیوار اونچی اور
چوڑی اوسکے چارون طرف کھینچی ہوئی ہے تاکہ علیحدگی صاف معلوم ہو اور یہ حصہ
پیچپین کے شہر کا نہایت آراستہ اور پیراستہ ہے * دارالامارہ کے شہر کی راہین چوڑی
اور سنگی بنی ہوئین اور دوکانین بوقلمون ساتہ آرایش گوناگون کے سجی ہوئین ہین لیکن گلی
کوچے کا حال تباہ ہے یعنے بیشتر مقام پر بسبب تنگی کے صرف ایک آدمی کے جانیکی راہ
ہے اور کہین کہین ایسی تنگی ہے کہ اگر راہ چلنے والے دہنے بائین ہاتھون کو پھیلائین تو دونون
پہلو کے مکانات چھوے جائین اور چونکہ گلیان کچی ہین گرمیون مین گرد و غبار سے اور
برسات مین کیچڑ سے لوگون کو سخت حیرانی ہوتی ہے * شہر کے نو دروازے نہایت شاندار
اور اون مین سے جنوب کیطرف تین قریب قریب واقع ہین اور بیچ کا دروازہ فغفور کے
رہنے کے قصر عالی اور محل سرا اور دیوان خانے او محکمات سلطنت کا ہے اور یہ سب
عمارتین ایک جا پر ہین بلکہ فغفور کے ہر طرح کے علاقہ دار اوسی ایک دیوار کے احاطہ مین
رہتے ہین اور اوسی عرصے مین جو اڑہائی کوس کا ہے سارا کارخانہ نظام انتظام مملکت

اور سبز و نسبت ولایت کا دولتخانہ فغفور کا واقع ہے ہر چند کہ یہ جگہ مین شہر کے درمیان ہے
پر صناعی اور کاری گری کی بدولت باغ اور صحراؤن کی فضائیت اور سبزہ اور آب و ہوا کی
کیفیت وہان حاصل ہے چنانچہ ایک نہر فغفور کے دولتخانے سے نکلی ہے جو آب زلال سے
لبالب بہتی ہے اور دونون کنارے کی زمین مین کسیطرف سبزے کی لہک اور کہین پھولون کی
مہک کسی جا رنگت گل کا ڈہڈہاپن اور کسی جانب ریحان اور سنبل سے کیفیت چمن ادہر
پانی کی لہر سے دل لہراتا اودہر سبزے کی بہار سے جی بھر جاتا نہر مین پانی کا زور درختون پر
چڑیون کا شور ادہر ٹیلے کا مزہ اور اودہر دامن کوہ کی فضا غرض عجب طرحکی کیفیت تمام
ہر صبح و شام حاصل ہے کہ جسکی تعریف مین کلام نخچون کے بھی خام ٹھہرتے اور بیان
کاملون کے نام دہرے جاتے **نظامی** سوادش ز بس سبزہ و مشک بید * چو باغ ارم
خنبتش صد امید * بہشتی شدہ بیشہ پیرامنش * دگر کوثرے بستہ بر دامنش * ز تیہو و دراج و
کبک و تذرو * نیابی تہی سایۂ بید و سرو * گرانیدہ بومش بر آسودگی * فرو شستہ خاکش
ز آلودگی * ہمہ سال ریحان او سبز شاخ * ہمیشہ در و ناز و نعمت فراخ * زمینش بآب زرے آغشتہ
اند * تو گوئی در و زعفران کشتہ اند * خرامندہ بر سبزۂ آن زمین * خیالی نیابی بجز خورمی *
اور لطیف تر یہ ہے کہ اون سب تکلفات پسندیدہ مین بیساختہ پن پایا جاتا ہے اور اس
بے تکلفی مین بھی ایسا تکلف ہے کہ اوسکی تعریف ہو نہین سکتی کیونکہ کمال تقلید کا یہ ہے کہ
ہو بہو اصل معلوم ہووے اور یہ بات اس چار دیواری کے درمیان اتنی پائی جاتی ہے
کہ کسیکو یہ تمیز نہین ہو سکی کہ لق و دق شہر کے اندر دہات اور صحرا کی کیفیت فقط حکمت اور
صنعت کے رو سے میسر ہے بلکہ ظاہر اسباب سے یقین یہی ہوتا ہے کہ ایک صحرا مین
عمارتین بنا دی گئی ہین اور کئی بڑی بڑی جھیلین آمین کھدی ہوتی ہین جسکی خوبیان قابل دید
و شنید ہین القصہ ان جھیلون کے درمیان جو صناعی جزیرے بنے ہوئے ہین اون پر
فغفور کی مجلس آرائین اور دولت خانے ایسے موقع کے ساتھ واقع ہین کہ اونکے اوپر سے

بمجرد ایک ہی نگاہ کے دریا اور صحرا اور کہسار اور باغ اور چمن اور سبزہ زار اور جہان کے تمام مناظر حسنہ کی کیفیت معلوم ہوتی ہے غرض جب دفتر دوم مین چین کے باغون کی حقیقت بیان ہووےگی اس جگہ کی کیفیت تحریر مین آئیگی * شہر پیچین مین بیس لاکھ سے زیادہ باشندے ہین بلکہ بعض راویون کی روایت ہے کہ تیس لاکھ ہین غرض اس حساب کو وہ شخص مبالغہ نہین سمجھیگا کہ جو اس شہر مین ایکدفعہ بھی پھرا ہوگا خلاصہ یہ کہ اوس نو کوس کے دائرے مین ایک خطائی عورت کی صورت نہین دکھائی دیتی ہے اور صرف مردون کی اسقدر کثرت ہے کہ شانے سے شانا چھلتا ہے اور جسطرح دوسرے ملکون مین میلے ٹھیلے کے دنون مین جمعیت ہوتی ہے اور جگہ کی تنگی کے سبب ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے پیچین مین ہر روز ویسی ہی کثرت ہے اور جب کہ اس کثرت مین بجز چند مستورات تاتار کے کسی اور عورت کی صورت دکھائی نہین دیتی تو قیاس کے لیئے کافی ہے کہ زن و مرد ملا کے کتنی خلقت ہوگی کیونکہ بجز تبت کے جہان خلقت مرد کی عورت سے سہ گونہ زائد ہے ہر ملک مین عورت کی کثرت مرد سے زیادہ ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ وہان بھی مستورات ذکور سے زائد ہونگی غرض جب کہ سواری پادشاہی امرا یا شہر کے کبرا کی جلوس کے ساتھ شہر مین نکلتی ہے اوسوقت خلق کی ایسی بھیڑ ہوتی ہے جسطرح چونٹیان ماند سے نکلتین ہین اب یہان کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایام قحط مین اس شہر مین بڑی تباہی ہوتی ہوگی کیون کہ جس صوبے مین اتنے لوگ ہون اور وہان اناج کی پیدائش مطابق خرچ کے نہو تو پھر وہان کی تباہی کا کیا پوچھنا ہے لیکن اوسکا جواب یہ ہے کہ فغفور نے ہمیشہ کے لیے ایسا بندوبست کر رکھا ہے کہ اگر آٹھ برس تک بھی برابر قحط رہے تو پیچین اور چارون گرد کی بستیون کے باشندون کو سرکار سے برابر خوراک پہونچائی جاسکتی ہے غرض اس فیاضی کا حال آگے چل کے کھلےگا خصوص دفتر دوم مین اسکا بیان تفصیلاً مرقوم ہے * مانچو کی قوم سے ایک سردار تاتار ذی شعور عالی وقار کو پیچین کے شہر کی کوتوالی کا عہدہ ملا ہے اور پادشاہی

انبار خانے اوسکے سپرد ہین جو قحط کے اندیشے سے ہمیشہ ذخیرون سے معمور رہتے ہین
اور دارالامارۃ کے اطراف مین بڑے بڑے دس شہر ہین جن مین چانول کے گولے بہت
ہین اور اورون کو بھی معمور رکھنا اوسی سردار کے ذمے ہے غرض سچ تو یہ ہے کہ اور کسی
اقلیم کے پادشاہ کو قبلہ عالم کا لقب اتنا زیب نہین دیتا ہے جسطرح خطا کے شہنشاہ کو کیونکہ
اپنی رعیت کی پرورش اور اونکی بہبودی کے لیے کوشش کرنے کو سب کامون سے مقدم
اور سب مہمون سے اعظم جانتا ہے اور قحط سالی کے ایام مین انبار خانے کے دروازے
وا رہتے ہین اور لوگ فکر اذوقہ سے رہا اور سب طرحکا خراج او خزانہ کی اس سرکار فیض آثار
سے معافی ہوتی ہے او فغفور والاشعور یہان تک اپنی رعیت کے ساتھ فیض خاوندی
سے پیش آتا ہے کہ خالق کی خفگی کے آثار مخلوق کے دامن دل پر غبار تک نہین لاتے ❊
پیچین کا ناظم باوجود اس جاہ وجلال کے شہر کوتوال کہلاتا ہے اور تمام شب شہر مین
اوسکو گشت کرنا ہوتا ہے تاکہ اپنے اپنے پہرون پر سپاہی اور چوکیدار ہوشیار اور اپنے
کام سے خبردار رہین اور اسکے تابع کے جتنے لوگ ہین ایسے ہوشیار اور دیانتدار ہین کہ
مدتون کسیطرح کی چوری یا سرزوری کم ظہور مین آتی ہے اور اگر کسی نے مہینون کی سعی اور
محنت سے نقب بھی کھود دی تو مال کے لیجانے مین سلامت جانا اور جان بچانا محال ہوتا ہے
پھر رات کے بعد شہر کے سب دروازے جو سڑک کے موڑ پر واقع ہین بند ہوتے اور اون پر
دربان کھڑے رہتے ہین اور بجز طبیب کے یا جو اوس کی طلب مین جاتا ہے کسی اور کو مکان
کیا کہ گذر کرنے دیوین اور جو لوگ اس طرح جانے بھی پاتے ہین تو بے مشعل کی روشنی ساتھ لیے
آمدورفت نہین کرنے پاتے اور یہ بڑا لق ودق شہر جسمین تمام روز شور وغوغا سے حشر برپا رہتا ہے
شبکو محلۂ خاموشان ہو جاتا ہے کیونکہ شادی بیاہ ناچ رنگ کھانا پینا محفل مجلس ہر طرحکا
چرچا پچھر شب کے اودھر ہی تمام ہوجاتا ہے اور بعد دروازون کے بند ہونے کے کسی کی مجال
نہین کہ دروازے کے باہر قدم رکھے یا اپنے مکان مین بھی غل غوغا مچاوے اور دن کو بھی

ہر گلی کوچے مین کوتوال کے پیادے متعین ہین تاکہ کوئی شخص فتنہ و فساد اور کسیطرحکی بے ادبی نکرنے پاوسے اور یہ لوگ ہر وقت کمر بستہ کمر مین تلوار باندہے اور ہاتھہ مین چابک لیے کھرے رہتے اور حکم شاہی یہ ہے کہ وے بے تکلف اوس شخص کو مار بیٹھین خواہ ادنی خواہ اعلی جس سے کوئی حرکت خلاف ادب اور تہذیب کے سرزد ہووے غرض اس انتظام و انتظام اور ربط و ضبط کے سبب سے چین مین یہ امن و امان ہے کہ روے زمین کے کسی شہر مین شاید نہووے ٭ اب ذکر سابق سے یہ گمان نکیا چاہیے کہ چین مین ہر شخص تونگر اور مایہ ور ہے یا کسیکو تنگی اوقات نہین ہے کیونکہ کثرت خلائق کے سبب سے بیشتر ونکی اوقات ایسی ناچاری سے کٹتی ہے کہ مفلسی اور تنگدستی حد سے گذر جاتی ہے چنانچہ خشکہ اور نمک اور کبھی ایک آدہ لسن اور پیاز کی گرہ کے ساتہ اونکی غذا برسون ہوا کرتی ہے اور دودہ اور گھی کا تو کیا ذکر ہزارون کی عمر کٹ گئی ہے لیکن روٹی کی صورت اونھون نے نہین دیکھی بلکہ بعض کے حق مین قحط عام کے ایام باعث مسرت تام ہوجاتا ہے کیونکہ سرکار سے اونہین کو کھانیکو ملتا ہے اور اون بیچارون کی پوشاک کی یہ صورت کہ نیلی مرزائی مشابہ بغلی کرتے سے موٹی چکٹ کپڑیکی گلے مین پڑی رہتی ہے اور اوسی طرحکا ایک پایجامہ اور گھاس کی بنی ہوئی ٹوپی سر پر اور گھاس ہی کا بنا ہوا جوتا چڑہا رہتا ہے اور غالب ہے کہ بدن پر سے یہ کرتا اور پایجامہ دم بھر کے لیے برسون نہین اوترتا جب تک کہ چیتھڑونکی نوبت اور دوسرے جوڑے کی بہت حاجت نہین ہوتی ہے اور شہر چین مین گرانی ہمیشہ رہتی ہے یہان تک کہ اہل حرفہ مین سے جو بہت کامل ہین اونکو اگر آٹھہ آنے روز اجرت کے ملین تو وہ غنیمت سمجھین اور اکثر غربا فقط کھانے کپڑے پہ خدمتگاری کرتے ہین اور چونکہ یہ سب باتین فغفور کے حضور مین روشن ہین اسی سبب سے چانول اور جوار باجرے کے ذخیرے سرکاری انبار خانون مین ہمیشہ معمور رکھے جاتے ہین ورنہ ایک سال کے قحط مین نقشہ چین صفحہ روے زمین سے مٹ جاوے بلکہ اطراف و جوانب کے گانو او شہر

بھی نیست اور نابود ہوجاوین اور بعض سیاحون کا یہ بیان ہے کہ حوالی دار الامارۃ کی بستیون
مین لاکھون آدمی ہر سال ایام سرما مین سردی کی شدت سے مرجاتے ہین اور لباس گرم
تو کیا اوڑھنا بچھونا تک میسر نہین ہوتا اور نہ کویلا نہ لکڑی اونکے نزدیک ہوتی ہے کہ اوسے
جلا کے سختی سرما کو دور کرین اور اگر جنگل پاس ہوتا تو وہان سے غربا لکڑی چن لاتے اور جلاتے
بلکہ سیکڑون کوس تک کفدست میدان ریگستان ہے اور علاوہ اوسکے جاڑون مین مفلسی
سے اور گرمیون مین امراض حارہ سے کہ جسکا سبب ظاہرا کثافت کوچہ اور تنگی مکانات اور
ہر گھر مین کثرت باشندون سے ہے ہزارہا لوگ ضائع ہوتے ہین باوجود اسکے آبادی کا وہ
حال ہے جو مذکور ہوا ٭ اب لازم ہے کہ کچھ بیان اون شہرون کا کیا جاوے جو بعد دار الامارہ
کے صوبہ پیچیلی مین قابل تذکرہ کے ہین ٭ واضح ہو کہ دوسرا شہر پیچیلی کے صوبے مین ٹیٹین فو
کہلاتا ہے اور بعد دار السلطنت کے اسیکا رتبہ معلوم ہوتا ہے اور پیچیلی کا ناظم ہمیشہ اسمین
بود و باش کرتا ہے اسکی سرزمین بہت لطیف اور زرخیز ہے اور تمام صوبے مین سوا پیچین کے
ایسی آبادی کسی مین نہین ہے ٭ ہوکین فو تیسرا شہر پیچیلی کا ہے اور بجز اسکے اس شہر کی کوئی
دوسری بات مشہور نہین ہے کہ فیمابین حدود اسی شہر کے ٹین چن نام ایک دوسرا شہر ہے
جسکو لارڈ مکارٹ نے بہادر پادشاہ انگلستان کے سفیر نے طول و عرض مین برابر لندن کے
ٹھہرایا ہے حالانکہ خطا کے شہرون مین اوسکا رتبہ بہت کم ہے ٭ چوتھا عالیشان شہر اس
صوبے کا چین ٹین فو کہلاتا ہے اور وہ اسقدر وسیع ہے کہ تیس ۳۰ شہر اوسکے توابع ہین اور
اوسکے شمال کیطرف پہاڑون کی ایک قطار ہے جسمین اقسام طرحکی جڑی بوٹی پائی جاتی ہے
٭ یان ٹین فو کا شہر قریب سمندر کے واقع اور کاغذ وہان بنتا ہے اور چارونطرف اوسکے پہاڑ ہین
جسمین ٹین کے بہت سے معدن ہین ٭ شیون ہوا فو ایک شہر بزرگ اور عظیم الشان ہے اور عمارتین اسمین
کثرت سے اور خوبصورت ہین اور راستے بہت صاف اور وسیع اور ترپولیے جگہ بجگہ نہایت
پرتکلف ہین اور یہ ترپولیے بطور یادگار کے اون لوگون کے لیے بنے ہین جو سپاہگری یا علم و

ہنر یا خیر خواہی سرکار یا اور کسی امر مین مشہور تھے اور جسطرح فرنگستان کے شہرون مین منار وغیرہ ان باتون کے لیے سرکار سے یا اتفاق رعایا سے بنائے جاتے ہین اوسیطرح ختا مین انزپولیون کا دستور ہے کہ نام ورون کے بقاے نام ونشان کے لیے تیار ہوتے ہین چونکہ دیوار ختا اس جگہ سے بہت قریب ہے اگلے دنون مین جب چین مین ملکی پادشاہ تھے وے لوگ خوف سے یورش تاتار کے چند قلعے اس جگہ پر حفاظت ولایت کے لیے تعمیر کیے تھے اور اب ہرچند بسبب متحد ہونے پادشاہ ختا اور تاتار کے اوسکی کچھ حاجت نہین ہے مگر پھر بھی وہ عمارت قدیم موجود ہین اور اون مین بدستور سابق فوج متعین رہتی ہے کیونکہ داشتہ آید بکار اس صوبے مین ایکاون شہر ہین لیکن جنکا ذکر ہوا فقط اونھین کا حال بیان کے قابل تھا اس لیے معرض ارقام مین آیا۔ صوبے پیچیلی کی سرزمین مین یہ خاصیت زور سے کہ چار چیز سے تین مین شور ہے یعنے آب وہوا وخاک مین شوریت حد سے زائد ہے چنانچہ بعض پرگنون مین اگر صبح کیوقت میدانون پر نظر کیجیے تو یہ معلوم ہووے کہ ایک سپید چادر کا فرش کوسون تک بچھا ہوا ہے اور یہ فقط شوریت سے ہوتی ہے جو شب بھر مین جمجاتی ہے اور ہوا مین یہ شوریت ہے کہ باوجود اسکے کہ غربا نہایت کثرت سے چھوٹے چھوٹے غلیظ اور تنگ مکانون مین رہتے اور اکثر گھرون مین یہ حال ہے کہ اونکے رہنے والے تمام شب گویا ایک کے اوپر ایک پڑے رہتے اور دن کو جب آدھے سے زیادہ اپنے کاربار مین نکل جاتے ہین تو باقی کو چلنے پھرنے کی جگہ ملتی ہے اور باوصف اسکے کہ شہرون کی گلی کوچے کسافت سے بھرے رہتے ہین لیکن باینہمہ بسبب شوریت ہوا کے وبا اور امراض مہلکہ جو دفعتہً اور ملکون مین دکھائی دیتے اور عالمگیر ہوتے ہین صوبہ پیچیلی مین سننے مین نہین آتے اور دوسری دلیل شوریت ہوا کی یہ ہے کہ ہرطرح کے ماکولات پیچین مین بے سڑے اور گندیدہ ہوے رہ سکتے ہین یہانتک کہ مچھلیان غیر نمک سود دو مہینے تک بازارون مین فروخت کیواسطے رکھی رہتی ہین اور نہین سڑتین تیسری دلیل یہ ہے کہ برس کے نو مہینے پانی شب کو جمجاتا ہے اور اوس پانی مین یہ شوریت

ہوتی ہے کہ جب وہ جمجاتا ہے تو دھوپ مین گھنٹون بے پگھلے رکھا رہتا ہے سوآے اسکے پانی کی
شوریت اسی سے ظاہر ہے کہ اگر پانی جوش کیا جاوے تو دو گھڑی کے بعد اسکے اندر چارون
طرف سے ایک سفید تہ ملائی کی طرح جمجاتی ہے الغرض زمین وآب وہوا سب شور ہین لیکن زراعت
پھر بھی بُری نہین ہوتی اور اہل ختا کی جد وکد اور محنت ومشقت کے آگے جبلی خاصیت زمین کی
بھی دور ہوجاتی ہے * دار الامارہ پیچین کے مغرب کی سمت برخ بایب یعنی گوشہ شمال ومغرب
پہاڑون کی قطار ہے اور اون مین ہرنین نافہ دار پیدا ہوتی ہین اور چونکہ یہ جانور مثل اور ہرن کے
گلّے مین نہین رہتا اور ایک دو پہاڑون کی چوٹیون پر چرتا پھرتا ہے اور ایسے اونچے مکانون پر
سکونت اختیار کرتا ہے کہ اوسکی بلندی پر پرندہ دیکھکر تھرّائے اور وہان تک جانے مین درندہ کا
کلیجا مُنہ کو چلا آئے اور درندہ کا پانو دیکھے اس جہت سے تحقیقات کما حقہ اوسکی عادات اور
حرکات کی نہین ہوئی اور شاید نہو ویگی لیکن اہل تبت وتاتار اور خطایون کی روایت یہ ہے اور
فرنگستان کے پادریون نے بھی اوسکی صداقت پر گواہی دی ہے کہ ترکیب اس ہرن کی اور
ہرن کیطرح کچھ ہے اور کچھ بکری کی طرح ہے لیکن سینگ نر اور مادہ کسیکو نہین اور ڈیل ڈول
قد وقامت بھی بنگالے کی بکری سے زیادہ نہین لیکن نزاکت اور چابکی حد سے زیادہ اور سبک رو
اور چالاک وہ اسقدر ہے کہ ہوا اور بجلی سے اوسے تشبیہ دینی مبالغہ نہین اور اس ہرن کے مادہ کی ناف
مین مشک نہین ملتا اور نر کی ناف پر ایک تھیلی مین مشک ہوتا ہے * اب سنا چاہیے کہ خداوند
کریم نے چونکہ ہر جاندار کو اپنی حفاظت جان کی تدبیر سجھادی ہے اس لیے اس ہرن کو سینگ
کے عوض مشک اوسنے عطا کیا ہے کیونکہ امر تحقیق ہے کہ جب شیر یا بھیڑیا یا اور درندے
کا خوف اوسکو ہوتا ہے تو مشک کی بو کا بقہ اسیطرح سے چھوڑتا ہوا گریز کرتا ہے کہ اوسکا
دشمن بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اور بعضے اوقات اوس بو کی شدت حرارت اور یبوست سے
دماغ فوراً پھٹ کر مرجاتا ہے اور یہ پہاڑیون کی روایت ہے کہ غذا حاصل کرنیکے لئے خداوند
تعالےٰ نے اس ہرن کو مشک عطا کیا ہے اور اونکا بیان یہ ہے کہ یہ جانور سانپ کو کھاتا ہے

اور سوا اوسکے گوشت کے دوسری غذا نہین کرتا اسلیے جب سانپ کو دیکھتا ہے مشک کی
بو سے اوسکو بیہوش کرکے کھا جاتا ہے غرض یہ بات مثل فسانے کے معلوم ہوتی ہے اور
اگر سچ بھی ہو تو تعجب نہین کیونکہ مشک کی بو سے سانپ دیوانہ ہوجاتا ہے اور یہ تحقیق ہے
کہ کسی کے پاس اگر زیادہ مشک ہووے تو سانپ اوسکو نہین کاٹتا ہے بہرحال اس مشک
کی تین قسمین ہین سب سے بہتر وہ جو جھلی کے اندر مثل سنگ کے سخت جما ہوا ہوتا ہے اور اوسکی
شناخت یہ ہے کہ اگر سوت کو لہسن کے گرہ مین مل کر مشک پر ذرہ سا گھسیے تو لہسن کی بو سوت
سے اوڑ جاویگی اور دوسری قسم مشک کی وہ ہے کہ جسمین چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہین اور
وہی ہندوستان مین بکنے آتا ہے اور تیسری قسم مثل روغن کے ہے لیکن وہ دوا کے کام کا نہین
اور پہلی قسم کو دوسرے ملک مین لیجانا اور بیچنا نہایت ممنوع ہے اور فقط فغفور کے حضور
مین پہنچایا جاتا ہے اور اونکے اقربا کو جو قرابت قریبہ رکھتے ہین تقسیم ہوتا ہے اور ون کو اوسکا
ملنا محال ہے ٭ تین طرح سے اس جانور کا شکار ہوتا ہے ایک یہ کہ جب شکاریون نے دور سے
دیکھا یا پتا لگایا کہ ہرن کسی مقام پر ہے تو تین بانسری بجانے والے شکاریون کے ساتھ جاتے اور
کسی گوشے مین بیٹھکر میٹھی اور دردناک آواز سے ملائمت کے ساتھ بجاتے ہین اور چونکہ یہ لطیف طبع
جانور صداے خوش کا نہایت والہ و فریفتہ ہے اوسکے سنتے ہی اوسی سمت کو آہستہ آہستہ
ناچتا کتراتا ہوا چلتا ہے اور باوجود خوف اور رمیدگی جبلی کے یہان تک قریب جاتا ہے کہ
بندوق سے اوسے مار لینا سہل ہوتا ہے لیکن بانسری سے زیادہ لڑکون کے مہین اور موہنی
سُر کے گانے پر ہوش کھو دیتا ہے اور بے ساختہ چلا آتا ہے اور جب شکاری بندوق سے شکار
کیا چاہتے ہین ان دو ترکیبون مین سے ایک کو کرتے اور دوسری صورت جال سے پھسانیکی
ہے اور تیسری یہ کہ جب وہ پانی پینے کو پہاڑ سے جھیل مین اوترتا ہے تو پیچھے سے شکاری سب
بڑے بڑے ڈھول اور جھانجھ بجانا اور حشرات مچانا شروع کرتے ہین اوسوقت دہشت سے
گھبرا کے ہرن پانی مین کود پڑتا ہے اور ڈوب مرتا ہے غرض ان تینون طور سے بندوق کا شکار

بہتر ہے کیونکہ جانور جلد مرجاتا ہے اور مشک بگڑنے نہین پاتا ورنہ اگر کچھ دیر تک اوسکو ایذا ہووے
تو مشک جو حقیقت مین خون ہے سارے جسم مین سرایت کرجاوے اور ناف مین مطلق نہ رہے
اسی لیے ہرن کے دام مین پھنسنے کے ساتھ ہی شکاری دوڑ کر ریشم کی ڈوری ناف کے گرد اسقدر
زور سے باندہتا ہے کہ بالکل رگون کی راہ مسدود ہوجاتی ہے ورنہ اگر ذرہ بھی کسنے مین دیر کی یا
اچھی طرح نہ باندہی گئی تو مشک کی صورت دکھائی نہین دیتی ہے اور گوشت اوسکا تلخ ہوجاتا ہے
اور مشک کی بو پیدا کرتا ہے اور یہ جانور بھیڑیا وغیرہ درندون کے ہاتہ کم ایذا پاتا ہے کیونکہ علاوہ
چستی و چالاکی اور رمیدگی کے بذاتہ اوسکو اسقدر حزم اور دور اندیشی ہے کہ اپنی مینگنی کو بلی کی مانند
خاک مین چھپاتا ہے اور پیشاب کرکے اوسکو چاٹ جاتا ہے تاکہ دشمنون کو اوسکا پتا نہ ملے
غرض حضرت انسان کی خونخواری درندون سے بھی زیادہ ہے کہ جو جانور شیر اور بھیڑیا کو اوس
ترکیب سے بھلاوا دیتا ہے وہ آدمی سے نہین بچتا * زرد رنگ کے چوہے اس صوبے مین افراط سے
ملتے ہین اور فرنگستان مین جو چوہے ہوتے ہین اور اکثر لوگ اونکو کلکتے مین لاکر بیچتے ہین اوس
قسم کے بھی بہت سے صوبہ پیچیلی مین پیدا ہوتے ہین * اور جمادات سے اس صوبے کے پہاڑون
مین معدنیات سنگ چماق اور بلور اور سنگ مرمر کے ہین * پیچیلی کے صوبے مین تین کرور
اسی لاکھہ باشندے ہین اور نظامت کے جنگی کارخانجات اور دیوانی کے اخراجات کے وضع
کے بعد ستہتر لاکھہ سولہ ہزار دو سے چالیس روپے سکہ خراج زمین کی بابت اور تیرہ لاکھہ اڑتیس
ہزار چورانوے روپے بابت فروخت نمک اور دو لاکھہ اکتالیس ہزار آٹھ سے اٹھانوے
روپے اجناس تجارت کی آمدنی ورفتنی کا محصول سالانہ فغفور کے خزانے مین اس صوبے سے
بطور پس انداز کے داخل ہوتے ہین اور جمع ان مبالغ کی بانوے لاکھہ چھیانوے ہزار دو سے
بتیس روپے ہوتی ہے چونکہ ختا مین بجز ایک قسم کے پیسے کے روپے اشرفی کا سکہ جاری
نہین ہے اس لیے رواج چاندی سونے کی گلیون کا ہے اور ہر گلی ایک تولے کی وزن کی ہوتی ہے
اور ختا مین ٹیل کہلاتی ہے اور چونکہ کلکتے کے بازار مین تین روپیہ مرشد آبادی سکہ اور ایک آنہ اور

ایک پیسے کو ٹیل بکتی ہے اس حساب سے نامہ نگار نے مبلغ مذکور کی مالیت اوسطً چر ٹھہرائی ہے
تاکہ اس تاریخ کے ناظرین کو مطلب تک پہنچنے مین دقت نہووے + + + + + + + + + + +

تیسرا باب

کیانگ نان کے صوبہ کے بیان مین

یہ صوبہ ساری مملکت خطا مین زیادہ زرخیز اور قابل تجارت کے ہے اور چونکہ یہ دونو صفتین وہان باہم جمع ہین کیانگنان کے برابر زرخیزی اور آبادی مین کم کوئی جگہ دکھائی دیتی ہے اور اسکی پچھم حد پر صوبجات ہونان اور ہوکوانگ اور دکھن پر چنگیانگ اور خیکیانگ اور پورب پر سمندر ٹانکین اور باقی صوبہ شان تانگ سے متصل ہے چند دنون کہ خطائی فرمانروائی وہین کے لوگون سے متعلق تھی اور شہریار تاتار سردار قبلہ خان نے اوس دیار پر یورش نہین کی تھی اون دنون اسی صوبہ مین دار السلطنت تھی اور تختگاہ پادشاہ شہر نانکین کہلاتا تھا لیکن جب کہ چنگیزخان کے پوتون نے ایک عالم کو تہ وبالا کر ڈالا اور قبلہ خان چین مین پہنچا تو شہر پیچین کو اوس نے تختگاہ سلطنت قرار دیا * یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور اوس مین چودہ شہر بہت بڑے اور ترانوے شہر چھوٹے چھوٹے ہین لیکن سب بہت خاصے اور قابل تعریف کے ہین اور بڑی تعریف تو یہ ہے کہ ان شہرون مین سے کوئی ایسا نہین ہے جو تجارت کے لیے مشہور نہووے اور کشتی اور جہاز کی آمد و رفت کی نہایت سہولیت سے ہے کیونکہ یانگ سے کیانگ جو سب سے گہرا اور چوڑا دریا خطا کا ہے اس صوبے کے درمیان سے بہتا ہے اور اکثر شہر اوسی کے کنارے پر واقع ہین اور جو کہ فاصلے پر ہین اون تک پہنچنے کے لیے نہرین کھدی ہوئین ہین اور ورای تجارت کے ایک اور سبب عظیم اس صوبے کے زرخیزی کا یہ ہے کہ اہل حرفہ یہان کے بہت ہنرمند ہین اور اونکی کاریگری کی تعریف ہفت اقلیم مین پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ سے سوداگر چیزین خریدنے آتے ہین اسلیے محصول کے بابت بہت تحصیل ہوتی ہے اور فقط ایک شہر چانگ ہین اور اوسکے متعلق موضعون مین دو لاکھ

جولاہے سوتی کپڑے کے بنانے والے رہتے ہین ۞ اس صوبے کے باشندے بہت اہل اور
خلیق اور عقلمند ہوتے ہین اور علوم و فنون کیطرف بہت رغبت کرتے خصوص طبابت یہانکی
بہت چمکی ہوئی ہے اور اطبا سے کامل اکثر اسی جگہ ملتے ہین ۞ کیانگ نان صوبے کا سب سے بڑا
شہر نانکین کہلاتا ہے جسکا ذکر ابھی ہوچکا کہ ملکی پادشاہون کا دارالامارہ تھا اور اون دنون
ساری مملکت مین ایسا خوبصورت اور وسیع اور عمدہ شہر کوئی نہ تھا ۞ اوس ایام کی جاہ و جلال
کا حال ختائی سب یون بیان کرتے ہین کہ اگر دو شہسوار تیز رفتار گھوڑون پر ایک دروازے
سے دم صبح نکلتے اور دہنے بائین گھوڑے ڈالکر تمام روز سرپٹ دوڑاتے ہوئے شہرپناہ
کی دیوار کے نیچے سے جاتے تو مغرب کے وقت وے دونون دوسرے دروازے پر جا ملتے
اور باوجودیکہ ان دنون یہ شہر بہ نسبت آگے کے بہت خستہ حال ہے لیکن پھر بھی یہ احوال ہے
کہ چوبیس ۲۴ کوس کے عرصے مین معمور اور آباد ہے اور سڑکین بہت وسیع اور سنگ بست و رو
لکھوکھا دکانون سے مثل چمن کے آراستہ و پیراستہ ہین ۞ شہر کے باہر ایک مینار ایک سو چھتیس ۱۳۶ ہاتھ
بلند اینٹون کا بنا ہوا ہے اور اوسکے باہر سے وہ مصالحہ بجائے چونے کاری کے جما ہوا ہے کہ جس سے
چینی کے برتن ہوتے ہین اور کاریگرون نے اپنی پختہ کاری سے نیچے سے اوپر تک یہ تکلف کیا ہے
کہ باوجود نو طبقہ ہونیکے ایک ڈال معلوم ہوتا ہے اور ایسے ایسے خوش رنگ رنگون سے رنگا
ہوا ہے اور یہان تک طلاکاریون سے مطلا کیا گیا کہ جب آفتاب کا شعاع اوسپر پڑتا ہے
تو نظر اوسپر نہین ٹھہرتی اور آنکھین چندلا جاتین ہین اور عجب ایک عالم نور کا سا ظہور مین آتا ہے
کہ دیکھنے والے نزدیک و دور کو قصہ کوہ طور کا یاد پڑتا ہے اور باوجود اسکے کہ چار سو ۴۰۰ برس ہوے
امینگ کے گھرانے کا ایک شہنشاہ نے اس منارہ کو بنوایا تھا مگر آج تک کل کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے
اور اندر اوسکے ہر طبقے پر ایک ایک گھر بازیب فر بہت مذہب و مطلا تصویرون اور
بتون سے بھرا ہوا ہے اور باہر کی دیوارون مین صدہا طاقچے ہین کہ جن مین گھنٹے بے شمار
بانقش و نگار اس انداز سے لٹکے ہوئے ہین کہ جب کسی طرف سے ذری سی بھی ہوا چلتی ہے

تو اون سبھون سے اقسام طرحکی صداے خوش بلند ہوتی اور نہایت میٹھی اور سُریلی لئے نکلتی ہے
اور روایت ہے کہ قریب ساڑہے پندرہ لاکھہ روپے کے اس عمارت دلپذیر کی تعمیر مین خرچ ہوے
تھے مگر اہل بصارت کے نزدیک اس عمارت کی خوبصورتی پر سے کڑوڑون روپیہ تصدق ہے
کہ جسکے دیکھنے سے بڑے بڑے معمارون کا رنگ فق ہے **مثنوی لمولفہ** ہے منار اک عمارت نور
جسکے ہر طرف نور کا ہے ظہور * اوسکی نقشون کو گر کرینگے یاد * چین مانیگے مانی و بہزاد * گر
کرین فکر سے وہ دامن چاک * کھیچے اونسے نہ اوسکا خا کا خاک * کہین اوسکو تو عقل سے ہے
قرین * فی الحقیقت نگارخانہ چین * چونکہ شہر نانکین وہانکے ملکی بادشاہون کا دارالامارہ تھا
اسیلیے جب قوم تاتار نے اوس دیار پر فتح پائی وہانکی عمارات اور شاہنشاہون کے مزارات کو تڑوا
کھدوا ڈالا اور اوس آبادستان قدیم کو ویرانہ کردیا اور سب کچہ اس شہر سے لوٹ کر اپنی بیت السلطنت
پیچین کو آباد کیا لیکن ہنرورون کا ہنر اور جد و جہد پیشہ وران ہنرور اور اہل علم کے علوم وفنون
کو وہان تک نہ پہنچا سکے کیونکہ یہ سب خوبیان یہان کی آب وہوا کی تاثیر سے متعلق ہین ایکقسم
کی لال روئی اس شہر کے گرد و نواح مین پیدا ہوتی ہے جس سے ایک طرحکا کپڑا خوش رنگ اور
مضبوط بنا جاتا ہے اور وہ ہندوستان مین بھی بکنے کو آتا ہے اور عوام الناس اوسے لال کہین
کہتے ہین اور اس روئی کا عجب خاصہ ہے کہ اگر اوسکے تخم کو سوا نانکین کے اور کسی جگہ مین
بوتے تو روئی سفید ہوتیگی اور وہ رنگ مایل بسرخی جو شہر نانکین کی اطراف مین بسبب تاثیر
زمین کے روئی مین ہوتا ہے روے زمین پر کہین نہین ہوتا ہے اور یہ نانکین وہ شہر ہے جہان
۱۸۴۲ء مین بعد اتمام لڑائی کے صلحنامہ درمیان والی چین و اہل برطان کے لکھا گیا ہے
اور اوسکا حال انشاء اللہ تعالی دفتر دوم مین لکھا جائیگا * بعد اس شہر کے صوبہ کیانگ نان مین
سوچو کا شہر قابل مذکور کے ہے بلکہ مملکت ختا مین اس لطف کا کوئی شہر دکھائی نہین دیتا ہے
اور ختائی سب اس بلدۂ آبادمینو سواد فسحت بنیاد رشک ارم ذات العماد کے باب مین کہتے ہین
کہ زمین پر نقل بہشت کی موجود ہے اور جن انگریزون اور دوسرے اہل فرنگ نے اس شہر کو دیکھا ہے

اور وہانکی نقد خوبی کو محک امتحان سے پرکھا متفق القول ہین کہ روے زمین پر ایسی جگہ نہین ہے اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب خداوند عالم و عالمیان نے اس خطّہ کو عرصۂ شہود دکھلایا تو خزانۂ غیب سے اوسکے دامن حال کو نقود صفات خوبی سے بھر دیا کیونکہ سرزمین وہان کی یہان تک زرخیز اور لطافت آمیز ہے کہ جہان کشتکاری ہوتی ہے وہان خوشبو اور خوش رنگ پھولون کا جنگل ہو رہتا ہے اور توت کے درخت از خود پیدا ہوتے ہین اور ہوا یہان کی لطیف و دلکشا اور پانی خنک اور خوش ذائقہ مثل تختہ بلور کے شفاف بلکہ آب گہر سے باآب اور صاف ہے اور ہندوستان کے ایام بہار کا لطف وہان پر چارون موسم مین ملتا ہے کہین گل پھولا ہے کہین غنچہ کھلتا ہے اور غذا اور عیش و عشرت کے اسباب سستے اور کثرت سے ہمیشہ میسر ہوتے ہین لوگ فارغ البال مرفہ الحال مزے سے کھا پی کر آرام سے سوتے ہین باشندے وہان کے خلیق خوش مذاق صاحب جوہر ادب اور تہذیب مین طاق ہین مکانات ستھرے اور عالی اور سڑکین صاف و پختہ وضع کی نرالی اور صدہا نہرین شہر کے محلون مین آب زلال سے لبریز بہتین اور کشتیان اوسمین خوش قطع اور خوشرنگ پھرتی ہین اور اونکے کھیونے والیان صدہا رنڈیان باحسن و جمال پری تمثال زہرہ جبین مشتری خصال خوش عشوہ انداز سحر طراز لطیفہ باز بات باتون مین ناز طالب نیاز جو پل بھر مین ہزارون ذورق دل کو دریاے محبت کے پار لگاوین اور صدہا سفینۂ صبر کو قلزم ناکامی مین ڈوبا دیوین اون کشتیون مین بیٹھے رہتے ہین لارڈ مکاتلی بہادر سفیر انگلستان کے مصاحبون مین مٹھرا صاحب ایک شخص بہت لائق و فائق تھے وہ اس شہر کے باب مین فرماتی ہین کہ سوچو کا شہر تعلیم گاہ اصحاب علم و تجارت و ارباب ہنر و حرفت اور مجمع و مسکن نٹون اور بھانڈون اور نقالون اور شعبدہ بازون اور لولیان گلفام و نسرین تنان سمن اندام کا ہے اور یہی شہر ختائیون کی وضع پوشاک زبان دستور اور رواج کی یکسان ہے دلیل یہان کا دستور سند یہان کی چال ہے غرض ہر بات مین یہ شہر خراد ہے یہان کا آدمی ہر فن مین اوستاد صاحب ایجاد ہے اور اوسکی وسعت کی یہ ایک بڑی دلیل

بیان قابل تنقیل ہے کہ لارڈ مکارٹنی بہادر نے اس شہر کی چوتھائی کی سیر کی تھی جسمین چار گھڑی کامل گھوڑے کی سواری مین تھے اور اسی جگہ سے امیرون کے محلون کے لیے حرمین خرید کی جاتی ہین اور بہت لوگون کا یہی پیشہ ہے کہ حسینہ اور جمیلہ چھوکریون کو مول لیکر گانے بجانے نشست برخاست و آداب محبت مین تعلیم کر کے ختائی امرا کے محل سرا مین داخل کرتے ہین اور تعجب یہی ہے کہ ایک ہی شہر مین اس عیش و عشرت کے ساتھ علم و ہنر کا بھی نہایت چرچا ہے کیونکہ علم اور عیش سے ہمیشہ کی دشمنی ہے اور جسکو کہ ہوا ے شکار و سیر ہے اوسکو علم و ہنر سے بیر ہے * سونک کیانک ایک اور شہر اسی صوبے کا ہے اور ساری مملکت ختا کے علاوہ غیر ملکون مین بھی اقسام طرح کے سوتی کپڑے اسی جگہ سے جاتے اور نہایت باریک اور مضبوط ہوتے ہین * چوتھا شہر اس صوبہ کا چینکیچو کہلاتا ہے اور یہان کے پانی کی یہ تاثیر مشہور ہے کہ چاے جب اسمین جوش دیجاتی نہایت لذیذ ہوتی ہے اور اسکے تحت مین ایک چھوٹا سا شہر ہے جہان پر ایک قسم کی پیالی چاے پینے کے لیے بنتی ہے جسمین دم بھر رکھنے سے ذائقہ چاے کا اسقدر بہتر ہو جاتا ہے کہ فغفور اور ختائی امرا اوسی مٹی کے ظرف مین چاے پیتے اور شاید مرد کی پیالی کی اتنی قدر نہین کرتے ہین * پانچوان شہر قابل الذکر چینک کیانگ کہلاتا ہے اور چونکہ سمندر کیطرف سے دشمن کی تاخت کی صورت یہان ہو سکتی ہے اس لیے فوج متعدد متعین رہتی ہے اور قلعہ یہان کا اور شہر پناہ کی دیوار بن خوبصورتی اور مضبوطی مین بانند ہین اور تجارت بھی بسبب قرب بحر محیط بہت چمکی ہوئی ہے * یانگچو کا شہر مانند سوچو کے فضا و زینت اور تکلف اور آبادی کے لیے نامور ہے اور لوگ بھی یہان کے بہت عیاش ہوتے ہین اور اکثرون کا پیشہ یہ ہے کہ چھوکریون کو تعلیم کر کے اور طریقہ دل فریبی و جان ربائی ناز و انداز ادا یا غمزہ و عشوہ سحر و کرامات رمز و کنایہ محاورہ روزمرہ چستی و چالاکی سیماب وشی شعلہ مزاجی تراش و خراش سخن غرض ساری ضروریات اس فن کے سکھا اور محاسن سیرت سے حسن صورت کو دوبالا بنا امیرون کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہین اس شہر کی وسعت و فسحت آراستگی و پیراستگی اکثر سیاحون کی روایتون سے ثابت ہین نمک کے تاجرون نے اپنے خرچ سے فغفور کے لیے عیشگاہ بنادیا ہے

اوروہ طول وعرض مین اتنا ہے کہ بعض شہر اتنا وسیع نہین ہوتا اور جو تکلفات فن باغبانی
کے ملک ختا مین معمول ہین یہان بھی پائے جاتے اور دفتر دوم مین اوسکا حال بالاجمال معرض
ارقام مین آویگا ٭ نگانکین کا شہر اس صوبے کی ولایت مغربی کا پایۂ تخت ہے یعنے دو تقسیمین
جو بسبب وسعت صوبے کیانان کی گئی ہین اور بہتر انتظام کے لئے ہر ایک مین الگ الگ
صوبہ دار مقرر ہین ان مین سے ایک کی رہنے کی جگہ یہ شہر ہے اور چونکہ تاجرون کی ثروت کا ذ ہے
زرخیزی اور آبادی مین بھی مشہور ہے ٭ ہیچو ایک اور شہر ہے جہان کے لوگ بہت قانع اور کفایت
شعار اور راست بازی اور نیک معاشی کے لیے مشہور و معروف ہین اور ان صفتون کے جمع ہونے
سے یہ بات اونھون نے پیدا کی ہے کہ اون لوگون کا قول و قرار زبانی دوسرے شہر والے کے
روپے سے بہتر ہے اور اونکے یہان کی چاے اور سیاہ روغن اور لکھنے کی روشنائی اور چینی برتن
بنانے کی مٹی ہر جگہ رغبت سے خرید کی جاتین اور اسکے اطراف مین جو پہاڑ ہین ان مین معدنیات
سونا اور چاندی اور تانبے کی ہین ٭ الغرض صوبہ کیانان مین تیس شہر چھوٹے بڑے ہین
لیکن عاصی نے سب کا مذکور ضرور نہین سمجھا اور جو نامور ہین اونھین کا بیان کیا اور تین کروڑ بیس لاکھ
باشندے اس صوبے مین رہتے ہین اور فغفور کے خزانہ مین بعد وضع اخراجات جنگی اور ملکی ایک
کروڑ بابت خراج ملک و تریسٹھ لاکھ روپیہ بابت فروخت نمک ساٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ
بابت محصول اجناس تجارت سالانہ پہنچتا ہے ٭ اس صوبے کے متعلق سانگ ہینگ کا جزیرہ
تیس کوس کا ہے اور نو کوس عرض مین ہے اور یہ جگہ اوایل مین جنگل اور بیابان تھی جہان بدمعاشونکو
واسطے تنبیہ کے شہر بدر کرتے تھے بعد اسکے چند غریب آدمی سہولت معاش کے لئے وہان
بس گئے اسیطرح سے وہان کی آبادی بڑھی اور دن بدن ایسی ترقی ہوئی کہ اب اوسمین ایک شہر
اور چند گانون بہت آباد ہین وہان کی اکثر جگہ اسقدر زرخیز ہے کہ سال مین دو فصلین ہوتی ہین اور
نمک یہان اس قدر بنتا ہے کہ فقط وہان کی پیدایشی نمک سے کئی صوبے کا خرچ متعلق رہ سکتا ہے

چوتھا باب

صوبہ کیانگسی کے بیان مین

اس صوبہ کے نام کے ترجمہ سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ کیانگنان کے صوبہ کی پچھم طرف یہ واقع ہے اور حالانکہ اوسکی سرزمین نہایت سیر حاصل ہے لیکن باشندے اس کثرت کے ساتھ ہین کہ بڑی تنگی سے اکثر غربا کی گذران ہوتی ہے اور لوگ چونکہ کفایت شعاری کے باعث سے خوراک اور پوشاک مین کم تکلف کرتے ہین اور گرما و سرما کی شدت کا دفعیہ جسطرح بن پڑتی کر لیتے اونکے رنگیلے پڑوسی حضرات کیانگنیان جنکا ذکر باب سابق مین ہوا ہے ان بیچارون کی وضع قطع پر پھبتیان کستے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ تحمل اور بردباری کے ساتھ پھٹے پرانے کپڑے اور نان خشک بے نمک پر اکتفا کرنا اوس کمخواب اور تنجن سے ہزار گونہ بہتر ہین جو مسخرے پن سے میسر ہوتے غرض اوس صوبے کے باشندے مزاج کے بہت مدبر ہوتے اور لیاقت تدبیر منازل اور سیاست مدن کی اونھین ایسی ہوتی ہے کہ امور سلطنت مین دخل پانے کے ساتھ ہی جلد درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہین * اس صوبہ کی حد مین جتنے پہاڑ ہین وہان معدنیات سونا اور چاندی لوہا اور سیسا اور ٹین کی ہین اور اون پہاڑون پر جڑی بوٹی اقسام طرح کی ملتی اور دوا کے کام آتی ہین اگر ختائیون کو علم معدن اچھی طرح ہوتا تو اس جگہ کے پہاڑون کے معدن مین اسقدر مایہ ہے کہ پدم ہا روپیہ حاصل ہوتے لیکن ترکیبین کھودنے اور دھاتون کے فرق کرنیکی نہین آتی اور یہ لاعلمی اس سبب سے ہے کہ حکماے قدیم چین کے دستور العمل کو درست کر گئے اونکا حکم یہ تھا کہ سونا اور چاندی کے معدن نہ کھودے جاوین اور فقط زراعت اور دوسری پیدایش ملک پر قناعت کرین اور اوسمین انھون نے یہ مصلحت ٹھہرائی تھی کہ چونکہ زمین چین بذاتہ گویا ایک معدن ہے اوسکی دولت و گنج ہمیشہ مثل مدفن کے رہ سکتی ہے اور کاشتکاری اور صنعت مین محنت کرنے سے دو طرح کے فائدے منظور ہین ایک یہ کہ بسبب محنت بدنی قوت جسمانی اور روحانی دونون حاصل ہوتی ہین اور دوسرے یہ کہ محنت مین ہمیشہ مشغول رہنے سے طبیعت طرف بدی کے مائل نہین ہوتی اور کاہلی اور سستی مین انواع طرح کی شیطنت سوجھتی ہے غرض خلاصہ یہ ہے

کہ چونکہ انسان فائدہ نزدیک کو فائدہ دور سے بہتر سمجھتے اور نقد کو نسیہ پر ترجیح دیتے اس لیے
عوام الناس کے نزدیک معدنیات کا حاصل زراعت سے بہتر معلوم ہوتا ہے کیونکہ دفعۃً ہاتھ
آتا ہے اور دوسرا آیندے پر موقوف رہتا ہے اور وقت تخم پاشی سے ایام خریف تک
انواع طرح کے اندیشے فصل کے نقصان ہونیکے ہین اسلیے معدنیات کھودنے مین لوگ مشغول
ہوتے اور زراعت کی طرف چندان توجہ نکرتے اور جب آخر ش مایہ معدن کا کم ہوجاتا تو فصل کا
خیال پھر کرنے پڑتا اور عرصے تک کی افتادگی سے زمین ناقابل ہوجاتی اور زراعت بخوبی نہین
ہوتی الغرض ان سب تصورات سے حکماے چین نے پیش بندی کی راہ سے معدنیات کے
کھودنے سے ممانعت کی ہے ✣ اس صوبہ مین چاول اسقدر بہتر ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور امرا
کے مطبخ کے لیے سیکڑون کشتیان ہر سال روانہ ہوتی ہین اور دریا اور جھیل اور تالاب مین صدہا
قسم کی لذیذ مچھلیان ملتی ہین اور چینی کے باسن بھی بہت تحفہ بنتے ہین ✣ اس صوبے مین تیرہ شہر
بڑے اور اٹھارہ چھوٹے ہین ✣ شہر نان چان سب سے عظیم الشان اور ناظم کی بود باش یہین مقرر
ہے ✣ چاو چو رتبہ مین دوسرا شہر اس صوبہ کا ہے اور چینی کے باسن بنانے والے کمہار اس
جگہ بہت رہتے ہین اور اونکے پیشہ کو جیسا یہان رونق ہے اور مقام پر کم ہے اور دس لاکھ
باشندے اس شہر کی چار دیواری کے اندر بود باش کرتے ہین اور اسی سے خیال کیا چاہیئے کہ
کتنا بڑا اور کسقدر آباد شہر یہ ہووےگا ✣ کین ٹی چن تیسرا شہر ہے اور اسمین پانچ سو بھٹے چینی کے برتن
کے ہین اور اس کثرت سے اس کی فروخت ہوتی ہے کہ راوی کہتا ہے کہ شبانہ روز یہ بالکل
بھٹے جلا کرتے ہین اور اگر اجنبی شخص دور سے دیکھے تو قیاس کرے کہ تمام شہر اور اطراف مین
بڑی آگ لگی ہوئی ہے اور کئی منزل سے دھوان مانند ایک نئے آسمان کے چرخ کہن کے
نیچے دکھائی دیتا ہے اور اس شہر مین قاعدہ ہے کہ شب کو مسافر جب تک کہ وہان کا کوئی معتبر
شخص اوسکی ضمانت نکرے رہنے نہین پاتا اور سبب اسکا یہ ہے کہ متعدد روپئے وادنی کے
سوداگر سب پیشگی سے کمہارون کو دے رکھتے اور وہ لوگ چونکہ ہر وقت بھٹے پر اپنے کام مین

مشغول ہوتے ہین اور مستورات بھی رنگ پیسنے مین مستعد رہتی ہین تو یہ آئین اگر نہوتا تو بدمعاشو
کو لوٹ اور تاراج کا خوب ہی داؤن ملتا ٭ کوانگ فنیک کا شہر پہاڑون کے محاصرے مین واقع ہے
اور سرزمین اسکی بہت زرخیز اور کوہستان مین بہت ہی شفاف بلور کے معدن ہین اور کاغذ یہانکا
بہت عمدہ مشہور ہے اور بتیان موم کی خوب بنتی ہین ٭ شہر نانگ کانگ بھی واسطے چاول اور جوار
باجرے کے مشہور ہے اور پہاڑون سے لکڑی بہت عمدہ اور دریاؤن سے مچھلیان افراط سے
میسر ہوتی ہین ٭ کوکیان معمور آباد اور بڑی تجارت گاہ ہے یہان تک کہ کوئی سو ڈیڑہ سو شہرون سے
جنک یعنی ختائی جہاز سب اس شہر کے بندر مین آن کے اکٹھا ہوتے اور سمندر کیطرف روانہ
ہوتے ہین اور یہانکا دریا حالانکہ ڈیڑہ سو کوس سمندر سے دور ہے لیکن چاند کی پہلی اور چودھوین
تاریخون کو جذر و مد اوسمین حاصل ہے ٭ کنچیان ساتوان شہر اس صوبہ کا چاول کی تخفگی کے لیے
مشہور ہے اور نام اوسکا ختائی زبان مین سونے کا دانہ ہے اور فقط فغفور کے باورچیخانہ مین
اوسکا خرچ ہے اور ایک قسم کی شراب نہایت نشی خوش ذائقہ اور معطر اسی چاول سے بنتی ہے
اور بسبب مطبوعیت کے بہت گران قیمت بکتی ہے ٭ فوچو آٹھوان شہر اس صوبہ کا مشہور ہوا
لطیف اور آب خوشگوار کے لئے ہے اور حالانکہ تاتار کی یورش سے برباد اور ویران ہوگیا اور
اب خرابہ کے مرتبہ مین پہنچ چکا ہے تاہم اوسکا ذاتی حسن زائل نہین ہوا اور پہاڑون سے ندی نالے
بہتی ہین اور ہری گھانس کے میدان مین ایسی معلوم ہوتی ہین جیسے زمرد کی پٹریون مین الماس
کی لہرین ٭ اس شہر کے باشندے بہت چست و چالاک اور محنت کش اور زراعت کے فن
مین بہت کامل ہین ایک طرحکا چاول اس شہر کے اطراف و جوار مین پیدا ہوتا ہے جس کے
دانے بسبب سپیدی اور چمک کے دور سے بلور کے ریزے معلوم ہوتے ہین ٭ یوچو فوا ورین چو
دو شہر اس صوبہ کے مشہور اس بات کے واسطے ہین کہ اونکے دریا اور ندی مین سونے اور چاندی
کی ریت ملتی ہے اور قریب کے پہاڑون مین فیروزہ اور توتیا اور پھٹکری کے معدن ہین بالغرض
تین شہر کیانگسی کے صوبہ مین ہین لیکن قابل تذکرہ یہی تھے اور شہنشاہ کی سرکار مین بعد وضع خراجات

نظامت و کارخانجات دیوانی وغیرہ باسٹھ لاکھ اڑتیس ہزار اسی روپیہ بابت خراج زمین و بابت محصول خاص تجارت سات لاکھ بائیس ہزار مین سے چار روپیہ داخل ہوتا ہے اور ساٹھ لاکھ اسی ہزار من اقسام اناج کے بھیجے جاتے ہین اور باشندے اس صوبہ مین ایک کرور نوے لاکھ ہین فقط

پانچوان باب

صوبہ فوکینگ کے بیان مین

مملکت ختا کا چوتھا صوبہ فوکینگ اگرچہ طول و عرض مین اور صوبون کے برابر نہین ہے لیکن دولت خیزی کے حساب سے اونسے کچھ ایسا کم بھی نہین اور تمازت آفتاب کے باعث سے یہان کی ہوا مین ظاہرا نہایت حرارت ہے اور بڑی گرمی پڑتی لیکن باوصف اسکے خاصیت ہوا کی بری نہین ہے کیونکہ وبا یا امراض متعدی کا یہان کبھی ذکر تک نہین ہوتا۔ اسکے شمال مین صوبہ چی کیانگ اور جنوب مین صوبہ کوانگ تانگ اور مشرق پر بحر چین اور مغرب پر صوبہ کیانگسی واقع ہین اور مشک یہان بہتر میسر ہوتا ہے اور معدنیات اقسام جواہرات گران بہا اور ٹین اور پارا اور لوہا یہان کے پہاڑون مین ہین اور جہان اس قدر افراط معدنیات کی ہو وہان طلا و نقرہ کے معدن کا ہونا قیاس سے دور نہین اور اس دیار کے باشندے بھی ایسا ہی خیال کرتے لیکن وے انکی تلاش کرنے سے ممنوع ہین اور شہنشاہ کے فرمان مین اونکا تفحص و جستجو بالکل منع ہے چونکہ یہان کا لوہا حقیقت مین اچھا ہوتا ہے ہر جگہ کا لوہا اوسکے آگے لوہا مان جاتا اس لیے ہر وضع کے ہتیار اور اقسام آلات صنعت گری کے تمام مملکت ختا مین یہین سے جاتے ہین۔ فوکینگ کی ولایت کوہستان ہے لیکن ختائیون کی حکمت اور تردد نے کوہسار کو اتنا برابر اور ہموار کر ڈالا کہ پہاڑون کی چوٹیون پر زراعت ہوتی ہے اور جس جگہ پر کشتکاری ہوتی وہان سے اکثر مقام پر پانی کئی ہزار ہاتھ نیچے میسر ہوتا ہے لیکن ختائیون نے بانس کے نل لگا کے ایسی ترکیب کی ہے کہ کھیتون تک پانی بلا تکلف بخوبی آجاتا ہے مگر اس حکمت سے اغیار کو آگاہ نہین کرتے اس جہت سے بندے نے بھی اسکی تحقیق اوس اقلیم کے کسی سیاح

کے سیاحت نامہ مین نہین پایا باوصف اسکے کہ اس تالیف مین اتھائیس معتبر کتب سیر ملاحظہ مین آئے اورحالانکہ ہمارے یہان یعنے انگریزی حکمت کی روسے اس ترکیب کے باب مین تفحص کرنا ممکن بلکہ آسان ہے مگر امر متحقق کو امر متفرض پر تفوق اور دیکھی ہوئی چیز کو سوچی ہوئی پر ترجیح ہے اور ایسے مقام پر عقل لڑانی تاریخ کے داب سے نہایت خلاف ہے القصہ کسو طرح سے بغرض پہارون کی چوٹیون پر دامن کوہ سے پانی پہنچا اور کھیتون اور زراعتون کو شاداب اور سیراب رکھتا ہے * اس صوبہ مین پھل پھلاہری اور میوے جو لیچی اور لونین اور موگن لی کہلاتی لذت مین اکثر میوجات پر سبقت لیجاتے ہین اور انہین سے لیچی جسکو لوگ لیچو کہتے ہین بنکالے تک پہنچا ہے لیکن اور دو قسم کے میوے کبھی دیکھنے مین نہین آئے غرض جنھون نے کھایا اونکی روایت سے ہے کہ وے اگر یہان آوین تو البتہ اہل مذاق کے مطبوع ہووین * چونکہ اس صوبے کے مشرقی حد پر بحر ختا واقع ہے بہت سے لنگرگاہ ہین جنمین جہاز اور کشتی لگانے کا بہت سبھیتا ہوتا ہے اور اون مین مچھلیان الغارون بلیتر اور خشک کیجاتین اور بہت ملکون مین بکتی ہین * اس ولایت کے رہنے والے لسبب قرب سمندر کے علم ناخدائی اور مرکب رانی مین بہت دخل رکھتے ہین چنانچہ جب زرائل کیطرف میل کرتے اور سمندری ڈاکو ہوتے ہین تو اونکے ہاتھون سے سوداگر عاجز رہتے اور الامان پکارا کرتے ہین اور پہارون مین لکڑی اسقدر ملتی ہے کہ ایکدفعہ جب شہنشاہ نے جزیرہ جاپان پر فوج بھیجنے کا قصد کیا تھا تب اس صوبہ کی رعایا نے حضور مین عرضی کی کہ اگر حکم ہووے تو سمندر پر سے لکڑی کا پل بندھوا دیا جاوے تاکہ کل لشکر ظفر پیکر اوسپر سے گذر کر اوس جزیرے کو پایمال کر ڈالے اور چونکہ اس ولایت کے لوگ نڈر اور اولو العزم ہوتے ہین دور دور تک مال تجارت لیجاتے اور روپیہ کثرت سے پیدا کرتے ہین اور یہانکی بولی ہرچند کہ مشتق ختائی زبان سے ہے لیکن اور جگہ کے رہنے والے اوسے نہین سمجھتے کیونکہ ایسے ایسے کوڈھب انوٹھے پہاڑیے فقرے ہر شہر مین نئی نئی طرح پرسنے مین آتے کہ آپس کے پڑوسی بھی ایک دوسرے کی بولی نہین سمجھتے ہین **

فوچو بے شایہ ربیب اس صوبہ مین سب سے بہتر شہر ہے اور مملکت ختا کے بیشتر شہرون سے
دولت خیز او رچونکہ لنگر کاہون مین کنارے پر بھی اسقدر عمیق ہے کہ ایکبارگی بے وسیلہ ذورق
وسفینہ کے جہاز سے لوگ خشکی پر قدم رکھتے اس سبب سے تجارت کے لیے نہایت سہولیت
ہے اور سوداگرون نے اوسے اپنی فرودگاہ مقرر کی ہے * اس شہر کے اطراف مین سیاہ چاے
افراط سے پیدا ہوتی ہے اس لحاظ سے انگریزون نے وہان تجارت کے لیے جانے اور سکونت
کرنیکی شرط فغفور کے عہدنامے مین درج کروائی ہے اور چونکہ آب وہوا وہان کی نہایت
معتدل ہے اس لیے یقین کہ شہر کانٹانگ سے فرنگی تجار نقل مسکن کرکے یہین بود وباش
اختیار کرین اور جسوقت اس شہر مین جہاز لیجانے اور خرید فروخت کرنے کے باب مین انگریزکی
طرف سے گفتگو شروع ہوئی فغفور نے بہت سے عذر نکالے منجملہ اونکے یہ کہ چونکہ اس جگہ پر
سیاہ چاے سمندر کے نزدیک پیدا ہوتی اور مزرع سے جہاز تک کشتیون مین جاسکتی ہے اس
لحاظ سے اگر فوچو مین انگریز جاوین اور چاے خرید کرین تو شہر کانتان مین آمدورفت چھوٹ
جائیگی اور جو رعایا کہ بسبب چاے کے کھیتون کی دوری سمندر سے خشکی پر باربرداری سے اوقات
گذاری کرتے ہین اونکی وجہ معاش بالکل موقوف ہوجائیگی غرض اصل سبب ہٹہ کرنے کا وہی
خوف تھا جو اہل ختا ہمیشہ سے اغیار کے ساتھ راہ ورسم کرنے سے رکھتے ہین القصہ
اونکی بات پیشرفت نہوئی اور جب انگریز فتحیاب ہوے اور فغفور کے نزدیک ثابت ہوا کہ
انگریز سے مقابلہ دشوار ہے مجبوراً انھون نے انگریزکی بات رکھی اور اس جگہ کو اونکے لیے تجارتگاہ
مقرر کیا * سی ہین چو کا بھی شہر بہت فخر ار اور تجارت کی زیادتی اور سڑکون کی پاکیزگی اور
عمارتونکی خوبصورتی کے لیے مشہور ومعروف اور اس شہر کے قریب ایک پل بنا ہوا ہے جس نے دیکھا تعجب سے مبہوت
دیکھتا ہی رہا اور سیکڑون دفعہ اگر ملاحظہ کیا تو ہمیشہ انگشت حیرت کو دانت تلے دبایا اور صورت اسکی
یہ ہے کہ تین سو پیل پاے پر اسکی ساخت ہے اور اوسکی رہگذر کی چوڑائی مین پانچ پانچ پتھر
ہر ایک ستر گز چوڑا اس صنعت کے ساتھ وصل کیا ہوا ہے کہ جوڑ اور پیوستگی کو غور کرنے مین آنکھہ

پتھراتی جاتی اور نظر کام نہین کرتی ہے اور ہزارون پتھر اتنے ہی چوڑے ایسے قرینے کے ساتھ وصل کیئے ہوے رہگذر مین نصب ہین اور تمام پل مع پیلپایون اور دیوار وغیرہ ایک ہی قسم کے سیاہ پتھر سے بنا ہوا ہے پل کیا ہے باغ معماری کا ایک خوبصورت گل ہے کہ کوئی کیسا ہی نابینا ہووے اوسکے دیکھنے مین نرگس وار اوسکی چشم حیرت کھلی رہتی ہے اور اہل نظر کے لئے اسپر نظر کرنا سرمۂ لشباشی دیدہ دل مین لگانا ہے * **جامی** چرخ بر معمار او کار عمارت عرضہ کرد * خشت مہر و مہ کہ این از زر ناب آن از رہست * گفت خشت سیم و زر اینجا نمی ارزد بہ ہیچ * بر زمین افگن کہ فرش ساحتش را در خورست * کین ننیگ کا شہر فقط ایک بات کے لئے قابل تذکرے کے ہے کہ جب تاتاریون نے ختا پر یورش کی تھی تو اوس شہر کو انھون نے دو دفعہ متواتر محاصرہ کیا مگر باشندون کی مردانگی کے باعث سے فتحیاب نہوے آخر کار جب دخل ہوا تو انھون نے قتل عام کیا اور زن بچے سمیت سبکو تہ تیغ بیدریغ کر ڈالا * ین پینگ کا شہر اسی بات کے لیے مشہور ہے کہ پہاڑون کے چشمے کا پانی بانس کے نل کی راہ سے گھر گھر پہنچتا ہے اور چونکہ یہ شہر اس صوبے مین داخل ہونیکا گویا دروازہ ہے قلعہ نہایت مضبوط اور سامان کارزار لیل و نہار مہیا اور تیار رہتا ہے * چانچو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور دور دور کے ملکون مین یہان کے لوگ خرید فروخت رکھتے ہین اور اس جگہ کی تحت مین چند پہاڑ مین سنگی بلور کے معدن ہین اور اسکے کھلونے بن کے تمام مملکت چین اور غیر ملکون مین بھی جاتے ہین اور ایک بڑی ذات کا گولہ لیمو شیرین اور خوشبو پہاڑ کے تلے پیدا ہوتا اور ہر جگہ بارغبت لیا جاتا ہے اور اوس شہر مین ایسے چند آثار ملتے ہین کہ اون سے مفہوم ہوتا کہ شائد عیسائی مذہب کسی ایام مین یہان چندے جاری تھا لیکن اب تو بت پرستی کی ظلمت چھائی ہوئی ہے * فونینگ چو کا شہر چھوٹا سا ہے مگر ایک بات عجیب و غریب ہان دیکھنے مین آتی ہے اور اگر راوی راست گو اور صحیح البیان کے تذکرے مین بندہ نہ دیکھتا تو اوسے فسانہ سمجھتا اور اس تالیف مین اوسکا ذکر نکرتا یعنے خزان کے ایام مین پہاڑ کی طرف سے

ایک ندی ہر سال بہتی ہوئی میدان کی طرف چلی آتی ہے اور اوسکا پانی رنگت کا نیلا ہوتا ہے
اور اسکے سوا ایک خاصہ یہ رکھتا ہے کہ جس کپڑے کو ایکدفعہ اوسمین ڈبائے خاصا فیروزی
رنگا ہوا نکلتا ہے اور صرف ایکدفعہ ڈبانے سے رنگ کو اسقدر پختگی ہوتی ہے کہ کپڑے کے
لتے ہو جاتے ہین لیکن اوا ہٹ نہین جاتی ہے * اور اس صوبے کے متعلق جزائر سے ایک
جزیرہ آمے کہلاتا ہے اور قلعہ اوسکا ایک قسم سنگ مرمر سے ایسا مستحکم بنا ہوا ہے کہ
سنہ ۱۸۴۲ع کی لڑائی مین انگریز کے چونتیس جہاز سے چار گھنٹے تک گولہ اندازی اوسپر ہوئی اور شمار
ہوا کہ چوبیس ہزار گولے صرف دو جہاز سے مارے گئے اور اسی سے خیال کیا چاہیے کہ باقی
بتیس جہاز سے کتنے گولے چھوٹے ہونگے غرض اسقدر باروت اور گولے سے اتنا ہی حاصل
ہوا کہ بعض بعض جگہ ہاتھ بھر غار صرف فصیلون مین ہوا اور باقی دیوار سابق طرح سے ثابت
رہی اور پتھر کی ایک چٹ نہ اوکھڑی اور اوسکا حال جلد دوم کے دفتر سوم مین تفصیلاً بیان
ہوگا یہان اتنا ہی کافی ہے کہ بعد چار گھنٹے کی گولہ اندازی کے انگریزون نے دیکھا کہ
جب حشر برپا ہوگا تبھی یہ قلعہ پامال کیا جائیگا والا تا قیام قیامت قائم رہیگا اور گولے کی
ضرب سے زیادہ تو سنگین ہوگا جسطرح چھت کو پیٹ کر مضبوط کرتے ہین غرض حکم حملہ کرنیکا
ہوا اور چند اہل فوج نے تھوڑی سی خونریزی کے بعد قلعہ کو چھین لیا اور اوسپر انگریز کا نشان
اوڑایا الغرض یہ جزیرہ استحکام قلعہ کے سوا تجارت کے لیے بھی مشہور ہے اور وہان پر
تجارت کرنیکی اجازت انگریزون نے فغفور کے عہدنامے مین درج کروائی ہے * ایک اور جزیرہ
تیونان یا فورموسا صوبے فوکینگ سے پینتالیس کوس پر واقع ہے لیکن چونکہ اسکا حال
بالتفصیل جلد دوم کے دفتر دوم مین لکھا جائیگا یہان پر اتنا ہی کافی ہے کہ سنہ ۱۸۴۳ع تک
اہل خطا کو اسکا حال بالکل معلوم نہ تھا اور سنہ ۱۶۶۱ مسیحہ مین اونکی عملداری وہان ہوئی *
جزائر پونگ ہو درمیان جزیرے اماے اور جزیرے فارموسا کے واقع ہین مگر اونکا حال
قابل مذکور کے نہین معلوم ہوا * القصہ فوکینگ کے صوبے مین تینتیس شہر اور ڈیڑھ کرور

باشندے ہین اور بعد وضع اخراجات جنگی اور دیوانی کے خزانے مین پینتیس لاکھہ گیارا ہزار
اٹھارہ روپیہ بابت مالگذاری زمین اور دو لاکھہ پچاسی ہزار چھہ سے اڑتیس روپیہ بابت نمک
اور دو لاکھہ باسٹھہ ہزار چھہ سے چھپن روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ اس صوبے
سے داخل ہوتا ہے *

چھٹا باب

صوبہ چی کیانگ کے بیان مین

چونکہ تمامی راحت کا موجب صحت مزاج ہے اس سبب سے اگلے فغفور سب اکثر اوقات اسی صوبے مین رونق افروز رہتے اور اوسکی سرزمین کو نہایت پسند کرتے تھے فوکیانگ کا صوبہ جسکا احوال باب سابق مین لکھا گیا اسکی دکھن کیطرف واقع ہے اور اوتر کی جانب کیانگنان کا صوبہ اور پچھم پر کیانگسی صوبہ اور پورب کی سمت سمندر رہے * جو چیز کہ روح طلب کرتی یہان پائی جاتی ہے چنانچہ سمندر کا کنارہ اور لہرونکا نظارہ گل وسبزہ کی بہار سرسبزی چمن و گلزار گلشنون مین رنگ برنگ جانورون کے نئے نئے رنگ ڈہنگ کے ہر انے ہر جگہ خوشی اور دل لگی کے فسانے میوے عجایب غرایب تر و تازہ درختون پر تیار پھول خوش پھل خوشگوار ہر جگہ آرام کا جلسا جا بجا دیکھو ساز و سامان عیش مہیا جھیلون اور تالابون اور نہرون کی کیفیت پانی کی لذت اور لطافت ٹھنڈی ہوا کی راحت یہان پر بے نہایت حاصل ہے اور خوبی آب و ہوا اور صحت و فضا کے سوا زرخیزی اور آبادی بے پایان ہے اور اوس سرزمین نزہت آئین کی خاصیت لطیف باشندون کے مزاج سے بھی عیان ہے کیونکہ خوش مذاق و عاقل اور غریب دوست مسافر پرور با جان و دل ہین اور ہر علم کا ادراک رکھتے اور ہر فن مین چالاک ہوتے ہین لیکن یہ سخت عیب ہے کہ اپنے مذہب باطل اور عقاید باطل کو بہت پسند کرتے اور اسکی واہیات رسومات کے ایسے پابند ہوتے ہین کہ تعصب کا الزام خاص و عام پر پہنچتا ہے * اس دیار مین ریشم بہت پیدا ہوتا اور انواع طرح سے مصرف مین

آتا ہے خصوص کمخواب اور زربفت کے تہان افراط سے بنائے اور بیچے جاتے ہین * توت
کے درخت لگانے مین ختائیون کا دستور ہے کہ کدو کیطرح زمین ہی پر شاخون کو پھیلاتے
اور بلند نہین بڑہنے دیتے ہین کیونکہ چھوٹے درختون کے پتے کی خوراک جب کیڑون کو پہنچی ہے
ریشم کی تخفگی زیادہ ہوتی ہے اور بنگالے مین اگر یہ سلیقہ عمل مین آوے تو شاید فایدہ بخشے *
اس صوبے کے ریشمی کپڑے اکثر ملکون مین مشہور و معروف ہین اور تمام مملکت ختا اور تمام
فرنگستان اور جزیرۂ جاپان اور دوسرے جزائر مین ہزارہا تھان بکتے اور خواہش و رغبت سے
خرید کیئے جاتے ہین اور اس کثرت کی اسقدر رفتنی پر بھی اتنا باقی رہتا اور سستا بکتا ہے
کہ اس ملک مین کمخواب کے لباس کی تیاری مین اتنا خرچ نہین پڑتا جو موٹی ململ کے جامے
کی بنوائی مین ہندوستان مین ہوتا ہے * اس صوبے مین گیارہ شہر بڑے نامی اور ایکسٹھ
اون سے چھوٹے چھوٹے ہین سب مین عالی شان شہر ہانگچو ہے اور ناظم صوبے کی بود و باش
کے سبب پایتخت اوس صوبے کا کہلاتا ہے اور بقول خطائیون کے یہ شہر بہشت برین کے بعد
بھشت زرین ہے غرض جن لوگون نے فرنگستان کے شہرون کو دیکھا ہے اونکے نزدیک
یہ مبالغہ ہے لیکن یہ راست و بجا ہے کہ ختا کے اور شہرون سے خوش وضع اور دلکشاتر ہے
اور وسعت و تکلف مین بہتر اور آبادی مین بزرگ تر ہے کیونکہ شہر پناہ کی چار دیواری کے
اندر دس لاکھہ آدمی سے زیادہ ہمیشہ رہتے اور مکان رکھتے ہین علاوہ اون لوگون کے جو
سواد شہر مین اور دریا پر بود و باش کرتے اور پشت ہا پشت سے کشتی کے سوا کبھی کنارے
پر قدم نہین رکھتے ہین * ختا کے اکثر شہرون مین علی الخصوص دارالامارۂ پیچین اور شہر
ہانگچو مین لکھا آدمی کا شہر دریا مین لبا ہوا ہے اور اس جماعت کثیر مین سے بعض بعض گاہے گاہے
برس مین ایک دو بار کسی ایسی ہی ضرور کام کے لیئے شہر مین جاتے ہین ورنہ کشتی ہی پر پیدا ہوتے
اور ساری زندگی وہین کاٹتے اور تمام رسومات کو وہین ادا کرتے اور زمین سے اونکو علاقہ
تب ہی ہوتا ہے جب مرتے اور گڑتے ہین * اس شہر مین ساٹھہ ہزار کاریگر فقط ایک قسم زربفت

کے تہان کے ہین اوختنائیون کے حق بجانب ہے کہ اس شہر کی تعریف اتنی کرتے اور اپنے زعم مین روے زمین پر لاثانی سمجھتے ہین کیونکہ جسطرف قدم اوٹھایئے اور نظر کیجئے سواے منظر خوش کے کراہیت کی کوئی چیز دکھائی نہین دیتی ہے اور مکانات صاف وعمدہ اور سڑکین پختہ وپاکیزہ اور نہرین شفاف پانی سے بھری ہوتین اور دوروےیہ دوکانون مین تکلف کی چیزین بھری ہوتین اور جگہ بجگہ ترپولیے کس خوبی کے بنے اور نہرون پر صدہا پل معماری کی صنعتون سے مصنّع اور آراستہ حاصل یہ کہ جزوکل پر رونق برستی ہے اور جسنے ایک مرتبہ دیکھا پھر اوسے دیکھنے کو سالہا طبیعت ترستی ہے شہر پناہ سے تھوڑے فاصلے پر چینک ٹانگ کا دریا ڈیڑہ کوس چوڑا بہتا ہے اور جزرومد کا حساب اوس مین ہمیشہ پایا جاتا ہے غرض اکتوبر مہینے مین سمندر کیطرف سے ہما اسطرحسے موجہ مارتا اور شور کرتا آتا ہے کہ کانون مین قفل لگ جاتا ہے اور روایت یون ہے کہ پانی کا ایک پہاڑ تیرہ وذخار تین تاڑ سے زیادہ بلند اور طوفان سے زیادہ تند ایسی مہیب ہیئت سے نمود ہوتا ہے کہ کلیجہ دہل جاتا ہے اور اوسوقت کوئی شاعر اگر اوس شور وشر کو سنے اور سبب نہ سمجھے تو یہ تصور کرے کہ قوم جن کے لاکھون گھوڑے کسی دشمن کے تعاقب مین جوش اور خروش سے ہنہناتے اور اپنی رفتار مین زمین اور آسمان کو تہ وبالا کرتے چلے آتے ہین غرض حاصل یہ کہ نہ داستان کو وسعت نہ بیان کو قدرت نہ تحریر کو طاقت ہے کہ اونکے وسیلے سے اوسکی مہابت کا مرتبہ قیاس مین آوے ٭ اوس روز چار گھڑی دن رہے تمام شہر کے چھوٹے بڑے جوان بوڑہے لڑکے بالے امیر فقیر بیکار باکار سب دریا کے کنارے پر جمع ہوتے اور خدا کی قدرت کے اس منظر بزرگ کا تماشا کرتے ہین ٭ اس تاریخ کے ناظرینون نے دیکھا ہوگا کہ بعض امرا کے باغون مین نقرئی اور طلائی مچھلیان پرتکلف حوضون مین چھوٹی رہتی ہین یہ مچھلیان چیانگھو کے شہر مین پیدا ہوتی اور ختائی امیرون اور دوسرے ملکون کے اکابر کے یہان بڑے دامون کو خریدی جاتی اور بلور ومرمر کے حوضون مین چھوٹی رہتی ہین یہ شہر قریب ہانگچو کے واقع اور اوسکی تحت حکومت مین ہے چونکہ ہانگچو کا شہر

چی گیانگ کے صوبے کا پایۂ تخت ہے تین ہزار ملکی پیادہ نائب ناظم کے تابع اور سات ہزار
تاتار جنکا سردار ایک سپہ سالار عالی وقار ہے اس شہر کی حفاظت کے لیے متعین ہین ٭ تمام
مملکت ختا مین سیھو کی جھیل مشہور ہے اور ہانگچو کے پچھم کیطرف شہر پناہ کے زیر دیوار واقع ہے
اور تین سوا تین کوس کا دائرہ ہے غرض صد افسوس کہ اہل ہندوستان یا ایران کے
کسی شخص لائق نے اقلیم ختا کی تاریخ نہین لکھی کیونکہ اکثر شہر او رمقام کا حال قابل اسکے ہے کہ
کوئی معقول انشا پرداز اسکے بیان مین طبیعت آزمائی اور اپنے فن کی تمام صنعتین صرف کرے
چنانچہ اس مقام پر یعنی ہانگچو کے شہر کے احوال مین سیھو کی جھیل کی تعریف ضرور ہے کیونکہ
وہ بہت مشہور ہے لیکن اپنے پاس منی گری کا اسقدر مایہ نہین کہ اسکی کیفیت جیسی کہ چاہیے
بیان کرون اور یہ جو حال لکھتا ہون اپنے مذاق طبیعت کے موافق ہے اسی سبب سے ہر بزرگ
سے امید رکھتا ہون کہ میرے سخن کی تفصیل کو وہان کے دفتر تحقیق کی محض فہرست سمجھین
سیھو کی جھیل کا پانی شربت کے مانند شیرین اور خوشگوار اور الماس کیطرح آب و تاب رکھتا ہے
اور کول اور بنفشہ اور نیلوفر کا تختہ ہر طرف کھلا رہتا ہے ادہر پانی موجین مارتا ادہر پھولون
کی بہار سے دل لہراتا تین پشتے جھیل کے درمیان سے اس کنارے سے اوس کنارے تک
بنے ہوے ہین اور چونکہ دو گوشے مثل قینچی کے اور ایک درمیان سے نکلا ہے اس جہت سے
جھیل کی گویا چھہ تقسیمین ہین جسطرح باغ کی کیاریان روشون سے بنتی ہین اور بڑے بڑے
ستون جھیل کی تہ مین گڑے ہین اور اسی پر پشتے سنگ سے چنے ہوے بنے ہین اور جہان سے
کشتی کی آمد و رفت کے لیے راہ رکھی گئی ہے اون مقامون پر سنگ مرمر اور رنگا رنگ پتھرون
کے پل نہایت خوش وضع نمودار ہین اور اوپر نفیس نفیس بنگلے نشست کے لیے جنکی ساخت
صندل کے تختون کی ہے اور چھاونی اوسکی زنگ برنگ چینی کی کھپریلون کی ہے اور یہ پشتے
اسقدر چوڑے ہین کہ اونکے بیچ مین گاڑی جانے کی سڑک ہے اور اس راہ کے دونون پہلو پر
بید مجنون اور شفتالو اور کیلے کے درخت قطار سے بوئے ہین اور جسوقت یہ بار ور ہوتے خصوص

جب شفتالو کے ثمر نظر آتے ہین اور پانکے پھول پھولتے ہین تو عجیب ایک کیفیت نمود ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کی صورت حال اور ہوتی ہے اور کیسا ہی دلگرفتہ ہوا وسکا غنچۂ دل کھلجاتا ہے اور تین جزیرے جھیل مین عجب موقع سے تین طرف ایک اونترا اور ایک دکھن اور ایک بیچ مین واقع ہین سطح آب سے یہ جزیرے بہت بلند اور اوپر کتنے رنگ کے سنگین مکانات اور دیوہرے اور بنگلے چینی کے کھپریلے چھاتے پریون کی بود و بش کے قابل ایسے ایسے تحفہ باغون کے درمیان بنے ہین کہ بہشت شداد کی کیفیت جو سننے مین آئی ہے اونکے مقابل مین ایک افسانہ بے حقیقت معلوم ہوتی ہے فقط وہان کی عیدون کے دنون مین تب ختائی امرا لباس فاخرہ پہنے ہوے ساز و سامان عیش و عشرت کے ساتھ پر تکلف سجے ہوے بوقلمون کشتیون پر سوار ناچ کرواتے ہوے جھیل مین سیر کرتے پھرتے ہین تو چارون طرف لب آب سے پہاڑون کی چوٹی تک اتنے مناظر خوش نما خورشید طلعت مہ سیما جمع ہوجاتے ہین کہ اونکی دید سے دیکھنے والون کی آنکھون کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے * **مولفہ** خلق کا جمگھٹا لب آب پر * سبکی نگاہ روے احباب پر * اہل شوق ہزار در ہزار * کوئی کسی سے بغلگیر کوئی کسی سے ہمکنار * کہین خوشی کا جلسا ہو رہا ہے * کہین سخن کا چرچا ہو رہا ہے * کہین نوشا نوش ہے * کوئی سرخوش ہے کوئی مدہوش ہے * کوئی کسیکی جھانک تاک مین مشغول ہے * کسیکا داغ جگر پھول ہے * کوئی اپنی پوشاک کے پھبن پر مغرور ہے * کوئی اپنی بے توشگی مین مسرور ہے * کہین واہ واہ کا شور مچ رہا ہے * کہین صل علی کا غل پڑا ہے * کہین ناز ہے کہین نیاز ہے * غرض اون مجمعون کا عجب انداز ہے * فائدہ تو اتنا پر نقصان بہت بڑا اسمین ہے یعنے دل کو کسب لذت کی ازبسکہ ہوس اور دنیا و مافیہا سے بیخبری اور تحصیل علم و ہنر مین کاہلی اور سیری اور بجز عیش او خیال عیش کے سب چیزون سے نفرت کلی ہوجاتی ہے * سوا اس کیفیت کے جو جھیل کے درمیان مین موجود ہے حسن اتفاق سے ایسا ہے کہ اوسکے تین طرف پہاڑون کی قطار اور ایک سمت پر شہر واقع ہے اور اون پہاڑون پر ہزارہا عمارتین اور بت خانے اور بنگلے اقسام وضع کے بنے ہین اور باغون اور درختون کے بیچ سے

فغفور کی عیشگاہ سنگ مرمر کی ایسی نظر آتی ہے جسطرح سے زمرد کی تختی پر الماس کے نگینے جڑے
معلوم ہوتے ہین اور پہاڑون کے نیچے اور جھیل کے کنارے زمین ایسی ہموار ہے کہ روشین اور
چمن بندی برابر ہے اور صدہا قسم کے پھولون کی بہار نمودار ہے غرض حاصل یہ کہ اگر دنیا کے
شعرا اوس مقام دلفریب پر جمع ہو کے فقط جھیل اور اوسکے اطراف کی تعریف کرنے مین اپنے
مین اپنی ساری عمر صرف کرین تو یقین ہے کہ مضمون سب خرچ ہو جاوے اور تمام جہان کی
سیاہی اور کاغذ بھی اکتفا نکرے * جن پہاڑون کا ذکر کیا گیا کہ جھیل کے تینون کنارے پر واقع
ہین وہان شہر ہانگچو کے لوگ دفن ہوتے ہین اور چونکہ دستور و رسم ختائیون کا ہے کہ ہر شخص امکان
کے مطابق اپنے عزیزون کے دفن کرنے مین تکلف اور آرایش کرتا ہے اس جہت سے قبرین نہایت
بلند اور خوبصورت ہین لیکن اوس عیش کے مقام مین پھولون کے درمیان گورستان کا ہونا
عجیب عبرت افزا ہے اور چونکہ رنج و راحت اور موت و زندگی کا ساتھ دکھلاتا ہے اسلیئے دنیا
کی بے ثباتی کی دلیل چشم بصیرت کے آگے عیان ہوتی ہے اور انسان کی خاک نہادی اور بے بنیادی
ثابت کرتی ہے * انہین قبرون کے درمیان ایک وزیر نیک بخت خلائق پرور عاقل و عادل کا مزار
ہے جسپر ہمیشہ اہل ختا ادنی و اعلی لوبان جلاتے اور پھول چڑہاتے ہین اور آٹھ سو برس کی
بات ہے کہ اوس شخص نیکخو کی برائی اور بدگوئی مفتریون نے فغفور کے پاس کی تھی یہان تک کہ پادشاہ
کی طبیعت اوس سے نفور ہوئی اور بیچارے کی جان مفت گئی لیکن چند روز کے بعد جب ثابت ہوا کہ وزیر
بیگناہ قتل ہوا تب پادشاہ کا قہر اون کمینون پر گرا اور بدترین سیاست سے اونکو مارا اور اونکی لاشون کو
جلا کے خاکستر کو چوراہون پر پھینکدیا اور اون بدذاتون کا یہ حال کر کے شاہنشاہ نے وزیر کے مدفن
پر مزار مذکور کو لاکھون روپے کے خرچ سے بنوایا اور تین برس تک اوس وزیر خیرخواہ مقتول بیگناہ
کے لیے غم کیا اور ماتمی لباس پہنا جسطرح والدین کے لیے بیٹا کرتا ہے * یہ مزار قابل دیکھنے کے
ہے اور اوسکی چاردیواری کے صدر دروازے پر انہین چار مفتریون کی مورتین اسطرح بنی ہوئی ہین
کہ سر نیچے کیے گھٹنون کے بل خاک پر پیشانی لگائے وزیر کی قبر کے رخ کی سمت سجدہ دیتے ہین اور

قاعدہ زیارت کرنے والون کا ہے کہ جب اوس مزار پر لوبان جلانے اور پھول کی کرسی چڑہانے آتے ہین تو کنکری اوٹھا کے اون مورتون کے سر پر مارتے ہین اور اونکی حرکت سے نفرت ظاہر کرتے ہین ٭ ہوچو بھی ایک شہر اسی صوبے کا نہایت پاکیزہ اور عالیشان ہے اور خاص شہر مین اور متعلق بستیون مین اسقدر ریشم کا کاروبار ہے کہ تمام مملکت مین نامزد اور مشہور ہے اسکے علاقے کا ایک چھوٹا شہر اس جنس سے یہانتک معمور ہے کہ وہان کا یہ دستور ہے کہ پندرہ لاکھ اونتالیس ہزار روپے کے تھان کمخواب اور زربفت کے بدستور مالگذاری سرکار شاہی مین ہر سال دیے جاتے ہین اور اسی سے قیاس کیا چاہیے کہ فقط ایک چھوٹے سے شہر مین کسقدر مال تیار ہوتا ہوگا جسکے بعد سوداگرون کے ہاتھ بیچنے اور وجہ معاش کرنیکے اتنا پس انداز رہتا اور خزانے مین داخل کیا جاتا ہے اگر ختا کا یہ دستور ہوتا کہ سیم و زر کے سوا غلہ اور اجناس وجہ مالگذاری مین نہ لیا جاتا تو اکثر صوبون اور شہرون کے لوگون کو نقصان عظیم ہوتا کیونکہ بعض جگہ اسقدر افراط بعض چیزون کی ہے کہ بیچنے اور صرف مین لانیکے بعد بہت باقی رہ جاتی ہے کہ جسکا کوئی خواہان نہین ہوتا ہے لیکن سرکار فغفور کو رعایا پروری اور غریب نوازی اسقدر منظور ہے کہ ہمیشہ سے سلطنت کا یہ دستور ہے کہ جو چیز کشتکاری اور سوداگری کی قسم سے پس انداز رہے بازار کے نرخ دام کرکے مالگذاری مین داخل کیا جاوے غرض اسکا حال بہ تفصیل اپنے مقام پر مذکور ہوگا اس جگہ اتنا ہی اشارہ کافی ہے ٭ کیا کنک ایک اور شہر اس صوبے کا بہت خوش وضع اور اچھی جگہ پر واقع ہے اور نہایت دلکشا غرض فضائیت اور پاکیزگی کے سوا دوسری کسی بات مین مشہور نہین اور سڑکین سنگ کے چوڑے تختون سے چنی ہوئی ہین اور دو رویہ قطار درخت سایہ دار کی اس خوبی کے ساتھ لگائی گئی ہے کہ اونکے سائے سائے راہگیر جاتے اور بارش و تمازت آفتاب سے مطلق ایذا نہین پاتے ہین پاے تخت ہانگچو کے بعد نینگپو کا شہر اس صوبے مین نہایت خوبصورت اور بہت آباد ہے اور بخصوص دو وجہ سے تجارت کے لیے بہت مناسب ہے ایک تو یہ کہ دریا گہرا اور چوڑا شہر پناہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے اور دوسرے یہ کہ سبز چا کی پیدایش اسکے قریب ہوتی ہے اس لیے خریدنے اور بیچنے والون کو نہایت سہولت ہو

ہوتی ہے انہین دو سببون سے صاحبان انگریز نے جب فغفور سے عہد و پیمان بالفعل کی
لڑائی کے بعد کیا تو اس بندر کو چار اور شہرون کے ساتھ اپنے جہازون کی آمد و شد کے لیے
ٹھہرایا اور شرائط صلح مین وہان کی تجارت کا اذن اپنی مرضی کے موافق قبول کروایا اور
اوسکے قبل سوائے کانٹون کے شہر کے دوسرے بندر مین کوئی قوم فرنگستانی نہ جانے
نہ تجارت کرنے پاتی تھی تیرہوین اکتوبر ۱۸۴۱ع کو انگریز نینپو کے شہر مین داخل ہوئے
اور چونکہ چنیکھائی کا قلعہ جو کہ ختائیون کے زعم مین مفتوح ہونیوالا نہ تھا چھین لیا گیا اس
سبب سے انگریز کا رعب شہر والون پر اسطرح غالب ہوا کہ بے لڑائی بھڑائی ننینگپو قبضے
مین آیا ✽ ہرچند کہ سمندر کے متصل یہ شہر واقع ہے لیکن سرزمین بسبب نہرون کے
اور خاصیت خاص کے اس قدر زرخیز ہے کہ ہر سال وہان دو فصلین ہوتی ہین پشمی
تھان اقسام طرح کے یہان بہت پاکیزہ طیار ہوتے اور دور و دراز سے سوداگر سب اوسکے
خریدنے کے لیے آتے ہین خصوص جاپان کے ملک مین ختائی تاجر اس رقم کو لیجاتے
اور سونا چاندی تانبے سے عوض کرتے ہین ✽ اسی شہر سے اٹھائیس یا اونتیس کوس
کے فاصلے پر مشرق کیطرف چوزان کا جزیرہ واقع ہے جسکو صاحبان عالیشان نے
چوتھی جولائی سنہ ۱۸۴۰ کو ختائیون سے چھین لیا تھا لیکن صلح کے بعد واپس کردیا غرض اوس جگہ
کی بد آب و ہوا سے جسقدر فوج انگریزی کی نقصان ہوئی اوسکا ایک حصہ تمام لڑائی مین ضرب
شمشیر سے مارا نہین گیا ✽ چونکہ اس تاریخ کی دوسری جلد کے تیسرے دفتر مین اوس لڑائی کا
احوال لکھا ہے جو انگریزون اور ختائیون کے درمیان سنہ ۱۸۴۰ مین شروع ہوئی تھی اور
سنہ ۱۸۴۲ مین اختتام کو پہنچی اس سبب سے ننینگپو اور چوزان کے باب مین زیادہ بیانی ضرور
نہین ✽ چوھینگ بھی ایک شہر اس صوبے کا بسبب ندرت اور نوطرزی کے قابل تعریف
کے ہے کیونکہ میدان وسیع اور مسطح مین واقع اور فرنگستان کے شہر وینس کے مانند
ہے یعنے جسطرح سے وینس مین اتنی نہرین ہین کہ لوگ کشتیون پر گلی کوچے مین پھرتے

اوسی طرحسے چوہینگ کی گویا شاہراہین نہرین ہین لیکن باوجود اِس کے فضیلت ختائی شہر کو ہے کیونکہ چوہینگ کی نہرون کا پانی شیرین اور خوشگوار ہے اور وہیں مین شورا بہ او شورت بشدت ہے شہر چوہینگ کے باشندے بڑے سفتری مشہور ہین اور قوانین مین اسقدر دخل رکھتے اور اتنے ذی ہوش اور چالاک اور مقدمہ دان ہوتے ہین کہ اکثر بڑی سرکارون مین یہین کے رہنے والون کو محرری اور منشی گری کے عہدے تفویض ہوتے ہین * یہان سے ڈیڑھ کوس فاصلے پر شہر کے اطراف مین فغفوریو کی قبر ہے اور یہ شخص پہلے پادشاہون مین مشہور ہے اور بقول ختائیون کے ایسا شخص سارے آفاق مین پیدا نہین ہوا او فضائل ثلاثہ یعنے عفت اور عدالت اور شجاعت مین اوسکے برابر عرصہ زمین پر کوئی نہین آیا اور لباس وجود کا نہین پہنا * اسقدر تعریف صاف مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اتنی بات تحقیق ہے کہ اگر نہایت ذی شعور و دور اندیش و نیک نہاد نہوتا تو اتنی بڑی سلطنت کا انتظام اول حال مین نکر سکتا فغفوریو کا بالکل احوال بندے نے اسی تاریخ کی دوسری جلد کے پہلے دفتر مین لکھا ہے جہان ختا کے تمام پادشاہون کا تذکرہ نو آبادی دنیا سے ۱۸۴۲ء تک درج کیا ہے ہوچو کا شہر بھی بہت بڑا اور کوہستان کے قریب واقع ہے اور اسکے اطراف مین ایسے ایسے جنگل ہین کہ آدمی کو وہان گذرنا سخت دشوار ہے اور وہان کی خبر جو جان پر کھیل کر لاتے ہیں کہتے ہین کہ جنگل مین صنوبر کے درخت جڑھ کے قریب اسقدر موٹے ہین کہ اگر چالیس آدمی اوسکے تنے کے گرد بیٹھین تو فراغت سے جگہ پاوین * الغرض چی کیانگ کے صوبے مین اٹھارہ قلعہ مثل شہر کے وسیع اور آباد ہین اور اون کے علاوہ تیس شہر نامور ہین بعض تجارت یا صنعت کے سبب سے اور بعض فضائیت یا زرخیزی کے لیے لیکن بندے نے سب کا ذکر بیفایدہ سمجھا اور جنکو نہایت ممدوح پایا اونہین کا خلاصہ احوال لکھا ہے چی کیانگ کے صوبے مین دو کرور دس لاکھ باشندے ہین اور نظامت کے کارخانجات جنگی اور دیوانی کے اخراجات کی وضع کے بعد ایک کرور سترہ لاکھ ستائیس ہزار ایک سو اسی روپیہ سکہ برسم

مالگذاری ہر سال فغفور کے خزانے مین جاتا ہے اور اس مبلغ مین زمین کا خراج پچانوے لاکہہ اکتالیس ہزار آٹھہ سو روپیہ سکہ اور نمک کی بابت سولہ لاکہہ پانچ سو ساٹھہ روپیہ اور اجناس تجارت کی آمدنی ورفتنی کا محصول پانچ لاکہہ چوراسی ہزار آٹھہ سو بیس روپیہ سکہ ہے ٭ ٭ ٭ ٭

ساتوان باب

صوبہ ہوکوانگ کے بیان مین

چین کا چھٹوان صوبہ ہوکوانگ کہلاتا اور اوس مملکت کے عین درمیان اسطرح واقع ہے کہ آٹھہ صوبے اسکے چارون گرد ہین اور چونکہ یانگ ذی کیانگ کا دریا اسکے درمیان سے پورب کی طرف پچھم سے بہتا ہے اسلیے اوس صوبے کے دو حصے ہوے ہین اور یہ دونون کی زرخیزی اتنی ہے کہ ضرب المثل ہو گئی چنانچہ ختائی کہتے ہین کہ کیانگ سی کے سال بھر کا محاصل اگر اکٹھا ہو تو چین کے پندرہ صوبون باشندون کے لیے ایک وقت کا ناشتہ ہو سکتا ہے لیکن ہوکوانگ کی ایک فصل زراعت پر ساری مملکت کے باشندون کا مدار اوقات برس روز تک ہو سکتا ہے اور سوا کثر محاصل اس صوبے کے سوتی کپڑے اور پہاڑ کی جڑی بوٹی اور معدنیات سونا چاندی لوہا ٹین بلور کے مشہور ہین اور یہان پر نہایت شفاف موم پیدا ہوتا اور بانس کا کاغذ کثرت سے بنتا ہے ٭ بوچانگفو پاے تخت اس صوبے کا بڑی تجارت گاہ اور نہایت کیفیت کی جا ہے اور دولت اور عالیشانی اور عذاری مین مملکت خطا کے اکثر شہر سے کم نہین اور چونکہ یانگ ذی کیانگ کا دریا اس شہر کے نیچے بہتا ہے اس سبب سے پوچانگ فو ایسا بڑا بندر ہے کہ دس بارہ ہزار جہاز شہر کے سامنے پانچ چار کوس کے عرصے تک اکثر لنگر کیے رہتے ہین اور اسسے سمجھا چاہیے کہ کسقدر خرید و فروخت اور ساکنان شہر کے سوا صرف مسافرون کی کسقدر جمعیت ہوتی ہے ٭ سیانگ نانگ فو ایک اور شہر ہے جسکے اطراف کے پہاڑون مین معادن سونے اور چاندی کے ہین مگر اون کے کھودنے کی ممانعت ہے لیکن جھرنون اور ندیون مین جو ریزے طلا و نقرہ کے کوہستان کی طرف سے بہکے آتے ہین اونسپر کسیکا اجارا نہین اور جسکا جی چاہتا چن لاتا ہے فیروزہ اور

پھٹکری اور ایک قسم کی سبز چیز جسکو ختائی مصور بڑے مولون سے تصویر کی رنگ آمیزی کے لیے خریدتے اون سب کے معدن اونہین پہاڑون مین واقع ہین ونہین کان فوشہر ہے جسکی سرحد مین ایک قسم کا موم پیدا ہوتا ہے جسکی بتیون کا خرچ سوا شہنشاہ اور اونکے عزیز جو قرابت قریبہ رکھتے ہین دوسری جگہ منع ہے اور اس موم کے کئی خاصے ہین یعنی سپیدی اور چمک بلور کی سی ہوتی ہے اور اوسکی بتی دہوان نہین دیتی اور روشنی کی صفائی اور تابندگی مثل مہتابی کے ہوتی ہے اور دوا مین بھی اوسکا خرچ ہے چنانچہ ہول دل کیواسطے نہایت مفید ہے اور ختائی وکلا اور جو لوگ کہ دربارون مین عرضبیگی ہوتے ہین اس موم کا ایک ڈلا اسلیے کھلایا کرتے ہین کہ قوت دل زیادہ ہووے اور دربار کے دبدبے سے مرعوب نہو جاوین * اور اس موم کو ختا مین پیلا کہتے ہین اور ایک ذات کا درخت ہوتا ہے جسکی جڑ مین ایک قسم کا چھوٹا سا کیڑا چپکا دینے سے وہ اوسکا رس کھاتا اور فضلا جو چھوڑتا اوسی سے یہ موم ہوتا ہے اور اسکی ایسی قدر ہے کہ سونے کے وزن سے بکتا ہے اور حقیقت مین وہ ایسی ہی چیز اکسیر خاصیت ہے کہ سونا اوسکے آگے مٹی ہے * ہوانگ چو ایک شہر نہایت وسیع اور غدار او مشہور بندر ہے اور ماتحت کے ایک شہر مین جھرنا ہے جسکے پانی مین چاے کو جوش دینے سے بہت لطیف ہوجاتی ہے اور اس شہر کے قریب ایک خزیرہ پی کو اسے کہلاتا اور لوگ اس خزیرے کے باب مین ایک نقل کسی سپاہی کی کرتے ہین کہ جب دشمنون نے اوسکو دریا مین ڈال دیا ایک سفید کچھوا اوسکی مدد کو آیا اور اپنی پیٹھ پر چڑھا کر اوسے پار پہنچا دیا یہ بات قریب قیاس کے نہین غرض حقیقت یہ کہ اس خزیرے سے چھوٹی ذات کا سپید خوبصورت کچھوا پکڑا جاتا اور امیرون کے یہان باغون اور حوضون مین پلتا ہے اور تھوڑے عرصے مین اسقدر رام ہوتا ہے کہ لوگ اوسے اپنے ہاتھون سے کھلاتے ہین * ییچو فو کا شہر بہت وسیع وغدار اور سرزمین بھی اسکی نہایت زرخیز ہے اور پہاڑون مین معادن فیروزے کے ہین اور یہ شہر لون ٹین ہو کی جھیل کے کنارے پر واقع ہے اور اس جھیل مین ایک خزیرہ عجیب کیفیت کا ہے کہ اسکے نیچے سے ہمیشہ پانی بہتا ہے گویا نے پر رکھا ہوا ہے اور صورت اوسکی یہ ہے کہ چہار طرف

سے اشجار اور نباتات کی جڑین آن ملی ہین اور مثل جال سنگین کے بل کھا کھا کے لپٹی ہوئی ہین کہ انپر
تہ مٹی کی ایسی موٹی جم گئی ہے کہ قریب القیاس نہین کہ کبھی پانی اوسپر غالب ہوویگا اور ہر چند کہ ظاہر
مین نقش برآب مثل حباب اور متحرک مانند سیماب ہے مگر حقیقت مین مستحکم مثل الفت احباب ہے
چانگ چافو ایک اور شہر سر زمین کی سیرابی کے لیے مشہور ہے یہان تک کہ اگر تمام مملکت مین بسبب
قحط کے غلہ کا نشان تک نہ ملے تو بھی یہان کی فصل کبھو نہ جلے اور متعدد ندی اور نہر کے سبب سے
پانی کی تکلیف کبھی نہین ہوتی ہے اور اطراف کے پہاڑون مین کئی معدن شنجرف کے ہین *
ہینگ چوفو کا شہر دریا کے جزیرے مین واقع ہے اور اگرچہ اطراف کی زمین سنگی اور بلند ہے
لیکن کسی جنس کی کمی نہین اور سہولت معاش بدرجہ ہے اور پہاڑون مین نقرے کے معدن
ہین اور باشندے بانس سے کاغذ بہت بناتے ہین * چانگ فو ایک شہر ہے جسکا عرض
طول کم مگر نہایت زرخیز ہے اور کولہ لیمو افراط سے وہان ہوتا ہے اور ایک قسم کا لیمو سمی کہلاتا ہے
کہ جاڑون مین جب ایام دوسرے لیمو کا ہوجاتا ہے تب اسکے درخت بامراد ہوتے ہین اور یہ
لیمون مدتون تک میٹھا اور معطر اور خوش رنگ ایک رنگ پر رہتا ہے اور کچھ نیرنگی نہین دکھاتا
اور اس شہر کے اطراف کے پہاڑون مین فیروزے کے کئی معدن ہین * چین چوفو ایک شہر پہاڑون
مین معمور ہے اور معدن سونا اور چاندی اور سیماب اور فیروزہ کے اطراف مین ہین اس شہر
کی سرحد مین پہاڑون کے درمیان ایک قوم جنگلی آدمیون کی رہتی ہے جسے ختائیون کی نہ زبان
نہ چال نہ چلن نہ گفتار نہ رفتار ذرا بھی ملتی ہے اور اہل چین کی روایت یہ ہے کہ کتے اور آدمی
کی خلط سے اونکی نسل ہے لیکن یہ بات صریحاً جھوٹھ ہے اور دشمنی اور ناجنسیت وجہ اس ملامت
کی ہے * الغرض کہ صوبے کی دو تقسیم مین چودہ شہر ہین اور اوسکی پہلی تقسیم یعنے ہوپی مین قریب ڈیڑہ کرور
باشندے ہین اور دوسری تقسیم ہونان مین تخمیناً ایک کرور اور بتیس ۳۲ لاکھ باشندے ہوویںگے اور ہوپی
کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین ۳ کرور نوے ۹۰ لاکھ روپے بابت خراج زمین اور
تیس ۳۰ ہزار روپے بابت محصول اجناس تجارت دار الامارہ پیچین مین بھیجا جاتا ہے اور ہونان

کی نظامت اور دیوانی کے وضع اخراجات کے بعد تین کروڑ تراندے لاکھ روپے بابت خراج زمین اور ایک کروڑ پانچ لاکھ بابت محصول اجناس تجارت فغفور کے خزانے مین لانہ داخل ہوتا ہے ٭

آٹھوان باب

صوبہ ہونان کے بیان مین

یہ صوبہ مملکت ختا کے درمیان واقع اور اوس ملک کے اکثر مورخون کا اسپر اجماع ہے کہ جب ابتدا مین سلطنت ختا کی بنیاد ڈالی گئی اسی جگہ سے پہلے آبادی شروع ہوئی اور یہ سرزمین کہنہ آباد وہان کی قدیم شہنشاہان والا نژاد کی تخت گاہ مدتون تک رہی اور سچ ہے کہ اس جا کی آب وہوا وصحت وفضا ایسی لطیف وخوش اور پاکیزہ ودلکش ہے کہ قابل بخوشی زندگی کرنے اور عیش وآرام سے رہنے کی معلوم ہوتی ہے اور وہان کی زمین عمدہ اور بہتر اور سیر حاصل اور اسقدر شاداب ہے کہ پھولون کے جنگل کاٹ کے لوگ زراعت کرتے اور گلشنون مین ہل جتوا اناج بوتے ہین ٭ **لمولفہ** سرزمین ایک لطیف وآباد ان ٭ آب جو باغ مین روش پہ روان ٭ جنگلون مین بہار گلشن ہے ٭ رشک گلشن ہر ایک گلخن ہے ٭ گل وسنبل کے ڈھیر ہین ہر جا ٭ بلبلون کی بھیڑ ہین ہر جا ٭ لب غنچہ جہان کہ خندان ہے ٭ چشم بلبل وہان پہ گریان ہے ٭ سرو جس جا کہ برلب جو ہے ٭ لب قمری پہ شور کوکو ہے ٭ پیش بازار ہر طرف ہین لگی ٭ ہین خریدار شوق سے پھرتے ٭ عشرت آرام ہر جگہ موجود ٭ شہر کیا بلکہ خانۂ بہبود ٭ اور جب کہ حال یہ ہے تو نہین تعجب بلکہ حکمت کی رو سے واجب ہے کہ لوگ بھی ایسے دیار کے پاکیزہ طینت لطیف طبیعت خوش مزاج عیش جو آرام طلب ہووین کیونکہ کلیہ ہے کہ جہان سہولت معاش ہے وہان عیش وآرام پر دل پاش پاش ہے بلکہ وہان کے لوگ بالخاصہ ان صفتون کے ساتھ موصوف ہوتے ہین اور اسی وجہ سے اس صوبے مین سوداگری نہایت سرد اور مدہم ہے اور تجارت کا بازار مطلق گرم نہین کیونکہ حضرت انسان کی طبیعت ہمیشہ راحت دوست اور آرام طلب ہوتی ہے اور جدوجہد کوشش وسعی وہی لوگ

کرتے ہو فکر معیشت مین دلگیر اور زنجیر تنگدستی مین پابند و اسیر ہین تردد وہی کرتے جنکی اوقات
بے تردد کیے نہین نبتی اور بار گران وہی اوٹھاتے جنکو اوٹھا سکے بن اوٹھائے تلاش معاش کے
بوجھ سے سبکدوشی حاصل نہین ہوتی * **لمولفہ** مال ومحنت سے کوسون دور ہین * مخنتی
اس مرض مین رنجور ہین * سنگ غم سے روز و شب صبح و مسا * مثل شیشہ پتھرون سے چور ہین *
اس صوبے کا پایہ تخت کیفونگ فو ہے اور یہی ایک نئی بات اس دار الریاست کی مشہور
ہے کہ شہر کی کرسی خاک دریا کی سطح آب سے بہت نیچے ہے چنانچہ پانی روکنے کو کچہ اونچے اونچے
پشتے اور باندہ کی حاجت ہوئی اور روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نظام ملک مین فتور واقع
ہوا اور سرکشون نے اوس شہر کو بارادہ تسخیر محاصرہ کیا تب شہر والون کی مدد کو فغفور کی
طرف سے بہت سے لشکر آئے لیکن اوس فوج کے سردار کو دشمن غارت کرنے کی ایسی ایک
بری ترکیب سوجھی کہ اوسے اپنی ہی طرف زیادہ تر ہلاکت ہوئی یعنے دریا کے پشتے کو اوس نے
تڑوا ڈالا اور تمام شہر کو تہ آب کر دیا اور اس سانحہ عظیم مین تین لاکھہ آدمی سے زیادہ شربت
موت سے جام حیات کو لبریز کیے اور شراب مرگ پیالہ اجل سے پی غرض ہر چند کہ بعد چند
ایام کے شہر کی دوبارہ تعمیر ہوئی اور سر نو اوجڑا ملک آباد ہوا مگر پہلے کی رونق پھر نہوئی اور نہ
پرانی خوبی نے تازگی پائی مثل مشہور ہے اگلی بات ہمیشہ اگلون کے ساتہ جاتی ہے * **لمولفہ**
عالم فانی کی یارو چال دیکھی ہے عجب * اس جہان سے جو گیا ویسا نہ آیا پھر کوئی * بازیچے
دنیا کی ہر ہر داؤن مین اے ہمنشین * کھو دیا ہاتھون سے جو ویسا نہ پایا پھر کوئی * کوکی فی
دوسرا شہر اس صوبے کا بہت وسیع و غدار ہے اور اس صوبے کے اور شہرون سے یہ شہر اچھی
تجارت گاہ ہے اوسکے اطراف مین باغ بہت باوسعت اور اقسام میوجات کی کثرت
ہے اور یہان ایک جھیل ہے جسکے پانی کی تاثیر سے ریشم مین آب و تاب اور چمک دمک اور
مضبوطی اور ملایمی ایسی ہوتی ہے کہ سیکڑون منزل سے جولاہے جاتے اور اوس پانی مین
ریشم کو دھوتے ہین اور اس شہر کے باشندے ایسے خوش خلق اور مسافر پرور ہین کہ ہر چند

ختائی مضمون سے اس شعر کے واقف ہین * **شعر** خشت وطن از تخت سلیمان خوشتر *
خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر * باوصف اسکے اگر قضیہ اتفاقی سے اون مین کوئی شخص گیا
وہانکی خوبیون مین اوسکی طبیعت ایسی لگی کہ پھر اپنے گھر مشکلون سے پھرا * **لمولفہ** باغ مین بلبل
یہی کہتی تھی کل صیاد سے * کب چمن کو چھوڑ کر ظالم قفص مین جاوین ہم * ہونان فو ایک شہر
ہے جسمین قدیم شہنشاہ سب اکثر رہتے تھے اور اب بھی اوخھون کی کیی عظیم الشان قبرین
اطراف شہر کے باغون مین موجود ہین چونکہ ختائیون کے قیاس مین اونکی مملکت ناف مین
مین اور ہونان کا صوبہ اوس مملکت کے بیچو بیچ اور یہہ شہر اوس صوبے کے وسط مین واقع
ہے اس لحاظ سے بقول اونکے شہر ہونان فو صفحہ زمین کے دائرہ کا نقطہ مرکز ہے * نانکی فو
کا شہر بہت غدار اور وسیع ہے اور اوس کے اطراف کی سرزمین سے کئی دریا بہتے ہین اس
سبب سے وہ اتنی زرخیز ہے کہ جب فوجین شہنشاہ کی وہان پر ڈیرہ ڈالے مہینون پڑے رہتے ہین
تب بھی شہر کی گرانی کبھی نہین ہوتی اور قریب کے کئی پہاڑون سے فیروزہ حاصل ہوتا ہے اور
وہین ایک قسم کے سانپ کی خلقت ہوتی ہے کہ جس سے فالج ولقوہ و رعشہ کی بیماریون کی
دوا بنتی ہے اور اطبائے ختا اس سانپ کو شراب مین ڈال عرق اور جوہر کھینچ لیتے اور
اور لقوہ اور فالج کے مریضون کو پلا کر اکثر اچھا کرتے ہین چوہنگ فو اس شہر کے اطراف
مین بہت چاے پیدا ہوتی ہے غرض اسیطرح چھوٹے بڑے شہر اس صوبہ کے سب
سمیت اونتیس ہین اور یہان کے باشندے اڑہائی کروڑ ہین اور بعد وضع اخراجات
نظامت اور دیوانی کے ایک کروڑ پانچ لاکھ چھہ ہزار دو سے چالیس روپیہ بابت خراج زمین اور
بیالیس ہزار چھہ سو بیاسی روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ مغفور کے خزانہ عامرہ مین داخل ہوتا ہے *

نوان باب

صوبہ شان ٹان کے بیان مین

کنگ فوسی جو ختا کا حکیم الحکما تھا اور دانائی مین یونان کے فلاسفہ عظام ارسطاطالیس و فلاطون

وغیرہ سے مرتبہ اوسکا سبقت لے گیا اسی صوبے مین پیدا ہوا تھا غرض اس حکیم بے بدل کا تذکرہ دفتر ثانی مین لکھا جائیگا اور جہان شہنشاہان فرخ فال کا حال درج کیا جائیگا وہان اوس صاحب کمال عدیم المثال کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا تذکرہ زبان قلم پر آئیگا چونکہ صرف اسی استاد فیلسوف کے قال لازوال پر انتظام مملکت چلا جاتا ہے اسی باعث سے ختا کی ریاست کو ابتک بقا ہے حالانکہ کیانی اور روم قدیم کی سلطنتین مٹ گئین نشان تک بھی نہ باقی رہا نام کا نام لینا عقل صواب اندیش کے نزدیک بیجا ہے مگر ختا پر باوجود یورش تاتار مطلق ادبار نہ آیا اس صوبہ مین پانی کم برستا ہے لیکن اسکی عوض اتنے دریا اور نہر اور جھیل اور تالاب ہین کہ زراعت مین نقصان نہین آتا ؛ ختا کی سب سے بڑی نہر جو شہنشاہی کہلاتی اس ملک کے درمیان سے بہتی ہے اور شاہی انبار خانون مین بھی اناج کی کشتیان اسیطرف سے دارالامارہ پیچین کو جاتی ہین اونکی جمعیت کثیر کا ہر سال اس نہر سے گذارا ہے اور گیارہ بارہ ہزار سے کم کبھی نہین جاتین ؛ چی نانگ فو کا شہر پایۂ تخت اس صوبہ کا بہت وسیع و شہر غدار ہے اطراف ہین لیکہ جھیلین اور تالاب کثرت سے ہین نہرین شہر کے درمیان پانی سے ہمیشہ ملبب رہتی ہین چوڑی اور عمیق ہین ہزارون من کی کشتیان شہر کے ہر بازار مین لگی رہتی ہین اور اون نہرون پر نفیس نفیس پل راہ چلنے والے کے آرام و شہر کی زینت کے لیے بنے ہوے ہین اور چونکہ ایام قدیم مین کئی شہنشاہ ختا اور باج گذار ملکون کے پادشاہ سب یہان سکونت کرتے تھے اور اونکے مزار شاندار پہاڑون مین ہین اس سبب سے اس شہر کی بڑی عزت ختائیون کی آنکھون مین ہے ؛ **لمولفہ** فی الحقیقت شہر ہے یہ پُر فضا ؛ کیجیے تعریف جو کچھ ہے بجا ؛ رائے اولوالباب خطا ہے پر صواب ؛ کرتے ہین عظمت جو اوسکی بیحساب ؛ اس شہر کے قریب ین چنگ کا شہر ہے وہان ایک قسم کا شیشہ ایسا نازک بنتا ہے کہ اگر تند ہوا مین رکھدیا جاے تو اوسکے صدمے سے فوراً آسیب آتے یعنے صاف تڑق جاتے لینے والا سواے حیرت کچھ نہ پاتے خاکپر ٹکڑے ٹکڑے دیکھکر آئینہ دل چور چور جگر مین ہزارون ناسور بشکل خانۂ زنبور نمایان چشم تمنا

سے نہر خون رواں رہے اوسکا عکس نہ ملے * ابن حسنی سے رشک حلب کہنے کی جا ہے *
ایک فقرہ ہے اوصاف سے یہ اوسکے لکھا ہے * اس صوبے مین ایک قسم کا کپڑا مثل کمان کے
پیدا ہوتا ہے اور اوسے سوٹا ریشم نکلتا اور ایک طرح کا ریشمی کپڑا نہایت گف اور خوشبو دار بنتا ہے
ہر جگہ بخواہش لیا جاتا ہے * ین چو فو دوسرا شہر اس صوبے کا درمیان دو بڑے دریا کے واقع
ہے اس سبب سے آب و ہوا اوس سرزمین کی نہایت لطیف ہے اور پل اسی شہر مین بہت عظیم الشان
ایک سو اسی گز لنبا ہے ایسا کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا اور اس شہر کے تحت مین کیو فو مین کا شہر
ہے جسمین فیلسوف اعظم حکیم اکرم کامل زمان حاذق دوران حکیم کنگ فوسی کے کئی یادگار نمودار
از طرف سرکار اور بعض رئیسان خجستہ کردار بنے ہوے ہین حالانکہ حکیم ممدوح شہر چو ہین مین جو
اوسکے قریب ہے پیدا ہوا تھا * ٹانگ چینگ فو کا شہر بڑی نہر پر چونکہ واقع ہے اس وجہ سے
تجارت گاہ عظیم ہے ہزارہا جہاز ہمیشہ وہان لگے رہتے ہین اور کئی معقول عمارتین شہر مین ہین
خصوص ایک ہشت پہل و ہشت طبق کا منار مثل منار نان کنیگ کے ہے اور اسی طرح چینی کا
بنا ہوا ہے اور باہر گھنٹے اوسی انداز سے لٹکے ہین اور ہوا کے بہنے سے صداے خوش اون سے
پیدا ہوتی ہے * تین ہو فو اور لی چو فو دو شہر کسی اور بات کے لیے مشہور نہین بجز اسکے کہ دونون
مین ایک ایک قلعہ بہت مستحکم بنا ہے اور لشکر شاہ حفاظت ملک کے لیے اون مین متعین رہتا ہے
اور جنگی جہاز بھی نگہبانی کے لیے موجود ہر چہار حدود مین رہتے ہین حاصل کلام اٹھائیس شہر چھوٹے
بڑے اس صوبے مین ہین اور قریب اڑھائی کرور کے باشندے ہین اور بعد وضع اخراجات
نظامت و دیوانی کے ایک کرور بارہ لاکھ چورانوے ہزار دو سو آٹھ روپے بابت خراج
زمین اور چار لاکھ چھبیس ہزار آٹھ سو سولہ بابت نمک اور اٹھانوے ہزار چار سو چھیانوے
روپیہ بابت محصول اجناس تجارت اس صوبے سے فغفور کے خزانے مین سالانہ جاتا ہے *

دسوان باب

صوبۂ شان سی کے بیان مین

اس صوبے کی آب وہوا بہت اچھی اور زمین بھی نہایت زرخیز ہے سواے چاول کے ہر قسم کا اناج یہان کثرت سے پیدا ہوتا ہے ہرچند یہان کے لیے پانی بہت چاہیے مگر بسبب قلت نہر وتالاب پانی بقدر احتیاج دستیاب نہین ہوتا لیکن مشک اور سنگ سماق اور سنگ مرمر اور سنگ زبرجد اقسام رنگ کا نکلتا ہے فیروزہ اور بلور بھی اس صوبے کے پہاڑون سے آتا ہے کان آہن وشورے کی کئی معدن ہین اور اوس ملک کے بعضے پہاڑون کی چوٹی پر میدان وسیع اسطرحکا ہے کہ کوسون تک جسکا حساب نہین اوسپر کشتکاری کی جاتی ہے فصل بفضل افضال حقیقی معقول ہوتی ہے باوصفیکہ بجز باران رحمت وہان پانی کا نام نہین اس صوبے کے باشندے بڑے مضبوط اور بہادر ہوتے ہین اور مطابق قاعدہ کلی کے حلیم وسلیم مشہور ہین مگر حد سے زیادہ کوڑن وابلہ ہوتے ہین کسی علم سے مطلق شوق نہین رکھتے اور مستورات یہان کی حسینہ اور جمیلہ ہوتی ہین اور اس طبقے مین انگور بالافراط نہایت تحفہ اسطرحکا پیدا ہوتا ہے کہ شاید روے زمین پر کہین میسر نہین آتا اگر یہان کے ختائی چاہین تو شراب مین ایسی کھینچ سکتے کہ قابل جام جمشید مین بھرنے کے ہون لیکن بیچ اوجڈ گنوار اوسکو سکھلا کے کشمش بناتے ہین * **نظم** حماقت سے پر مغز ہین وہ کثیف * کہ بد کرتے ہین کیا غذاے لطیف * کوئیلے کے معدن بھی یہان بشدت ہین اور اوسکی تحفگی یہ ہے کہ انگارے بہت صاف وشفاف ہوتے ہین دیر تک رہتے اور دھوان نہین دیتے ہین اور فرش فروش کے لیے قالین یہان ویسے ہی عمدہ اور خوبصورت بنتے جس طرح ایران اور روم مین ہوتے ہین **المولفہ** بلکہ اوسپر فوق رکھتے ہین یہ بعضے کام مین * مشتہر نام انکا ہے کشمیر ومصر وشام مین * قندہار اس صوبے کا پاے تخت ہے کسیوقت مین شاندار تھا جب پادشاہ کے عزیز واقربا نے یہان سکونت اختیار کی تھی لیکن جب سے کہ وہ خانوادہ بلٹ گیا یہان کا بھی طبقہ اولٹ گیا **بقول شاعر** پردہ داری میکند در قصر قیصر عنکبوت * بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب * غرض لوہے کے باسن اور آلات اور ہتیار جنگ کے یہان

تجارت ہے پشمینے کے کپڑونکا بازار گرم ہے اور ساری مملکت کے سوداگراون قالینون کی تحفگی پر لوٹے رہتے پانوٴن پڑکے سرکے بھل لیجاتے انکا ذکر عاصی کرچکا کہ رشک ایران و روم ہوتے ہین * پیچین یان فو اس صوبیکا دوسرا شہر اس بات کے لیے مشہور ہے کہ فغفور یو حکومت مملکت ختا کے پہلے پادشاہون مین تھا اوس نے اسی شہر کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا تھا اوس عالی ہمت بلند مرتبت شجاعت شعار مدبر روزگار عادل بے عدیل کا ذکر اس تاریخ کی جلد دوم مین کیا جائیگا اس جگہ اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ بڑی سلطنتون کے بانی ایسے ہی شخص ہوتے جیسا کہ یہ تھا * **لمولفہ**

عادل ہو تو ایسا ہو جو سلطان ہو تو ایسا ہو * عاقل ہو تو ایسا ہو خاقان ہو تو ایسا ہو * اس کے قریب ایک جھیل شور اکیس کوس کے دائرے مین اور ہے اوسکا پانی کھاری مثل سمندر کے ہے اوسمین نمک افراط سے پیدا ہوتا ہے * فین چو فو بہت پرانہ شہر اور معقول تجارت گاہ ہے اطراف کی زمین حالانکہ کوہسار ہے لیکن کسانون نے ریاضت کے زور سے اوسے ایسا زرخیز کیا کہ بڑے فائدہ کی جا ہے کتنے چشمے آب گرم کے اوس کے قریب ہین منزلون سے لوگ آکے وہین جمع ہوتے ہین ایک قسم کا مالالحم منشی وہان تیار ہوکے اور اور صوبون مین بھی جاتا ہے اوسکے سردرو خواص اور قوت کی بہت تعریف ہوتی ہے * تائی ٹون فو کا شہر دیوار ختا کے نہایت قریب ہے چونکہ قوم تاتار کی یورش کرنے کی جگہ ہے اس لیئے شہر کے مورچے بہت مضبوط بنے ہین اور کئی ہزار سپاہ یہان ہمیشہ متعین رہتی ہے اور اطراف کے پہاڑون مین فیروزہ اور سنگ مرمر کی کان ہین اور ایک قسم کا زبرجد ملتا ہے جسکی سپیدی اور چمک ریشم کے مانند ہوتی ہے اور جنگلون مین جڑی بوٹی بہت اقسام کی میسر آتی ہے غرض چھوٹے بڑے اٹھائیس شہر اس صوبے مین ہین اور سیکڑون قلعے دیوار ختا کے قریب جابجا واقع ہین تا کہ تاتار کی یورش ملک مین نہونے پائے اور **لمولفہ** رہین سب لوگ عیش و راحت سے * رنج پہنچے نہ دست آفت سے * اس صوبے مین دو کرور ستر لاکھ باشندے ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی کے ایک کرور ایک لاکھ ستھتر ہزار نو سو بیس روپے بابت خراج زمین اور سولہ لاکھ چوہتر ہزار چار سو بیس روپے

بابت نمک تین لاکھ ترسٹھ ہزار سات سو بارہ روپیہ بابت محصول اجناس تجارت فغفور کے
خزانے مین برسم مالگذاری سالانہ داخل ہوتا ہے

گیارہوان باب

چینن سی کے صوبے کے بیان مین

یہ صوبہ بہت وسیع ہے اور بعض مورخون کی یون روایت ہے کہ اسی جگہ سے ختا کی آبادی شروع ہوئی اور قدیم فغفورون نے یہین سکونت اختیار کی تھی اس بیان کے خلاف اور صوبون کے باب مین یہی بات بعضے راوی نقل کرتے ہین القصہ اگر یہ سرزمین پہلے نہ آباد ہوکر دوسری آباد ہوئی تو اس سے کچھ قباحت واقع نہین ہوتی اور اگر وہ بزرگی نہین حاصل تو یہ مرتبہ بیشک اوسکو دیا چاہیے کہ شہنشاہون نے اوس سرزمین کو نہایت پسند کی تھی اور مدتون اسی طبقے مین سلطنت رہی **لمولفہ** رتبہ بلند کیون نہو اوس سرزمین کا ۔ مسکن یہان تھا مدتون فغفور چین کا ۔ اس صوبے کی دو تقسیم ہین آگے تین ناظمون کو یہان کی صوبہ داری سپرد تھی لیکن چند روز سے ایک موقوف ہوگیا چاول کی فصل یہان اچھی نہین ہوتی اس جہت سے کہ پانی کم برستا ہے گھٹا کے دیکھنے کو دل ترستا ہے کسی عنوان سے اکثر مقام پر حسب ضرورت پانی میسر نہین ہوتا غرض اور اقسام اناج کی افراط سے باشندون کو قحط کی شدتین لاحق حال نہین ہوتین اکثر اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیان ویران کر جاتی ہین لیکن اوسکے عوض ختائی اونہین پکڑ کے کھا جاتے ہین بقول شخصے عوض معاوض گلہ ندارد تو انکی شکایت کرنی زیادتی ہے ۔ اس صوبے مین ریوند چینی ومشک وشنجرف وموم وشہد وصندل وسنگی کوئیلہ اور اقسام ادویات کثرت کے ساتھ ملتے طلا کی کئی کان ہین اگر وہ کھودی جاوین تو یقین ہے کہ سیکڑون من سونا پیدا ہو لیکن فغفور کی ممانعت سے اونکا کھودنا وقت ضرورت پر موقوف رہا غرض ندیون اور جھرنون مین اوسکی ریت جو بہکے آتی ہے اوسکے جمع کرنے مین صدہا آدمی کی اوقات بسر ہوتی ہے اور سیاح جو اوس ملک مین گئے ہین اونکی روایت یون ہے کہ اس صوبے کے باشندے سلیم الطبع حلیم الوضع

اہل سخا فتنہ وفساد سے بری شیرازہ بند راستی و دوستی نہایت کریم الاخلاق عمیم الاشفاق ہوتے ہین
ابو لفضہ جسے انسانیت عبارت ہے ✤ وہان ہر ایک کی وہ عادت ہے ✤ پاک نیت خجستہ
خصلت ہین ✤ ہر طرح سے وہ سب غنیمت ہین ✤ تحصیل علوم و فنون کی طرف اکثر رجوع کرتے ہین
سی نگان فو کا شہر چونکہ ایک زمانے مین تخت گاہ فغفوران چین تھا اور اب ناظم کے رہنے کی
جا ہے ان دو سببون سے بہت آباد اور دل پسند جگہ ہے شہر پناہ کی چار دیواری مثل قلعہ کے
مورچون کے بنی ہوئی اور زیر دیوار گہری اور چوڑی کھائی کھدی ہوئی ہے اور جگہ بجگہ قطار سے
مورچون کے اوپر اونچے اونچے برج مثل ہندوستانی امیرون کے نوبت خانون کے بنے ہین اور
اون مین سپاہی پہرا چوکی دیتے رہتے ہین اور دار الامارہ پیچین کے بعد اوس شہر کا رتبہ بسبب
مضبوط ہونے اور سامان جنگ سے مہیا رہنے کے سمجھا چاہیے اور شہنشاہی فوج کی وہ تقسیم
جو طرف شمال حفاظت سلطنت کیواسطے مقرر ہے اوس شہر مین متعین رہتی ہے اوسکے اطراف
کی رعایا اور خطائیون سے بہادر و محنت کش اور قد آور و وجیہ ہوتے ہین ✤ اس شہر کے اطراف
مین ایک قسم کا باد ڑ بہت بڑا پیدا ہوتا ہے اوسکا گوشت ایسا لذیذ ہوتا ہے کہ ذائقہ اور
ملایمت مین حلوان فربہ پر اوسکو ترجیح دیتے ہین ✤ سن سولہ سے پچیس عیسائی مین اس شہر کے
اطراف مین ایک لنبا تختہ سنگ مرمر کا زمین سے کھود کے نکالا گیا اوسپر یہ مضمون کھدا ہوا تھا
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ملک یہود مین پیدا ہوے تھے تو آسمان مین ایک نیا
ستارہ جو قبل اونکے کبھی ظاہر نہین ہوا تھا دکھائی دیا اور مشرق مین کئی بادشاہون نے اوسکے
ملاحظہ سے نذر دینے کے لیے ملک یہود کی راہ لی اور وہان پہنچ کر اوس طفل مقدس کو نذرین گذرانین
اور ایک شخص عیسائی مسمے الوپین سن چھہ سو چھتیس مسیحائی مین درمیان چین کے آیا اور فغفور وقت
نے اوسکے مذہب کا حال دریافت کرکے اوسکو راست سمجھا اوسکے حق مین فرمان جاری کیا ✤
اس پتھر کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کو ترقی ممالک چین مین از ابتدا ے
سنہ چھہ سو چھتیس مسیحائی سے سنہ سات سو بیالیس مسیحائی تک تھی اور اسی سال مین اس پتھر پر وہ

مضمون واسطے یادگار کے کھودا گیا تھا شہنشاہ نے ایک معبدگاہ مین اوسکو کھوادیا اور اوس مکان پہ جب بت پرستی نے پھر سر اوٹھایا ویرانہ اور خرابہ ہوگیا اور وہ پتھر بھی زمین کے نیچے دب گیا بالفعل کھودکے نکالا گیا اور لوگون پر اوسکا مضمون ظاہر ہوا ہے ٭ ہان چان فو کا شہر پتھریلی اور کنکریلی زمین مین کوہستان کے نزدیک واقع ہے لیکن دامان کوہ کی زرخیزی ایسی ہے کہ اوہ جگہون کی ابسرائی کا عوض ہو رہتا ہے اور پہاڑون مین مشک کا ہرن پیدا ہوتا اور اوسکا نافہ میسر آتا ہے اور شہد و موم اسقدر میسر ہوتا ہے کہ لینے والون کے ہاتھ تھک جاتے ہین مگر زمین کمی نہین آتی اور کئی معدن شنجرف کے بھی ہین ٭ اس شہر تک ایک سڑک کئی منزلون سے آئی ہے اوسکا حال سننے سے دلکو سخت حیرت ہوتی ہے روایت یہ ہے کہ ختائی فوج کو ایکدفعہ کئی پہاڑ اور جنگل اور دریا کو طے کرکے اتفاق آنیکا ہوا کوئی راہ نہ تھی ایک لاکھ مزدور رستہ آراستہ کرنے مین مصروف ہوے اور ہر روز ایک منزل کی راہ بناتے فوج کے آگے آگے چلے آئے اگر یہ رستہ میدان سے ہوتا تو کچھ زیادہ تعجب کا مقام نہ تھا لیکن جب خیال کیجیے کہ صدہا پہاڑون کو ڈہا کے دامان کوہ کو پاٹ دیا اور ہزارون برس کے جنگلون کو صاف کیا اور عمیق اور چوڑے دریاؤن پر پل باندہا یہ کارخانہ چند مہینے کے عرصے مین تمام کیا تو بیشک یہ نہایت عجوبہ معلوم ہوتا ہے اوس راہ کی مرمت ہوا کرتی ہے اور چوکی پہرے جابجا خطرناک مقامون پر آٹھون پہر مقرر ہین اور چھوٹی چھوٹی بستیان بطور سرا کے مسافرون کے بسنے کے لیے چار چار کوس پر بسی ہوئی ہین ٭ پن لیان فو کا بھی بڑا شہر ہے اوسکی سرحد کی زمین زرخیز آب و ہوا لطیف اور خوشگوار اور اوسکے قریب کی ایک جگہ ایسی گہری اور پانچ کوس تک برابر خندق اسقدر عمیق ہے کہ آفتاب کی روشنی دوپہر دن کو وہان نہین پہنچتی غرض اوسکے اندر سے بھی ختائیون نے راہ بنائی ہے اور اندہیرے کے باعث سے روز و شب مسافر مشعل روشن کرکے راہ چلتے ہین ٭ کون چان فو کا شہر درمیان کوہستان کے واقع ہے اور سب پہاڑون کے شہر بذاتہ ایک قلعہ اور یورش سے محفوظ ہے کیونکہ پہاڑ کی قطار اسقدر بلند اور سیدہی ہے کہ اوسپر سے گذرنا ممکن ہے اس شہر مین ایک مزار ہے اور

خطائیون کی روایت ہے کہ فغفور فوحی جو پہلا پادشاہ چین کا تھا اوسیکی یہ قبر ہے اور اگر یہ بات فی الواقع ہے تو روے زمین پر اس مزار کی سی قدامت کسیکو نہین ہے کیونکہ ہمارے یہان کے بعض مورخون نے حساب سے ثابت کیا ہے کہ ایام فغفور فوحی کا جو خطائی تاریخ مین مذکور ہے وقت حضرت نوح علیہ السلام کا تھا اسکے سوا کئی اور وجوہات صاحبان دانش نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور فغفور فوحی ایک ہی شخص تھے اور اوسکا حال زیادہ ترجلد دوم کی فصل اول مین بیان ہوویگا انشاء اللہ تعالی * لن تاوفو کے شہر کے قریب دیوار خطا تمام ہوئی ہے اور اس لحاظ سے وہانکا قلعہ نہایت مستحکم ہے اور پہاڑون سے جو ندیان بہکر آتین ہین اون مین ٹکڑے طلائی پر جلا کے بہت میسر ہوتے ہین اور اس لحاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے کے معدن کئی ہین اور ایک ذات کا شیر اطراف مین مارا جاتا ہے اوسکا چمڑا نہایت خوش رنگ اور ملائم ہوتا ہے اور بڑے دامون سے بکتا ہے * کین بان فو کا شہر قلعہ کہلاتا ہے اس لحاظ سے مورچے نہایت مضبوط اور کھائیان بشدت چوڑی اور گہری ہین اور چونکہ ناکے پر ہے کورش کے خوف سے فوج بھی زیادہ متعین رہتی ہے اور عمارتین اس شہر کی بہت پاکیزہ ہین اور دو جھیلین شور اطراف مین ہین جنمین بکثرت سیاہ نمک پیدا ہوتا ہے * بسبب قرب دیوار خطا کے کئی قلعہ نہایت مستحکم اس صوبے مین ہین اور سوا اونکے اٹھائیس شہر چھوٹے بڑے واقع ہین اور تین کرور باشندے اس صوبے کے دو تقسیم مین رہتے ہین اور وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے بعد پانچ کرور آٹھ لاکھ اسی ہزار روپیہ بابت خراج زمین اور دو لاکھ چالیس ہزار بابت محصول اجناس تجارت فغفور کے خزانہ مین سالانہ داخل ہوتا ہے

بارہوان باب

سی چوائن کے صوبیکے بیان مین

اس ملک سے محاصل بہت ہے اور انواع اقسام کی قیمتی چیزین طبعی او صنعی یہان میسر ہوتی ہین ریشم کی پیدائش اس صوبہ مین کمال ہے اور لوہا ٹین اور سیسے کی کان ہین کہربا

وفیروزہ اور سنگ مقناطیس و مشک پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے باین لحاظ اوسکی سرزمین سے تبت و تاتار کے بیابان نزدیک ہین گھوڑے نہایت عمدہ جنگلون سے آتے ہین خریدار فروشندہ دونون فائدہ پاتے ہین و لال مفت مالامال ہوجاتے ہین اور گنا ایسا نفیس و شیرین ہوتا ہے کہ اوسکی تعریف و توصیف مین لب گفتگو بند کھانے والے کو ازحد پسند ہے اوسکی چینی ایسی تحفہ ہوتی کہ جس علی کس سے تعریف ہوسکتی ہے اور اگر لذیذ مٹھائی کھاکے ہوکے سے خدانخواستہ کوئی بیمار پڑے تو ریوند چینی جو اس ملک مین بہت پر اثر پیدا ہوتی ہے کہ استعمال سے دم بھر مین فساد بیماریکو دور کرتی ہے یہ صوبہ سمندر سے بہت فاصلہ پر ہے اس لیے نمک پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے اور اگر قدرت کاملہ کی طرف سے یہ بات نہوتی تو باشندون کو نمک کے لیے بڑی تکلیف ملتی ⁂ چین تو فو پاے تخت اس صوبہ کا ایسا وسیع و غدار و شہر عالیشان ہے کہ ممالک ختا کے بڑے شہرون مین اسکی گنتی ہوتی ہے اور جسوقت بعض شہنشاہ اوسمین تشریف رکھتے تھے اون دنون ایسی آراستگی اور درستگی اسکی تھی کہ باوجود اسکے کہ جب فتور نظام ملک مین سن سولہ سو چالیس عیسوی مین مان چو تاتار کی یورش کے قبل ہوا تھا اس شہر پر بڑی تباہی ہوئی تھی لیکن اتنا سجی وٹ بالکل نہین گئی ہرچند کہ نہایت کم ہوئی ⁂ اس تاریخ کے ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ اکثر شہر ختائی نہرون سے اندر اور دریا یا ندی جھیلون سے باہر سیراب ہین اور اگر دوسری کوئی دلیل ختائیون کی دانشمندی اور لطافت طبیعت کی نہوتی تو یہی بات بس کافی ہے کہ اپنے شہرون کو اسطرح پر انھون نے بنایا ہے اور ایسی ایسی جا پر واقع کیا ہے کیونکہ ٹھنڈی ہوا اور شفاف پانی کے برابر کوئی چیز دنیا مین لذیذ نہین ہوتی اور نہر اوسکے کوچہ بکوچہ بلکہ گھر گھر ہے بنظر غور جس پہلو کو دیکھیے فائدہ سے خالی نہین کیونکہ تجارت مین ویسی سہولت ہوتی ہے کہ مال کی کشتیان بازارون کے عین درمیان لگتی ہین اور سوا اسکے ہوا جو پانی سے مس کرتی ہوئی آتی خنکی اوسکو لامحالہ حاصل ہوتی ہے اور اگر اجزا فساد کے شریک ہوتے تو پانی مین کچھ چھوٹ جاتے ہین اور سوا اون دو فایدون کے جو دنیا مین سب سے بڑے ہین

کیونکہ جان وجہان اوسسے متعلق ہے ازین قبیل اوربھی اکثر دلیلین ہین لیکن اونکے ذکر سے
اس عبارت کو طول ہوگا اور حکمت بہ لقمان آموختن کہلائیگا اس لحاظ سے جن بزرگون کی نظر سے
یہ تاریخ گذریگی اونکو اتنی اشارت کی بھی کچھ حاجت نہ تھی لیکن چونکہ ایک موقع نیارے کو ملا اتنا ذکر
بھی معرض ارقام مین آیا الغرض اس شہر کے اندر جسکا ذکر ہوتے ہوتے یہ جملہ معترضہ درمیان آیا
نہرین بہت ہین اور اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤن سے سیراب ہے چپاونین فو کا شہر
کیالین کے دریا کے کنارے پر واقع ہے اور آہوے مشک اسکے اطراف مین بہت شکار ہوتا ہے
اور پہاڑ کی قطار مین ایک پہاڑ ایو کہلاتا ہے اوسمین اقسام طرح کے جواہرات ہاتہ آتے لیکن وہ اسقدر
بلند ہے کہ سخت مشکل سے چڑہائی ہوتی ہے اور جواہر اوسیقدر نکلتا ہے جتنی گہری کہدائی ہوتی ہے
گویا یہ پہاڑ جواہر بیشمار کا انبار ہے + اوس شہر کے درمیان سے ایک ندی بہتی ہے اوسکے دونون
کنارون پر ازخود ایک قسم کا پہول باغبان ازل کا مقبول ایسا پیدا ہوتا ہے کہ رنگ و بو سے
اوسکے دماغ جان خورسند ہے اہل ختا کو نہایت پسند ہے کوئی چو فو کا شہر دریاے کیان پر
واقع ہے اور بڑی تجارت کی جا ہے اور سوداگری کی جتنی کشتیان اسمین وسطے مین داخل ہوتین
اسی جگہ پر ٹہہر کر محصول ادا کرتی ہین اور اوسکے اطراف کی سرزمین کی زرخیزی اکثر شہرون مین
قریب ودور مشہور ہے اور اصناف میوہجات وانواع پہل پہلاری کی یہان کثرت سے خصوصاً
نارنج وچکوترہ جب پہولتا ہے اہتزاز سے نسیم سحری کے رائحہ خوش اوسکا اطراف واکناف ملکت
مین کوسون تک پہنچتا اور دماغ خلائق کو معطر رکہتا ہے یہان کے پہاڑون مین ایک قوم وحشیون
کی بودوباش کرتی ہے اونکے عادات وحرکات وشکل وشباہت مین شہر والون سے بہت مباینت
ومغایرت ہے وآہوان مشک یہان کے پہاڑون پر پیدا ہوتے اور نمک کے چشمے بھی وہان پر
جابجا کہودے جاتے ہین اور ہزارون من نمک حاصل ہوتا ہے + اون نگان فو کا شہر اس صوبے
مین اوس نام کے پر سے جہان سے اون تاتاریون کی یورش کا خطر شام وسحر ہل آٹہون پہر
رہتا ہے جو تبت بزرگ کے قریب وجوار مین رہتے ہین اس سبب سے اسکے قریب کئی مستحکم قلعہ

حفاظت مملکت کے لیے بنے ہین اور اوسکے قریب چی سی ان کے شہر مین ہیاے کے شاہی خاندان کا بانی مبانی فغفور یو پیدا ہوا تھا اور جسوقت اس شہنشاہ عالی وقار کی کیفیت لکھی جائیگی پڑہنے والے یہی کہینگے کہ ایسے شہنشاہ عاقل و مدبر کے پیدا ہونے سے بنیاد خطا کو ایسی پایداری ہوئی کہ اجتک پایدار ہے شاید بقاے زمانہ تک رہیگی **لمؤلفه** از قدوم ہمچو شاہ با فرین * گشت خاسر دہیان بنیاد چین * از کمال دانش و تدبیر شاہ * در خطا امد پدید این پایگاہ * تا ابد باقی بماند لا زوال * شاید این تقدیر رب ذو الجلال * شوکت جمشید و فر کیقباد * وقت کیخسرو شہ والا نژاد * پاکی و داد شہ نوشیروان * تازہ بودے وقت عدلش اینجہان * دولت پرویز ان شاہ شہان * باد گشت و نیست زان دولت نشان * گر کسے جویدا از انشاہان خبر * کے تواند یافت از فانی اثر * ملک شان برباد گشت و دور شان * لیک قائم ہست چین تا این زمان * کیانچو کا شہر اسطرح پر مثل جزیرے کے واقع ہے کہ ہر پہلو پر یا تو دریا یا جھیل یا ندی ہے اور جہان کی سرزمین ایسی شاداب و سیراب ہو و اوسکی زرخیزی مین کون گفتگو کرسکتا ہے سب قسم کا اناج مہیا علی الخصوص چاول افراط سے پیدا ہوتا اور یہان کے متصل پہاڑون پر آہوان مشک بشمار ملتے ہین * **لمؤلفه** آہوان مشک رہتے ہین مدام * کوہسارون پر یہان بے کلام * کرتے ہین اونکو شکاری صید جب * نافہ ہاے نغز پاتے ہینگے تب لیوچو کا شہر تجارت گاہ عظیم ہے اور اسکے قریب ایک بہت بلند پہاڑ پاؤ کہلاتا ہے مشہور ہر جگہ یہ ہے کہ آدمی کو کیسی ہی تپ ہو اوسپر چڑہنے سے ہوا اوس بلندی کی ایسی موافق مزاج ہوتی ہے کہ چار پانچ پہر مین تپ چھوٹ جاتی اور پھر نہین آتی ہے اس سبب سے جس شخص کو یہ مرض لاحق ہوتا ہے وہان جاکر شفا پاتا ہے * **لمؤلفه** نسیم موافق سے اوس کوہ کے * ہین دور سب تپ کے اندوہ سے * ہوا اوسکی ہے خوش ز باد شمال * ہوا کیا ہے وہ رب کی فضل کمال * ہے ہر طرف فضل حق باد ہو * رہین اوس سے بیمار سب شاد ہو * خدا کی عنایت ہوئی جب عیان * ہوئی یہ ہوا رشک باد جنان * ہوا چون نسیم سحر دلکشا * ہوا چون دم عیسوی جان فزا * اس صوبے مین چار شہر ایسے ہین کہ فقط سپاہیون کی آبادی اون مین ہے اور رعایا وہان کی پشت پشت سے

فغفور کی فوج مین داخل ہوتی ہے اور تنخواہ کے ساتھ زمین لاخراج بھی تھوڑی سی عنایت ہوتی ہے
پر جب اونکی ضرورت فوج مین ہوتی ہل کو رکھ کے تلوار اوٹھا لیتے ہین اور ایام صلح مین اپنے گھر
چلے جاتے اور فغفور کے حق مین بیٹھے ہوئے دعا دیتے ہین اور جب طاقت جسمانی اور جلادت باطنی
سے وہ سب معطل ہو جاتے ہین اونکے اہل و عیال کی گذران کے موافق سرکار فیض آثار سے زمین ملتی
ان چار شہرون کے سوا اس صوبے مین اٹھائیس شہر چھوٹے بڑے ہین اور دو کرور ستر لاکھ باشندے
ہین بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے ایک کرور نوے لاکھ بیس ہزار روپیہ بابت خراج
زمین اور نوے ہزار روپیہ بابت محصول اجناس تجارت فغفور کے خزانے مین سالانہ داخل ہوتا ہے

تیرہوان باب

کوان تان کے صوبے کے بیان مین

حضرت عیسی علیہ السلام سے ایک سو گیارہ برس پیشتر اس صوبہ مین بادشاہ سرخود تھا اور اوسکا خاندان نان یو کہلاتا تھا فغفور چین کی کچھ ایسی پروا اوسے نہ تھی کیونکہ اونکا ملک آباد اور خزانہ معمور جمعیت مرفہ الحال افواج کثیر و بہادر تھے جب زمانہ اسطرح پر اونکے ساتھ مساعد تھا تو اگر وہ فغفور سے منحرف رہتے اور اوسکی اطاعت قبول نہ کی حق بجانب تھا غرض سنہ مذکور مین دن ادبار کے آئے فغفور ہوانگ تی برہم ہوکر ایک فوج قہار و لشکر جرار بھیجکر اوس خانوادے کو یکبارگی بنیاد سے مستاصل کرکے اوس ریاست کو مملکت ختا کے شامل کیا اوس ملک مین بسبب بعد دار السلطنت اور محاصل بر و بحر کی کثرت سے پایہ تخت پیچین کے امراے کبار مین سے ایک شخص عالی وقار معتبر و دیانت دار والاگہر اس صوبیکا عہدہ جلیلہ صوبہ داری مین مقرر ہوتا ہے اور جس ملک مین کہ یہ صوبہ واقع ہے درجہ بدرجہ سمندر کے کنارہ تک ایک قطع کوہستان اور ایک قطع میدان سبز اور پروردگار کی ایسی عنایت ہے کہ اسکے دونون قسم کی سرزمین سے بڑی آمدنی ہے اور چونکہ سمندر اسکے تحت مین آیا ہے یہ بھی ایک محاصل کثیر کا باعث ہوا ہے اور زمین کشتکاری کی اسقدر شاداب و سیراب ہے کہ سال مین دو فصلین ہر اناج کی ہوتی ہین اور معادن ہمہ سونے و جواہر

وٹین وسیماب وتانبا وشورے کے پہاڑون مین ہین سوا اسکے کوہستان کے جنگلون سے آبنوس وصندل وکئی قسم کی خوشبو وقیمتی لکڑیان میسر ہوتی ہین وسمندمین گہر پیدا ہوتا ہے اور مچھلیان اس افراط سے ہین کہ باوجود اسکے کہ لاکھون ماہی گیر ہیں پر جالین کفایت نہین کرتین مین اور ریشم وسوت ومصری ونمک بھی بہت بنتا ہے الغرض جتنی چیزین امیر کی خواہش آرام کیو اسطے اور غریب کی رفع احتیاج کے لیے ضرور ہین فضل ایزدی سے یہان سب موجود ہین اگرچہ گرمی یہان شدت سے پڑتی ہے مگر لطافت ہوا سے امراض متعددی نوادرات سے اور باشندے یہانکے پُرزور وقوی اور سال دراز تک ساتھ صحت وسلامتی کے رہتے ہین کوان چوفو کا شہر اس صوبے کا پایہ تخت ہے اور فرنگستانیون کی اصطلاح مین کان ٹان کہلاتا ہے اور ایسی تجارت کا عظیم شاید جہان مین کم ہوگی مشہور ہے کہ آٹھ سات ہے آٹھ کرور روپے کے مال کی اس شہر سے فقط فرنگستان کے ملکون مین رفتنی ہوتی اون مین سے صرف ایک قسم چاے کی کم وبیش پانچ لاکھ ستائیس ہزار من ہے کہ ہر سال فرنگستان کو ارسال ہوتی اور معرض بیع مین آتی اور وہان سے تین کرور کے اسباب تجارت کی آمدنی یہان ہوتی ہے غرض کان ٹان کا شہر ایک خطہ بزرگ وسواد اعظم ہے کہتے ہین کہ پندرہ لاکھ آدمی مقیمان شہر سے اس جا پر بود وباش کرتے سوا اسکے موسم تجارت مین جب غیر ملکون سے سفائن وجہاز کی آمدنی ہوتی ہے تب کچھ ٹھکانا نہین کہ کسقدر خلقت اور کس وضع اور رنگ وروپ کے لوگ یہان جمع ہوتے ہین جدہر نظر کیجیے پہلو بہ پہلو فرنگی و حبشی ختائی وملائی ہندوستانی ومغل عرب ورومی دکھائی دیتے ہین گویا نوع انسان کا ایک باندہنو دکھائی دیتا یا عالم زندگی مین حشر برپا ہوتا ہے اس تاریخ کے ناظرین کی خدمت مین عاصی اور مقام پر عرض کرچکا ہے کہ مملکت ختا کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین یہ قاعدہ ہے کہ لکھا آدمی دریا مین کشتیون کے اوپر رہتے ہین شہر کان ٹان مین بھی علی ہذا القیاس اسیطرح ہے اور شہر کے سامنے چوراسی ہزار سے زیادہ اوسیطرح کی کشتیان لگی رہتی ہین راوی کا بیان ہے کہ اگر کوئی شخص اندک فاصلہ سے زمین کی طرف دیکھے تو سوا جہازون اور کشتیون کے نہ دریا نہ شہر معلوم ہوے

اور اگر افق آسمان کیطرف کوئی ملاحظہ کرے تو مستولون کی کثرت کے باعث سے یہ خیال ہوے
کہ بڑے بڑے صنوبر قد کشیدہ و سر بفلک رسیدہ کا ایک کٹھرا درمیان عرش و فرش کے بنا ہوا ہے
اور جب شہر کے اندر بازار مین نیا مسافر داخل ہوتا ہے تو اسقدر شور و غوغا برپا رہتا ہے کہ کانون مین
تالا لگ جاتا ہے اور سیر دہ کا پنر اتنی چیزین نادر و کمیاب دکھائی دیتی ہین کہ آنکھین چوندھیا جاتی ہین
اور گھڑیون ٹکٹکی لگ جاتی اور حالت سکتے کی سی ہو جاتی ہے دوکاندار اس شہر کے ایسے خلیق
ہین کہ خواہ آپ کچھ اون سے خریدیے یا یونہین براے سیر جائیے لیکن آؤبھگت کے ساتھ آپکو
وہ بٹھائینگے پنکھہ جھلینگے چاے پلائینگے مٹھائی کھلائینگے پھولون کا گلدستہ ہاتھ مین دینگے
اور جب تک آپ رہیے گا خاطرداری مین وہ ختائی ہرگز خطا نکرینگے غرض تالیف قلوب کے
سب مراتب اہل ختا پر ختم ہے اس جہت سے جو شخص کہ بغیر قصد خرید یا فروخت کے یونہین
تفریحًا اونکی طرف جا نکلتا ہے تو ملاحظہ کے مارے بے کچھ لیے نہین آتا اور اگر کوئی جیسا خوب
چکھی کرکے یونہین اوٹھہ آیا تو اوسے بھی تواضع سے رخصت کرینگے اور یہ اہل چین اوسکی خطا پہ
مطلق چین بجبین نہین ہونگے + سڑکین اس شہر کی پختہ و صاف و پاکیزہ ہین حالانکہ کثرت خلائق سے
ہے کہ شانے سے شانہ چھلتا ہے اس شہر کے کاریگر ایسے زکی اور زیرک ہوتے ہین کہ فرنگستان
کی مشکل صنعتون کو دیکھتے ہی اوسکی مانند بنا لیتے ہین اور جوڑ توڑ اس صفائی سے کرتے ہین کہ خود موجد
کو اصل و نقل کی تمیز مین حیرت رہ دیتی ہے اور چونکہ قبل اوس لڑائی کے جو فیما بین ختائی و انگریز
کے واقع ہوئی تھی غیر ملک کے تاجرون کو نہایت حقیر یہ لوگ جانتے اور اپنے شہر کے اندر قابل رہنے
کے نہین سمجھتے تھے اس لیے فرنگستانی سوداگرون کی کوٹھیان شہر کے باہر بنے ہوے ہین جب
سنہ اٹھارہ سو بیالیس مین انگریزی فوج نے اس شہر کو محاصرہ کیا اور ہیبک حملہ مردانہ و جرات تہمتنانہ
سے دوس قلعہ پر جو حفاظت شہر کے لیے تعمیر ہوا تھا اپنا نشان اڑایا افواج ختا انکی دلاوری اور
بہادری سے ڈرکر تان تان کو چھوڑ کر رجع القہقری اختیار کی اور پسپا ہوے اگر کپتان الیٹ صاحب
جو اوسوقت کارگذار سرکار انگریز کے تھے چاہتے یا کہ دوسرے سردارون کی بات سنتے تو انگریز

کی فوج بجز بی شہر مین داخل ہوتی اور اپنے قبضہ مین کر لیتی لیکن انھون نے یہ نکیا اور صرف ساٹھہ لاکھہ
ڈالر یعنے ایک کرور بیس لاکھہ روپیہ مین وجہ خرچہ زیر باری اس مقابلہ و معارکہ کے ختائیون سے
اقرار کرواکے لشکر کو شہر کے اندر جانے سے باز رکھا حقیقت اس اجمال کی جلد دوم مین تفصیلاً
بیان کی جائیگی انشاء اللہ تعالے کان ٹان سے چھہ کوس کے فاصلہ پر فوچان کی بستی ہے اور
حالانکہ اوسمین کوئی دس لاکھہ باشندے ہین اور بڑی تجارت گاہ ہے لیکن بہ سبب چار دیواری
نہونیکے بخطاب شہر نامزد نہوئی کیونکہ ختا مین قاعدہ ہے کہ جس جگہ مثل قلعہ کے مورچے نہین ہوتے
اوسکو شہر نہین کہتے کان ٹان کے دریا کے مہانے پر بندر مکاو واقع ہے اور یہ جایداد قوم پرتگیز
کی ہے اور اونہین یہ جگہ فغفور نے عنایت کی تھی جب اونکی مدد سے ایک سمندری ڈکیت کہ سخت
موذی غارتگر تھا پکڑا اور مارا گیا تھا دوسری روایت یہ بھی ہے کہ اوس جزیرے مین فقط ڈاکو
بستے تھے اور فغفور نے پرتگیزون کو اجازت دی کہ اونہین مار پیٹ کے نکال دین اور آپ ہین
بہر حال مکاو کا شہر اس قوم فرنگستانی کے ہاتھہ سے آباد کیا گیا اور اون لوگون نے اب یہان
نفیس نفیس حویلیان بنائین اور قلعہ بندیان کین ہین حاکم اوس جگہ دو ہوتے ہین ایک اہل پرتگیز
اور دوسرا ختائی لیکن بسبب نذر سالانہ جو چین کی سرکار مین گذرانی جاتی ہے حکم حاکم پرتگیز کا
جاری ہے چاوچو فو دوسرا شہر اس صوبہ کا بہت آباد و زرخیز ہے لیکن آب و ہوا آخر برسات
مین ایسی بگڑتی کہ ہزارون آدمیون کو نقصان کرتی ہے اور شہر سے ڈیڑہ کوس کے فاصلے پر
ایک خانقاہ لاماگردو کے پوجاریون کا ایک پہاڑ کے ٹیلے پر واقع اور سامنے ایک میدان مثل
تختہ زمرد اور مرغزار مینو کے ہے اور اوسکی حد پر قطار پہاڑون کی جسپر درخت اقسام طرحکے
قطار سے ساتہ اس انداز کے لگائے گئے ہین کہ ہر قطار ایک دوسرے سے سیڑہی بہ سیڑہی بلند ہے
اس لیے مدنظر جو خانقاہ سے ہوتی ہے آنکھون کو خنکی اور دل کو سیری اور دماغ کو طاقت اور
مزاج کو فرحت پہنچاتی ہے اوس شہر کے توابع چھہ اور چھوٹے چھوٹے شہر ہین اون مین سے
ایک کے قریب ایک قسم کی نے سیاہ رنگ کی پیدا ہوتی ہے اوس سے کئی طرحکے باجے بنتے ہین

آبنوس کے رنگ سے کچھ فرق نہین ہے ❊ نان ہیانگ فو کا شہر بڑی تجارت گاہ ہے اور اوسکے
اطراف مین ایک قسم کا پتھر ملتا ہے جسکی کلہاڑی اور دوسرے آلات لکڑی چیرنے پھاڑنے کے
بنتے ہین اور مثل لوہے کے یہ پتھر تیز اور مضبوط ہوتا اور اوسی طرح چیر کاٹتا ہے ❊ چاوکنگ فو کے
شہر مین صوبہ دار صوبۂ کوانگ ٹانگ اور کوانگ سی کا رہتا ہے اور اقسام طرحکی خوشبو اور قیمتی لکڑی
اوسکے قریب کے کوہستان کے اطراف سے کٹ کے آتی اور بڑے دامون بکتی ہے کا وچو فو کا شہر
بہت سیراب اور پر فضا جگہ مین واقع ہے اوسکے اطراف مین ایک عجب طرحکا پتھر بہ قسم سرمر
پیدا ہوتا ہے کہ اوسمین بذاتہ نقشہ دریاؤن اور پہاڑون اور باغون اور درختون اور پھولون کا بنا
ہوا ہوتا ہے اور تکلف زیادہ تر یہ کہ جس چیز کی صورت بقلم قدرت کھینچی ہوئی ہے اوسمین ہر چیز کی
مناسب رنگت ظاہر ہے اوس پتھر کی بڑی قیمت ہے اور امرا کے یہان اوسکے میز بنائی جاتی ہے
لمؤلفہ منقش یکی مرمر آید پدید ❊ بنقشے کہ بر نقش چین خط کشید ❊ در و نقشۂ باغ و فصل بہار ❊ شگفتہ
گلان ہر طرف صد قطار ❊ درختان خوش قامت و سر بلند ❊ بدیدن ہمانا بسی ارجمند ❊ در و نقشہ
کوہ و بحر و راز ❊ منقش شد از قدرت بے نیاز ❊ اور اس سے طرفہ تر ایک قسم کا کیکڑا جو یہان سمندر
کے کنارے پر پکڑا جاتا ہے اور حال اوسکا یہ کہ جو ہین پانی سے نکلتا پتھر ہو جاتا ہے اور گوشت
پوست وغیرہ سب مین خاصیت سنگ نمود ہوتی اور ہوا یہ تاثیر پیدا کرتی ہے ❊ **لمؤلفہ**
چو سرطان برون آید از قعر آب ❊ ہوا چون خورد سنگ گردد شتاب ❊ کہ چون سنگ خارا شود
گوشت او ❊ ہمان استخوان وہمان پوست او ❊ کہ آگاہ بذران ہندوستان ❊ نہ حالش نوشتہ کس از
پاستان ❊ مورخ بسے زیر گل خفتہ اند ❊ بملک عدم بے خبر رفتہ اند ❊ کنون کا کرن گفت حالش تمام ❊
خدایا و را کن بسے نیک نام ❊ لین چو فو کا شہر قریب سمندر کے ہے اور کچھوے بہت بڑے بڑے
یہان پکڑے جاتے ہین اور اونکی کھوپری سے کھلونے اور کنگھیان اور بہت سی اچھی اچھی چیزین جنکو
بناتے اور بیچتے ہین اور گوہر یہان پیدا ہوتا ہے ایسا کہ تمام مملکت مین پسند کیا جاتا ہے ہے نان کا
جزیرہ اس صوبے کی تحت مین داخل ہے اور کیین چو فو شہر اوسکا ایک جگہہ کا مستقل تجارت گاہ ہے

اور ختائی سوداگر کان ٹان کے وہان جاکر خرید فروخت کرتے ہین تیرہ شہر اس جزیرے مین ہین
اور اوسکی دو سو چالیس کوس کے دائرہ مین اتنا محاصل ہے کہ بڑے سے صوبے کا مقابلہ یہ اکیلا اگر کرے
تو شائد سبقت لیجائے درمیان اس جزیرے کے کوہستان ہے اور وہان ایک نیم وحشی قوم رہتی ہے
جو نہ فغفور کو خراج دیتی نہ اوسکا حکم مانتی ہے اور قدیم الایام مین سارے جزائر پر اونکا اختیار تھا
لیکن جب ختائیون نے چڑہائی کی میدان مین فغفور کی فوج کا مقابلہ یہ لوگ کر نہ سکے تو کوہستان مین
جا چھپے اور وہان کی گھاٹی کو ایسا روکا کہ لشکر سرکار وہان داخل نہ ہوسکا لیکن اگلے دنون مین یہ لوگ
سال بھر مین دو دفعہ پہاڑون سے اوترکے ایک جاے مقرر پر سونا اور صندل اور انواع طرحکی قیمتی
چیزین لاتے اور ختائی سوداگرون سے کپڑے کی عوض دے جاتے اور یہان تک وے صادق القول
تھے کہ ختائی سوداگر بے اندیشہ اپنا مال اونکو دیتے کچھ خیال مال نکرتے اور وے روز مقرر پر بلا ایک
ساعت کے کم و بیش وہان پھر جاتے اور جس چیزون کی فرمائش تھی جسکے عوض کچھ انہون نے لیا تھا
موافق قول کے رتی رتی پہنچا دیتے تھے یہ ایک دلیل منجملہ ہزار دلائل سے ہے کہ بیابانی اور دیہاتی
آدمی اکثر باایمان ہوتے ہین الغرض صوبہ دار کوانتان اور اونکے افسرون کو فائدہ کثیر کا موجب
اونکا کاروبار تھا مگر فغفور کان ہئی نے فرمان قضا توامان جاری کیا کہ اگر کوئی شخص اون وحشیون سے
اتفاق رکھیگا بیشک قتل کیا جایگا اور مطلب اونکا یہی تہا کہ کپڑے کی حاجت اون لوگون کو شہر
کان ٹان مین لے آیگی اوسوقت کچھ خراج کا اقرار کروایا جایگا لیکن انھون نے اپنی سر خودی کو فغفور
کی تابعداری سے بہتر سمجھا اور زیادہ ترشیدہ خاطر ہوے اوسوقت سے علانیہ تجارت نہین
ہونے پاتی مگر اوستاد سب کب چوکنے والے ہین وے اپنا کام کرہی لیتے ہین اور چوری سے
منفعت کثیر کھینچتے ہین اوس جزیرے کے باشندے نہایت بدشکل اور پست قد اور تانبے کی
رنگت کے ہوتے ہین اور ایک نیلگون چادر کمر سے گھٹنے تک پہنتے اور باقی جسم کو برہنہ کیے رہتے ہین
اور مستورات بھی اسیطرحکی پوشاک پہنتی ہین اور نیل کے گودنے آنکھہ سے ٹھڈی تک گداتی ہین
ستائیس ۲۷ شہر اس صوبے مین ہین اور دو کرور دس لاکھہ باشندون سے زیادہ اسکی حدود مین ہین

بود و باش کرتے ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت اور دیوانی بیالیس لاکھہ دو ہزار چار سو چھیانوے روپیہ بابت خراج زمین اور ڈیڑہ لاکھہ بابت نمک اور پچاس ہزار بابت محصول اجناس تجارت بطور پس انداز فغفور کے خزانے مین اس صوبے سے جاتا ہے + + + + + + + + + +

چودھوان باب

کنواسی[۱۴] کے صوبہ کے بیان مین

یہ صوبہ مملکت ختا کے اور صوبون کے مقابل مین چھوٹا سمجھا جاتا ہے اور نہ اونکی طرح یہ وسیع اور زرخیز ہے کیونکہ قریب نصف ملک پہاڑون اور جنگلون سے آباد یعنے برباد ہے لیکن باینہمہ کشتکاری بفضل جناب باری خوب ہوتی ہے اور اسقدر شاداب و سیراب دریا اور نہرون سے ہے کہ اوسکے محاصل سے بعض بعض ایام مین کوانگ ٹانگ کے صوبہ کو فیض پہنچتا ہے ورنہ اوس ولایت مین خرچ چاول کا بسبب کثرت باشندون کے بہت ہے اور اوس جنس کی پیدایش اوسقدر نہین کہ کفاف کرے کوانگ سی کے پہاڑون مین معدن سونے اور چاندی اور تانبے اور ٹین کے ہین اور ایک قسم کا درخت اس سرزمین مین ہوتا ہے جسکے گودے سے لوگ روٹی بناتے اور کھاتے ہین اور مشہور ہے کہ نان گندم کا مزا دیتی اور کمال مفید ہوتی ہے درندے جانور یہان ہین اور گینڈا بھی کبھی کبھی دکھائی دیتا ہے اور اقسام طرح کے خوشرنگ اور خوش آواز پرندون سے جنگلون مین شادی سدا مچی رہتی ہے **لمؤلفہ** خوشا بیشہ دران روے زمین است + چہ بیشہ رشک فردوس برین است + دران مرغان خوشرنگ ہوائی + ز آہنگ و نواجان در ربائی + تعالی اللہ ز مرغان نواساز + صداے ارغنون گوئی در آواز + چو مطرب در طرب با نغمہ و ساز + بہ بزم آشیان بنشستہ طناز + یکی منقار را الحان نمودہ + ز صوت بیخودی سامان نمودہ + یکی چون باربد در نغمہ سازی + دل صاحبدلان آرد ببازی + ہزاران با ہزاران ساز در ساز + کہ چون داود گشتہ نغمہ پرداز + اگر ارباب وجد آنجا نشینند + گلان از گلشن وحدت بچینند + کوئی لین فو پایہ تخت اس صوبے کا ایک پھول کے باعث سے نامزد ہوا اور کوئی کا جنگل اس شہر کے نام کا

ترجمہ ہندی مین ہے اور اس شہر کے اطراف مین افراط سے ہوتا ہے اور اوسکی خوشبو کو اسقدر
تیزی و پایداری ہوتی ہے کہ ساری سرزمین کو سون تک معطر رہتی ہے ٭ خصوصاً ایک پہاڑ بہت
بلند عین شہر کے کونے پر اس پھول کے درختون سے بھرا ہوا ہے اور اوسکے سبب منزلون تک بو
جاتی ہے ایک عالم کا دل و دماغ کو قوت بخشتی ہے **لراقمہ** زمین ست از گل کوئی گلستان ٭
چہ در فصل بہاران و زمستان ٭ خزان در پیشگاہش زرد روئے ٭ نسیم از خدمتش فرخندہ خوئے ٭
ز طرفش چون وزد باد بہاران ٭ معطر دشت گردد ہم بیابان ٭ چو روئے مہ جبینان در طراوت ٭
نضارت بخش در چشم بصارت ٭ سحر چون چاک گرداند گریبان ٭ بلند گردد صدائے عندلیبان ٭ یکی
پران و گریان در چپ و راست ٭ دگر اندر طپیدن بے کم و کاست ٭ یکی مجنون گشتہ لیلئے گل ٭ یکی
در کوے الفت پائے در گل ٭ و لیکن ہست نزد شہر یک کوہ ٭ فلک از عظمتش گشتہ در اندوہ ٭
ز دامن تا بفرق آشکارا ٭ کشاید گر کسے چشم نظارا ٭ گل کوئی درو صد جا شگفتہ ٭ رخ خود ز آب
شبنم پاک شستہ ٭ کند معلوم کو کوہی ست از گل ٭ تعالے شانہ پذرفت منزل ٭ کہ چون پیک
نسیم صبحگاہی ٭ بعزم سیر گہ گردد چو راہی ٭ زمین تا آسمان گردد معطر ٭ دماغ زہرہ گردد عطر سا تر ٭
اس دیار مین چڑیان ایسی خوشرنگ ہوتی ہین کہ ختائی ایک قسم کا ریشمی کپڑا اونکے پرون سے
ملا کر بناتے ہین اور اونکی خوشرنگی اور چمک دمک کے سبب سے اوس کپڑے کو جلا ہوتی ہے یعنے
اس ترکیب سے ختائی اون پرون کو داخل کرتے ہین کہ لعل و زمرد سے زیادہ زینت پوشاک
کو حاصل ہوتی ہے لیوچوفو کے شہر کے قریب پہاڑون مین جڑی بوٹی بہت طرح کی پیدا ہوتی ہے
چنانچہ اس صوبے کے تمام اطبا یہین سے دوائی منگاتے ہین ایک جھیل اطراف مین ہے وہان
بنگلے ایسے ستھرے نفیس بنے ہوے ہین کہ دیکھنے والے کی طبیعت نہایت فرحت پاتی ہے اور عیش و عشرت کے سامان
بے پایان ہر دم یہان مہیا رہتے ہین اور قاعدہ یہ ہے کہ تمام روز چھوٹے بڑے دنیا کے کاروبار مین مصروف رہتے ہین اور
شام کو یہان آکے استراحت کرتے ہین ٭ چین لوفو کے شہر کے قریب اوس مرغ کی بڑی پیدائش ہوتی ہے جسکا
ذکر قبل اسکے ہم ہی کر چکا کہ پیلا کھلاتا اور بے دہوان کیے جلتا اور بہت سی صفتون سے موصوف

ہوتا ہے اور سوا فغفور کے خاندان کے دوسری جا صرف نہین ہوتا ✤ چونکہ اوچو فو کے شہر مین
کئی دریا ملے ہین تجارت یہان اچھی ہوتی ہے اور وہ درخت جس کے گودے سے روئی بنتی ہے
اس شہر کے قریب بہت ہوتا ہے اور درندے جانور مثل شیر گینڈا وغیرہ اطراف کے جنگلون
کو آباد رکھتے ہین خصوص ایک ذات کا بن مانس بیمونہ قد آدم اور شکل پیر مرد یہان ملتا ہے اور اوسکی لمبی
زرد ڈاڑہی اور آواز عورت کی سی ہوتی ہے ✤ چین چو فو کے شہر کی سرزمین پر ایک قسم کی گھاس
پیدا ہوتی ہے جس سے ختائی کپڑے بناتے اور ریشم سے زیادہ دامون کو بیچتے ہین وصف اوسمین
یہ کہ ریشم سے مضبوط اور مہین ہوتا ہے اور اوس رنگ مین ایک عجیب و غریب نزاکت و ملاحت پائی
جاتی ہے جگہ بجگہ اس دیار مین ایک قسم کی مٹی ملتی ہے جسکی خاصیت زہر مہرے کی ہے اور جتنے
اقسام سم کے ہین خواہ وہ معدنی خواہ حیوانی خواہ نباتاتی سے ہون سب کے لیے اوس سے بہتر
تریاق ختائیون کے تجربے مین آج تک نہین آیا حالانکہ کوئی تریاق ایسا ہوتا ہے کہ صرف ایکقسم
کے سم کو کھینچتا اور اگر زہر معدن کو مارتا تو زہر نباتی مین اوسکا استعمال مفید نہین ہوتا اور علی ہذا القیاس
بعض تریاق فقط زہر حیوانی مین کارگر ہوتا او معدنی اور نباتی کو ضائع نہین کرتا لیکن اس زرد مٹی کے
آگے کوئی زہر نہین ٹھہرتا لیس اوسکو محافظ جان انسان و حیوان نامزد کیا چاہیے اور یہ بھی مشہور ہے
کہ جس شخص کی آنکھہ مین موتیا بند کا آزار ہے اس مٹی کے استعمال سے فائدہ پاتا ہے **لراقمہ** اگر کیمیا
گویم این خاک را ✤ زناپاک تشبیہ دہم پاک را ✤ ہمی یاد دارم من این داستان ✤ ہمانا کہ از گفتہ پاستان ✤
یکی کور در رہ نشستی مدام ✤ کہ در دور عیسی علیہ السلام ✤ چو بگذشت یکروز روح اللہ ✤ بنزدیہان کور حالت تباہ ✤
بدو گفت عیسی علیہ السلام ✤ چہ خواہی بیان کن بشرح تمام ✤ بگفتا کہ من چشم خواہم ہمی ✤ مراد خود از تو
بجویم ہمی ✤ چو بشنید عیسی فرخ سیر ✤ بسے مہربان شد بران بے بصر ✤ ز لب کرد خاکی ہمانوقت تر ✤
بمالید در چشم آن بے بصر ✤ ہمانوقت ان کور بینندہ شد ✤ ستایش کن آفرینندہ شد ✤ ببادے
کہ شاید در آنجا وزید ✤ از ان خاک بہری بدینجا رسید ✤ زمین ہمان خاک پر مکرمت ✤ شد این خاک چین
کیمیا خاصیت ✤ ایک قسم کی لکڑی چولوہا لکڑی ختائی زبان مین کہلاتی اس اطراف مین پیدا ہوتی ہے

اور جتنی خاصیتین لوہے کی ہین سب اوس لکڑی مین پائی جاتی ہین چنانچہ رنگت اور وزن اور مضبوطی لوہے کی سی ہوتی ہے اور پانی مین ڈالتے ہی مثل لوہے کے فوراً تہ زمین تک بیٹھہ جاتی ہے اور جتنے کام لوہے سے نکلتے سب اوس سے حاصل ہوتے ہین بلکہ لوہے سے شریف تر یہ لکڑی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اوسکو ٹوٹنے اور جھکنے کا خوف ہوتا ہے مگر یہ لکڑی کسی حالت مین خطا نہین کرتی اور ختائی جہازکے لنگر اسی سے بنائے جاتے ہین ایک وحشی جانور مثل گاے کے یہان جنگلون مین پیدا ہوتا ہے اور سینگ اوسکا ہاتھی دانت سے زیادہ سپید ہوتا ہے کہتے ہین کہ نمک کا یہ ایسا عاشق ہے کہ شکاری جال مین نمک کی ڈھیری رکھہ دیتے ہین اور وہ چاٹ سے چلا آتا اور پھنس جاتا ہے جو مصرف کہ ہاتھی دانت کا ہوتا ہے اس جانور کے سینگ سے نکلتا ہے اور اس لحاظ سے ڈھونڈہ ڈھونڈہ کر ہلاک کیا جاتا ہے * نان ین فو کے شہر کے قریب جنگلون مین ہاتھی دکھائی دیتا ہے ختائی اوسے گرفتار کر کے سدہاتے ہین اور لڑائی مین دشمن کے پامال کرنے کے لیے داؤپیچ سکہاتے ہین گویا حیوان کو انسان بناتے ہین ایک ایسی بری ذات کا ساہی اس جگہ ملتا ہے اور کانٹے اوسکے اتنے لنبے اور تیز ہوتے کہ جب وہ جانور غصہ مین آ کر اونھین چھوڑتا ہے تو تیر تیر پیکان از زہ گذشتہ کا جواب دیتا ہے اس ملک مین مرغ کی قسم سے پرندہ ہے جو اکثر ایک چیز مثل سوت کے لچھے کے اگلتا ہے اور صورت و ماہیت اوسکی روئی کی سی ہوتی ہے یہان تک کہ ختائی اوسکو صرف مین لاتے اور جالی کی انداز کے کپڑے نہایت تحفہ اوس سے بناتے ہین الغرض اٹھائیس شہر اس صوبہ مین ہین مگر ذکر اونھین کا کیا گیا جسکے اطراف مین کوئی چیز ایسی ہے کہ اوسکا بیان ضرور تھا تاکہ ارباب تواریخ کے ملاحظہ سے کوئی نکتہ نہ چھوٹے ایک کرور باشندے اس صوبہ مین ہین اور بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی کے چھہ لاکھہ ننانوے ہزار چار سو بہتر روپیہ داخل خزانہ کے ہوتا ہے

پندرہوان باب

ہیلن نان کے صوبہ کے بیان مین

دو ہزار برس سے زیادہ ہوا ہوگا کہ اس صوبہ کا پادشاہ جو سرخود تھا سر کیا گیا اور سلطنت ختا کی

تحت مین یہ داخل کیا گیا بزور شمشیر اوس فغفور کے جسنے دیوار ختا کو تاتار کی یورشون کے سبب سے
بنوایا اپنے خانوادے کا وہ بانی تھا اور ایسا ہوا کہ دنیا مین گنتی کے کئی شخص اوس انداز کے گذر چکے
ہین لیکن اوسکی بات اوسی تک رہی اور بعد اوسکے جو ہوے کپوت نکلے اور اونکے راج مین اس
صوبے کے لوگون نے بل کرکے حلقہ اطاعت کا گردن سے نکال ڈالا اور بدستور سابق خود مختار ہو گئے
غرض چونکہ ستارہ اونکے اقبال کا غروب ہو چکا تھا یہ چاندنی صرف چار دن ہی اور فغفور یان لوئی
نے دوبارہ اس صوبہ کو ایسا سر کیا کہ اوسنے پھر سر نہ اوٹھایا اور مملکت ختا کے اور صوبون کی
مانند اوسمین ناظم رہنے لگا ۔ اس صوبے کے باشندے بہادر اور قوی ہوتے اور جنگ کیطرف
یہانتک مائل بدل ہوتے ہین کہ ہاتھیون کو لڑائی کے آداب سے واقف کرتے اور غنیم کی صفون کو
پامال کرنا سکھاتے ہین لیکن جب اونکے ساتھ کوئی شیر و شکر کیطرح ملتا اور ربطون سے آگاہ ہوتا ہے
تو مثل اور بہادرون کے اونکو بھی خلیق اور سلیم الطبع اور خوش مذاق پاتا ہے علم کا بھی اونہین شوق
ہے اور اکثرون کو سواد معقول حاصل ہوتا ہے چونکہ ہندوستان کے قریب یہ صوبہ واقع ہے
باشندون کی عادتین ختائیون کے خلاف ہنود سے ملتی ہین ایک یہ کہ اکثر گنون مین مردونکو
جلاتے اور رسم ختا کے موافق دفن نہین کرتے ہین اور دوسرا دستور یہ کہ عورتین باہر نکلتی ہین
اور مثل اور صوبون کی مستورات کے نہ پردے مین رہتی نہ اغیار کو دیکھکے چھپتی ہین اور قدیم الایام
مین بھی دستور ہند مین تھا جب اسلام نے رواج نہین پایا تھا اور اب تک جہان ہنود کی کثرت اور
مسلمانون کی قلت ہے یہ دستور قدیم بالکل متروک نہین ہے ۔ اس صوبہ کو ختا کے زرخیز صوبونکے
شمار مین لانا چاہیے کیونکہ ہر طرحکا اناج یہان افراط سے پیدا ہوتا اور سستا بکتا ہے سونیکے
معدن اتنے ہین کہ گنتی نہین مگر کوئی کھودنے نہین پاتا سوا ہیرے کے اور سب جواہر یہان
میسر ہین اور نیلم اور شہب کی افراط ہے موتی سمندر مین پیدا ہے اور مشک میدانون مین ملتا ہے
اور گوند کے اقسام جنگلون مین اور کئی طرحکے کان مرمر کے اور معدن ٹین اور تانبے کے ہین اور
عنبر سرخ پہاڑون مین ہے الغرض خدا کی عنایت بےنہایت سے نفس حیوانی اور نباتی اور جمادی

کو ہر جلد رستے یہان ترقی ہے اور ختا کے تمام علم مین اس صوبہ کا ایسا نام پھیلا ہوا ہے کہ
آپسمین ختائی جب ہنستے ہین اور کسی مغرور یا طالع ور کو بناتے تو یہ فقرہ خواہ نخواہ چھوڑتے
ہین کہ شاید آپ کے والد کو فغفور کی حقیت صوبہ ین نان مین حاصل ہے القصہ تجارت اس صوبہ
کی بہت چمکی ہوئی ہے ❊ ناظم اس صوبہ کا شہر ین نان مین رہتا ہے حالانکہ اس پایۂ تخت کو تاتاریون
نے کئی بار لوٹا اور تاراج و پامال کیا لیکن اتنی بات اتبک باقی ہے کہ طول و عرض اور آبادی اور
عظیم الشانی اور تجارت اور زرخیزی مین ختا کے بڑے بڑے لق و دق شہرون کی برابری یہ
کرسکتا ہے نہرین ہر محلے مین لبلب اور تمام شہر مین مال کی ناوین رہتی ہین اور اطراف شہر باغون
اور کھیتون سے آباد ہے اور حوالی شہر ین نان مینو سواد ہے آب و ہوا نہایت لطیف و دلکشا
ہے جدہر دیکھیے پر فضا ہے **لمولفہ** لطیف و دلکشا آب و ہوا ❊ مبارک منزلی فرخندہ
جائے ❊ بہار اینجا کمر بستہ مدام است ❊ خزان زرد و راندہ غلام است ❊ نسیم صبحگاہے در
وزیدن ❊ ز روئے غنچہ برقہ در فگندن ❊ شگفتہ گل چہ در دشت و چہ بستان ❊ چو روئے مہ جبینان
عین خندان ❊ اس دیار مین گھوڑے قدون کے چھوٹے مگر آفت کے پرکالے اور حدت و
چالاکی مین مثل آگ کے شرارے پیدا ہوتے ہین اور انکی بھی سوداگری معقول ہوتی ہے
پہاڑون مین کئی کانین ایک قسم کے مرمر کی ہین جسکا سنگ ایسا خوش رنگ ہے کہ اوسکے
مشاہدہ سے رنگ نقش و نگار تختۂ ارژنگ دنگ ہے یعنے ہر تختہ مین گل کاری جھاڑ بوٹے
اس انداز سے بنداتہ ہین کہ مصور کے ہنر کا گمان لوگ لیجاتے اور یکایک نہین پہچانتے کہ وہ
نقش کاری اوسی مصور حقیقی کی ہے جسنے جمیع ممکنات کی صورتین فطرت اولی کیوقت
اپنے علم کے احاطہ مین لاکر مطلع ابداع سے سبکو ظہور بخشا غرض یہ قسم مرمر کی اس قدر خوشنما
ہے اور اوسکی یہ بہار ہے کہ گل بوستان کو اوسسے خار ہے اور کونسا شخص ہے کہ کچھ بھی جسکی
زبان طرار ہے جو اس مرمر کو دیکھے اور مرمر کی بھی تعریف نہ کرے الغرض اسی پتھر کا حال باب
سابق مین تحریر پایا ہے اور اسکی خرید فروخت مین بھتون کی مایہ ہے اور نیلم کے کئی معدن

پہاڑون مین ہین * ثالی فوکا بھی شہر غدار اور عظیم الشان ہے اطراف کی سرزمین زرخیز اور دریاؤن
سے سیراب ہے پہاڑ تلیون مین اور اکثر کنکریلی جگہون مین چاے کی بہت پیدایش ہے اس شہر
کے پچھم طرف ایک پہاڑ جسکی جڑ پینتالیس کوس کا دائرہ رکھتی واقع ہے اور اوسکی سبزہ چوٹیان
بادلون مین چھپی رہتین اور آسمان سے باتین کرتین اور اونکے بیچ ایک جھیل اسقدر گہری ہے کہ
تھاہ اوسکی آجتک نہین ملی اور اوس پہاڑ مین اوسی مرمر کے بہت سے کان ہین جسکا ذکر مولف
کر چکا ہے کہ خود بخود اوسکا عالم تصویر کا ہے اور جسکی تعریف باہر از تحریر و تقریر ہے چاؤ ہین فوکا
شہر اس صوبہ کے بیچوبیچ مین واقع ہے ایک پہاڑ اسکے پچھم طرف پر ایسا خوبصورت ہے کہ ہر
صاحب مذاق کو اسکے بیان سے عجب طرحکی فرحت حاصل ہوئیگی اور عوام الناس پر بھی اوسکی
کیفیت بے لطف نہین سمجھی جائیگی بذاتہ اس پہاڑ پر بجز سبز دوب گھاس کے جنگل اور درخت
نہین ہوتا اور زمین سے تا بہ پھننگ بارون مہینے یہ سبزہ لہکتا رہتا ہے اور سوفوارون سے سونالے
پانی کے سو طرف سے بہا کرتے ہین اور اوس سبزے کے درمیان سے ان نالون کا بہکے نیچے آنا
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سارا پہاڑ ایک ٹکڑا زمرد کا ہے اور چاندی کے معدن اندر سے
پگھل کے سو جگہ سے پھوٹ کے بہہ نکلے ہین اور اپنا مرغ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اگر پر ہووین تو
اوسی جا پر اوڑ جائیے اور وہان نان خشک پر اوقات بسر کیجیے اور دوسری جگہ کی عیش و آرام پر
اوسکو فوقیت دیجیے اور اگر موت آوے تو دوستون کو وصیت کرکے وہان مدفون ہوجیے
کیونکہ وہان کی نیند بخواہ ٹھنڈی اور میٹھی ہوگی کہ سرہانے اور پائینتے سبزہ لہکتا ہوا اور پھولون
کی خوشبوے سے مہکتا ہوا اور دونون پہلو پر جھرنا آب خوشگوار کا بہتا ہو * **لمولفہ**

زمین ہے روضۂ فردوس اکبر * پہاڑ سر بسر چرخ ہیگا اوسی پر * لباس سبز پاسے اوسکے تا سر *
طراوت اوسکی ہے اللہ اکبر * روان ہے سر سے اوسکے آب روشن * کہ جون سیم گداز تا بدامن *
صفائی آب جون مہتاب تابان * دیا ہے چشمۂ خورشید رخشان * صدائے آب گہنی ہیگی دائم * رموز
کردگاری وقائم * اگر رضوان بھی گلشن کو یاوے * گلستان ارم کو بھول جاوے * *

چین کیانگ فو کے شہر مین سوتی قالین بہت تحفہ بنتے اور گران قیمت کو بکتے ہین اس شہر کے چارون
طرف بہت تالاب اور جھیل اور ندیان ہین اور اون مین اقسام طرحکی مچھلیان ہین خصوص ایک
جسکے پتے سے کھجلی کی دوا بنتی ہے اور روایت یہ ہے کہ جو استعمال ایکدفعہ کرے اوسکو تمام عمر
کھجلی اور امراض جلدی نہین ہوتے ہین ؛ موآن ہوا فو کے شہر کے گرد جسقدر آہوے مشک
ملتے اوتنے اور کسی صوبہ مین نہین ہوتے ہین اور اس جہت سے یہان کے لوگ نافہ سے نفع
بہت کرتے ہین تھوڑی دور اس شہر کے اوتر پر ایک پہاڑ اس بات کے لیے مشہور اور ختائیون
مین بلقب گوش فلک معروف ہے اور حال وہان کا یہ ہے کہ اگر اوسپر کوئی شخص چڑہ کر نہایت
آہستگی کے ساتہ ایک لفظ زبان سے نکالے تو اس صفائی کے ساتہ اوسکی صدا کان تک پھر
آتی ہے کہ خود بولنے والے کو حیرت ہوتی ہے کین تان فو کے شہر کے چارون گرد پہاڑ ہین جسمین
کئی معدن چاندی کے ظاہر ہوے ہین یہان کے باشندے بہت سے عادات مین ختائیون
کے خلاف اور پیگو کے لوگون کے موافق ہین کیونکہ پیگو کے ملک سے اونکا ملک متصل ہے
یان نین فو کے شہر کے اطراف مین اوس فرات کی نیل گاو کی پیدایش ہے جو نہت بزرگ مین بہت
ہوتا ہے اوسکی دم گران بہا آتی ہے اور ختائی اوسے نشان لٹکاتے اور خود مین نہتے ہین اور
اوسکی پشم کے قالین اور ایک قسم کا پشمینہ بہت خوب بنتا ہے اور ملبوسات مین صرف ہوتا ہے
خاصہ اور بھی ایک اوسکا یہ ہے کہ پانی مطلق اثر نہین کرتا ؛ شہر یانگان فو کا آہوے مشک
کی کثرت کے باعث سے مشہور ہے اور ایک جھرنا شور پانی کا کوہستان کی طرف ہے جسمین
تمام صوبہ کے خرچ کے موافق سپید نمک پیدا ہوتا ہے ؛ ہوکین فو کے شہر مین قالینین بہت
نفیس بنتی ہین اور اطراف مین آہوے مشک کی کثرت ہے اس شہر کے رہنے والے قوی ہیکل
اور بہادر بے بدل ہوتے ہین برخلاف اور ختائیون کے جو بے چھاتے اور پنکھے کے کبھی
گھر سے باہر نہین نکلتے یہ لوگ اوسکے عوض تیر اور کمان اور تلوار ہر وقت باندھے رہتے ہین
اس شہر کے تحت مین ایک پہاڑ ایسا ہے کہ جڑ سے چوٹی تک گویا سونے کا مینار ہے یعنے

یہان تک اوسمین معدن طلا ظاہر ہوتے ہین کہ اوسکو سونیکا پہاڑ کہنا یا بادشاہ چین کا دفینہ قرار دینا
زیادہ مبالغہ نہین ہے ٭ لی کیان فو کا شہر تبت بزرگ کے قریب ہے اور سرزمین اوس ملک کی زرخیز
اور ندی نالون مین سونے کی ریت بہت ملتی ہے اور باشندے چونکہ بے زیادہ محنت
اور دوسرے کے معیشت حاصل کرتے عیش طلب اور آرام جو ہوتے ہین سوا ناچ ورنگ کے دنیا و مافیہا
کی کچھ خبر نہین رکھتے لیکن طبائع انسان مختلف ہوتے ہین بعضے بعضے اون مین سے سواری اسپ
اور تیر اندازی مین کامل کہلاتے ہین غرض گفتگو مین کثرت کو قلت پر ترجیح دینے کا دستور ہے
اور جہان کلیہ کا لفظ درمیان مین آتا افراط پر اطلاق کرتا ہے یا آن چان فو کا شہر بہت پرانا و
وسیع اور غدار ہے اور ایک دریا جو اوسکے قریب بہتا ہے تمام سرزمین کو سیراب اور زرخیز کرتا ہے
اور سونیکی ریت بالو سے ملی ہوئی بہت ملتی ہے ٭ چونکہ اس صوبہ کو ہمیشہ دشمن سے خوف ہے
بہت سے قلعہ پچھم اور دکھن کی طرف واقع ہین اور سپاہ اور اسباب و آلات جنگ سے ہمیشہ
مہیا رہتے ہین غرض ماچین اور کیگو دو جنگی شہر ہین اور اہل سیف سے آباد اور یہ سپاہی سب
قلمبند پلٹنون کے سوا ہین اور ضرورت کیوقت اونکی طلبی ہوتی ہے ان دو شہرون کے
علاوہ تینتیس ۳۳ شہر چھوٹے بڑے اس صوبے مین ہین اور اسی لاکھ باشندے سکونت کرتے ہین
اور بعد وضع اخراجات نظامت و دیوانی چھہ لاکھ ننانوے ۹۹ ہزار چار سو بہتر روپے بابت محاصل مین فغفور کی خزانی مین داخل ہوتا ہے

سولھوان ۱۶ باب

کوئی چو ۱۵ کے صوبہ کے بیان مین

ممالک ختا کا یہ پندرہوان اور وسعت مین سب سے چھوٹا صوبہ ہے اور کوئی ایکہتر برس
ہوے کہ گویا اوسکا وجود گمنامی مین آیا ٭ فغفور کین لون نے اس صوبے کے پڑوسی کوہستانیون
کو سر کر کے امن و امان بخشا ورنہ سنہ ۱۷۲۶ع کے قبل یہ صوبہ اونکی زیادتیون کے سبب سے ویران تھا
اور جسطرح سے چیل بلندی پر بیٹھی ہوئی نیچے کی طرف ٹکٹکی لگائے رہتی ہے اور جہان اپنی غذا
کی کوئی چیز دیکھتی ہے فوراً جھپیٹا مار کر لیجاتی اور پھر اوسی نشیمن پر بیٹھکر کھاتی ہے علی ہٰذا القیاس

یہ کوہستانی بھی اپنے پہاڑون پر دبکی مارے پڑے رہتے تھے اور جہان دیکھتے کہ غلہ تیار ہوا دفعتاً
مار پیٹ خون خرابہ مچا کر بالکل اوٹھا لیجاتے تھے اور بیچارے ختائیون سے بجز بھاگ جانے
اور جان بچانے کے کچھ بن نہ آتا تھا کیونکہ کلیہ ہے کہ کوہستان کے رہنے والے میدان کے باشندون
سے کہین مضبوط اور بہادر ہوتے ہین غرض فغفور مذکور نے چیدہ چیدہ پلٹنین بھیجکر اونکے ایسے قافیہ
تنگ کیئے کہ بجبوراً طوق اطاعت کا قبول کر کے اپنی شرارتون سے باز رہے **شعر** غدر موقوف
اونکا ایسا ہوگیا ٭ فتنہ بیدار گویا سو گیا ٭ اس صوبہ کے پہاڑون پر جنگلون مین عمدہ قسم کی لکڑی
ملتی ہے اور طلا و نقرے کے بہت معدن ہین اور شاید کسی دوسری جگہ پر اسقدر سیماب حاصل
نہین ہے اور ٹٹو یہان ایسے تیز رفتار اور مضبوط اور جاندار ہوتے ہین کہ صوبہ مین نان کا جانور
حالانکہ بہت جیوٹ کا ہوتا ہے لیکن اس اجڑے دیار پر بھی صد آفرین ریشم یہان کم ہے لیکن
قسم گھاس سے ایک کپڑا بنا جاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے اس لحاظ سے کہ گرمیون مین بدن پر سرد
رہتا اور فرحت بخشتا ہے ٭ کوئی یان فو کا شہر اس صوبہ مین بزرگ ہے لیکن چونکہ باشندون
کو ابتک بھی کوہستانیون کا خوف غالب ہے وہ شہر کو آراستہ نہین کرتے اور نہ حویلیان بناتے
ہین غرض سرزمین آباد و زرخیز ہے ٭ سی سی چو فو کے شہر کے اطراف مین سیماب اور شنجرف بہت
اور دوسرے معدنیات کم ملتے ہین ٭ چی سیس فو کے شہر کو بعد کوہستانیون کے تابعدار ہونیکے
اوسی فغفور کے گھرانے کے بادشاہون نے آباد کیا اور سیماب کے بہت معدن اوسکی اطراف
مین ہین اور ایک بات یہان عجیب ہے کہ شاید تمام ختا مین اوسکی نظیر نہو وہ یہ کہ اس شہر کے اکثر باشندے
یکقلم لکھنا پڑھنا نہین جانتے اور لکڑیون پر چھرے سے نشان دے کے حساب کرتے ہین کیونکہ
علم کا اسقدر چرچا مملکت ختا مین ہے کہ گویا ہر محلہ مدرسہ اور ہر گھر مکتب خانہ ہے اور عوام الناس
جو کہ نہایت رذیل ہین اونکو بھی خط خطوط لکھنے اور پڑہنے کی قوت ہے ٭ ٹون کین فو
کے شہر کے قریب کئی معدن سونے کے ہین اور اوسکے اطراف مین وہ گھاس متعدد ہوتی
ہے جسکا مذکور ہو چکا کہ گرمی کے ملبوسات مین صرف ہوتی ہے ٭ پاو نگان چو کا شہر ایسے

موقع پر واقع ہے کہ تین صوبون کی راہ اوسی کیطرف سے ہے اس جہت سے کوئی چو اور ین نان
اور کوانگسی کے صوبون کی کُنجی یہ جگہ کہلاتی ہے اور اطراف سرزمین اس شہر کی اور جگہون سے زیادہ
زرخیز اور آباد ہے اور قریب کے کوہستانی نیک نہاد اور تجارت پیشہ ہوتے ہین اور مذہب تناسخ رکھتے
ہین سیماب اور شنجرف کے بہت معدن یہان ہین * پن یوئی اور لون لی کے شہرون کی اطراف مین
بہت نفیس چاے ہوتی ہے اور چونکہ اس بوٹی کا کچھ بیان ابتک عاصی نے نہین کیا حالانکہ کئی دفعہ اسکا
احوال معرض تحریر مین آیا وہان چا کی پیدایش ہے لہذا اسکی کسر یہان مٹائی جاتی اور اس مقام پر
جو کچھ کہ قابل دانست ناظرین تاریخ چین کے سمجھا قلم زد ہوا * فرنگستان کی کئی زبانون مین چا کو اندک
تغیر و تبدل کے ساتھ ٹی کہتے ہین لیکن تحقیق لفظ ختا مین چاے ہے اور چونکہ سمندر کے کنارہ کے
بعض پرگنون مین لوگ خطأً چا کو ٹا کہتے ہین اور صرف اونہین سے پہلے پہلے فرنگیون سے راہ رہی
اس لحاظ سے غلط لفظ پہلے سننے مین آئی اور بلاد فرنگ مین مشہور ہوا غرض چاے کا درخت کچھ
مخصوص اقلیم چین مین نہین خلق کیا گیا اور جزیرہ جاپان اور جاوا اور ماچین اور کشمیر اور امریکا
اور رسانگ اور کامرو و آشام مین بھی میسر ہوتی ہے اور سیاہ سبز چاے جو مشہور ہین کچھ دو قسم
کے درخت سے حاصل نہین اور صرف خاصیت سرزمین اور تراکیب جلنے اور خشک کرنے سے
فرق ہوتا ہے الغرض کنکریلی زمین مین اور دامن کوہ اور پہاڑتلی مین اول قسم کی چاے پیدا ہوتی ہے
اور دوسری قسم ریتی مین ہوتی ہے اور سب سے بری قسم زرد یا مائل بزردی مٹی مین ملتی ہے اور ایک
خاصیت اور چاے کے درخت کی ہے کہ جہان لگایا جاے شرط ہے کہ دکھن کی ہوا کی رکاوٹ
نہو ورنہ درخت مرجاتا ہے اور بعد تین برس بونے کے جب تین ساڑھے تین ہاتھ بلند ہوتا اوسوقت
پتی قابل توڑنے کے ہوتی ہے اور مثل مہدی کے یہ پتی ہمیشہ سبز اور شکل بھی ویسی ہی رکھتی ہے اور
درخت بھی ہو بہو اوسی انداز پر ہے * ختائی چا کی کئی تقسیم کرتے لیکن چار قسمین اصل مین ہین اور
صوبہ کیانگ نان مین ایک پہاڑ سانگ لو کہلاتا اور اوسکے اوپر اور اوسکی چارون طرف وہ قسم کی
چاے پیدا ہوتی جو سانگ لو چاے کہلاتی اور ہر جگہ بسبب سبزی پتیا مشہور بسبز چاے ہے اور صرف

اسکے درخت کو خطائی زیادہ بلند نہین ہونے دیتے اور جب چھوٹا رہتا جڑ سے ختم کرتے ہین تاکہ نئی شاخین درخت
الت ہووے ⁂ دوسری قسم کی چا صوبہ فوکینگ مین پیدا ہوتی اور بوہی چا اس جہت سے کہلاتی ہے کہ صوبہ فوکینگ
نیگ فو مین جہان اس چا کی کثرت ہے ایک پہاڑ مشہور ملقب بوئی ہے اور اوسپر اوسکے درخت خودبخود پیدا ہوتے ہین
اس قسم کو بسبب تیرگی برگ کے سیاہ کہتے ہین اور تمام مملکت مین سبز چا سے پسندیدہ ہے کیونکہ اسمین وہ امساک اور
تلخی نہین ہے اور معدہ زیادہ قبول کرتا ہے حالانکہ صرف سبز چا کا استعمال دواؤن مین کیا جاتا اور بعض امراض
مین نہایت مفید ہوتا ہے لیکن چند روز اگر کثرت سے پینے مین آوے تو رعشہ پیدا کرتی ہے غرض سیاہ چا کے
ساتھ آمیز کرنے سے ذائقہ اور نفع دونون حاصل ہوتے ہین القصہ انہین دو قسمون سے تین اور
طرح کی چا نکلتی ہے اور فرق اون مین دو وجہون سے ہے اول بسبب احتیاط پتون کے چننے مین
اور دوسرے یہ کہ ایام پتون کے چننے کا خاص ہووے چنانچہ جب نئے نکلتے اوسوقت اونمین سے
جو زیادہ نرم ہوتے ایک ایک کرکے چن لئے جاتے ہین اور وہی مالو چا کہلاتی ہے جو صرف فغفور
کے لیے جاتی ہے اور دوسری قسم کہ بعد چند روز کے جب پتے کچھ سخت ہوتے چنے جاتے اوہی
سبز بوئی چا ہوتی جو کچھ گران قیمت کو بکتی ہے اور صاحبان کے مصرف مین آتی اور تیسری قسم
وہ کہ جب پتی پرانی ہوتی جمع کی جاتی اور عوام الناس تھوڑے دامون کو لیتے ہین ⁂ تیسری قسم
چا کی لونگان چا کہلاتی اور گویا سبز چا کی چھوٹی بہن ہے لیکن مثل سبز چا کے یہ حار اور ممسک نہین ہے
اور نہ ذائقہ بھی اوسقدر تیز ہے غالب کہ دونون ایک ذات کی ہین اور سرزمین کے اختلاف نے
اپنا اپنا رنگ پیدا کیا ⁂ چوتھی قسم چا کی اسی صوبہ مین ہوتی جسکا بیان ہو رہا ہے اور صوبہ کیانان
مین بھی مثل یہان کے بے تردد پیدا ہوتی اور اوسکی خاصیت بہتر ہوتی ہے لیکن بو اور ذائقہ
کمتر لطیف ہے الغرض یہی چار قسمین چا کی اصل ہین اور باقی مین آمیزش انہین چارون کے
برگ کہنہ کی ہوتی ہے اور غیر ملک کے ہاتھ بکتی ہے ⁂ جب درختون سے چا کے پتے چن لیے جاتے
تو گرم پانی کا بھاپ دے کے تانبے یا لوہے کے چوڑے تیرون پر بچھا کے نیچے سے
کوئلے کی آنچ دیتے اور ہاتھ سے پتون کو ہلاتے رہتے جب تک کہ خشک ہوئے اور اینٹھ جاتے ہین

اور جب بالکل نمی باقی نہین رہتی بورون مین بند کر کے رکھہ دیتے اور ایک برس تک نہ بیچتے نہ استعمال
کرتے کیونکہ جب تک چار سال خوردہ نہین ہوتی بشنی رہتی اور غنودگی پیدا کرتی ہے * جسطرح سے انگریز
چاے کو گرم پانی مین بھگاتی ویساہی ختائی کرتے لیکن بے دودہ اور میٹھے کے پیتے ہین * متعدد
قلعہ اس صوبہ مین ہین اور پچیس شہر اور نوے لاکھہ باشندے اور فغفور کے خزانہ مین بعد وضع خرچ
نظامت و دیوانی تین لاکھہ ترانوے ہزار نوسو چوراسی روپیہ کمپنی بابت ارتفاع زمین اور تینتیس ہزار
آٹھہ سو بتیس روپیہ بابت فروخت نمک او انچاس ہزار دوسو اڑتالیس روپیہ بابت محصول اجناس تجارت سالانہ داخل ہوتا ہے فقط

خاتمہ دفتر اول

حالانکہ صوبجات ختا کے انفاس جمادی و نباتی و حیوانی کا حال بالاجمال معرض تحریر مین آیا ہے
لیکن چند عجائبات و غرائبات قسم نبات اور جماد سے ایسے ہین کہ اونکا حال لکھنا ضرور متصور
ہوا تا کہ کوئی نکتہ ارباب تاریخ کے ملاحظہ سے نچھوٹے اور بندے کو داد تاریخ نویسی کی ملے
الغرض ایک درخت عجیب و غریب ختائی زبان مین چربی کا درخت کہلاتا ہے حقیقت کہ اوسکے
پھل کے اندر سے جو گٹھلی نکلتی اوسپر گودا بعینہ چربی کی رنگت کا ہوتا اور بو باس وغیرہ خاصیت
مین بھی وہی نسبت پائی جاتی ہے ختائی اوسے نکال کر تیسی کے تیل کے ساتہ آمیز کر کے سانچے
مین ڈہالتے اور بتیان بناتے ہین یہ درخت قد مین مثل درخت شاہ دانہ کے ہے شاخین اوسکی
ٹیڑہی ٹیڑہی ہوتی ہین اور پتے بشکل دل و نہایت سرخ ہوتے ہین اگر ختائی چربی صاف کرنے کی
ترکیب جانتے جو انگریزون مین ہے تو اوسیطرح سے اوسکو صاف کرتے یقین ہے کہ مثل انگلستان
کی چربی کی بتی کے اسکی بتی بنتی * **شعر** صورت بلور ہوتی صاف یہ * اور جلتی بھی بہت
شفاف یہ * اقلیم ختا سے ایک روغن آتا جس سے لکڑی اور چمڑے کو جلا دیتے ہین اور اوس قسم
روغن کو انگریز اور ہندوستانی جاپان کہتے ہین بہت دن تک ہر جگہ یہ بات مشہور تھی کہ ختائی
اوس روغن کو ایک نسخہ خاص سے بناتے اور اوسکی کیفیت و ماہیت سے کسیکو آگاہ نہین
کرتے تھے لیکن آخر سبکو معلوم ہوا کہ مثل گوند کے یہ روغن ایک قسم کے درخت سے جو سواے

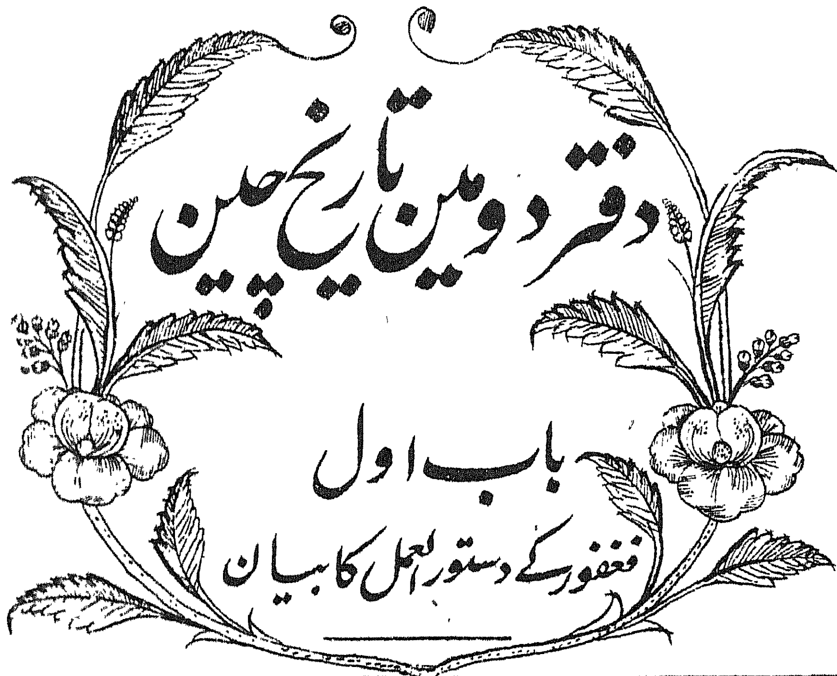
چین کے کہیں پیدا نہیں ہوتا نکلتا ہے یہ درخت ختائی زبان میں ستی جو کہلاتا ہے اور کبھی
پھولتا نہ پھلتا ہے اور دس بارہ ہاتھ بلند اور ڈیڑھ دو ہاتھ چوڑا ہوتا ہے اسے گرمی کے دن میں
پاچتے ہیں جیسا کہ تاڑ کے درخت کو تراش کے بڑی بڑی کونڈیاں لگا دیتے ہیں اور اوس سے تمام
رات عرق ٹپکتا ہے اوسی طرح یہ بھی ہوتا ہے اور شب بھر میں ہزار درخت سے تخمیناً دس سیر
روغن نکلتا ہے اور جسوقت کہ یہ چوتا ہے ایسا تیز و تند ہوتا کہ اگر بدن میں لگ جاوے تو سارا
جسم پھول کر مثل کوزہ کے پھٹ جاوے لیکن چوانے والے یہ ترکیب کرتے ہیں کہ کئی درختوں
کی چھال جوش دیکے اوسمیں نہاتے اور سور کی چربی کا ایک روغن تمام جسم میں ملتے ہیں اور
ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں موزے چمڑے کے چڑھا لیتے ہیں گویا تمام جسم میں چمڑے
کی پوشاک پہنتے ہیں اور منہ پر ایک چمڑے کا نقاب ڈال کے صرف دو سوراخ آنکھ کے جا رکھتے ہیں باوجود
اس حفاظت کے بے پیٹ بھر غذا کھائے درخت کے قریب نہیں جاتے کیونکہ نہار منہ تاثیرات
ہر چیز کے خلو معدہ کے باعث جلد اثر کرتے ہیں اسی لیے حکیموں نے حکم دیا ہے کہ کوئی مریض کے
پاس یا کسی عفونت کی جگہ بے غذا کھائے جانا مناسب نہیں القصہ جب ایام اس روغن کے
بہنے کا ہو جاتا تو سوداگر سب چھان کر چھوٹے چھوٹے پیپوں میں بھر کے بھیجتے اور یہ وہی روغن
ہے جو ختائی میز اور کرسی اور کھلونے اور ٹوکری وغیرہ میں لگا رہتا ہے اور مثل آئینہ کے ہمیشہ
چمکتا رہتا ہے ٭ کافور کا درخت بھی خاص اقلیم ختا کے لئے خلق ہے سو سو اسو ہاتھ بلند ہوتا ہے
اور بعضے کی جڑ اسقدر موٹی ہوتی کہ بیس آدمی کے گوچھے میں نہیں آسکتی ہے اور جب پرانا ہو جاتا ہے
شب کو خود بخود اوس سے آگ کے شعلہ نکلتے ہیں لیکن اون میں طاقت جلانے کی نہیں ہوتی ہے
٭ اس درخت کی نرم نرم ڈالیاں ختائی کاٹ لاتے اور اونکے نہایت چھوٹے ٹکڑے کرکے تین
شبانہ روز ٹھنڈے پانی میں بھگوتے ہیں جب وہ خوب بھیگتے تو ایک دیگ میں سبکو ڈال کے
جوش دیتے ہیں اور جب تک کھولتا رہتا ایک شخص بید مجنون کی ڈالی سے ہلاتا رہتا ہے اور
جب معلوم ہوتا کہ اوس ڈالی میں کافور کی ڈالیوں کا رس مثل پالے کے جم گیا اوسوقت تمام عرق کو

چھان لیتے اور سفل پھینک دیتے ہین اور اوس عرق کو مٹی کے ایک باسن مین جسمین وہی روغن جسکا
ذکر ہوا لگا رہنا رکھتے ہین اور شب بھر مین یہ بالکل جم جاتا ہے غرض جب اس کافور کو زیادہ خالص
کیا چاہتے تو پرانی دیوار کی مٹی سفوف کر کے تانبے کے باسن مین ایک تہ رکھتے اور اوسکے اوپر ایک
تہ کافور کی جماتے ہین اور پھر اوسکے اوپر مٹی کی تہ دیتے اور اسیطرح سے ایک تہ کافور اور ایک تہ مٹی
سجا کر سب کے اوپر ایک درخت جو پوہو کہلاتا اوسکے پتون سے ڈہانپ دیتے ہین اور اوپر سے تانبے
کی رکابی دیکر منہ کو ایک قسم کی گیرو مٹی سے بند کر دیتے ہین اور آگ پر دوبارہ دہیمی آنچ دیکے بعد
چند گھنٹہ کے اوس دیگچی کو ٹھنڈی جگہ مین رکھ دیتے ہین دوسرے روز جب سرپوش اوٹھاتے ہین
جوہر کافور کو جما ہوا پاتے ہین اور اگر زیادہ خالص کرنیکی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو اس جوہر کو اوسی طرح سے مٹی کے
ساتھ تہ بہ تہ جما کے چلاتے ہین اور وہ غلط جو لوگ کہتے کہ کافور گوند کی طرح چوتا ہے * حالانکہ یہ مقام نہین
ہے کہ جن سینگ کی جڑی کا بیان ہو کیونکہ ملک تاتار مین اسکی پیدایش ہے یہان پر خاص ملک ختا کا احوال تحریر
ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ چیز اسقدر طرفہ تر ہے کہ اوسکی تعریف چین کے عجایبات نفایس جمادی و نباتی کے شامل کرنی
نامناسب متصور نہوئی اطبای ختا نے وجد کر کے دفتر کا دفتر اس جڑی کی تعریف مین لکھا ہے اور خواص
اکسیر اعظم کا بیان کیا ہے اور بعض پادریون نے جو اوسکا امتحان کیا تو دیکھا کہ حقیقت مین بجا کہا
جو کچھ اسکی صفت مین لکھا ہے اور اس تعریف کا لب لباب مطلب بندے نے یہ نکال لیا کہ اسکے
استعمال سے پیر نود سالہ کو شروع شباب کی طاقت اور فرحت طبیعت اور قوت ہضم اور ہر طرح کی
کیفیت جو اوس سن سے متعلق ہے حاصل ہوتی ہے اور اسی جڑی کی فروخت سے فغفور کو محاصل
کثیر ہے کیونکہ اسقدر گران بہا ہے کہ آدہی چھٹانک جڑی پاو بھر چاندی کو بکتی ہے اور وہ بھی عمدہ
قسم کی نہین ہوتی اور صرف فغفور کے خرچ خاص کے لیے جو بہتر ہاتی رکھی جاتی ہے * ولایت
امرکا جسے نئی دنیا کہتے ہین وہان کے ایک ملک مین ایک پادری نے اوسی جڑی کو بہت تلاش
سے نکالا اور خواص اوسکا ویسا ہی پایا جو ترکستان کی جن سینگ کا سننے مین آیا ہے اسکی
جڑ سپید اور کھر کھری اور پتہ نہایت ملایم اور گول برنگ خون ہوتا ہے اور اوسمین سے کئی ڈالیان

نکلتی ہین اور ہر ایک مین پانچ پانچ پتیان نہایت رگدار اوپر سبز اور نیچے دہانی رنگ کی ہوتی ہین یہ درخت
کوئی ہاتھ بہر اونچا ہوتا ہے اور باوجودیکہ تخم بہی اسکے پھل سے نکلتا ہے لیکن بونے سے نہین ہوتا اور
از خود ہر سال پیدا ہوتا اور خشک ہوجاتا ہے لیکن جڑ قائم رہتی ہے اور ہر سال نئی شاخین پیدا ہوتی
ہین جس طبقے مین اسکی پیدایش ہے کوہستان وصحرا اور بیابان ہے اور اس جڑی کی گویا خاصیت
ہے کہ جہان قدم انسان نہ پہنچ سکے وہین پر پیدا ہوتی اور اکثر جوف پہاڑ مین جہان تپش آفتاب
نہین جاتی وہین پر ملتی ہے فغفور کی طرف سے دس ہزار فوج ہر سال چھ مہینے جنگلون مین متعین اس
جڑی کے جمع کرنے کے لیے رہتی ہے اگرچہ افراط سے تاتار مین ملتی لیکن ہمیشہ سونے کے مولون بکتی ہے
✤ ایک قسم کا پتھر چین مین ہوتا جس سے ایک صدا خوش مثل رباب کے نکلتی ہے اور ختائی اوسکا ایک
باجا بناتے ہین اور اکثر یہ پہاڑ کی ندیون مین ملتا ختائی زبان مین یو کہلاتا ہے اور اسقدر وزنی ہوتا کہ
ایک ٹکڑا جو لڑکے کے اوٹھانے کے قابل معلوم ہوتا ہے اوسے چار جوان نہین اوٹھا سکتے اسکی کئی
قسمین ہین کوئی میلا کوئی سفید کوئی نیلگون کوئی دہانی کوئی نافرمانی کوئی نہایت ملائم اور کوئی اسقدر سخت
ہوتا ہے کہ لوہے کی دہار اوسکے کاٹنے سے مڑ جاتی ہے غرض جو پتھر سونے کے رنگ کا ہوتا ہے
اوسپر زد دینے سے آواز اچھا نکلتی اور صوبہ ینان مین بہتر قسم اس پتھر کی ملتی ہے اور بہت
قیمتی ہوتی ہے ✤ ایک شجر قسم صنوبر سے لوپیسانگ کہلاتا ہے اور دیوار ختا کے اوتر طرف پیدا
ہوتا ہے اسمین کئی باتین عجیب وغریب ہین یعنے موسم خزان مین اسکی سب پتیان گر پڑتی اور اوسکی
لکڑی نہایت سخت ہوتی ہے اور رس اوسکا زہر قاتل ہے اور اوسکی جڑ کو اگر کاٹ کے پانی مین
ڈال دیجیے تو فوراً پتھر ہوجاتی ہے حالانکہ صورت تبدیل نہین ہوتی لیکن مثل سنگ کے وزنی ہوجاتی
ہے چنانچہ ختائی لوہار و سونار آلات کو اوسی پر تیز کرتے ہین اور یہ سننے مین آیا ہے کہ کسی پتھر
کی سلّی پر ہتھیار کو اسقدر تیزی نہین ہوتی ہے ✤

دفتر اول تمام شد

دفتر دوم جلد اول تاریخ ممالک چین



دفتر دومین تاریخ چین

باب اول

فغفور کے دستور العمل کا بیان

جس شخص کی یہ حشمت وجلالت ہو کہ کرورہا خلقت اوسکی تابعدار اور سلاطین عالی وقار اوسکے باجگذار اور امرا سے ذی اقتدار فرمان بردار ہووین اگر ایسا شخص ظلم پر کمر باندھے اور اپنی رعیت کی بہتری نہ سمجھے تو بجز خدا تعالے کے کون بازپرس کرسکتا ہے لیکن باوجود اس سطوت وشوکت اور دولت وقوت کے فغفور ختا اپنے تئین قبلہ گاہ رعایا اور برایا کا سمجھتا ہے اور اونکے آرام اور چین کو اپنی سعادت جانتا اور اونکے دکھہ کو اپنے نامہ اعمال مین گناہ کبیرہ کے ذیل مین داخل کرتا ہے اور اوسکی دلیل یہی ہے کہ ایام قحط ووبا وخشک سالی یا اور کسیطرحکی بدحالی مین فغفور لباس ماتمی پہننا اور گریہ وزاری وگریبان چاک کرنا اور سر پر خاک ڈالنا اختیار کرتا ہے اور باواز دردناک رو رو کر جناب باری مین عرض کرتا ہے کہ اے خداوند کریم تونے میرے گناہون کے باعث سے اپنی خلائق پر غضب نازل کیا اور میرے عوض اونسے انتقام لیا اب جسکا قصور ہے اوسیکو سزا دے اور اونہین رہائی بخش مجھہ سے سمجھہ لے واللہ اعلم بالصواب ختا کی تاریخون مین خبر ہے کہ اسیطرح فغفورون نے اکثر جناب احدیت مین صدق دل سے التجا کی اور اونکی دعا مقبول ہوئی * ختا مین والدین کی بزرگی کو بعد خدا کے خوب جانتے ہین اسی سبب سے دستور اوس ملک کا ہے کہ فغفور کو لوگ سجدہ کرتے کیونکہ قبلہ عالم اور افضل بنی آدم

اور نائب پروردگار قرار دیتے ہین اور جبکہ مرتبہ اوسکا یہ ہو تو اوسکی رضامندی اور خرسندی سے
کچھ چارہ نہین غرض ایک عہدہ احتساب کا ہے کہ اوس منصب پر کتنے علما اخیار زمانے کے مقرر ہین
اور کام اونکا یہ ہے کہ فغفور سے جو حرکت برخلاف دستور اور انصاف کے سرزد ہوتی ہے تو وہ ٹوک
دیتے ہین اور اوسکو اوس حرکت سے باز رکھتے اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے کہ لالچ اور خوش آمد
سے اغماض کر کے فسق و فجور سے مانع نہین ہوتے ہین لیکن اکثر تو نہین ہوتا ہے کہ اپنی جان پر کھیل
کے فغفور کو اوس خواب غفلت سے بیدار کرتے ہین اور اوسکی سطوت و جلادت پر نگاہ نہین کرتے
لیکن اس باعث سے فغفور کی خودمختاری مین کچھ فرق نہین ہوتا اس سبب سے کہ وہ اپنی ساری رعیت کی
جان اور مال کا مختار ہے ٭ باوجود اس قدرت کے مملکت ختا مین بہ نسبت اور ملکون کے گنتی کے کئی
بادشاہ خونخوار مردم آزار ہوئے ہین والا سب ایک سے ایک ایسے عدالت کر گئے ہین کہ جریدۂ
روزگار پر اونکی مدح لکھی ہوئی قیامت تک رہیگی اس بیان سے حقیر کی یہ غرض نہین کہ دنیا مین
ختا کے بادشاہ بیخطا اور بے مثل ہوتے ہین اور اپنی رعیت کے حق مین کبھی بدی نہین کرتے اگر
بیان واقعی چھوڑ کر عاصی اسطرح پر مبالغہ کرے تو سخت گنہگار ہووے اور حکمت کے پایہ سے
گذر جائے اور فضولی ولغو کا گمان اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ بالذات انسان کی طبیعت رذائل
کیطرف زیادہ تر مائل ہے اور کسب فضائل بہت سی ریاضت اور انواع محنت و مشقت کرنے
سے حاصل ہوتا ہے القصہ فغفور سب جو اکثر نیک ہوئے ہین تو اس سبب سے نہین کہ دلی تھے اور
ہوا و حرص اونمین نہ تھی کیونکہ نوع انسان طبعاً طرف بدی کے مائل اور رجوع ہے اور دولت
بہرطور ممد و مددگار اجناس رذائل کی ہوتی ہے غرض باوجود ان باتون کے بادشاہان ختا جو
ممدوح تھے شاید اس باعث سے جو مقتضائے قیاس راقم ہے کہ ختا مین جہان تک مال اور
اسباب اور زمین جو کچھ کہ قسم منقولات یا غیر منقولات سے ہے سب رتی رتی فغفور کی ملک
خاص سے متعلق ہے اور جس شخص کے قبض و تصرف مین جو چیز ہے صرف اونکی عنایت او شفقت سے
ہے والا سوا فغفور کے سب محتاج ہین ظاہرا یہی سبب ہے کہ کسی پر زیادتی نہین ہوتی اور قیاس

مؤلف کی یہ دلیل ہے کہ جسوقت قبلاخان سردار مغلیہ تاتار جو اول مین مالک تخت اور تاج ختا کا ہوا تھا اوسنے واسطے موقوف ہونے قماربازی کے یہ فرمان صادر کیا کہ ہم شمشیر کے زور سے اس ملک پر قابض اور متصرف ہوئے ہین اسوجہ سے کسی شخصکو کسیطرحکی چیز مین ملکیت خاص نہین ہے لہذا تم لوگ جو قماربازی کرتے ہو تو ہماری جایداد کو خطرہ مین ڈالتے ہو✤ سوائے اس نکتے کے دوسری وجہ قیاس مین راقم کے یہ ہے کہ فغفوران ختا کی نیک نہادی اور خوش اطواری نتیجہ اوس تربیت کا ہے کہ اعلی سے ادنی تک کو اوس مملکت با صفت مین حاصل ہے علم کی قدر اور حکمت پر عمل کرنا فاضل کو مرتبہ بلند دینا اور حکیم کی صحبت کو پسند کرنا نیک اطوار کو عالی مقدار بنانا اور بدنہاد کو ذلیل اور خوار کرنا ختا کے دستور ہین اس جہت سے ہمیشہ مرد باخدا سب فغفور ہین✤ اور تیسری وجہ عقل ناقص کو شہنشاہون کی نیک اطواری کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ فغفور اپنے ولیعہد مقرر کرنے مین اسقدر اختیار رکھتا ہے کہ اگر کسی غیر کو چاہے تو وارث تخت و تاج کا بناوے اور اپنے بیٹون کو محروم رکھے اور اپنی اولاد سے جسکو قابل ریاست کے سمجھے اوسکو ولیعہد لیسے سرفراز کرے اور اوسکی نظیرین جلد دوم کی دفتر اول مین ناظرین تاریخ چین کی خدمت پیش کی جائینگی اور اوس دستور پر قاعدہ یہ ہے کہ بجز بادشاہ اور وزیر اعظم کے دوسرے کو ظاہر نہین ہوتا کہ ولیعہد کون مقرر ہوا اور اسی باعث سے ولیعہد کو حشمت کا غرور اور امید سلطنت کا سرور عقل کو زائل اور طبیعت کو طرف بدی کے مائل نہین کرتا ہے اور ہر ملک کی تاریخ مین دلیلین ہین کہ شاہان نیک کردار اکثر وہی ہوئے کہ جنکو سلطنت دفعۃً بغیر چشمداشت کے حاصل ہوئی اور چونکہ غربا اور رعایا کے غم اور شادی کا حال اونکے تجربے مین آیا اس لحاظ سے اون باتون کا خیال ایسے بادشاہان فرخ فال کو ہمیشہ رہا الغرض جب اسی دفتر مین تینون قسم کی حکمت یعنے تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور سیاست مدن کا بیان جسطور سے کہ اہل ختا کا معمول ہے کیا جائیگا تب دیدۂ نکتہ بین کو فغفوران چین کی عدالت اور مروت کا سبب خود بخود دکھائی دیگا✤ ہر ملک مین گھرانے امیرون کے علاوہ بادشاہ کے ہین اور اپنی اپنی جایداد کے وے خود مالک و مختار ہین اسواسطے ایسا

اکثر ہوا ہے کہ جب انھون نے اپنی دولت کی ترقی دیکھی بادشاہ کے تخت وتاج پر آنکھہ ڈالی اور
بادشاہ نے اونکی تونگری اور دولت کا حال سنکر حسرت کی آہ بھری اور رفتہ رفتہ مخالفت ظاہر
ہوئی تب دونون سے ایک کو تباہی آئی اگر اقبال ہواخواہ رہا بادشاہ نے اوسکے گھر کو بالکل ویران
کیا اور اگر اقبال نے اوسکی یاوری نکی اور امیر غالب رہا تو تخت اولٹ گیا اور بادشاہ کے خانوادہ سے
ریاست منتقل ہوئی اور اوس امیر کے یہان جا پہنچی یہ انقلاب روزگار اور ملکون مین زیادہ لیکن چین مین
کم ہوتا ہے کیونکہ موروثی امیر کوئی نہین ہے اور فغفور کے خاندان سے جو لوگ مستحق تخت کے ہوسکتے
ہین اونکی عزت اور تعظیم اور تواضع بہت کیجاتی ہے لیکن زر جو کہ امور دنیوی مین ولیسا رتبہ رکھتا جیسا
جان قالب انسان مین وہ اونکے پاس نہین ہوتا اور فغفور سے اونکو خورد و پوش کے واسطے بقدر عزت
اور مرتبہ کے سالانہ مقرر ہوتا ہے لیکن اتنا نہین کہ ہمارے ہمت کے شہپر مین زور ہو جو بلند پروازی
کرے اور خواہش نشست تخت کی پیدا ہووے بعد اونکے اعیان بارگاہ اور امراے عظام کہ محاورہ
فرنگستان مین مانڈرین کہلاتے ہین اور بڑے بڑے رتبون کو پہنچتے ہین لیکن اون مین سے موروثی امیر
کوئی نہین کہ علاقات اونکے ہون یا باپ دادے کی پونجی کے بھل کود پھاند کرین کیونکہ دستور چین مین
ہے کہ باپ کا عہدہ یا منصب بیٹے کو ہرگز نہین ملتا اگر باپ کی سی لیاقت اور اعتبار اوسنے بہم پہنچایا
او سپر بھی مشکل ہے کہ باپ کے بعد بیٹے کو وہی عہدہ ملے پس جبکہ بیٹے تک باپ کی حکومت نہین آئی
تو اگر باپ نے بھی کچھ مایہ حاصل کیا ہو تو بیٹے کو اوس سے اتنا ہی فائدہ ہوا کہ گوشہ مین بیٹھہ کر آرام سے
زندگی کاٹی اور اگر تیسری پشت مین کچھ بچی بچائی دولت رہ گئی چوتھی پشت تک خیر صلاح ہے کیونکہ
بقول شخصے آدمی بیٹھے بیٹھے سونے کی دیوار کھاجاتا ہے اور اول ہی پشت مین ایسی جایداد کم حاصل
ہوتی ہے کہ ہمیشہ کو کفاف کرے اور جب کوئی امیر کسی عہدہ پر بحال ہوتا ہے تو کتنے دنونکے بعد کہ
اوسکی ایک مدت مقرر ہے وہ امیر منصب دار حسب الطلب حضور مین حاضر ہوتا ہے اور ایک ایک ٹکے
کا محاسبہ اوس سے لیا جاتا ہے علاوہ اسکے تاکید شدید ہے کہ جس امیر کے سپرد کچھ فوج ہے سپاہ کی تنخواہ
دینی اوس سے متعلق نہین اور جسکے ہاتھ سے تنخواہ بٹتی ہے اوسکا اختیار ایک نفر سپاہ پر نہین ہوتا جبان

استقدر ہوشیاری ہے وہان اوسکے رہنے کی کون سی جگہ مل سکتی ہے ❊ فیلسوف اعظم کنگ فوسی کی عقل کی اگر کوئی دوسری دلیل ہوتی تو اسی بات سے جریدہ عالم پر نام اوسکا سردفتر حکما لکھا جاتا کہ ختائیون کا پیشواے مذہب فغفور ہے چونکہ دین و دنیا دونون اوسکے ہاتہ سپرد کیا اور خطاب شنینگ چو یعنے خداوند مقدس اور ٹینگ زی یعنے پسر پروردگار کا دیا ہے ❊ برس مین کئی دن مقرر ہین کہ فغفور پیشواے دین کی پوشاک گلے ڈال کر نہایت حشمت اور جلال کے ساتہ بڑے بتخانے مین جا کر پوجا کرتا ہے سواے ان دنون کے قحط اور خشک سالی اور وبا کے ایام مین فغفور اوسی طور سے بتخانے مین جا کر اپنی ساری رعیت کیطرف سے ایلچی ہوکر معروض حال کرتا ہے اور مناجات و گریہ وزاری سے سبکے لیے رہائی مانگتا ہے فغفور جب دربار عام کرتا لباس زرد پہنتا ہے کیونکہ بقول ختائیون کے آفتاب فلک کا لباس زرد ہے اس لیے آفتاب زمین یعنے فغفور کو بھی وہی رنگ زیب ہے جسوقت موسم بہار مین فغفور ایک تاریخ معینہ کو محل سے ساتہ تکلف اور حشم کے برآمد ہوتا ہے اور کھیت مین جا کر اپنے ہاتہ سے ہل تھام کے زمین جوتتا ہے اوسوقت دیکھنے والے کا دل وجد کرتا ہے اور بے اختیار درود پڑہتا ہے کہ دنیا مین کاشتکاری سے کوئی چیز قدیم تر اور فاضل تر نہین ہے کیونکہ ایسا عالی مقدار شہنشاہ روزگار اوسکی ایسی قدر کرتا ہے یہ احوال تفصیلاً آگے چل کے لکھیگا انشاء اللہ تعالےٰ فغفور کے برابر کوئی بادشاہ مخیر اور رعایا پرور نہین اور قبلۂ عالم کا خطاب اوسکو زیب دیتا ہے چنانچہ راقم نے پہلے دفتر مین بیان کیا ہے کہ قحط مین پرگنہ آفت رسیدہ کا سارا خزانہ معاف ہونیکے سوا سرکار سے روزانہ اناج بٹتا ہے اور جب تک تنگی رہے انبار خانے کا دروازہ کھلا رہتا ہے غرض جبکہ اوسکا دستور العمل اسطور پر ہے تو رعایا خواہ نخواہ جان و دل سے ہمیشہ نیکخواہ اور فرمان بردار رہتی ہے اسواسطے فغفور کی راے جسطور پر صادر ہوتی ہے رعیت کو ہرگز اوس سے انکار نہین ہوتا ہے مملکت ختا مین کسیکو قتل اور قصاص بحکم فغفور کے نہین ہو سکتا اور حالانکہ نظام ذی احتشام بہت مقرر ہین اور ہر ایک اون مین سے اور ملکون کے بادشاہونکا ہمسر معلوم ہوتا ہے اور کروڑہا خلقت تابعدار اور گنج بیشمار پر اختیار رکھتا ہے لیکن ادنیٰ سے شخصکو قتل نہین کر سکتا ❊ مملکت ختا مین سواے مقرری

محتسبون کے ہر فاضل اور ہر عالم بلکہ ہر طالب العلم کو اختیار ہے کہ فغفور سے اگر کچھ بے دستور ظہور مین آوے تو تنبیہ کرے اور جس حکم کو خلاف عدل سمجھے اوسپر اعتراض سات وجوہات کے حضور مین پیش کرے اور اپنی دانست مین جو کچھ کہ مناسب اوس امر کے عرض کرنا ہو سو عرض کرے اور اس دستور کا سبب یہ ہے کہ ایسے احوال کی اخبار کہ جس سے پادشاہ کو اپنی حرکتون پر آگاہی ہو مثل فرنگستان کے ختا مین معمول نہین لیکن یہ دستور کہ فغفور کو جو چاہے تنبیہ کرے خلائق کی خیر خواہی اور نیک اندیشی سے ہے غرض بدی سے ٹوکنا اور نیک کھانیکا سب کو اختیار ہے اور اوسپر عمل کرنیکا فغفور مختار ہے ٭

باب دوم

ختا کے امراے اہل قلم اور اونکے محکمات کے بیان مین

صد حیف کہ علم و فضل کی جو قدر فغفور کرتا ہے اوسکا نصف بھی اور ملکون کے پادشاہ یا امرا نہین کرتے باوجود اسکے فغفور کو ناتراشیدہ جانتے ہین اور اپنے کو قابل اور کاملون کے قدردانون مین گنتے ہین ٭ ازل سے ایک طور کی دشمنی دولت کو علم اور فضیلت سے ہے اور اوسکی وجہ کو ایکروز کئی پنڈتون کی مجلس مین راقم سے ایک بزرگ نے پوچھا اوسوقت چونکہ علما شاستر کے جمع تھے اونکی رعایت سے عاصی نے یہ جواب دیا کہ سبب عالم کے غریب ہونیکا شاید یہ ہے کہ لچھمی اور سرستی دونون آپس مین سوتین ہین اور سوتون کی دشمنی مشہور ہے جبپر سرستی مہربان ہوتی ہے اور اپنے خزانہ لازوال سے اوسکو علم اور فضیلت عطا کرتی ہے اوس سے لچھمی ناراض رہتی ہے اور اسیطرح سے جو شخص کہ لچھمی کا لاڈلا ہوتا ہے سرستی کو اوس سے بغض رہتا ہے ٭ اس بات کو اہل انجمن نے پسند فرمایا اور خوشی سے تبسم کرکے راستی سخن پر سبکا چہرہ بشاش ہوا الغرض اوس جاپر اگر قوانین ختا سے کوئی آگاہ ہوتا تو بندے کے قول پر اعتراض کرتا کیونکہ اوس مملکت پر حکمت مین سواے فاضل کے دوسرے کسی کو عہدہ سرکاری نہین تفویض ہوتا پس مملکت ختا مین قول حافظ بھی صادق نہین ہوتا

شعر ابلہان را ہمہ شربت ز گلاب و قند است ٭ قوت دانا ہمہ از خون جگر مے بینیم ٭

کیونکہ ختا مین جتنے سرکاری عہدے دیوانی اور جنگی ہین سوا فاضلون کے کسیکو نہین ملتے اور

ہر صوبے میں ڈیڑھ ہزار یا دو ہزار اور بعضے مین قریب اڑہائی ہزار طالب العلم کے نام لکھے ہوئے ہین جو سال سال فضیلت کے درجون مین ترقی کرتے اور قابل عہدہ داری کے سمجھے جاتے ہین طالب العلمی کے درجے سے کسی شخص نے جو تحصیل سے فراغت پائی تو مولوی کے رتبے کو پہنچا اور کیوگین کہلایا بعد اوسکے جب ریاضت شاقہ کرکے کئی برس کے بعد مولانا ہوا اور سن سے خطاب ملا تب وہ بڑے شہرونکا حاکم ہوسکتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد مولوی ہونیکے بعض کو خدمت شہرون کی حاکمی کی ملتی ہے لیکن وہ شہر چھوٹے اور تیسرے درجے کے ہوتے ہین اور پہلے درجے کا حاکم سواے مولانا کے کوئی نہین ہوتا ✤ جب کئی عہدے شہرون مین حاکمی کے خالی ہوتے ہین تب فغفور اون شخصون کو طلب کرتا ہے جنہین خطاب مولانا کا ملا ہے اور خدمت سرکار مین بھی قدامت کا پایہ ہے اور بزرگی و نیک کرداری اور فضیلت کا بھی مایہ ہے بعد اوسکے ایک ظرف مین کاغذ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پر نام ہر ایک شہر کا جہان خدمت خالی ہے لکھکر ڈال دیتا ہے وہ ظرف اتنا اونچا رکھا رہتا ہے کہ اگر کوئی ہاتھ سر سے اوپر اوٹھاوے تو اوسمین پہنچے تب ہر ایک مولانا جاکر اوسمین سے ایک ایک ٹکڑا کاغذ کا نکال لیتا ہے اور جسکے ہاتھ مین قضیۂ اتفاقی سے جو ٹکڑا آجاتا ہے وہ اوسی شہر کا حاکم ہوتا ہے اس دستور کے جاری رہنے سے کسی طرح کا لگاؤ رشوت یا پاس خاطر کا نہین ہوتا اور اپنے اپنے مقسوم کا بدا سب کو ملتا ہے پختا مین آٹھ درجے مانڈرین[۱] یعنے امرا کے ہین اون مین سے جو فاضل تبحر کا خطاب رکھتے ہین امورات دیوانی کے متعلق ہوتے ہین اور پہلے درجے والے کولاؤ کہلاتے ہین اور اون مین جو سب سے دانا اور بینا و بزرگ ہوتا اوسکو وزیر اعظم کا عہدہ ملتا ہے اور فغفور کا محرم راز ہوتا ہے اور اسی درجے کے فاضل سب مشیر اور ظہیر مملکت و دار الامارۂ پچھین کے صدر محکمون کے حاکم اور فوج کے بڑے بڑے سردار ہوتے ہین اور دوسرے درجے کے مانڈرین سب صوبجات کے حکام اور ہر صوبے کے صدر محکمون کے حاکم ہوتے ہین تیسرے درجے والے مانڈرین فغفور کے حضور مین میر منشی ہوتے ہین اور چوتھے درجے کے مانڈرین کو ہر صوبے کے ڈاک خانے اور سرکاری بحر اور بر اسب کا علاقہ ہوتا ہے

[۱] لفظ مانڈرین گویا معرب امراکا ہے ۱۲

اور پانچوین درجے کے مانڈرین ہر صوبے کے فوج کی نگہبانی کرتے ہین اور درجۂ ششم کے مانڈرین کو ہر صوبے کی شاہ راہون کی ساخت اور مرمت سپرد ہوتی ہے ساتوین درجے والے ہر صوبے کے دریاؤن کے باندہ اور پل بند ہوتے ہین اور آٹھوین درجے کے مانڈرین سب سمندر کے کنارون کے باندہ بند ہوتے اور سوداگرون کے جہازونسے محصول لاتے ہین الغرض جہان تک کہ سرکاری عہدے مملکت ختا مین ہین سب پر سوا فاضلون کے کوئی بحال نہین ہوتا اور جسقدر علم و فضل و دانائی مین ترقی کرتے ہین اور نیک اطواری کے ساتھ مشہور ہوتے ہین اوسیقدر فغفور کے دریاے فیض و قدردانی سے سیراب ہوتے ہین ۞ ایسے دستور کا کیا کہنا ہے اور جب تک جاری رہیگا ختا کی سلطنت کو قیام و استحکام ہوویگا کیونکہ جب تمام مملکت کے عاقل و عالم سرکاری عہدون پر مقرر ہون اور ہر طرح سے اونکا فائدہ فرمان بردار و جان نثار رہنے پر متصور ہو تو باغی کیونکر ہون اور خوف سلطنت کو رہتا جب کہ ارباب فضل و دانش کو پریشانی رہتی بقول مثل کے بھوکے بھلے آدمی سے ڈرنا چاہیے اور سلطنت مین رخنہ ڈالنے والے خواص ہوتے جو اپنے کو قابل جانتے اور محروم دیکھتے اور حاکم ملک اور امرا کو بھانڈ بھگتیے کے قدردان پاتے ہین ۞ عوام الناس جہل پیشہ جو بجز کھانے اور سو رہنے کے کچہ فکر نہین رکھتے ہرگز بغاوت نہین کر سکتے ہین ۞

تیسرا باب

سرداران فوج کا احوال

جو طالب العلم کہ جوان وجیہ اور شہ زور ہوتا اوسکو سوا علوم کے سپاہ گری کے تمام فنون مین جب کامل ہوتا اور اون مین بھی تین درجے فضیلت کے طے کرتا تب فوج مین عہدہ ملتا ہے جسطرح سے فوج انگریزی مین سردارون کے درجے ہوتے اوسیطرح سے ختا مین بھی دستور ہے اور چونکہ اصلی ختائیون کو رغبت سپاہ گری کیطرف کم اور اہل تاتار کو زیادہ ہوتی ہے اس سبب جنگی مانڈرین یعنے سرداران فوج اکثر قوم تاتار سے ہین اور اصلی ختائی دیوانی مانڈرین زیادہ ہوتے ہین ۞ ختا کی سلطنت کو جس پہلو سے دیکھیے عقل سے سرتاپا آراستہ معلوم ہوتی ہے ہر پلٹن کے سپہ سالار کے شریک ایک مانڈرین دیوانی ہوتا ہے اور لڑائی کے حکم احکام اور تنخواہ کا دینا اوسی سے متعلق رہتا ہے

اور چونکہ اون دونون کا ایک ہوجانا اور فساد برپا کرنا ممکن ہے اس لحاظ سے دو مانڈرین مقرر رہتے ہین اور جب تک اون چار شخصون کی راے موافق نہین ہوتی کوئی بات وقوع مین نہین آتی اسکے سوا یہ سب مانڈرین سرانجام سنگین کو اوس محکمے کے حکم پر موقوف رکھتے ہین جو پین پو کہلاتا ہے اور دارالامارت کے دیوانی محکمون مین پانچوان مرتبہ رکھتا ہے حالانکہ اس محکمے مین دیوانی مانڈرین بیٹھتے لیکن تمام مملکت کی فوج کے امورات کی تجویز وہی لوگ کرتے ہین اگرچہ بادی النظر مین یہ طریق خلاف رسم دنیوی کے معلوم ہوتا ہے کیونکہ اہل سیف کے معاملہ کو اہل قلم کا سمجھنا دشوار ہے لیکن اس بندوبست مین حکماے ختا نے عجب طرح سے عقل کو خرچ کیا ہے اور فتنہ کو بیدست وپا رکھا حالانکہ جنگی مانڈرین اور افسران خورد وکلان سب ملا کے تراﺋنوے ہزار ہین اور دیوانی مانڈرین فقط نو ہزار ہین لیکن قدر ومنزلت انہین سبھون کی زیادہ ہے کیونکہ ایک پیشہ عقل اور دوسرا پیشہ جہل ہے

چوتھا باب

افواج ختا کا بیان

طالب العلمی کے عہد مین جب راقم اگلی تاریخون سے قدیم پادشاہون کی کثرت فوج کا احوال دریافت کرتا تھا اور دارا وکیکاؤس اور بابل کے پادشاہون کی فوجونکا شمار سننے مین آتا تو بڑی حیرت ہوتی تھی کہ اسقدر سپاہ وے کہان سے جمع کرتے اور نبردگاہ مین مقابل دشمن کے لاتے تھے اور چونکہ اونکے نام کے سوا کوئی دوسرا نشان پردۂ زمین پر باقی نہین ہے خیال ہوتا تھا کہ اونکے وقت کے مورخون نے خوش آمد اور بڑہاوے کی راہ سے اپنی روایت مین مبالغہ کو دخل دیا ہے لیکن جب فغفور کی فوج پیادہ وسوار کا شمار راوی راست گو وصحیح البیان کے تذکرے سے معلوم ہوا اوسوقت کیانیون کی فوجونکا ہونا تصدیق ہوا اور تعجب نہ رہا کیونکہ دس لاکھ فوج پیادہ اور آٹھہ لاکھہ سوار فغفور کی سرکار مین آج کی تاریخ تک تنخواہ دار ہین غرض یہ سمجھنا چاہیے کہ جسطرح انگریزی فوج سوا جنگ اور حفاظت ملک کے دوسرا کام نہین کرتی اوسیطرح فغفور کی پلٹنین بھی مستعد بجنگ رہتی ہین کیونکہ جب سے کہ تاتار دوبارہ ختا مین آے اور سردار ان چو تاتار کی قوم کا

اوس ملک کے تخت پر بیٹھا اور دیوار ختائی دونون طرف کا ملک اوسکے ہاتہ آیا اوسوقت سے لڑائی بھڑائی
کا اتفاق کم ہوا ہے اور جب تک کہ اصلی ختائی اور تاتار کی قوم ایک نہین ہوئی تھی تب تک تاتار کی یورش
کے خوف سے فوجین ہر وقت تیار رہتی تھین چونکہ اب وہ بات مٹ گئی ہے نصف فوج سے
زیادہ تمام مملکت مین اسطرح پھیلی ہوئی ہے کہ جن پرگنون مین جن سپاہیون کے گھر ہین وہین
کے تھانون مین اور دوسرے مقامون کی چوکی پہرے مین وے سب تعینات ہین اس طریق
سے اونھین بھی لڑکے بالے گھر دروازے کی قربت سے آرام ہے اور سرکار کا بھی کام بند نہین
رہتا اور حفاظت ملک کے لیے جتنے قلعہ ہین سب مین انہین فوجون کی بھرتی ہوتی ہے
لیکن تاتاری سپاہی بسبب بیگانگی اور اعتماد کے خطرناک جگہون مین ہمیشہ متعین رہتے ہین
اور اصلی ختائی سے جو اہل سیف ہین اونہین کامون مین مقرر ہوتے ہین جنکا ذکر کیا گیا اور سوار
جو ہین وہ بھی علی ہذا القیاس اپنے پرگنون مین سرکار کی ڈاک لیجانے اور دوسرے کام کرنے مین
مقرر ہین یہ دو قسم اٹھارہ لاکھ فوج قلمبند درماہہ پاتی ہے لیکن انکے سوا بعض بعض صوبون مین
جہان کے باشندے قوی اور بہادر ہین وہان پر رعایا کو لاخراج زمین دی گئی ہے تاکہ ضرورت
کے وقت زراعت کو چھوڑ ہتھیار اوٹھا کے سرکار کی جان نثاری مین موجود ہووین حقیقتاً
کثرت سپاہ و رعیت کی حد شمار سے باہر ہے مگر پھر بھی کچھ نہین کیونکہ اصلی ختائی ایسے نامرد
اور کم ہمت ہوتے ہین کہ بیان نہین کیا جاتا اور اہل تاتار اگرچہ شجاعت و مردانگی مین اون سے
بہتر ہین لیکن جب سے کہ ملک ختا کا اونکے زیر حکم ہوا ہے تاثیر سے آب و ہوا کی اور معاشرت
و مصاحبت سے اہل ختا کی اونکی ذاتی جرأت مین کمی آگئی ہے مشہور ہے کہ صحبت اور عادت
اور تاثیرات آب و ہوا کو امکان ہے کہ فطرت اصلی مین فرق لاوے اور جبلت ذاتی مین
اختلال کلی ڈالے چنانچہ ضحاک تازی ملک الملوک نے مملکت ایران سے جسوقت گرشاسب
نامے ایک سپہ سالار کو مہم ہندوستان مین گسیل کیا اسکے حق مین پادشاہ نے جو نصیحت
کی تھی استاد اسدی نے اوسکو نظم مین لکھا ہے اس پیرایہ آب و ہوا کی تاثیر اور تبدیل فطرت

اصلی تشخص کے مادہ مین چند شعر اوسے لکھنا مناسب ہوا اور وہ یہ ہین * اسدی گوید
وصیت چنین کرد گرشاسپ را * کہ در سند پدرود کن خواب را * نداری ز خون سپاہان دریغ *
ہمی کار فرما درخشندہ تیغ * بخستین وہ انجام کارِ سترگ * بر ایشان چنان زن کہ بر گلہ گرگ *
نمانی دران بوم سالی تمام * کہ شکر گران گیر دازننگ و نام * گرت بگذرد چار موسم دران * ز فرہنگ
و مردی نیابی نشان * القصہ اس جہت سے تاتاری سپاہ سے بھی و اجبی و اجبی امید بہادری
کی رکھا چاہیے حالانکہ سپاہ گری کے سب فن دشمن شکن مین یعنے تیر اندازی قلم بازی بھالا گھمانے
تلوار مارنے گولی لگانے مین خوب طاق اور مشاق ہین لیکن کڑی چوٹون کے آگے رن مین ہین
اونکا تن سے ہوا کیطرح شن سے نکل جاتا ہے اور اپنے گھوڑون کی دُم دباتے چوتڑ کھاتے
جنگلون کی طرف تِتّا ہو جاتے ہین مقام عبرت کا ہے کہ یہی تاتاری اولاد اونہین پادشاہون
کی ہین کہ جنھون نے اپنی ضرب شمشیر سے ستائیس پادشاہون کے تخت کو اولٹ دیا اور
ممالک ایران و توران و روم و مغرب و شام و مصر و عراق و عرب و عجم و ماژندران و
کیلانا تھہ و سرون ناتھہ و آذربایجان و فارس و خراسان و دشت قبچاق و خوارزم و ختن و
کابلستان و باختر اور زمین سندوستان کے پادشاہ ہوے تھے حق ہے کہ خداوند عالمیان
جب دولت و اقبال چھین لیتا ہے تب اپنی تمام نعمتین روحانی اور جسمانی سے محروم رکھتا ہے
چونکہ قدیم الایام سے ختا مین کسی غیر ملک کے لوگ آنے نہین پاتے کہ سب جگہ کی قلعہ بندی اور
راستہ گھاٹ دریافت کرین اور ملک بھی اسقدر وسیع ہے کہ اگر فغفور کی فوج کی مانند کسی اور
پادشاہ کی فوج کثیر ہوتی تو البتہ بعد فتحیابی کے ہر جگہ کی رعیت دبائی جاسکتی اور قابو مین رکھی
جاسکتی اور چونکہ بحر محیط چھہ صوبون کی حفاظت اسطرح کرتا کہ کوئی بڑا جہاز کنارے کے قریب
بسبب کم ہونے پانی کے آنہین سکتا کہ فوج اور غلہ تری سے آوے اور پچھم کیطرف پر اسقدر
کوہستان بے پایان ہے کہ انسان کی کیا جرأت بلکہ حیوان کی کیا حقیقت کہ اوسکو طے کرے اسلیے
یہ دو طرف سے سرحد ختا کی حفاظت کے لیے اوس نگہبان حقیقی نے ایسا حصار دیا ہے ایسا کیا

کہ اوس سے گذرنا دشوار ہے مگر ایک روس کا ملک کہ اوس طرف سے یورش ممکن ہے لیکن بسقدر وسیع بیابان و ریگستان فیمابین ختا و مملکت روس کے واقع ہے کہ لشکرکشی اودہر سے کرنا اور رسد و پانی پہنچانا قریب القیاس نہین الغرض انہین کئی جہتون سے غنیم کا اول تو ختا مین جانا دشوار سوائے اسکے اگر پہنچا بھی تو تاخت و تاراج کرکے اپنے ملک مین پھر جانا شاید سہل ہووے لیکن تمام ملک پر قابض و قادر ہوکر جمکے بیٹھ جانا اشکال سے بلکہ محال سے ہے اس لیے مملکت ختا کو دشمن کا خوف بہت کم ہے اور جب سے کہ تاتاریونکا دخل ہوا اور وے اصلی ختایون کے ساتھ مل گئے اور پشتین کی عداوت دور ہوکر مثل شیر و شکر کے اختلاط و ارتباط ہوگیا تب سے اور بھی امن کی صورت پیدا ہوئی ورنہ فغفور کی فوج ایسی جرار و قہار نہین کہ فرنگستان کے کسی ایک بادشاہ کا پادشاہ کے لشکر کا مقابلہ کرے* اکثرون کے علاوہ سپاہی جتنے ہین شہریون کے شمول مین گنے جاتے ہین اور حکم ہے کہ جب سرکاری کام مین متعین ہووین تب ہی اپنے سازوسامان و ہتھیار کے ساتھ باہر نکلین ورنہ اور شہریون کیطرح بازارون مین پھرین* ان پلٹنون کی وردی اکثر صوبون مین فرق ہے کہین نیلی کرتیون کے حاشیے سرخ اور کہین آبی کرتیون کے حاشیے زرد* کہین ڈھیلی مہریون کے پایجامے اور کہین گھٹنے کے نیچے پہنے پائتابے اور کہین جامون کا دستور ہے تیرانداز نیلے جامے پہنتے ہین اور کمر مین پرتلے جسکی داہنی طرف بخلاف اور ملکون کے تلوار پڑی رہتی ہے سر پر موٹے چمڑے کے خود اور اوسپر سے لانبے لانبے سرخ بالون کی چوٹی لٹکتی رہتی ہے اور طرفہ تر یہ ہے کہ کہین سپاہیون کے ہاتھون مین ہتھیار کے ساتھ پنکھی بھی رہتی ہے اور حربے اونکے تیر و کمان و تلوار اور توڑے دار بندوقین ہین توپین بہت ہین لیکن اونسے ایک گولہ زد پر بغیر نیاز ماننے کے نہین پہنچتا اور سوا شلک چھوڑنے کے خونریزی سے وہ بیچاریان بازرہتین ہین حالانکہ موجد باروت ختائی ہین اور تحفگی باروت ختا کی ہر بلاد و اقلیم مین مشہور ہے چنانچہ شورا کثرت سے وہان پیدا ہوتا ہے یہ خبر قدیم تاریخون سے ملتی ہے لیکن ختائیون نے ہمیشہ توپ و تفنگ کیطرف کم توجہی کی ہے

اگرچہ آتشبازی بنانے مین ایسی ایسی ایجادین اور تحفگیان نکالی ہین کہ اس فن کے کمال کا خاتمہ اونہین پر ہوچکا ✣ سوارون کی ماہواری تنخواہ سات روپیہ سے کچہ زیادہ ہے اور پیادون کی پانچ پانچ روپیہ اور سرکار سے آدہی تنخواہ کا چاول اور باقی روپیہ ملتا ہے سوارون کو سرکار سے گھوڑے اور اونکی خوراک و پوشاک ملتی ہے اور دونون قسم کی فوج کے اسباب و آلات جنگ اور سال مین ایک جوڑا وردی کی پوشاک کا سرکار سے عنایت ہوتا ہے ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

پانچوان باب

ختا کے صدر محکمون اور شاہنشاہی محتسبون کا بیان

دار الامارۂ پیچین کے چہ صدر محکمون مین فغفور کا دیوان عام سب پر حکم رکھتا ہے اس دیوان خانے مین پایۂ تخت کے وزرا اور چہون صدر محکمون کے حکام اعلی جمع ہوکے باہم مصلحت اور مشورہ امور سنگین مین کرتے ہین اور فغفور اپنے خاصون سے ہمیشہ شورہ کرتا ہے ختا کے چہ صدر محکمہ لوپو کہلاتے ہین اور پہلے محکمے کے حکّام سے جلیل القدر عہدون کے سردارون کی بحالی اور برطرفی متعلق ہے اس محکمے کے حکّام کسی ناظم یا سردار کی نیک اطواری یا بد اطواری کی کیفیت حسب طور یہ فغفور کے حضور مین پیش کرتے ہین اوس شخص کے واسطے جزا سزا اوسی طور پر مقرر ہوتی ہے اور اس محکمے کے تابع چار کچہریان ہین پہلی کچہری کے عملے اون فاضلون کی حیثیت ولیاقت کا حال لکھتے ہین جو کہ درخواست سرکار کی نوکری کرنے کی رکھتے ہین دوسری کچہری کے عملے اونہون سے نظام اور مانڈرون کے اطوار و کردار کا احوال استفسار کرکے لکھتے ہین اور تیسری کچہری سے سب مانڈرینون کو اپنے اپنے عہدے کی مہرین ملتی ہین اور جب صوبجات سے اونکے کاغذات پہنچتے ہین مہرون کا مقابلہ اوسی محکمے مین ہوتا ہے اور جب راست بے کم و کاست ٹھہرتے ہین صدر محکمے مین پیش کیے جاتے ہین اور چوتھی کچہری مین اون فاضلون کے امتحان کی بہیان رہتین ہین جو دستور مقرری کے موافق امتحانون سے فراغت کرکے امیدوار القاب ثانی کے ہوتے ہین غرض اون چار کچہریون کے کاغذات جمع ہوکر صدر محکمہ اولی

ہین جاتے ہین اور وہان کے حکام تجویز کرکے فغفور کے حضور مین اطلاع کرتے ہین ۲ صدر محکمہ دوم
ہو پو کہلاتا ہے اور فغفور کے مداخل اور مخارج کا حساب کتاب اس محکمے کے ذمے رہتا ہے
اور سرداران جنگی اور دیوانی اور افواج وغیرہ کی تنخواہ یہین سے بٹتی ہے چونکہ انبارخانے وغیرہ یہین سے
متعلق ہین اس لحاظ سے جتنے لوگ کہ پیدا ہوتے یا کہ مرجاتے اور کس مقام پر کسقدر مقیم ہین سبکی
اسم نویسی کے کاغذ یہین داخل ہوتے ہین اور اس محکمے کے بھی تابع چار چھوٹی کچہریان ہین ۳ تیسرا
صدر محکمہ لی پو یعنے فقہ اور تہذیب کا ہے آداب دین کے اور رسمین دنیا کی اسی محکمہ کے متعلق
ہین اور یہان کے حکام کو یہی خیال ہر وقت رکھنا ہوتا ہے کہ جو کچھ حکیم کنگ فوزی فیلسوف اعظم
نے مملکت ختا مین ہر امر کے قاعدے مقرر کیے ہین اون مین سر مو فرق نہونے پاوے ادنی رعیت
سے تا بہ فغفور سب کی نشست و برخاست اور جس رتبے کا جو شخص ہووے اوسکے ساتھ ہر کسیکو
اپنے مرتبے کے موافق جس آداب سے پیش آنا چاہیے سب کا دستور سکھلانا اونہین لوگون کا
کام ہے اور غیر ملکون سے جو سفیر اور ایلچی کہ فغفور کے حضور مین آتے ہین اونکی خاطرداری اور
رخصت کا سامان اسی محکمہ سے متعلق ہے اور چار چھوٹی کچہریان اسکے زیر حکم ہین ۴ چوتھا صدر محکمہ
پیچین کا پین پو کہلاتا ہے اور بالکل فوج کی سپاہ اور سردارون کی بحالی اور برطرفی اور کوچ و
مقام اور رسد اور سلاح خانہ وغیرہ سب اس محکمے کے تابع ہین لیکن افواج کی تنخواہ دوسرے
محکمے ہو پو سے متعلق ہے اور چار کچہریان اس محکمے کے بھی تابع ہین ۵ پانچوان صدر محکمہ ہین پو کا
صدر نظامت اور دیوانی عدالت ہے اور یہان تک چوری و سرزوری و داد و ستد کے
مقدمات درپیش ہوتے ہین اسی جا پر فیصلہ پاتے ہین اور مثل دوسرے محکمون کے چار
کچہریان اسکے بھی زیر حکم ہین ۶ چھٹوان صدر محکمہ کانپو کا معمار خانہ سے متعلق ہے اور فغفور
کے دولتخانے محل سرائین اور کل عمارات شاہی کی تعمیر و ترمیم اسی محکمہ کے تفویض ہے سوائے
اسکے سرکار کے جہاز جنگی اور تجارتی کی ساخت اور مرمت اور اونکے ملاحون و ناخداؤن کی
بحالی برطرفی اور شاہراہون کی حفاظت اور خبرداری اور ریلون کی بندش اور تیاری اور جھیلون

نالابون کی پشتہ بندی سب اِس محکمے کے ذمے ہے اور چار کچہریان اسکے بھی تابع ہین *
جتنے محکمے چھوٹے بڑے ممالک ختا مین ہین سب حکّام اور عملے نصف تاتاری اورنصف
ختائی ہوتے ہین اور یہبھی ایک بڑی وجہ ہے کہ فساد کو کوئی جگہ سر اوٹھانے کی وہان نہین ملتی اور
دوسری وجہ اِس سے بھی زیادہ تر قابل تعریف کے ہے کیونکہ اوس سبب سے فغفور کے ساتھ بدطینتی
کرنی ہرگز ممکن نہین اور وہ وجہ یہ ہے کہ کسی بڑے کام کا برابر ہونا صرف کسی ایک محکمے سے
غیر ممکن فی المثل اشخاص فوج کی بحالی و برطرفی صدر محکمون کے چوتھے محکمہ پین پو سے متعلق ہے
لیکن تنخواہ کی دادنی محکمہ ہو پو کے ذمے ہے اور خیمے و کشتیان و باربرداری کی گاڑیان اور
بہت سی دوسری چیزین کہ جنکے بغیر فوج کثیر کو اپنی جگہ سے جنبش کرنی غیر ممکن ہے بالکل
چھٹوین محکمے سے متعلق ہین * سوا اِس دور اندیشی کے شہنشاہ کے محتسبونکا کیسا بڑا محکمہ ہے
کہ خود فغفور کی نیک اور بد حرکتون کو ٹوک دینے کا اختیار رکھتا ہے اور اِس محکمے کے متعلقین سے
ایک ایک شخص ہر صدر محکمے کے حکّام کے اجلاس و فرمان روائی کے وقت حاضر رہتا ہے
اور چپکے بیٹھا ہوا اسکی سنتا اور دیکھتا رہتا ہے اور جہان کوئی ادنی سی حرکت خلاف داب و دستور
قدیم کے نظر سے اوسکے گذری اور اوس شخص نے اوسکی نالش فغفور کے حضور مین دربیش کی بعد
تحقیق و تدارک کما حقہ کے مجرم کی موقوفی کا حکم حضور سے نکلتا ہے اور بڑی مشکل سے
دوبارہ اوسکو خدمت سرکاری ملتی ہے الغرض جس جا پر اسقدر بند و بست ہے وہان کیا مجال
کہ فتنہ دم مارے * محکمہ سنک جین فو کا اِن چھئون سے علیحدہ گنا جاتا ہے اسلیے اوسکی حکومت
امورات سلطنت پر جاری نہین اور چونکہ شاہزادے اور فغفور کے دوسرے اقربا اور تاتار
کے امرا اِن سب کے مقدمات اسی محکمہ سے متعلق ہین اسلیے اِس محکمے کے حکّام سب فغفور کے
قرابت دار ہوتے ہین اور اِس محکمے کے دفتر مین فغفور کے سر اقربا کی پیدائش کا سال و ماہ
رات و دن ساعت و گھڑی لکھی جاتی ہے اور اون لوگون مین سے جسکے حال پر فغفور کی عنایت
یا غضب نازل ہوتا اوسکی کیفیت دفترون مین مندرج ہوتی ہے * ایک اور محکمہ ہین لین ین

تو فوراً اوسکو روک کر تفتیش احوال کرتے ہین اگر جواب معقول نپاتے تو کوتوال کے پاس لیجاتے ہین اور اہل سیف باوجودیکہ سرکاری نوکر ہین لیکن مسلح جانے نہین پاتے مگر اوس وقت کہ کسی مہم پر تعینات کے جاوین یا اپنے پہرے مین قائم و مستعد ہون ہتیار باندہ سکتے ہین اور ہر جگہ دوسرا ایک دستور یہ ہے کہ بیسوائین شہر کی چاردیواری کے اندر رہنے نہین پاتین اور اونکا ایک محلہ جدا بستا ہے اگر وہان چوری چکاری خون خرابہ ٹہکا فضیحتی کچہ ہوتی ہے تو چکلے دارنیان جواب دیتی ہین کاش یہ رسم کہ کنچنیان شہر کے باہر ساکن ہون ہر ملک مین ہوتی تو رسم معصیت کم ہوجاتی کسواسطے آدمی کا شیطان آدمی ہے بدی کے ملاحظہ سے انسان کی طبیعت بدی کیطرف مائل ہوتی ہے

ساتوان باب

ختا کے قانون دیوانی کے بیان مین

موافق قوانین ختائی کے ادنی رعیت سے فغفور تک کوئی شخص ایک جورو کے سوا دوسری شادی نہین کرسکتا لیکن حرم مین جتنی چاہے گھر مین ڈال سکتا ہے اور اسمقدمہ کا دستور یہ ہے کہ لڑکی کے باپ مان کو اونکی رضامندی کے ساتہ ایک مبلغ خواہ کثیر خواہ قلیل دیوے اور ایک نوشتہ لکہے کہ کسوطرح کی ایذا روحانی یا جسمانی اوس لڑکی کو نہین پہنچاویگا بعد اوسکے اپنے گھر مین اوس نیک بخت کو لاوے اور زیادہ رسومات کی حاجت نہین ہوتی اور اوس حرم پر لازم ہوتا ہے کہ ہر امر و نہی مین بیاہتا بی بی کی تابعداری کرے اور اپنے لڑکون کو بی بی کے لڑکون سے جدا نہ سمجہے اور اوسکے لڑکون پر واجب ہے کہ اپنے باپ کی بیاہتا بی بی کو اپنی مان سے بزرگ جانین اور اوسکے انتقال مین موافق دستور کے تین برس تک ماتم کرین * رنڈاپے مین مرد و زن کو اختیار دوسری شادی کرنیکا ہے اور اس حال مین اگر مرد چاہے کہ دوسری شادی نکرے اور حرمون مین سے کسیکو اپنے نکاح مین لاوے تو اختیار ہے جس بیوہ کے لڑکے ہون تو اوسکو دوسرا شوہر کرنے نکرنے مین اختیار کلی حاصل ہے اور جو بے اولاد ہے اوسکے پہلے شوہر کے عزیزون کو اختیار رہتا ہے کہ اپنا بیت مین جس سے چاہین دوبارہ

بیاہ کر دیوین * شوہر اپنی منکوحہ کو سہل سے قصور مین طلاق دے سکتا ہے غرض موافق قانون
قدیم کے عورتین ان سات قصور سے واجب الطلاق ہین اولاً اگر عورت ضدی اور اپنے خاوند کے
خلاف مرضی کرنیکی عادی ہووے ثانیاً اگر بانجھ ہووے ثالثاً اگر زنا مین پکڑی جاوے رابعاً اگر مزاج جہل و شک
اس قدر ہووے کہ گھرمون سے یا اونکے سبب شوہر سے لڑا کرے اور اون پر ظلم پہنچاوے
خامساً اگر مرض لاعلاج مثل جذام یا مرگی مین مبتلا ہووے سادساً اگر زبان دراز اور منہ زور ہووے
اور بنگالے کی رنڈیون کی طرح شوہر کا دم ناک مین لاوے یا لڑتی ہووے یا خصم کے راز کو
فاش کرے یا دو گھر مین قضیہ ڈالے سابعاً اگر چوٹی ہووے اور خصم کا مال ماں کے باپ ان
کا گھر بھرے یا اور طرح سے خیانت کرے اور اوسکی معاش کو بیجا صرف کرے تو ان کئی وجہون
مین سے ایک وجہ کے واسطے طلاق جائز ہے لیکن اس مین بھی تین شرطین داخل ہین اونمین سے
ایک بھی طلاق کے مانع ہوسکتی ہے پہلی یہ کہ اگر عورت کے باپ ماں و بڑے بھائی سب جاتے رہے
ہون اوس حال مین چونکہ گھر اوس بدبخت کا برباد ہوا ہے اور اوسکے سر پر اپنا کوئی بڑا بوڑہا
باقی نہین رہا اس سبب سے اوسکے حق مین طلاق دینا ناجائز ہے الا اینکہ اوسکو لونڈی بنا کر رکھنا یا
دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالنا ممکن ہے دوسرا مانع طلاق کا یہ ہے کہ عورت خصم کے باپ ماں کی
فوت کے غم سے تین برس تک لباس ماتمی کو اختیار اور عیش و خرمی سے کنارہ کیئے رہے
اور اوس حال مین شوہر کے ساتھ یگانگی ایک جان و دو قالب کی پیدا کرے اور تیسرا مانع طلاق
کا یہ ہے کہ وقت پریشانی اور مفلسی کے سرامر مین معین شوہر کی رہے اور انواع خدمتگذاری
و جان نثاری و رضا جوئی مین اصناف احسان شوہر پر ثابت کیے ہون کہ جسکا عوض نہین
ہوسکتا تب بجز زنا کے دوسرے کسی قصور کے لیے طلاق جائز نہین * اگر کسی کی بیاہتا بی بی
اپنے خاوند کے گھر سے فرار کرے اور پکڑی آوے تو بعد اطلاع حکام شہر کے شوہر کو اختیار ہے
کہ طلاق دیوے یا اور کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے اور خود دوسری شادی کرے اگر کسو مرد کے ساتھ
نکل جاوے تو واجب القتل ٹھہرتی ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر پردیس مین جاوے اور تین برس تک

اوسکی خبر مطلقاً نہ پہنچے اوسوقت حکام شہر کو اس بات کی اطلاع کرنی اوس عورت پر واجب ہے اور
اون سے اجازت حاصل کرکے دوسرے کے ساتھ شادی کرسکتی ہے لیکن اگر اطلاع نکرے اور دوسرے
کے ساتھ کسیطرح سے پھنس جاوے تو شوہر کے مستغیث ہونے سے قتل کیجاتی ہے ٭ اگر کوئی
حاکمان شہر یا عملۂ معتبرین سے اوس صوبے کے کہ جسکے ذمے سرکاری علاقہ کچھ تفویض ہووے
کسیکی بیٹی کے ساتھ بے اطلاع سرکار کے عقد کرے نکاح اوسکا رد و باطل متصور ہوتا ہے اور علاوہ
کے علاوہ مجرمانہ پانوکے تلوون پر پھراٹے کی مار ایسی پڑتی ہے کہ چھ مہینے چلنے پھرنے سے معذور
رہتا ہے اور اس قانون کی نگہداشت صرف اسی دور اندیشی سے ہے کہ کوئی ناظم یا صاحب
حکومت شادی کا رشتہ کسی امیر سے محکم کرکے سلطنت مین فساد نہ اوٹھاوے ٭ دو بھائی
دو بہنون کو شادی نہین کرسکتے اور اگر ایک مرد کا بیٹا یا بیٹی بی بی سے ہوا اور اوسکی مان کے
انتقال کے بعد باپ کسی ایسی رانڈ سے نکاح کرے کہ جسکے پہلے خاوند کیطرف سے بیٹا یا بیٹی ہو
تو دونون کے پہلی شادی کے لڑکون مین نکاح ناجائز ہے ٭ چونکہ مملکت ختا مین وہ قدیم دستور
باقی ہے کہ ہر خاندان مین جو بزرگ ہو اوسکے تابع سب رہین اسلیے قانون ہے کہ ہر گھر کی نیکی
بدی کا جوابدہ رئیس خاندان ہوتا ہے اور باپ کا اتنا بڑا اختیار اپنے فرزندون پر ہے کہ بیچ بھی
اور نٹ اور نقال اور اسیطور کے پیشہ والون کے جسکے ہاتھ چاہے اونہین اگر بیچ ڈالے تو بیچ
سکتا ہے اور کوئی مانع نہین ہوسکتا لیکن مان اپنے بیٹون پر یہ ستم نہین کرسکتی کیونکہ ختائیون
کے حساب مین مستورات کی عقل کی کچھ گنتی نہین ہے ٭ ختا مین بے اولاد شخص کم بخت کہلاتا ہے
اور متبنی کرنیکی دو صورتین ہین اول یہ کہ کسی غیر کے لڑکے کو مول لیکر اپنا نام اوسکو دینا اور تمام
مال و متاع اوسکو سونپنا جائز ہے اور دوسری یہ کہ مثلاً تین حقیقی بھائی ہین اور اونمین سے
ایک کے تین بیٹے ہین اور دوسرے دونون بے اولاد ہووین تب جنکے لڑکے نہین ہین وے
بڑے بھتیجے کے سوا اور دوسرے دونون بھتیجون کو متبنی کرسکتے ہین کیونکہ جس طرح سے قوم ہنود
مین بڑا بیٹا اپنے باپ کی لاش جلاتا ہے اور کریا کرم کرتا ہے اوسیطرح ختائیون مین بھی

بڑا بیٹا باپ کے دفن کا اہتمام کرتا ہے اور تین برس تک ماتم کے رسومات بجالاتا ہے * باپ کے مال
ومتاع کا وارث بیٹا ہوتا ہے لیکن اگر سرکاری عہدہ باپ کے ذمے قبل مرگ کے تھا اوسکا مستحق
بیٹا نہین کیونکہ ختا مین علم وفضل کی قدر ہے اور جسکی جو بات اوسکی ساتھ ہوتی ہے اس دستور کو اہل
کمال تعریف کرتے اور بے ہنر بد جانتے ہین لیکن دراصل حکمانے عقل اور دور اندیشی کو اس قانون مین
جگہ دی اور جہان دوسرے اسباب مملکت ختا کی بقا کے ہین وہان اس دستور کو بھی سب سے بزرگ سمجھا
چاہیے * ختا مین بلوغ کا کوئی سن مقرر نہین کیونکہ باپ کے جیتے جی سب لڑکے اگر سو برس کے
بوڑھے ہون تو نابالغ سمجھے جاتے ہین اور باپ اپنے وصیت نامہ مین جسکے حق مین جو لکھہ جاوے
وہی ظہور مین آوے * لیکن بے وصیت کیے اگر مرے تو سب بھائیون کو برابر حصہ ملتا ہے لونڈی
غلام کی خرید وفروخت ختا مین جائز ہے لیکن صرف زرخریدہ پر خریدار کا اختیار ختم ہے اور اگر
کوئی شخص اپنے غلام کی جورو بیٹی پر ہاتھہ ڈالے واجب القتل متصور ہوتا ہے اور سب سے زیادہ
انصاف کا یہ قانون ہے کہ بونے اور کاٹنے کے موسم مین کسان کو کسیطرح کے قرض کی بابت
کوئی گرفتار نہین کرسکتا اور ایسے ایام مین اگر فی المثل فغفور کا بھی فرمان آوے تو ٹل جاوے
سوا ان قوانین دیوانی کے جو راقم نے مختصر عرض کیے سولہ اور قانون ہین جو بطور نصائح کے
جاری ہین اور چونکہ یہ قوانین استحکام وپایداری مملکت کے لیے بمنزلہ بیخ وبنیاد کے ہین لہذا حکام
شہر پر حکم ہے کہ پندرہوین روز برسر بازار خلائق کو جمع کرین اور ان سولہ نصیحتون کو سنا دیوین
اور سب حقیقت کی شرح کرین اور انکے عدول کرنے اور نہ ماننے کے مفاسد اور بجالانے کے
فوائد بیان کرین تاکہ عوام الناس ترک رذائل وکسب فضائل کرین اور ان قوانین کی پیشانی
یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے باپ ماں اور بڑے بھائی یا جو بزرگ خاندان ہووے اوسکی تابعداری
سرامو وہی مین اسطرح پر بجالانا چاہیے کہ اونکی مرضی سے اپنی نشست وبرخاست متعلق ہووے
اور جسطرح جسے انسان کے بدن مین روح کے ارادہ سے جسم کے حرکات وسکنات ہین اوسطرح ہر
شخص کو لازم ہے کہ بزرگون کی مرضی کو گویا اپنے تن کی جان سمجھے اور بے رضا بزرگون کے

دوسری طرف جنبش نکرے کیونکہ بزرگون کے حکم کو خدا کی مرضی قیاس کرنا چاہیے اور چونکہ ورا بیٹا فغفور ہے اور تمام لوگ فغفور کے لڑکے ہین اور خدا کا حکم فغفور مانتا ہے اس سبب سے فغفور کا حکم سب رعیت مانتی ہے اس لحاظ سے ہر بزرگ کی مرضی کے موافق کام کرنا عین خداوند تعالی کی رضا کو بچشم بجالانا ہے اور جو شخص اس امر کا منقاد و مطیع ہوا دنیا و عقبی مین سرخ روئی حاصل کی کیونکہ جو اپنے بزرگون کی مرضی پر چلا وہ خطا و قصور سے بچا اور خدا کا پیارا ہوا اور جس نے بغاوت کی اوس سے خطا سرزد ہوئی اوسکے عوض یہان جو سزا ملی سو ملی اور عاقبت بھی بری ہوئی اور اوسکی شان پر آیہ خسر الدنیا والآخرة صادق آیا ❊ دوسرا قانون یہ ہے کہ اپنے بزرگ جو جہان فانی سے گذر گئے ہین اونکی یاد ساتھ تکریم و تعظیم کے رکھنے اور اونکی قبرون کی رسومات بجالانے سے نشان سعادتمندی کا ہے اور جسکو ان باتونکا خیال رہیگا وہ بزرگون کی نصیحتون کو مانیگا اور خطا نہین کریگا ❊ تیسرا قانون یہ کہ لڑنا یا جھگڑنا اور دوسرے کے قضیہ کو مٹانہ دینا برا ہے ❊ چوتھا قانون یہ کہ کسان اور ریشمی اور سوتی کپڑے کے بننے والون کی زیادہ قدر کیا چاہیے کیونکہ غذا و پوشاک جو سب سے مقدم ہین انہین دو فرقون سے ملتی ہین ❊ پانچوان قانون یہ کہ پرہیزگاری اور کفایت شعاری ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ ایک بات سے سلامتی جان کی اور دوسرے سے حفاظت مال کی متعلق ہے ❊ چھٹوان قانون یہ کہ مدارس اور تعلیمگاہون کی ترقی کی تدبیر کرنی ہر شخص کو لازم ہے کیونکہ اگر لڑکے بے تربیت رہے تو برباد ہووے ❊ ساتوان قانون یہ کہ ہر شخص اپنے بزرگونکے پیشہ کو اختیار کرے کیونکہ ایک آدمی سے ایکہی کام خوب ہوتا ہے اور ایکہی فن کی تکمیل مین مدت العمر چاہیے ❊ آٹھوان قانون یہ کہ جو شخص طرز جدید و مذہب نو خلاف دستور بزرگونکے جاری کرے اوسکو فوراً نیست و نابود کرنا چاہیے کیونکہ اوسنے بزرگون کی عقل کو ہیچ جانا اور اونکی وضع و دستور پر چلنے کو ننگ و عار سمجھا اور کیا اونہین یہ بات نہین سوجھی تھی جو اوسکی عقل کی محتاجی رہی تھی پس ایسا شخص نے خطا کی اور خاطیون مین نامزد ہوا ❊ نوان قانون یہ کہ چونکہ سزا کے خوف سے عوام بدی نہین کرتے اسلیے خواص کو لازم کہ ہمیشہ اون لوگونکے روبرو فغفور کے غضب اور قہر کا ذکر کرین

بتیا سب گناہوں سے باز رہیں ❊ دسواں قانون یہ کہ ہر شخص کو ظاہر و باطن کی تہذیب حاصل کرنی چاہیے کیونکہ ایک سے دنیا کی بھلائی اور دوسرے سے عقبیٰ کی رہائی حاصل ہوتی ہے ❊ گیارہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو اپنے فرزندوں اور چھوٹے بھائیوں کو اچھی طرح سے تربیت کرنا چاہیے کیونکہ اگر اونکی تعلیم میں کمی ہوگی تو وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ بُری طرح پیش آوینگے ❊ بارہواں قانون یہ کہ کسی پر بہتان نہیں کیا چاہیے کیونکہ بہتان کا شیطان کا ہے ❊ تیرہواں قانون یہ کہ اپنے گھر میں کسی مجرم بدنہاد شہر بدر کیے ہوے کو لانا یا کسی طرح سے اوسکے ساتھ کچھ سلوک کرنا نیکوں کے ساتھ بُرا کرنا ہے بقول سعدی **بیت** نکوئی با بدان کردن چنان است ❊ کہ بد کردن بجاے نیک مردان ❊ چودہواں قانون یہ کہ جسکا جو خزانہ مقرر ہے اوسکو حسب المعمول ادا کرنا چاہیے کیونکہ فغفور قبلہ گاہ رعایا کا ہے اور چونکہ اوسکا خرچ رعیت کی ادا کے خزانہ پر موقوف ہے لہذا اس امر میں غفلت کرنی گویا اپنے والد کو ایذا دینی ہے ❊ پندرہواں قانون یہ کہ ہر شخص کو حاکمان شہر کی مدد کرنی چاہیے تاکہ چور اوچکے اوٹھائی گیرے جیب کترے گرہ کٹے اور ہر طرح کے بدمعاش اپنے پیشہ کو نکرنے پاویں اور جو فعل بد کریں اوسکو گرفتار کرا دیوے کیونکہ ایسے امر میں حاکم کو مدد دینی اپنی بھلائی کرنی اور اون مردم آزاروں کے ظلم سے سب کو بچانا اور اپنی جان و مال کو محفوظ رکھنا ہے ❊ سولہواں قانون یہ کہ جو شخص لگام سرکش گھوڑے کے حوالے کرتا ہے مارا پڑتا ہے اوسی طرح سے مغلوب غیظ کا ہونا اور توسن طبیعت خود کام کی لگام ہاتھ سے چھوڑ دینی نامناسب ہے الغرض اسی طور پر تمام مملکت ختا میں قوانین دیوانی امور میں جاری ہیں اونکو راقم نے اپنی عقل کے موافق سبکی وجہ تسمیہ بیان کیا ہے فقط ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

آٹھواں باب

فوجداری تقصیروں کی شرح اور اونکی سزا دینے کا بیان

ملک ختا میں جب کوئی شخص ارادہ فریاد کا کرتا ہے اپنے شہر کی فوجداری کچہری کے دروازہ پر جاکر جو نقارہ باہر دھرا رہتا ہے اوسپر چوب مارتا ہے فوراً مانڈرین کے پیادے نکل آتے ہیں

اور حال دریافت کرکے اسامی وفریادی کو مع گواہان طرفین کے حاکم کے آگے لیجاتے ہین اور
اوسیوقت خواہ رات خواہ دن ہو تجویز شروع ہوتی ہے اسلیے چین مملکت مین حکم ہے کہ جو داد رسی
کے لیے آوے اوسکی دادرسی اور انصاف کرنے مین دیر نہووے کیونکہ مظلوم کی فریاد سننے
اور داد دینے مین جسقدر دیر ہووے گی اوسیقدر اوسکو زیادہ ایذا پہونچے گی اور مارے ہوے کو
مارنا اور ستم رسیدہ کو اذیت پونہچانا خاتمہ مردم آزاری کا ہے ✤ صرف دادبخشی اور انصاف
گستری کے لیے ہر صدر محکمہ کے خصوصاً فغفور کے دولتخانہ کے دروازہ پر نقارہ رکھا رہتا ہے
کہ جس گھڑی فریادی آتا ہے بلا تامل نقارہ پر چوب دیتا ہے اکثر اوقات یون ہوتا ہے کہ فریادی
کے چوب مارنے سے خود بدولت آپ ہی داد دینے کو نکل آتے ہین اور جس محکمہ کے قابل مقدمہ
کو سمجھتے وہین بھیج دیتے ہین اور ہمیشہ سے یہ چلا آیا ہے چنانچہ قدیم الایام مین کسی فغفور نے
اپنے دولتخانہ کی صدر ڈیوڑہی دروازے پر کیواڑ نہ لگوائے وزیرون نے سبب پوچھا فرمایا
کہ میرے گھر اور میرے دل کو کشادگی چاہیے تاکہ میری رعیت کو مجھ تک پہنچنے اور میرے دادرس
ہونے مین تامل نہووے القصہ جس وقت فریادی حاکم کے حضور آتا ہے زمین پر دوزانون بیٹھتا ہے
اوسوقت اوسکی سب سرگذشت سنتے کے اور بالکل حقیقت سمجھنے کے بعد حکم مناسب صادر ہوتا ہے
لیکن قبل سیاست کرنے کے اسامی سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری تقصیر کے موافق سزا ملی
اور تمہارا انصاف ہوا یا نہین اگر اوسنے جواب دیا کہ مین نے جیسا کیا ویسا پایا تو اوسیوقت
حاکم اپنے سامنے اقرار لکھواکے گواہون کو بلواکے سب ماجرا سنواکے سزا دلواتا ہے اور
اگر مجرم نے اوس انصاف کو نہ مانا اور اپنے کو باوجود ثبوت گناہ کے بیگناہ ٹھہرایا تو اوسوقت
مقدمہ کی نتھی حکام اعلی کو سپرد کیجاتی ہے اور اسامی یا فریادی کو اختیار ہے کہ فغفور تک اپنے
معاملہ کو پہنچاوین غرض اسقدر تردد صرف بڑے امورون مین کیا جاتا ہے جسکی سزا قتل یا تشہیر
یا جلاے وطن تجویز ہو لیکن چھوٹے چھوٹے مقدمات کہ جس مین صرف زدوکوب مناسب ہے
تو اوس مین ماندرین فوراً سزا دلوا سکتا ہے ختا مین زدوکوب کی سزا یون دیجاتی ہے کہ ہر حاکم کے

روبرو بانس کے بھراٹے رکھے رہتے ہین اور ہر ایک مین عدد دس وبیس وغیرہ تا سو لکھے رہتے ہین اور حاکم طرفین کی سنکر جس بھراٹے کیطرف اشارہ کرتا اوسکو پیادے اوٹھا لیتے مجرم کو زمین پر لٹا کے تلوے پر مارتے ہین اور دس ضرب سے پچاس تک چھوٹے قصورون کی سزا اور پچاس سے سو تک جرم سنگین کے لیے مقرر ہین اور ایک قاعدہ ختا مین ایسا مروج ہے کہ اگر اور ملکون مین رواج پاوے تو کسی پر کوئی تہمت نکر سکے اور وہ یہ ہے کہ جب نالش مین افترا ثابت ہوا تو حاکم کو اختیار ہے کہ مفتری وہی سزا پاوے جو مجرم کو ملتی اگر قصور ثابت ہوتا اس سبب سے ختا مین افترا و بہتان بہت تھوڑا ہے تلوون پر مارنے کی سزا ختا مین بہت مروج ہے اور اوسکی مار جسپر پڑتی ہے اگرچہ ایذا اوسے بہت سی ہوتی ہے اور چندے چلنے پھرنے اوٹھنے بیٹھنے سے معذور رہتا ہے لیکن اوسکی عزت مین فرق نہین آتا اور چونکہ فغفور اپنے وزیرون کو اکثر اسیطرح تنبیہ کرتے ہین اس لحاظ سے ختائی اوس سزا کو سیاست پدری سمجھتے ہین ٭ ایک قسم کی سزا گناہ کبیرہ کیواسطے یہ ہے کہ ایک تختہ مربع چار ٹکڑون کا ہوتا ہے اور اوسکے بیچ مین ایک سوراخ آدمی کے سر کے جانیکے موافق اور دو چھید بازو کے لیے دو کونون پر بنائے جاتے ہین مجرم کی گردن اور دونون بازوؤن مین ڈالکے کسی صدر جگہ مین جیسا سر بازار یا چوراہا یا بتخانہ یا شہر کے صدر دروازے پر اوسے کھڑا کر دیتے ہین اور ایک پرچہ کاغذ پر اوسکا جرم لکھکر تختے مین لگا دیتے ہین اور تا ادائے میعاد شب و روز اوس تختے کو نہین کھولتے اسیطرح وہ ناکار بازار بازار گلے مین لعنت کا ہار تشنہ و گرسنہ سر و پا برہنہ تلوے پارہ پارہ مارا پڑا پھرتا ہے اور اگر کسی نے کھانے پینے کو دیا تو کہا پی لیا ورنہ اپنے ہاتھون سے معذور ہونے سے مجبور سب طرح سے لاچار و خوار و زار دو دو ہفتے اور کبھی چھ اور آٹھ اور کبھی دس اور بارہ ہفتے یونہین رہتا ہے سوا اسکے جیسا جرم ویسا ہی وزن اوس لکڑی مین ہوتا ہے غرض پانچ پنسیری سے کم اور دس پنسیری سے زیادہ نہین ہوتا لیکن بہت سے قیدی اس سزا کی میعاد سنگین مین ہلاک ہو جاتے ہین غرض بچنے اور میعاد تمام ہونیکے بعد حاکم شہر کے روبرو لیجاتے ہین اور اوس لکڑی کو گلے سے اوسکے اوتار کر بانس کی میں ضربین مارتے ہین

اور ایک داستان طویل نصیحت اور ملامت کی سنا کر اوس عذاب سے رہائی دیتے ہین اور اگر پھر کبھی
اوسیطرح کے جرم مین گرفتار ہوے تو میعاد زائد ہوتی ہے اور دس بنسپری کی لکڑی گلے مین اوسکے
ڈالدیجاتی ہے اوسوقت اوسکی پوری کتے کی موت ہوتی ہے اور اگر ایسا سگ جان ہو کہ سب
بلا کو جھیل اور مصیبت جھیل کر جیا تو پیشانی اور دونون گالون پر گرم لوہے سے داغ دیتے ہین
اور گناہ کبیرہ کے لیے جلاے وطن کی سزا مقرر ہے اور جو مجرم اس قابل ہوتا ہے تو اوسکو
ملک تاتار کے کسی اجڑے دیار مین بھیجدیتے ہین اور اوسکو اختیار رہتا ہے کہ اپنے اہل و عیال
کو ساتھ لیجاوے اور وہان خانہ داری کرے اس سزا کو ختائی بہت سخت جانتے ہین کیونکہ
آبا و اجداد اور بزرگون کی قبرین اونکے جانے سے برباد ہوجاتی ہین اور اونکی پایتی مین پانو پھیلاکے
آرام سے سورہنے کی امید جاتی رہتی ہے سوا اسکے **بیت** خشتِ وطن از تختِ سلیمان خوشتر
خارِ وطن از سنبل و ریحان خوشتر * اور کسکا جی چاہتا ہے کہ اپنے یگانے دوست آشنا مدت کی
صاحب سلامتی اور راہ گھاٹ کے ملاقاتی دفعتہً چھوٹ جاوین اور پھر اونکی صورت دیکھنے اور
دوستی کا دم بھرنے اور اپنے ہمنشینون اور یارون مین بیٹھ کر دل لگی کرنیکی امیدین بالکل منقطع
ہوجاوین اگر وے بیچارے انقلاب روزگار کو برحق جانکر سفر و حضر کو یکسان سمجھین تو جہان پر
جا بیٹھین اوسیکو اپنا گھر جانین بقول سعدی **شعر** مبند خاطر خود را بہ ہیچ یار و دیار * کہ بر و بحر
فراخ است و آدمی بسیار * اس سمجھ کے آدمی کو جلاے وطن سے کچھ رنج نہووے اور فراق
کلی سے ایک ایک دن قیامت کیطرح نگذرے لیکن حکیم مطلق کی حکمت کی بڑی دلیل یہ ہے
کہ طبائع مختلف ہین ورنہ اگر تمام اہل دنیا کی طبیعتین ہماری طرح وارستہ و آزاد ہوتین تو کارخانہ
الٰہی مین فتور واقع ہوتا اور انتظام خلائق کا درہم و برہم ہوجاتا * ختا مین قصاص تین طرح مروج
ہے اول سینہ کو تسمہ سے ایسا تنگ باندھتے ہین کہ دم گھٹ کر جان نکل جاتی ہے اور دوسرے
سر کاٹ ڈالتے ہین اور تیسری طرح مین دس ہزار ٹکڑے کرتے ہین * اول طرح کے قتل کو اہل
ختا موت با حرمت سمجھتے ہین مگر سر کو دھڑ سے جدا کرنا بدترین طرح سے مرنا جانتے ہین لیکن

فرنگستان مین امرا کبار سے جب کوئی قتل کیا جاتا تو سر کو تن سے جدا کرتے ہین اور پھانسی کی موت
کو بے عزتی کی موت جانتے ہین اس جہت سے یہ سیاست عوام الناس کے لیے مقرر ہے اور اہل ختا برعکس اسکے
سمجھتے ہین اور حق ہے کہ سر ملکے و سر رہے اور دس ہزار ٹکڑے کرنیکی سزا ایسے جرمون مین ہے جیسے والدین
کو زہر دینا یا اوسیطرح سے انکو ہلاک کرنا یا فغفور کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا مثلاً بلوا یا فتنہ برپا کرنا یا
اونکے ہلاک کا قصد کرنا ایسے مجرم کو سر بازار لا کے ایک کھمبے سے باندھکے کھڑا کرتے ہین اوسوقت
جلاد چھوری سے پیشانی کی کھال چھیل کر چہرے پر ڈال دیتا ہے اور ہر جسم کی بوٹی بوٹی کاٹ کر چیلون
اور کوّون کے کھلانے کے لیے ایک جگہ جمع کرتا ہے اور جب دیکھا کہ اس صدمے سے ہلاکت کے
نزدیک آیا تو بڑے بڑے اعضا کو گرہ گرہ اور بند بند سے جدا کرتا ہے اور آخر کو سر کاٹ ڈالتا ہے
بعد اسکے مقتول کے سر کو بلم کے نوک پر رکھ کے ہر گلی اور کوچے اور راہ گھاٹ مین لیے پھرتا ہے
اور اوسکے جرم سے لوگونکو آگاہ کرتا ہے اور چونکہ اہل ختا شہنشاہ کو باپ سے زیادہ مانتے اور اپنے
خاص والدین کو افضل بنی آدم سمجھتے اور اونکے گناہگار کے لیے تمام دنیا کی سزا کم سمجھتے اس لحاظ سے
جو نہین جلاد اوسکے بالکل اعضا کے تراشنے سے فارغ ہوا سر کو نیزہ پر لیکر لاش سے جدا اور
شہر مین کوچہ بکوچہ گشت کرنے اور لوگون کو دکھانے کے لیے روانہ ہوتا ہے فوراً ہزار ہا خلقت
گوشت کی بوٹیون پر جھک پڑتی او چیلون اور کوّون کو کھلا دیتی ہے اور اگر کوئی خون کرے یا دنگے
لڑائی مین کسی کو مار ڈالے تو مجرم کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے ہین لیکن اپنے اقربا کے قاتل کا سر
تن سے جدا کرتے اور اگر کسی طبیب کی دشمنی سے مریض ہلاک ہوجاوے اور اوسکی نالش ہووے
اوسوقت نہایت تحقیقات ہوتی ہے اور عند الثبوت دشمنی کے طبیب قتل کیا جاتا ہے اور
اگر نادانی سے دوا خلاف مزاج یا مرض کے دینا ثابت ہو تو وہی لکڑی جسکا مذکور ہوا ہے اوسکے
گلے مین ڈالی جاتی ہے اور درازمیعاد مع جرمانہ سنگین کے اوسکی نسبت مقرر ہوتی ہے ٭ والدین اپنے
لڑکے بالونکو تلوون کی سزا بے دست اندازی حکام کے دے سکتے ہین اور شوہر اپنی جورو کو اگر
مارپیٹ کرے تو اوسکی داد و فریاد نہین ہے لیکن اگر عورت شوہر پر ہاتھ اوٹھاوے یا گالی دیوے اور

خاوند حاکم کے پاس مستغیث ہوے تو سو ضربین تلوؤن پر اوسکے ایسی لگتی ہین کہ مہینون چلنے پھرنے
سے معذور رہتی ہے زناکاری مین طرفین پر بانس کی مار پڑتی ہے اور دیوثون اور کٹنون اور شہدون
اور بدمعاشون کی اوسیطرح پر خدمت کی جاتی ہے جھوٹے جھپاپیے جوڑ باز اور لڑاکر تماشا دیکھنے والے
اور بیلے وغیرہ سب کا علاج حکام ختا ایسی کرتے ہین اور کف پا کی ایسی مار مارتے اور وہ لعنت اللہ
علے الکاذبین کی بانگ کا ایسا شور و غل مچتا ہے کہ سننے والے عبرت کی انگلیان کانون پر دہرتے ہین
علی ہذا القیاس راشی اور مرتشی دونون کو سزا ملتی ہے کیونکہ راشی اسی ارادہ پر حاکم کو کچھ دیتا ہے جو
حق نکرے اور حاکم رشوت ستان بے ایمان ہوتا ہے * زندان کی سزا ختا مین نہین ہے کیونکہ جو
شخص محبوس ہوا اور ایک زندان مین قید رہا لوگون کو اوسکے جرم پر آگاہی اور سزا سے عبرت نہین
ہوتی ہے اسلیے تشہیر کا رواج زیادہ ہے غرض جب تک مجرم زیر تجویز ہو تب تک وہ ایک خاص جگہ
مین نظربند رہتا ہے اور کسی چیز کی تکلیف نہین پاتا اور اوسکے عزیز و اقربا اور دوست و آشنا
سب کو حکم اوسکے پاس جانے اور صلاح دینے اور جی بہلانیکا ملتا ہے * ختا مین یہ بھی دستور ہے
کہ مجرم کی سزا کو اوسکے بدلے اگر کوئی دوسرا شخص آپ قبول کرے تو جائز ہے اور اکثر ایسا ہوا ہے
کہ باپ کی سزا کو بیٹے نے اپنے اوپر لیکر باپ کو رہائی دلوائی ہے اور تھوڑے دن کی نقل ہے
کہ ایک ختائی کو جو حقیقت مین مجرم خطا کار تھا تلوون کی سزا دیجاتی تھی کہ اتنے مین اوسکا بیٹا
پانچ یا چھہ برس کا یکبیک آ پہنچا اور اوس حال کے دیکھتے ہی بیتاب ہو کر فریاد اور غل مچایا کہ باپ
کی سزا مجھے دو اور اوسکی عوض اگر تمہارا جی چاہے تو ذبح کرو اور اپنے باپ سے لپٹ گیا اور
مار کھانے نہ دیا اور حاکم سے کہا کہ نہین صرف پچاس ضربین مارنے سے مطلب ہے پس جسقدر باپ
کیواسطے تجویز ہو مجھے مارو لیکن باپکو چھوڑ دو غرض اوس بچے کی محبت اور جرأت کی قدردانی
حاکم نے کی اور اوسکے باپ کو فورًا رہائی بخشی اور فغفور نے جب یہ ماجرا سُنا اوس لڑکے کو بلوا کر بہت سا
پیار کیا اور بادشاہی مکتب خانے مین اتالیق معتبر کو سونپا اختیار فغفور کو ہے کہ جس مجرم کو چاہے
معاف کرے لیکن حکما نے یہ اجازت دیکر پھر یہ حکم کیا ہے کہ اسطرح کا رحم بہت کم کرنا چاہیے

اور اوسکی وجہ کو بوجہ احسن سعدی نے لکھا ہے * رباعی پسندیدہ است بخشایش ولیکن * منہ بر ریش خلق آزار مرہم * ندانست آنکہ رحمت کرد برمار * کہ آن ظلم است بر فرزند آدم * لیکن اگر کسی بڈھیا کا صرف ایک ہی بیٹا رہے کہ اوسکی ضعیفی کا تکیہ ہووے یا کوئی بزرگ زادہ کہ جسکے باپ نے نام پیدا کیا ہو اور وہ چشم وچراغ دودمان ووارث اپنے خاندان کا ہو کہ جسکے مرنے سے اوسکا گھر اندھیرا ہو جاوے تو ایسے ایسے مقام پر فغفور کو جب عرضی گذرتی ہے تو معاف ہو جاتا ہے لیکن اگر ایسا اتفاق ہووے کہ مقتول اپنے گھرانے کا یکتا اور قاتل بھی اپنے خاندان کا رئیس ہو اس حال مین قصور کو درگذر نہین کرتے کیونکہ انصاف اور عدالت کا مقتضا یہی ہے کہ ظالم کا حال مظلوم سا کیا جاوے

نوان باب

بیان مین معرفت حق پدری اور مادری کے اور تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کے

ہر اقلیم مین دیوانی امور کے قوانین ہین تاکہ ہر شخص کو حق وناحق کی شناخت ہووے اور قتل و سیاست کے باب مین آئین ہین تا ہر شخص کو کسب رذائل کے نتیجے دریافت کرنے سے عبرت ہووے اور تیسری قسم کا دستور العمل بجز ختا کے اور کہین نہین کیونکہ وہان حق پدری ومادری بھی مثل قانون کے بلکہ مذہب کا رکن اور دنیا وعقبی کی بہتری کا وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور اوس مملکت کی بزرگی اور پایداری کا ایک بڑا سبب یہی ہے کہ تہذیب نفس اور تدبیر منازل اور سیاست مدن کا کمال اوسی ملک پر ختم ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک کے رہنے والون کے آثار وافعال تمام حکمت عملی ہون تو اوس ملک کا نتیجہ سوا ترقی اور آبادی اور پایداری اور استواری کے کیا کیا مترتب ہوگا اور مخفی نرہے کہ ختا مین والدین کے حق کی معرفت اور فرزندون کی اطاعت اور محبت ہزارون برس سے چلی آتی ہے اور حالانکہ کئی بار ایسے بلوے ہووے کہ شاہنشاہ کا خانوادہ بالکل مستاصل کیا گیا اور دوسرا وارث تاج وتخت کا ہوا اور پہلے دفعہ قبلا خان قوم مغلیہ تاتار کے سردار کی ایسی یورش اوس ملک پر ہوئی کہ سو برس تک اوسکی اولاد نے ختا مین شہنشاہی کی

اور حالانکہ بعد سو برس کے جب ختائیون نے بلواے عام کرکے مغلون کو نکالا اور اپنے ملکیون
مین سے پھر بادشاہ بنایا بعد اوسکے ایک سو پچھتر برس ہوے کہ پانچو تاتار کے سردار نے تخت ختا کو
چھین کر اپنی سلطنت کو قائم کیا چنانچہ آجتک اسکے گھرانے مین سلطنت و فرمانروائی قائم ہے
باوجودیکہ یہ سب کچھ ظہور مین آیا اور دفتر کا دفتر پریشان ہوگیا لیکن جسطرح سے پانی کا سیلاب
آتا اور بہ جاتا ہے اور زمین جیسی تھی ویسی رہتی ہے اوسیطرح سے ختا مین باوجود کئی بار کے تفرقہ
کے قدیم رسومات و دستورات جو بیخ و بنیاد سلطنت ہین اون مین کبھی فرق نہ آیا اور تاتاری
جو آئے باوجود اسکے کہ مالک ہوے اور چاہتے تو اصلی باشندون کے درمیان اپنے اطوار و رسومات
جاری کرتے اور کوئی وجہ نہ تھی کہ مغلوب غالب کی سی نہ کہتے سنتے کیونکہ فحواے الناس
علی دین ملوکہم اس امر مین ناطق صادق ہے لیکن قبلا خان مغلیہ تاتار کے سردار نے اور چھچی خان
مانچو تاتار کے فرمان فرما نے بھی ختا کے رسومات اور دستورات کو ایسا بہتر جانا اور اپنی حکومت
کا قیام اسطرح اونکی موافقت سے متعلق سمجھا کہ غالب اور مغلوب جن مین مار گزیدہ اور آزردہ
کی نسبت ہوتی ہے مثل شیر و شکر کے مل گئے یہان تک کہ اگر ختا مین اصلی باشندون اور تاتاریون
مین تمیز کرنی چاہیے تو کیا مجال بلکہ محال ہے الغرض یہان اور دستور ختائیون کے اہل تاتار
نے اختیار کیے ہین افضل اور مقدم اونکا حق شناسی والدین کو ملحوظ رکھنا ہے اور جو کہ راقم نے
اس باب کے عنوان مین لکھا ہے کہ حکمت کی تینون قسمین تہذیب اخلاق اور تدبیر منازل اور
سیاست مدن ختا پر ختم ہے سبب اسکا یہی ہے اسواسطے اوسکے لیے دلیل و برہان کی ضرورت
نہین ہے اور معلوم کیا چاہیے کہ سلب رذائل اور کسب فضائل سے تہذیب نفس حاصل ہوتی ہے
اور جس قوم مین فرزند کے حق مین حق گذاری والدین کی دفتر سعادت و کرامت کا جزو اعظم ہے
یہان تک کہ فرزند کو لازم ہے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو بزرگوارون کی مرضی پر منحصر رکھے
اور اوسکو اس سے چارہ نہووے تو ممکن نہین کہ وہان رذیلت کی عادت ہووے اور حالانکہ دنیا
مین بعضی بہائم مثل انسان کے اپنے فرزندون کو چوری اور اپنی شرارتین سکھاتے ہین لیکن اکثر

یہ نہین ہے کہ والدین اگر خود بُرے ہووین لیکن اپنی اولاد کو حتی الامکان آپ سا نہین ہونے دیتے کیونکہ قاعدہ دنیوی متعلق فضیلت محبت سے یہ ہے کہ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اپنے پیارے علی الخصوص کہ آوازہ فرزند دلبند کے آفرین نہ نفرین کا زبان خاص و عام پر جاری رہے علاوہ اسکے عادت طبیعت ثانی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس ملک مین آبادی دنیا سے آج تک کرورون خلقت افراد انسانی کے ہر فرد بشر کا بادشاہ سے غلام تک یہی دستور چلا آتا ہو کہ اپنے والدین کی اطاعت کو ہر امر مین مقدم سمجھے وہان کے لوگون مین رذائل اور عیوب بہت کم ہوتے تیسرے ختا کے حکما قدیم نے والدین کی قدر کرنے کے باب مین شستہ تقریر مین عجب خوبی سے گوہر نصیحت کو پرویا ہے اور اون بزرگوارون کے ایک قول کے معنی یہ ہین کہ جو فرزند اپنے والدین کی اطاعت کا دم بھرتا ہے وہ اگر اونسے جدا بھی ہو تو اونکو اپنے نزدیک بلکہ اپنی آنکھون کے سامنے سمجھکر حاضر و غائب اونکی نصیحتون پر عمل کرتا ہے اور اوسی ایک حال پر رہتا ہے اور دوسرا ایک قول کا ترجمہ اگرچہ طول ہے لیکن اوسکے مطلب کا لب لباب راقم نے یہ نکالا ہے کہ فرزند مثل پروانے کے اور والدین مانند شمع کے اور جسطرح سے پروانہ شمع کی پشت در دونون کو یکسان جانکر محبت کے واسطے مین مرکے مانند ایک حال پر رہتا ہے اسیطرح سے والدین کے حضور اور غیبت مین فرزند سعید کی الفت اور اطاعت کا ایک سا حال ہوتا ہے اور ایک حکم یہ ہے کہ جب والدین کے گھر مین رنج ہووے تو بیٹا نہ کسیکو مدعو کرے اور نہ آپ دعوت مین جاوے اور جب وے بیمار یا کسلمند ہووین تو فرزند پر خواب و خور حرام ہووے سوا اسکے جب حکم حکما کے یہ رسم ہے کہ فرزند صبح و شام والدین کے رہنے کی جا پر جاکے اپنی آنکھون سے دیکھتا اور کانون سے سنتا ہے کہ اونہین کس چیز کی ضرورت ہے اور قبل گھر سے باہر جانے اور بعد پھر آنے کے ہر شخص کو واجب ہے کہ اپنے والدین کو رسم ملک کے موافق سلام کرے اور آداب بجا لاوے اور خیر و عافیت پوچھے الغرض یہ ایک حکم عجیب حکماے ختا کی ازل سے چلا آتا ہے کہ فرزند کو لازم نہین کہ اپنے والدین کے آگے بیٹا پنے کا ذکر کرے چونکہ حکماے ختا اپنے کسی قول مین وہ بیٹے کسی دعوی

کبھی بیان نہین کرتے اور صرف ایک سخن متین مختصر کہ اوسکو قاعدہ کلیہ سمجھنا چاہیے زبان سے نکالتے ہین اور ہر شخص اپنے مذاق کے موافق اوسکی شرح کرلیتا ہے جسطور سے موتی کے دانے اپنے اوصاف کے بیان مین گونگے ہین اور خواہندہ و جویندہ کی قدردانی پر اونکا مول موقوف رہتا ہے اس لیے راقم نے اس فقرہ لطیف کے یہ معنی اپنی عقل کے موافق پیدا کیے ہین کہ بڑھاپے کا ذکر لب گور کا تذکرہ ہے اور اندھے کوے کا نام کوئی کبھی چاہ سے نہین سنتا ہے چنانچہ مثل مشہور ہے * پیری و صد عیب چنین گفتہ اند * اہل خرد و گہر سفتہ اند * اس لحاظ سے اوس موسم خزان کا ذکر زبان پر لانا غنچہ دل کو خار خار کرنا اور آزار دینا ہے * جب ہتھیلیان سوکھ گیئن اور آنکھین تر ہو کے بہنے لگین سینہ دبلا اور پیٹ موٹا ہوا حرص کی آگ دل مین بھڑکی اور ساتھ ہی اوسکے مایوسی کی سردی عضو عضو مین پھیلی اور جسوقت بیماری پیش خدمت ہو کے آئی اور بیداری خواص ہو کے سرہانے بیٹھکے سر دابنے لگی اور بیقراری پائینتے کیطرف چپکی ہو بیٹھی فکر نے قصہ خوانی شروع کی اور ہوا و ہوس پنکھا کر کے جگر کی گرمی دور کیا کرتی زیادہ تر حزن آسودگی پر صاعقہ بیقراری کا گرتا ہے اسی کو پیری کہتے ہین چنانچہ نظامی گنجوی کہ گنجور سخنوری تھا فرماتا ہے

بیت دریغا کہ عہد جوانی گذشت * جوانی مگو زندگانی گذشت * الغرض ایسے وقت کا ذکر کرنا حقیقت مین باعث ملال و افسردگی اور خلاف راحت و عشرت زندگی ہے کیونکہ ذکر رنج کا نصف رنج ہے جیسا ذکر عیش نصف عیش مشہور ہے اور غمگسار وہی ہے جو رنج کو بھلا دے نہ کہ یاد دلادے * ختنا مین ہزارون کتابین والدین کی اطاعت کے باب مین لکھی گئی ہین اور اون نصیحتون کی اگر صرف فہرست لکھی جاوے تو ایک دفتر ہووے لیکن ایسی تحریر کے پڑھنے مین زیادہ اوقات صرف ہووے اور جاہل کے واسطے تفسیر چاہیے اور عاقل کو یہ اشارہ کافی ہے کہ جو قواعد و آداب عزت و حرمت والدین کے باب مین مرقوم ہین اونمین کوئی بات فروگذاشت نہین ہوئی اور تعظیم و تکریم کرنے اور بعد ذات پروردگار کے اون کے بزرگ جاننے مین کوئی نکتہ فروگذاشت نہین ہوا اور ہر مدرسے مین اس مقدمے کا درس

برسون رہتا ہے اور تا وقتیکہ طلبا اسمین امتحان کامل نہین دیتے دوسرے علم کیطرف رجوع نہین کر سکتے ہین
اور یہ کچھ علما بے عمل نہین کیونکہ ملاحظہ کیا چاہیے کہ خود فغفور کسطرح عامل ہوتا ہے ٭ علی الصبح صادق کے
ہر روز درباری امرا چھوٹے بڑے دیوان عام مین حاضر ہوتے ہین اور فغفور کے تخت کے سامنے دو رویہ اپنے اپنے مرتبہ
کے موافق کھڑے رہتے ہین اور جلوخانے مین نشان اور سارا سامان تبہ شاہنشاہی کا موجود رہتا ہے اور جسوقت فغفور
اپنے محلسرا سے برآمد ہوتا ہے مجرائی سب مجرا کرتے ہین اور وہ ہوادار پر سوار ہوکر اپنی مان کے سلام کو جاتا ہے
جب باہر کی صدر ڈیوڑہی پر پونہچتا ہے سواری سے اوترکر پیادہ پا اندر کی طرف قدم بڑہاتا ہے دوسری
ڈیوڑہی پر ارکان دولت فغفور کا ساتہ چھوڑکر اپنے اپنے درجون پر کھڑے ہوجاتے ہین اور جب
فغفور آگے بڑہا تیسری ڈیوڑہی تک عزیز اور اقربا ہمراہ ہوتے ہین چوتھی پر جب پہنچتا ہے
دروازے پر کھڑا ہوکر خواجہ سرا کی زبانی والدہ کی حضور مین عرض کرتا ہے کہ فدوی مجرے کے لیے
حاضر ہوکر امید سرفرازی کی رکھتا ہے اوسوقت اوسکی مان تخت پر جلوس کرکے پروانگی حاضر
ہونیکی دیتی ہے اور جونہین پردہ اوٹھا اور فغفور سامنے آیا خواجہ سرا جو داروغہ دیوانخانہ ہے
باواز بلند پکارا کہ سجدہ کرو فغفور سننے کے ساتہ ہی والدہ کے مقابلے مین تین سجدے متواتر کرتا ہے
اور اپنی اپنی جگہون پر اقربا اور وزرا باہر کی ڈیوڑہیون پر تین دفعہ سجدے مین آتے ہین اور جب
یہ تین سجدے ہوچکے میر بار یعنے داروغہ دیوانخانہ پکارتا ہے کہ اوٹھو اور آگے بڑہہ کے پھر تین
دفعہ سجدہ کرو اوسوقت فغفور گردن نیچی کیے ہوے اوٹھتا اور تین قدم آگے بڑھکے پھر تین سجدے
بجا لاتا ہے اور تیسرے سجدے مین سر زمین پر سے نہین اوٹھاتا جب تک کہ میر بار نہین پکارتا کہ
اوٹھو اور آگے بڑھکے پھر تین دفعہ سر کو زمین سے لگاؤ یہ سنتے ہی فغفور اور اوسکے عملہ جلوس اپنی
اپنی جگہ پر سجدہ کرتے ہین اور سجدے کیوقت خواجہ سرا بیگم کے حضور مین دوسری عرضی اس
مضمون کی دیتا ہے کہ شاہزادے کو اب رخصت عنایت ہوا اوسوقت وہ اوٹھکر اندر چلی جاتی ہے
اور فغفور سجدہ گاہ سے سر اوٹھاکے اپنی والدہ کے خالی تخت کی طرف منہ کیے ہوے پس پا
پھرکر ڈیوڑہی سے باہر نکلتا ہے اور سب اقربا ساتہ ہوتے ہین بعد اوسکے امرا اور وزرا شامل

ہوکر باہر کو آتے ہین اور جب تک فغفور پہلی ڈیوڑہی کے باہر نہین پونہچا پیادہ پا رہتا ہے
غرض جب فغفور اپنی مان کے حضور سے رخصت ہوتا ہے اوسکی بیاہتا بی بی اپنے سامان کروفر
کے ساتھ ساس کے حضور مین مجرے کو حاضر ہوتی ہے اور اوسی طور پر سجدہ کرتی اور بعد اوسکے
اور بہوین اور حرمین اور خواصین محل کی اور مستوراتین اپنے اپنے مرتبے کے موافق آتین اور سجدہ
کرکے جاتین ہین اور جسوقت عورتین سلام سے شرفیاب ہوتین اور اس سعادت خاص سے
سعادت دارین حاصل کرتین ہین اسی عرصے مین فغفور اپنے تخت پر جلوہ فرما ہوتا اور اقربا اور
امرا درجہ بدرجہ مجرا کرتے ہین الغرض جب ملک مین خود بادشاہ اپنی والدہ کی اگر جیتی رہی یا کہ
اوسکے باپ کی پہلی بی بی جو ہووے اوسکا اسطرح پر احترام کرتا ہے تو رعیت کو بھی اوسیطرح
لازم ہے کیونکہ الناس علی دین ملوکھم ایک اور دستور ختا مین ہے کہ اوسکے باعث سے باپ
اور ماکی تعظیم اور تواضع کا آوازہ ہر ملک مین پونہچا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے بیٹے نے نام
نشان پیدا کیا اور کوئی منصب اوسکو ملا اور اوسکا باپ زندہ ہے تو امرا مین داخل کیا گیا اور
بیٹے کے لیے جو خطاب مناسب ہے اوسو باپ کو ملا اور اگر فوت ہوگیا ہو تو لوح مزار کو بدل دیتے
ہین چنانچہ ایک نقل ہے کہ زمان قدیم مین نیچوآن کسی مرد غریب اور گم نام نے جب فوت کی
اوسکے بیٹے نے فغفور وقت کے حضور مین درخواست دی اور اپنے والد کے لیے خطاب
چاہا اگرچہ باپ کا کچھ حق سرکار مین نہ تھا لیکن بیٹے نے بہت خدمتین کی تھین اور جبکہ بادشاہت
اوئی مین کہ منجملہ کئی سلطنتون کے تھی جو اوس ایام مین ملک ختا مین قائم ہوئی تھین سخاوت
وجرأت اور عدالت اور حکمت کے سبب سے منصب وزارت کو حاصل کیا تھا اور قحط مین ایکدفعہ
لاکھون من اناج اپنے مال سے غریبون کو کھلایا تھا اور جبکہ سلاطین اطراف نے متفق ہوکر
ایکبار اوسکے خاوند کے ملک پر یورش کی تھی اوس وزیر نیک تدبیر نے خاوند کی خیرخواہی
مین اپنی جان اور عقل ایسی لڑا دی تھی کہ اوسکی بادشاہی بچ گئی غرض چونکہ ان نیک نامیون
کے سبب سرکار شاہی مین اوسکا بڑا حق تھا اس لیے جب کہ اوسکی درخواست اوسکے والد

کے باب مین گذری فغفور کے حضور سے ختائی زبان مین اس مضمون کا فرمان صادر ہوا کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے برخوردار نیک کردار یاد رکھو جسوقت کہ قحط نے اوس کی بادشاہی کو ویران کیا تھا اوسوقت تمہارے باپ نے بھوکھون کو کھلایا اور پیاسون کو پلایا تھا اور نہایت سخاوت ظاہر کی اور جب وہ بادشاہی ظالمون کے ظلم سے قریب تباہی کے تھی تمہارے باپ نے ایسا بندوبست کیا کہ اوسکے خاوند کا تخت و تاج قائم رہا اور جسوقت سے سلطنت اوس کے انتظام کی لگام تمہارے باپ کے ہاتھ مین آئی ایسے قوانین جاری کیے اور اس طرح سے صغیر و کبیر اور امیر و فقیر کو آرام پہنچایا اور اطراف و جوانب کے بادشاہون سے ایسا اتحاد پیدا کیا کہ اونکی دوستی اور صلح کے سبب سے سب کو فائدہ عام پہنچا الغرض ان سب خدمتون کے لحاظ سے تمہارے والد فغفور کے لیے ہمارے حضور سے دانا نیک کردار اور نمک حلال کا خطاب عطا کیا گیا * لطیفہ یہ ہے کہ یہ تمام نیکیان جو بیان ہوئین بیٹے نے کی تھین اور باپ بیچارہ ایک شخص گمنام محض تھا اس فرزند رشید کی بدولت نام اوسکا روشن ہوا اگرچہ یہ دستور کہ بیٹے کی نیکنامی سے باپ کی ناموری ہو بادی النظر مین اقتضاے انصاف سے بعید معلوم ہوتا ہے لیکن خوض کرنے سے راقم کی دانست مین یہ نکتہ پیدا ہوا کہ حکما کو اس دستور سے یہ منظور تھا کہ باپ اپنے بیٹے کی تربیت جی لگا کے کرے تا کہ اوسکے وسیلے سے دونون کو سرخروئی حاصل ہووے اور دوسرے یہ کہ خاص و عام پر ثابت ہو کہ باپ کا ایسا مرتبہ ہے کہ بیٹے کی نیکی اوسی کی طرف عاید ہوتی ہے اور نیک تربیت کا ثمرہ اچھا ہوتا اور اس امر کے بانی کو فائدہ عظیم پہنچاتا ہے جسطرح سے کھیت کا محاصل زراعت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے اور درختون کو کچھ فائدہ اپنی باروری سے نہین ہوتا ہے بہر حال جس نظر سے دیکھیے یہ دستور فائدون سے خالی نہین ہے حکیمون نے جو ایک حکم دیا ہے اوسکے تعمیل مین قصور و فتور کمتر ظہور مین آتا ہے کہ صبح صادق سے قبل لڑکے اپنے والدین کی آرام گاہ مین جائین اور اونھین اوٹھا کر ہاتھ منہ دھلائین

اور ضروری خدمتین کرین اگر اور اقلیمون کے دستور کے موافق ختا مین بھی ہوشیار بیٹے کا
گھر باپ سے جدا ہوتا تو اس حکم پر عمل کرنا دشوار ہوتا لیکن اس ملک کا قاعدہ کلیہ ہے کہ کبھی
گھر مین پشت بہ پشت گذر جاتی ہے اور بزرگ خاندان جو زندہ رہتا ہے سب پر حکم
کرتا ہے اور اوسکی حد کے باہر زمین اور آسمان ٹلے تو ٹل جاے لیکن اوس چار دیواری کے
اندر جا ہے کہ تنکا ہلے کیا مجال بلکہ محال ہے اور جہان یہ قیدین اور ایسا بندوبست و ضبط
و ربط خانہ بخانہ ادنی و اعلی ہر نفس کے بیان ہو وے اوس مقام مین بدی کا تصور نہین آتا
دوسرے ملکون مین لڑکے اسے اٹھارہ بیس برس کے جب ہوتے ہین بالغ کہلاتے اور بعد اوسکے
جو چاہتے ہین سو کرتے ہین اور اپنے نفع و نقصان کے مختار ہوتے ہین چنانچہ اپنے مان باپ سے
جدا ہو جاتے ہین اور اون مین سے ہزارون ایسے بے سعادت ہوتے ہین کہ والدین کی نصیحت
ہزل جان کے اوس پر ہنستے ہین برعکس اوسکے ختا مین لڑکا اگرچہ سو برس کا کیون نہو جاے
باپ مان اور قرابت کے بزرگوارون کی حیات مین کبھی بالغ نہین کہلاتا ہے غالب کہ اب اس
گمنام کے کلام سے وہ دعوی لاکلام اثبات کو پہنچا کہ ختا مین بسبب اطاعت والدین کے تہذیب
نفس حد کمال کو پہنچی ہے کیونکہ اس سے زیادہ کوئی امر صاف و عیان نہین ہے کہ جہان پر
ہر گھر مین لڑکا بچپن سے بڑھاپے تک تابعدار اور فرمانبردار بزرگون کا ہے اور اون لوگون
کے ساتھ ایکہی گھر مین اونکی آنکھون کے سامنے عمر صرف کردے تو غالب یہی ہے کہ اوس سے
کبھی کوئی بدی پوشیدگی مین بھی نکیجائیگی اور جب تک کوئی حرکت معیوب کی عادت نہین ہوتی
بدیون کے ساتھ اور رزائل مین داخل نہین ہوسکتی اس لیے یہ کہنا مبالغہ نہین کہ بہ نسبت اور
ملکون کے ختا مین خطا کم ہوتی ہے اور یون کون سا بشر ہے جو خطا و نسیان سے خالی ہے
علاوہ اسکے جس جگہ بدی سے لوگ اسطرح محفوظ رہین اور علم کا ایسا چرچا ہو کہ آج خاص ملک ختا
مین کرورون باشندون مین شاید لاکھ آدمی بھی جاہل مطلق نہین ہوونگے پس تہذیب نفس
اگر وہان نہین ہے تو سارے جہان مین پھر کہان ہے اور یہ امر چونکہ صرف اسی تقریر سے

حاصل ہے نزدیک ثابت ہے زیادہ کوئی کچھ ضرور نہین ٭ دوسرا قول اس ہیچمدان کا یہ ہے کہ تدبیر منزل ختا کے برابر کسی ملک مین نہین ہے اور منجملہ کئی سببون کے بڑا سبب والدین کی اطاعت ہے کہ اوسکے وسیلے سے تدبیر منزل نے وہان خوب رونق پائی ہے اور اسکی دلیلین اس کثرت سے ہین کہ گنجایش اوسکی اس کتاب مین نہو سکے اور سیاست مدن بھی اسی رسم کی بدولت ساتہ کمال انتظام کے منتظم ہے ان دونون امرون کو ایک ساتہ ثابت کرنا انسب ہے سمجہنا چاہیے کہ جسوقت حکما سے ختا نے گھرانے کے بزرگ کو اپنے لڑکے بالے اور نوکر چاکر کے اوپر حاکم کیا تو اوس گھرانے کی نیکی اور بدی کی جوابدہی بھی اوسی شخص سے متعلق رکھی اور جسوقت اطاعت بزرگون کی خردون پر سب سے پہلے واجب ہوئی تو پھر یہ دوسرا امر بھی سہل ہوا اور اسی رشتہ سے ختا مین اسطرحکی ذمہ داری رئیس خانہ سے متعلق رہی ہے اور ہر محلہ مین ایک شخص میر محلہ ہوتا ہے جسطرح سے ہندوستان اور بنگالے کی ادنی قومون مین ایک شخص چودہری کے لقب سے مشہور ہے اور اوسکو اختیار ہے کہ اگر کوئی حرکت کسی فرقے سے اوسکے پیشے کے خلاف صادر ہووے تو مجرم کا حقہ پانی بند کردیوے الغرض مملکت ختا مین میر محلہ سے تمام محلہ کی خیر و عافیت کی کیفیت حکام شہر کے حضور مین پہونچتی ہے اور اوس شخص معتبر کو اختیار ہے کہ اگر اوسکے محلہ مین کوئی اجنبی آن کر کسی کے گھر اوترا تو اوسکے وطن اور بود و باش اور نام و نشان کی تفتیش کرنی واجب ہے اور اگر تحقیقات مین کچہ شبہہ واقع ہو تو تھانہ دار کے حوالہ کردے اور نظر بند رکھے جب تک کہ اوس شخص کے آنیکا سبب اور وطن خاص کے چھوڑنے کی وجہ کما حقہ دریافت نہو یہ دستور اور ملکون کے لوگون کو ناگوار معلوم ہووےگا لیکن ختا مین اسکا خیال کوئی نہین کرتا کیونکہ ختائیون کو حب وطن بہت ہے اور اونکو اپنے بزرگوارون کے مزارون سے نہایت محبت ہے کبھی کوئی اونمین سے اپنی خوشی سے ترک وطن اختیار نہین کرتا اور اگر کسی شخص نے کسی سبب سے ایسا ارادہ کیا بھی تو لوگ آکر مانع ہوتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ تم اپنے بزرگوارون کو چھوڑ چلے اور یہ تمکو منظور ہوا کہ اونکے اصلی گھر برباد اور ویران ہوجاوین

اسواسطے اجنبی کو جب دیکھتے ہی خیال کرتے ہین کہ اِس شخص نے مفارقت وطن کی بے سبب
اختیار نہین کی میر محلون کو اِس امر کی تاکید ہے سوا اسکے اگر محلے مین بدکاری یا جوکہ بدچلنون
کی جمگھٹ کے لیے موضوع ہے کسی جگہ پر ہوا تو فوراً مجلس کو برہم اور صاحب خانہ کو قید کرنے کا
میر محلہ کو اختیار ہے الغرض ہر گھر اور ہر محلے کا ضبط و ربط یونہین ہے اور رئیس خانہ اور میر محلہ
کے اوپر کوتوال اور حاکم شہر معین ہین اور انکی کیفیت ماہانہ پیچین کے صدر محکمون مین لکھی
جاتی ہے اور اگر زیادتی تقصیرون کی معلوم ہوتی ہے تو فغفور کی درگاہ سے عتاب آتا ہے
اب منصفی کرنی چاہیے کہ میرے دونون قول اسی ایک بات سے ثابت ہین کہ اور ملکون
مین دستور ہے کہ مجرم کو سزا دینی کافی ہے اور کچھ ایسی تدبیر نہین ہوتی کہ جس سے جرم کرنیکی
راہ بند ہووے غرض ختا مین تکلف ہے کہ مرغ ختا کو ہمیشہ بے بال و پر رکھتے ہین اور جہان
اوسنے ذرہ سا اوڑنے کا قصد کیا تو مقراض سیاست نے فوراً اوسکو لنڈورا کر دیا اور یہ مبالغہ
نہین کیونکہ جس صورت مین ہر خانہ کی نیکی اور بدی صاحب خانہ سے پوچھی جاے اور ہر محلے کی
جوابدہی میر محلہ سے متعلق رہے تو بدی کرنیکی فرصت کب کسیکو ملے اور چین کے بادشاہون نے
ہمیشہ اوس سال کو کہ جسمین مجرم کم سزا پاتے ہین اپنے اعمال نیک مین گنتے ہین اور جشن شادیان
کرتے ہین اور تکلف ہے کہ اِس نظم کامل کو حکماے ختا نے صرف دو لفظون پر جنکا ترجمہ اطاعت
بزرگواران ہے منحصر کیا ہے اور اونکے دوسرے قول کا یہ ترجمہ ہے کہ زمین اور آسمان
دو قوتین مونث اور مذکر ہین اور ان دونون کے باعث سے موجودات کی بنا ہے اور جس وقت
کہ پہلے زمین و آسمان ملے اور جدا ہوے تو اونکا پلوٹھا بیٹا ختا کا پہلا شاہنشاہ ہوا اور پوانکو ہی
کہلایا اور اس قرار سے فغفور خداوند عالم کا بیٹا ہے اور فغفور کے لڑکے بالے ختائی رعایا ہین
اور جیسا کہ بڑے بیٹون کو خردون پر بزرگی حاصل ہے ویسا ہی حکام شہر اور دوسرے اہلکار
مانند فغفور کے بیٹے اور دوسرے رعایا کے بڑے بہائی اور اِس سبب سے قابل قدر و منزلت
کے ہین ٭ سبحان اللہ حکماے ختا نے ان دو لفظون پر کس انتظام کی بنا کی ہے اور اپنے

ملک کو زوال و انتقال سے محفوظ رکھا تھا خطا کی سیاست مدن کو زیادہ ثابت کرنا ضرور نہین
عرض کو ئی نکتہ گذارش کیا چاہیے تا یہ نہ گمان ہو کہ راقم وہان کے اوصاف مین مبالغہ کرتا ہے
اسگلے زمانے مین جب خطا مین اصلی فغفور تھے اتنا انتظام نہین تھا جو تاتار کیوقت سے ہوا ہے
اور جب سے یہ آئے ہین اصلی خطائی کو ہمیشہ اپنی قوم پر ترجیح دیتے ہین اور حال یہ ہے کہ اگر دو
مانند مین ایک تاتار اور ایک اصلی خطائی دونون ایک ہی قصور کرین تو تاتار کو خطائی سے دہ گونہ
زیادہ سزا ملتی ہے اور قابل غور ہے کہ کس عقل و دوراندیشی بلکہ انصاف کا یہ منشا ہے اور
ملاحظے مین آیا ہوگا کہ کس حکمت سے ہر گھر کے مالک کو جواب دہ اپنے گھر کے اندر کی نیکی و بدی کا
کیا گیا اور ہر محلے کا مالک اور اوسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ میر محلہ مقرر ہوا اور ہر شہر کا مالک
اور اوسکی نیکی اور بدی کا جواب دہ حاکم شہر ہے اور ہر صوبے کا مالک اور اوسکی نیکی و بدی کا
جواب دہ اوسکا ناظم ہے جب یہ حال ہے کہ جس گھر مین جو رئیس ہے وہ اپنے احاطے مین
حتی الامکان برائی نہین ہونے دیوےگا اور نہ میر محلہ اپنے محلے مین اور نہ حاکم اپنے شہر مین اور
نہ ناظم اپنی قلمرو مین پس جس اقلیم مین اسطرح کی سلطنت ہو وہان اگر تہذیب نفس و تدبیر منزل
اور سیاست مدن نہو تو گویا حکمت کا وجود معدوم ہے بندے نے یہان تک اس باب کو
لکھا تھا کہ اہل ہند سے ایک دوست صادق اور محب واثق راقم کی ملاقات کو آئے اور پوچھنے
لگے کہ کس شغل مین اوقات کٹتی ہے تب راقم نے اونکو یہ بات سنائی چونکہ طالب العلم تھے اس امر
مین اونھون نے تقریر کی کہ آپنے چند باتون کے سبب سے خطائیون کی سلطنت پر یہ تینون باب
حکمت عملی کے ختم کردیے اور یہ نہ سمجھا کہ صاحب اخلاق جلالی اور ناصری اور دوسرے حکما تہذیب
اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاست مدن مین کیا فرماتے ہین یہ کہتے ہی وہ عزیز سادہ لوح سیدھے
اپنے مکان کو چلے اس ارادے سے کہ حکمت کی کتابین لائیے اور اس انگریز سے مقابلہ
کیجیے اسیر عاصی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ قبلہ ذرہ سا تامل فرمائیے اور پہلے میری کچھ سن لیجیے کہ
آپ کو بہتر معلوم ہے کہ بندہ نہ عالم نہ منطقی نہ حکیم ہے کہ آپ سے فیلسوف کا مقابلہ کرے

غرض بقول عوام کے کیسے تو سہی کہ جس دیار مین درخت نہین ارنڈ کو کیا کہتے ہین اونہون نے ہنس کر جواب دیا درخت تب مین نے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب آپنے فرمایا اب ارشاد ہو کہ کس اقلیم مین اتنا بھی بندوبست اور حکمت عملی کی اتنی بو باس پائی جاتی ہے جسقدر مملکت ختا مین بندے کے بیان سے ظاہر ہے اگر ہے تو حقیر کے قول کو باطل کیجیے ورنہ اسکو غنیمت جانیے کہ چھتیس ۳۶ کرور آدمی کے گروہ مین اتنی بھی تہذیب اور مدبری ہے سوا اسکے ملاحظہ فرمائیے کہ ایسی بڑی سلطنت کو اتنی قدامت جس باعث سے ہوئی اوس سبب کی بڑی قدر کیا چاہیے اور تیسرے یہ کہ حکمت کا علم جنکو ہے وہ خود اوسپر عمل نہین کرتے چہ جائیکہ چھتیس ۳۶ کرور بت پرست حکمت کامل کے عامل ہووین چوتھے یہ کہ حکماے عیسوی مذہب مسلم اور ہنود کے قول پر اونکے پیرو مین سے ہزار آدمی عمل نہین کرتے ہونگے برعکس اسکے ختا مین اکثر لوگ حتی الامکان اوسی راہ پر ہین جو اوس ملک کے قدیم حکمانے نشان دی ہے ❊ اس طور کی جب تقریر بندے نے گستاخ ہو کر اونکی خدمت مین عرض کی محجوب ہوے اور راقم نے بھی مضمون گفتگو کو اس باب کے اخیر مین درج کر دینا مناسب سمجھا تاکہ حرف گیرون اور رشک کرنے والون کا جواب باصواب بھی اس قصیہ کی تقریر کے شامل رہے

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

دسوان باب ختائیون کے مذہب اور طریقت کے بیان مین

قریب چوبیس سو برس کے ہوے کہ بت پرستی کی بنا ختا مین ہوئی لیکن حضرت نوحؑ کے پوتون کے ایام سے اوس وقت تک ختائی موحد تھے اور ذات واجب الوجود کو حاضر و ناظر و کریم و رحیم جانتے تھے چنانچہ تاریخون مین اسکا ذکر ہے اور حکما اور قدیم شہنشاہون کے اقوال سے ظاہر ہے کہ خداوند عالم کی پرستش کو وے لوگ مقدم اور وسیلہ نجات اور بہتری دونون عالم کی سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ وہ آفرینندہ جن و انس و وحوش و طیور ہے اور کریم و رحیم و قادر و غفور ہے اور شریک نہین رکھتا اور باقی ہے اور غیر کی فنا و بقا پہ قادر اور اوسی بقا

کی لیے کسیکا محتاج نہین یعنے ذات پروردگار کی صفتون سے ادنی صفت وجوب لذاتہ ہی اور تمام موجودات کی
تعریف وجوب لغیرہ یعنے موقوف باریتعالے کی مرضی پر ہے غرض اس اسطرحکے باتین قدیم دینی کتابون مین ہین
اور کئی ہزار برس تک اسیطرح ختائیون کا ایمان درست رہا لیکن حضرت عیسی کے چھہ سو برس
پیشتر ایک شخص پیدا ہوا جسکے شاگردون سے بتابت پرستی کی ہوئی اور اوسکا احوال اور حقیقت اس
مبالغہ کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ محض بعید القیاس ہے غرض مختصر یہ کہ ایک نوکر کسی امیر کا جب
ستر برس کا ہوا چاہا شادی کرے تا موت کے وقت کوئی لڑکا رہے کہ رسوم بعد مرگ اسکے
بجالاوے یہ سوچ کر اوس نے ایک چالیس برس کی عورت سے شادی کی غرض ایک روز اوسکی
جورو کسی گوشہ مین پڑی تھی کہ دفعتہ آفتاب کی ایک شعاع اوسپر نازل پڑی اور اوسی دن سے
حاملہ عورت کا نشان اوس مین ظاہر ہونے لگا جب ایک برس گذر گیا اور لڑکا پیدا نہوا لوگ
متحیر ہوے اور جبکہ دو برس ہو گئے وے سمجھے کہ بیماری ہوئی اور اسیطرح کئی برس جو گذرے
شوہر نے طلاق دیا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری جنگل کی جھڑبیری کھاتی جس سے نہ سیری
ہوتی اور نہ جی بھرتا تھا درختون کے تلے اوقات صرف کرتی پھرتی تھی القصہ بتیالیس برس
یون گذر گئے اور اوس مدت کے بعد ایک بیٹا جنگل مین پیدا ہوا جسکے سر کے بال اور بدن کے
رونگٹے سب سفید تھے یہ حال دیکھکر لوگون نے اوسے لاوذی یعنے پیر نابالغ کا نام دیا جب
پڑھنے کے دن آئے آفت کا پرکالہ نکلا اور چند سال مین بالکل علوم کی تحصیل سے فارغ ہوا
اور شہنشاہ نے اوسکے علم کا شہرہ سنکر بلوایا اور اپنے کتب خانہ کا داروغہ مقرر کیا الغرض جسطرح
بھوکے کو دستر خوان چنا ہوا اور پیاسے کو سرچشمہ بھلا معلوم ہوتا ہے اوسی طرح طالب العلم
کو کتب خانہ موجب فرحت ہوتا ہے اور لاوذی کو جب کتابون کے انبار مین دخل ملا گویا کتابکا کیڑا ہو گیا اور
چند روز مین ختا کا فیلسوف اعظم کہلانے لگا اور ہر طرف سے شاگرد رجوع لائے اور کئی کتابین اوس نے تصنیف
کی ہین غرض ان سب مین بہتر ایک رسالہ پانچ ہزار آئے کا حکمت عملی مین ہے جسکے وسیلے سے
اوس حکیم کا نام تا قیام قیامت باقی رہیگا اور مذہب اوسکا یہ تھا کہ انسان کی زندگی چون کہ

چند روزہ ہے اوسکو آرام اور خوشی مین کاٹ دینا چاہیے اور تاکہ یہ بات حاصل ہووے ترک
علائق قطعاً واجب ہے کیونکہ جب فکر اپنے کو بڑہانے یا دوسرے کے گھٹانے کی یا خواہش
روپیے کی پیدا یا صرف کرنیکی دامنگیر حال رہی یا اور طرحکے دردسر مین اوقات کٹی تو عیش رخصت
ہوجاتی اور آرام روح کو جواب ملتا ہے سوا اسکے جس شے کو اہل دنیا عیش جانتے وہ حقیقت مین
آرام نہین ہے کیونکہ اچہا کہانے پینے پہننے اور دینے لینے کے لیے فکر چاہیے اور آرام کیواسطے
فکر حرام ہے غرض ترک علائق ترک فکر ہے اور بے فکری خاتمہ عیش دنیوی کا ہے الغرض ایس
اس طور کے مسئلے اس انسان فاضل اور درویش کامل کے تہے اور اوسکا علم عمل کے ساتہ تہا
بعد عمر دراز کے وہ مرگیا اور بعض بعض اوسکے شاگرد روپیے پیدا کرنیکے لالچ سے یہ بندشین
کرنے لگے کہ بالفرض اگر آدمی تمام شے سے بے فکر ہو لیکن موت کا کھٹکا نہین جانیکا اسلیے
استاد نے اکسیر کے ایک نسخہ کا اشارہ کیا تہا کہ اوسکے استعمال سے فنا انسان کے نزدیک
نہین آسکتی تہی جب یہ بات مشہور ہوئی ایک عالم کو اوسکی خواہش پیدا ہوئی خصوص امرا اور
رنڈیون کو کیونکہ جینے کی آرزو زیادہ انہین کو ہوتی ہے غرض لاکہون آدمی انسان صورت
وبہائم سیرت ان بندش بازون کے مذہب کو اختیار کرنے لگے اور یہ نہ سمجہے کہ اوس نسخہ
بقا کا موجد خود فنا ہوگیا تو پہر اوسکے نسخے کا کیا اعتماد تہا بعد چندے کے حکیم لاوزی
کے شاگرد سب چہوٹے چہوٹے بت استاد کی شبیہ کے بنا کر بیچنے لگے اور لوگ علی الخصوص
بڑے آدمی جو اکثر چہوٹے دل کے ہین اوسکی پرستش کرنے لگے اور اس ابلہ فریبی کی
بندش کو جسقدر عرصہ زیادہ ہوا اوس مذہب کو اوسیقدر پایداری ہوئی اور جب اوس
ایام کے فغفور سب خود اوس بقا کے نسخے کے طالب ہوے اور حکیم کی شبیہ کو سجدہ
کرنے لگے تب عوام الناس صاف مغلطے مین آگئے اور یہان تک لوگ بے بصیرت
ہوگئے کہ دانشمندون کو حیرت ہوئی اور جب ایک فغفور جسکا لقب اوٹی تہا اوس مذہب
کی پیروی مین ہمہ تن مصروف ہوا اور ہر روز اوس اکسیر بقا کو استعمال کرنے لگا تو یک

وزیر نمک حلال اور دانشمند کو نہایت غم ہوا اور جب کہ بادشاہ کو سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا اوس نے ایکروز کیا کام کیا کہ جو نہین خواص اکسیر کا پیالے لیے حضور مین آیا اور پلانے کا قصد کیا وزیر نے فوراً اوسکے ہاتہ سے چھین کر خود پے لیا اس گستاخی پر بادشاہ کا منہ غصّے سے لال ہو گیا اور طیش مین آکر جلاد کو بلوایا اس حرکت پر وزیر مسکرایا اور کہنے لگا غلام نے بقا کی دارو پی ہے تعجب ہے کہ حضور نے مار ڈالنے کا حکم دیا کیونکہ اگر خداوند کا اعتقاد درست ہے تو یہ حکم بیجا ہے اور فدوی پر کیا امکان کہ تلوار اثر کرے اور اگر آج ہی کے سانحے سے حضور نے اس مکاری کی حقیقت دریافت کی تو اتنبک کچہ نہین گیا اور اب بندہ بھی یہی چاہتا ہے کہ آپ اس جان نثار کو مار ڈالین اور جب ضرب شمشیر سے سر الگ اور دھڑ الگ تڑپنے لگے دریافت کرین کہ فدوی نے جو بار ہا اس مکاری کے باب مین عرض کیا درست ہے یا غلط القصّہ فغفور نے اوس وزیر کی جرأت اور عقل کی تعریف کی اور عزت بڑہائی لیکن اوس پر بھی اوس کم بخت کو ہوش نہ آیا اور چند روز مین اوس نسخے کو پی پی کے اپنے کو ہلاک کیا صرف اسی ایک فغفور کی یہ نوبت نہین ہوئی بہت سے اسی بقا کے نسخے کے استعمال مین اور ہمیشہ جینے کی آرزو مین مر گئے اور اخیر کو ایسا ہوا کہ جب کسی فغفور نے شرارتین شروع کین تب خواجہ سرا اور وزرا انہین شاگردان لاؤزی مین سے کسی ایک کو ملا کر فغفور کو ایک معتاد اکسیر کی پلا کر رخصت کر دیتے تھے باوجود ان سب باتون کے کہ کئی فغفور اور ہزارون امیر اور لاکھون چھوٹے بڑے اسی اکسیر بقا کو پی کر فنا ہو گئے لیکن خاص و عام کا اعتقاد ایسا بڑہا کہ سیکڑون تبخانے حکیم لاؤزی اور اونکے خاص مریدون کی تصویرون کو رکھکر پوجنے کے واسطے تمام مملکت مین بنے اور اوس مذہب کے عالمون کے بڑے بڑے مرتبے ہوے اور ٹی انزی یعنے بہشتی حکیم کے خطاب پائے ٭ اس خبط کو ختائیون کے حمق کی دلیل نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ حضرت انسان کی جبلت کا یہ خاصّہ مقتضی ہے کہ جس طرح مشہور ہے کہ ایک بھیڑیا سو گدہون کو آگے رکھکر جنگل مین اکیلا لیجاتا اور ایک ایک کو گرا کے مار ڈالتا اور گدہے سب کھڑے رہتے اور چون نہین کرتے اوسیطرح جتنے عوام الناس کے

خراب اور بدراہ کرنیکو ایک فقرہ کافی ہے اور صرف مھوسی کو دیکھیے کہ اکثر اہل ہند کو اوسکا
کیا خبط ہے کہ ہزارون عالم اور فاضل اور ہوشیار نے اسکے شوق مین اپنا گھر بار چونگے بازونکو
کھلا دیا اور کچھ نپایا غرض جبکہ صرف مال وزر کا لالچ انسان کو اتنا ہے تو اوس چیز کی جو حافظ جان
اور دافع فساد ترکیب بدن ہووے کیسی خواہش ہوویگی اس لحاظ سے تعجب نہین کہ اکسیر بقا نے
خدا کے بہت سے پاک بندون کو بہشت تک پونچایا الغرض بت پرستی کی پہلی بنا ختا مین اسطرح سے
ہوئی اور اوس درویش حکیم لاوزہی کی باتون کو استادون نے شکار کی ٹٹی بنا کے اور اوسکے
پیرو کھلا کے اہل چین سے یہ خطا کروائی بعد چند روز کے اوس حکیم کے قول اور نصیحت کے عوض
استادون نے تازے تازے فقرے درست کیے اور اپنے علوم مین نجوم اور رمل اور سحر
اور طبابت کو داخل کر کے ایسا حصار کرلیا ہے کہ آجکی تاریخ تک اوس مذہب کے سرگروہ کو
مانڈرین کا خطاب ملتا اور امراء کبار مین وہ محسوب ہوتا ہے ٭ دوسرا طریق بت پرستی کا سنہ ۶۵ عیسوی
سے ختا مین مروج ہوا اور اوسکو بودہ کا مذہب کہتے ہین سنہ مذکور مین ہندوستان سے اسطور پر
گیا کہ خاندان ہان سے ایک فغفور کے بھائی جسکا نام منگتی تھا اوسکو طاوسی کے مذہب کے
عالمون نے روح مقدس کی ملاقات کا امیدوار کیا تھا اتفاقاً اوس نے جو سنا کہ ہندوستان مین
بڑا دیوتا ہے جسکا نام بودہ ہے فغفور کو راضی کر کے بہت سے لوگون کو بھیجا کہ وے جاوین
اور دیوتا سے کہین کہ وہ ختائیون پر مہربانی کرے حاصل کہ جب ہندوستان مین لوگ آئے
بودہ کے خادم ایسے ملگئے کہ وے اوسکے ہمراہ ملک چین مین جانیکے مستعد ہووے غرض کہ
جب وے اپنے دیوتا کی کئی تصویرین اور مذہب کی چند کتابین ساتھ لیگئے اوسوقت بودہ کے
مذہب نے ختا مین رواج پایا اور اب ایسا پھیلا ہوا ہے کہ خاص طریقہ ایمان کا یہی ہے ٭
حالانکہ اسقدر تحقیقات کے ساتھ جسکا مذکور تاریخ مین ضرور ہے ثابت نہین ہوا کہ بودہ کون تھا
اور وہ کس عہد مین ہوا لیکن اغلب یہ ہے کہ ملک مگدہ یعنے صوبہ بہار مین جب گوتما کے گھرانے
کے بادشاہ سلطنت کرتے تھے اوسی ہنگام مین پیدا ہوا تھا ٭ مرتجے پنڈت جو علما

شاستر کا سرگروہ زبان حال مین ہوا اور کلکتے مین فورٹ ولیم کالج مین علم سنسکرت کا ہیڈ پنڈت
تھا اوسکی تصنیفات سے ایک تاریخ ہنود راج بلی ہے اوسمین وہ لکھتا ہے کہ گوتما بادشاہونکا
گھرانا مگدہ یعنے ہندوستان کی مسند ریاست پر چار سو برس تک تھا اور اوسی عہد مین اہل دنیا کی
بداطواریون کے سبب ایک فرقہ ناستک یعنے کافرون کا پیدا ہوا جسکا لقب بودہ پرست
ہوا ۞ یہ عبارت پنڈت جی کی ہے اور اونکا بیان اہل سیلان اور برما اور سیام کے قولون کے
موافق ہے کیونکہ وے اپنے دیوتا کو گوتما یا گودما مشہور کرتے ہین اسی لحاظ سے یقین ہے
کہ یہ شخص بودہ گوتما کے خاندان سلطنت سے تھا حالانکہ کبھی تخت پر نہین بیٹھا اور کسب علوم
اور مراقبے سے زیادہ شوق رکھتا تھا ۞ اوسکے باب مین اوس مذہب والے یہ مشہور کرتے ہین
کہ اپنی مان کے بطن سے نکلا نہ طریق معین سے کیونکہ اور خلائق کی طرح پیدا ہوتے مین اوسکی
ہتک آبرو ہوتی غرض اوسکی مان فوراً مر گئی اور جتنے روز حاملہ تھی ہمیشہ یہ خواب دیکھا کرتی تھی
کہ ایک سفید ہاتھی اوسکے پیٹ مین تھا اور اوسی سبب سے شاید سفید فیل کی بڑی قدر ہندون
مین ہے باوجودیکہ بیشتر لوگ انہین سے بودہ پر لعنت بھیجتے ہین لیکن اسپر بھی اوسکو دسوان
اوتار سمجھتے ہین ۞ غرض پیدا ہونیکے ساتھی بودہ اوٹھ کھڑا ہوا اور سات قدم چلکر آواز بلند سے
پکارا کہ عرش اور فرش کے درمیان میرا سا نہ کوئی بزرگ نہ قابل پرستش کے ہے سترہ برس
کے سن مین اوس نے تین جورو کین اور ایک کیطرف سے بیٹا ہوا جسکو ختائی راہولو
کہتے ہین جب انتیس 19 برس کا بودہ ہوا گھر دروازہ چھوڑ کر بیابان مین چار مریدون کو لیکر چلا
گیا اور تیس برس کی عمر مین توسل مہادیوتا کے ساتھ ایسا ہوا کہ بودہ نے حکم اپنے مذہب کے
اجرا کا دیا الغرض تناسخ کا بانی مبانی بودہ تھا اور حکیم فیثاغورث نے یونان سے جب سفر
ہندوستان کا کیا اسی ملک سے تناسخ کا مذہب اپنے دیار مین لے گیا اور جاری کیا جب بودہ
نے انتقال کیا اوسکے مریدون نے مشہور کیا کہ استاد نے اور صورت پکڑی اور اسیطرح سے
یہ لوگ آج تک کہتے ہین کہ اوسکو موت نہین آئی حالانکہ آٹھ ہزار دفعہ پیدائش ہوئی ہے

اور شیر اور ہاتھی وغیرہ کی شکاروں مین اپنے خاص الخاص مخلصون کو اپنی زیارت کروائی ہے
عجب اتفاق ہے کہ چار شخص کہ جنکے اقوال تمام دنیا مین مشہور ہوے اور جسپر کرورون
آدمی ایمان لاتے ہین وہ سب ایک ہی عہد مین پیدا ہوے چنانچہ گوتما بودہ حکیم فیثاغورث
اور یاسدیو مصنف مہابھارت کا اور حکیم کنگ فوسی کی پیدائش اور اونکے طریقے کا رواج
پانا ختا و یونان و تبت و ہند اور اطراف و جوانب کے ملکون مین ایک ہی عہد مین ہوا الغرض
ختا مین بودہ کا مذہب اب خاص و عام کا طریقہ ایمان ہے اور سوا چند باتون کے اسمین اور
پنڈتون کے بید اور شاستر کے اقوال مین بہت سی مناسبت پائی جاتی ہے اور حاصل اور
اصل و صول اوسکا وہی ہے جو مذہب ہنود کا حاصل اور اصل اصول ہے یعنے صرف ایک ہی
روح ہے جو خود جمیع ممکنات ہے لیکن ہیولی کے اقسام مین ساری ہو کر اوسکی تفریق اتنی
صورتون مین ہے جسکو موجودات کہتے ہین چنانچہ دو اصل سبب ہمیشہ سے ہین ایک کو
پروشا دوسرے کو پرکرتی کہتے ہین اور پرکیرتی جو ہیولا ہے ناقص ہے اور پروشا
وہ روح جو ہیولی مین ساری ہو کر اوسکو اقسام شکل و صورت مین تفرقہ پیدا کر دیتی ہے
یہان تک مشابہت ہے کہ اوس روح کو زبان سنسکرت مین پروشا اور ختائی زبان مین یانک
کہتے اور ہیولی کو اوس زبان مین پرکرتی اور ختائی زبان مین ین کہتے ہین اور دونون
زبان کے لغت مین لفظ پروشا اور یانک کے معنی قوت فاعلی ہے جو ایجاد موجودات کا
پہلا باعث ہے اور پرکیرتی اور ین سے مطلب قوت انفعالی ہے جو کہ تکوین کائنات
کا دوسرا سبب ہے سوا اسکے ہنود قوت فاعلی کو لنگ کہتے ہین اور ختائی یانک کہتے ہین اور
ان دونون لفظون مین زیادہ فرق نہین ہے ایک امر اور بھی قابل ذکر کے ہے تا کہ درمیان
ہنود کے اصل دین کے جو بید شاستر کا ہے اور بودہ کی ملت کے مشابہت معلوم ہووے
بقول پنڈتون کے مہا پروشا نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ خواہش رکھتا ہے اسی وجہ سے
جوگی اور سناسی سب جو جنگلون مین جا بیٹھے ہین آہستہ آہستہ یہ عادت کرتے ہین کہ ذو ہفتہ

اکثر ہمیشہ ایک نشست سے بغیر کسی عضو کی جنبش کے بیٹھے رہتے ہین اور جو کہ یہ ریاضت
نہین برداشت کر سکتے گانجے کا دم لگا کے مبہوت درخت کے تلے بیٹھے رہتے ہین چونکہ
بودھ ہی خدائیونکا بانی بقول اونکے نہ کچھ حرکت کرتا نہ سمجھتا نہ کچھ خواہش رکھتا ہے اسیطرح
اکثر اونکے لاما یعنے اوس مذہب کے فقرا ترک علائق کر کے خانقاہ مین افیون کھا کے غوطہ
مین بیٹھے رہتے ہین اور عوام الناس جانتے ہین کہ اوسوقت اونکو بودھ سے قرب حاصل ہے
الغرض اصل اصول بودھ کے مذہب کا تناسخ ہے اور مثل ہنود کے یہ لوگ بیان کرتے ہین
کہ مرگ مین صرف خاکی وجود چھوٹ جاتا ہے اور روح دوسری صورت کی کسی شے مین ساری
ہو کر اوسکو جان دیتی ہے اور انسان اگر مرتے دم تک بدی کرتا اور گناہون مین آلودہ رہا
تو بہائم کی ناچیز اور ادنی قسمون مین سے کسی مین داخل ہوتا ہے اور جس مدت تک اوسکی عصیان
کی سزا کی میعاد پوری نہین ہوتی ایک حیوان کے جسم سے دوسرے مین اور دوسرے سے تیسرے مین
وہ روح ماری ماری پھرتی ہے غرض اسی تناسخ کو جو اکثر لاما ایک وسیلہ معقول عوام الناس کے
ٹھگنے کا مقرر کرتے ہین چنانچہ ایک نقل قابل سننے کے یہ ہے کہ دو لاما جو سیر کرتے ہوے
ایک متمول دہقانی کے دروازے سے گذرے تو کئی بطین موٹی تازی قابل کھانے کے
نظر آئین اونہین دیکھتے ہی یہ دونون لاما سجدہ مین آئے اور آہ وزاری کرنے لگے گھروالی
نے جو یہ صورت دیکھی فوراً اونکے پاس آئی اور تفتیش حال کرنے لگی اون دونون مکارون
نے آنسو پونچھکے جواب دیا کہ ہمارے والدین کی ارواحین انہین بطون مین ہین معلوم نہین
کہ تم کس وقت انہین مار کے کھاجاؤگے اور ہم اس رنج سے ہلاک ہوجاوینگے اوس نیک بخت
سادہ دل نے رحم کھا کر جواب دیا کہ حقیقت مین میرا ارادہ ان بطون کے بیچنے کا تھا اگر یہہ
تمہارے والدین ہین تو مین اونکو بہت حفاظت سے رکھونگی اور کسیکو مارنے یا بیچنے نہ دونگی
چونکہ یہ مقصد اونکا نہ تھا اونھون نے جواب دیا کہ اے بی بی تم عورت ہو اگر تمہارے شوہر
نے اون کو جدا کرنے یا کھاجانیکے باب مین ضد کی تو تمہاری بات کب پیش رفت جائیگی اور

اونکو اگر اذیت پہنچے گی تو ہماری جان جائیگی حاصل کلام یہ ہے کہ اون لاموں نے اوس
عورت کو یہ فریب دیکر اور رو رو کے یہ جگہ اونکے دل مین کی کہ اوس نے لطون کو اونکے حوالے
کردیا فوراً دے گئی سجدے شکرانے اور اداب فرزندانہ کے ادا کرکے لطون کو بغل مین دبا کر
لیگئے اور شام کو کباب لگا کر کھا گئے ٭ بودہ پرستون مین برخلاف ہندوٴن کے ذات کا
امتیاز نہین ہے اور اگرچہ ایک خدا پر ایمان لانا موافق اونکے اصل طریقے کے واجب ہے
لیکن جو صفتین ذات پروردگار کی عیسائی اور مسلمان اور یہود کی کتابون مین مذکور ہین یعنے
کریم و رحیم اور پیدا کنندہ موجودات اور باقی بذات خاص ہے اور ہر چیز کی بقا و فنا پر قادر مطلق
ہے یہ صفتین بودہی بیان نہین کرتے کیونکہ بقول اونکے بانک نے کسی کو پیدا نہین کیا
اور کوئی شئے کیسا ہی بد کیون نہووے اوسیکا ایک جز ہے اور اوسکی ذات سے فرق
صرف بسبب اوس مقدار ہیولی کے ہے جو اوسکے ظاہر وجود کی ترکیب مین صرف ہے اور
اسی لحاظ سے آفتاب اور آتش اور ہوا اور روح انسان بلکہ بہائم کی جان سب بمنزلہ خدا
ہین الغرض بودہی سب کافر مطلق ہین اور بسبب اسکے کہ وے ہر چیز کو خواہ پاک خواہ
پلید ہووے خدا کے وجود کا ایک جز جانتے ہین اونکو بت پرست کہنا بجا ہے ٭ ممالکت
ختا مین اسلام بھی جاری ہے اور نوسو مسیحی مین اوس مذہب کا رواج اوس دیار مین ہوا
اور کئی بڑے بڑے شہر صرف مسلمان ختائی سے آباد ہین اور تحقیق ہے کہ تین سو برس
فغفوران ختا کے حضور مین مسلمان سب مہندس اور ہیئت دان تھے اور زائچہ اور تقویم
وغیرہ تیار کرنے کے لیے مقرر تھے معلوم نہین کہ کسطور سے ختا مین پہلے اسلام شروع ہوا
لیکن تحقیق ہے کہ کتنے دنون آپس ہی مین شادی بیاہ کرکے رفتہ رفتہ اس قوم کو ترقی ہوئی
بعد اوسکے غربا کے لڑکون کو خرید کرکے ختنہ کروایا اور اوسیطرح سے کافرون کے لڑکیونکو
لیکر اون سے بیاہ کر دیا اور ایک دفعہ جب قحط سالی کے سبب سے صوبہ شانگ تانگ مین
وہ حالت تنگی کی ہوئی کہ مان باپ نے اپنے لڑکون کو بیچنا شروع کیا مسلمان ختائی اولاد کفار کو

خرید کر کے اپنے مذہب مین لائے الغرض اہل اسلام کی بڑی کثرت تھا یہین سے اور بہت
شہر صرف انھین سے آباد ہین اور کسی غیر مذہب والے کو اپنے جوار مین لیتے نہین ہین لیکن
جسطرح سے ہندوستان علی الخصوص بنگالے کے عوام مسلمان بسبب صحبت ہنود کی تاثیر کے
سبب سے بہت سی باتین ہندؤن کی اخذ کرتے ہین اور معیوب نہین جانتے اوسیطرح سے
یہ مسلمان ختائی بھی بودہیون کی بعض رسمین بجالاتے ہین * دانشمندون کے روبرو راقم کو تاثیر
صحبت ہنود کے باب مین جو ہند اور بنگالے کے عوام مسلمانون مین ہوئی ہے احتیاج تحریر کا
نہین ہے غرض کج طبع اور نافہم کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ باوجود حکم شریعت محمدی کے
بنگالی دہقانی مسلمانون مین اوس عورت کی جسکے شوہر نے بچپن یا جوانی مین انتقال کیا ہو
مثل ہنود کے پھر شادی نہین ہوتی سوا اسکے ہر قسم کی شادی اور بیاہ مین ڈہول اور تاشے کا
بجوانا اور کنچنیون کا نچوانا مانند ہنود کے ہے ہولی کھیلنا اور عبیر اوڑانا اور جتنے کے ایام
عورتون کا فاقہ کرنا اور پھل پھلہری سے روزہ کھولنا منسا کی بار کرنی جو کہ بنگالے مین رواج
ہے مارسیاہ کی پوجا اچھے مسلمانون کی بہوبیٹیان کرتین اور مثل عورات ہنود کے دودہ پیرا
چڑہاتی ہین اوراس سے زیادہ ترکفر کیا ہے کہ اکثر خاص و عام اہل اسلام کے ستیلا کی پرستش
کرتے ہین الغرض اسیطرح سے ختائی مسلمان بھی نصف بودہی ہین اور مثل بعض ہندوستانی
مسلمانون کے صرف زبان سے کلمہ محمدی پڑہتے ہین * حالانکہ کئی فرقے بت پرستون کے
ختا مین پھیلے ہین لیکن قدیم مذہب کی بہت سی باتین منسوخ نہین ہوتین چنانچہ اس سلطان کے
ایام مین فغفور مطابق رواج قدیم کے اپنے جلو مین تمام اقربا و وزرا اور امرا اور چھوٹے بڑے
عہدے والون کو لیکر پیچین کے صدر معبد مین جاتا اور پروردگار عالم کی پرستش کرتا ہے اوس
معبد مین کسی بت کا دخل نہین ہے اور وہان صرف اوسی واجب الوجود کی پرستش ہوتی ہے
جو جزو و کل عالم پر محیط اور موجد موجودات اور لاشریک ہے * تین روز قبل اس نماز کے منادی
ہوتی ہے کہ ہر شخص روزہ رکھے اور گوشت اور مچھلی اور دودہ اور مٹھائی اور شراب اور کباب

اور لذیذ چیزون سے پرہیز کرے اور پارسا اور محترز رہے اور سوا عبادت کے کسی کار دنیوی مین مشغول نہووے اور قطعاً ترک لذات کرے تاکہ داخل حسنات ہووے اکثر لوگ اوسپر عمل کرتے ہین اور فغفور دربار کرکے تمام امورات خانگی اور ملکداری کو معطل رکھکر تین شبانہ روز گوشہ گزین ہوکر وظیفہ اور دعا پڑہتا اور سوا او بالی چیزون کے کچھ نہین کھاتا ہے جس روز نماز ہوتی ہے علی الصباح فغفور کی سواری نہایت دہوم دہام سے نکلتی ہے * پہلے کئی ہزار نشان بردار پر تکلف پوشاک زرباف پہنے اور سونیکی مرصع اور جواہر نگار چھڑیون پر نشان اوڑائے دو رویہ نکلتے ہین اور اونکی قطار کا طول چار ہزار قدم سے زیادہ ہوتا ہے اونکے بعد ماہی اور مراتب والے اور لیسادل اور ہزارون برچھی بردار زرین نگار برچھیان لیے ہوے نشان بردارون کی قطار کے پیچھے چلتے ہین اور اونکے بعد فغفور ہوادار جواہر نگار پر سوار رہتا ہے جسکے اوٹھانے والے اڈہائی تین ہزار کہار ہوتے ہین اور قیمتی کمخواب اور اطلس کا لباس اونکے گلے مین ایسا ہوتا ہے کہ دولہ معلوم ہوتے ہین غرض شہنشاہ کی سواری کے پیچھے شاہزادے اور فغفور کے عزیز واقربا ایک سے ایک اپنے کو آراستہ وپیراستہ کئے ہوے پیادہ پا آہستہ آہستہ قدم بقدم پا رکاب مین رہتے ہین اور بعد اونکے وزرا اور امرا اپنے اپنے مرتبے کے موافق زر وجواہر سے لدے ہوے اوسی چال سے اقرباے فغفور کے بعد جلو مین چلتے ہین اور سبکے پیچھے لاکھون اہل شہر چھوٹے بڑے اپنے کو حتے الامکان بنائے ہوے جلوس کے ہمراہ رہتے ہین فغفور کی سواری کے آگے باجا بجا جاتا ہے اور سیکڑون خوش گلو تال سُر ملائے ہوے ایسی خوش انداز شیرین آواز سے الاپتے ہین کہ مرغان سحر کے چہچہون کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اور یہان تک خوش آوازون کی جادوگری کام کرتی ہے کہ اوس جمعیت مین کہ کئی لاکھ آدمی کی ہوتی ہے ایک آواز خلل انداز کہین سے نہین آتی اور جب موقع موقع سے گانا بجانا ایک دو لمحے کے لیے موقوف ہوتا ہے اوس بڑی جمعیت مین بیابان کا سناٹا ہوجاتا اسطرح سے دل سبہون کا محو ہوجاتا ہے اور کان اون صداؤن کا مشتاق اوسیطرف متوجہ رہتا ہے الغرض اس جلوس کی کیفیت

اول تو شاید ہزار قلم سے لکھی نہین جاسکتی اور اگر لکھی بھی جایگی تو مثل افسانہ کے معلوم ہوویگی
حاصل یہ ہے کہ فغفور اپنے اہالی وموالی کے ساتھ اوس روز نماز کے لیے صدر معبد مین جاتا ہے اور
چونکہ تمام رعایا کا قبلہ گاہ ہے سجدے مین پہرون سبکی طرف سے رہتا اور دعا مانگتا اور سبکا قصور
اپنے ذمے لیکر معاف چاہتا ہے جب فغفور وہان سے پھر کر دولتخانے مین آتا ہے ناچ اور رنگ
اور کھانا پینا شروع ہوجاتا ہے اور تمام شہر مین عیش و عشرت کی دہوم ہوتی ہے اور اسطور پر قدیم
مذہب کے موافق شانٹی یعنے پروردگار کی نماز راس السرطان کے ایام مین ایکدن ہوتی ہے
دوسرا دستور قدما کا ہنوز اوس ملک مین اسطور پر جاری ہے کہ شروع بہار مین فغفور ہل جوتنے
اور کھیتی کرنیکو سیانک یانک یعنے قدیم کشت کارون کے میدان مین جاتا ہے اور اوسکا سامان
اسطرح پر ہوتا ہے کہ جب تین دن اوسے باقی رہے فغفور تین اقربا اور نوامیرون کو حکم کرتا ہے
کہ وے روزہ اور پرہیزگاری اور عبادت کرکے قابل رسومات کی شرکت کے ہووین اور خود
فغفور اس ریاضت شاقہ کو سب سے پہلے اختیار کرتا ہے اور جس روز کہ اس رسم کی ادا کی صبح
ہوتی ہے فغفور کی سواری اوسی دہوم اور تکلف سے نکلتی ہے جو بیشتر مذکور ہوا ہے اور
صدر معبد کے قریب وہی میدان جسکا ذکر ہوا چار دیواری سے گھیرا ہوا اسی رسم کی ادا کے
لیے مخصوص ہے فغفور اوسکے اندر داخل ہوکر بہت سامان سے شانٹی یعنے پروردگار عالم
کی نماز کرتا اور بہت سی چیزین پھل اور اناج کی قسم سے نیاز دیکر اوس رسم کی ادا کرنے مین متوجہ
ہوتا ہے چالیس کھیتی کرنیوالے فغفور اور اقربا کے ہلون کو لیے رہتے ہین اور جب فغفور نے
لباس شاہانہ اوتارا اور زراعت کرنیوالون کی پوشاک پہنی تو ایک ہل سامنے آتا ہے اور
فغفور اپنے ہاتھ سے ہل کو تھام کر مثل اون لوگون کے جوتنا شروع کرتا ہے اور اونہین امرا سے
دو شخص تخم ریزی کرتے ہین جب کھیت کے ایک کونے کا دو پھیرا اسطرح پر ہوتا ہے فغفور
ہل کو چھوڑ کر کنارے بیٹھتا اور اونکے تینون اقربا ایک ہل لیکر جوتتے اور بوتے ہین جب اونکی
باری ہوچکتی ہے جتنے مزارع کہ وہان جمع رہتے ہین اور وہ لوگ لاکھون ہی ہوتے ہین سب

فغفور کے سامنے کھیتی کرنے کے آلات لیکر آتے اور مجرا کرتے ہین اوس روز اونہین سبھون کا
دربار ہوتا ہے اور جسکو جو عرض حال کرنا ہوتا ہے عرض کرتا اور اپنی داد کو پہنچتا ہے بعد برخاست
دربار کے اون لوگون کی ضیافت ہوتی ہے اور کئی فغفور کا ہمیشہ یہ قاعدہ تھا کہ اہتمام اوس
دعوت کا آپ ہی کرتے اور سبکو کھلا پلا اور رخصت کر کے دولتخانے جاتے تھے اور جب کسی نے
پوچھا کہ حضور اتنی تکلیف کیون کرتے ہین تو جواب دیتے کہ سال بھر محنت کر کے یہ سب ہمکو کھلاتے
ہین حیف کہ ایک روز ہم سے اتنا بھی اوسکے عوض مین نہو سکے یہ رسم جو فغفور ہر سال کرتا ہے
حکمانے قدیم الایام مین اسواسطے مقرر کیا ہے کہ سب پر زراعت کا رتبہ معلوم ہو اور حقیقت
ہے کہ دنیا مین جو زمیندار ہے وہ اپنی حد مین بادشاہ ہے

گیارہوان باب

دستورات سلطنت ختا کے بیان مین

ولایت ختا مین قدیم سے دستور ہے کہ ہر سال تمام مملکت کی رعیت کا شمار کیا جاے اور جتنے
لوگ کہ پیدا ہوے یا مر گئے اور جیتے رہے سب کی حساب کی فرد فغفور کے حضور مین گذرتی ہے
اس دستور کے فوائد ظاہر ہین کیونکہ اسی شمار کی رو سے قحط سال مین یا نقصان جب یکا ہوتا ہے
سرکار مدد کرتی ہے ❊ پوشاک کے باب مین قوانین ہین اور فغفور سے ادنی غلام تک اور بادشاہ
بیگم سے خواص تک سب کے واسطے جس رنگ اور قیمت اور وضع کی پوشاک مناسب ہے سبکا انداز
معین و مقرر ہے اور یہان تک اس امر مین تاکید ہے کہ رستون مین جسکو دیکھیے گا بے تامل
پہچان لیجیے گا کہ فلانے رتبے کا یہ شخص ہے چنانچہ زرد رنگ سوا بادشاہ اور اونکے بیٹے
اور قریب اقربا کے دوسرا نہین پہن سکتا ہے اور حالانکہ زرد رنگ انہین لوگون کے لیے
ہے لیکن سنجاف قور جہال طوئی حاشیہ وغیرہ مین بہت فرق ہے امرا کے لیے سرخ اور سیاہ
اور نیلے اور نافرمانی ریشم کی پوشاک معین ہے گھنڈی اور سنجاف کی رنگت اور وضع سے
ادنی اور اعلی پہچانے جاتے ہین اہل حرفہ کے واسطے سیاہ اور نیلا سوتی کپڑا مقرر ہے عیدون

مین اور شادی بیاہ مین سب کو تکلف کرنیکی اجازت ہے لیکن اور دنون مین جہان کوئی دستور کے
احاطے سے باہر گیا سزا کے دائرہ کے اندر آیا ٭ ساخت مکانات و عمارات مین علی ہذا القیاس ربط اون
ضبط ہے اور اپنے اپنے مرتبے کے برابر سبکو مکان بنانا ہوتا ہے اور جو تکلفات معماری مین انجانو
مین کیے جاتے ہین فغفور اپنے دولتخانے مین نہین کرسکتا ٭ باب سابق مین بیان ہوا ہے کہ کشتکاری
مین بڑی عزت ہے چنانچہ فغفور کو ہل جوتنے مین ننگ و عار نہین ہے اور اس فرقے کے آدمیون کو
جو ستاتا ہے دوسرون کی نسبت دونی سزا پاتا ہے اور اگر کبھی کسی مزارع نے نالش کی کہ اوسکی مصیبت
کے وقت شہر کا حاکم خبرگیران نہین ہوا تو موافق دستور کے مقدمے کے فیصل ہونے تک سرکاری
عہدون سے معطل کیا جاتا ہے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جسطرح اور ملکون کے کشتکار اکثر جاہل اور اجڈ
ہوتے ہین اسیطرح ختا مین بھی ہین ایسا نہین ہے کیونکہ علم کے حاصل کرنے کے لیے متعدد
مکتب ختا مین سرکار کیطرف سے ہر گانو مین مقرر ہین اور تمام امیر و غریب کو سب علوم یکسان تعلیم
کیے جاتے ہین ۱۷۲۳ع مین فغفور یان چین نے تمام صوبہ دارون اور حکام شہر پر فرمان صادر
کیا کہ جنکی تحت مین جو کشتکار نیک نہاد اور زراعت کا سلیقہ اورون سے بہتر جانتا ہو اوسکی تعریف
حضور مین ہر سال کیجاوے تا کہ وہ سرفراز ہووے اور دوسرے لوگ سرکار کی شفقت و عنایت
دیکھکر سبقت کرین اور حقیقت مین ایسی سرفرازی ہوتی ہے کہ غریب صاحب آبرو کے واسطے
پادشاہت کا مرتبہ رکھتی ہے چنانچہ جسکو سرفرازی ہوتی وہ ناظمون اور حاکمون کے برابر بیٹھکر
چا پی سکتا ہے اور مانڈرین کا لباس پہنتا ہے اور جب تک جیتا رہتا ہے وہی عزت پاتا ہے
اور مرنے کے بعد اوسکے تابوت کے جلو مین امرا چلتے ہین اور اوسکا نام ساتہ خطاب کے لوح پر لکھہ کر اوسی
مکان مین جہان ختائی اپنے بزرگون کا نام تختیون پر لکھہ رکھتے اور ہمیشہ جا کر سجدہ کرتے اور
لوبان جلاتے ہین رکھا جاتا ہے چونکہ ہر ایک خاندان والے چھوٹے بڑے اپنے اپنے بزرگونکا
نام تختی پر لکھکر ایک جدی مکان مین رکھتے ہین اور فغفور کے دولتخانے کے قریب ایک
مکان مخصوص اسواسطے ہے کہ جو لوگ نمود پیدا کرین اونکا نام بعد موت کے اوس مین لکھکر

رکھا جاوے اسی لیے جو صاحب زراعت ناموری حاصل کرتا اور سرفراز ہوتا ہے اوسکا
نام اوس مکان مین بعد مرگ کے لکھکر رکھا جاتا ہے اور فغفور وہان جاکر اوس تختی کو سجدہ کرتا
اور لوبان جلاتا ہے جسطرح سے اپنے بزرگوارون کے نام پر رسومات کو ادا کرتا ہے ❊ غلام اور
لونڈی خریدنے کا دستور ختا مین آگے نہ تھا مجرم جو شخص ہوکر قانون کی روسے فغفور کے
بندیخانے مین داخل ہوتا وہی غلام ہوتا تھا لیکن جب غربا کی اولاد کثرت سے بڑہی اور مفلسی مینگیر
حال ہوئی غلام وکنیز کی خرید و فروخت شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ پھیلی یہان تک کہ دستور ہوگیا
اور جب حکما نے دیکھا کہ بائع اور مشتری دونون کو آرام ملنے لگا اور آقا نے اپنے بندونکو مثل
فرزندون کے پالنا شروع کیا تو انہون نے بھی جائز رکھا مگر یہ قانون جاری کیا کہ اگر غلام زرخرید
کو آقا کے آگے لاوے تو آزاد ہونا اوسکا ممکن تھا لیکن جب تاتاریونکا دور ہوا تو یہ قانون منسوخ
ہوا اور اب جو غلام ہوتا ہے مدت العمر ویسا ہی رہتا ہے ❊ جس نے ختا کی قدیم تاریخین نہین
دیکھین اوسے کسی اور ملک کی تاریخ سے نہین معلوم ہوویگا کہ خواجہ سرا کی بنیاد کب سے ہے
اور اگر کسی تذکرے مین کسیکی نظر سے گذرا ہو تو خیر لیکن نامہ نگار نے کہین نہین دیکھا حالانکہ اوقات
اپنی دس برس کے سن سے چھبیس ۲۶ برس کی عمر تک جواب ہے تاریخ بینی مین صرف ہوئی ہے
الغرض یونان قدیم اور روم قدیم کی تاریخون مین اور پیمبرون کی حدیثون مین خواجہ سرا اونکا حال بجز ایک دو مقام کے دیکھنے مین نہین آیا اور چونکہ اون لوگون کا دور ایک وقت مین سب
ملکون مین ہوا ہے اور خصوص ختا مین اونکے بخت کا ستارا کئی بار چمکا ہے اسواسطے اونکے
حال کو اس جگہ پر تفصیلاً لکھنا چاہیے ❊ قریب ساڑہے چار ہزار برس کے ہوا کہ ختا مین عضو
تناسل کاٹنے کی سزا زانی اور سرکش کے لیے مقرر ہوئی تھی اور جو اوس اذیت کے بعد زندہ
رہتا فغفور کے محل سراؤن مین خاکروبی اور دربانی اور دوسری پوچ خدمتون مین مقرر ہوتا
اور یہ لوگ مدتون اسی صورت پر رہے غرض جب حضرت عیسیٰ کے سات سو بیاسی برس پیشتر
فغفور یوون مین بیٹھا اور عورت کا مطیع اور فرمان بردار بہت ہوا ایک خواجہ سرا زبان آوری

اور چاپلوسی کرکے حضور تک پہنچا تب شہنشاہ کی ایک حرم نے جسکا نام پوسی تہا او فغفور اوسکو
بہت عزیز رکھتا تھا اوس خواجہ سرا کے وسیلے سے بادشاہ بیگم کی ایسی برائیان فغفور کے کان تک
پونہچائین کہ اوس زن مرید نے بیچاری کو طلاق دے اور اوسکے عوض پوسی سے نکاح کرکے بادشاہ
بیگم بنایا غرض جب اوسکی مراد ملی اوسی خواجہ سرا ے ناسزا کو اوس نے محلسرا کا بالکل اختیار دیا
گویا نواب ناظر پہلے وہی بنا اگر فقط اوسی ایک نکمے تک یہ عہدہ رہتا تو اوتنی بلائین ختا پر نازل
نہوتین لیکن رفتہ رفتہ اوسی بدذات عورت نے تمام بڑے بڑے عہدے خواجہ سراؤن کو دلوائے
یہان تک کہ خود فغفور شطرنج کے بادشاہ کیطرح بادشاہی کا فقط نام ہی رکھتا تھا اور یہ سب جو چاہتے
سو کرتے تھے جب روز بروز اونکو اوج ہوا اکثر دنیا پرستون نے قطع آلت کرنا طالع کی یاوری
سمجھی اور لڑکون کو خرید اور خواجہ سرا بنا کر فغفورون کے سرکار داخل کرنے لگے یہان تک کہ بہت سے
امیر اپنے چھوٹے بیٹون کو خواجہ سرا بنا کر فغفور کو نذر کرتے تھے تا کہ مزاج سلطانی مین زیادہ دخل
ہووے اور اپنا آدمی ہر وقت بادشاہ کے پاس رہے بعد چند روز کے خواجہ سرا جسکو چاہتے
فغفور بناتے اور ہمیشہ اپنی قوم سے ایک کو وزیر اعظم کرتے تھے جسوقت اس تاریخ کی دوسری جلد
ملاحظہ سے گذریگی مفصل معلوم ہوویگا کہ کیا کیا فتور اون لوگون نے ختا مین برپا کیے غرض
اس مقام کے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ جب مانچو تاتار سب مالک ملک ہوے خواجہ سراؤن
کی دولت اور اقبال کا آفتاب غروب ہوگیا اور روز سیاہ ادبار کا انکے دیکھنے مین آیا اور
مانچو تاتار کا دوسرا فغفور کان ہی جب کم عمر تھا اور نائب سلطنت اوسکے اہل قرابت مین سے
ایک شخص تھا اوس وزیر نے کئی ہزار خواجہ سراؤن کو محلون سے نکال دیا اور تانبے کی بڑی
بھاری لوح پر ایک قانون کھدوایا کہ تاتار کے عہد دولت مین خواجہ سرا کو عہدۂ جلیلہ کبھی نہ ملے
یہ تختہ ہنوز موجود ہے جب فغفور بالغ ہوا اوسنے اپنے نائب کے قانون کو بحال رکھا اور
مناسب سمجھکر خواجہ سراؤن کو زیادہ توڑا اور اپنے لڑکون کو اس باب مین سمجھایا تا کہ اوسکی اولاد
مین بھی دستور جاری رہے کہ اوس بدقوم کو کبھی ثروت نہوے غرض بعض بعض فغفورون نے

چاہا کہ انکو ایک قلم موقوف کیجیے اور کسیطرحکا کام اون سے نہ لیجیے اور محلسرا مین مطلق جانے نہ دیجیے اور چند روز مستورات اونکے عہدون پر متعین رہین لیکن جب کام کے انجام مین خلل واقع ہوا مجبوری سے خواجہ سراؤن کو پھر دخل دیا لیکن نہ ویسا جیسا کہ آگے تھا پھر بھی بیگمات کے سبب سے ایک دو اون مین ایسا پیش رہتا ہے کہ وزیرون کی خبر اوسکو ملائے رکھنے سے ہے اور جب تک وہ بنا رہتا ہے یہ بگڑتے نہین غرض بیخ وبنیاد اونکی ایسی ہل گئی کہ اب اونکا قائم ہونا محال ہے اور تمام ختا مین چھہ سات ہزار خواجہ سرا ہونگے او عہدہ اونکو فغفور اور اوسکے عزیزون کے یہان باغات اور گورستان کی داروغگی اور محلسرا کی دربانی اور درمیان مرد و عورت کے درمیانی ہونیکا ہے ❊ دار الامارہ پیچین مین ہر سال فغفور کی طرف سے جنتری چھپتی ہے اور اوس تقویم کو درست کرنیکو عیسائی پادری مقرر ہین اسمین خسوف وکسوف کا ذکر ہوتا ہے یہ تو سال بسال چھپتی ہے لیکن پیچین مین روزانہ ایک اخبار پچاس ورقون کا جاری ہے او فغفور کے حکم اور نظام اور حکام کی عرضیان اور اونکے نقشون کی صورتحال اور ہر موضع او شہر کی کیفیت اور چھوٹے بڑے اہلکارون کی بحالی او معزولی او سرفرازی کی وجہین اور تمام خبرین نیک و بد مملکت کی اس اخبار مین چھپتی ہین ❊ ہر صوبہ دار کا خطاب تاؤسو ہوتا ہے اور وہ اپنی سرحد مین مثل بادشاہ کے فرمان روا ہوتا ہے جب وہ باہر نکلتا ہے تو پانچ چھہ ہزار لوگ اوسکے جلو مین ہوتے ہین رعایا گھٹنے کے بل اوسیطرح کورنش کرتے ہین جیسا کہ فغفور کے حضور مین مقرر ہے تمام تحصیل اوسکے پاس داخل ہوتی ہے اور وہ اپنے سب محکمون کا خرچ وضع کرکے باقی کو سرکاری خزانے مین بھیج دیتا ہے اور جتنی کچہریان اور اہلکار صوبے مین ہین سب اوسکے تابع ہوتے ہین جسکو چاہتا ہے گھٹاتا او جسکو چاہتا ہے بڑھاتا ہے جب خونی کو واجب القتل تجویز کرتا ہے فغفور سے اجازت منگوا کے قتل کرتا ہے اور یہی دستور تمام قلمرو مین جاری ہے ❊ ختا کے اہلکارون کے درجے ہوتے ہین مثلاً اگر ایک نے خفیف سا قصور کیا او ایسے قصور مین پہلے درجے کا ہوا تو اختیار ناظم کو ہے کہ اوسے تین یا چار درجے

گھٹا کے اوسکے منصب سے اوسکو گرا دیوے اور جسکی خفت اور ہتک عزت اسطرح پر ہوتی ہے
اوس بیچارے کو اپنے پروانون کا سرنامہ اس عبارت سے خود لکھنا ہوتا ہے مین فلان شخص
فلانے درجے سے فلانے رتبے تک نازل کیا ہوا حکم ناطق یون اجرا کرتا ہون غرض جس غیرت والے
کو دس بیس دفعہ روز اسطرح پر پروانہ لکھنا ہوتا ہوگا تو ہر دفعہ ایک صدمہ روح کو پہنچتا ہوگا الغرض
جب کوئی اسطرح پر ذلیل کیا گیا اور اوسکے بعد نیکنام ہوا اور ناظم نے اوسکی تعریف حضور مین
لکھ بھیجی تو پھر اوسے سرفرازی حاصل ہوتی ہے اور حالانکہ دستور ہے کہ کسی حاکم کو اوس شہر
یا موضع مین جہان کا وہ باشندہ ہووے یا جہان اوسکے بہت سے خویش و اقربا ہون خدمت
سرکاری نہین ملتی لیکن جب کسی شخص نے مدت تک نیکنامی سے نوکری کی اور نمک حلالی مین سیاہ
بال سفید ہوگئے تو اوسکو اپنے وطن کا عہدہ ملتا ہے اور یہ بڑی سرفرازیون مین داخل ہے کیونکہ
جو شخص پیری مین اپنے گھر رہتا اور پوتون اور نواسون کو ہر گھڑی اپنی آنکھون سے دیکھا کرتا
اور آخر عمر مین اپنے یگانون کو اپنا آرام جو اور خدمت گذار پاتا ہے اوسکے برابر نصیبہ ور کون ہے
جسطرح سے اہل قلم کے لیے جزا و سزا مقرر ہے اوسیطرح اہل سیف کیواسطے بخشش و سیاست موافق
اونکے کردار کے ظہور مین آتی ہے ٭ جب فغفور کی فوج لڑائی پر جاتی ہے دونی تنخواہ اسکو ملتی ہے
تا اونکے آل و عیال کو کھانے پینے کی پریشانی نہووے اور دستور ہے کہ اگر کوئی مان باپ کا
اکیلا بیٹا یا کہ اوسکی بیوہ مان ہووے تو اوسکو لڑائی پر نہین بھیجتے اور جو بہادری کرکے مارے
جاتے ہین اونکی بڑی قدر کیجاتی ہے اور اونکی جورو اور بیٹے کے لیے وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور
اوسکے ہتیار گھر بھجوائے جاتے ہین تا بزرگون کی قبرون کے پائین دفن ہووے یہ عوام سپاہ
کیواسطے ہے لیکن سردارون کے لیے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور اونکی لاش کو مصالح دیکے اونکے
گھر بھیجدیتے ہین اور اونکی حرمت کے موافق ویسی ہی شان اور تجمل کے ساتھ اونکی لاش روانہ
ہوتی ہے ٭ ختا مین رعایا کی سات قسمین یا درجے ہین اول درجے کے فضلا یا اہل قلم دوسرے
رتبے کے اہل سیف تیسرے کے طلبۂ علوم چوتھے کے لاما اور دیورون کے دوسرے فرقون کے

خادم پانچوین کے زراعت پیشہ چھٹے کے اہل حرفہ اور ساتوان سب سے چھوٹا رتبہ ارباب
تجارت کا ہوتا ہے سوا ختا کے ہر ملک مین سو پچاس آدمی ایسے دولتمند ہوتے ہین کہ بادشاہ
کو ضرورت کیوقت قرض دیتے ہین لیکن حکماے ختا نے دنیا کو محل خطر اور اہل دنیا کو مار سیاہ
سے بدتر سمجھکر ایسے قاعدے مقرر کیے ہین کہ کسی رعیت سے سلطنت کو خطرہ نہین * راقم نے
مذکور کیا ہے کہ ختا مین موروثی امارت نہین ہے اور یہ بڑا سبب ہے کہ دولت کسی شخص کے گھر
مین قیام نہین کرتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اولاد کی کثرت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے
اور چونکہ دستور ہے کہ ترکہ آبائی سب لڑکون کو برابر ملتا ہے کسی کے ہاتہ باپ کی سب دولت
نہین آتی ہے تیسری وجہ رعیت کے پاس زیادہ دولت نہونے کی تب معلوم ہووے جب
تفصیلاً ہر درجے کی رعیت کی حقیقت حال بیان کیجاوے چنانچہ اول درجے کے مانڈرین ہین
اور اونکا حال آگے مذکور ہوچکا ہے یہ سب غربا کے لڑکے ہوتے ہین اور اپنے باپ کے گھر سے
کچہ لیکر نہین آتے جو کچہ برسون مین حاصل کرتے ہین وہ نوکری کے وسیلے سے ہے اسپر بھی اگر
دستور ہوتا کہ اپنے وطن یا اوسکے قریب کسی ضلع مین خدمت ملتی تو اپنے اہل وعیال کو ساتہ
لیجانیکی ضرورت نہین ہوتی تب اپنے گھر مین ماہ بماہ کچہ بھیجتے اور زمینداری مول لیتے اور رفتہ
رفتہ معاش کو بڑہاتے لیکن جب مسافت بعید پر انہین جانا ہوا اور سارے گھر کو ساتہ لیجانا پڑا
تو اوس بیگانہ جگہ مین معاش غیر منقولہ کر نہین سکتے اور معاش منقولہ ناپایدار رہتی ہے * اور فرض
کیا کہ مانڈرین نے روپئے بھی جمع کئے لیکن اتنی فراغت کسیکو حاصل نہین ہوتی کہ زیادہ پس انداز
کرے اور اگر کسی مرتشی نے کچہ لیا بھی تو جاسوس سرکاری فوراً خبر دیتا اور وہ سارا مال چھن جاتا
اور خزانے مین داخل ہوتا ہے بہرحال اگر ایک مانڈرین نے جمع بھی کیا اور مرگیا تو اوسکے لڑکون
کو فقط باپ کی جمع پر تکیہ کرنا ہوتا ہے اس طرح گنج قارون بھی بیٹھے بیٹھے آدمی تمام کرسکتا ہے *
اب دوسرے درجے والے اہل سیف کا حال سمجہ لیجئے کہ وہ کونسی صورت معاش کی رکھتے ہین *
جس ایام مین پانچو تاتار نے ملک ختا کو سر کیا جاگیرین اون سردارون اور سپاہیون کو ملین کہ

جنھون نے جنگاہ مین اپنی نمود کی تھی غرض رفتہ رفتہ اونکی اولاد مین تقسیم ہوتے ہوتے اب
اونکے پاس کچھ باقی نہین رہی سواے اسکے ہر قوم مین سپاہی لاوبال وبیفکر ہوتے ہین اورچونکہ
غایت اونکے پیشے کی موت ہے اسلیے اونکا قول ہے کہ جان رہے جہان رہے اور جو دم
گذرے ہنستے کھیلتے گذرے غرض اونسے اور مرگ مفاجات سے ہر وقت سامنا رہتا ہے
الغرض اہل تاتار بھی محض لاوبال اور عیش طلب شل اور سپاہیون کے ہوتے ہین اور جب اونکے
مزاج کا یہ حال ہے کہ جو خیال ہے سو حال ہے اور آیندہ کا مالک خدا ہے توپھر دولت سے
اور اون سے کہان علاقہ باقی رہا کیونکہ زر وفکر توام ہین • چونکہ تیسرے درجے کی رعیت علما
اور طلبہ علم ہین اور کسی نے طالب العلم یا عالم کو کبھی امیر دیکھا ہے اس قیاس سے معلوم ہوتا ہے
کہ یہ بیچارے جسقدر علم سے رغبت رکھتے ہونگے اوتنی ہی مفلس ہوتے ہونگے غرض چوتھے
درجے والے رعایا لامہ اور خادمان دین ہین یہ بے شک دولتمند ہین کیونکہ تفرقہ اونمین نہین ہے
اور جہان سے جو حاصل کرکے لاتا ہے ایک جگہ جمع کرتا ہے اسلیے اونکی قوم مین جو دولت ہے
ختا مین کہین نہین ہے غرض فتنہ وفساد برپا کرنے اور مملکت مین ہرج ومرج پیدا کرنے کو خصوص
ختا سے ملک مین جہان سرکاری جاسوس گھر گھر پھرتے ہین اسطرحکی دولت کارآمدنی نہین ہے
کیونکہ اس امر عظیم کے حاصل کرنے کے لیے پوشیدگی چاہیے اور جہان سب کچھ یہان تک کہ توپیچ
عام ہے اور چھپ نہین سکتا وہان کا احوال گویا بازار کا چرچا ہے اور کھیتی کرنے والے جو
پانچوین درجے کے رعایا ہین حالانکہ سرکاری شفقت اور عنایت بادشاہی اونکے حال پر بہت
ہے لیکن یہ لوگ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ کسی پاس اتنی زمین نہین ہے کہ کشتکاری کرکے
معاش پیدا کرے اور چونکہ ختا بہت زرخیز اور تھوڑی سی زمین مین بہت سا حاصل پیدا ہوتا ہے
اس سبب سے اتنی خلائق کی گذران اوقات ہوے جاتی ہے علی ہذا القیاس اہل حرفہ اتنے
ہین کہ جنکو قوت بازو سے آٹھ آنہ روز حاصل ہوتا ہے وہ اپنے فن مین بہت چالاک اور کامل
ہین اور انمین سے اکثر ایسے مفلس ہین کہ لوگون کا کام فقط دو وقت کے کھانے پر کرتے ہین

اور اس افلاس کی جہت سے سرکار نے اونپر خزانہ سب طرحکا معاف کیا ہے اور ساتوین ورجہ کے رعایا سوداگر ہین مگر ختائی حکماے اونہین ایسا کم رتبہ ٹھہرایا ہے کہ جسکے باپ نے تجارت کی اوسکے بیٹے نے شرمندگی سے وہ راہ معاش اور دولت بڑہانے کی چھوڑ دی اور خواہش سرکاری عہدہ حاصل کرنے کی پیدا کی اور وہ روپیہ کہ باپ نے پیدا کیا تھا امیدواری مین صرف ہوا الغرض حکما نے تاجر کو اس دور اندیشی سے حقیر ٹھہرایا ہے کہ دولت اونکے گہر مین قیام نکرے اور جابجا پھرتی رہے الغرض ہمین سبیلون سے ختا مین اتنی دولت کسی رعیت کے پاس نہین ہے کہ فساد کرے اور بیشک یہ امر ملکداری کا دستور العمل کامل ہے ٭ کتاب دستورات اور رسومات مین لکہا ہے کہ نکاح کی جورو کے علاوہ فغفور پچانوے حرم کو خدمت مین لاسکتا ہے انمین سے تین کو خطاب فوکین کا ملتا ہے اور بعد بادشاہ بیگم کے اونکا رتبہ ہوتا ہے اور اگر بادشاہ بیگم کے بطن سے بیٹا نرہے تو اون مین سے جسکا لڑکا قابل ٹھہرے ولیعہد ہوسکتا ہے اور یہ تین بی بیان ہمیشہ شاہزادیان یا امراء کبار کی نسل سے ہوتین ہین اور بہت خدم وحشم کے ساتہ رہتین ہین اونکے بعد نو بیبیون کو خطاب پین کا ملتا ہے اور اونکے رتبہ کے بعد ستیتیس جیفو اور اون سے کم مرتبہ کی چھیالیس بیبیان پیت سے کہلاتین ہین حکما کا حکم فقط پچانوے کیواسطے ہے لیکن اس بات مین فغفور جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور بعض نے محلسرا مین کثرت مستورات کو زینت منصب شاہنشاہی سمجھکر ناظم پر فرمان صادر کیا کہ اونکی عملداری مین جتنی جمیلہ چھوکریان نک سک اور رنگ روپ اور قدوقامت سے درست تیرہ سے سولہ برس تک کی نکلین سب کو خطاب وعزت کے ساتہ دارالامارۃ کو روانہ کرین اور سنتے ہین کہ ایک نے چالیس ہزار عورتین یونہین جمع کی تھین غرض جو فغفور عادل اور فہمیدہ ہوا اوس نے اس بات کو محض پوچ سمجہا اور فغفور تی سان جس نے سنہ ۶۲۶ مسیحی مین جلوس کیا اوس نے تین ہزار عورتون کو محل سے نکالا اور اونکے گہر بھجوادیا اور فغفور کانہی نے اس امر مین اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے اور فرمایا کہ مین عورت سے ہمیشہ ایسا کنارہ کش رہا ہون کہ میری بیس برس کی سلطنت مین جو اخراجات

حرم سرا کا ہوا اور فغفوروں نے ایک مہینے مین اوس سے زیادہ خرچ کیا ہے ۞ تفصیلاً آ ختائے
کسی طورسے نہین معلوم ہوا ہے کہ فغفور کے محلسرا مین کتنی عورتین ہین اور کیا خرچ اونکا ہے
اور اس بات کو خود ختا کے رہنے والے نہین جانتے کیونکہ دستور فغفور کے محلسرا کا یون ہے
کہ جو عورت خواہ حرم خواہ خادمہ خواہ خواص وغیرہ کسی قسم سے ایکدفعہ ڈیوڑہی کے اندر جاتی ہے
پھر جیتے جی کبھی نہین نکلتی اور کیا دخل ہے کہ اوسکا کوئی رشتہ دار حتی کہ اوسکی مان بہن اوسکی
صورت پھر عمر بھر مین بھی ایکدفعہ دیکھین یا خط بھیجین یا خبر منگواوین اور جبکہ بادشاہ بیگم اور
شاہزادیون کیواسطے یہ تاکید وضبط و ربط ہے تو اورون کی کیا حقیقت فقط ۞ ۞ ۞

بارہوان باب

زبان ختا کے بیان مین

خداوند عالم نے طاقت گویائی عطا کرنے سے انسان کو افضل مخلوقات بنایا لیکن صرف
اگر گویائی رہتی اور یہ قدرت نہوتی کہ بوسیلہ تحریر اپنی تقریر کو قیام دیوے تو گویائی اوسکی
ایک نوع سے عبث اور بیفائدہ ہوتی اور مثل اور حیوانات کے انسان بھی ایک قسم کا بہیمہ
ہوتا غرض اس امر مین کہ تحریر کو بڑا شرف ہے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ اکثر اہل عجم اور
ہند کے لوگ نسخون اور علم وہنر کے مکنون کو کچھ چھپاتے تھے اس سبب سے کتنی باتین جو
اوستادون کی دانائی اور علم اور تجربہ کاری سے حاصل ہوئین گویا عدم سے وجود مین آئین
تھین اونہین لوگون تک رہین اور اونکے سینون مین مقفل زیر خاک گئین اور تمام عالم
کو نقصان عظیم ہوا اخلاف اوسکے اگر وہ لوگ لکھتے تو خاص و عام مستفید ہوتے اور خود ثواب
پاتے اور دنیا مین منتخب اور یادگار روزگار کہلاتے لیکن اونہون نے اس پوچ بات کے لیے
کہ دوسرا نہ واقف ہووے اپنا نام ونشان مٹایا لیکن ہم لوگ یعنے انگریز سب برعکس اوسکے
عمل کرتے اور یہ سمجھتے ہین کہ خلق خدا کو فائدہ پونہچانا اور حصول علم کو سہل کرنا سب سے بہتر ہے
خرد وکلان اور صاحبان روشن روان کو معلوم ہے کہ تحریر کو ایسا شرف ہے کہ اوسکے

کے واسطے سے لوگ اپنے دوست آشناؤن کے ساتہ دنیا کے اوس کنارے سے گفتگو
کر سکتے ہین اور ایک دوسرے کے حال سے مطلع ہوتا ہے سواے اسکے جو بات معقول یا غیر
معمول کہ کسی کی نظر سے گذرتی یا اور طرح سے احاطہ علم مین آتی ہے سبکی خبر عالم مین پھیلتی ہے
غرض فلاسفہ یونان و فرنگستان اور عرب اور ہندوستان نے اوس ایام کا جس مین تحریر کی بنا
ہوئی بہت سا تفحص کیا لیکن کچہ معلوم نہوا اور یہان تک یہ امر معدوم الخبر ہے کہ بعض حکمانے
بہت سی تلاش کتب تاریخ اور تذکرون مین کر کے اور مختلف روایتین اور عجیب و غریب حکایتین
ہر جگہ سے پاکے آخر کار جب کہین ٹھکانا نہ لگا حیران و لاچار ہو کر اسی بات پر قصہ کو تاہ کیا
کہ ابتداے آبادی دنیا مین کسی بزرگ کو الہام ربانی ہوا تھا اوسکی یہ ایجاد ہے غرض باوجود
اسکے کہ شروع اوسکی معلوم نہین لیکن معقول بات یہی ہے کہ یہ امر غیبی نہین ہے * ہر ملک کے خاص و عام مین
ایک نوع کا نقش جاری ہے جسکو استعمال مین تحریر کہتے ہین اس نقش کی سب قسمونکو استادونے دو فصلون
مین جمع کیا ہے پہلی فصل کی دو اور دوسری فصل کی تین قسمین مقرر کین غرض پہلی فصل کا نام صفت کے
اعتبار سے نقش معنی نما رکھا اور اوس قسم کی تحریر کی یہ صورت ہے کہ اوس نقش کے دیکھنے
سے جس مقصد کی گذارش منظور ہوتی ہے فوراً بوسیلہ بینائی فہم مین آجاتا ہے اسطور کے
نقش کی پہلی تقسیم کا نام معنی کی اعتبار سے نقش پیکری ہے اور اوسکی صورت یہ کہ گھوڑے کی
تصویر دیکھتے ہی فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ مقصد اوس نقش کا یہی ہے کہ گھوڑے کا خیال ذہن
مین گذرے غرض اسطرح سے جس چیز کی تصویر نظر آتی ہے اوہین فوراً اوسکا خیال گذرتا ہے
* نقش معنی نما کی دوسری تقسیم کا نام نقش ایمائی ہے اور اوسکا حال یہ ہے کہ اپنے مقصد کو
اوس نقش کے وسیلے سے ادا کرتے ہین لیکن جس چیز کی صورت کھینچی جاتی ہے اوسکی خاصیت
یا جبلی عادت یا اور کسی کیفیت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ خاص و عام کو معلوم ہے کہ
شیر ایک درندہ خونخوار ہے اس لحاظ سے شیر کی تصویر دیکھتے ہی خیال اوس جانور کی
بے رحمی کا فوراً ذہن مین آتا ہے اسی طرح سے چونکہ معلوم ہے کہ خیانت کرنی اور دغا دینی

بلی کی جبلی ہے اس لحاظ سے اوسکی تصویر دیکھتے ہی خیال اوسکی عادتون کا ہوتا ہے اسیطرح
سے تیروکمان اور تلوار آلات جنگ وپیکار ہین اونکی تصویر سے خیال جنگ کا فوراً ذہن مین
گذرتا ہے چنانچہ ایک نقل نہایت برمحل راقم کو اسوقت یاد آئی کہ جب ایک تاریخ جو یونانی
زبان مین لکھی ہوئی ہے مطالعہ مین آئی اوسکی چوتھی جلد کے ایک سو بتیسوین باب مین یہ حکایت
دیکھی کہ جب دارا شاہ ایران ملک تاتار مین یورش کرنیکے قصد سے فوج کثیر لیکر روانہ ہوا تو سردار
تاتار نے اپنے ایلچی کی معرفت ایک چڑیا اور ایک چوہا اور ایک مینڈہک اور پانچ تیر دارا کے
پاس بھیجے غرض معنی اس سوغات کے یہ تھے کہ اگر مثل چڑیا کے تم ہوا مین اوڑجا سکو یا
مثل چوہے کے زمین جا چھپو یا مثل مینڈہک کے پانی مین غوطہ مارکے تہ آب بیٹھہ رہو تو
تمہاری خیریت ہے ورنہ تاتاریون کے تیرون سے ہلاک کیئے جاؤ گے چنانچہ ایرانی فوج مین
جو دانا تھے اونھون نے سوچکر یہی مطلب نکالا اور دارا کی خدمت مین یہان تک گذارش
کی کہ وہ تاخت سے باز آیا اور صلح کرکے دارالامارة کو پھر گیا۔ اس نقل کو راقم نے تاریخ ہیرادٹس
جو یونانی زبان مین ہے دیکھا ہے۔ الغرض نقش ایمائی کی صورت یہی ہے اور قدیم ملکون مین
مقبرون پر نقوش ہر وضع کے دیکھنے مین آتے تھے اور علما علی الخصوص عاقل اونکے معنی
اسطرح پیدا کرتے ہین مگر بعضے نقش کے مطالب کا سمجھنا نہایت دشوار ہے یا بہت فکر
سے مفہوم ہوتے ہین چنانچہ چھلے کی ساخت مین ظاہرا نہ شروع نہ آخر معلوم ہوتا ہے کیونکہ
بوڑد دیکھنے مین نہین آتا ہے غرض اوسکی تصویر گویا علامت مداومت اور لا انتہائی کی ہے
اور چشم انسان کا نقش اگر درمیان ابرون کے ہوے تو خداوند عالم کی ہمہ دانی اور علم کامل
کا معنی نکلتا ہے الغرض یہی دو طور نقش پیکری اور نقش کنایہ نما کی نہایت قدیم ہین اور مصر
وختا اور ہندوستان اور دوسرے مقامون پر جہان اگلے بادشاہون اور پرانی ہستی
مٹانی سلطنتون کے خرابہ ہین اور اونکے یہ آثار اگر نہوتے تو اونکے وجود پر لوگ شک کرتے
اور گفتگو کرتے اون ملکون مین اسطرحکے نقش معنی نما تہخانون اور پرانی عمارتون پر دیکھنے مین

آسکتے ہین الغرض قسم نقش مقصد گذار کی یہ دو تقسیمین یعنے نقش ہیکری اور نقش کنایتی ہین ٭
دوسری فصل جو استادون نے تحریر کی بنائی ہے اوسکو نقش صوت گذار یا صوت نطقی
کہنا چاہیے اور اوسکے وسیلے سے صوت کی نمایش ہوتی ہے اور ہر نطق جو زبان کی حرکت
سکے ساتہ ہے گویا ایک ہوائی وجود پاتا ہے اور صرف کان کو اوسکے وجود کی خبر ملتی ہے
اوس نطق کی علامت تحریر کی جاتی ہے یعنے صوت مجسم دکھائی دیتی ہے غرض نقش صوتی
کی تین قسمین ہین پہلی کو نقش کلمہ گذار یا نقش کلمہ نما کہنا چاہیے اور اوس سے ایک کلمہ
تمامتر بغیر نظر اوپر حروف ابجدی کے جس سے اوسکی ترکیب دی ہوئی ہوتی ادا کیا جاتا ہے
چنانچہ علوم ہندسہ وہیئت وجبر ومقابلہ اور دوسرے فنون مین جو علامتین ہین اونکے
نقوش کے ایک معنی خاص ہین اور اونکی صورت دیکھتے ہی فوراً جو مخصوص معنی اوسکے مقرر
ہین ذہن مین آتے ہین اور اوس نقش کلمہ نما مین چینی زبان کی تحریر ہوتی ہے ٭ دوسری
قسم نقش صوت گذار کو نقش تفصیلی کہنا چاہیے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جو کلمہ ایک حرکت
زبان سے صرف ایک ہی مخرج ہوتا ہے اوس ایک خروج صوت کی نقش کو نقش بند نما کہنا
مناسب ہے غرض اہل جاپان اور اوسکے اطراف کے جزائر مین تحریر کی یہی صورت ہے
اور قدیم سنسکرت بید کی اسی ترکیب کی ہے ٭ تیسری تقسیم نقش صوت گذار کو نقش حرفی
یا نقش صوت بسیط گذار یا نقش ابجدی کہنا چاہیے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ بسیط
کلمہ یعنے بسیط لفظ کا نقش ہوتا ہے اور ہر نقش کا نام حرف ہے غرض زبان عربی و
پارسی وانگریزی اور دوسری زبان کی تحریر نقش ابجدی ہے ٭ غالب ہے کہ ابتدائے
آبادی دنیا مین جب جہل کی تاریکی عالم پر چھائی ہوئی تھی اوس ایام مین حالانکہ گفتگو کرنے مین
الفاظ کلمے سے مطلب کو ادا کرتے تھے لیکن جب کوئی بات قابل یادداشت کے ہوتی تھی
تو اوسکو نقش ہیکری یا نقش کنایہ مقصد گذار سے قلمبند کرتے تھے اور بعد اوسکے جب
چرچا علم کا کچھ کچھ پھیلا تو نقش کلمی اور نقش تفصیلی مین کتابون کی اور دوسری چیزون کی

تحریر ہونے لگی لیکن بتخانون اور مقبرون مین مقصد کی ادا کے لیے نقش پیکری اور معنی
کنایہ نما مستعمل ہوتے تھے الغرض نقش حرفی یا صوت بسیط گذار سب سے نہایت بہتر ہے
لیکن اسمین بھی حاجت زیادہ تر سہل کرنیکی باقی ہے اور جب تک بسبب اختصار علامت
کلمات یا حروف کے تحریر مین سرعت تقریر کی بلکہ برق رفتاری خیال کی نہین پیدا ہوویگی
خامی رہ جائیگی کیونکہ مضامین کے صرف لکھنے اور قلمبند کرنے مین جو تاخیر ہوتی ہے اوس
عرصے سے سو گونہ زیادہ ہے جو آمد مضمون مین ہوتی ہے اور قیاس سے بعید نہین ہے
کہ اوسکی تدبیر جیسا کہ چاہیے کیجائیگی * کئی طرحکی مختصر تحریر یا رمز نویسی اہل فرنگ مین جاری
ہے اور اوسکے ذریعہ سے تقریر کے ہر لفظ کو معاً زبان سے نکلتے ہی لکھہ لیتے ہین چنانچہ
مشہور ہے کہ انگلستان کی پارلیمنٹ مین جو صلاح امور مملکت کیواسطے ہر شہر کے کارگذارون
کا مجمع خاص ہے جب کسی امر عظیم مین اون لوگون مین گفتگو ہوتی ہے تو ہر شخص کی تقریر
جو نہین شروع ہوتی ہے مختصر نویس لکھہ لیتا اور پانچ چار جملے کا پرچہ ہرکارون کے ہاتہ
چھاپے خانے کو روانہ کرتا ہے اور وہان چند لمحہ مین چھپ جاتا ہے اور اسیطرح سے
سو پچاس صاحبون کی تقریر جو اونہون نے شب کو کی تھی کیونکہ رات ہی کے وقت
اہل پارلیمنٹ کی جمعیت ہوتی ہے وہ لفظ بلفظ صبح کو اخبار کے کاغذ مین چھپی ہوئی نظر
آتی ہے الغرض مختصر نویسی کے جب یہ فائدے ہین اور نقش بسیط گذار یعنی ابجدی باوجود
اس اختصار کے قابل اصلاح کے ہے تو ختائیون کی تحریر کو کیا کہنا چاہیے کہ بعض لفظ
کے نقش مین ساٹھہ یا ستر کششین قلم کی صرف ہوتی ہین سوا اسکے جو شخص دوسرے
ملک کا جیسا کہ فرنگستانی یا ہندوستانی اونکی زبان کو سیکھا چاہے تو انواع طرحکی دقتین
درپیش آتین اور طبعیت کو پریشان کرتین ہین خصوصاً اکثر فرنگستانیون نے جو ختائی
زبان کی خاصیت اور نقوش کی وضع کو بیان کیا تو یہ لکھا کہ نقوش الفاظ نما جو اونکے ہین
سب بہ قسم معنی دار ہین اور بعض نقش پیکری اور اکثر نقش سبب ادا کے اعلی کنایون سے

اکثر ہینیا نہین بافضل دو عیسائی پادری علماے باکمال وفضلاے بے مانند وہمال نے ملک چین مین جاکر نہایت غور سے جو دریافت کیا تو دیکھا کہ ختائی نگار کو نقش صوت نما کہنا لازم ہے اور پادری گونسالو نیز صاحب نے اونکے نقوش مین علامت گویائی موجود پاکر ایک کتاب ختائی زبان کے حروف تہجی کی بنائی ہے اور اونکے شاگرد رشید پادری کالیری صاحب نے ایک کتاب زبان لاٹین یعنے روم قدیم کی زبان مین جو بیشتر ماخذ زبان انگریزی ہے اور بدون اوسکی دریافت کامل کے انگریزون مین کوئی شخص عالم نہین کہلا سکتا تصنیف کی ہے اور اوس کتاب مین صدہا دلیلون سے اوس فاضل کامل نے ثابت کیا ہے کہ اوسکے اوستاد پادری گون سالو نیز صاحب نے جو نقشہ بنایا ہے اور علامات صوت یعنے حروف جو ختائی زبان مین پایا ہے سب درست ہین * چونکہ یہ امر نہایت وحشت آور ہے کہ وہ بزرگ سب جو ملک ختا مین جاکر رہے اور وہان کے جزو وکل حال کو لکہا اور کوئی عقدہ نقیر وقطمیر کا بے حل کیے نہین چھوڑا اونپر یہ راز نہین کہلا اور باوجود چینی زبان سیکھنے اور اوسمین کمال حاصل کرنیکے اون لوگون سے زبان کی ماہیت کے بیان مین یہ غلطی صادر ہوئی اسواسطے اونکی غلط فہمی کے باعث اور وجہونکو لکہنا چاہیے اور اس مقام پر راقم اپنی کوئی دلیل نہ لکھکر ترجمہ بعض مقامات پادری کالیری صاحب کی کتاب لاٹین کا واسطے تشفی خاطر ناظرین تاریخ چین کے درج کرتا ہے * پادری صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ کئی سبب اس غلط فہمی کے ہوئی پہلا یہ کہ فرانسیسی پادری سب جو اوائل مین ملک ختا مین گئے اور وہان کا احوال لکھے وے اکثر چیز کو جو اوس سرزمین سے متعلق تھی نادر وعجیب قیاس کرتے تھے دوسرا یہ کہ چونکہ علماے فرنگ کے ذہن کا مقتضا ہے کہ ہر شے کے اجزا کو جدا کرکے ہر جزو کو جداگانہ ملاحظہ کرین اور جہان تک کہ ذہن کو رسائی ممکن ہے تلاش کو وسعت دیوین اس سبب سے اون لوگون نے بسایط حروف ختائی کو جداگانہ ملاحظہ کیا مگر اسواسطے نہین کہ صوت جسکے علامات

وہ سب ہین ہر بسیط سے اخراج ہوے جیساکہ اور زبانون کے حروف سے ممکن ہے
لیکن تاکہ ہر بسیط کے معنی جداگانہ کو دریافت کرکے ایک معنی مجمل ہر نقش سے جو کہ مرکب
اون بسائط سے ہے پیدا ہووے تیسرا یہ کہ صورت عجیب جو ختائی نقوش کی ہے
اور جتنین جتنی کششین ہین وے اگر جداگانہ ملاحظہ کیجاوین تو بعض کشش سے فی الجملہ
ایک طرحکا مقصد ادا ہوتا ہے لیکن وہی کششین جب جمع ہوکر کسی ایک نقش مین داخل
ہوتین ہین تو مجمل ہونے سے کسی کشش واحد کے معنی باقی نہین رہتے ہین اور وہ کششین اس لیے
جمع کی جاتین ہین تاکہ موافق رسم خط کے اوسکے مین بصورت اعراب داخل رہنے سے انتشار
خاطر کے مانع ہووین چوتھا سبب اس غلط فہمی کا یہ ہے کہ ایک ختائی عالم نے اپنی زبان کے
بالکل نقوش مروج کی چھ قسمین مطابق جنس کے جو کین تو فرنگستانی علما نے اوس تفریق کو
بنیاد قرار دیکر ختائی نگار کو مقصد گذار قرار دیا حالانکہ اوس تقریر سے ثابت ہے کہ اگر اسی تفریق
کو درست سمجھیے تو وہ ایک بڑی قوی دلیل ہے کہ ختائیون کے نگار کو صوت گذار او نطقی نما
کہنا چاہیے اور فرضاً اگر اس تفریق سے یہ بات معلوم ہوتی کہ بقول علماے فرنگ کے
ختائیون کے نقش و نگار بالکل مقصد گذار ہین تو ایک عالم واحد کی راے کا کیا اعتبار ہے
اس ختائی حکیم نے جو اپنی زبان کے نقوش مستعمل کو موافق جنس کے تفریق کیا تو ایک قسم کو
تمام نقوش پیکری ملقب کیا اور اس قسم مین وہ نقوش تصویر نما ہین جو کسی چیز پر شباہت
کے وسیلے سے دلالت کرتے ہین چنانچہ آفتاب و مہتاب کی تصویر کے نقوش سے
مشبہ پر دلالت ہوتی ہے اور دوسری قسم مین وہ نقوش ہین جنسے خاصیتین اشیا کی
معلوم ہوتی ہین اور جو دلالت اوپر اون چیزون کے کرتے ہین جنکی تصویر نہین کھینچی
جاسکتی چنانچہ احدیت کی علامت باعتبار یکرنگی کے خط راست ہے اوسکو اوسی
بزرگ نے نقوش مقصد یکنایہ نما نامزد کیا ہے اور تیسرے قسم مین وہ نقوش ہین جو مرکب
دو یا تین یا چار یا زیادہ نقش واحد سے ہین اور ترکیب مین اوس نقش مجمل کے ایک معنی

عام ہین چنانچہ ایک نقش واحد آفتاب کے اوپر اور دوسرا مہتاب کے اوپر دلالت
کرتا ہے اور اگر یہ دونون نقوش مرکب ہووین تو ایک نقش با معنی عام ہوتا ہے اور روشنی
پر دلالت کرتا ہے ایسے نقوش کو اوس ختائی نے نقش معنی زیادہ کن نامزد کیا ہے اور
چوتھی قسم مین اوس حکیم نے اون نقوش کو داخل کیا ہے جو نطق سے متعلق ہین اور اونکو
نقوش صوت گذار کے نام سے نامزد کیا ہے اور پانچوین قسم مین وہ نقوش ہین جو معنی لغوی
سے گذر کے بعض دفعہ معنی مرادی سے اور کبھی بمجاز و استعارہ مستعمل ہوتے ہین اور بعض
اوقات معنی مخالف پیدا کرتے ہین فی المثل جو نقش جسکے لغوی معنی پادشاہ ہین وہ استعارے
مین معنی ظالم پیدا کرتا ہے اور جس نقوش کے لغوی معنی دل ہین وہ معنی عشق مین مستعمل
ہوتا ہے غرض اس قسم کے نقوش کو اوس ختائی نے ملقب بالفاظ گیرندہ معنی ساختہ و
لباسی کیا ہے اور چھٹی قسم کے وہ نقوش ہین جو اگر ذرہ بھی کج یا منقلب کیے جاوین
تو اصل معنی کے ضد جو معنی ہے وہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جس نقش کے معنی اوپر ہین وہ اولٹ
دینے سے نیچے کے معنی کی طرف دلالت کرتا ہے اور جس نقش کا معنی پیر مرد ہے اگر منقلب
ہووے تو مرد مردہ پر دال ہوتا ہے اور اوس قسم کو حکیم ممدوح نے حروف تغیر پذیر و قابل
انقلاب قرار دیا ہے الغرض اجناس حروف ختائی کی اس تفریق کو فرنگستانی علمائے معقول
تصور کر کے اس بات کی بنیاد قرار دی ہے کہ ختائی حروف کو نقوش مقصد گذار کہنا
چاہیے اور یہ نہ سمجھے کہ خود اوسی ختائی عالم نے چوبیس ۲۴ ہزار نقوش سے جنکے جنس کی
یہ تفریق کی ہے اون مین سے پانچ قسم کے حروف یعنے نقوش پیکری اور نقوش مقصد
یکنایت نما اور نقوش معنی زیادہ کن اور نقوش گیرندہ معنی ساختہ و لباسی اور نقوش تغیر پذیر
اور قابل انقلاب جملہ مین صرف دو ہزار ہین لیکن فقط صوت گذار کی قسم کے نقوش
بائیس ۲۲ ہزار ہین غرض ظاہر ہے کہ جب کسی زبان مین نقوش پیکری و معنی یکنایت نما
صرف دو ہزار ہووین اور حروف جو نطق سے متعلق ہین بائیس ہزار ہووین تو اوس زبان کی حروف

بیشک صوت گذار ہین اور تکلف یہ ہے کہ جس خطائی حکیم کے سخن پر فرنگستانی علمانے بنیاد اپنے قول کی ڈالی ہے اوسی سخن مین ایک ایسی قوی دلیل وس امر کے ابطال مین موجود ہے اور یہان تک ہمارے یہان کے علما اس بات پر لوٹے رہے کہ اوہنون نے نہایت کوشش اور سعی سے خطائی حروف کے شبیہ سے معنی کنایہ نکالا ہے اور معلوم نہین کہ اوہنون نے کسطرح سے صورت وصفت مین مشابہت پائی غرض ہمسے جاہلون کو کچہ تمیز نہین ہوتی ہے ۔ الغرض اس تقریر کو طول دینا اور خطائین جو اکثر علمانے بہ نسبت زبان کی ہین جست وجو سے نکالنا زیادہ مشکل نہین ہے غرض چونکہ تاریخ کا ضابطہ یہ ہے کہ منجملہ اور حالات ملک کے کچہ مختصر تذکرہ وہان کی زبان کا بھی ہو نہ کہ دفتر کا دفتر اوس باب مین لکہا جاوے اس لیے مناسب ہے کہ فقط لون سو صاحب کے قول کے ترجمہ پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ ولایت امریکا مین وے اکمل الفضلا تھے اور اوہنون نے بہت سے علما کے اقوال بہ نسبت خطائی زبان کے جمع کرکے یہ فرماتے ہین کہ قاعدہ خطائی تحریر کا حقیقت مین نقش مقصد گذار نہین ہے جیسا کہ لوگون نے تصور کیا ہے بلکہ اوسکو نقش کلمہ گذار کہنا چاہیے اور نقش مقصد گذار ایک چیز خیالی ہے اور چونکہ اکثر امور کی ادا اوسکے ذریعہ سے ممکن نہین ہے اس جہت سے اوسکو نقش قرار دینا مناسب نہین کیونکہ انسان کو قوت ناطقہ ہے اور نقش اوسیکو کہہ سکتے ہین جو کہ زبان استعمالی پر دلالت کرے نہ کہ اوسکو جو مثل نقش مقصد گذار کے خیالات کو صرف مدرکہ تک سوا ین زبان استعمالی سے رسائی دیوے الغرض جتنے اقسام نقش کے دنیا مین مروج ہین سب نقوش وعلامت لبسایط نطق کے ہین جنکی تین قسمین ہین یعنے علامت کلمہ کی اور علامت بند کلمہ کی اور علامت لبسایط کلمہ کی اور پہلی قسم نقش کلمہ گذار ہے اور دوسری قسم نقش بند نما اور تیسری قسم نقش ابجدی ہے الغرض اس تاریخ کے راقم نے جو کچہ کہ ارباب سخن کی خدمت مین قوعد خطائی نقوش کے بیان کیے ہین صرف مطابق اپنی عقل ناقص کے قیاس کے نہین بیان

مین لایا چنانچہ بڑے بڑے ادیبون کے قولون کا خلاصہ یہی ہے جو مذکور ہوا اور اب
اس امر مین خاتمہ تقریر کا اسی پر کرنا چاہیے کہ کتاب زبان لاٹین جو پادری کالیری صاحب نے
قواعد اور حقائق ختائی زبان مین تصنیف کیے ہین اوسکے کئی باب کا ترجمہ بیان پر درج
کیا جاوے تاکہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہووے انشاء اللہ تعالی الغرض باب ششم کتاب
مذکور کا بیچ بیان بسائط حروف ختائی کے ہے اور بعد ایک دو جملہ تمہید کے پادری صاحب
ممدوح اسطور پر فرماتے ہین + کہ اوپر خاص وعام کے ظاہر ہے کہ بالکل اقسام نگارحرفی
مین ایک قاعدہ بہ نسبت اوس ترتیب کے مقرر ہے جسکے مطابق واسطے مرکب کرنے
کسی کلمہ کے ایک حرف بعد دوسرے حرف کے علی التواتر لکھا جاتا ہے + یہ طور نگارش نہایت
سلیس ہے کیونکہ اسکی ترتیب مطابق حروف کے تلفظ کے ہے اور بعض زبان مین ترتیب
حروف کی ترکیب لفظ مین داہنی طرف سے اور بعض مین بائین طرف سے شروع ہوتی ہے
چنانچہ انگریزی ولاٹین وفرانسیس وغیرہ کا قاعدہ چپ سے راست اور عربی فارسی وغیرہ
مین راست سے چپ کی طرف ترکیب لفظ شروع ہوتی ہے غرض اس قاعدہ کی سلاست
ایسی ہے کہ کیسا ہی کودن کیون نہووے مگر یاد کر لیویگا چنانچہ فی المثل اگر خوشی کا لفظ
لکھنا کوئی چاہے تو پہلے خ اور بعد اوسکے و اور پھر ش اور آخر کو ی بیشک لکھیگا
اور یہ ترتیب نہین دیگا کہ پہلے ش اور بعد اوسکے خ اور پھر ی اور بعد اوسکے و تحریر
ہووے الغرض اسیطرح سے زبان ختائی کی نگارش مین بھی دستور بہ نسبت ترتیب پانے
حروف کے ترکیب لفظ مین مقرر ہے لیکن باینہمہ درمیان قواعد اقسام نگار ابجدی
کے اور قواعد ختائی نگار کے بہت فرق ہے چنانچہ نگار ابجدی کے حروف کی اسقدر
نسبت ساتھ نطق کے ہے کہ کسی کلمے کے مرکب بسائط کو علی التواتر تفریق کرنے سے
فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کلمہ مین کون ترتیب حروف کی درست ہے غرض نگار
ختائی اسکے عین برعکس ہے اور جس ترتیب سے حروف کے بسائط کی ترکیب چاہیے

صرف تلفظ سے نکلتی ہے کیونکہ ہر کلمہ جسکی ایک ہجے ہین یعنے جسکا مخرج زبان کی ایک
حرکت سے پیدا ہے اکثر تفریق پذیر نہین ہوتا یعنے اوسکے بسائط جدا ہوکر اپنی اصل پر
قائم نہین کیے جا سکتے غرض ویسے کلمہ کی ایک مرکب علامت ہوتی ہے جسکے بسائط ترکیبیہ
متعلق صوت سے نہین ہے سواے اسکے نگار ابجدی مین چونکہ حروف علی التواتر ایک
سیدھی سطر مین ترکیب لفظ مین لکھے جاتے ہین اس جہت سے واسطے دریافت
ترتیب حروف بیچ ہر کلمہ کے حاجت صرف شروع سطر کو قرار دینے کی ہوتی ہے لیکن خلاف
اسکے ختائی حروف کی شکلین اکثر مدور یا مربع ہوتی ہین اور اسی وجہ سے اوس زبان کا مبتدی
بسائط مرکبہ کی ترتیب از خود نہین دریافت کرسکتا ہے اور اسی وجہ سے اہل فرنگ جو
نوآموز اوس زبان مین ہین اور طریق صحیح ختائی حروف کے لکھنے کی نہین جانتے ہین
وے اکثر بسائط ترکیبیہ کو اوسی نامعقول ترتیب سے مرکب کرتے ہین جیسا کہ تمثیلاً
بیچ لفظ خوشی کے مذکور ہوا ہے اور وے حروف ختائی کو بسبب نادرستی تحریر کے
ایسا مسخ کر ڈالتے ہین کہ اونکی شکلون پر ختائی جھلا ہنستے اور علما بنظر حقارت دیکھتے
ہین چونکہ نزاکت وسلاست ختائی تحریر کی متعلق اوپر معقول دانست ترکیب بسائط
کی ترتیب کے ہے اس سبب سے تمام ممالک چین مین ایسا شخص کم ہے جو حروف کی
تحریر کی طریق مروجہ کے مطابق عمل نہین کرتا ہے اور طالب العلمون کو یہ طریق معلم سب
بہت کوشش اور توجہ کے ساتھ سکھلاتے ہین اور حالانکہ اسکی وجہ کو اونہون نے
خواہ خوف ورود مشکلات کے سبب سے خواہ صدور اغلاط کے احتمال سے کبھی نہین لکھا ہے
لیکن لڑکون سے موافق طریق عام کے حرفون کی مشق کرواتے ہین اور منجملہ قواعد تحریر
کے جو یہ لوگ سکھلاتے ایک یہ ہے کہ کسی حرف کو نیچے سے یا داہنی طرف سے شروع کرنا
نہین چاہیے بجز حروف مربع کے کہ جو داہنے پہلو سے شروع ہوتے ہین ۔ الغرض
اہل فرنگ کی طبیعت چونکہ طرف تلاش اور ہر چیز کے اجزاے مرکبہ کی تفریق کرنے کے

مایل ہے اس جہت سے واسطے تحقیق کرنے اس امر کے کہ کیونکر بغیر معلم کی مدد کے ختائی حروف
سیکھے جا سکتے ہین اونہین عقل کی حاجت تھی اور اسکا طریقہ ایجاد کیا ہوا اکمل افضلا جناب
پادری گنبسا لوینر صاحب کا ہے حالانکہ اونہون نے بیان تصریح جیسا کہ چاہیے نہین کیا ہے
غرض اس طریقے کی تین ترکیبین ہین اول یہ کہ تعریف صحیح اون بسائط کی جنسے ختائی حروف
مرکب ہین بیان کرنی ضرور ہے اور دوسرے یہ کہ طریق معہودہ و مشروطہ جو ختائیون مین بسبب
بہم آنے ایک بسیط بعد دوسرے کے جو مطابق طریق ابجدی کے مروج ہے دریافت
کرنی چاہیے اور تیسرے یہ کہ مطابق طریق جو مذکور ہوا ختائی حروف کو انتظام دینا چاہیے کیونکہ اگر
ختائی حروف کے بسائط یعنے وہ خط سب جنسے ہر نقش کی ترکیب ہوتی ہے غور سے
ملاحظہ کیے جاوین تو محض ناواقف شخص کو بھی صاف معلوم ہوگا کہ یہ بسائط صرف ایک
قسم کے نہین ہین اور اقسام جداگانہ اون سب خطون کے کیے جا سکتے ہین علماے ختائی نے
بہت سا قصد تفریق اور نامزد کرنیکا کیا ہے لیکن ایسے امر سہل مین بھی اونکو اتفاق نہین ہے
اور بعض کہتے ہین کہ خط کی چھہ قسمین ہین ❊ غرض حروف فرقے کے فرنگی پادریون نے
بیان انہین چھہ قسمون کا موافق قدیم علماے ختا کی راے کے کیا ہے لیکن متاخرین اس
راے کو اسوجہ سے باطل کرتے کہ بعض خط جو علٰحدہ اون چھہ قسمون سے ہین شامل اونکے
نہین ہے اور بعض علماء ختا کی راے یہ ہے کہ خطون کی آٹھہ قسمین ہین اور جنکی پھر تقسیم ثانی قرب مشابہت کے
اعتبار سے کی گئی ہے غرض یہ راے مشہور ہوئی اور اندنون علماے ختا اوسکو درست جانتے ہین لیکن
اس سے تسکین اور تشفی خاطر اوس شخص کی نہین ہووےگی جو ہر چیز کے رگ و ریشے کو جدا کرکے
اجزا کو اصل پر تقسیم کرنیکا عادی ہووےگا کیونکہ اس تقسیم مین دو قسم بعض خطون کی کی گئی ہے
جو حقیقت مین ایک ہی ہین اور بعض جو جدا ہین ایک مین شامل ہوے ہین ❊ الغرض بعد
نہایت واقفیت کے جناب پادری گنبسا لوینر صاحب نے تشریح کرکے صحت کے ساتھہ یہ مقرر
کیا کہ مفرد خطوط یعنے بسائط مرکبہ جو نہایت متفرق ہین نو قسمون کے ہین اور حالانکہ بعض

آپسمین اندک مختلف ہین لیکن اصلی شکل وصورت مین مغائرت نہین ہے چونکہ صرف تعریف صحیح شکل وشمار مفرد خطوط کی بیان کرنی اور ترتیب جسمین حرفون کو لکھنا چاہیے واضح دکھانی اور نگار ابجدی کے دستور پر حرفون کو لغت مین تنظیم دینی کافی نتھی اس سبب سے ضرور ہوا کہ سوا جمع کرنے خطوط کی علیحدہ قسمون مین ہر خط کو جو جگہ بے تبدل اپنی قسم مین علی التسلسل چاہیے معین کیا جاوے یعنے بطور سلسلہ ابجدی کے ایک خط کو اپنی قسم مین پہلی جگہ ملے اور دوسرے خط کو دوسری جگہ دی جاوے اور اسیطرح سے ہر خط کی جگہ موافق سلسلہ کے مشخص ہووے جسطرح سے حرف ا فارسی زبان مین قبل حرف ب کے ہے اور ب قبل حرف پ کے واقع ہے ؞ الغرض اکمل الفضلا یعنے صاحب ممدوح نے یہ سررشتہ مقرر کیا اور ذیل مین جو قاعدہ تہجی کا اونکا نکالا ہوا مندرج ہے چاہیے کہ مبتدی اوسکو خوب یاد کرے اور طرح طرح کے تلفظ جو ہر خط کے ساتھ ہے زبان کی نوک پر رکھے یعنے ١ چو ــ ہو ا ے کیو رپی ح ای اکوین ا کیوے ر ڈی ں نا ؞ اب بغیر دقت کے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس قاعدہ تہجی کی مدد سے ختائی حروف موافق ترتیب ترکیبی کے جو فارسی زبان کے الفاظ کے لیے مروج ہے انتظام پا سکتے ہین اور اسی معقول ترتیب سے ایک طریق انکو ترکیب دینے اور تحریر کرنیکا ساتھ درستی کے مستنبط ہو سکتا ہے چنانچہ کتاب لغت فارسی مین لفظ ابرو قبل لفظ باری کے اس لیے درج ہے کہ حرف آ جس سے ابرو کی شروع ہے وہ قاعدہ ابجدی مین قبل حرف ب کے ہے جس سے باری کی ہجے شروع ہوتی ہے اسیطرح سے ختائی حرف ـــ لغت مین قبل حرف ـــ کے ہے اس لیے کہ وہ خط جس سے اوس حرف کا شروع ہے وہ قاعدہ ابجدی مذکورہ بالا مین قبل خط چ کے ہے جس سے یہ حرف شروع ہوتا ہے ؞ جب دو فارسی لفظ ایک ہی حرف سے شروع ہوتے ہین تو دیکھا چاہیے کہ دونوکا دوسرا حرف کون ہے اور موافق دوسرے حرف کی تقدیم کے ترتیب دی جاتی ہے چنانچہ لفظ ابرو قبل لفظ آتش کے لغت مین درج ہے اس لیے کہ ابرو کا دوسرا حرف ب قبل

آتش کے دوسرے حرف ت کے قاعدۂ ابجدی مین ہے اسیطرح سے ختائی حرف
جو حرف ... کیطرح ایک ہی خط سے شروع ہوتا ہے لیکن اوسکے قبل لغت مین اس لیے درج ہے کہ
پہلے لفظ انکا دوسرا خط — قاعدہ ابجد مین قبل دوسرے لفظ کے دوسرے خط ... کے واقع ہے
اگر دو فارسی لفظ کے دونون پہلے حرف ایک ہی ہووین تو موافق تیسرے حرف کی تقدیم
کے ترتیب دیجاتی ہے چنانچہ لفظ ابرو قبل لفظ ابنوس کے لغت مین اس لیے درج ہوتا ہے
کہ لفظ ابرو کا تیسرا حرف ر قاعدۂ ابجد مین لفظ ابنوس کے تیسرا حرف ن کے قبل ہے
اور بعینہ یہی حال ختائی زبان مین ہے غرض دو لفظ فارسی مین اگر تیسرا چوتھا اور پانچوان
حرف ایک ہی ہو تو چوتھے پانچوین چھٹے حرف سے آگے بڑھتے ہوے آخری حرف
تک دیکھنا ہوتا ہے جب تک حرف فارق نہ ملے اسیطرح سے جب ختائی حروف کی
ترکیب مین وہ حرف ایسے ملتے ہین جنکے تیسرے یا چوتھے یا پانچوین خط ایک ہی ہووین
تو چوتھے یا پانچوین یا چھٹے خط لغایت خط آخر دیکھنا چاہیے تاکہ خط کی تقدیم موافق
قاعدۂ ابجد کے مستنبط ہووے ✤ جس طرح سے فارسی زبان کے تمام الفاظ کی قسمین
قسمین ہین یعنے اصلی تقسیمین شمار مین موافق عدد حروف ابجد کے ہین اوسیطرح سے
ختائی زبان کے بالکل حروف کی سات قسمین بسبب اسکے ہین کہ ابجدی خطوط جن سے
کہ اونکا آغاز ہے جملے مین سات ہین ✤ ختائی حروف کو ابجدی ترتیب مین انتظام
دینے کے واسطے ضرور ہے کہ ترکیب اونکی تحریر کی خوب معلوم ہووے اور اوس سے
صرف علما واقفیت رکھتے ہین لیکن جسوقت کہ ایک قسم وافر کے حروف کی ترتیب
موافق قاعدۂ ابجدی کے دی گئی اوسوقت صرف اوسی کی مدد سے اور بغیر کسی استاد
کی استعانت کے ترکیب تحریر کی معلوم ہوسکتی ہے چنانچہ جملے سے فہرست حروف
... اسکے ... کا سیکھنا مبتدیون پر اہم اور واجب ہم جانتے ہین وہ قسم ہے جسمین
دس خطوط ہین اور یہ قسم حروف کی اٹھارویں صفحہ سے اکتیسوین تک مطبوع ہے ✤

الغرض جیسا کہ مذکور ہوا ترکیب مین پہلی جگہ اون حروف کی ہے جو ابجد کے پہلے
خط سے شروع ہین اس جہت سے ہمارے نزدیک مناسب ہے کہ خط ۱ اون حروف
جن مین غالب معلوم ہووے جو جملے مین چھبیس ۲۶ ہین قبل دوسرے سب خطوط کی لکھا جاوے
دوسرے درجے مین اون حرفون کو لکھا چاہیے کہ جو ابجد کے دوسرے
خط سے شروع ہین اور اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ کون سے
خط کو دوسری جگہ مین لکھا چاہیے یہ ضرور نہین کہ موقع ہر حرف
کا نسبت مین ہر قسم حرف کے جسمین خطون کے عدد برابر ہین دیکھا جاوے بلکہ دیکھنا
چاہیے کہ وہ خط کون سی جگہ نسبت اور حروف اوسی قسم کے رکھتی ہے یعنی بیچ اون
حروف کے جن مین ایک علامت سب کے لیے عام ہے چنانچہ چھبیس ۲۶ حرف کے جملے سے
جنکا شروع خط ۰ سے ہے آٹھ حروف مین دوسرا خط ۱ ہے اور آٹھ حروف مین دوسرا خط ــ ہے اور
پانچ حروف مین دوسرا خط ٦ ہے اور چار حروف مین یہ خط ر ہے اور ایک مین دوسرا خط
ر ہے غرض اسیطرح جملے سے اکیس حرفون کے جو شروع خط ــ سے ہین تین حرفون
مین وہی خط ــ موجود دوسری جگہ مین بھی ہے اور تین حرف مین دوسرا خط ر
ہے اور دو حرف مین خط ح کو دوسری جگہ ہے اور تیرہ حرف مین دوسرا خط ا ہے
اسیطرح سے نسبت مین تیسرے خط کے صرف وہی حروف آپسمین مشابہ سمجھے جاتے ہین
جن مین پہلے دو خط اوس قسم ابجدی مین عام ہین چنانچہ جملے سے آٹھ پہلے حروف متعلق
قسم ۱ کے سات حرف مین تیسرا خط ــ ہے اور صرف دو حرف مین یہ خط ا ہے
الغرض اسی وضع کی تقریر سے وہ ترتیب جسکے مطابق دوسرے خطون کو لکھنا چاہیے
معلوم ہو جاتیگی اور غیر دیار مین بھی اصل حقیقت طریقہ تحریر کا جو ختا مین صرف مشق کروانے
سے سکھلایا جاتا اور جسکے سبب سے خوش وضعی اور خوبصورتی بلکہ اگر کہتے تو ہیئت حقیقی ختائی
حروف کی حاصل ہوتی دریافت مین آسکتا ہے * اور خود اہل ختا بسبب بیخبر ہونے

اس طریق ابجدی سے جو کہ حروف کی تقسیم درست جاننے کے واسطے ضرور ہے اپنی کتب لغت مین بہت سے حروف کو خلط ملط کیا ہے اور صرف اسی وجہ سے کہ اون مین خطون کی عدد برابر ہے ایک جگہ پر اونکو جمع کیا ہے لیکن اسی سبب سے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو سو حروف ایک قسم کے خواہ نخواہ دیکھنے پڑتے ہین تب کہین جس حرف کی خواہش ہے نظر آتا ہے اور اگر اوس تلاش مین ذرہ سی طبیعت ہٹ گئی یا شمار کرنے مین خطون کے سہو ہووے تو اپنا مطلب فوراً خبط ہو جاتا ہے ٭ جب کہ یہ حال ہے تو تعجب نہین کہ بہت کمتر لوگون کو استعداد فاضلانہ ختائی زبان مین ہوتی ہے اور وے بھی محنت شاقہ سے اوسکو حاصل کرتے ہین ٭ یہان تک راقم تاریخ چین ہذا نے پادری صاحب ممدوح کی کتاب کے آٹھوین باب کا ترجمہ کیا اب لازم ہے کہ ایک باب جو ختائی حروف کے معنی کے بیان مین اونہون نے لکھا اور اپنی تصنیف مین دسوان باب قرار دیا ہے ترجمہ ہووے ٭ پادری صاحب ممدوح یہ فرماتے ہین کہ مخفی نرہے کہ اکثر ختائی حروف کے دو معنی ہوتے ہین ایک وہ معنی مفرد جو ہر فرد حرف سے متعلق ہے اور دوسرے وہ معنی اجماعی جو دو یا تین یا چار حرفون کے ایکجا ہونے سے پیدا ہوتا ہے ٭ اگر قدیم کتابین ختائیون کی دیکھی جاوین تو ظاہر ہو ویگا کہ اوائل مین ہر حرف کا ایک معنی خاص یعنے حقیقی اور غیر مجازی مطابق ختائی حروف کے قاعدے کے جو حقیقت مین قاعدہ نقش معنی یا صوت گذار ہے مشہور تہا لیکن جس حال مین ختائیون کی طبیعت شاعرانہ بمثل دوسری شرقی قومون کے نفرت سیدھی سادھی تقریر سے کی تو حرفون کے معنی حقیقت سے گذر کے طرف مجاز کے رجوع کیے گئے اور بعضے حروف کا استعمال یہان تک مراد یہ معنی مین کیا گیا کہ قسم صوت گذار سے وہ متعلق نرہے ٭ غرض یہ خاصیت مفردی اور مجازی حروف کی جو قدیم ایام کی وجہ تقریر سے پیدا ہوئی حقیقت مین باعث اوس صحت اور قوت اور تقریر کی رونق کا ہے جو ختائیون کے قدیم مذہب کی کتابون مین

قابل پسند کے ہے لیکن اسی سبب سے ابہام کو جگہ ملی اور درست لہجہ کی حاجت ہوئی اور عوام کے ذہن نشین بنائی جا سکی اسطرح سے رفتہ رفتہ تبدیل حرفون کی معنی مفرد سے معنی اجمالی کے ساتھ ہوئی خلاصہ یہ ہے کہ خاصیت ختائی زبان کی جو اوائل مین مفرد لہجے تھی بدل گئی اور اوس سبب سے اجزاے تہجی ہر کلمے مین کثیر ہوے اور اسیطرحکا تغیر ایک ہجے سے بہت سی ہجون تک اون شرقی زبانون مین زیادہ تر نظر آتا ہے جنکو اپنے ماخذ و منبع سے زیادہ دوری ہے اور جنکے بولنے والون مین جہل باقی نہین رہا ہے بہرکیف ایام آخر مین ختائیون نے اکثر دو کلمہ مفرد لہجے کو ملا کر استعمال کرنا شروع کیا یعنے ایک حرف کی جگہ مین دو حرفون کو واسطے بیان ایک مقصد مفرد کے استعمال کیا اور عموماً ایسا ہی ہے کہ دو حرف اجمالی سے وہی معنی نکلتے ہین جو اونکو جدا کرنے سے ہر ایک کا معنی ہوتا ہے اور اوس صورت مین سمجھا چاہیے کہ دونون حروف تصریح ایک دوسرے کی کرتے ہین لیکن چونکہ اکثر ایسا ہے کہ دو حرف اجمال کو جدا کرنے سے ہر فرد کے معنی کو اجمال معنی سے نسبت نہین رہتی ہے اس سبب سے دعوی ہمارا ہے کہ اسطرح کے مجمل حروف کو الفاظ ذو ہجّہ اور لاممکن التفریق کہنا چاہیے چونکہ ختائیون کی زبان تحریریہ اور زبان تقریریہ کے مبنی ہے اس جہت سے کیساہی اجمال حروف کا کیون نہووے اون لوگون کو وقت سمجھنے مین نہین ہوتی ہے برخلاف اسکے اہل فرنگ اور دوسرے غیر ملکیون کو جو زبان تقریریہ سے واقف نہین اونکو تمیز کرنے مین درمیان الفاظ ذو ہجہ اور ایک ہجہ کے بہت سی دقتین بسبب نہونے علامات ممیز و فارق کے پیش آتی ہین اسی سبب سے اکثر ترجمے سب جو ختائی کتابون کا موجود ہے اونمین بہت سے مقام مصنف کے مطلب کے خلاف ہے اور جس حال مین موافق بھی ہوتا تو انداز عبارت کا انوٹھا اور کم ڈھب نظر آتا ہے اور اس بے سلسلے پن کو ناواقفیت مترجم کی طرف نہ کہ اصلی ذہن ختائی کی طرف رجوع کرنا مقتضاے انصاف ہے * چونکہ قضیہ دستورین باب کا ہیچ بیان

اوس ترتیب کے ہے جسکے مطابق پادری صاحب ممدوح نے اپنی تصنیف کو مرتب کیا اس لحاظ سے مولف تاریخ ہذا نے اوسکا ترجمہ لا ینفع سمجھا غرض بارہوان باب قابل ملاحظہ ناظرین تاریخ چین تصور ہوا اور اوسکا ترجمہ یہ ہے کہ واسطے زیادہ ترقی کرنے بیچ تحصیل ختائی زبان کی تحریر یا تقریر کے ضرور ہے جیساکہ دوسرے علوم کی تحصیل کے لیے چاہیے کہ اول ذہن ہو اور دوسرے محنت اور توجہ تحصیل مین کیجاوے اور چونکہ طریق پڑہنے کا ترقی جلد یا دیر پا کا باعث ہوسکتا ہے اسواسطے چند باتین قابل غور و التفات کے بیان کرنا چاہیے چنانچہ مکتب خانون مین لڑکون سے کسی چھوٹی کتاب کے حرفون کی نقل درستی کے ساتہ پہلے کروانے ہین تاکہ قبل آگاہ ہونے اونکے تلفظ یا معنی سے آشنا اونکی شکل و صورت سے ہووین جب حرفون کو صفائی سے وے لکہ سکتے ہین تو تلفظ سیکھتے ہین اور بموافق معلم کی عبارت بتلانے کے اوسیکو کئی بار لکھتے اور پڑہتے ہین جب کہ شکل اور تلفظ خوب معلوم ہونے تو معنی سے آگاہ کیے جاتے اور وہی چھوٹی سی کتاب جسکی کئی دفع نقل ہوئی اور جو یاد کی گئی تھی ترجمہ ہوتی ہے غرض بعد اوس کتاب کے دوسری ایک جسمین چند حروف نئے ہین اوسطرحسے درس مین آتی ہی اور یہی طریقہ عام ہی لیکن جس حالت مین کہ طالب العلم کو ارادہ مرتبہ فاضلانہ حاصل کرنیکا ہوتا ہے تو اوسکو بہت سی کتابونکا درس اسطرحسے لینا ہوتا ہے تاکہ زیادہ حرفون سے آشنائی اور مضامین بلند سے آگاہی پیدا ہووے ✥ اس طریقے کے عیوب کو ثابت کرنیکے لیے اتناہی کہنا کافی ہے کہ اولاً اوس تین دفع کے پڑہنے اور نقل کرنے مین اوقات بہت ضایع ہوتی ہے دوسرے یہ کہ لڑکون کو صرف حروف اور اونکے تلفظ کو بغیر معنی کے اتنے دن تک پڑہانے سے طبیعت بسبب معطل رہنے حصول مطالب سے خواہ نخواہ کند ہوجاتی ہے اور تیسرے یہ کہ ترتیب حروف مین ابجدی قاعدہ کے موافق ترقی ساتہ تدریج کے نہین کیجاتی ہے اور اکثر دفع مشکل اور پیچدار حروف لڑکون سے روز اول مین لکھائے جاتے ہین اور اونکے لیے یہ بات بسبب واقف نہونے اون اجزاے تہجیہ سے جن سے حروف مرکب ہین زیادہ تر

مشکل ہے جگہ تعجب کی ہے کہ باوصف اسکے کہ اہل ختا ہمیشہ سے علم کے راغب ہین لیکن
یہ بدطور پڑہنے کا قدیم سے آج تک مروج ہے غرض جبکہ خود فرنگستان مین بہت سے عیوب
تحصیل علوم کے طریق مین ہنوز موجود ہین تو کہنا دشوار ہے کہ یہ دونون طریق بد کے درمیان
کسپر جہل کا اطلاق زیادہ کیا جاسکتا ہے الغرض درمیان اہل فرنگ کے جو ملک ختا مین واسطے
تحصیل زبان کے جاتے ہین کئی طور پڑہنے کے مقرر ہین لیکن اکثر درست نہین چنانچہ کوئی
شخص تحریر قبل تقریر کے سیکھتا ہے اور بعض برعکس اسکے تقریر حاصل کرکے حرفون کے
لکھنے کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور بعض شخص کتابی حرفون کی صرف صورت سے آشنائی
کرنی کافی جانتے ہین و بعض برعکس اسکے کتابی حرفون کی تتبع حد سے زائد کرتے ہین اور
بعض جو حروف کو اپنے نزدیک نہایت کم استعمال جانتے صرف اونہین کو یاد اور ہر جگہ
استعمال کرتے اور بعض برعکس اسکے قصداً بالکل لغات کی یاد کرنیکا کرتے ہین اور بعضے
پہلے دو سو چودہ حروف مصدری نوک زبان کرکے قصد ختائی لغات کی مدد سے ترجمہ
کرنے کسی کتاب ختائی زبان کا انگریزی مین کرتے ہین الغرض پڑہنے کے انہین بدطریقون
کے باعث سے ختائی زبان مین فضیلت کمتر لوگون کو ہوتی ہے اور اوسکی تحصیل مین مشکلین
پیش آتین ہین ** قاعدہ اس زبانکی تحصیل کا کہ جواب ہم بیان کرتے ہین اوسکو ہمنے اپنے
اوستاد پادری گنسالونیز صاحب سے سیکھا ہے اور اوس مین جو تغیر اور کم و بیش بسبب اپنے
اور دوسرون کے تجربے کے مناسب معلوم ہوا ہے کیا گیا ہے غرض جب پڑہنا شروع
ہوتا لازم ہے کہ تحریر اور تقریر ایک ساتھ ہی سیکھی جاوے تاکہ مبتدی اون لفظون کو جو
پڑہتا ہووے تحریر کرسکے کیونکہ تجربے سے ظاہر ہے کہ الفاظ اور اونکے معنی سب اگر
اونکی علامت ممیزہ کے نقوش ذہن مین رہین خوب یاد رہتے ہین اور اسیطرح اگر نقوش
سے خوب آشنائی ہوویگی تو معنی سے بھی آگہی رہیگی دوسری بات یہ ہے کہ کسی مخصوص
حرف یا لفظ سے شروع کرنا نچاہیے بلکہ اوس سلسلہ حروف سے جسمین بصورت اجماع

خطائی حروف کے بالکل اجزاے تہجے ایکجائی ہووین سواے اسکے فہرست اصلی حرفون کی جو
ہم نے اپنی کتاب مین داخل کی ہے سب سے بہتر سلسلہ ہے کیونکہ تدریج کے ساتھ دقتین پیش کیجاتین
ہین اور سواے اون حرفون کے جو صدہا مرتبے کتابون مین ملتے ہین درج ہونے کے بسائط صوت
نما اور مقصد نما جنکے باہم مرکب ہونے سے تمام حرفون کی ترکیب دیجاتی ہے اسمین موجود ہین *
اس امر کے لیے ہمارے استاد گنسالونیر صاحب کا حروف تہجی زیادہ مفید نہین کیونکہ اوسمین
اتنے حروف قسم دوم کے اس طوالت کے ساتھ ہین کہ اونکو یاد کرنے مین ہمکو خود یقین ہے کہ کوئی
ثابت قدمی سے اخیر تک نہین سیکھیگا * تیسرے یہ کہ جسوقت شکل ہر حرف کی یاد کیجاتی ہے
توساتھ ہی اوسکے کسی خطائی عالم سے اوسکا تلفظ بھی سیکھنا چاہیے غرض زیادہ اعتماد نہ اوسکی لیاقت
و نہ اپنی دانست پر کرنا چاہیے کیونکہ کمتر خطائی ہین جو اپنی زبان کے بالکل الفاظ کے تلفظ کو ساتھ
مخرج صحیح کے ادا کرتے ہین اور اہل فرنگ سے شاذ ایسے لوگ ہین جو خطائی حروف کی ترکیب سے
آگاہ ہین اس جہت سے مبتدی کو لازم ہے کہ ہم نے جو قاعدۂ تہجی کا مقرر کیا ہے اوسی پر عمل کرے
اور ہمیشہ ساتھ غور کے دیکھے کہ درمیان ہر لفظ کے بسائط صوت نما کے اور وہ حروف جو علامت
صوت ہین نسبت درست مطابق قواعد جو اپنی تصنیف کے نوین باب مین ہم نے درج کیا ہے
واقع ہے یا نہین * چوتھے یہ کہ جب کوئی حرف سیکھا جاے اوسکو خطائی قلم سے لکھنا ضرور ہے
اور بعد اوسکے مطابق لکیرون کی ترتیب کی یاد سے اوسکی تحریر کرنی چاہیے ورنہ جلد اوسکی سہو
ہو جائیگی بلکہ کبھی اوس سے اچھی طرح واقفیت نہین ہوویگی * پانچوین یہ کہ تحصیل کی ابتدا مین
واسطے درست سمجھنے اس امر کے کہ کن لکیرون سے کوئی حرف مرکب ہے مبتدی کو لازم ہے
کہ حرفی مثالین جو چھٹے باب مین لقب سے کیاآری کے ہم نے دی ہین اونہین سے ہدایت لیوے
اور لقب سے سنزہی کے اوسی باب مین جو حروف درج ہین اونکو نہ پڑھے کیونکہ اکثر اون کی
لکیرین ساختہ اور قاعدہ سے زیادہ ہوتی ہین * چھٹی بات یہ چونکہ خوش آئین نہین ہے کہ عرصے
تک حروف بغیر مرکب معنی کے پڑھے جاوین اس سبب سے ہم نے اپنے سلسلے مین بعض جملے

جو ایک خطائی فاضل نے حروف اصلی اور استدراجی جمع کرکے ترتیب دی ہے داخل کیا ہے تاکہ شروع تحصیل کے دوسرے ہی روز مبتدی کو خطائی عبارت سے بغیر جانتے زیادہ حروف کے آگاہی ہو دوسرے جس وقت کہ مبتدی سلسلہ حروف کو جو ہم نے مقرر کیا اسطرح پر یاد کریگا کہ معاً کسی مرکب حروف کو دیکھتے ہی پہچان لیوے گا کہ کسی قسم علامت صوت سے وہ ہے تو بعد اوسکے مبتدی وسیلے سے ہمارے قاعدہ علامات صوت گذار کے اون حروف مرکبہ کو جنکو جاننا باقی رہیگا بیچ جواب وسوال سے جو کسی سہل کتاب مین درج ہین تلاش کرکے نکال لیویگا اور اگرچہ بعضے حروف مجموعہ جلد سمجھ مین نہ آوین اور اونکی تصریح کے لیے ایک شرح چاہیے طویل تر اوس سے جو ہم نے اس کتاب مین دی ہے تو مبتدی کو لازم ہے کہ کسی بڑی لغت سے رجوع کرے باایںہمہ صلاح ہماری یہ ہے کہ اقسام علامات صوت گذار کیطرف توجہ کم ہونے پاوے کیونکہ ہمیشہ اگر اونکا لحاظ مقدم رہیگا تو استناد جو علامات صوت گذار کے تلفظ مین واقع ہوتے ہین اور مناسبات معنی کے جو کہ درمیان اون حروف کے جو ایک ہی علامت صوت سے شروع ہین پائے جاتے ہین رفتہ رفتہ ذہن نشین ہوجائینگے علاوہ اسکے ہماری صلاح یہ ہے کہ مبتدی روزمرہ کے جملون کے سوا نگین اور متین فقرہ یاد کرے تاکہ تقریر کرنے مین طاقت اور کتاب پڑھنے مین سہولت ہووے آخر الامر اسسے زیادہ کوئی بات مفید نہین کہ پادری گنسالونز صاحب نے خطائی زبان کی جو صرف و نحو لکھی ہے اوسکے دفتر دوم کا درس ہو کیونکہ اوس سے بہتر کوئی کتاب آجکے زمانہ تک نہین چھپی الغرض اس طریقے پر عمل کرنے سے ہمکو یقین ہے کہ متوسط طبیعت کا آدمی بھی چار پانچ برس کی محنت مین خطائی تصنیفات کے ترجمہ کی لیاقت پیدا کرسکتا بلکہ بعض خطائیون سے زیادہ حروف کے مناسبات کی شناخت حاصل کریگا * پادری صاحب ممدوح کی اس عبارت سے جو راقم نے اونکی لاٹین کتاب سے ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل ہند کو خصوص ناظرین تاریخ چین کو خطائی زبان کی خاصیت معلوم ہووے صاف ظاہر ہوویگا کہ خطائیون کی تحریر اور تقریر حاصل کرنا امر دشوار ہے غرض جنہون نے جد وجہد و مشقت شاقہ سے حاصل کیا ہے مداح ہین کہ اونکی کتابون مین

مضامین دلچسپ اور رنگین علی الخصوص نصیحتین مختصر و متین پائی جاتی ہین بہ باوصف اسکے کہ تاریخ مین ایسا ضرور نہین کہ کسی ملک کے حالات کے بیان مین وہانکی زبان کی صرف و نحو کی تقریر درج کی جاوے لیکن راقم نے اس باب کو اتنا طول دیا تاکہ کسی مذاق کی خوانندہ کو حجاب نہ ہوے

تیرہوان باب

ختائی عورت اور مرد کے لباس و پوشاک اور مکانات کی آرایش اور باغات اور چمن وغیرہ کا بیان

خداوند عالم کی حکمت اور کریمی کی یہ ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ طبائع مخلوقات مختلف ہین یہی سبب ہے ہر ملک کے لوگ اپنے وطن کی طبعی چیزون کو سب پر سبقت دیتے اور بے مثل و نظیر سمجھتے ہین اور اگر یہ خیال نہوتا تو افسردگی و ناصبری سب کے دامنگیر حال ہوتی حبشی اپنے کالے رنگ کو دیکھتا اور کڑہتا اور ایرانی اور فرنگستانی کی سرخ و سفید بدن کو دیکھکر رشک کرتا غرض پروردگار کی یہ عنایت اونکے حال پر ہے کہ فرنگی کی رنگت زنگی کو اتنی بد دکھائی دیتی ہے کہ شیطان کی تصویر جب وے کھینچتے ہین سپید رنگتے ہین اور اسیطرح انگریز بھی زنگی کی صورت و رنگت ابلیس کو دیتے ہین غرض اسیطور پر ختائی سب چھوٹی چندھلی آنکھہ اور چپٹی ناک اور بڑے کان کو حسین جانتے ہین اور ایران و فرنگستان اور ارمن اور ہندوستان کے جمال کو ناپسند کرتے ہین چنانچہ اونکا قول ہے کہ مرد کے واسطے حسن یہی ہے کہ پیشانی بلند اور وسیع کلا بھرا اور بھاری ناک نہایت چھوٹی اور چپٹی اور دونون کان بڑے بڑے اور لٹکے ہوے اور جسم مین گبا پن پیٹ تندیلا اور ہاتھہ پانون بڑے بڑے ہووین اور عورت کا کمال جمال یہ ہے کہ آنکھہ چھوٹی لیکن سیاہ اور چمکتی ہوئی ہو اور بال اور بھوین سیاہ ہون سر مین بال گھنے اور لمبے لیکن بھوون مین خم اور اس انداز سے کہ کمان معلوم ہون اور قد جھولا اور جسم گداز پیشانی اور دہانا متوسط اور ناک چھوٹی اور چپٹی اور آنکھین فاصلے پر اور کان بڑے بڑے لیکن پانون نہایت چھوٹے بلکہ تمام خوبصورتی ایکطرف اور فقط چھوٹے چھوٹے پانون کو ایکطرف سمجھتے ہین دستور امراء و

تھا ہے کہ ختن کی سرزمین مین یہ ہے کہ لڑکی جب ہوتی ہے اوسکے دونون پانون پر پٹی لپیٹ کے ہمیشہ باندھ
رکھتے ہین اور ولادت سے تا بلوغت بلکہ جب تک قوت نامیہ باقی رہتی ہے تب تک کپڑے
کی پٹی چڑھی رہتی ہے اس تدبیر کا حاصل یہی ہے کہ جوان عورتون کے پانون چار یا پانچ انگل سے
زیادہ کبھی بڑھنے نہین غرض چلنے پھرنے سے ایک نوع معذور ہو جاتی ہین اور بے تکلیف شدید کے
کیا وحشی کہ جلد یا بے سہارے کے چل سکین لیکن باوجود عمر بھر کے چلنے کی معذوری کے اس امر کا
ایسا خبط اونکو ہے کہ عورتین بخوشی تمام سب گوارا کرتین ہین اور غریب غربا کی بہو بیٹیون اور
گانوکی دہقانی عورتون کو اس لیے حقیر جانتین ہین کہ اونکے پانون بدستور حیوانات موافق اندازہ
قواے جسمانی کے ہوتے ہین اور جسطرح سے چھوٹے پانون اشراف عورت کا نشان ہے اوسیطور
پر مردون مین ہاتھ کی انگلیون کے ناخنون کو چار یا پانچ انگل بڑھانا گویا شیر کا چنگل دکھانا علامت
نجابت ہے اور ارباب علم اور امراے کے ناخن بڑے بڑے رہتے ہین تا کہ ظاہر ہووے کہ وے
زراعت پیشہ نہین ہین کیونکہ محنت کش لوگ جو دستکاری کی روٹی کھاتے ہین وے لانبے
ناخن نہین رکھ سکتے یہ دستور یعنے پانون کو چھوٹا کرنا قدیم سے ہے اور سبب اوسکی بنیاد
کا کچھ کہتے ہین اور بعضے صاحب تصنیف کچھ کہتے اور بعض ارباب تاریخ اختلاف روایت بیان
کرتے ہین غرض چینیون کی عقل ناقص مین یہ ہے کہ عورت کو زیادہ بے پروبال اور بیدست
و پا رکھنے کے لیے داناؤن نے یہ حکمت رکھی ہے القصہ اسطرح کے پانون ختائی بہت حسین
جانتے ہین اور بعضے لڑکیون کے پانون پھول اور پک کر سڑ بھی جاتے ہین لیکن اونکی مائین بیٹیونکا
پانون بندھنا موقوف نہین کرتین اور کہتی ہین کہ جان جاوے مگر شرافت مین بٹا نہ آوے چونکہ
مملکت ختا بہت وسیع ہے اور آب و ہوا اور تاثیر سرزمین مین اختلاف ہے
اس لیے وہان کے باشندون کی رنگت مین بھی فرق ہے چنانچہ دکھن کی جانب
کے ملکون کے رہنے والے چمپئی رنگ کے ہوتے اور شمال کے باشندے مثل
فرنگستانیون کے نہایت سرخ و سفید ہوتے ہین اور چودہ پندرہ برس کے سن تک لڑکون کے

گالون مین گلاب کے پھولونکی رنگت اور لطافت ہوتی ہے ۞ مردون کی پوشاک کی قطع یہ ہے
کہ ڈھیلے پاپجامے پانوٴن اور اوسپر سے امرا مخمل یا ساٹن کے موزے چڑہاتے ہین لیکن غربا
بدقطع جوتا موٹے موٹے ڈیلیون کا پہنتے ہین اور چھوٹے بڑے سب پیراہن کے طور پر ایک کرتا
گھٹنون کے نیچے تک لٹکتا ہوا پہنتے ہین غرض آستینون مین فرق ہے کیونکہ امیرون کی
آستینین چوڑی چکلی گھیردار ہوتین ہین اور اہل حرفہ اور دوسری قسم کے غربا کی آستینین
چست ہوتین اور مستورات کا بھی لباس اسی قطع کے قریب قریب ہوتا ہے مگر کمربند کا رواج
فقط مردون مین ہے اسکی رنگت اور وضع خاص و عام مین شناخت ہے اہل حرفہ اگر ریشم کا پٹہ
پہنین تو مار کھائین اونکے واسطے سوتی چاہیے اور بڑے آدمیون کے کمربندون سے ایک
بینی پاک اور خداکبرینکی قمچیان ہاتھی دانت کی اور چھرا جسکا میان پرتکلف اور سیاہ ہوتا لٹکتا رہتا ہے
گرمیون مین بڑے آدمی ریشمی کپڑے اور متوسطین سوتی پہنتے ہین اور غربا فقط پاپجامہ اور
سروپا برہنہ پھرتے ہین اور جاڑون مین امرا سمور کے لبادے اور ریشم کے گدیلے پہنتے ہین
اور غربا بھیڑی کے روئین والے چمڑے کے اندر روئی بھرواتے اور جاڑا بخوبی کاٹتے ہین او
عید اور خوشی کے اور ایام عبادت کے سوا لباس تکلف کا پہننا واجب التعزیر ہونا ہوتا ہے
غرض درباری پوشاک جو جلوس کے روز امرا کبار پہنتے ہین وہ بہت قیمتی اور قابل دیکھنے کے
ہوتی ہے لیکن ہم لوگون اور ہندوستانیون کی آنکھون مین اونکے تمام لباس کی قطع بدنما
معلوم ہووبگی جسطرح ختائی سب انگریزی پوشاک کو دیکھتے اور حیرت کرتے ہین کہ اس
چست لباس مین ہم سب کسطرح چلتے پھرتے ہین اور اسی سے ثابت ہے کہ انسان کی جبلت
مین خودپسندی ہے اور ہر ایک سے ہر شخص اورون سے آپکو اچھا جانتا ہے ۞ بارش کے
ایام مین امرا اور شرفا ایک قسم کا نہایت خوبصورت چیولی کے موم جامے کا لبادہ دوسرے
کپڑون پر سے اوڑھ لیتے اور فرنگستان مین جو لبادہ اسی مصرف کا مروج ہے اوسکا نمونہ ختا سے
ہاتھ آیا ہے اور پانی سے حفاظت کے لیے اس سے بہتر ترکیب کم ہے غرض یہ چیز قیمتی ہے

لیکن غربا کے لیے ایک قسم کی بیل سے بالاپوش بناتے ہین اور اوس سے موم جامے کیطرح پانی
سے حفاظت ہوتی ہے اور امیر موم جامے کے گھیردار ٹوپیان پہنتے ہین غریب اوسی گت کی خوبصورت
ٹوپیان بناتے اور برسات مین پہنتے ہین ✤ اسی فصل مین راقم نے لکھا ہے کہ لباس کا رنگ
مطابق قانون کے ہر درجے کے آدمی کے لیے مروج ہے غرض ٹوپی بھی قسم قسم رنگ اور
تیاری کی ہر رتبے کے لیے معین ہے لیکن ٹوپی پر ایک گول گھنڈی اور ہمین ریشم کے لچھے
کا لال جھبا آویزان ہوتا اور چارون طرف چھڈکا رہتا ہے یہ تو سب خاص و عام کے لیے
لازم ہے لیکن ساٹن کی ٹوپیان صرف امرا اور ارباب علم کے لیے اور چٹائی اور چیولی کی عوام
کے واسطے مقرر ہین ✤ قبل مانچو تاتار کی یورش کے ختائی تمام سر مین بال رکھتے تھے جسطرح
سکھہ اور سر کا جوڑا باندھتے ہین غرض اپنے دور مین تاتاریون نے اپنے ہی دستور جاری کیا حالانکہ
اور مستورات ختا کے ہر طرح سے خود مقلد ہوے لیکن اس بات مین اونکو ایسی ہی ضد
آگئی کہ بال کے پیچھے لاکھون کے سر کٹ گئے اور ختائیون نے بھی جب دیکھا کہ اپنی رسم کے
موافق بال رکھنا وبال جھوٹنا ہے اور بے بال لاوبال رہتے ہین اونہون نے چارون
طرف منڈوا کے چوٹی رکھی اور بعد چند روز کے ایسی قدر اوسکی پھیلی اچھا اوچکے کی بڑی سزا
چوٹی کاٹنے کی ہوئی اور اب مثل تاتار کے اصلی ختائی لڑکے اور نوجوان لال صبافت سے چوٹی
گوندھتے اور لال پھندنا لٹکاتے ہین اور بوڑھے اور سن رسیدہ سیاہ صبافت کی رسم رکھتے ہین
اور ایام غم مین جب کسی بزرگ کا انتقال ہوتا ہے ختائی چوٹی کو کھولے رکھتے اور نہ جھاڑتے
ہین اور نہ تیل دیتے ہین اور نہ گوندھتے ہین ✤ سپید لباس ختا کا ماتمی لباس ہے اور مو انکی اسے کبھی
اختیار نہین کرتے اور اوسوقت ٹوپی مین سے سرخ جھبا نکال لیتے اور کپڑون مین سوتی گھنڈیان
لگاتے اور کرتہ اور پاجامہ اور کمربند موٹے ٹاٹ کا پہنتے ہین اور اوس ایام مین امرا اور فغفور کے
اقربا اور خود فغفور بھی اگر اوسکی والدہ کا انتقال ہوے سوا سیلی گزی کے کوئی چیز ریشم کی نہین
پہنتا ✤ بجز منہ کے ختائی عورتین سارے بدن بلکہ ہاتھون کی انگلیون کو ڈھانپتین ہین اور

لباس اونکے مرد کیطرح ایسے ڈہیلے بنتے ہین کہ ظاہر کے اعتبار سے کسی عضو کا حسن اور قبح دریافت
نہین ہوتا ہے اور پوشاک جس رنگ کی چاہتین پہنتین ہین لیکن ٹوپیون مین سیاہ اور نافرمانی کا
رواج ہے ٭ مردون مین صفائی کم ہے لیکن مستورات ہر روز غسل کرتی اور پوشاک بدلتین اور
گھنٹون سنگار کرتین ہین اور جسطرح سے فرنگستان کی بعض عورتین گالون اور لبون پر ایک
چیز کو جسے روژ کہتے ہین خوبی کے لیے ملتین ہین اور ہندوستان مین مسّی اور سرمہ لگاتین
اور پان کا لکھوٹا جماتین ہین ختا مین بھی رنڈی اپنی صفت ذات سے باہر نہین اور انواع طرح کی
دلفریب بناؤ کرتی ہے اور بلبل روح کے عاشق کرنے کے لیے اپنے رخسار مثل گلاب کے پھول
کے بناتی ہے اور طبیعت کے بھونرے کو لبھانے کے لیے لبونکو کلی کیطرح رنگتی اور جلد پر ایک
قسم کی مٹی سے سپیدی نہایت خوش نما پیدا کرتی ہے اور ایک نبات کے پتّون کا عرق ملاتی جس
سے کملائے گلاب کی پتّی کی رنگت تمام جلد مین پھیل جاتی ہے اور تکلف اس رنگ کا یہی ہے
کہ پانی سے بھی نہین چھوٹتا اور نہ دہوپ مین مطلق تبدیل ہوتا ہے ٭ بہت قسم کے روغن اور
اُبٹن جلد کو ملین اور بو پاک کرنے کے لیے عورتون مین صرف ہوتے ہین خصوص اقسام عطر اور
خوشبوئی سے ختائیون کو بہت ذوق ہے اور جسکو کچھ بھی مقدور ہے اوسکے یہان شب و
روز اپنی حیثیت کے موافق صندل یا اور کم قیمت خوشبو لکڑیان سُلگتی رہتی اور سارے
گھر کو معطّر رکھتے ہین ٭ حمّام کا رواج آگے خاص و عام مین تھا لیکن رفتہ رفتہ موقوف ہو کر
اب فقط فغفور اور اونکے عزیزون اور امراے کبار کے محل سراؤن مین رہ گیا ہے تان کے
گھرانے کے فغفور سب بڑے عیاش تھے اور اونکے محلون کے حمام اور حوضون کی عجیب
نقلین ہین چنانچہ فغفور یانگٹی جو ایک سو اٹھاسی برس قبل حضرت عیسیٰ کی آمد کے تخت خطا پر
بیٹھا تھا اوسکے محلون مین سنگ مرمر کے تالاب تھے اور اوس مین مچھلیان اور بطین گل کی
بنی ہوئی چھوٹی رہتی تھین اور ہزارون رنڈیان خوشبو ابٹن مل کر نہاتین اور مچھلیون اور
بطون کے سہارے سے پیرتی پھرتین تھین اونکے غسل کے وقت تمام دار الامارۃ مین

خوشبو پھیلتی تھی اور جب پانی کو بدلنے کے لیے اون حوضون کا منبع کھول دیتے اور شہر کی
نہرون مین پانی بہاتے تھے تو عوام اپنے گھرون کو معطر کرنے کے لیے گھڑے بھر بھر کے
لیجاتے تھے اور اسی گھرانے کی بیگماتون کو بیس بیس شہر حمام اور اوسکے لوازمے کے خرچ کے
لیے ملتے تھے * خاص ختائی عورتین بہت نازک مزاج اور لطیف طبیعت ہوتی ہین اور دو ایک
ولندیزی اور انگریزی مسافرون نے جو روایت کی ہے کہ اونہون نے پیچین مین ختائی عورتون
کو بر سر بازار قلیان پیتے دیکھا ہے یہ اونکی غلط فہمی تھی کہ تاتار اور ختا کی عورتون مین اونہون نے
تمیز نہین کی کیونکہ خاص ختائی مستورات گھر سے باہر نہین نکلتی ہین اور تاتار کی عورتین جہان
چاہتی ہین پڑی پھرتی ہین اور چونکہ ہر ملک کی مستورات کی شریعت مردون کے خلاف ہوتی ہے
اون لوگون نے اپنے صحرا کی قدیم رسمون کو اب تک مروج رکھا ہے باوجودیکہ اونکے مردون
نے اکثر دستورات ختا پر عمل کیا ہے * ختا مین مکانات ایک طبقے سے زیادہ نہین بناتے
اور جب انگریزی شہرونکا نقشہ اوس ملک کے لوگ دیکھتے ہین تو پچھتاتے اور کہتے ہین کہ افسوس
خدا نے تمہارے ملک مین ایسی تھوڑی سی زمین دی ہے کہ ہوا مین چڑھ کے تمہین رہنا ہوتا
اور ہمیشہ کی آمد و رفت مین ہر روز مرگ مفاجات کا سامنا رہتا ہے جب قول اونکا یہ ہے
تو ظاہر ہے کہ دو منزلہ مکان وہ ہر آئینہ اپنی طبیعت سے نہین بناینگے اگرچہ اجازت بھی اونکی
ہووے لیکن ختا مین کوئی ادنی سا امر بے دستور اور قانون کے وقوع مین نہین آتا اور گھر کا
معاملہ تو بہت سنگین ہے اور ایسی کچھ بات نہین کہ جسکا جو جی چاہے سو کرے کیونکہ
شہر کی قطع بگڑ جائے اور سڑکون اور نہرون کی روش مین خلل واقع ہووے * دکھن کے
رخ تمام مکان اس ملک مین ہوتے ہین اور دالان اور عرض دالان اور دو دو سائبان دالانکے اور کوٹھریان
اور انگنائی اور باغ اور شاگرد پیشے کے مکانات اور مودی خانہ اور توشک خانہ اور تمام
کارخانجات کے مکانات سب اپنے اپنے اندازے سے وسیع اور مستحکم بنتے ہین اور ان کی
پشت پر محلسرا کی بنا شاہراہ کے پیچھے کیطرف ہمیشہ ہوتی ہے تاکہ رنڈیون کے جھانکنے اور

راہگیرون سے آنکھین لڑانے کی نوبت نہ پہونچے اور مردانے اور زنانے مکانات کے ہر چہار طرف
ایک اونچی دیوار کھینچی رہتی ہے اور تین ڈیوڑیان امیرون کے مکانات مین ہوتین ہین اور
صدر دروازے پر اکثر سنگ مرمر کے دو شیر بنے رہتے ہین ٭ جس دالان مین امیر نشست
رکھتا ہے اور دوستون کی ملاقات کرتا ہے وہ بہت سلیقے سے سجا رہتا ہے او فضول
اور بیہودہ تکلفات کو وہان گذر نہین ہوتا اور اوسکے بعد جو در دالان ہے وہان پر جن لوگون
سے بے تکلفی اور یارانہ ہوتا ہے اونکے سانہ صحبت ہوتی ہے اور اوس مین واجبی لوازم اور
سامان رہتا ہے غرض محل سرا کی آرائش کا حال معلوم نہین ہے اس لیے کہ صاحب خانہ
یا اونکی بی بی کے کسی عزیز کو بھی وہان دخل نہین ہوتا غرض انگنائی بہت وسیع ہوتی ہے
اور دونون کونے پر دو مرمر کے حوض آب زلال سے لبلب رہتے ہین اور بیچ مین ایک جزیرہ
بنایا کرتے اور اوسپر لوبیا اور خوش رنگ پھولون کے درخت بوتے ہین وہ ہمیشہ پہولتے
رہتے ہین اور پانی مین چھوٹی چھوٹی سنہری روپہلی اور لال اور سبز مچھلیان چھوٹی رہتی ہین
اور ایسی ہلی ہوتین ہین کہ آدمی کے ہاتہ سے غذا کرتین اور انگنائی کے درمیان جسکو خانہ باغ
کہنا چاہیے سنگ مرمر یا سنگ موسیٰ کے چوڑے چبوترے پر اقسام طرح کے لوبیا اور خوشنما
پھولون کی چنگیر رکھی رہتین اور دالان کے باہر دیوارون پر عشق پیچا یا انگور کی بیلین
ٹھیون کے ٹھٹر پر پھیلی رہتی ہین اور اونکے بیچ بیچ مین دیوارون کے طاقون مین پھولون
کی ہانڈیان رکھی رہتی ہین اور اکثر امیر پنجرون مین خوش آواز اور خوش پر چڑیون کو دیوار
سے لٹکا دیتے ہین اور انگنائی کی دونون حدون پر ہرن اور دوسرے وحشی جانورون
کو کٹھرون مین رکھتے ہین اور اس انگنائی کو طے کر کے جب پہلے دالان مین پہونچے تو میز
اور کرسیان اور الماریان اور نشست کے اسباب آبنوس او صندل اور دوسری قیمتی لکڑیون
کے دکھائی دیتے ہین اور اون مین سے بعض اپنے حسن ذات کے سبب جلوہ گر رہتی ہین
اور بعض لکڑی ایسی شفاف ہوتی ہے کہ اوسکی رگین بھی معلوم ہوتی ہین اور ساتہ ہی اوسکے

اسقدر چمک کہ چہرے کے رونگٹے تک بخوبی نظر آتا ہے اور فرش پر گرمیون مین پاٹیان بچھی رہتی ہین
اور جاڑون مین عمدہ عمدہ پشمین قالینون کا رواج ہے اور جھاڑ و فانوس کی عوض کاغذ اور ابرک کی
قندیلین ایسی خوش قطع اور خوب رنگ لٹکتی رہتی ہین کہ پانچ ہزار کے شیشے کے جھاڑ پر آنکھہ والے
کی نظر پہلے نہ پڑیگی مگر اوسپر کہ اوسکے جمال با کمال کی تعریف مین زبان بیان لال ہے پرختائی
بجز پھول اور چڑیا اور اپنے معبودون کی تصویرونکے دوسری نہین لگاتے مگر حکما اور شعرا کے
پند اور نصائح اور لطیف مضامین سپید ساٹن پر نیلی روشنائی سے لکھی ہوئی جا بجا بمنزلۂ تصویر
دیوارون مین لٹکائے جاتے ہین اور دالان مین لوبان اوس سب سامان کے درمیان ہر وقت
جلتا ہے اور چار کونے مین مرجان کے بڑے بڑے جھاڑ رکھے رہتے ہین اور میزون پر دنیا
کے عجائبات جمادات اور نباتات اور حیوانات کے اقسام سے قابل اہل غور کی دید کے چنے
ہوے ہوتے اور امرا اپنی حیثیت کے موافق تکلف صوفیانہ کرتے اور مکانات سنگین بنتے ہین
اور چونکہ ختائیون کو ہر طرح کی دستکاری مین کمال ہے بڑے بڑے اور دبیز تختے سنگ کے
وہ اس صفائی سے ملاتے ہین کہ بعد نظر غور کے بھی تمیز نہین ہوتی کہ جوڑ کہان اور تختے سے تختہ
پتھر کا کس جگہ ملا ہے اور اینٹ ایسی خوبصورت بناتے ہین کہ صاحب شوق اور حسن پرست کے
نزدیک مٹی کو سونیکا رتبہ ملتا ہے اور اینٹ کی دیوار توڑ جوڑ کر کے نقشہ ہاے گونا گون کے
ساتہ اس طرح بناتے کہ دیکھنے والے کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ سحر ہے یا نظر بندی ہے اور بے تامل
یقین مین نہین آتا کہ یہ سارا کارخانہ اینٹ کا بنا ہے اور اسطرح اکثر گھر خالی اینٹ کے اندر
سے باہر تعمیر ہوتے ہین اور چونے کا علاقہ مطلق نہین رہتا لیکن ایسا حسین ہوتا ہے کہ پتھر
جھلکا رہتا ہے غرض جسقدر وسیع اور پاکیزہ امرا و نجبا کے مکانات ہوتے ہین اوسیقدر
غربا کی جھوپڑیان تنگ اور کثیف ہوتین ہین اور شمال ملکون کے دہاتون مین غریبون کے
گھر اینٹ کی دیوارون اور ٹٹیون کی چھاونی کے ہوتے ہین اور جنگلستان کے قریب جو موضع
ہین وہان تختون کے تمام مکانات بنتے غرض پتھر کی نئو ہر جگہ پڑتی ہے * ہر ملک کے

غربا بمجبوری کثیف ہوتے ہین لیکن جب عادت طبیعت ثانی ہوجاتی ہے تو وہ لوگ بدون کراہیت کثیف نہین رہتے ہین چنانچہ ختا ہین باوصف اسکے کہ ذہین اور معماری کے سرانجام افراط سے ہین اور ضروری قلیل ہے لیکن اکثر غربا کے گھرون مین ایک ہی کوٹھری ہوتی ہے اور اوسی مین زن و مرد اور لڑکے بالے اور سور بکرے اور گدہے اور دوسرے جانور خانہ پرورد سب ایک ساتھ ملے جلے رہتے ہین اور غربا جاڑے کو اس ترکیب کاٹتے ہین کہ اپنے گھرون کے صحن کو اونچا بناتے لیکن نیچے خالی رکھتے ہین اور ایام سرما مین میدان سے لکڑیان چن لاتے ہین اور صحن کے نیچے جلاتے اور اوسی پر کھال بچھا کر شب کو سارے گھروالے ایک ساتھ سو رہتے ہین اور گرمی اوس صحن کی ایسی ہوتی ہے کہ اوڑھنے کی احتیاج باقی نہین رہتی اور صبح کو کھال اوٹھا کر چٹائی بچھاتے اور اوسی پر تمام دن کھانا پینا اور نشست کرتے ہین غرض لکڑی ہر وقت جلتی رہتی ہے اور دم بھر بجھنے نہین پاتی ہے اور اس باعث سے صحن کے سوا سارا گھر مثل حمام سرد کے گرم رہتا ہے لیکن امیرون کے یہان پتھر کے کوئلے انگیٹھیون مین سلگتے رہتے لیکن عیب یہی ہے کہ دھوئین کے نکلنے کے لیے چھت سے کوئی راہ ختائیون نے نہین نکالی اور اس باب مین انگریزون نے اونکی حکمت کا دھوان اوڑا دیا اور دودکش اس خوبی کے ساتھ نکالا کہ انگیٹھی کی تمام کیفیت بے اذیت حاصل ہوتی ہے اور تعجب ہے کہ باوصف اس عمل و ادراک کے ختائیون کو خود نسوجھی لیکن اسکے عوض باغ لگانیکا نقشہ انگریزون کو اونھون نے سکھلایا اور لاکھ لاکھ آفرین اونکی لطیف طبیعت اور نازک خیالی پر ہر صاحب شوق کو بھیجنا چاہیے ❊ دریافت کرنا ضرور ہے کہ باغ طیار کرنے اور چمن لگانے کی غایت کیا ہے اور جب علت غائی اوسکی سمجھ مین آئی تو اوس تلون کی خوبی خود بخود خاطرپذیر ہوجائیگی ❊ انسان کی جبلت مین تلون ہے اور آدمی کا جی طرح بطرح اور رنگ برنگ چیزون پر ہر وقت دوڑتا ہے اور اوسکی مثالین دینی فضول ہین کیونکہ جب یہ عادت خاص و عام کی ہے اور کوئی شخص اس سے خالی نہین تو اوسکا حال ہر کسیکو

اپنے اپنے دل سے پوچھنے سے معلوم ہوویگا الغرض چونکہ فطرت نوع انسان مین یہ بات ہے
کہ صحرا کی دید کا اشتیاق شہری کے دلمین پیدا ہوتا ہے اور شہر کے دیکھنے کا شوق صحرائی
کے دل مین جگہ پاتا ہے اور ان قسمون کے آدمی کو جب اپنی رغبت کی چیزین حاصل ہوتین ہین
اونکی خواہشین برآتی ہین الغرض باغ کی بنا پہلے اسی سبب سے ہوئی کہ جہان گل و سبزہ خودرو نہو
وہان قصداً اوسے پیدا کیجیے تا کہ صحرا اور شہر کی کیفیت ایکدفعہ حاصل ہووے اور غایت باغ لگانے
اور چمن آرائی کرنے کی یہی ہے اور یہ غایت مرتبہ صنعت تب ہی پہنچتی ہے جب صحرا کی نقل
مطابق اصل کے کیجاتی ہے اور چونکہ کمال چمن کاری کا یہی ہے بیشک ختائیون کو اس بات
مین سارے جہان پر فوق دینا چاہیے تا یہ دعوی ثابت ہووے چند نکتے ان کی چمن آرائی
کے راقم کو بیان کرنے ضرور ہین غرض اسی تاریخ مین آگے موقع سے اوسکا ذکر بھی آچکا ہے
اور اغلب کہ اس حقیر کے قدردانون کی خاطر شریف مین رہا ہو حالانکہ زبان اردو مین میری
تقریر ایسی نہین کہ مضامین رنگین اور متین بفصاحت و بلاغت ادا ہووین اور قابل یاد کے
سمجھے جاوین غرض باوجودیکہ ختا کے باغات کا کچھ حال بر سبیل تذکرہ لکھا بھی جاچکا ہے
اور اب جو بتفصیل بیان مین آتا ہے تو اسی وجہ سے کہ ختا کی چمن کاری کا بیان مثل قند مکرر کے
ہے ختا مین ایک باغ جو حقیقت مین سجا ہوا اور آجتک آباد ہے اوسکی صورت حال کا نقشہ
قلم تصویر رقم کھینچتا ہے تا کہ چمن آرائی کی حقیقت معلوم ہووے ین من ین جو فغفور کا
رمنا اور دار الامارۃ پیچین کے سواد شہر مین واقع ہے اوس سے آراستہ تر فغفور کے
باغات مین دوسرا باغ نہین ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جب اوسکی حد مین کوئی اجنبی
پونہچتا ہے تو قیاس کرتا کہ دیہات شروع ہے اور میدان سبز وسیع کے درمیان سے راہین
نکلی ہین اور جابجا نشیب و فراز کی کیفیت دکھائی دیتی ہے اور بعد چند بیگھے کے چھوٹے
چھوٹے ٹیلون پر موسم کے پھولون کے تختے کھلے ہوے اور اون ٹیلون کے دامنون
مین آب زلال کا مہین دھارا کوئی چار پانچ قدم چوڑا ایک کے پیٹے سے بہتا ہوا آتا ہے

اور دو سرے کے دامن سے بہتا جاتا ہے اور ایک خط یاسمین کیطرح نظر آتا اور اوسکی
رَو لہر کھاتی اور بل کرتی ہوئی ایسی ہوتی ہے کہ طبعی معلوم ہوتی ہے غرض جب اوسکے آگے
بڑہے تو بلند بلند درخت ہر طرح کے میوے کے جابجا اون ٹیلون کے پیچھے نظر آتے ہین
اور اونکے درمیان سے چوڑی سی نہر بہتی ہے جسپر آبی نباتات کی بیلین پھیلی دکھائی دیتی ہین
اور اوس نہر کو مرمر کے ایک پل سے طے کرکے جب آگے چلے تو ریت کا میدان ملتا ہے
اور جابجا کٹیلے اور ببول کے درخت اور چشمہ آب زلال کا ایسا دکھائی دیتا ہے کہ دشت عرب
اور افریقہ جس نے دیکھا یا اوسکا حال سنا ہے اوسے یاد آتا ہے کہ اونہین جگہون کا یہ ایک کونا
ہے اور اوسے طے کرکے جب قدم اوٹھا تو سبزہ اور پھولون کا تختہ اور ہر ٹیلے پر ایک بنگلہ
خوبصورت لکڑی یا اینٹ کا بنا اور رنگ رنگ کی کھپریلون سے چھایا اور اندر بہت تکلف
سے سجا دفعۃً سامنے آتا ہے اور جب آگے بڑہے جھیل اور تالاب آبی نباتات سے بھرے
گونا گون پھولون سے لدے دکھائی دیتے اور اونکے کنارے کی سڑکون پر ہر رنگ کے
پتھر کی کنکریان بچھی اور بے ساختگی کی آراستی سے سجی ہوئی نظر آتی ہین اور درمیان
بعض بعض جھیلون کے پتھر کے ٹاپو اور جزیرے جسپر صندل لکڑی کے بنگلے بنے
ہوے ہین اور جب اس کیفیت کو دیکھکر آگے چلے دفعۃً سنگی پہاڑون کی قطار اور نہرون
آبشار اوپر سے زمین کی طرف زور وشور کے ساتھ جاری دیکھنے مین آئے اون آبشارو
کی نہرین دامن کہسار سے نکلی ہین اور لہجہ اور لطمہ کی کیفیت اون نہرون مین حاصل
ہونیکے لیے بڑے بڑے ٹکڑے پتھر کے کنارے کنارے ایسے موقع سے جمائے گئے
ہین کہ پانی جو ہین اوپر سے گرتا اور بہہ نکلتا ہے تو اون پتھرون کا ایسا ٹکر کھاتا ہے کہ موج
مارتا اور گرداب اور بھنور رہتا اور امنڈتا اُبلتا اور بل کرتا چلتا ہے اور سوا اسکے تمام کنارے
کنارے چھوٹے بڑے پتھر اس انداز سے ڈال دیئے گئے ہین کہ وہ نہرین لاریب مثل
پہاڑی ندیون کے تیزی اور تندی اور زور وشور سے بہتی ہین اور اوسکے آگے جب

بڑھے تو پہاڑ تلی کی کیفیت نظر آئی اور وحشی جانور ہرن کی قسم سے وہان اسطور پر دیکھنے مین
آتے ہین کہ خوبصورت پھولون کی چھوٹی چھوٹی جھوڑون کے بیچ مین وہ کھیلتے پھرتے اور
نرم نرم دوب کو چرتے ہین اور اوسکے بعد جب آگے بڑھے تو سبز سبز اور بلند ٹیلے جسپر انواع
واقسام کے پھولون کے تختے کھلے اور چوٹیون پر مرمر اور صندل کے پر تکلف بنگلے بنے دکھائی
دیتے ہین اور ٹیلون کے نیچے سے ایک چوڑی گہری نہر بہتی ہوئی اور ہر ایک ٹیلے کے گرد
گھومتی اور بعض کو ادہر سے اور بعض کو ادہر سے اپنے پیٹے مین گھیرتی ہوئی اوترسے
دکھن کی طرف جاری نظر آتی ہے اور بعد اوسکے جب باغ کے بیچ مین پونہچے تو ایک تالاب
بسیع بلکہ ایک جھیل کوس بھر کے پاٹ کی ایک جانب کو ہے جسمین باغ کی تمام نہرون کا پانی
پڑتا اور اوسکے بیچ مین ایک صنعتی پہاڑ بہت کاریگری سے بنا ہوا ہے اور اوسکے اوپر ایک
بنگلہ واقع ہے کہ جسکی طیاری کا حال بیان کرنیکی قدرت زبان انسان کو نہین ہے اور اس
تالاب کے چارون گرد عمارتین خوش رنگ اینٹ اور گوناگون مرمر کی قطار سے بنی ہوئی
ہین جسمین فغفور جب اس باغکی سیر کو آتا ہے اپنی محل والیون کو لیکر رہتا ہے اور ان عمارتون
کے باہر اور بھیتر کی طیاری اور آرایش جسنے دیکھی اوسکی زبان سے یہی بات بے ساختہ
نکلی کہ لاریب یہ قابل ہفت اقلیم کے بادشاہ کی بود و باش کے ہے اور ان عمارتون کی
پشت پر ٹیلے ہین جسپر میوجات کے درخت اور پھولون کی کیاریان اور روشین اور مہتابیان
شب ماہ مین بیٹھنے کے لیے بنی ہوئی ہین اور انہین ٹیلون کے بعد ایک شہر کی نقل ہے
جسمین مکانات اور سڑکین اور دوکانین اور چوک اور بازار اور گلی کوچے اور چارون طرف
شہر پناہ کی دیوارین کھینچی ہوئی ہین اور دروازے اور ڈیوڑھیان بنی ہوئی سب ہو بہو اصل
شہر کیطرح ہے غرض قلیل انداز اور تھوڑی وسعت پر یہ نقل بنی ہوئی ہے اور یہ نقشہ
اس لیے تیار ہوا تاکہ محل کی عورتین اصل شہر کا حال دریافت کرین اور جب بوزاون لوگون کا
جی چاہتا ہے کہ اصل شہر کی خرید و فروخت اور آبادی کی نقل کروائین تو خواجہ سراون کو

عالم ہوتا ہے اور وے ہر پیشے اور ہر فن کے آدمیون کا لباس اور آلات لیکر اوسی شہر مین جاتے اور بعض دوکان لگاتے اور بعض خوانچے سر پر رکھکے گلی گلی بیچتے پھرتے ہین اور بعضے لوہار یا سنار یا چمار کا کارخانہ کرتے اور اپنے اپنے پیشیون مین مشغول ہوتے ہین اور اودہر دیکھیے تو دو شخص لڑائی کرتے اور پکڑے جاتے اور مانڈرین کے سامنے مار کھاتے ہین اور اودہر خیال کیجیے تو برات چلی جاتی ہے اور دوسری جانب سے تابوت کو قبر گاہ کی طرف ساتھ جلوس کے لیے جاتے ہین غرض اسیطور سے اصل شہر کے سارے کارخانے کی نقل وہان کرتے ہین اور اوس بازار مصنوعی مین فغفور کے محل کی مستورات سودا خریدتی اور دیکھتی پھرتی ہین اور جس شب کو فغفور کے جی مین آتا ہے کہ تمام باغ مین روشنی ہووے اور آتشبازی چھوٹے تب یہ حال عجب کیفیت کا ہوتا ہے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے کیونکہ رنگ برنگ کی روشنی اور آتشبازی کی ساخت جو ختائی جانتے ہین اوسکا سولھوان حصہ سارے عالم مین کسی قوم کو نہین معلوم ہے اور جب فغفور کی فرمایش سے روشنی اور آتشبازی کی طیاری ہوتی ہے تب اوسکے بنانے والے اپنی تمام کاریگری صرف کرتے ہین اور اوس تالاب کے بنگلے مین فغفور بیٹھکے کیفیت دیکھتے ہین القصہ یہ تالاب اور عمارتین مین من ہین کے باغ کے بیچ بیچ ہین ہین اور راقم نے اوس باغ کے فقط ایک کونیکا حال لکھا ہے غرض چارونطرف سے ویسے ہی صورت ہے کہ کہین صحرا اور چشمہ اور کہین سبزہ اور ٹیلا اور کہین دشت اور کہین کہسار اور آبشار اور ندی اور نالہ سب ساختہ اور کہین بنگلے اور پھولون کے تختے کی کیفیت ملتی ہے اور جو کمال اور غایت چمن آرائی کی ہے اوسے ختائیون نے حاصل کیا ہے اور جتنے بڑے باغ ختا مین ہین سب مین یہی کیفیت مطابق ہر ایک کے عرصے اور وسعت کے ہے او نقل طبعی کی ایسی ہی بے ساختگی سے کیجاتی ہے کہ روح کو وہان جانے سے فرحت ہوتی ہے لیکن مبالغ کثیر خرچ ہوتے اور مدت مدید گذر جاتی ہے تب ایسے ایسے باغ بنتے ہین چنانچہ

ین من ین کا باغ پچاس برس مین طیار ہوا اور صرف زر کسقدر ہوا معلوم نہین غرض ایک
حساب ہے کہ اوس سے ایک شمہ سمجہ مین آسکتا ہے اور وہ یہ کہ دو سو بنگلے اس باغ مین ہین
اور ہر ایک کے اندر اور باہر کی طیاری مین چالیس چالیس لاکہہ روپیہ خرچ کیا گیا ہے اور اسکے علاوہ
نہر اور تالاب سب کے کھودنے اور ہزارون مرمر کے پل بنانے اور ٹیلا اور پہاڑ اوٹھانے اور
نشیب و فراز کرنے اور سبزہ اور پھول لگانے اور دشتون مین ریت بچھانے اور دوسرے
کارخانے مین واللہ اعلم کتنے پدم روپئے صرف ہوئے ہین بلکہ تاتار کے عہد دولت
مین باغات کا خرچ بہت کم ہوا ورنہ اصلی ختائی جب اپنے ملک پر قابض تھے اس خرچ
سے جو بیان ہوا دو تا سہ گونہ آرایش باغ مین کیا جاتا تھا چنانچہ فغفور تیٹی جسکا سن جلوس
چھہ سو پانچ مسیحی ہے اوسنے اپنے باغ مین ایک جھیل دو کوس کے دور مین بنوائی اور اوسکے
کنارے کنارے قطار پہاڑون کی پونے دو سو گز اونچی اور اونکی چوٹیون پر ایسے عالیشان
مکانات بنوائے کہ دس ہزار کمرے اونمین تھے اور ہر ایک کمرے کی آرایش جدا اور
ہر ایک کی طیاری لاکہہ روپئے کی تھی اور اونہین مین رنڈیون کو لیکر عیش کرتا تھا اور ادنی
سی ایک بات یہ ہے کہ جب گھوڑے پر سوار ہو کر باغ کی سیر کے لیے محل سے نکلتا تھا تو
دو ہزار چھوکریان جمیلہ اور خوش آواز مردانہ لباس پہنے اوسکے جلوس مین گھوڑون پر
سوار اور نشاط کے ساز ہاتھون مین لیے گاتی بجاتی ساتہ رہتین تھین اور علی ہذا القیاس
جب کشتیون مین اوس جھیل پر پھرتا تو وہی رنڈیان اپنی پوشاک پہنے تال و سر سے گاتی
بجاتی کشتیان کھیتین تھین غرض اس فغفور نے عیش مین جو کچہ برباد کیا اسی ایک نکلنے
سے قیاس کیا چاہیے کہ موسم خزان کا جب شروع ہوتا تھا تو سارے باغ کے درختون مین
ریشم کی پتیان بنتی تھین تا کہ جب اصلی پتیان جھڑ جاتین تو ڈالی ننگی نہ رہین اور اسپر زیادہ
یہ تھا کہ جس پتے یا پھول مین اصلی جو بو ہوتی نقل مین بھی وہی بو مصالح اور عطر سے دیجاتی
تھی تا کہ ہوا کے ساتھ آگے کی طرح خوشبو آوے اور فرق نہووے اور بہار کی کیفیت

ہمیشہ سے ہے غرض اتنا خرچ فضول کسی فغفور نے نہین کیا لیکن شوق باغات کا چونکہ ختا کے لوگون کی جبلت مین ہے اس سبب سے شہنشا ہون نے کم وبیش اوسکو نبایا ہے اور بعد اس طول بیانی اور زیادہ گوئی کے اغلب ہے کہ راقم کے قدر دانون نے اوسکے قول کو سچا سمجھا کہ باغات کے درست کرنے اور چمن آرائی کی ترکیب مثل ختائیون کے روے زمین پر کسی قوم کو حاصل نہین اور یہ توکل کی بات ہے کہ انگریزون نے ختا مین جاکر وہان کی چمن کاری اور باغ آرائی کو سیکھہ کر کچھ اپنے ملک مین رواج کیا اور اہل فرانس نے انگریزون کی پیروی اس بات مین کی ہے

چودھوان باب

علوم اور حکمت ختا کے بیان مین

حکماے ختا نے قدیم سے علم موجودات اپنے طور پر نکالا ہے یعنے جسطرح سب قوم اور ملت کے دانشمندون نے اپنے نزدیک جو وجہین اس بات مین معقول سمجھی ہین بیان کی ہین اوسیطرح سے ختا کے فیلسوفون نے بھی اپنی راے کو ساتھ دلائل کے جو اون کی دانست مین کامل ہین ظاہر کیا ہے لیکن چونکہ فن تاریخ کو بحث حکمت سے کچھ علاقہ نہین ہے عاصی کلام کو زیادہ طول اس مقام پر نہین دے سکتا غرض وہ ایک شمہ بیان کرتا ہے تا اس تاریخ کی سیر کرنے والون کو محض لاعلمی اس باب مین نہ رہے ❊ تمام موجودات کی نبا بقول اونکے اسطور پر ہوئی ہے کہ خدا نے جب چاہا کہ کائنات کو موجود کرے تو مادے پر اوس نے سانس کھینچکر پھونک دیا اور معًا اوس حرکت کے ساتھ ہی مادے نے جوش کھایا اور دو شے اوس سے پیدا ہوئین غرض ایک اپنی ذات سے متحرک اور دوسری محض ساکن بعد اوسکے اوس کارساز بے نیاز نے دونون شے کو خمیر کیا اور جب پھر اوسپر دم کو پھونکا تو تین چیزین پیدا ہوئین یعنے فلک اور زمین اور زن و مرد انسان اور یہی سب باعث تمام موجودات کے اسطرح سے ہین کہ فلک کو قوت فاعلی اور زمین کو قوت انفعالی حاصل ہے

اور سوا انسان کے جسقدر نفس حیوانی اور نفس نباتی اور جمادی کی پیدایش ہوتی ہے ان دونون کی سازش سے وقوع مین آتی ہے اور آدمی نے بھی علی ہذا القیاس اپنی نوع کو شروع کیا اور وہی سلسلہ چلا جاتا ہے لیکن پروردگار کا بھی وجود اس کارخانہ کائنات کی بقا کے واسطے چاہیے اور بے اوسکے دم مارنے کے مادہ ساکن کو حرکت نہین ہوتی غرض اسی انداز کی تقریر حکماے ختا کی اس بات کی اثبات مین ہے لیکن ایک فرقہ فیلسوفون کا بھی گذرا ہے کہ وہ دہری ہے اور وجود واجب الوجود کا انکار کرتے ہین مگر اونکی تقریر محض اولجھی ہوئی ہے جس طرح سے ملحدون کی ہوتی ہے اور اوسکا بیان تضیع اوقات کرنا ہے اور قابل سماعت کے بھی نہین ہے القصہ علم موجودات کا ایک نکتہ مطابق ختائی حکما کی تحقیق کے راقم نے عرض کیا اب ایک ایک شمہ اونکی حکمت نظری اور دوسرے علوم کا اس باب مین داخل کرنا ضرور ہے تا کہ حکمت چین وحجت بنگالہ کی جو مثل مشہور ہے اوسکی وجہ تسمیہ معلوم ہووے غرض حکمت چین کی جیسی بنیاد ڈپری تھی اگر ویسی ہی برابر جاری رہتی تو قریب قیاس کے ہے کہ اندنون اوسکو وہی رونق ہوتی کہ جو اب حکمت فرنگستان کو ہوئی ہے اور روز بروز زیادہ بڑہتی ہے یہانتک کہ جب خط اور اخبار اوس ملک کی ہند مین پونہچتی ہین تو ایک نہ ایک نئی ایجاد کی بات ہمیشہ سننے مین آتی ہے غرض حکمت ختا کی ایک ہی جگہ کچھہ تہوڑے سے فخر کی باقی ہے کہ کئی چیزون کی ایجاد وہان ہوئی اور اوسکی ترکیبین اور ملکیون نے اونسے سیکھی ہین علم ریاضی کے سب اصول کہے وے قدیم سے واقف ہین علم ہندسہ اور حساب اور ہئیت اور موسیقی سب کی معرفت اونہین ہی ہے اور علم ریاضی کے کئی فروع کے بھی یہ کامل ہوے اور خصوصاً علم جر اثقال ونیر نجات مین کمال حاصل ہوا اگرچہ علم جر اثقال اور جر الماء یعنے آبکشی کے نکتے اور اسرار یہ لوگ انگریزون کی سی فصاحت اور بلاغت اور ادلّہ سے نہین بیان کرتے لیکن نہایت اُ درکیفیت اون علمون کی سیدھے طور سے ویسے ہی حاصل کی اور کوئی تیسری دلیل ان کی حکمت کی نہوتی تو دیوار ختا اور

بڑی نہر جو پیہو یعنے شہنشاہ کا دریا کہلاتا ہے انہین دونون کی ساخت کا بیان کافی تھا
کیونکہ انسان کے کارخانے مین ایسی کوئی چیز کبھی نہین بنی ہے اور دونون کی بزرگی اور
دشواری جب ملاحظہ سے گذرتی ہے تو قیاس کبھی اس بات کا مقتضی نہین ہوتا کہ انسان
نے اسے بنایا ہے اور قدرت کاملہ الٰہی پر گمان لاتا ہے اور ڈاکتر سمیل جانسن صاحب
جو انگریزون مین فاضل متبحر اور کامل عصر اور منشی گری اور تجربہ کاری مین یکتا ے روزگار تھا
اوسکا قول یہ ہے کہ اگر کوئی فخر سے کہے کہ اوسکے دادا نے دیوار ختا کو دیکھا ہے تو اوسکی
بزرگی بجا ہے الغرض یہ دیوار قریب آٹھ سو کوس کی لانبی ہے اور سرحد ختا اور تاتار پر
واقع ہے اور وجہ اوسکی طیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تاتار نے اوسطرف سے بار بار یورش
کر کے ختائیون کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر انکو ضبط کرنے کی نہین سوجھی تب اس دیوار کی
بنا کی گئی اور فغفور چینگ وانگ نے دو سو چالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے اسے شروع کیا
اور عرصۂ قلیل یعنے صرف پانچ برس مین یہ تمام ہوئی اور حال اوسکا یہ ہے کہ نہ پہاڑ نہ دریا
کوئی مانع اوسکی ساخت کا ہوا اور آٹھ سو کوس تک جو موانع سامنے آئے سب کو دفع کرتی
ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پونہچی ہے اور کئی مقام پر آدہ آدہ کوس کے اونچے
پہاڑون کی چوٹی پر سے یہ دیوار کھینچی ہوئی ہے اور بعض جگہ بڑے بڑے دریا پر پلون
کے اوپر سے یہ گئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے بیچ سے شروع اس طرح پر ہوئی
ہے کہ صدہا جہاز پتھرون سے لدے ہوے ڈبا دیئے گئے اور اوسپر اوسکی بنیاد قائم ہوئی
ہے اور آٹھ سے کوس تک تیس گز اونچی اور اسقدر چوڑی ہے کہ چھہ سوار پہلو بہ پہلو فراغت
سے اوسپر گھوڑا دوڑا سکتے ہین اور سو سو قدم پر دو منزلہ اور سہ منزلہ برج بنے ہوے ہین
اور جب تک کہ تاتاریون نے اپنی دولت کی بنا ختا مین نہین ڈالی تھی تب تک ہزارون توپین
اونپر چڑہی رہتی تھین اور دس لاکھ فوجون کی تقسیم تمام برجون مین تھی غرض جب سے قضائے
فلکی سے وہی لوگ جنکی یورش کے سبب سے یہ دیوار بنی تھی ختا کے مالک ہوے تب سے

وہان کی فوج موقوف ہوئی اور برج اور دیوار بے مرمت رہنے لگی مگر کئی باتین عجیب وغریب
اس دیوار کی ساخت مین ہوئین کہ ختائیون کی حکمت اور قدرت اور مستقل مزاجی کی دلیلین
ہین چنانچہ اول یہ کہ معماری کے سرانجام اور بڑے بڑے تختے پتھرون کے ان لوگون نے
آدہ آدہ کوس کے بلند پہاڑون پر پہونچائے جہان چڑہنے کا کوئی سہارا نہین معلوم ہوتا اور
کرارے کی بلندی ایسی ہے کہ آدمی کی چڑہائی لاممکن نظر آتی ہے اور دوسری بات تعجب انگیز
ہے کہ سمندر مین جہان تھاہ کم اور جوش وخروش بحر زخار کا زیادہ ہے وہان کسطرح سے نیو
ڈالی گئی کہ دو ہزار برس سے ہلی نہین باوجودیکہ ختا کے سمندر مین ایسا طوفان دس بیس دفع
ہر سال مین آتا ہے کہ صدہا جہاز اور تخمیناً بارہ چودہ ہزار آدمی سالانہ انہین طوفانون مین
ہلاک ہوتے ہین اور زور وشور ہوا کا ایسا ہوتا ہے کہ ایک انگریز ناخدا بہت تجربہ کار اور عقلمند
کا بیان اسطور پر ہے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ ایک ہی جہاز کی گلی پر دس ہزار کرنا اور دس ہزار
نقارے دفعتہً بجائے جاتے تو اوسی جہاز کے پتوار پر سوا طوفان کے غل اور شور کے اون
کرنا تون کی آواز کوئی شخص نہین سن سکتا الغرض جس سمندر مین ہر سال دس بیس مرتبہ یہ قیامت
برپا ہوا وسمین اس دیوار کا قیام عجائبات سے ہے تیسری بات یہ کہ باوصفیکہ آدہی خلقت
سے زیادہ اوسکی طیاری مین مطابق فرمان کے ہر وقت حاضر رہتی تھی لیکن پانچ برس کے قلیل
عرصے مین اس دیوار کا تمام ہونا تعجبات سے ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب
کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کی فقط برجون کی ساخت مین اسقدر اسباب معماری کا صرف ہوا ہے
کہ تمام انگلستان کی ہرطرح کی عمارتون مین جو خرچ ہوا ہے شاید اوسکے مقابلے مین بہت کم
نکلیگا اور منصفی شرط ہے کہ تمام دیوار مین کسقدر اسباب صرف ہوا ہوگا اور چوتھی بات حیرت
افزا یہ ہے کہ جس ناکے پر یہ کھینچی ہے وہان سے منزلون تک نہ بستی نہ انسان کی نشانی
تھی اور آٹھ سے کوس تک فقط صحرا اور کوہستان اور جنگل تھا اور وہان پر اس کارخانے
کے لیے لازم ہوا ہوگا کہ سیکڑون کوس سے مزدورون اور کاریگرون کے لیے رسد اور دیوار

کیواسطے سرانجام آوے اور اس وجہ سے مشکلین وہ گو فی ہوئی ہونگی لیکن ختائیون کی حکمت
اور استقلال اور ثابت قدمی سب موانع پر غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی رہ گئی ہے کہ روے
زمین پر کوئی یادگار انسان کی اولوالعزمی کا اسکے مقابلے مین نہین ہے بجز اوس نہر بزرگ
کے جو ختا مین تین[۳] سے بیس[۲۰] کوس تک بنائی گئی ہے اور جسکے لیے قبلا خان چنگیز کے پوتے
کی عقل اور ختائیون کے علم اور ثابت قدمی پر لاکھہ لاکھہ درود بھیجنا مقتضاے انصاف ہے
اوسکی صورت یہ ہے کہ جب کوئی پہاڑ نہر کی راہ مین ملا تو سطح آب کے برابر تراشا گیا اور جہان
جھیل اور تالاب آیا تو کاریگرون نے اوسے پاٹ دیا اور زمین کو پختہ کر کے دونون پہلو
پر پشتے باندہ کر نہر کو اپنی منزل مقصود کی طرف جاری ہونیکی صورت پیدا کر دی ہے اور
بعض جگہ جہان منزلون زمین کو بداتہ زیادہ نشیب تھی وہان نہر کی بنیاد پختہ اور سیکڑون
ہاتہ بلند اوٹھائی گئی ہے اور پشتون کے بیچ سے نہر بہتی ہے اور مطلق سطح آب کو کمی بیشی
تین سے بیس کوس تک کہین نہین ہے باوجودیکہ اس عرصے مین زمین کی پستی اور بلندی
سے صدہا جگہ موانع پیدا ہوے ہین غرض یہ سب تو کمال اونھون نے کیا ہے لیکن زیادہ
حیرت کا مقام وہ ہے جہان بڑی پرانی گہری جھیلین دس اور بارہ اور پندرہ کوس کے
طول اور عرض مین ملتی ہین اور اونکے بیچ سے اس نہر کو ختائی کاریگر سب لیگئے ہین اور
قعر جھیل مین سنگین ستلے ڈال کے وہان سے کرسی اوٹھائی ہے اور جھیل کی سطح آب سے
وہ کئی بام بلند ہے اور اوسپر دو بغلی پشتی باندہ کے نہر دوڑائی ہے الغرض اگر اس نہر کی
وسعت کم ہوتی تو اسقدر حیرت نہوتی لیکن اوسکا نام ہی فقط نہر ہے والا مثل بحر ہے اور
شہرون کے قریب جہان بڑی تجارت گاہ ہے وہان یہ نہر ہزار گز چوڑی ہے غرض برابر
تین سو بیس کوس تک اتنی وسعت ہے کہ ہندوستانی سو پٹیلے پہلو بہ پہلو اوس سے گذر
کرین تو آپس مین ٹھوکر نکہائین القصہ غور کیا چاہیے کہ کس محنت اور حکمت کا یہ کام تھا جو ختائیون
سے انجام ہوا اور دیوار ختا اور نہر ختا کی برابری مین دوسری صنعتین انسان کی کیا مقابلہ کرینگی

اور یہ دلیل رہ گئی کہ علم ریاضی اور خصوص جر اثقال اور علم آب روانی کے یہ لوگ ہزارون برس سے
مالک ہین چہ مہندس یہ ہمیشہ سے ہین اور بعض فاضلون کا گمان قوی ہے کہ شکل مثلث متساوی الاضلاع
کی شکل حکیم فیثاغورث نے ختا کے مہندسون سے سیکھی تھی اور جب سیر و سیاحت سے فرصت
کر کے یونان کو پھر گیا تو اوسنے تلامیذ کو سکھلایا اور چونکہ اپنی ایجاد مشہور کی خود اوسکو شہرت ملی
اور اپنا نام جریدۂ عالم پر اوسنے لکھوایا اور بعض کاملون کا گمان ہے کہ ملک مصر مین حکیم مذکور
نے مہندسے کی اس شکل کو دریافت کیا کیونکہ وہان فیثاغورث نے چندے درس حکماء مصر
سے لیا تھا اور مصر مین ہندسے کا چرچا بڑا تھا اور رود نیل کی سیلابی کو باعث اس علم کی
ایجاد کا بیان کرتے ہین الغرض ان روایتون مین اگر پہلی کو نادرست فرض کیجیے تو بھی ختا مین ہندسے
کے وجود کی بطالت ثابت نہین ہوگی کیونکہ ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا اور
بیشک ختا مین اس علم کا زیادہ رواج تھا تب ہی اون فاضلون نے یہانتک گمان کیا ہے
کہ حکیم فیثاغورث کے سے شخص کو وہان سے کچھ حاصل ہوا تھا علی ہذا القیاس علم ہیئت مین
بھی ختائی قدیم سے کامل تھے اور کرۂ سماوی کی شکل جسپر کواکب ثوابت و سیارہ اور تمام متعلقات
آسمانی کے مقامون کا نشان تھا فغفور شن نے چار ہزار ایک سے ایک برس ہوے کہ بنوایا
اور یہانتک صحیح اوسوقت کے حساب کسوف اور خسوف اور گردش کواکب کے تھے
کہ تین ہزار برس کے حساب کو جو فرنگستان کے ریاضی دانون نے بالفعل دیکھا اور اپنے
حساب سے مقابلہ کیا تو مطلق فرق نہ پایا اور یہ کیسی بڑی دلیل ختائیون کی عقل اور ادراک کی
ہے کہ بغیر اون آلات ستارہ بینی کے جواب ہین کہ جسکی مدد اور سبب سے ہیئت کے حساب
درستگی اور آسانی سے ہوتے ہین اون لوگون نے بغیر اون مددون کے یہ کوشش اور
لیاقت بہم پہنچائی تھی اور فرنگستانی حکما اور مورخون نے اس راے پر اتفاق کیا ہے کہ علم ہیئت
کو جو رونق ختا مین تھی کسی قدیم ملک مین نہوئی اور اغلب ہے کہ جس طرح سے ہیئت وہان
جلوہ گر ہوئی اگر ہمیشہ اوسکی ترقی کی فکر ختائیون کو رہتی تو آجکے روز فرنگستان مین بھی وہ بات

جست وجو سے نہ حاصل ہوتی جو اوس ملک کی گلی گلی جاری ہوتی لیکن چونکہ حکماے ختا کا
قول اور نصیحت ہے کہ حکمت نظری سے جب اپنا مطلب حاصل ہو تو صرف واسطے اظہار ادراک
کے زیادہ غور کرنا محض تضییع اوقات ہے اوسکے عوض حکمت عملی کی طرف جسقدر میلان طبیعت
ہو مفید ہے اس لیے ختائیون نے علم ہیئت مین زیادہ فکر نہین کی ہے اور جب کسوف اور
خسوف اور منطقة البروج اور منطقۂ محروقہ اور معتدلہ اور مبرودہ اور خط نصف النہار اور
سبعہ سیارہ کی گردش وغیرہ اونکی دریافت مین آئی زیادہ فکر اونہون نے لاحاصل سمجھی کیونکہ
فقط تقویم کی درستی اونہین منظور تھی تاکہ سب عیدون کے اور پرستشون کے دن چاندگہن
اور سورج گہن اور شادی بیاہ کی سکھہ لگن وغیرہ ٹھہرائے جائین اور اجرام فلکی کے مقامات
دریافت مین آوین اور سوا اتنی معرفت کے علم ہیئت کو بیمصرف سمجھا اور غوض زیادہ نکیا ؛
علم ہوا یعنے ہوا کے تولنے اور غور کرنے اور ترتیب اور خواص جاننے کی معرفت جس سے
متعلق ہے اوسکی بھی دانست ختائیون کو قدیم سے ہے اور غبارے کی بنا انہین سے
ہے چنانچہ روایت معتمد ہے کہ بعض قدیم فغفورون نے غبارے پر بیٹھہ کر ایک شہر سے
دوسرے شہر تک سفر ہوا کیا اور گانے بجانے والون کو ساتھ لیکر شب کو جو چرچا ہوا پر
پھیلایا تو ایک ہوا ایسی سندہ گئی کہ خلق اللہ سمجھی کہ ارواحین آپسمین رنگ رلیان مچاتین
اور خوشیان کرتی ہین اگر بالفرض کسی تاریخ معتمد مین بھی اوسکا ذکر نہوتا تو قیاس سے بعید
نہین کیونکہ بالفعل انگریزون نے قصد ایک جہاز بنانے کا کیا ہے جو ہوا پر ایک ملک سے
دوسرے ملک تک جایا کرے ؛ علم کیمیاگری یعنے دہاتون کے گلانے اور خالص بنانے
اور تمام مرکبات ارضی کے اجزا کے جدا کرنے کا علم بہی ختائیون کو ہمیشہ سے اچھی طرح معلوم
ہے حالانکہ فرنگستانیون نے جو اس مین کوششین اور بالفعل ایجادین کین ہین اوسکے ہزار حصے
کا ایک حصہ اونہون نے نہین حاصل کیا غرض اتنی معرفت اوس علم کی اونہین ہمیشہ سے
تھی کہ باروت کو پہلے ختائیون نے ایجاد کیا اور اغلب ہے کہ اونہین کا کوئی نسخہ غیر ملکی سوداگر

نے پایا اور وطن مین جا کر اوسکی ایجاد کی نسبت اپنی طرف منسوب کی اور سوا باروت کے لکھنے
کی روشنائی بھی انہین لوگون مین پہلے ایسی شفاف اور پایدار اور روشن بنی کہ باوجود علوم اور
صنعت انگریزی کے ویسی چیز نہ نکلی علاوہ اسکے چینی باسن کی ایجاد اونہین سے ہے اور اگر
علم کیمیاگری سے اونہین کما حقہ آگاہی ہوتی باسنون کی میناکاری آگ پر کیونکر ٹھہرتی اور
نہین جل کے اس شفافی اور نزاکت کے ساتھ باقی رہتی اور علی ہذا القیاس سیکڑون فلزی صنعتین
ایسی اونکی ایجاد سے ہین کہ ہر ایک کا وجود دلیل کامل ہے کہ جسقدر اون لوگون کو قدیم مین
اس علم کی معرفت تھی یونانیون اور مصریون کو اوسکی چوتھائی نہ تھی ✽ جسطرح سے علم ادب
اور شاعری اور تاریخ دانی اور حکمت عملی کی قدر کی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کہ اسقدر کا تلطف
کبھی صنعت کے حصے مین نہ آیا اور ختائیون کے ذہن انتقالی کو امید انعام و اکرام کی نہ دیکھی
اور کیمیاگری جیسی حکمی تھی ترقی نہ پائی غرض اس ناقدری پر بھی مہوسون نے اپنے فائدے کے
لیے اوسکا چرچا ایسا بڑھایا کہ سیکڑون نادانون کو دام فریب مین پھنسایا اور غربا مستوطنین
کو سونے چاندی کی طرف متوجہ کر کے قرار واقعی لوٹا اور امرا اور فغفورون مین اکسیر بقا کا ڈھکوسلا
پھیلایا اور صدہا نے مال کے سوا جان بھی گنوائی اور اکسیر بقا حقیقت مین کھائی کیونکہ عدم
کو گئے تو وہین رہے اور ہمیشہ کے واسطے قیام کیا ✽ اس تاریخ کی دوسری جلد مین جو انشاء
اللہ تعالے سال آیندہ مین چھپیگی اوسمین بہت سی نقلین راقم نے لکھی ہین اس سبب سے
کہ کئی فغفور اسمین موے لیکن یہ گھرانا مانچوتاتار کا جو ایک سو بیاسی برس سے ختا کا مالک
ہے ان لوگون نے اس مکاری پر مطلق خیال نہین کیا اور اکسیر بقا کھا کے اپنے کو کسی نے
تمام نکیا غرض مہوسی کا شوق ختائیون کو باقی ہے اور مکارون کے دام مین اب بھی
ہزارون احمق پھنستے ہین ✽ علم جغرافیہ مین بھی ختائیون کو ہمیشہ سے دخل ہے لیکن اپنی
مملکت کے سوا انہین غیر ملکون کی حالات سے آگاہی نہ تھی اس سبب سے جب سنی سنائی باتون
کے اعتبار پر اور اندازے سے دوسرے ملکون کے نقشے یہ سب کھینچے تو غلطی کرنے غرض اپنے

وطن کی صورت جب لکہتے تو نہایت صحیح بناتے تھے اور قدیم اگلے زمانے مین جب ختا مین طوایف الملوک کی بنا تھی یعنے کئی بادشاہ تھے تو ہر ایک کے ملک کا نقشہ پیتل کے گھڑون پر کھدا رہتا تھا اور عوام الناس مین یہ مشہور تھا کہ جسکے گھرانے مین جب تلک بادشاہت رہتی ہے نقشہ اوسکے ملک کا اوسکے پاس رہتا ہے اور جب خاندان سلطنت کو زوال آنے والا قریب ہوتا ہے تو وہ پیتل کا گھڑا خود بخود اونکے پاس سے غائب ہوجاتا ہے اگرچہ یہ بات قابل سماعت کے نہین غرض اوس سے یہ بیشک ثابت ہے کہ سلف سے جغرافیہ مین ختائیون کو دخل ہے لیکن جسطرح سے اونکے اور علوم مین زنگ لگا ہے اسمین بھی علی ہذا القیاس وہ ترقی نہین ہے جو انگریزی جغرافیہ کو حاصل ہے ✤ علم تواریخ کا بڑا چرچا ہمیشہ سے اس ملک مین ہے اور چونکہ اوسکے عالم کو عہدہ جلیلہ ہمیشہ سرکار سے عنایت ہوتا ہے ہر طالب العلم اوسکی طرف توجہ کرتا ہے اور جسقدر تاریخ نویس ختا مین ہوئے ہین کسی اقلیم مین شاید ہوئے ہونگے اور صرف دو ہزار برس مین اس سے مورخ نامی پیدا ہوے جنہون نے اپنے ملک کا احوال لکھا ہے اور یہ لوگ بعد اوس ایام کے ہوے کہ جب چنگوائی فغفور نے تمام کتابین چین کی مع کتب خانہ شاہی سب کو ایکجا جمع کرکے جلادیا اور بہت سے فاضلون کو اس لیے مارڈالا کہ شہنشاہ کے حکم کو اونہون نے رد کرکے بعض کتابین نہین دی تہین اوسکا حال انشاء اللہ تعالے جلد دوم کے دفتر اول مین موقع پر مذکور ہوگا اور اوسکے چھپنے سے حال اوسکا بخوبی معلوم ہوویگا غرض بعد اوسکے بھی اتنی جلدین تاریخ کی لکھی گئی ہین کہ اگر کوئی مشتاق کتاب بینی کا بھی اونہین ایکجا جمع دیکھے تو اغلب ہے کہ اوس طومار کے ملاحظہ سے گھبرا جائے ✤ علم طب کو ختا مین بہت رونق ہے وہان کے اطبا کسی ملک سے اپنے فن کو نہین لائے بلکہ اپنی طبابت کے موجد وہ آپ ہی ہوے ہین اور جسطرح یونان اور مصر مین تشریح سے بڑے بڑے طبیبون کو لاعلمی تھی بسبب اسکے کہ لاشون کی ایسی قدر کی جاتی تھی کہ زندہ شخص کو مجروح

کرنے سے وہ سزا نہ تھی جو مردے کو اذیت دینے سے مجرم کو ہوتی تھی ختا مین بھی علی ہذا القیاس لاش کو اس حفاظت اور احترام سے سکھتے ہین کہ تشریح کا کوئی موقع کبھی نہین ملتا ہے اور یہی سبب اطبائے ختا کی خامی کا ہے غرض غرض اور تجربہ ان لوگون نے ایسا بہم پونہچایا ہے کہ فرنگستانی ڈاکٹرون کو حیرت ہوئی ہے جب اونکی تشخیص مرض کو اونہون نے ملاحظہ کیا ہے ختا مین قارورہ نہین دیکھتے اور صرف مریض کی صورت اور جلد کی رنگت اور آواز اور خصوص نبض سے مرض کو پہچانتے ہین اور نبض دانی اطبائے ختا کی ایسی بردست ہے کہ اونکی دانست کا حال سن نے سے تعجب ہوتا ہے چنانچہ ایسا اکثر اتفاق ہوتا ہے کہ جب طبیب مریض پاس آن بیٹھتا تو بے تفتیش حال کہہ دیتا ہے کہ مرض یہ ہے اور باعث اوسکا وہ ہے اور جس روز سے شروع ہوا دن بدن اوسکی صورت یون ہوئی تھی اور اب حال اسطور پر ہے اور بعد فلانے دن کے اوسکا حال یون ہوگا اور بیشتر اونکا حکم سچ ہوتا ہے اور اگر حاملہ عورت کی نبض دیکھتے ہین تو کہہ دیتے ہین کہ حمل اتنے دن کا ہے اور فلانے مہینے مین بیٹا یا بیٹی یا توام پیدا ہوویگا اور زچا کی صورت وضع حمل کے وقت بشرطیکہ امر ناگہانی واقع نہویہ ہوویگی اور انصاف سے اگر دیکھیے تو اس شناخت کے مقابلے میز کسی ملک کے اطبا کو نہ لایا جاہیے اور باوجودیکہ ختا مین تشریح نہین ہے لیکن خون کے ہر عضو پر محیط ہونے اور دور مین رہنے اور جسم مین ہر جگہ گردش کرنے کی دانست پہلے ختائیون کو ہوئی اور مدتون بعد انگلستان مین ڈاکٹر جاربی صاحب نے اس امر کو ثابت کیا لیکن قدیم سے اسکا علم ختائی اطبا کو تھا اور دلائل ہین کہ خون کی اس خاصیت کو پہلے انہون نے پہچانا باوجودیکہ خود بقراط اس مشکل کو حل نکرسکا اور اسی شبہہ مین مرگیا ایک اور امر مین اطبائے ختا کو یہ شناخت ہے کہ سن نے سے حیرت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ حالانکہ مردے کو چیر پھاڑ کے انگریزی طبیب وجہ موت تبلا سکتا ہے لیکن اگر لاش سڑ جاے اور فقط استخوان باقی رہے تو وہان پر اونکی بھی کوئی تدبیر نہین چلتی لیکن ختا کے طبیبون

نے ایکطور ایسا نکالا ہے کہ اگر کوئی کسیکو گھونسون سے یا سونٹے یا اور حربے سے مار کے
گاڑ دیوے اور بعد عرصے کے خون خفتہ بیدار ہووے تو لاش کو جس حالت مین ہو نکالتے
اور سر کے سے خوب اوسے نہلاتے اور ایک غار قد آدم لانبا اور گہرا اور ڈیڑھ ہاتھ چوڑا کھودتے
اور اوسمین گھاس اور لکڑی اور کویلا جلاتے ہین اور جب وہ گڑہا خوب گرم ہوجاتا ہے تو
آگ کو چاول یا شہد کی شراب سے بجھاتے اور لاش کو قیچی کے ٹھٹھر پر ڈالکے اوس
غار کے منہ پر رکھدیتے ہین اور ایک کپڑے سے لاش اور غار کے منہ دونون کو ایسا بند
کردیتے ہین کہ بخارات نہین نکلنے پاتے اور لاش مین سرایت کرتے ہین اور بعد دو گھنٹے
نجومی کے جب کپڑے کو اوٹھاتے ہین تو بالکل داغ چوٹ کے صاف عیان ہوتے ہین
یہان تک کہ گھونسے کے نشان دکھائی دیتے ہین اور اوسقدر یہ ترکیب کارگر ہے کہ
اگر گوشت پوست اور استخوان سب جدا ہوگئے ہون تو فقط ہڈیان جمع کرکے اس عمل کو
کرتے ہین اور اگر زخم کاری یا چوٹ ایسی تھی کہ اوس سے آدمی مرگیا تو ہڈیون پر نشان
ملتا ہے باوجود اس زیرکی اور ہوشیاری کے جراحی مین ختائیون کو کم دخل ہے اور
وجہ اوسکی صرف تشریح کی لاعلمی ہے کیونکہ بغیر اسکی دانست کامل کے ہڈی اور رگ اور
پٹھون کے جوڑ توڑ اور وضع مفاصل کی ترکیب سے آگاہی لاممکن ہے غرض خفیف امرون
مین جسطرح سے کولہہ یا کلائی یا شانیکا اوکھڑ جاتا ہے اور اسی قبیل کے دستوری مقدمات
مین وہ رہ نہین جاتے ہین لیکن وہ مقامات سب جہان سوا انگریزی طبیب کے دوسرا
کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا وہان یہ سب مجبور رہتے ہین چنانچہ جب لارڈ مکارٹنی بہادر
سفیر شاہ انگلستان ختا مین تشریف لے گئے تھے اونکے ساتھ کے اطبا نے انگریز نے
ایسے ایسے امراض متعلق جراحی کے اچھے کیے کہ ختائی سب گھبرائے اور انگریزون کی
قابلیت کے قائل ہوے القصہ ختائی اطبا مرہم بہی خوب کرتے اور دوائین ایسی کھلاتے
ہین تا زخم یا چوٹ ریم یا ورم نہ پیدا کرے اور اسیطرح اکثر اچھے بھی ہوجاتے ہین ۞

سوا جڑی بوٹی کے معدنیات کا مطلق استعمال ختا کی طبابت میں نہیں ہے اور دھاتوں کو
کسی طرح کے مصرف میں لانا نہایت مضر ٹھہراتے ہیں ۞ علم موسیقی میں ختائیوں کو دخل ہے
غرض سوا اسکے ختائیوں کے دوسرے شخص کو اونکے راگ اور لے اور سُر بھلے نہیں معلوم
ہوتے اور نہ اون لوگوں کو اور ملک کا گانا بجانا پسند آتا ہے اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں ہے
کیونکہ ہر جگہ یہ دستور ہے کہ اپنے اپنے وطن کی رسومات کو ہر شخص اوروں سے بہتر سمجھتا
ہے اور سب پر ترجیح دیتا ہے اور دونوں سبب اسکے ظاہر ہیں کیونکہ خود بینی اور خود
پرستی انسان کی خلقت میں ہے اس لیے ہر فرد اپنے کو افضل نوع انسانی جانتا ہے
اور دوسرے یہ کہ عادت طبیعت ثانی ہے اور جس چیز کو بچپن سے آدمی دیکھتا سنتا
پیری کو پہنچے گا وہی اوسکی نظروں میں بھلی معلوم ہووے گی چنانچہ ختائی سب انگریزی
ارگن اور بیلا اور بانسری اور ہندوستانی سارنگی اور ستار اور رباب کو پوچ سمجھتے اور اپنے
ملک کے کان پھاڑنے اور مغز پریشان کرنے والے باجوں کو پسند کرتے ہیں ۞ باجے
اقسام طرح کے ختا میں ہیں لیکن قابل ذکر کے عجائبات کے باعث سے فقط ایک ہی ہے
جسکا بیان دفتر اول میں اکثر ہوچکا اور جسکو پتھر سے وے بناتے ہیں اور چونکہ خاصیت
اوس سنگ کی ذات کی یہی ہے کہ ضرب مارنے سے آواز خوش دیوے ختائیوں نے
مثل گھڑیالکے اوسے بنایا ہے اور حق یہ ہے کہ اوسکی آواز نہایت شیریں ہے چار قسم کے یہ پتھر ختا میں پیدا ہوتے ہیں لیکن
سب سے بہتر یو کہلاتا ہے اور قیمتی ہوتا ہے ۞ اس مملکت کی صنعتوں کا حال دفتر اول
میں راقم نے ہر شہر کے احوال کے ساتھ ہی بیان کیا ہے غرض اس جگہ پر یہ کہنا ضرور ہے
کہ ریشم کے پیدا کرنے اور کاتنے کی دانست ایرانیوں نے ختائیوں سے حاصل کی ہے
اور اون سے رومیوں نے اور اون سے اہل فرنگستان اس راز سے آگاہ ہوئے لیکن
موجد ریشم کے بیشک ختائی ہیں اور ریشم کے کیڑوں کی نسل بھی ان لوگوں کے ملک سے
سب جگہ گئی ہے اور چونکہ مدت سے ریشم کے کیڑے دنکار واج ختا میں پھیلا ہے کاریگر اسکے

ایسے باریک ہین اور نزاکت رس ہین کہ کسی اور ملک مین کمتر ہین اور چیولی اور زربفت
اور مخمل اور اطلس اور پیلام اور تافتہ اور اقسام ریشم کے ایسے خوش رنگ اور پایدار اور نازک
بنتے ہین کہ باوجود فرانسیس اور انگریزی صنعت اور کل کی حکمت اور مدد کے ختا کے ریشمون کا
بازار ہمیشہ تیز رہتا ہے ❊ غرض بعد علم طبع کے جسکی ایجاد بھی ختائیون سے ہے حالانکہ وہ
نزاکت اور کمال جو انگریزی طبع کو حاصل ہے اونکو نہین وہ ایجاد جسکو بجز طبع کے دنیا کی
سب صنعتون اور ایجادون پر شرف ہے جسکے باعث سے جہازرانی کو ایسی قوت ہوئی
کہ پردۂ زمین کا کوئی گوشہ باقی نرہا جہان ناخداؤنکے علم نے اونکو نہ پہنچایا ہے وہ یعنے آلۂ
قطب نما کی ایجاد ختائیون سے ہے اور واللہ اعلم کسوقت سے اس ملک کے علما کو طبیعت مقناطیس
کی اس خاصیت سے کہ اگر سوئی سے اوسکو مس ہووے اور اثر اوس سنگ عجیب کا لوہے
مین تاثیر کرجاوے تو وہ سوئی دونون قطب کیطرف ہمیشہ رخ کریگی اور کسی حال مین اپنی نو
پیدا خاصیت کو نہین چھوڑیگی آگاہی ہوئی ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ کئی ہزار برس سے
اس خاصیت کی دانست ختائیون کو ہے باوجودیکہ خود ان سبھون کو فائدے اپنی ایجاد
سے اس قدر نہین حاصل ہوئے جو عرب اور فرنگستانیون کو ہوئے اور وجہ اوسکی صاف
ہے کہ ختائی سب نہایت بزدل ہین اور سمندر سے ایسے خائف کہ دور ملکونکا سفر کرنا
ملک عدم کا راہ گیر ہونا سمجھتے تھے اور خلاف اسکے عرب اور فرنگستانی اللہ پر توکل کرکے
قطب نما اور چند آلات ناخدائی کی مدد سے بڑے بڑے بحر ذخار تند او مواج اور تیرہ
و تہ دار کے پار ہوتے اور اجنبی لوگون مین جاکے اپنے مال کو فائدۂ کثیر سے بیچتے اور ایک
روپے سے بیس پیدا کرتے تھے القصہ دلائل قوی سے یہ ثابت ہے کہ اعرابیون کے
ساتہ چونکہ ختائیون کی تجارت قبل سنہ آٹھ سو مسیحی سے تھی تو اعرابیون کو پہلے یہ آلہ
قطب نما ختائیون سے حاصل ہوا اور جہان جہان یہ اعرابی گئے اسکا شہرہ پھیلاتے گئے
آخر کو بحر قلزم طے کرکے قسطنطنیہ کے اطراف کے ملکون مین جو اونکی کوٹھیان تجارت کی

تھین پونچکر کئی فرنگستانی سوداگرون کو اس راز سے بھی آگاہی دی اور اون لوگون نے اپنے ملکون مین جاکر بعض بعض شخص کو جو مطلع کیا چند ایام کے بعد یہ مشہور ہوا کہ فرنگستان مین آلہ قطب نما کی ایجاد ہوئی چنانچہ تین چار قوم فرنگستانی نے اپنا دعوی علحدہ کیا اور انگریزون مین بھی ایک حکیم بنام راجر بیکن صاحب اس آلہ کا موجد نادانون کے نزدیک مشہور تھا غرض یہ سب جلے فخر بیہودہ سے پیدا ہین اور قابل سماعت کے نہین کیونکہ جو دلیلین بعض نیرنگ لاتے او قصد دیتے اپنے دعوی کی اثبات کا کرتے ہین وہ خام اور ناقص ٹھہرتے ہین اور بالعکس اسکے ختائیون کا دعوی ایسا ہے کہ جون جون امتحان کی کسوٹی پر کھینچا جاوے تیون تیون براق نکلتا ہے اور یہی ایک دلیل کیسی زبردست ہے کہ اوٹھ نہین سکتی کہ فرنگستان مین فقط چھہ سے برس سے آلہ قطب نما کی دانست ہوئی ہے اور ختا مین گویا سلف سے چلی آتی ہے کیونکہ بعض مورخ معتبر کی روایت ہے کہ بہ تحقیق نہین معلوم کہ کس عہد مین اسکی ایجاد ہوئی غرض یہ لاعلمی قدامت کی دلیل ہے اور بعض کی روایت ہے کہ قریب پونے تین ہزار برس کے ہوئے یعنی سنہ ۱۱۱۵ قبل حضرت عیسی کے فغفور اُو آن کے بھائی حکیم چوکان نے اس آلے کی ایجاد کی غرض اس بات مین روایتین مختلف ہین اور منجملہ کئی فغفورون کے جو اوسکے موجد ٹھہرائے گئے ہین فغفور ہونگ ٹی کو زیادہ تر نامزد کرتے ہین اور بعض علماے فرنگ نے یہ ثابت کرنیکا قصد کیا ہے کہ حضرت آدم اور فغفور ہوانگ ٹی ایک ہی شخص بنام مختلف تھے اور انہین سب باتون کے ملاحظے سے ختائیون کو دعوی ایجاد کرنا حق بجانب ہے کیونکہ جو لوگ کہ ہزارون برس سے ایک شے سے واقفیت رکھتے ہون اور دوسری قوم صرف چھہ سے برس سے مطلع ہوئی ہو ان دونون مین ظاہر ہے کہ سبقت ایجاد کسکو حاصل ہے سوا اسکے تاریخ فرنگ سے ظاہر ہے کہ جب اہل پرتگال سنہ ۱۴۹۶ عیسوی مین افریقیہ کی جنوبی حد کو جو کیپ آف گڈ ہوپ کہلاتی ہے طے کرکے آئے تو اون لوگون نے حیرت سے دیکھا کہ

مشرقی سمندر کے بندرون مین جو ملکی ناخدا یا ملاح تھا آلہ قطب نما کی خاصیت سے آگاہ تھا حالانکہ اوسوقت تک کوئی جہاز فرنگستانی اوس سمندر مین کبھی نہین آیا تھا اور یہی دلیل ہے کہ اون ناخداؤن نے فرنگستانیون سے اوس بات کو حاصل نہین کیا اور بیشک عربون نے اونہین بتلایا کیونکہ اعرابی سب ختا مین سنہ مسیحی سے جایا آیا کرتے تھے اور اطراف کے ملکون اور اون جزیرون مین جو مشرقی سمندر مین واقع ہین خرید و فروخت کے لیے اونکی آمد و رفت تھی اور اغلب ہے کہ جہان جہان یہ ٹھہرے وہان اس راز کو انہون نے اظہار کیا والا دوسری کوئی صورت نہ تھی کہ مشرقی سمندر کے ملاح آلہ قطب نما سے آگاہ ہوتے اور اہل پرتگال اون لوگون سے دریافت کرتے

پندرہوان باب

بیاہ کی رسوم اور لڑکونکی تربیت اور تجہیز و تدفین اور ماتم اور غم کے بیان مین

جسطرح سے مسلمان اور ہنود اور پورب کے ملک کی بعض قوم مین دولہہ اور دولہن سے بیاہ کے آگے ملاقات نہین ہوتی ختائیون مین بھی وہی دستور ہے لیکن فرق یہ ہے کہ چین مین اگر مشاطہ اور درمیانی لوگون نے دولہن کے سن یا شکل و صورت کو دولہہ سے خلاف راستی کے بیان کیا ہو تو اوسکو اختیار ہے کہ دولہن کو دیکھتے ہی طلاق دینے کا ارادہ کرے اور حکام شہر کے حضور مین مستغیث ہو کر جتنے لوگ کہ بانی اور درمیانی ہین سبکو سزا دلوا دے غرض حال یہ ہے کہ جب کسی کے بیاہ کی تجویز ہوتی ہے تو مشاطہ لڑکی کو دیکھہ سن کے جاتی اور لڑکے یا اوسکے والدین سے بالکل حالت اور شکل اور صورت اور رنگت اور شباہت دولہن کی بیان کرتی ہے اور اگر اونکے پسند ہوتی ہے تو مقدار زر کی جو اونکو دولہن کے لیے دینا منظور ہوتا ہے دریافت کرکے دولہن کے بزرگون کے پاس جاتی اور سارا احوال کہتی ہے غرض جب دونون طرف سے گفتگو طے ہوتی ہے

تو نامہ و پیام اور تحفجات کی دونون طرف سے آمد و شد شروع ہوتی ہے اور دولہن کے والدین ساعت اور لگن دیکھکر روز عقد کا مقرر کرتے ہین الغرض روز معین کے دن دولہن ایک پالکی پر سوار ہوتی اور دروازہ اوسکا مقفل ہو کر کنجی کسی ایک نمکخوار با اعتبار کے سپرد کیجاتی ہے اور دولہن دہوم دہام کے جلوس سے اور شادیانہ بجتا ہوا اور جہیز کا اسباب ہمراہ اور وہ قدیم چاکر ساتہ اپنے لیکر دولہہ کے دروازے پر جب پہونچتی ہے تو دولہہ بلباس فاخرہ استقبال کر کے پالکی کی کنجی اوس نوکر سے لے لیتا ہے اور دروازہ کھولکر دولہن کو غور تمام سے دیکھتا ہے اور اگر خلاف اوس اظہار کے جو مشاطہ نے بیان کیا پاتا ہے تو اختیار رکھتا ہے کہ فوراً پہیر دروازے کو بند او مقفل اور اوسی نوکر کو کنجی واپس کر کے دولہن کو اوسکے ماں باپ کے گھر بھجوا دیوے اور جو کچہ کہ تحفے کی طریق سے آگے دے چکا ہے وہ سب پہیر پاتا ہے * جو عورت کہ اسطرح سے مقبول ایک کی نہین ہوتی تو ایسا واقعہ کوئی سبب مانع دوسرے کے ساتہ شادی کا نہین تصور کیا جاتا ہے الغرض جب تقدیر مین دولہن کی قسمت نے پہلے ہی دفعہ مین یاوری کی اور اوسکی صورت اور شباہت مطبوع طبع ہوئی تو دولہہ پردہ کروا کے اوسکو اپنے گھر مین لیجاتا ہے اور دالان مین دونون شخص پہلے چار سجدے تی ین یعنے پروردگار عالم کی درگاہ مین بجالا کر ایک دوسرے کو دو سجدے کرتے ہین اور دولہہ مردون کی دولہن عورتون کی مبارکبادیان پاکر مرد سب ایک دالان مین جمع ہوتے ہین اور دولہہ اونکی ضیافت مین مشغول ہوتا ہے اور دوسرے دالان مین عورتین جمعیت کر کے دولہن کے اہتمام سے کہاتین اور پیتین ہین بعد اسکے سارے مہمان رخصت ہو جاتے ہین * چونکہ اسی دفتر کے ساتوین باب مین قوانین کے جملے مین ختائیون کی خانہ داری اور طلاق وغیرہ کا احوال بیان ہوا ہے اس لیے زیادہ تصریح یہان پر بے فائدہ اور فضول سمجھی جاویگی * حکماء ختا نے کتب دستورات مین یہ لکھا ہے کہ لڑکے کی تربیت اوس وقت سے شروع ہونی چاہیے جب عورت کو یقین حمل کا حاصل ہوے اور اوسی دن سے اوسکو چاہیے

کہ ہمیشہ زیادہ تر خوش مزاج اور خاوند کی فرمانبردار ہووے اور عادت نیک اختیار کرے بلکہ خیالات بد سے کنارہ کرے اور ماکولات لطیف کا استعمال کرنا اور بمطابق استطاعت کے پوشاک پر تکلف کا ہمیشہ مصرف مین لانا ضرور ہے تاکہ لڑکے کی طبیعت کی بنیاد نیک اور لطیف ہووے اور بدمزاج اور حریص نہ نکلے غرض جب چھہ برس کا لڑکا ہوتا ہے تو اوسکو حساب کے عدد سب جو اکثر استعمال مین آتے اور دنیا کے بڑے بڑے ملکون کے نام سکھلاتے ہین اور آٹھہ برس کا جب ہوتا ہے تو تہذیب ظاہر اور سجدہ اور سلام کے طریق سیکھتا ہے اور دس برس کے سن مین محلے کے مکتب خانے مین جا بیٹھتا ہے اور تیرہ برس سے پندرہ برس تک موسیقی سیکھتا اور کلمات پند و نصائح کو خوش الحانی سے ادا کرتا ہے بعد اسکے تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری مین تعلیم پاتا ہے اور اسی سن مین جسطرف اوسکی طبیعت مائل ہوتی ہے خواہ سپاہ گری کے فنون یا تحصیل علوم مین مشغول ہوتا ہے ٭ مستورات کی تربیت یہ ہوتی ہے کہ پند اور نصیحت حفظ کیجاوے اور خاموشی اور تنہائی کی بہتری اور عفت اور عصمت کی بھلائی سے آگاہی رہے ٭ چونکہ حکیم کنگفوزی نے اپنے تلامیذ کو یہ نصیحت کی تھی کہ جسطرح سے زندگی مین آدمی کی قدر کرتے ہو ویسا ہی بعد مرگ کے بھی کیجیو اوس روز سے آجتک حکیم کے قول کو بجا لانا ختائیون نے واجب سمجھا اور یہان تک اوس حکم کو رسم و رواج مین رفتہ رفتہ دخل دیا ہے کہ بالفعل بعد مرگ کے جو عزت بخشی اور لاش کی قدر ہوتی ہے اوس شخص کی زندگی مین اوسکی چوتھائی نہین ہوئی تھی اور میرزا محمد علی صاحب کا قول بجا معلوم ہوتا ہے **فرد** گرچہ امروز از رعونت سر فرو نارد بمن ٭ خاک چون گردم فلک محراب میسازد مرا ٭ اور حقیقت مین یہ راست ہے کہ ہر نعمت کی قدر بعد زوال کے ہوتی ہے اور جب تک آنکھون کے سامنے آدمی رہتا ہے نفرین کرنے والے بہت ہوتے ہین اور آفرین دینے والے کم ملتے ہین لیکن جب نظرون سے وہ عزیز گذر جاتا ہے تو اوسکا عیب بھی اکثر ہنر ٹھہرایا جاتا ہے اور ختا مین بھی علی ہذا القیاس یہی حال ہے کیونکہ

جب کوئی مرجاتا ہے اوسکے اقربا جو قرابت قریبہ رکھتے اور دوست و آشنا سب جمع ہوتے ہین اور لباس ماتمی گلی مین ڈالکے اوسکی صفتین اوسکی لاش کے پاس بیٹھکے بیان کرتے اور روتے ہین غرض شروع سے اسکا بیان کرنا لازم ہے تاکہ احوال تمام و کمال اس تاریخ کے پڑہنے والون کو معلوم ہووے جب کوئی شخص مرتا ہے تو بعد دو ایک گھڑی کے اوسکا بڑا بیٹا یا سب سے جو زیادہ تر عزیز ہوتا ہے وہ لاش کو اچھے سے اچھا کپڑا اور لباس فاخرہ پہناتا ہے اور اگر وہ شخص سرکاری عہدہ رکھتا تھا تو اوسکے سب عہدے بھی جسطرح سے زندگی مین اوسکے ساتھ رہتی تھی اس حال مین بھی اوسکے ساتھ دیئے جاتے ہین اور اوسکے بعد تابوت مین لٹا دیتے اور بیچ دالان مین فرش پر تکلف بچھا کے اوس تابوت کو رکھ دیتے ہین اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تابوت کو ہر شخص مدتون سے خرید کرکے اپنے گھر مین رکھتا ہے تا موت کے وقت ایسا اتفاق نہووے کہ تابوت رتبے کے موافق نہ ملے اور اہل غور اسی ایک بات سے دریافت کرینگے کہ ختائی عجیب و غریب قوم ہے کہ ہر وقت اپنی موت کا خیال ہر شخص کو رہتا ہے اور اوسکی طیاری سالہاے سال آگے سے کرتا ہے یہانتک کہ ایک نفیس تابوت کی خواہش سبکو رہتی ہے اور اوسے مول لیکے اپنے گھرون مین ہمیشہ آنکھہ کے سامنے رکھتے ہین اور موت کی آمد ناگزیر اور لابد سمجھکے اوس سے مطلق خوف نہین کرتے بلکہ بتدریج موت سے آشنائی کرتے ہین تاکہ جب اوسکے حوالے کئے جاوین تو گھبراہٹ اور پریشانی حاصل نہووے جسطرح سے قدیم دوست کے گلے کوئی لگ جاتا ہے اور صرف اسی ایک رسم کے سبب سے اگر ختائیون کو تلامیذ حکما کہیے تو بجا ہے اور منجملہ صدہا دلائل کے یہ امر بھی ثبوت اسبات کا ہے کہ عادت کی تاثیر خلقت مین فرق لاتی ہے اور باوجودیکہ ہر شے حیوانی خصوص ذات انسانی فنا سے خائف ہوتی ہے لیکن اس رسم ختا نے موت کو ناچیز محض ٹھہرایا ہے اور جو دلگیری کہ اوسکی یاد سے لازم ملزوم کی نسبت رکھتی ہے وہ عادت کے وسیلے سے دور ہوگئی ہے الغرض لاش کو تابوت مین رکھکے چارون طرف سے لوبان جلاتے اور سرہانے پائنتی اور دونون

بغل مین پھولون کے ہار کا ڈہیر کر دیتے ہین اور دوست اور اقربا سب تابوت کو اپنی اپنی
سے سجدہ اور سلام کرتے اور اوسیطرح کے ادب اور آداب سے پیش آتے ہین جیسا انکی زندگی مین
دستور تھا لیکن بیٹا اوسکا ایسا ماتم زدہ اور سینہ زن اور تعزیت خوان ہوتا ہے کہ اوسکی
حرکتین دیکھکر ہول اوٹھتا ہے اور حقیقت مین حال اوس غمخوار کا شدت غم سے متغیر ہوجاتا ہے
اور مکاری مین یہ نوبت نہین پہونچتی ہے کہ زندہ مثل مردہ کے ہوجاوے اور جب تک لاش
دفن نہین ہوتی یہی طور اوسکے ماتم کا رہتا ہے اور اقربا اور دوست آشنا سب جب تک
کہ خاک کے حوالے خاک نہین کیجاتی ہے اوسی گھر مین بود و باش اختیار کرتے ہین لیکن جب
ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بیٹا اپنی مرضی سے چاہتا ہے کہ تین برس تک جو والدین کی وفات
مین ایام غم مقرر ہے لاش کو گھر مین وہ رکھے اور ماتم کرے تب سارے لوگ رخصت
ہوتے ہین اور اپنے اپنے گھر پھر جاتے ہین اور مہینے بیس دن مین ہمیشہ آتے اور لاش کو
سلام کر جاتے غرض جب دفن کی طیاری کیجاتی ہے لوگون کی جمعیت ہوتی اور قبر گاہ کی
طرف لاش اسطور سے اوٹھائی جاتی ہے کہ پہلے بہت سے مزدور شیر اور گھوڑے اور
اقسام جانورون کی مورت اور پتلے لیکر سب سے آگے جلوس مین قطار بندی سے نکلتے
ہین اور اونکے بعد دونون جانب کو بہت سے مزدور سب ایک کے پیچھے ایک ہاتھون
مین چھڑیان جنپر روغن کیے تختے جڑے ہوتے لیے رہتے ہین اور اون تختون پر مردے
کی صفتون کا بیان اور نمک حلالی اور سرکار کیطرف سے سرفرازی کا ذکر بڑے حرفون مین
لکھا رہتا ہے تا خاص و عام کو اطلاع اوسکی بزرگی کی ہووے اور ان سب کے بعد سازندے
باجا بجاتے ہین اور اونکے پیچھے تابوت کو ایک نہایت پر تکلف گنبد دار جنازے کے اندر
رکھکر چونسٹھ کہار کے کاندھون پر لیجاتے ہین اور متوفی کا بیٹا چوٹی کھولے بال بکھرائے
سفید گزی کا کرتا اور پاجامہ پہنے سر برہنہ اور ننگے پاؤن عصا ٹیکے اور سر جھکائے ایک
مجنون کی صورت بنائے لاش کے ساتھ ساتھ رہتا ہے اور اوسکے ہمراہ اقربا اور دوست

آشنا ماتمی لباس گلے مین ڈالے چلتے ہین اور سبکے بعد اوس مردے کے محل کی
مستورات ین گاڑیون مین رہتی ہین اور بعض دفعہ ایسی چیخین مارتی ہین کہ سننے کی تاب باقی
نہین رہتی غرض اسیطور سے قبرگاہ مین لیجاتے اور جب وہان پونہچتے ہین تو ہمراہی اور جلوسی
لوگ تابوت کو پھر سجدہ کرتے اور گویا لاش سے رخصت ہو کر فرنگیون اور مسلمانون کیطرح
زیر زمین دفن کرتے ہین اور چونکہ رونے کے بعد بھوک لگتی ہے قدرے قلیل ماحضر تناول
کرکے اپنے اپنے گھر دوست آشنا چلے جاتے ہین لیکن اوس متوفی کا بیٹا اور چند عزیز اقربا
قبر کے آس پاس گھانس کے گھر بنا کے چلّے بھر وہان رہتے اور گوشت مچھلی اور دوسری کوئی
لذیذ چیز نہین کھاتے اور نہ شراب پیتے ہین لیکن جب وہان سے اقربا اپنے گھر آتے تو
جوچاہتے سو کرتے ہین غرض بیٹے کو تین برس تک ترک لذات کرنا ہوتا ہے اور اگر سرکاری
عہدہ رکھتا ہے تو رخصت لیکر اپنے گھر بیٹھتا ہے اور اس عرصہ غم مین نہ کسی شادی اور
نہ دعوت مین جاتا ہے اور نہ اپنے گھر مین کسیطرح کی خوشی کرتا ہے اور نہ نئے کپڑے پہنتا ہے
اور نہ بالون مین کنگھی اور نہ حجامت کرتا ہے اور خالی چٹائی پر بے گدیلے یا رضائی کے
سوتا ہے اور جس حال مین کہ باپ کی لاش تین برس تک گھر مین رہتی ہے تو بیٹا تابوت
کی پائینتی لنگ سے ایکھری چٹائی پر سوتا ہے اور دن بھر تابوت کے پاس مورچھل لیے
بیٹھا رہتا ہے اور دنیا اور ما فیہا کی کچھ خبر نہین رکھتا ہے ٭ قدیم الایام سے یہی دستور
ختا مین ہے اور سوا اون لوگون کے جو عہدۂ جلیلۂ سرکار نہین رکھتے باقی تمام لوگ اسیطرح
غم کرتے ہین غرض جب سے دوبارہ تاتار کا دور ہوا سرکاری نوکرون کے لیے صرف سو روز
کا ماتم مقرر کیا گیا اسلیے کہ اگر دستور قدیم کے مطابق غم کیا جاوے تو سلطنت کے کام
مین حرج پیدا ہووے ٭ یہ سامان جو راقم نے بیان کیا ہے متوسط درجے کے آدمیون
کی تدفین کا طور ہے اور حسبقدر حیثیت متوفی کی اس سے کم و بیش ہووےگی جلوس اور جنازے
کے تکلفات اور کثرت مردم مین کمی اور زیادتی پائی جاویگی چنانچہ جب فغفور کا بھائی کا بھا

مگر ایک راوی راست گو جو اوسوقت دارالامارہ پیچین مین موجود تھا کہتا ہے کہ ساٹھ ہزار
مزدور صرف مورت اور تختے جنازے کے آگے لیگئے تھے اور جب امرا انتقال
کرتے ہین تو کثرت جلوس سے پہرون راہین بند رہتی ہین کیونکہ ختائی کیسا ہی غریب ہو وےگا
مگر ایسے وقت اپنے مقدور سے دونا خرچ کریگا اور ساری عمر کی کمائی اور تمام گھر کی جمع اپنے
باپ مان کے دفن مین پھونک دیویگا اور اسی سے سمجھا چاہیے کہ جب امیر کبیر مرتا ہے تو کیا
تکلف ہوتا ہے غرض جب بادشاہ عصر مرتا ہے تو تمام مملکت غم کرتی ہے اور سو روز تک
چھوٹے بڑے صغیر و کبیر سب ظاہرا ترک لذات کرتے ہین اور سپید گزی کا لباس پہنتے ہین
اور چوٹی کھولے رہتے ہین اور حجامت اور کنگھی نہین کرتے اور اس عرصے مین شادی اور رقص
ناچ و رنگ گانا بجانا سب ایک قلم موقوف رہتا ہے ٭ اسی جلد کے پہلے دفتر کے چھٹے باب
مین سیہو کی حصیل کے بیان مین راقم نے اس امر کو اظہار کیا ہے کہ ختا مین شہرون کے اندر
قبرگاہ نہین ہوتی اور اکثر ٹیلون پر مقبرے بنتے ہین اور ہر شخص حسب مقدور تکلف کرتا ہے
اور حقیقت ہے کہ کسی ملک مین یہ بات پائی نہین جاتی جو یہان ظہور مین آتی ہے اور ختائی
گورستان مین قدم رکھنے اور اسباب غم جو وہان مہیا رہتا ہے اوسکے دیکھنے کے ساتھ ہی
بے اختیار آہ اوٹھتی ہے اور ایک صورت غم کی ایسی نمایان ہوتی ہے کہ بے اختیار دل پر
اوداسی چھا جاتی ہے کیونکہ سرو کی قطار چارون کنار پر ہوتی ہے اور اس درخت کو بغور
دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی آزاد دنیا کو چھوڑے ہوے سامنے کھڑا ہے اور
بہار اور خزان مین ایک ہی حال پر رہتا ہے اور نہ کبھی مثل اور نباتات کے خلعت نوبہاری
پہنتا ہے اور نہ خزان مین اپنی حالت کو بدلتا ہے اور ہمیشہ سبز رہنا اوسکا مدام وحشت پر دلالت
کرتا ہے اور اوسکی پتیون سے ہوا ابھی آہ بھرتی ہوئی گذرتی ہے اور سوا اس درخت کے
جسکی دید بہر اہل تصور کے لیے دل کی تنگی کا موجب ہے بید مجنون اور دوسری قسم کے درخت
بھی ہر قبر کے گرد ہوتے ہین جنکی صورت پر اوداسی برستی ہے کیونکہ اون مین پھول پھل نہین

ہوتا اور اونکی ڈالیان اور پتیان شل مرجہائی چہوئی موئی کے ہمیشہ قبر پر جھکی ہوتین گویا غم
اور الم مین سرنگون رہتی ہین اور سوا اس کیفیت کے جو معاً دیکہتے ہی دلپر اثر کرتی ہے قبرون
کے سرہانے اور پائینتی آدمیون کی مورتین سروقد لانبی مرمر اور مٹی کی بنی غمزدون کی طرح ہوتی
ہین اور اون مین سے کوئی پتلہ آنکہون پر رومال کہے رہتا ہے کوئی چہاتی پیٹتا کوئی سکتے کے عالم مین جیسا کہ
شدت غم سے سناٹے مین غمزدہ آجاتا کھڑا ہوا معلوم دیتا ہے الغرض سمجہنے والے کے لیے اتنا ہی بیان کافی ہے
کہ ختا مین مردے کو جس احترام کے ساتہ کفن اور دفن کرتے اور مدفن کو جس تکلف سے آراستہ
کرتے ہین دوسرے کسی ملک مین دستور نہین ہے اور تہذیب ختائی جو مشہور ہے زندگی
کے بعد بھی متوفی کے حق مین کم نہین ہوتی یہان تک کہ دفن کے احترام اور غم کے اظہار کے
علاوہ ایک مکان ہر امیر اور متوسط بھلے آدمی کے گھر مین اسی بات کے لیے مقرر ہے
کہ باشندگان خاک کی یاد ہمیشہ تازہ رہے اور حیات مین جو حرمت اونکی تھی اوسی بزرگی
کے مطابق بلکہ آگے سے افزایش منزلت ہووے ٭ اگر کوئی شریف ختائی اپنے وطن سے
فاصلے پر انتقال کرتا ہے تو اوسکے بیٹے یا اور عزیز اقربا پر واجب ہوتا ہے کہ لاش کو
وے لے آوین اور خاندان کے ہڑواڑ مین دفن کرین اگر بیٹے کے رہتے یہ بات وقوع
مین نہ آوے اور باپ جہان مرے وہین گڑے تو بیٹے کو لوگ اپنی صحبت سے خارج
کر دیتے ہین اور منحوس سمجھتے ہین غرض اسی سبب سے بعض دفعہ دو دو سو کوس سے لاش آتی
اور باپ دادون کے مقبرون مین گڑتی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ تابوت سے کچھ بو
چھوٹتی ہے کیونکہ جس قسم کی لکڑی سے تابوت بنایا جاتا ہے وہ اسقدر سنگین اور خوشبو
ہوتی اور تختون کے جوڑ اسطرح پر وصل کیے جاتے ہین کہ تابوت مین لاش جس حالت پر
رہے لیکن مطلقاً بدبو نہین چھوٹتی ہے اور یہ بات اگر نہ ہوتی تو لوگ کیونکر لاش کو تین برس
تک گھر مین رکھتے اور وہین خود بھی رہتے ٭ ختا کے بعض بعض صوبون مین جہان زمین
نیچی اور آب خیز ہوتی وہان مردے کو تابوت مین چند روز تک میدان مین رکھتے اور

بعد اسکے ہم تابوت جلاتے ہین اور خاکستری کو دوسرے تابوت مین جمع کرکے مقبرون مین طاقون پر رکھدیتے ہین * لاش کو ختا مین غسل نہین ہوتا ہے اور یہی بات البتہ مکروہ معلوم دیتی ہے غرض یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر ملک وہر رسمے * قبل اسبات کو تمام کرنے کے ایک بات جو عجائبات سے ہے اوسکا ذکر مناسب ہے تاکہ ختائیون کا احترام مردون کے لیے ظاہر ہووے اور یہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ باوجودیکہ ختائیون مین ہر طرح کے بدمعاش ہین لیکن کفن چوری جو اکثر ملکون مین ہوتی ہے اوس ملک مین کبھی نہین سنی گئی حالانکہ مقبرون مین اسباب اور سونا چاندی کے ظروف لوبان جلانے اور دوسری رسومات کی ادا کے لیے ہمیشہ رہتے ہین اور ختائی سب حسب حیثیت سیم وزر تابوت مین مردے کی پائینتی مین اسلیے رکھ دیتے ہین کہ اگر روح کو احتیاج ہووے تو صرف کرے اور سوا اسکے سچی سنہری روپہری پنی کے گھوڑے ہاتھی بیل گائے بکری وغیرہ بناکے وہ لوگ تابوت کے پاس جلاتے اور ڈلہ جو کل کے رہ جاتا ہے اوسکو لاش کے بغل مین رکھ دیتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ ملک عدم مین کہ جھوٹ موٹ کے جانور سب سچ مچ کے ہوجاتے ہین اور روح کی خدمت مین حاضر رہتے ہین الغرض جب رسم یہ ٹھہری تو ظاہر ہے کہ گورستان مین بڑی دولت مردون کے ساتھ گاڑی جاتی ہے لیکن آج تک سننے مین نہین آیا کہ کسی چوٹٹے نے قبر مین ہاتھ ڈالا یا کچھ نکالا ہو اور اوسکے بالعکس اور ملکون مین ہوتا ہے جہان کہ چوٹون کے ہاتھ سے کفن تک نہین بچتا ہے *

سولہوان باب

ختائیون کے فضائل اور رزائل کے بیان مین

جس طرح جیسے بعض مصور جب کسی کی تصویر کھینچتے ہین تو خوشامد سے چہرے کے نقص کو چھپاتے اور اصلی حسن کو دونا کرتے ہین اور بعض جب دشمنی پر کمر باندھتے ہین تو نقص کو بڑہا دیتے بلکہ سانگ کے طور پر خسارے کو بناتے ہین اوسیطرح جیسے بعضے مورخ ملک کے حالات اور دستورات کو کج فہمی یا بدگمانی اور دشمنی سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بناتے اور

احوال کیا لکھتے ہین ہجو بلیغ کرتے ہین اور بعض مورخ کسی ملک کو گویا معشوق قرار دیکر اوسکے رزائل کو بھی فضائل ٹھہراتے اور بجز تعریف کے کچھ بیان ہی نہین کرتے ہین غرض یہ دونون طریق تاریخ نویسی کی شان کے خلاف ہین اور مورخ کو چاہیے کہ جو اصل حقیقت ہے اوس سے کم و بیش نہ بیان کرے اور اسیکا لحاظ اگر بعضے صاحبون کو رہتا تو ختا کے احوال کے بیان مین وہ یہ نہین کہتے کہ ختائیون مین طفل کشی کی رسم ہے اور فغفور اس امر مین اختیار رعیت کو دیتا ہے مگر حقیقت حال یہ ہے کہ بعض غربا کثرت اولاد اور مفلسی کے سبب جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اوسے راہ گھاٹ پر شب کو رکھدیتے ہین لیکن اوسکی ہلاکت کے قصد سے نہین اور یہ حرکت اس لیے کرتے ہین کہ اونہین یقین ہے کہ سرکاری عملے جو اسی بات کے لیے مقرر ہین وے بچے کو اوسی گھر مین اوٹھا لیجاوینگے جو مخصوص اسواسطے ہے اور وہان پر دائی دودا اور اطبا اوسکی پرورش اور علاج کرینگے اور سب طرح سے اوسکی خدمت مین حاضر رہینگے اور دستور قدیم سے ہے کہ ہر شہر مین ایک سرکاری مکان عالیشان رہتا ہے اور بہت سی دائیان اور خواجہ سرا اور طبیب سب اوس سے متعلق ہوتے ہین اور جس شخص کو اپنے لڑکے پالنے کا مقدور نہین ہے وہ شب کو اوس مکان کے دروازے پر چپکے سے آتا اور سیڑہیون پر لڑکا رکھکر بڑا گھنٹا جو وہان رہتا ہے اوسے بجا کر چلا جاتا ہے آواز کے ساتھ ہی اندر سے لوگ آتے اور اوس بچے کو لیجاتے اور دائی کے حوالے کرتے ہین اور جب وے کچھ سیانے ہوتے ہین تو مسلمان اور عیسائی سب اکثرون کو لیجاتے اور اپنے اپنے مذہب کا طریق سکھلاتے ہین اور چند لڑکون کو وہ لوگ بھی لیجاتے جو لاولد ہوتے اور چاہتے ہین کہ اپنے بعد کوئی شخص مثل فرزند کے رہے جو رسوم اموات ادا کرے اور اوسکے لیے غمزدہ رہے اور چونکہ ختائیون کو اسکی بڑی تمنا ہمیشہ رہتی ہے کہ بعد اپنے کوئی رونے والا ہووے اس لیے جو بے فرزند ہوتے ہین وہ ایک لڑکے کو اسیطرح سے متبنی کرتے ہین ✢ اغلب ہے کہ بعض اہل فرنگ

بلکہ مسافر تھے اور ادہر اودہر اوپر ہی اوپر دیکھتے پھرتے تھے اور تحقیقات کرتے
در نفس الامر کے سمجھنے کی فرصت قلت اوقات سے نہ تھی اور سکونت بھی ختا مین کم
ی اس سبب سے جب اونہون نے دیکھا کہ ہر صبح کو گھروم گاڑیان آتی تھین اور سرکاری آدمی
ہون کے کنارے سے لڑکونکی لاشین اوٹھا لیجاتے تھے تو اونھون نے سمجھا کہ بچہ کشی
س سلطنت مین روا ہے اس لیے کہ اسکی نہ تفتیش کیجاتی اور نہ مطلق پرسش ہوتی تھی
د سرکاری عملے سب جیسے آتے ویسا ہی لاشون کو اوٹھوا کر لیے چلے جاتے تھے غرضا
س امر مین اگر وہ صاحب سب زیادہ تحقیقات اور غور کرتے تو دیکھتے کہ غربا اور ادون
لائق ختا مین دو سبب سے بچون کی لاشون کو شب کو رستے کے کنارے پر پھینک
یتے ہین اول یہ کہ مفلسی اس امر کے مانع ہوتی ہے کہ کفن اور دفن حسب حیثیت کیا جاوے
یونکہ ایسے واقعہ مین بہت خرچ ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے وہ بچارے سب
اش کو کپڑے مین لپیٹ کر سڑک پر شب کو رکھہ دیتے ہین تا کہ سرکار کیطرف سے اوسکی
فین ہووے اور دوسرا سبب اس دستور کا یہ ہے کہ چونکہ گورستان شہر کے باہر عشر
ہوتا ہے تو وہان جانا اور لاش کو گاڑنا اور پھر آنا ڈیڑہ دو روز کی منزل ہوتی ہے اور
ون لوگون کے پاس ایسا پس انداز نہین ہوتا ہے کہ اپنے پیشے کو دو روز تک نکرین اور
و نہین انواع طرحکی تنگی بلکہ فاقہ نہ ہووے پس انہین دو وجہون سے مجبور ہو کر ختائی غربا سے
حرکت صادر ہوتی ہے ورنہ اپنے بچے کو کون ایسا سنگدل ہو وےگا کہ خواہ مخواہ مار ڈالیگا
رض راقم اس بیان سے انکار مطلق ختا مین طفل کشی ہونیکا نہین کرتا ہے کیونکہ نیک اندر بد
بد اندر نیک سب جگہ ہوتے ہین اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض شخص اپنے لڑکے کو بے وجہ
ر ڈالتے ہین چنانچہ دنیا مین ایسا دیکھنے اور سننے مین آتا ہے اور حاصل اتنی تقریر کا
ی ہے کہ ختا مین طفل کشی نہ رسم عام سے ہے اور نہ سرکار اوسکو روا رکھتی ہے لیکن
پھر بھی درد فرزندی کا جو مقتضی ہے اوس سے بعید فرزند کو اسطرح پر ترک کرنا معلوم ہوتا ہے

غرض انصاف شرط ہے کہ مفلسی اور تباہی جب آتی ہے تو دل کو پتھر کر دیتی ہے اور کوئی
رشتہ اوسوقت باقی نہین رہتا ہے اور پیٹ کی بھوک محبت کو بھی لوگون مین بھگا دیتی ہے
چنانچہ سیکڑون نقلین ہین کہ ہندوستان اور فرنگستان مین قحط کے ایام مین مان اپنے
بچے کو کھا گئی ہے ❊ نقص چونکہ ہر کارخانہ انسان مین ہے اس ختائی دستور مین قدیم سے
واقع ہوا ہے کہ اوس دارالتربیت مین اگر لوگون کو حکم لڑکے کو علانیہ دن کے وقت رکھہ
آنے کا ملتا تو اسقدر نقصان جان کا جو شب کو سڑکون کے کنارے پر لڑکونکو رکھہ دینے سے
ہوتا ہے وقوع مین نہ آتا غرض یہ خطا باوجودیکہ ذمہ سرکار مین معلوم ہوتی ہے لیکن
کسی سلطنت کے آئین کا گلہ بے دریافت کماحقہ نکرنا چاہیے کیونکہ قدر عافیت وہی جانتا ہے
جو مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے اور کیا دردسر اوسے ہوتا ہے جو حکومت کی شراب
پیتا ہے کچہ وہی بہتر جانتا ہے اور کوئی ایسا ہی سبب ہو وےگا جس سے فغفور مجبور ہے
ورنہ ممکن نہین کہ جب فغفور نے اپنی رعیت کے واسطے دارالتربیت مقرر کیا تو اتنا بڑا عیب
اوسکے ساتہ رکھا ہے القصہ طفل کشی کا گناہ کبیرہ جو ختائیون کے نامہ اعمال مین بعض مورخ
درج کرتے ہین اوسکی حقیقت اتنی ہی ہے جو راقم نے عرض کیا ہے لیکن خودکشی کی عادت
جو ختائیون مین بہت ہے اس باب مین راقم اونکی طرف سے کچہ عذر خواہی نہین کرسکتا ہے
کیونکہ کسی مذہب مین اپنی جان کو ہلاک کرنا جائز نہین ہے اور علاوہ اسکے اپنے کو ہلاک
کرنا محض نامردی اور بزدلی اور بیوقوفی کی نشانی اس لیے ہے کہ اپنے کو ہلاک وہی کرتا ہے
جو زندگی سے عاجز ہوتا ہے اور جینے کا مزا اوسیکو باقی نہین رہتا ہے جسکو آرزو حکومت
اور مراتب عالی یا روپے پیسے کی یا اور ہوس دنیوی کی تھی اور اوسکی کوشش مین مایوسی
حاصل ہوئی یا امیر سے گدا ہوگیا یا اور مکروہات زمانہ مین گرفتار ہوا غرض ایسا ہی آدمی
مایوس اور بدحواس ہوکر زہر کھا لیتا یا ڈوب مرتا یا اور طرح سے اپنے کو ہلاک کرتا ہے لیکن
ان لوگون سے زیادہ اول تو کوئی بیوقوف نہین اس لیے کہ حضرت آدم کے وقت سے

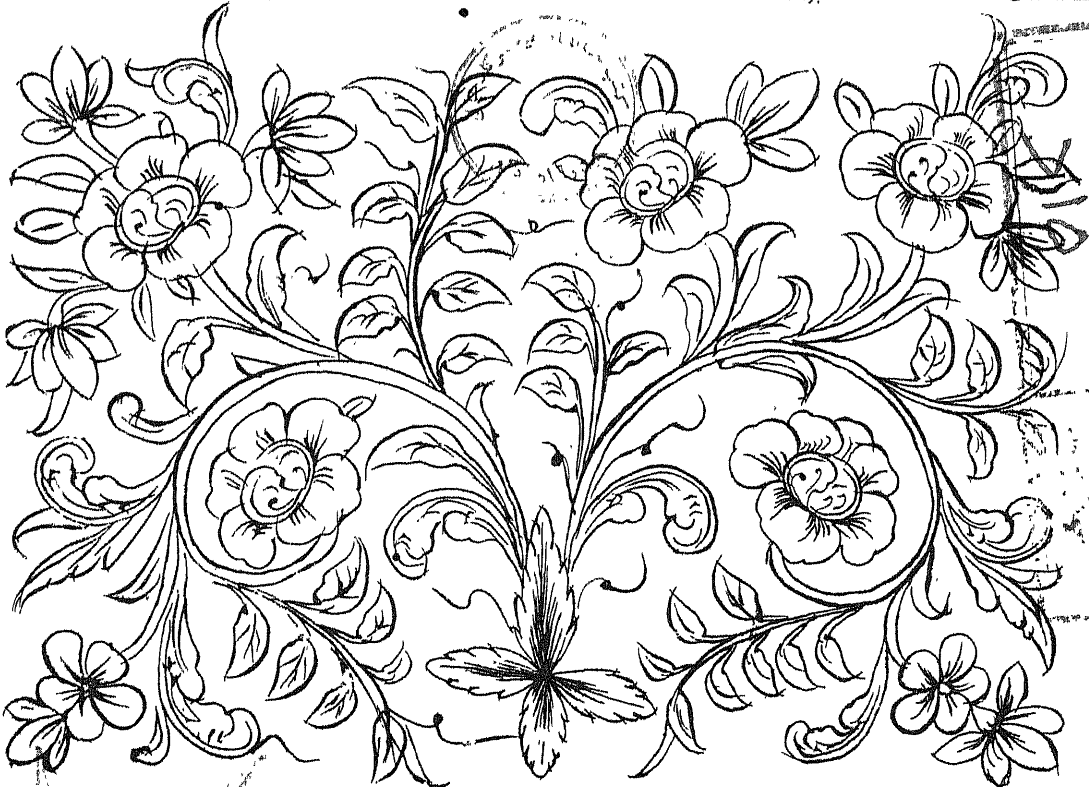
آجتک دنیامین شاید سو آدمی ایسے نہین ہوے کہ اونکی تمام مرادین پوری ہوئی ہون اور باوجود اسکے کہ ہر فرد بشر کو ہوش سنبھالنے کے وقت سے دم مرگ تک بہت سی تمنائین دل مین پیدا ہوتی رہتی ہین لیکن عمر بھر مین شاید ایک بھی نہین ملتی ہے غرض روپے جو ہاتہ کا میل ہے اور نوکری جو تاڑ کی چھیان ہے اسکے نہ ملنے کی کوفت مین خودکشی کرنی محض حماقت ہے اور سوا اسکے یہ پوچ حرکت نامردی کی علامت اس لیے ہے کہ راحت مین رہنا کون سا تکلف ہے کیونکہ یہ سبھی کو پسند ہے غرض پریشانی کی سختی کو لوگ کمتر برداشت کرسکتے ہین اور بیشتر بدحواس اور نعرہ زن ہوتے ہین اسی سبب سے مصیبت اوٹھانی عین مردی ہے اور جو شخص کہ اسکی آگ مین ٹھہرا اور مفلسی جو مردکی کسوٹی امتحان ہے اوسکے مس کرنے پر بھی بطور سابق رہا وہی مثل کندن کے سچا اور کھرا ہے کیونکہ اہل دنیا سب گویا ملمع کیے ہوے ہین اور فقط اونکا ظاہری ظاہر ہے اور جب آتش مصیبت مین ڈالے جاتے ہین ساری قلعی کھل جاتی ہے اور بعد اسکے جب دیکھتے ہین کہ وہ ساری بازاری بھڑک اوڑ گیی تو خودکشی کرتے ہین تاکہ عوام الناس کہین کہ واہ واہ کیا صاحب غیرت فلانے تھے جو مر گئے لیکن جو مرد عاقل اور اولی العزم اور تجربہ کار ہوتے ہین جو نہین اون سے فلاحت رخصت ہوتی اور فلاکت گھر مین آتی ہے تو وے کہتے ہین کہ ؏ جہان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ❊ کیونکہ جب خود کائنات بے ثبات ہے تو اوسکے ایک جزو یعنے مفلسی کو کیا قیام ہوویگا اور اوسی امید پر بیٹھے رہتے اور ایک آہ نہین بھرتے ہین اور اگر ایسا اتفاق ہوتا ہے جو خصوص اہل علم اور کمال کے وقوع مین اکثر آتا ہے کہ دنیا برابر ناساز رہتی ہے تب بھی اونہین غم اور فکر نہین زیر کرتی ہے اور افلاس کے پیوندار کپڑون کو وے خلعت پر تکلف اس لیے جانتے ہین کہ ارباب کمال جنہون نے اپنی راست بازی نہ چھوڑی اور امیرون کی چاپلوسی نکی اونکا لباس بیشتر اسیطرح کا تھا اور چونکہ ایمان اونکا نہ بگڑا اور حرص وہوس نے اونکو گمراہ نکیا تھا اس سبب سے اونھون نے

مطلق عمل نکیا الغرض انہین سب جہتون سے خودکشی کے برابر کوئی لغو حرکت نہین ہے
اور چونکہ اسکا بہت رواج ختا مین ہے راقم پر واجب ہوا کہ ختائیون کی عیوب کے سرِ دفتر اس
عیب کو لکھے اور اونہین قابل نفرین سکے ٹھہراوے ❊ سبب اس قسم کی حماقت کا یہی
معلوم ہوتا ہے کہ جب ختا مین کوئی شخص اپنے کو ہلاک کرتا ہے تو سرکار کی طرف سے حد سے
زیادہ تدارک کیا جاتا ہے اور جسپر شبہہ ہوتا ہے کہ اوسکے آزار دینے سے اوس کم بخت
نے خودکشی کی اوسپر نہایت تنبیہ ہوتی ہے اور جب دلیل کامل سے ثابت ہوتا ہے
کہ ایک نے دوسرے کو ایسا ستایا کہ اوس نے تنگ ہوکر اپنے کو ہلاک کیا تو مجرم خونی
ٹھہرایا جاتا اور قرار واقعی سزا پاتا ہے بلکہ کبھی کبھی خون کا بدلہ خون ہوتا ہے اور یہی باعث
ہے کہ جب اور کوئی صورت دشمن سے انتقام لینے کی نہین دیکھتے تو لوگ اپنے کو اکثر
ہلاک کرتے ہین اور مردون سے زیادہ رنڈیان اس حرکت کو کرتین ہین اور آئین مذکور
سے اس حرکت کو سرسبزی ہوتی ہے بلکہ تحریک دیجاتی ہے اور یہی بات رہیگی جب تک
کوئی قانون اس وضع کا نہ نکلے کہ جو اپنے کو ہلاک کریگا اوسکی لاش کفن دفن نہ پایگی بلکہ چیل
کوونکے لیے میدان مین پھینکوادی جایگی اور غالب ہے کہ اگر یہ بات وقوع مین آوے
تو اس جہالت مین کمی ہووے اسلیے کہ خاندانی مزار مین دفن پانیکی تمنا ختائیونکو حد سے
زیادہ ہوتی ہے اور اوس سے محروم رہنے کا خوف سارے بیہودہ ختائیون کو بھی رہیگا
اور صدہا کی جان کی حفاظت کا موجب ہوویگا ❊ اس عیب کے سوا ختائی سب اکثر کینہ کش
ہوتے اور جب دشمن کو پاتے ہین بُری طرح سے پیش آتے ہین اور اسطرحکا بغض تمام نامردون کا
مقتضائے طبیعت ہے اور جوانمردون کو اوس سے نفرت ہے چنانچہ انگریزون کو
دیکھیے کہ بہادری انکی جبلت مین ہے اور ساتھی اسکے کسقدر رحم اور مروت مزاج مین ہے
اور انپر کیا موقوف جس قوم کا بہادر دیکھیے گا اوسے خواہ مخواہ صاحب درد اور عفو پائیگا
علاوہ اس عیب کے ختائی سب زرپرست ہین اور روپیے کے حاصل کرنیکے عجب عجب

ڈھنگ رکھتے ہین اور مقدمہ باز بھی ایسے ہوتے ہین کہ مدعی پن سے جلد باز نہین آتے ہین اور جب تک سکت باقی رہتی اور جہان تک رسائی جسطرح ہوسکتی ہے اپنے کو پونہچاتے اور دعوی کو مسترد حتی الامکان نہین ہونے دیتے ہین یہ گویا اونکا شوق بلکہ خاصہ فطرت معلوم ہوتا ہے اور بعض کو اسکی لت ایسی ہوجاتی ہے کہ گھر بار بیچ کر نالش کی تدبیر کرتے ہین اور یہ عیب بہت بڑا ہے اس لیے کہ جسقدر جلد دو طرحکا گھر برباد ہوتے دیکھا ہے تیسرے کو نہین پایا چنانچہ ایک تو وہ خانۂ نشاط جہان ہمیشہ ناچ و رنگ کا چرچا رہتا ہے اور دوسرے وہ گھر جہان اکثر معاملہ پیدا ہوتا ہے القصہ یہی کئی رزائل ختائیون کے ایسے ہین کہ بنام خاصیت قوم مشہور اور معروف ہین لیکن مثل اور خلائق کے اقسام طرحطرح کے بیان یہ لوگ کرتے اور اوسکا حساب محتسب حقیقی سمجھ لیویگا اور گنہگار کی عیب جوئی کرنی معصیت عظیم ہے اور مورخ کو اتناہی لازم ہے کہ جتنے رزائل کثرت خلق مین مروج ہووین اور اوس قوم کے خاصۂ نفس سے علاقہ رکھین فقط اوسیکا بیان تاریخ نویسی کی حد مین داخل کرے ❊ اب رزائل کا تذکرہ ہوچکا لازم ہے کہ اس قوم کے فضائل ذکر کیے جاوین لیکن یہ تاریخ جنکے ملاحظہ سے گذری ہے وے ہر تعریف کے موقع پر اوس قوم کی مدح دیکھ چکے ہونگے مگر اسپر بھی ایکجا سب کو جمع کرنا ضرور ہے تاکہ انکی سیرت کا حسن و قبح چشم بینا کی نظر سے دفعۃً گذرے ❊ اہل ختا مودب اور مہذب بہت ہوتے ہین اور ہوشیاری اور پرہیزگاری اور سنجیدگی اور خصوص محنت کشی مین اپنا ثانی نہین رکھتے ہین اور کفایت شعاری اور قائم مزاجی اور دور اندیشی مین علی ہذا القیاس یکتائے روزگار ہین ❊ اور زیرکی اور تیزی ذہن اور خواہش حصول کمال مین بے مثل و امثال ہین اور والدین اور اپنے بڑونکی اطاعت اور دوستونکے ساتھ محبت اور غیرون پر شفقت کے باب مین بھی بڑا مرتبہ رکھتے ہین ❊ قوم تاتار کی طبیعت اور عادتون کا بھی کچھ احوال لکھا چاہیے اس لیے کہ مالک ختا کے بہت دن سے یہ ہین اور باوجود اسکے کہ آئین مملکت مین انہون نے مطلق

دخل نہ کیا اور حکماء ختا کے دستورات کو پسند کرکے بالکل ویسا ہی بحال رکھا ہے لیکن مزاج اپنا اونہون نے نہین بدلا ہے اور چونکہ بالکل صحرائی خصوص سپاہی لا و بال مسرف زر و مال ہوتے ہین اونہین وہ عادت سمائی ہوئی ہے اور اصلی ختائی جس شوق سے روپے جمع کرتے ہین تاتار اپنی جمع کو اوڑا دیتے اور غم فردا نہین کہاتے ہین اور ختائیون کی بہ نسبت زیادہ فیاض اور سیر چشم اور آشنا پرست ہوتے ہین اور جسقدر تامل اور خوض ختائیونکے مزاج مین ہوتا ہے کہ بے کمال خوض اور غور کے ادنے سے امر کو نہین کرتے ہین اوسکے بالعکس تاتار کے مزاج مین جلدی اور لاپروائی ہے یہان تک کہ فغفور کے جو مشیر سلطنت قوم تاتار سے ہین وے معاملہ دریافت کرنیکے ساتھ اپنی راے کا اظہار کرتے ہین مگر جو ختائی وزرا ہین وے بعد ہفتے عشرے کے صلاح دیتے ہین اور اوسپر بھی چاہتے ہین کہ زیادہ عرصہ خوض کے لیے ملے تو جواب باصواب دیا جاوے ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

جلد اول تمام شد



ازین کتاب چهار اشاعت است جلد ۲ که تار مسطر آن از بریشم چنگ است

تاریخ ممالک چین

جو اقوام و ممالک توابع فغفور ہین سبکے حالات اسمین مسطور ہین

جسمین دنیا بعد طوفان حضرت نوح علیہ السلام آباد ہوئی تا سنہ ۱۸۴۲ع کہ سلاطین ختا و انگلستان مین صلح کی بنیاد ہوئی

تصنیف افصح ماہر علوم جیمز کارکرن صاحب مرحوم

اولاً عدالت دیوانی صدر کلکتہ کے مترجم عدیل وبعد صدر عدالت دیوانی ممالک مغربی شمالی کے وکیل

مصنف جوہر اخلاق برگزیدہ عالم شہرۂ آفاق

بہ تکمیل ضابطۂ ایکٹ بستم سنہ اٹھارہ سو سینتالیس عیسوی کے

مطبوع مطبع منشی نول کشور مع محاسن صوری و معنوی سلمہ اللہ القوی



۱۶

جلد دوم تاریخ چین

دفتر اول

باب اول

ختا کے سب پہلے شاہنشاہون کا احوال اور اوس مملکت کی بنا

اور پہلی آبادی کا بیان

اخبار ایام ماضیہ اور قدیم تاریخ معتبر اور روایات متداولہ سے جو سینہ بسینہ اور پشت بہ پشت سلف سے چلی آئی ہین معلوم ہوتا ہے کہ مشرق مین قریب پانچ نبت ابیرنگ کے یا دشت گوبی کے گرد نواح مین بیچ اوس سرزمین کے جو کوہستان ہمالا کے شمال کی جانب واقع ہے خدا تعالی نے آدم کی بنیاد کو اوائل مین قائم کیا تھا درمیان اہل دہر اور حکمای دین کے اس باب مین بہت سی تقریرین ہوئی ہین اور بڑی بڑی کتابین لکھی گئی ہین غرض اون سب باتونکا بیان اس مقام پر بیموقع ہے اور مختصر اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ بعد اسقدر رد و کد کے ثابت ہوا کہ کتاب توریت مقدس مین جو ذکر کہ نوع انسان کی پیدا ہونے اور طوفان نوح مین شربت موت پینے اور بعد اوسکے کوہ ارارات کے چارون دامن مین پھر آباد ہونے کا ہے درست ہے دریافت

کیا چاہیے کہ نوع انسان کی تین علحدہ قسمین ہین جنکی آپسمین مغایرت اور مباینت اسقدر ہے
کہ فلاسفہ اہل وہم نے اس سبب سے اعتراض قوی اوس حدیث پر کیا ہے جسمین بیان ہے
کہ بالکل اقوام انسان اولاد ایک ہی جد یعنے حضرت آدم کی ہین غرض ان تین اصلی قسمونکو
بسبب اسباب و علامات مغایرت کے کرنل ہملٹن اسمتھ صاحب جو عالم زبردست اور
یکتای روزگار علم خواص الاشیا کے تھے یون نامزد کرتے ہین پہلی بلقب قسم ریش دار
دوسری بلقب قسم بے ریش تیسری بلقب قسم مرغولی یعنے پیچیدہ موے اگرچہ انکی فروعات
صدہا ہین لیکن اصل بھی تین ہین اور یاد رکھنا چاہیے کہ اعلی قسم بنی آدم قسم ریشدار ہے اور
اوسط رتبہ کی قسم بے ریش ہے اور ادون خلایق قسم پیچیدہ موے ہے چنانچہ ایران اور
ہندوستان اور کشمیر اور عرب اور افغانستان اور فرنگستان وغیرہ مین اقوام ریشدار ہین
اور وہ بزرگیان جن سے انسان کو رتبہ ظل اللہی کا حاصل ہے انھین لوگون مین زیادہ تر
پاے گئے ہین اور دوسری قسم بے ریش ہے چنانچہ اقوام تاتار اور تیسری قسم پیچیدہ موے
کہ وجود اسکا درمیان حیوان مطلق اور انسان کے مثل برزخ واقع ہے اگرچہ فروعات ان
تین قسم اصلی کی بسبب آپس کی خلط اور آمیزش کے بہت سی ہین اور بعض مین علامتین
دو قسمون کی اور بعض مین تینون کی پائی جاتی ہین لیکن پھر بھی علامات اصلی اس قدر عیان
ہین کہ ان تین اصلی قسمون کو جدا کرنا ممکن ہے الغرض قوم ختائی قسم بے ریش کی ایک فرع ہے
اور بہ نسبت اور دو اصلی قسمون کے اس قسم مین باب راہ و رسم کے مسدود رہنے سے
خلط کمتر واقع ہوا ہے چنانچہ تمام ملک چین اور تاتار کے لوگونمین یہہ بات پائی جاتی ہے یعنے کہ ریش
کم بلکہ اکثر مطلق نھین نمایان سر کے بال سیدھے اور موٹے اور سخت اور چندھی آنکھ چپٹی ناک
کلہ بھاری ہر شخص مین پائیے گا مقام گفتگو کا ہے کہ آیا اصلی باشندے خطۂ چین کے یہی لوگ
تھے جو اب ختائی کھلاتے ہین یا وہ کوہستانی سب جو اب کئی مقام واقعہ صوبہ جات
سے چوان اور کوئی چو اور ہوکوئن اور کوانگٹ ذمی اور صوبہ کوانگٹ ٹانگ کی حدون پر

مقیم ہین کیونکہ ان دونون مین مشابہت کی مغایرت زیادہ ہے غرض وہ کوہستانی سب
خطۂ چین کے بنیادی رہنے والے خواہ ہون یا نہون لیکن اسباب ظاہر خصوص بہت مشابہت
کے باعث سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ ختائی فرقہ تاتار سے ہین اور چونکہ بادیہ پیمائی اونکو پسند نہ
آئی اونہون نے گھر بنا کے سکونت ایک جا پر اختیار کی اور اونکی اولاد کے سوا دوسری
قوم تاتار کی شکست کہائی ہوئی جنے اونکے قریب پناہ لی تہی اونہون نے بہی وہی طریق اوقات
بسری کا اختیار کیا تہا اور حالانکہ کتب تاریخ ختا مین ذکر نہین ہے کہ اوس ملک کے
باشندون کی اوقات مثل تاتاریون کے بادیہ پیمائی کی تھی لیکن دو سبب سے قیاس بہی چاہتا ہے
ایک یہہ کہ دشت گردی کی اوقات خواہ مخواہ اون لوگون کی ہوویگی جنکی غذا خانہ پرورده
جانورون کے گوشت اور دودہ پر موقوف ہے کیونکہ جب لاکھون گاے بیل بکری
بہیڑی گھوڑے گہاس چر کے کہاینگے تو تہوڑے عرصے مین اونکے مالکون کو تبدیل
مکان کرنا بسبب کفاف نکرنے چرائی کے واجبات سی ہے اور دوسرے یہ کہ اگر بالفرض
کوئی معتبر تاریخ قدیم موجود نہوتی اور صورت دنیا کی بعد طوفان نوح کے اور حالات اور
اوقات اور حرکات آبا واجداد اقسام بنی آدم کی روایت تحقیق سے دریافت مین نہین
آسکتی تاہم غوض اور تفرس کو قوت بلکہ سہولت ملاحظہ سے اون قومون کے اطوار اور
اون ملکون کے آثار کے حاصل ہوتی جہان پر ہزارون برس سے ایک ہی حال ہے اور
ملک بیابان یا وسیع کفدست میدان مین وحشی باشندے خیمون مین رہتے اور گلہ
ہزارون خانہ پرورده جانورون کا چراتے پہرتے ہین اور اوسی کے گوشت اور دودہ پر
اوقات بسر کرتی ہین اور ملک ترکستان و تاتار و عربستان کے بعض ملک اور اکثر قومون
مین مثالین اوس وضع کی اوقات بسری اور بادیہ پیمائی کی ملتی ہین جو اوائل نو آبادی دنیا
مین ہر ملک مین کم و بیش موجود تہین اس مشکل کو حل کرنا امکان سے باہر ہے کہ کس قوم کا
مسکن اولین کون مقام تہا اور کدہر سی وہ آئی اور کدہر کو گئی اور کتنے تبدیل مقام کر کے

فہرست جلد دوم تاریخ چین

تیسرا دفتر

بیچ بیان اون ملکون اور قومون کے جو باجگزار فغفور کے یا زیر نگین ممالک چین ہین

خلافی جگهه پر بسی کیونکه جب شروع سے هر قوم کی تاریخ لکهی جاتی تب یهه بات حاصل هو سکتی تهی غرض معتبر مورخون کا قول یهه هے که جب حضرت نوح کی اولاد کو وہ ارارات واقعه ملک ارمن کی گردنواح مین بکثرت هوئی اور بسبب اونکے گلون کے بڑہنے کے ایک وسیع علف گاه کی حاجت هوئی اور مشرق کیطرف سفر کرکے ملک سنعار مین پهونچی اور گستاخی سے اونہنے اوس برج کی ساخت شروع کی جسکے سبب سے خداوند عالم نے اونکو روی زمین پر پراگنده کیا تو اوس تفرقه اندازی مین یافث بن نوح جو مشهور عربی اور دوسری شرقی تاریخون مین بلقب ابو الترک یعنی جد اقوام تاتار هے وه اپنی آل و اولاد کو ساتهه لئے دو سے برس بعد طوفان نوح کے کناره دریاے اتهل جسکو انگریزی مین والگا کہتے مین آنکر مقیم هوا اور اڑهائی سو برس کی عمر کے بعد وقت مرگ آٹهه بیٹے چهوڑ گیا چنانچه ترک جو جد اقوام تاتار کا هوا اور خزر اور سقلاب اور جد قوم روس اور منیاک اور زوئین جد قوم چین اور کامادی اور تارج چونکه یافث نے اپنے هر بیٹے کو اوسکی هم بطنی بهن سے نکاح کرکے ایک ایک سمت کو رخصت کیا تو زوئین ملک چین مین اپنے گروه کو لیکر بسا اور بادیه پیمائی سے جب اوسکو نفرت هوئی تو کشت کاری کی بنا ڈالی اگرچه خداوند عالم نے آبا و اجداد انسانکی عمر کو اولاد کی جلدی ترقی کے لئے زیاده کیا تها لیکن پهر بهی رسم دنیا کے موافق اونکی نسل رفته رفته بڑہی اور ایکمدت گذر گئی هوگی جب کهین ایسی زیادتی هوئی که اونکی جاے بود و باش کو یا خود اونکو کسی نام خاص یا لقب سے شهرت ملی چونکه تاریخ نویسی کا فن غایت علم سے تعلق رکهتا هے اور علم غایت اهلیت اور انسانیت کے عهد مین پیدا هوتا هے اور اهلیت تب هی ایک گروه خلق مین آتی هے جب آپس کے اتفاق اور کسی عاقل بزرگ کی صلاح سے وه کسی مقام کو گهر دروازے سے آباد کرتے اور بستی اور شهر کی بنا ڈالتے اور کشتکاری مین مشغول هوتے هین اور دور وس کے لوگون سے رسم تجارت اجناس کے

عوض و معاوضہ کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہین اور یہہ حال اہلیت کا تب ہی ہوتا ہے
جب درندے جانور سب جنسے انسان کے ساتھہ ہمیشہ ریاست کے لیئے شروع
آبادی ملک مین لڑائی خوب ہی ہوتی ہے مغلوب ہوتے ہین اس لحاظ سے ابتدا
سے ایام شروع آبادی بعد شکست درندون کے نہایت رواج علوم اور تحریر تاریخ
عرصہ ہزارون برس کا ان دونو عہد کے درمیان گذرتا ہے اور یہی باعث ہے
کہ اکثر ملکون کی قدیم تاریخون مین نہایت مشکوک رہتے ہین خصوص اوس مقام پر جہان پچھلی
آبادی اور پہلی باشندون کی خبر دی جاتی ہے اور اسکی تمثیلین بہت ہین چنانچہ ایک
یہی جو ختائی سب اپنے ملک کے باب مین بیان کرتے ہین کہ شروع مین آسمان
جسکو مذکر یعنی قوت فاعلی کہتے ہین اور زمین جسکو مؤنث یعنی ہیولاے ناقص جانتے
ہین یہہ دونو وصلی وارتے تہے اور جب جدا ہوئی تو ختا کی سرزمین پر آسمان اور زمین کی
اول اولاد نمود ہوئی اور وہ مرد تھا اور پان کو کہلایا اور اوسی سے نوع انسان کی بنا
ہوئی غرض حاصل اس نقل بے اصل سے اتنا ہی ہے کہ ختائی قوم اور ختا کا ملک سب
سے بزرگترین اور برما کے باشندے اور ہنود بھی اس اس طرح کی نقلین قدامت
کی اپنے اپنے ملک اور قوم کی بڑائی مین بیان کرتے ہین غرض جزوئیٹ فرقے کے
پادریونکا یقین ہے کہ پان کو اور حضرت آدم ایک ہی شخص بنام مختلف ہین لیکن بعض علما
سمجھتے ہین کہ یہہ اشارہ طرف اوس عالم ہیولانی یا ہیولا اولی کے ہے جو قبل خلق ہونے
کائنات کے موجود تھا سان ہوام کا گھرانہ مطابق ختائی مورخون کے پہلا خانوادہ پادشاہونکا
ہے اور بنیاد اسکی ایک شخص ملقب فوہی سے تھی جسکو بعض علماء فرنگ قیاس کرتے
ہین کہ شاید اشارہ طرف حضرت نوح کے ہو غرض اسی نے شن شی کے صوبہ مین چین کا
شہر بسایا اس لحاظ سے بعض مورخ کی روایت ہے کہ شاید ختا مین جو طائفہ آدمیونکا
آن کر رہا وہ ہندوستان سے نقل مسکن کر کے وہان گیا غرض مباینت صورت کی

اہل ہند اور اہل ختا مین اس قدر ہے یعنے ایک قوم خوبصورت قسم ریشدار سے ہے
اور ایک بدصورت قسم بے ریش سے معلوم ہوتی ہے کہ ان دونون ملک کے
لوگون کو ایک ہی نسل سے قرار دینا درست نہین اور مختلف روایتین جو اس باب مین ہین
فاضلون کے فقط تفرس ہین اور جسکی عقل نے جہانتک رسائی کی اور علم نے بہی مدد
پہنچائی اوسنے ویساہی قیاس کر کے بیان کیا ہے اور سوای قیاس کے ایسے ایسے
مقام نازک پر قطعًا کچہہ نہین کہا جا سکتا ہے خیر جو کچہہ ہو غرض اتنا تحقیق ہے کہ شن شی کا صوبہ
اصلی باشندون سے آباد ہوا اور فوہی نے سطہ شر چین یا حسن یا چین بسایا اور اپنی
رعیت کو آدمیت سکہائی اور بیہودہ وحشی عادتون سے پاک کیا کہتے ہین کہ ایک سو دس
برس کی عمر اوسکی ہوئی اور جب موت آئی ہر شخص کی آہ اوسکی لاش کے ساتہہ گئی بمطابق
روایت ختا کے موسیقی کی بنا فوہی سے ہے اور دلکو نرم کرنے اور آدمی سے
آدمی کو انس دلانے کے لیئے اوسنے چند باجون کی ایجاد کی بعد فوہی کے بعض مورخونکا
بیان ہے کہ پندرہ بادشاہ تخت نشین ہوئے اور زمانہ سبکی ریاستون کا قریب اٹہارہ
ہزار برس کے تہا مگر اس روایت کی ابطال اسی تعین مدت مین پائی جاتی ہے اور
زیادہ کہنا ضرور نہین غرض ان سب کے بعد کہتے ہین کہ شن ننگ تخت پر بیٹہا اور
زراعت کی بنا اوس سے ہے اور طبابت بہی اوسی نے شروع کی اور بازار ہاٹ
میلا وغیرہ کی بہی بنیاد ڈالی غرض ایکسو چالیس برس کے بعد اوسنے انتقال کیا اور اوسکی
نسل سے سات شخص صاحب تخت وتاج ہوئے اور آخر مین ٹی یو گانگ اوسی خاندان
کا جب عیاش نکلا اور بلوا سے عام ہوا تو ہوانگ ٹی تخت پر بیٹہا یہہ شخص وارث تخت
وتاج نہ تہا اور ہمیشہ شن ننگ کے وارثون سے لڑا کیا مگر ظفریاب نہوا لیکن جب ٹی یو
گانگ ایسا بد اور ناقابل ریاست نکلا تو اوسنے تخت چہین لیا اور جسنے مقابلہ کیا اوس
سے لڑا اور شکست دی غرض جب امن وامان ہوا طبیعت اوسکی بہتری ملک کی تدبیر

مین مصروف ہوئی اور کثرت آبادی کے سبب سے کئی گروہ آدمیون کے اوسنے پچھلی کے
صوبونکی طرف بھیجے اور اوسے آباد کیا پہلی عمارت اینٹ کی ختا مین اوسنے بنانے کے
لیے اسی نے بنوائی اور بعد اوسکے شہرون مین بھی مکانات کی بنا ہوئی اس بادشاہ سے
ختائی مورخ اتنی ایجادین منسوب کرتے ہین کہ اگر اوس روایت کو قبول کیجیے تو دوسرے
کسی کی کچھ حقیقت نہین باقی رہتی ہے چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ ہوانگ ٹی نے رصد
بنوایا اور تقویم کو درست کیا اور حربے اور چھکڑے اور گاڑی اور رتھ اور ایک قسم
کے باجے کی ایجاد کی اور روپے پیسے کا رواج دیا اور نرخ اور مول تول وغیرہ کا تعین
کیا سوا اسکی جودت طبیعت کے اسکی بیگم بھی علی ہذالقیاس بہت ذکی اور زیرک
تھی اور ریشم کے کیڑے کو پالنا اور ریشم پیدا کروانا اور اوسکے تھان بنوانا اور پوشاک
بنانا سب اوسی کا کام تھا لیکن غالب ہے کہ بہت سی ایجادین جو ہوانگ ٹی سے منسوب
کی گئی ہین اون مین اورون کا بھی حصہ ہے اور یہہ قیاس بعید العقل نہین اس لیے کہ
عادت ختائیون کی یہی ہے کہ جو بات قابل نہایت تعریف کے ہوتی ہے وہ قدما کو
اوسکی ایجاد سے ممدوح کرتے ہین ایک قیاس اور بھی ہے کہ چونکہ وہ خانوادے
سب سلاطین کے جو ایک ایام مین مالک بعض بعض صوبون کے تھے اور فغفور سے کبھی
باغی اور کبھی ملے ہوئے رہتے تھے جنکا حال آگے معلوم ہوگا ختائی تاریخون مین لقب وانم یعنی
سلطان کا رکھتے تھے اور اصلی فغفوران چین کا خطاب ہوانگ ٹی یعنی مالک روی زمین تھا
اس سبب سے بالکل ایجادین جو ہوانگ ٹی سے متعلق معلوم ہوتی ہین اوس سے مطلب
راویونکا یہی ہے کہ خاص فغفوران چین کے خانوادے مین ایجادین ہوئین تھین القصہ اوسکی بعد
بیٹا اوسکا بیٹھا اور نام شاؤ ہاؤ تھا اور بجز اوسکے کوئی کام اوسنے نہین کیا کہ بانڈرین (یعنی افسر) کے
درباری لباس مین جو کلابتون کے نقش بنے رہتے ہین وہ اوسی کی تجویز سے ہے اور وہ
قدیم قبرین ختائی ہنوز دکھاتے ہین اور کہتے ہین کہ باپ بیٹی یعنی ہوانگ ٹی اور شاؤ ہاؤ

کی گورین مین پہر دو بادشاہ گمنام کے بعد ٹی کو تخت نشین ہوا اور مدارس کی بنا لڑکون کی تعلیم کے لئے اسی سبب سے ہوئی اور کثیر الازواج ہونیکا رواج اسی سے نکلا کیونکہ شاہی اولاد مین چار جورو مین اوسنے کین لیکن جب اسپر بہی مدت تک محروم ولا ولد رہا تو شان ٹی یعنی پروردگار عالم کی پرستش شروع کی اور چند دن مین چارون سے ایک ایک بیٹا ہوا اور ان مین سے دو شانک اور چاؤ گھرانیکے بانی ہوئے لیکن بڑا بیٹا بنام ٹی چی باپ کے بعد بیٹھا غرض عیاش اور بداطوار نکلا اور جب ابلائی نصیحت کر کے دیکہا کہ اپنی حرکتون سے کسی طرح باز نہین آتا اونہون نے ملکر اوسے بے تخت وتاج کیا اور اوسکے بہائی یاؤ کو بٹہلایا اور یہہ وہ یاؤ ہے جسکی تعریف ختائیون مین تا قیامت رہے گی اور جسکی یہہ منزلت نیکوئی کی تہی کہ جب کسی فغفور کی مدح مین ختائی شاعر مبالغہ کریگا تو یہی کہیگا کہ تو مثل یاؤ کے ہے فقط ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

دوسرا باب

یاؤ اور شن نامے فغفورونکے بیان مین

شاعر کے قلم کو نہ یہ قدرت اور نہ تحریر کو یہ وسعت ہے کہ ان دونون فغفورون کا تمام احوال لکھ سکے حکیم کنگ فوسی نے اونکی مدح مین کتاب مسمی اشوکینگ لکہی ہے اور تعریف یہان تک کی ہے کہ ارباب علم سے بعض یہ کہتے ہین کہ تو ہم کرکے ایکصورت مرد نیک خصال کی حکیم نے کہینچی ہے یا اگر اونکی حقیقت سے یہہ تعریف کچہہ نسبت رکہتی بہی ہو تو مبالغہ کو دخل دیا گیا ہے اور حد سے زیادہ بڑہایا گیا ہے لیکن جنکو یہہ ایرادین سوجہتی ہین جو صدر مین مذکور ہوئین اون صاحبون کو یاد رکہنا چاہیے کہ اکثر تاریخون مین یہی دیکہنے مین آیا ہے کہ جس شخص سے کہ بنیاد کسی خانوادۂ شاہی کی ہوئی ہے وہ ان دو نوع خاصیتون مین سے ایک کے سبب ممدوح تہا یعنی وہ صاحب شمشیر اور تدبیر تہا یا عادل و ولی نفس تہا اور تیسرے کسیکو آجتک یہہ رتبہ نہین ملا غرض جب یہ امر واقعی ہے تو البتہ حکیم کنگ فوسی نے ان دونون فغفورون کے حق مین جو بیان کیا قابل اعتبار کے ہے اس لیے کہ

گیا تو دیکہا کہ بی بی کے ساتہہ بیٹہا ہوا اشن ستار بجا رہا ہے تب تو یہ سخت گہبرایا اور بدحواس ہوکر کہنے لگا کہ بہائی صاحب مین آپکو دیکہنے آیا تہا اور شرمندہ ہوکر باہر چلا گیا لیکن کشن نے جاکر ہاتہہ پکڑا اور کہا مجہہ سے قصور ہوا معاف فرماؤ اور چلو کوئی عہدہ سلطنت مین اپنے لیئے تجویز کرکے لو اور آخرکو جلیل القدر عہدے سے اوس سنگدل بہائی کو سرفراز کیا اور کبہی اوس حرکت کا ذکر زبان پر نہ لایا غرض انہین سب جہتون سے شن کی خداپرستی اور رحم دلی اور انواع طرح کی خوبی مشہور ہے اور سوا ان باتون کے ملک کی بہتری اور رعایا پروری اوسنے بہت کی اور چونکہ بیشتر جگہہ پر زمین ناہموار اور دلدل تہی شن نے بہت حکمت اور محنت سے اوسے چورس اور برابر کیا اور کشت کاریکو تحریک دی اور جس طرح یاؤ نے شن کو شریک سلطنت کیا تہا اوسی طور شن نے ایک شخص یُو کو بلوایا اور اپنے ساتہہ تخت پر بٹہایا اور ہر طرح سے اپنے برابر بنایا ایک دستور شن نے یہ مقرر کیا تہا کہ جسکا جی چاہے سامنے آئے اور احکام اور اطوار قصور پر جو اعتراض واجب سمجہے نڈر ہوکر کرے اور جو اس طرح سے کرتا تہا شن اوسکو اپنا دوست کہتا اور دوست سمجہتا تہا کیونکہ دوست وہی ہے جو تلخ سناتا ہے اور سخت کہکر بدی سے باز رکہتا ہے ایک مشہور قول اوسکا یہ بہی ہے کہ جب بادشاہ کے وزیر اور مشیر سب بد ہوتے ہین تو بادشاہ مثل لنگڑے لولے کے بیکار رہتا ہے اسلیئے کہ نوکر گویا ہاتہہ پانون ہین اور جب یہی نہ کمی ہوئی تو بادشاہ ناچار بیٹہا رہتا ہے اسی لحاظ سے ہر پادشاہ کو لازم ہے کہ نیک اور ہوشیار اور تجربہ کار لوگونکو ساتہہ رکہے اس لیئے کہ فقط پادشاہ کے نیک کردار ہونے سے معاملہ نہین درست ہوتا بلکہ بدنامی اوٹہاتا ہے ایک عمارت عالیشان بنوا کے شن نے حکم دیا کہ تمام مملکت کے بوڑہے وہان رہین اور جب امور سلطنت سے فراغت ملتی اور طبیعت راحت طلب ہوتی تہی تو اونہین پیر مردون کی صحبت مین جا بیٹہتا تہا اور ہر ایکی کی باتین سنتا تہا غرض اسی طرح سے پچاس برس اوسنے حکومت کی اور ایک سے بارہ برس کی عمر مین راہی الملک عدم ہوا

تیسرا باب

ہیاؔ کے گھرانے کے بیان مین

جب شُنؔ نے انتقال کیا تو یُوؔ اوسکے مشیر اور شریک نے چاہا کہ شُنؔ کا بیٹا تخت نشین ہووے لیکن یُوؔ نے ایسا ایسا کام کیا اور نیک نام ہوا تھا کہ رعایا نے جبرًا اوسیکو بٹھایا اور فغفور مغفور کے بیٹے کو محروم رکھا اور حقیقت مین خود شُنؔ نے یُوؔ کو اپنا ولیعہد کیا تھا اور جب تخت پر اپنے ساتھہ بٹھلایا تھا تو یہہ فرمایا تھا کہ سُن ای یُوؔ تو حکیم منش اور نیک کردار ہے اور تو نے بڑا بڑا کام کیا ہے اور جب اپنے کو تو نے ایسا نیک نام بنایا اور اپنے گھر کو اوس خوبی سے رکھا ہے تو بے شبہ قابل سلطنت کرنے کے تو ہی ہے اور اگر اسی طرح سے تو نیک رفتار رہا اور اس حکومت اور جاہ وحشمت نے جو مین نے اب عنایت کیا ہے تیرے مزاج کو نہ بگاڑا تو بعد میرے یہ تخت تیرا ہے اور ذات بابرکات اس شخص کی ایسی تھی اور عفت اور عدالت اور شجاعت اور حکمت اوسکی ایسی ہی مشہور ہوئی کہ یُوؔ اور شُنؔ کا مرتبہ اوسکو حاصل ہوا اور لقب ٹا کا جو ختائی زبان مین بمعنی نیک ہے اوسکو دیا گیا اور ختائیون کو بہت سی اچھی باتین اوسنے سکھلائین اور کشت کاری کی ترکیب بتلائی اور ہر قسم کے اناج بونے اور کاٹنے کے ایام سے آگاہ کیا اور علم موسیقی کا اوسنے بہت چرچا ایسے پھیلایا کہ گانے بجانے کا شوق پیدا ہونے سے آدمی درست ہو جاتا ہے اور رحم پیدا ہوتا ہے اور حقیقت ہے کہ اوس وقت مین عین انسب تھا کہ راگ اور رنگ کی کیفیت لوگون کے دلونمین حاصل ہو اس سبب سے کہ یہ خلقت اوجٹ اور بے تربیت تھی اور آپس مین موافقت اور محبت پیدا ہونے کی یہی صورت تھی کیونکہ ایک کی خواہش دوسرے کو تب ہی ہوتی ہے جب کوئی بات دل لگی کی اوس سے متعلق رہتی ہے اور کثرت صحبت کا نتیجہ محبت ہے اور جب دل مین انس گھر کرتا ہے تو سنگدل کا

دل موم ہوجاتا ہے اور بعد اوسکے جو نقش پڑتا ہے رہی تو جاتا ہے اس
لحاظ سے اس بادشاہ دانا اور بینا نے موسیقی کا خود شوق کیا اور حکم دیا کہ رعایا مین یہہ پھیلے
اور رواج پاوے لیکن اپنے وزیرون اور اہل کارون کو یہہ بھی کہتا تھا کہ ہر وقت ہوشیار
رہو اور آرام طلب نہو اور عیش سے کنارہ کرو اور حکما کی صحبت رکھو اور خلق کے خلاف رائے
نہ چلو ورنہ خطا کروگے اور زک اوٹھاوگے اس بادشاہ نے اپنے دردولت پر ایک
گھنٹہ رکھوایا اور یہہ حکم دیا کہ جسکو کسی امر مین درخواست کرنا یا کچھہ کہنا منظور ہووے
آوے اور گھنٹہ بجاوے اوسی وقت باریاب ہوگا اور اوسکا حال سنا جاوے گا
اور علاوہ اس گھنٹے کے دیوان خاص کے صدر دروازے پر لوہے کا ایک پتر رکھا
رہتا تھا یہہ مضمون اوسپر کھودا ہوا تھا کہ جسکو کسی عہدہ دار سرکار پر نالش کرنی منظور ہووے
بے تکلف چلا آوے فریاد اوسکی سنی جایگی اور داد اوسکو بخوبی ملے گی اور دروازے کی دوسری
طرف پتھر اور سیسے کے بڑے بڑے پتر تھے جن پر اس مضمون کے نقوش تھے
کہ جس شخص عالم یا شاعر یا خیر کو کوئی بات صلاح دینے کی خیال مین آوے تو حضور مین
مہربانی کی راہ سے تشریف لاوے اور اپنی رائے کو بیان مین لاکر بادشاہ کو احسانمند
کرے اسی بادشاہ نے مملکت کے نو پرگنون نقشہ پیتل کے گھڑون پر کھودواکے
اپنے پاس رکھا تھا اور اسی سے ثابت ہے کہ علم جغرافیہ مین اہل چینا کو اوس ایام قدیم
مین بھی کچھہ دخل تھا یوٓنے یہہ رسم بھی نکالی کہ جو مالک تخت ہووے وہ اپنے عصر تک
مجتہد دین رہے اور حکمت اسمین یہی تھی کہ عوام الناس کی آنکھون مین شاہی رتبے کو ترقی
ہووے اس لیئے کہ جہال دین کی طرف ساتھہ نہایت تعصب کے مائل ہین اور جب سمجھتے
ہین کہ ایک ہی شخص کی تابعداری مین دین و دنیا کی سعادت مل سکتی ہے تو لامحالہ منزلت
ایسے شخص کی اونکی آنکھون مین ہر وقت ترقی کرتی رہے گی غرض اوسی عہد سے
یہہ بات شروع ہوئی اور آجتک اوسی طور پر رہی ہے اور شانگ ٹی یعنی پروردگار عالم

کی پرستش جب ہوتی ہے تو فغفور کے سوا دوسرا کوئی امامت نہین کرتا ہے القصہ آٹھہ
برس تک بعد شن کے انتقال کے یُو نے بادشاہت کی اور سو برس کی عمر جب ہوئی
اس جہان سے اوٹھہ گیا لیکن نام اوسکا ابتک جیتا ہے اور تا قیامت اوسکی نیکی اور
دانائی کی شہرت عالم مین رہے گی اور اگر ملک ختا خدانخواستہ ویران اور برباد بھی
ہووے اور دفتر کائنات کا وہ جزو پریشان ہوجاوے لیکن یائو اور شن اور یُو کا
نام جو جریدۂ عالم پر لکھا ہے یہہ تب ہی مٹے گا جب اوس کارساز بے نیاز کی مرضی ہووے
گی کہ یہہ نقشہ عالم کا مثل نقش آب کے باقی نرہے بعد یُو کے اوسکا بیٹا ٹی کی مسند
نشین ہوا دو ہزار ایک سے ستانوے برس قبل حضرت عیسی کے ریاست نو برس
اوسنے کی اور اوسکی نہ ایسی نیکی نہ ایسی بدی مشہور ہے لیکن ٹی کینگ اسکے بڑے
بیٹے نے اپنے عہد مین شکار کا ایسا ذوق بڑہایا کہ رعیت کا بڑا نقصان ہونے لگا
اور زراعت مین بھی اوس جہت سے بربادی شروع ہوئی اس لیئے کہ پادشاہ مع
جلوس جب شکار کے تعاقب مین چلے تو ہزارون کہیت پامال ہوگئے جب اس حرکت
کی کثرت شروع ہوئی ایک صوبہ دار بنام ای فغفور کے حضور مین رعیت کی طرف سے
نالہ زن ہوا اور جب اوسنے مطلق خیال نکیا اور ٹھٹھے مین اوسکی باتون کو اوڑا دیا تب
صوبہ دار نے چارہ ناچار فوج جمع کرکے فغفور سے لڑائی کی اور شکست کامل دی اور
اوسکے بہائی چنگ کنگ کو اوسکے عوض تخت پر بٹھلایا اور یہہ بادشاہ قابل سلطنت
کے تھا اس لئے کہ مثل یُو کے اوسنے گھنٹہ در دولت پر لٹکایا اور رعایا کو بلوایا اور فرمایا
کہ جسکو امورات سلطنت مین صلاح دینی اور تدبیر بتلانی منظور ہووے وہ در قصر پر آوے
اور گھنٹہ ہلاوے اور دوسری بات اس بادشاہ نیک خو کی یہہ تھی کہ جب تک اوسکا
بہائی بے تخت و تاج کیا ہوا زندہ رہا اوسنے شاہنشاہی خطاب نہ لیا اور نہ تخت
پر بیٹھا اور یہی کہتا تھا کہ بڑے بہائی صاحب کی تخفیف تصدیع کے لیئے بندے نے

اس دردسر کو قبول کیا ہے بعد چنگ کنگ کے اوسکا بیٹا ٹی سنگ بیٹھا اورحالانکہ
نیک ذات اور بدی پرہیز تھا لیکن ضعیف العقل ایسا نکلا کہ کئی طائفے بدمعاشون اور
ڈکیتون کے رفتہ رفتہ ایسے بڑھے اور نڈر ہوے کہ دن دوپہر کو لوٹنا اور تاخت اور
تاراج کرنا شروع کیا جب فغفور اون سے عاجز ہوا تو اوسی صوبہ دار نے جاکر اونکو شکست
وتابو وکیا جسنے اوسکے چچا ٹی کینگ کو بے تخت و تاج کرکے اوسکے باپ کو مسند پر
بٹھلایا تھا خیر جب ای پھرا تو نہایت مدمغ آیا اور فغفور کو ہیچ سمجھ کر بلوا کیا اور خاوندکو
شکست دیکر چاہا کہ خود پادشاہ ہووے لیکن جب فغفور نے وزیر اعظم اوسے بنایا اور
اختیار کل دیا تو کچھ صلاح وقت سمجھکر فغفور کو تخت سے نہ اوتارا لیکن اور جو کچھ اختیار تھا
سب اپنے قبضے مین رکھا اور ٹی سنگ کو مثل شطرنج کے پادشاہ کے سمجھا لیکن
چونکہ تخت پر بیٹھنے کی ہوس اوسکے دلمین ازبس تھی اوسنے ایک اور نمک حرام امیر
سے سازش کی اور یہ بات چاہی کہ دونون ایک ہو وین اور ملک فغفور کو زک
دیوین لیکن بقول شخصی کردہ خویش آید پیش چاہ کن راچاہ درپیش اتفاق ایسا ہوا
کہ اوسے نان تسُن امیر نمک حرام نے گھات پاکے ای کو شکارگاہ مین مار ڈالا اور
اوسکے بیٹے سے کہہ دیا کہ تیرے باپ کی جان فغفور کے اشارے سے گئی اب
تجکو لازم ہے کہ عوض کرے اور جان کے بدلے جان لیوے غرض اسی طرح
سے ورغلا کے ای کے بیٹے سے اوسنے بغاوت کروائی اور خاوند کو شکست
دلوائی جب فغفور مارا گیا تو ای کے بیٹے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا لیکن چونکہ
خدا کی مرضی اسطرح پر تھی کہ یُو کا گھرانا چندے اور بھی سلطنت کرے فغفور مقتول کی منکوحہ
بی بی حاملہ تھی اور جب دار الامارۃ مین ہلچل پڑی اور شوہر کے مارے جانیکی خبر
آئی وہ کسیطرح سے نکل بھاگی اور جنگل مین جا چھپے اور بعد انقضاے ایام جب اوسکا
بیٹا پیدا ہوا اوسنے آٹھ برس تک چھپایا اور بعد اوسکے کوہستان کیطرف چلی گئی

اور اوقات بسری کے لیئے ایک صوبہ دار کے باورچیخانے مین اوس بادشاہ زادے
کو دیگ شوئی کی نوکری کرنی پڑی لیکن اتفاق سے ایک روز ناظم جو رکاب دارخانیکی
طرف آیا تو اوس لڑکے کو دیکھا اور اوسکی صورت اور قیافے سے سمجھا کہ یہ خواہمخواہ امیر
زادہ افلاس زدہ مصیبت کا مارا یہان آیا ہے اور یہہ دلمین سمجھکر بادشاہ زادے کو بلوایا
اور حال اوسکے وطن اور باپ مان کا پوچھا جب اس سخن کے سنتے ہی لڑکے نے
بے اختیار ڈار ہین مارکر رو دیا تو ناظم زیادہ متحیر ہوا اور اوسکی مان کو بلاکر جب
تفتیش حال کی تب اوسے پہچانا مگر اوسکے باپ کے قاتل اور تخت و تاج کے
غاصب کے خوف سے اپنے یہان نرکھا اور بیابان کوفین کیطرف روانہ کر دیا
غرض جب بادشاہ زادہ خراب و خستہ وہان پہنچا اور رہنا اختیار کیا تب رفتہ رفتہ
بعض بعض قدیم نمک حلالون پر اوسکا راز کھلا اور اوسکی صورت اور سیرت و شیرین
گفتاری دیکھہ سنکر سبکو اوسکے حال پر رحم آیا اور اون لوگون نے کئی ناظمون
کو ملایا اور وہان نگش پر چڑہائی کی اور شکست دی اور اوس ستم دیدہ مصیبت زدہ کو
باپ کے تخت پر بٹھایا القصہ بائیس برس تک اوسنے بادشاہت کی راوی کھتا ہے
کہ اس عرصے مین کوئی بات خلاف عدالت اور رعایا پروری کے اوس سے
سرزد نہوئی غرض اوسکے بعد جو آتے گئے ایک سے ایک برے نکلے اور
ان لوگون کی بدیون سے سلطنت کے وجود کو بہت صدمہ پہنچا آخر کار سفلگی اور
بدعہدی اور بداطواری اور ظلم اور ایذارسانی کا خاتمہ اوس کمبخت پر ہوا جسنے خاندان
ہی کا خاتمہ کروایا اور نام وہ شیطان بصورت انسان کے رکھتا تھا راوی کا بیان
اس نابکار کے باب مین بہت کچھہ ہے جسکو زبان پر لانا نچاہیے غرض بندے
نے ایک فقرے مین بالکل روایت کا لب لباب مطلب یہہ نکالا ہے کہ جسقدر
مرتبہ نُوزُ کا بسبب نیکی کے اعلی تھا اوسیقدر درجہ اوسکا برائی کے سبب سے

او دن تھا خیر جب اوسنے دیکھا کہ سلطنت بگڑ چلی تب امیرونکو لوٹنا شروع کیا اور جنکو اپنے
سے بل کرتے دیکھا اونکو سیدھا کرنے لگا ایک امیر کبیر جس سے ناراض تھا اوسے
خراب کرنے کا جب قصد کیا اوس سردار ہوشیار نے اپنی خوبصورت اور بدسیرت
بیٹی موھی کو فوراً حضور مین بھیجا اور جو سمجھا تھا وہی ہوا دیکھنے کے ساتھ ہی فغفور اوس
عورپر عاشق ہوا اور اپنی خدمت مین رکھہ لیا اور جو اوسنے فرمایا بجا لایا یہانتک یہہ
ناکس اوسکے بس مین ہوگیا کہ وہ عورت بقول مستورات کے اوسے کان پکڑکے
بٹھاتی اور ناک پکڑکے اوٹھاتی تھی اور مطابق باپ کے اشارے کے
فرمائشین ایسی بیہوڈی بیہوڈی کرتی تھی کہ اوسکے بجالانے مین فغفور کے سے صاحب
مقدور کو بعض دفعہ تردد ہوتا تھا اور ادنی سی ایک خواہش اوسنے ایک دفعہ یہہ
کی تھی کہ ایک مکان زبرجد کا بنے اور اوس مین جتنا اسباب رہے سب جڑاؤ ہووے
پادشاہ اوس فرمایش بیجا کو بجالایا اور اوس جگہہ کو عیش گاہ قرار دیا اور وہان شبانہ
روز عجب طرح کے چرچے شہدپنے کے رہتے تھے کہ اوسکا بیان کرنا معصیت
مین گرفتار ہونا ہے اسلیئے خاموشی کو ایسی تقصیر سے عاصی نے بہتر سمجھا اور اتنے
ہی مختصر کیا خیر جب یہہ حال پہنچا اور ملک ہر طرح سے تباہ ہونے لگا تو وزیر اعظم
نے چاہا کہ پادشاہ کو سمجھاوے اور ان حرکتون سے باز رکھے لیکن جونہین اوسنے
اس باب مین منہہ کھولا پادشاہ نے سرکو تن سے جدا کر ڈالا اور بولا اب جو کہنا ہو
کہو اس ظلم پر دوسرے مشیر دولت نے خانہ نشینی اختیار کی اور تمام رعیت
برہم ہوگئی اور چین ٹانگ نے بلوائے عام کے ارادے سے سب مظلومون اور
باغیون کو اپنے پاس بلوایا اور اپنی زمین پر اونھین بسایا اور چونکہ یہہ امیر اوسی خاندان
سے تھا جسکا ذکر اس دفتر کے پچھلے باب مین ہوا کہ نام ہوانگ ٹی رکھتا تھا اور بہت
سی چیزونکا موجد مشہور کیا گیا یہی دوسرا سبب ہوا کہ لوگ زیادہ اوس سے متوجہ ہوئے

اور پاس اوسکے اپنی اپنی فریاد لیگئے اور اوس مرد نیک طبیعت نے پہلے نہین چاہا کہ فغفور سے لڑائی کرے لیکن جب لوگ اوس ظالم کی حرکتون سے تنگ آئے اور خاص و عام نے اوس امر کو چاہا اور اصرار از حد کیا تب فوج لیکر بغرض الخلافت پر چڑہگیا اور بادشاہ پر ظفریاب ہوا جب فغفور گرفتار ہوکر سامنے آیا اور دست بستہ ہوکر امان مانگی اور جان بخشی چاہی چن ٹانگ نے کہا کہ اگر تو قسمیہ اقرار کرے کہ آج کی تاریخ سے اپنی بدیون سے تو باز رہے گا اور اپنی رعیت پر ظلم نہ پہنچاے گا تو تیرا تخت تجکو مبارک ہو مجھے اوس سے کچھہ درکار نہین مین فقط مظلومون کی داد لینے آیا تیری دولت اور حشمت کا خواہان نہ تھا یہ کہہ کے اور اوس سے اقرار لیکر چن ٹانگ نے پھر اوسے تخت نشین کیا اور اپنے ملک مین پھر گیا لیکن ایام زوال اوس خانواد کا آچکا تھا فغفور نے آگے سے زیادہ ظلم شروع کیا اور چن ٹانگ کو کہلا بہیجا کہ دیکھہ مین تجھے سمجھنے کو آتا ہون غرض جب اوسنے یہہ سنا اور آگے سے بدتر حال دیکھا پھر اوسی سامان سے جا پہنچا اور فغفور کو دوبارہ شکست دی اس مرتبہ تو زیادہ خونریزی بھی نہین ہوئی کیونکہ خود پادشاہ کی فوج غنیمون کو دیکھتے ہی حربہ رکھکر بھاگ گئی القصہ چن ٹانگ تخت پر جا بیٹھا اور باینہمہ اوس نابکار بدکردار کو قتل نکیا غرض ملک سے نکال دیا اور اوسکے تخت نشین ہونے سے شانگ کا خانوادہ جسکو بعض مورخ بلقب چام مشہور کرتے ہین ختا کی سلطنت کا مالک ۱۷۶۶ قبل حضرت عیسی کے ہوا

چوتھا باب

شانگ یا چام کے گھرانیکے بیان مین

ہر ملک کی تاریخ مین نظیرین ہین کہ اپنا تخت و تاج کھونے اور خانوادہ مٹا دینے والے ایسے ہی پادشاہ ہوتے ہین جیسا کی تھا اور جنھون نے اپنی عزت کی افزایش چاہی اور منزلت بڑہائی اور سلطنت بھی کی وہ ایسے ہی ہوتے

سے جیسے چنگ ٹانگ تھا اور اس امر مستحق کو ہر شخص اگر یاد رکھے تو جب کسی ملک کے حکام کی عادت بگڑتے اور راہ راست سے لغزش کرتے دیکھیگا تو پیش گوئی سے کہہ سکیگا کہ اونکے عہد دولت کو کیا قیام ہو ویگا اس پادشاہ کے عہد مین ایک دفعہ ایسا قحط آب ہوا کہ ندی نالے جھیل تالاب کوآں سب خشک ہوگیا اور سات برس تک پانی نہ برسا لیکن چنگ ٹانگ نے ایسا معقول بندوبست پہلے سے کر رکھا تھا کہ غلہ وقت سے رعیت تک کو پہنچا اور کسی بات کی کمی نتھی اور نہ کسیکو تکلیف ہوئی غرض جب ساتوان سال ہوگیا اور پانی ایک قطرہ نہ برسا تب چنگ ٹانگ نے کہا کہ بقصور میرے گناہون کی سزا مین پروردگار عالم نے باران رحمت سے محروم رکھا ہے اور یہہ کہتا اور کپڑا پھاڑتا سر پر خاک ڈالتا برہنہ پا اور برہنہ سر دار الخلافت سے پیادہ پا نکلا اور میدان مین ایک ٹیلے پر جا کر رونا اور آہ بھرنا اور چھاتی اور سر پیٹنا شروع کیا اور نالہ زن ہوا کہ ای کریم و رحیم مین خاکسار بڑا گنہگار سب سزاؤنکا سزاوار ہون لیکن میری معصیت کو موجب تمام خلق کی ایذا کا کیون ٹھہراتا ہے اور اپنے بندون کو تباہ کرتا ہے اگر مین نے گناہ کیا ہے تو فقط میری ذات پر غضب نازل کر اور اپنے بندونکو اس عذاب سے رہائی بخش یہہ کہہ رہا تھا کہ مورخ ختا کا بیان ہے راست دروغ اوسکی گردن پر کہ ابر گھر آیا اور پانی بامراد برسا پادشاہ کو رعایا نے اوسی روز خطاب عزیز اللہ کا دیا چنگ ٹانگ نے رعیت اور ملک کے حق مین بہت بہتری کی اور ادای مالگذاری مین اتنی کمی کی کہ سبکو سہولت معاش ہوگئی اور آبادی بڑہانے کی یہہ صورت اوس نے کی کہ خشک اور نابرومند زمین کو لاخراج کر دیا اور وہان کا محاصل رعایا کو ہمیشہ کے لیے بخش دیا بعد اس پادشاہ عزیز اللہ کے اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا لیکن بقول شخصے ولی کے گھر مین شیطان ہوا اسکی تمام حرکتین باپ کے جب خلافت

ہونے لگین تب اِچی ین اوسکے والد بزرگوار کے وزیر نمک خوار نے بہت سمجھایا اور باپ کے اوضاع اور طریق کو یاد دلایا غرض جب مطلق شنوا نہوا اوسنے مجبوری سے قید کیا لیکن سواے تخت پر نہ بیٹھنے دینے اور محل مین بند رکھنے کی ذلت کے دوسرا آزار کسی طرحکا نہ پونہچایا غرض جب بہت رویا اور دفتر یاد سے اپنے اعمال کا ذکر دہویا اور توبہ کی اور قسم کہائی تب اوس وزیر نیک تدبیر نے پھر اوسکو مسند نشین کیا اور بادشاہ نے بھی اوسی روز سے اپنے سابق اوضاع اور اطوار کو ترک کیا اور جب مرگیا اوسکا بیٹا اوٹنگ قائم مقام ہوا اسی بادشاہ کے وقت مین انتقال اوس وزیر نے کیا اور شاہنشاہی اہتمام اور کرّ و فر سے دفن ہوا تمام مملکت نے اوسکے غم مین لباس ماتم اختیار کیا اور تدفین کے شریک رہا اور یہہ عزت اوسی کے قابل تھی کسی اور کے لیے نہ ہوئی بعض ختائی مورخون کا بیان ہے کہ بعد چنگ ٹانگ کے سترہ شخص تخت پر بیٹھے اور اکثر بد اطوار نکلے اور یا کیا جو آخر مین بیٹھا سب سے بد ہوا اوسکی حرکتون سے لوگ ایسے عاجز آئے کہ اوسکے خانوادے کا استیصال چاہنے لگے اسمین اوسکا بھائی پوّن گنگ جو قائم مقام ہوا فوراً لقب خاندان کو تبدیل کرکے ین کے لقب سے مشہور کیا اور چونکہ یہہ نہایت خوب اور عادل شخص تھا دار الامارہ کی رعیت خوش ہوئی اور دوسرے صوبونکے باشندے بھی بلوے کے قصد سے باز آئے اور اکثر یہی سمجھے کہ دوسرا خانوادہ تخت کا مالک ہوا تھا کیونکہ ہر خاندان کے پہلے فغفور سب مثل پوّن گنگ کے نیک ہوتے تھے اور تبدیل لقب سے زیادہ اونکو یقین ہوا غرض اس واقعہ سے بعض کی روایت مختلف ہے اور اونکا بیان ہے کہ تبدیل لقب مطلق نہوا اور چوسینگ تک جو خاتم خاندان ہوا لقب شانگ یا چام کا برابر برقرار رہا بہرحال اسمین کچھہ قباحت نہین کیونکہ بعد پون گنگ کے جو تخت پر بیٹھا ایک سے ایک بدتر ہوا اور سلطنت کا ضعف دن بدن ترقی

کرنے لگا اسی عرصے مین ادہر اونکا زوال شروع ہوا اور دوسرے گھرانیکا
اقبال رفتہ رفتہ بڑہا یہانتک کہ تخت ختا پر چو کی نسل قایم ہوئی اور شانگ گھرانے
سے سلطنت چھن گئی اور اوسکی صورت اسطرح پر ہوئی کہ کوکنگ اگلے کسی فغفور کے
خاندان کا ایک امیر بہمہ صفت موصوف صوبہ شن سی مین جاگیردار عالی وقار تھا
اور چونکہ اپنی رعیت کے ساتھہ فرزند کی رعایت اور محبت سے پیش آتا اور ہر
طرح سے سلوک ہوتا تھا چند روز کے عرصے مین تین لاکھہ باشندے اوسکے
نئے شہر مین بسے اور بہت آرام سے رہنے لگے اور دن بدن جو جو فغفور کی
سلطنت مین علامتین زوال اور ناپایداری کی نمود ہوئین وہ وہ اس سردار
کے خانوادے کی بزرگیان ظہور مین آنے لگین القصہ مادہ ایک گھر کے زوال اور
انتقال کا اور دوسرے کے اقبال کا رفتہ رفتہ جمع ہوتا تھا کہ اس عرصے مین کوکنگ
کے پوتے وان وانگ نے فغفور کے یہان خدمت لی اور جب نمک حلالی اور
دانائی اوسکی ثابت ہوئی عہدے مین اوسنے ترقی کی یہانتک کہ وزیر اعظم ہوا اور
اوسکے اقرباؤن کو بھی فغفورون نے بلوا کر ہر طرح سے سرفراز کیا لیکن اطوار اور اوضاع
ہر فغفور کے اوسکے پیشین سے بدتر ہوئی اور خاتمہ خاندان کا چوسن نے کیا جسکے
برابر خونخوار اور فاسق و فاجر کوئی کم ہوا ہے اور جس طرح سے فغفور ٹی اپنی معشوقہ
موتہی کی تابعداری کرتا تھا یہہ بھی ایک عورت پری زاد مگر بدنہاد کے اوپر فدا ہوا
اور جو اوس کم بخت نے اشارہ کیا بجا لایا اور وہ بھی بمرتبہ اتم سنگدل تھی اور بے
رحمی کی باتین اوسے ہر وقت سوجھتی رہتی تھین چنانچہ جب اوس فاجرہ نے دیکھا
کہ عہدہ شاہی کا رعب لوگون کے دل سے اوٹھہ گیا اور ہر شخص بنظر حقارت فغفور کو
دیکھنے لگا اوسنے بادشاہ کو کہا کہ سزائین سخت اور پُر ایذا اگر رواج پاتین تو یہ باتین وقوع مین
آتین اسلیے ایک ظرف لوہے کا اوسنے ایسا بنایا کہ مجرم کے ہاتھہ اوسمین کباب

ہوجاوین اوپر پیتل کا ایک موٹا گول ستون چربی سے لپیٹ کے انگارون پر رکھوا دیتی تھی اور جس بیچارہ مظلوم پر خفگی ہوتی تھی اوس ستون پر ننگے پانون دوڑاتی تھی اور وہ جو نہین قدم اوٹھاتا انگارونمین گر پڑتا تھا ایک دفعہ فغفور نے ایک حاملہ عورت کا پیٹ فقط اسیلیے چرواڈالا تاکہ بچے کو رحم مین دیکھے اور ایک مرتبہ ایام سرما مین جب شدت سے پالا پڑا اور کئی آدمیون کو اوسنے ننگے پانون برف کے اوپر سے جاتے دیکھا اونکو بلوایا اور جلاّدون کو حکم دیا کہ ان سبھون کے پانون پھلی سے کاٹ ڈالو مین اونکے تلوون کے مغز کو دیکھونگا کیونکہ بڑی طاقت اونمین ہووے گی جو ایسے بیدھڑک اس برف پر چل سکتے ہین اور سیج مچ اوس موذی نے اون بیگناہون کا پانون کٹوا ڈالا اس حرکت پر جب اوسکے وزیر اعظم واٗن وانگ نے عرض کیا کہ خداوندا ان حرکتون سے حضور پر فتور برپا کرینگے اوسیوقت چوٗ سن نے مقید کیا لیکن جب وزیر کے بیٹے اٗو وانگ نے ایک نازنین دلربا کو بھیجا اور اوسکی معرفت عرض باپ کی مخلصی کی کروائی پادشاہ نے رہائی دی غرض باوجودیکہ فغفور اسطرحسی پیش آیا اور وزیر نے تمام سلطنت مین بلوا ے عام کا نقشہ دیکھا اور سب ناظمون کو از حد برخلاف پایا اور اکثرون نے یہہ بھی چاہا کہ وہ خود بغاوت کا علم کھڑا کرے اور تخت کو چھین لیوے لیکن اوسنے خاوند کی خیر خواہی اوسپر بھی چاہی اور سلطنت مین فتور کو ظہور پانے ندیا جب مرنے لگا اپنے بیٹے اٗو وانگ کو پاس بلوا کر کہا کہ سنو میری آخری نصیحت کو اور سفینۂ دل پر تین باتون کو لکھو پہلی یہہ کہ جب کوئی موقع نیکی کرنے کا ملے فوراً کرو اور کبھی اوسکی وقت کو نہ ٹل جانے دو دوسری بات یہہ کہ اپنے مین جو بدیان دیکھو قصداً اونکے دفعیے کا کرو اور دوسرون کا عیب جو نہوا اور جب برائی کسیکے نفس مین پاؤ تو بنظر عفو اوسے دیکھو اور اپنے رزایل کو یاد رکھکر اوسے معاف کرو اور تیسری بات یہہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ موقوف کیجیو غرض نہین

تین باتون پر نیکی ختم ہے ادہر اس وزیر نے انتقال کیا اور اودہر لیواہونان کے صوبے
مین شروع ہوا اور پی کان ایک وزیر نے فغفور سے کہا کہ ایسا ماجرا ہے تدبیر جلد کیجیے
اور باپ دادون کے تخت کو سنبھالیے ورنہ چند سے اگر یہہ حال رہا تو سمجھیے کہ زوال
آیا اوس نمک خوار نے تو یون خیر خواہی سے کہا مگر وہ خونخوار بدکردار خفا ہوا اور اہل بارگاہ
سے کہا کہ مینے سنا ہے کہ جو شخص بہت دانا اور پیش بین ہوتا ہے اوسکے دل مین
سات سوراخ رہتے ہین اب پی کان کا پیٹ چروا کر دیکھا چاہیے کہ یہہ بات حقیقت ہے
یا نہین اور غالب ہے کہ سات سوراخ اسکے دل مین بھی ہووینگے اسلیے کہ اپنے
کو بہت عاقل سمجھتا ہے غرض یہہ کہکر فوراً اوس نمک حلال کا پیٹ اوسنے چاک کروایا
اور دل کو ہاتھہ مین لیکر سبھون کو دکھلایا اور کہا کہ یہ احمق تہا دیکھو اوسکے دل مین
سوراخ نہ نکلے جب یہہ حال دیکھکر دوسرے وزیر نے سر جھکایا اور جواب ندیا تو اوسپر
بھی خفا ہوا اور غلامی کا داغ گالون پر گرم لوہے سے دیکے قید شدید مین ڈال دیا اور
اُوُوانگ کو فوج لیکر سرکشون کیطرف بھیجا لیکن جب اوسنے دیکھا کہ سارا عالم اوس موذی
کا دشمن ہے اور امیرون نے آنکر تنگ کیا اور دربار کا نقشہ ایسا بدڈول پایا کہ صلاح
کار نمک خوار پر پہلے غضب آتا ہے اوسنے پھر کر فغفور سے لڑائی کی اور ایسی شکست
دی کہ بادشاہ مایوس ہوکر محل مین آیا اور سب جواہرات اور خزانہ اور محلیون کو اپنے
ساتھہ کوٹھری مین بند کرکے آگ لگوا اوسی مین خاک ہوگیا اسپر اوسکے بیٹے اوکانگ نے
کیسا کام کیا کہ اپنے پانون مین بیڑی ہاتھہ مین ہتکڑی اور گلے مین طوق ڈال ایک تابوت
ساتھہ لے چھکڑے پر بیٹھہ کر اُوُوانگ کے سامنے آیا لیکن اوسنے گلے سے لگالیا
اور بیڑی ہتکڑی کٹوا تابوت جلا دیا اور جب خود تخت پر بیٹھا تو اوسکو ایک صوبے کا
ناظم بنایا القصہ بعد اس فتح کے جب اُوُوانگ دارالامارت کی طرف چلا تو راہ مین
وہی عورت ٹانگی ملی اور اپنا خوب ہی بناؤ سنگار کرکے اس امید سے آئی تھی کہ

اُو وانگ اوسکے حسن عالم فریب پر عاشق ہو جاوے گا مگر اوسنے فوراً قتل کروڈالا اسلیے کہ اکثر حرکتین جو فغفور سے کی تہین اسی کم بخت کی تحریک سے ہوئی تہین*

پانچوان باب

خاندان چُو کے بیان مین

جب اُو وانگ دو تخانہ شاہی مین پہنچا تو جو کچھہ مال و زر اوسنے پایا فوج مین لٹایا اور محل سرا مین جتنی عورتین تھین سبکو اونکے گھرون پر باعزت بہجوا دیا اور یہہ فرمان جاری کیا کہ مین شانگ کے نیک فغفورون کے احکام اور قوانین کو رد او منسوخ کرنے بلکہ اونکو بخوبی اجرا دینے کو آیا ہون اور تاکہ تمام پر ثابت ہووے کہ شانگ کے خانوادہ کا وہ دشمن نہ تھا اوسنے چُو سینگ کے بیٹے اُوکانگ کو ایک صوبے کا ناظم بنایا جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا ہے اس پادشاہ نے اپنی دانست مین اچھا کیا جب اون امرا کو سلطان کا خطاب دیا اور علحدہ علحدہ جاید اد اور زمینداری بخشی اور اپنے اپنے عہد مین سرخود بنایا جنہون نے فوج یا زر کی مدد چو سینگ سے لڑائی کے وقت اوسکو دی تھی لیکن اسکا نتیجہ بُرا ہوا اور انہین سبہون نے سلطنت مین بار بار رخنہ ڈالا اور ملک گیری کے بہت خلاف اس طرح کی عنایت و کرم ہے بقول سعدی کے دہ درویش در گلیمے بخسپند * دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند * سات برس اوسنے سلطنت کی اور ترانوے برس کی عمر مین اور ۱۱۱۶ برس قبل حضرت عیسی علیہ السلام کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اوسکا بیٹا چینگ وانگ باپ کے بعد صاحب مسند مقرر کیا گیا مگر نہایت طفلگی مین تخت نشین ہوا اس سبب سے اعیان دولت نے اوسکے چچا چُوکنگ کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے بھتیجے کی اتالیقیت کی اور راہ پرہیزگاری اور ملکداری کی ایسی بتلائی کہ بیٹا باپ سے بہتر نکلا لیکن جب اسکے باپ کے اور تین بہائیون نے مارے رشک اور حسد کے

چونکنگ کی بدی ہر وقت پادشاہ کے آگے کرنی اور چغلی کھانی شروع کی اور چونکنگ
نے دیکھا کہ بھتیجے نے کان دیا دولت سرا سے رخصت ہوا اور گوشے مین
جا بیٹھا کئی دن کے بعد ایک طوفان ایسا آیا کہ سارا طیار غلہ نقصان ہوگیا جب
یہہ سانحہ ہوا فغفور نے دفتر تاریخ کو کھولا تا ردّ بلا کی ترکیب مطابق دستور قدیم کے
معلوم ہووے اتفاقاً ایک کاغذ ملا جس مین اوسکے والد مرحوم کے مرگ کا حال
لکھا تھا اوسکے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ چونکنگ نے اپنے بھائی یعنی فغفور سابق
کی جان بچانے کے لیے اپنے کو فدیہ کرنے کو مستعد ہوا تھا غرض یہہ دیکھکر
بادشاہ کا جی پگھل گیا اور فوراً چونکنگ کے گھر پر جا اپنے ساتھہ دولت سرا مین
لے آیا اور پھر وزیر اعظم بنایا ختائی مورخ کہتے ہین کہ جونہین چونکنگ اپنے
سابق عہدے مین بحال ہوا ابر چھٹ گیا اور آفتاب نے اپنا رخ دکھلایا اگرچہ
ممکن ہے کہ ایسا ماجرا حسن اتفاق سے وقوع مین آوے غرض اوسکو معجزہ نہ سمجھا
چاہیے جب چونکنگ کے اور بھائیون نے دیکھا کہ پھر اوسکو عروج ہوا وہ جاکر
اوکنگ پسر چوسنگ جس سے خاتمہ شانگ کے فغفورون کا ہوا تھا ملے
اور اوسکو ترغیب دی کہ تو اپنے باپ کا عوض لے اور تخت حاصل کرنے کا
قصد کرنا تجکو واجب ہے اور وہ ناسپاس بھی اونکے فقرون مین آن کر
علم بغاوت کا استادہ کیا لیکن سبھون پر بادشاہ فتح یاب ہوا اور چونکہ عقیل
اور رحیم اور باپ کا سا مزاج رکھتا تہا اوسنے بعد شکست دینے کے یہہ فرمان
جاری کیا کہ بلوے کے شریک جو تھے اور شانگ کے خانوادے سے
محبت رکھتے ہین وہ اگر چاہین تو سب ملکر ایک ہی شہر مین بود و باش کرین اونکے
ساتھہ ہمکو کچھہ پرخاش نہین ہے اور جب ایک شہر خاص مین سب طرفدار شانگ
کے جا رہے تو فغفور نے ایسی دلجوئیان اون لوگون کی شروع کین کہ چند روز مین

دشمن دوست ہوگئے اور ایسے جان نثار بنے کہ اپنے خاص آدمیون سے زیادہ
توقع اونکی ذات سے تھے اور اغلب ہے کہ یہہ تدبیر دل پسند چوکنگ وزیرکی
تھی اسلیے کہ سواے نیکی کرنے اور خلق کو آرام پونہچانے کے دوسری بات اوسنے
نہین سوجھتی تھی جسوقت اوسنے انتقال کیا بادشاہ کے دلکو بڑا صدمہ پونہچا اور مدت
تک افسردہ خاطر رہا لیکن خوش نصیب ایسا تھا کہ دوسرا وزیر ویسا ہی باتدبیر جلد
ہاتھہ لگا اور اوسی نے پہلے ختا مین پیسے کی رسم نکالی لیکن سکے کی صورت نہ جب
تھی نہ اب ہے اور فقط ایک سوراخ بیچ مین رہتا تھا اور ڈوری پر پہنا کے لوگ
رکھتے تھے چنانچہ اب بھی وہی حال ہے پچاس برس کی عمر مین اس بادشاہ نیک صفات
نے وفات پائی بعد اوسکے کام وانگ اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور چھبیس برس کی ریاست
کے بعد مرگیا اور قائم مقام پدر چو وانگ ہوکر اکاون برس صاحب تخت رہا اور
ایک ہزار دو برس قبل حضرت عیسی کے گذر گیا اور چونکہ ان دونون کے عہد دولت
مین کوئی بات قابل یاد رکھنے اور لکھے جانے کے وقوع مین نہین آئی اس سبب
سے مختصر اسی قدر معرض تحریر مین آیا ہے چینگ وانگ کے پر وتے مووانگ
کے عہد مین پہلی دفعہ قوم تاتار نے ختائیون کو ستایا لیکن کچھہ ایسا صدمہ اونکی یورش
سے نہین پونہچا جو قابل ذکر کے ہووے اسیطرح سے چار بادشاہ ایک بعد
دوسرے کے مطابق سلسلہ تخت نشین ہوے مگر کوئی بات ایسی جسکے بیان
سے کچھہ فائدہ منصور یا بطور ذکر خیر بھی ہووے نہین وقوع مین آئی غرض جب
لی وانگ کا وقت آیا جو دسوان فغفور بعد بانی خاندان کے تھا تب چاؤ کے گھرانے
مین پہلے رخنہ پڑا اور وہ ماجرا یون ہوا کہ لی وانگ شدت سے حریص تھا اوسنے
روپیہ حاصل کرنیکے شوق سے رعایا پر خزانہ بڑھایا اور غربا کو انواع طرح سے ستایا
تب ایک وزیر نے جان پر کھیل کے عرض کیا کہ خداوند کی راے خاص و عام اور

اکابر اور اصاغر سبکو ناپسند بلکہ سبکو اوس سے گزند حاصل ہوتا ہے اور لوگ کہتے ہین کہ غاصب خواہ وہ پادشاہ خواہ غلام ہو لوٹیرا ہے اور قابل اسکے کہ تمام عالم دفعتًا اوسکا دشمن ہو جائے اور اوس ڈاکو کو سزا دیوے حال لوگون کے دلون کا یہہ ہے کہ آگے مرضی مبارک مین جو بہتر ہو وقوع مین آوے اتنا کہکر وہ نمکخوار چپکا رہا لیکن پادشاہ کو مطلق عبرت نہوئی بلکہ اوس راست گو کو دربار سے نکال دیا اور اپنی طبیعت کے موافق دوسرے شخص کو بحال کیا جسنے نئی ترکیبین رعیت کو صدمہ دینے اور روپیہ لینے کی نکالین اس شخص کے خزانچی ہونے کے ساتھ ہی رعیتون کی شکایتین زیادہ ہوئین اور اسباب انقلاب رفتہ رفتہ آمادہ ہوتے چلے جب فغفور نے یہہ دیکھا تو کئی ساحرون کو بلوا کر حکم دیا کہ ہمارے دشمنون کی شناخت کرو اور اونکے نام سے ہمکو اطلاع دو بعد اوسکے اون بدکردارون نے جسکو چاہا بند ہوا دیا اور پادشاہی غضب کی یہہ ہیبت پیدا ہوئی کہ شکایت کرنے کی بھی جرأت کسی کو باقی نرہی لیکن سبکے دلونکا عجب حال ہوا تب پادشاہ نے اپنے وزیر اعظم چوکین کو ہنس کر کہا کہ تو نے دیکھا کہ ہمنے کیا معقول ترکیب ٹھہرائی کہ سب کی زبان بند ہوگئی اوسوقت اوس مرد نیک خو نے کہا کہ خداوند جان بخشی ہو تو حضور کو جواب باصواب دیوین فغفور نے جب اجازت دی چوکین نے کہا کہ حضور یہہ نہ سمجھین اور اسپر تکیہ نکرین کہ جسکی زبان بند ہوتی ہے اوسکی تسکین خاطر کی وہ علامت ہے اور حضور یاد رکھین کہ پانی کے توڑ کے دھارے کو یکایک رکوا دینے مین اتنا خوف نہین ہے جو رعایا کو لازبان کر دینے مین ہے جسطرح سے تیز اور بہتا پانی جب بند ہوتا ہے تو زیادہ جوش وخروش پیدا کرتا ہے اور جب پھر پھوٹتا ہے تو سیلاب ہوتا ہے اور ہر چہار طرف تباہی لاتا ہے اوسی طرح سے رعایا کی زبان جب بند کیجاتی ہے اور غصہ جو بکنے جھکنے سے دھیما ہوتا ہے اوسکے کم کرنے کی

جو ایک راہ ہے مسدود ہوتی ہے تو قباحت عظیم جلد وقوع مین آتی ہے اور راہ نیکو
سمجھ کے یاؤ اور شان اور یُو نے حکم عام دیا اور بار بار فرمان جاری کیا اور روز دولت
پر گھنٹہ لٹکایا تھا کہ لوگ آوین اور شکایت کرین اور امور مملکت مین صلاح دیوین بلکہ شعرا
کو ہجو کرنے کی اجازت تھی اور مورخون اور اخبار نویسون کو بھی علی ہذالقیاس اپنی رائے
کے بے تکلف سے لکھنے کی ممانعت نہ تھی اور اب حضور نے باوجود رعیت کی ناراضی
کے اوسکے خلاف عمل مین لانا شروع کیا ہے دیکھیے کیا پردۂ غیب سے امروز و
فردا ظہور مین آتا ہے ہرچند اسطرح سے وزیر اعظم نے فغفور کو سمجھایا لیکن مطلق اوس
نے خیال نہ کیا اور آگے سے زیادہ ظلم پر مستعد ہوا غرض ایک روز دفعتاً بالکل رعایا
نے حربہ اوٹھالیا اور فغفور کو قتل کرنے کے قصد سے دولتخانے کے دروازون کو توڑکر
محل کے اندر داخل ہوئے اور بادشاہ کی تلاش ہرطرف کرنے لگے اوسے نہ پاکر
وزیر اعظم سے اون لوگون نے ولیعہد طلب کیا تاکہ وہ بھی مارا جاوے اور فغفور کی قطع
نسل ہو وے اسپر وزیر گھبرایا بلکہ بدحواس ہوا اور اوس نمک خوار کو جب دوسری
صورت ولیعہد کے حفاظت کی نہ سوجھی لاچار اوسنے اپنے بیٹے کو لاکر اون لوگون
کے حوالے کر دیا اور کہا کہ یہی ولیعہد ہے یہ سنتے ہی سب دفعتاً اوس بچے پر جھک
پڑے اور اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب اس حرکت سے غصہ اونکا کم ہوا فغفور کی تلاش
سے باز رہے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے لیکن اوس ظالم کو اوسی روز بھیس بدلکر جلاے
وطن اختیار کرنا پڑا اور آخر کو سننے مین آیا کہ مفلس اور پریشان ہوکر بیابان مین مرگیا اوس
وقت اوسکے پاس ایک آدمی نتھا کہ چلّو بھر پانی پلاتا راقم یہہ دعوی کرکے کہتا ہے
کہ کسی تاریخ مین مثال اس نمک حلالی کے جو وزیر چوکن سے صادر ہوئی نہین ہے
اور نفسانیت کے خلاف اسطرح کا امر آجتک وقوع مین نہین آیا کہ ایک شخص محض دنیا
دار روزگار پیشہ وزیر اعظم کو انبوہ دولت اور تخت شاہنشاہی ملنی کی صورت خود بخود

دیکھائی دیوے اور اوس سے وہ منہ پھیر نیکے سوا اپنے ایک ھی عزیز بیٹے کو اس طرح
سے قاتلون کے حوالے کرے اور خاوند ظالم اور ناقدردان کے ساتھہ اتنی نمک
حلالی سے پیش آوے اشکال کیا بلکہ محال ہے لازم ہے کہ ہر شخص اس وزیر کے نام اور
اوس حرکت کو یاد رکھے اور زبان آفرین و تحسین سے اس نقل کو بیان کرنے اگرچہ وزیر
اعظم خونگکن نے اس گھرانیکو تباہ نہ ہونے دیا اور سَتَوم وَانگ کو جسکی جان اپنے لڑکے
کو نقصان کرکے اوسنے بچائی تھی تخت پر بٹھایا لیکن اقبال چَو کے خاندان کا جاچکا تھا
یہہ لڑکا بہی جو بڑا ہا تو باپ کی حالت کو بہول کر ظلم کرنے لگا لیکن حد سے زیادہ نہ گذرا اور
اوسکا بیٹا جو مسند پر آیا اوسنے عیش و عشرت مین اپنے کو ڈالا اور ایک فاحشہ کے ہاتھہ
مین زمام طبیعت کو حوالے کردیا اور اوس عورت کی عادت یہہ تھی کہ نہ کبھی مسکراتی نہ ہنستی
تھی اور خود فغفور دیوانہ تو تھا ہی تھا ہزار ترکیبین اوسکے ہنسانیکی کرتا تھا لیکن اوسکے منہ پر
مطلق تبسم کا نشان نہین آتا تھا اور سلطنت کے امورات سب چہوڑ چہاڑ کر اوس احمق
کی شب و روز یہی فکر تھی کہ معشوق ہنسے آخرکار ایک بات ایسی خود بدولت کو
سوجھی کہ وہ رنڈی تو ہنسی لیکن دونون کے مدونیکی جو نوبت اوسی سبب سے آئی
سو آئی مگر اونکی جان بھی اوسی کے نتیجے سے گئی ختا مین دستور ہے کہ جب غنیم کی یورش کا
خوف ہوتا ہے تو دارالامارۃ کے قریب جتنے ٹیلے ہوتے ہین اون پر بڑے بڑے
الاؤ جلاتے ہین تا دور کے لوگ مطلع ہووین اور مدد کو آوین غرض ایک روز فغفور نے
خواہ مخواہ ٹیلون پر آگ لگا دینے کا حکم دیا اور جب امرا اور سپہ سالار اور دوسرے لوگ گھبرائے
ھڑبڑائے چارون طرف سے دوڑے آئے اور بعض گر پڑے اور بعض بے اختیار بدحواس
ہو کر خبر پوچھنے لگے تب وہ بلاے روزگار جو جھروکو مین بیٹھے ہوے تماشا دیکھہ رہے تھے
کھل کھلا کے ہنس پڑے اور قہقہہ سارے محل مین مچا اور میان فغفور بھی خوش ہوے اور
کہنے لگے کہ جو کچھہ ہو مگر دیکھو تو سہی مین نے معشوق کو کیسا ہنسایا لیکن اتنی عقل کہان تھی جو سمجھے

که وه سردار سب خفیف هوکر جو پهرے اونکے دل پر کیا گذرا هوگا اور اونهون نے اوس حقیر کو کتنا ناچیز جانا هوگا بعد اس لغو اور پوچ حرکت کے فغفور نے اپنے بیٹے ولی عهد کو عاق کیا اور چونکه اوسنے شن یا چین کے امیر کی جاگیر مین جاکر پناه لی اور امیر نے بهی اوس مظلوم کو جگهه دی اور خاطر کی تهی اسی سبب سے فغفور فوج لیکر اوس سلطان کے ملک پر چڑه گیا اور اوسنے جب مقابله کے لیے اپنے کو کم زور سمجها قوم تاتار کو اپنی کمک کے لیے بلوایا جب یهه هوا فغفور نے حکم ٹیلون پر آگ جلانے کا دیا لیکن ایک سردار بهی مدد کو نه پهنچا اور اوس بات کی گره اونکے دل مین پڑ گئی تهی اور پادشاه کے معشوق کی هنسی بهولی هوئی نتهی آخرش یهی هوا که تاتاریون نے حملهٔ زبردست کیا اور فغفور کو معشوق سمیت مار ڈالا اور اوسی پادشاه زادے کو تخت نشین کیا جسکے سبب سے یهه قصه شروع هوا تها اس شخص کے بعد جتنے فغفور هوئے نه ایسے اچهے نه ایسے بُرے تهے اور اونکی کوئی بات نه نیکی نه بدی کی تاریخون مین درج هے غرض دن بدن خاندان کا رتبه گهٹتا اور ضعف اوسمین آتا گیا اور زیاده سبب زوال کا یهه هوا که مملکت ختا مین اکثر خود مختار سلاطین تهے که همیشه آپسمین لڑتے جهگڑتے تهے اور فغفور کو کچهه چیز نهین جانتے تهے اور یهی نتیجه اوس کرم و فیض کا هوا جو اس خانوادے کے پچهلے پادشاه اُوْوانگ نے عطا کیا تها القصه ان سبهون مین زبردست چین کا پادشاه تها اور چونکه صاحب شمشیر و تدبیر تها اوسنے ایک ایک کرکے اور پادشاهون کو شکست دی اور اونکا ملک چهین لیا جب خوب زور آور هوا تو خود فغفور پر اوسنے حمله کیا اور اوسوقت چُو کے گهرانے کا چونتیسوان پادشاه تخت ختا کا مالک تها لیکن بیچارے کا فقط نام هی نام تها اور عزت جو ذری باقی تهی وه بهی چهن گئی جب چوسی انگ پادشاه خاندان چین کا مقابلے کو آیا اور فغفور نے دیکها که اپنی مدد کو کوئی نهین هے اوسنے چوسی انگ کو جاکر نذر دی اور سب کچهه حواله کیا اور فقط اتنا هی چاها که جان کی امان ملے اور تهوڑی سی جاگیر اوقات بسری کے لیے عنایت هووے القصه چوسی انگ نے مانا اور انقلاب روزگار کو یاد کرکے ملتمس کی عرض کو قبول کیا لیکن

تخت و تاج فغفور سے چھین کر اپنی قلمرو سے نکال دیا اور یہی خاتمہ چو کے گھرانے کا ہوا ۹۰۹
لنگ وانگ تیئیسوان پادشاہ اس خاندان کا تھا اور اوسی کے عہد مین سید الحکماء چین حکیم
کنگ فوزی پانسی برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے پیدا ہوا اور یونانی حکیم سولون جد مادر افلاطون
اوسکا ہم عصر تھا بارہا پہلی جلد مین راقم نے اس اکمل الفضلاء ختا کا ذکر بسبیل تذکرہ کیا ہے
کہ ختا کی سلطنت کو اتنی پایداری اوسکی حکمتون سے ہوئی در الامثل دارا اور اسکندر کی سلطنتون
کے بجز بیان صحائف تاریخ کے کسی دوسری جگہہ مملکت ختا کا نشان بھی نہین ملتا اوس
شخص مقدس کا باپ سرکار ٹنگ مین عہدہ دار عالی وقار تھا بلکہ اکثر کا بیان ہے کہ سلطان
لو جو تمامی سلاطین خود مختار سے ایک سلطان بہت عالی وقار تھا اوسکا وزیر اعظم تھا اور
مان کا گھرانا فغفور تیو کا تھا جسکی نیکیو ذکر کیا جا چکا ہے اوسکے باپ مانکا یہی ایک لڑکا ہوا اور
سن طفولیت مین بھی مطلق لڑکپنا اوسکے مزاج مین نہ تھا بقول ہندی مثل کے ہونہار بروے
کے چکنے چکنے پات اوسکے عادات نہایت صغر سن مین بھی ایسے منتظم تھے کہ جس نے
اوسے دیکھا بیساختہ کہا کہ یہہ لڑکا سنجیدگی مین ابھی سے بوڑہونکا مقابلہ کرتا ہے دیکھیے
کیا ہوتا ہے اور باپ نے یہہ طور طبیعت کا دیکھکر اوسکو ایسے ایسے استادون کے
سپرد کیا کہ پندرہ برس کی عمر مین فضیلت کا مرتبہ اوسنے حاصل کیا اوسکے بعد سیاحی کو
نکلا اور سلاطین ختا کے یہان گیا اور چاہا کہ عفت اور عدالت کو ترقی ہو اور آپس کا بگاڑ
موقوف ہووے چونکہ فاضل زبردست اور خاندان شاہی سے تھا ہر سلطان نے
احترام کیا لیکن ہر کسی کی چشم عقل پر نفسانیت کا ایسا پردہ پڑا تھا کہ حکیم کی صلاح کسیکو پسند
نہ آئی اور کسی نے قدر اوسکی باتون کی نہ کی پچپن برس کی عمر تک کنگ فوزی اسیطرح
سے سلاطین کے یہان گیا اور چاہا کہ نیک کردار ہووین اور اہل ختا کو اہل ختا کے ہاتھون
سے قتل نکرواوین جب کسی نے نہ سنا اپنے وطن مین گوشہ اختیار کرنیکے قصد سے
پھر آیا اور چونکہ باپ اوسکا فوت کر چکا تھا اور شہرہ اسکے علم اور دانائی اور نیکی کا پہیلا

تھا پادشاہ نے چاہا کہ باپ کا قائم مقام ہووے اور اسی نظر سے بارہا بلواکر التماس
کیصورت سے اپنے مطلب کو گذارش کیا لیکن کنگ فوسی نے انکار کیا اور کہا کہ
اتنے روز مین نیکنام رہا اچھا رہا یہہ تمہین بُرا معلوم ہوا کہ اب میری بدنامی کروایا چاہتے ہو
آخر کار جب تنگ ہوا اور یہہ بھی سوچا کہ عوام الناس زیادہ توجہ بلند مرتبے والے شخص کی
حرکتون کیطرف کرتے ہین اور اگر وہ نیک ہو تو اوسکی دیکھا دیکھی اچھی عادتون کے خوگیر اور
بُرائیون سے عبرت پذیر ہوتے ہین پس وزارت کے عہدے سے یہی حاصل ہووے کا
کہ عوام اطوار نیک اختیار کرینگے اسیطرحکی باتین سوچکر پادشاہ کی بات کو حکیم قبول کر کے وزیر اعظم
ہوا اور اپنی حکمت عملی کا ایسا چرچا پھیلایا کہ تین برس مین صورت سلطنت لو کی دوسری ہوگئی اور
ملک آباد رعیت آسودہ حال اور دعاگو فوج مہیا اور حسپت خزانہ معمور ہوگیا لیکن سلطان سی جسکی
ریاست پہلو بر تھی جب اوسنے یہہ طور دیکھا سمجھا کہ چندروز اور بھی اگر یہہ حال رہے گا تو پھر لو
کے سلطان کا کوئی مقابلہ نکر سکیگا یہہ سوچا اور چند طائفے کسبیون کے سلطان لو کے پاس
بھیجے اور ناچ ورنگ کا مزہ اوسکے دل مین ڈالا جب کنگ فوزی نے یہہ دیکھا خاوند کو بہت
سمجھایا تاکہ اون رنڈیون کو نکال دیوے اور اون بلاؤن کے دام مین نہ پھنسے غرض جب
بادشاہ نے نہ سنا حکیم نے استعفا دیا اور بعض مورخ کی روایت ہے کہ دوسری سلطنتون
مین بھی اوسنے قصد نوکری کا کیا تاکہ رعایا پروری زیادہ ہووے لیکن کسی جگہہ بیر عرصے
تک وہ شخص کامل نرہا اسلیے کہ جس سلطان کے یہان نوکری جب اوسنے کی اور کوئی بات
خلاف عدل اور رحم کے اوس شاہ نے کی اور حکیم کی بات نہ مانی فوراً یہہ مستعفی ہوتا اور دوسری
جگہہ چلا جاتا تھا غرض اکثر مورخ اسی پر اتفاق کرتے ہین کہ اپنے وطن مین دست بردار نوکری
سے اوسوقت ہوا جب اوسنے دیکھا کہ تہذیب نفس اور تدبیر منزل اور ریاست مدن کی حکمت
پر اکثر لوگ عامل ہونے لگے اسپر حکیم نے سمجھا کہ اگر گوشہ اختیار کیا جاوے اور تصنیف پند ونصایح
کی کتابون کی ہووے تو ہمیشہ کے بقاے نام کے سوا شجر حکمت برابر سبز و بار آور رہے گا

اسی قصد سے حجرے مین جا بیٹھا وہان تین ہزار تلامیذ کی جمعیت ہمیشہ رہتی تھی اور اونکی تعلیم حکمت عملی اور علم فصاحت اور بلاغت اور فقہ اور ادب اور اخلاق اور منطق اور ریاضی اور دوسرے علوم مین ہوتی تھی ونکو اوقات اس طرح پر کٹتی تھی اور سبکو وہ کتابین لکھی جاتی تھین جو متانت مضمون کے باعث سے اسقدر مشہور ہین اسی طرح سے جب تہتر برس کی عمر ہوئی کنگ فوزی کی اجل آئی اور جب مرض الموت مین گرفتار اپنے کو سمجھا تلامیذ کو بلوایا اور کہا کہ مجکو پیام موت آچکا اور بہت موقع سے آیا اس لیئے کہ مین دنیا مین بیکار محض رہا اور کچھ فایدہ کسیکو مجھسے حاصل نہ ہوا اس لیئے رخصت ہی ہونا بہتر ہے اگرچہ شاگردونکا دل صدمۂ غم سے پارہ پارہ ہو رہا تھا لیکن خوف سے کسی نے اُف نکیا ایک سناٹے کا عالم اوس مقام پر تھا اس تحمل کو دیکھکر حکیم کا چہرہ بشاش ہوا اور سبھون کی طرف خطاب کرکے اوسنے فرمایا کہ اگرچہ بنی آدم کو شربت مرگ تلخ ہے لیکن جانکندن کا تلخ آبہ میٹھا ہو جاتا ہے جب خیال آتا ہے کہ جن لوگون کے لیئے کچھ محنت کی گئی وہ رائگان نہ گئی اور تم سب کے تحمل اور مردانگی سے مجھپر ثابت ہے اور اوسی یقین سے مجکو ایذای مرگ راحت ہے کہ میری نصیحتون سے اتنا فائدہ تو ہوا کہ مجھسے عزیز کی جدائی تمکو اس لیئے گوارا ہے کہ ایسے وقت پادشاہ بھی بیچارہ ہے اتنا سبھون کو کہکر ایک شاگرد رشید کو قریب بلوا کر اوسکے کان مین کہا کہ جب مین اپنے جان نکلتے دیکھون گا تمھین اشارہ کرونگا ایک چادر پانون سے سر تک اوڑھا دینا تا روح کی مفارقت کا وقت ان لوگون کو معلوم نہووے لحظے کے بعد ہاتھ کا جو اشارہ حکیم نے کیا اوس شاگرد نے چادر اوڑھا دی غرض جونہین سبھونکو معلوم ہوا کہ استاد نے انتقال کیا ایک وا ویلا ایسا شروع ہوا جو کئی روز تک برابر رہا اور دریاے محبت کے جوش مین حکمت اور تحمل کا پہاڑ مثل تنکے کے بہہ گیا اور حکیم کی قبر پر بالکل تلامیذ نے تین برس تک غم کیا وہ قبر دریاے سو کے کنارے پر واقع ہے اور اہل ختا حکیم کنگ فوزی کو ایک برگزیدۂ خدا جانکر پرستش کرتے ہین چنانچہ پندرہ سے ساٹھ معبد سے زیادہ اوسکے نام سے ہین اور

ختائی تاریخ مسمی اشتینگ موچی کی جلد اول کے دوسرے صفحے مین لکھا ہے کہ انہین دیورون مین ہر سال باسٹھہ ہزار چھہ سے چھہ جانور کی قربانی دی جاتی ہے اور ستائیس ہزار چھہ سو تھان ریشم کے بھی چڑہائے جاتے ہین ٭ حکیم کنگ فوزی میانہ قد اور وجیہ اور خوبرو تھا اور روشن ضمیری کے باعث سے چہرے پر ایک نور ایسا جلوہ گر تھا کہ جو دیکھتا تھا رعب مین آجاتا تھا اور چاندی سر کی بہت بلند تھی قیافہ دانون کے نزدیک یہہ علامت قوت ادراک عالی کی ہے تصنیفین اونکی بہت ہین اور اونکی نصیحتون اور حکمتون پر ختائیون نے ہمیشہ عمل کیا اور اوسکو آئین ملک داری قرار دیا ہی ٭ چو کے خانوادے اکیتیسوین پادشاہ کے عہد مین حکیم منگ زی پیدا ہوا اور ختائی حکما مین اوسکا پایہ کنگ فوزی کے بعد ہی ہے اور تعلیم یافتہ بھی اوس حکیم کے پوتے کا سینگ زی تھا اور اوسکا بھی گھرانہ عظام ختا سے تھا اور طرفین سے امیرزادہ تھا اوسکا باپ اسکے بچپنے مین مرگیا لیکن مان نے تربیت اچھی کروائی اور طبیعت اوسکی خود علوم کیطرف رجوع تھی تحصیل سے جلد فراغت ہوئی بعد اوسکے حکیم کنگ فوزی کے پوتے کا مریدہ ہوا اور چونکہ کنگ فوزی کی حکمت کا پیرو ہوا سلاطین ختا کے دربارون مین گیا اور آپس کے جھگڑے سے اونھین باز رکھنا چاہا لیکن نفسانیت نے منع کیا کیونکہ کسی کا حوصلہ اتنا نہ تھا کہ حکمت پر عمل کرے اور حکیم کی قدر سمجھے جب سلاطین مین سے کوئی اونکا شنوا نہ ہوا حکیم نے قصد دو فرقے کے توڑنے کا کیا جنہون نے بڑا رواج پایا تھا اور یہہ دو فرقے حکیمون کے نکالے ہوئے تھے ایک کا مذہب یہہ تھا کہ آدمی کو بجز خودی اور خودپرستی اور خودغرضی کے کچھہ نہ چاہیے اور دوسرے کے مذہب مین خلائق کی دوستی اور عالم نوازی تھی غرض یہہ دونون کا عقیدہ کنگ فوزی کے خلاف قول کے تھا اسلیے کہ اپنے خویش وکفو کی خاطر حکیم نے مقدم ٹھہرائی تھی اور بعد اونکے اغیار کا حق سمجھا تھا سوا اسکے خود غرض آدمی کو کنگ فوزی نے انسانیت سے خارج کیا اور ویسے آدمی کے حق مین فرمایا تھا کہ جسطرح اور جانورون کو خالی اپنے پیٹ

بھر نیکی فکر رہتی ہی اوسی طرح سے خود غرض کو فقط اپنی بہتری دکھائی دیتی ہی اور ایسے لوگ
آدمی ہین مگر انسان نہین الغرض انہین دو خلاف فرقون کے توڑنے مین منیگ زی نے اپنی اوقات
صرف کی اور آخر شش اپنے استاد کی راہ کو بحال رکھا اور اوسی وقت سے ختائیون کے درمیان
کوئی چارسو گروہ جدا جدا ہوئے اور ہر کفو والے ایک طرف ہو گئے اور حال ان لوگونکا یہہ ہی
کہ اگر کسی پر مصیبت پڑتی ہی تو مصیبت کے وقت اوسکی برادری مدد کو آتی ہی اور اکثر جنگ وجدل
بلکہ سر کٹول کا سا سنا ہوتا ہی جب ایک کفو والا دوسرے کفو والے سے بگڑتا ہی القصہ چوراسی
برس تک حکیم منیگ زی جیا اور برابر پریشان اور مفلوک رہا لیکن جو نہین اوسکے مرنے کی
خبر پھیلی بہیہ قدر ہوئی کہ ولایت کا مرتبہ اوسکے واسطے کم سمجھا گیا اور بعضون نے اوسکی صورت کا
بت بناکے پوجنا شروع کیا اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ قدر نعمت بعد زوال کا قول اوسوقت مین بہی
خلائق کی طبیعت کے ساتھہ موضوع تھا

چھٹا باب

چین کے گھرانے کے بیان مین

چوسی انگ نے تخت ختا کو حاصل کرکے جس جس کو چو کے خاندان کا خیرخواہ سمجھا قتل کیا اور
تاکہ لوگون پر اوسکا رعب غالب ہووے اور دلون مین ہیبت سماوے ہزارہا آدمی کو اوسنے
سروا ڈالا اوسکی بیرحمی نے خلق کو اوس سے ناراض کیا والا تمام ختائی سلاطین آن کر نذر دیتے
اور شہنشاہ کہتے مگر خونخوار کا تابعدار خوشی سے کون ہوتا ہے اسلیے بزور شمشیر اکثر سلاطین
سے اوس نے خراج لیا غرض جو ہوس شہنشاہی کرنے اور بالکل مختار ہونے کی دل مین تھی دل ہی
مین رہ گئی اور بعد اوسکی مرگ کے ہُو وان وانگ اوسکا بیٹا جو بیٹھا تو پیغام اجل کا برس روز کے
اندر ہی اوسے پہنچا اور چو وانگ سی ان وانگ اوسکا بیٹا جسکا عرف ای چن تھا چندے
مسند نشین رہا اور سلاطین ختا کے ساتھہ جو لڑائی دادا کی بنا کی ہوئی تھی اوس مین حتی المقدور
کوشش کی اور دو چار کو شکست بھی دی لیکن مراد نہ ملی اور تمام کو سر کرنا اور مٹا دینا اور اونسے

باج لینا ای چن کے نصیب مین نہ تھا حالانکہ اون سلاطین کی خودسری کے تمام ہونے کا ایام قریب آچکا تھا ای چن کے بعد چی وانگ ٹی فغفور ہوا اور اکثر ختائی مورخون کی روایت ہی کہ وہ ای چن کے نطفے سے نہ تھا کیونکہ اوسکی مان جب ایک مرد سوداگر سے حاملہ ہو چکی تھی تب اوس نے فغفور کے ہاتھہ اوس عورت کو بیچا تھا اور اوس شخص نے یہہ حرکت اس امید سے کی تاکہ تمنا دل کی پوری ہووے اور اپنی اولاد کو تخت پر دیکھے اگرچہ یہہ امر بعید القیاس نہین لیکن شبہہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے ہوتا ہی کہ علماء ختا بسبب ایک سانحے کے جو ذیل مین مذکور ہی اسکے نام پر ہزار ہا لعنتین کرتے ہین اور یہہ فقرہ اوسکے حرامزادے ہونے کا توہین کے قصد سے اونہون نے تیار کیا ہی غرض یہہ تحقیق ہی کہ سوداگر نے فغفور ای چن سے یہہ دوستی بڑہائی اور اپنی لیاقت اس طرح اوسکے نزدیک ظاہر کی کہ ای چن نے خدمت وزیر اعظم کی اوسے دی غرض جب فغفور نے انتقال کیا وہی لڑکا تیرہ برس کی عمر مین گدّی پر جلوہ بخش ہوا اور ایسے بہادر اور مدبّر فغفور گیتی کے دو تین ہی ہوئے ہین اور ایسا ایسا کام اوسنے کیا کہ نام اوسکا قیامت تک رہ جائیگا ٭ بعد جلوس کے مان نے بدفعلی شروع کی اور محل سرا کے ایک نفر سے پھنس گئی جو خوجہ مشہور ہو کر محل مین داخل ہوا تھا اور اوسکی صورت مخنث پر بھی گمان بھی ہوتا تھا غرض پکڑا گیا اور اوسکی طرف کے دو لڑکے جو اوسکی مان جنی تھی سبکو فغفور غیور نے قتل کیا اور مان کو محل سے نکال دیا جب یہہ ماجرا وقوع مین آیا مملکت مین اوسکا بڑا چرچا پھیلا اور فغفور کی سنگدلی اور اپنی والدہ کے ساتھہ برائی کرنی وردزبان خلائق ہوئی اور چونکہ ایام کنگ فوزی اور مینگ زی کو تھوڑے دن گذر چکے تھے اور احکام اونکے والدین کی اطاعت کے باب مین تازہ تھے اسلیے اون حکما کے کئی شاگرد ان شاگرد نے حضور مین درخواست کی اور والدہ کی رہائی چاہی لیکن فغفور اوسے سنکر بڑے طیش مین آیا اور فرمایا کہ آج سے اگر پھر اس امر مین ذکر مجھہ سے کوئی کریگا قتل ہووے گا اور اوس روز سے ننگی تلوار لیکر دربار کرتا تھا لیکن اسپر بھی ستائیس مریدان کنگ فوزی نے مل کر جو پھر

درخواست کی پادشاہ کی ایسی خفگی ہوئی کہ سبھونکو مرواڈالا اور غیرت دینے کے لیے لاشونکو
ٹکڑے کٹواکے قلعے کی فصیلون پر لٹکوادیا اس حرکت سے اگرچہ لوگ بہت آزردہ ہوے
لیکن رعب پادشاہ کا ایسا غالب ہوا کہ سب تھرتھرا اٹھے اور چپ رہے غرض والدین کی
اطاعت اور خدمت کی رسم شروع ہوچکی تھی اور اوسکی والدہ کی فاقہ کشی اور پریشانی اور فغفور کی
بیرحمی کا حال جب بیان مین آتا تھا تو خاص و عام کا کلیجہ مُنہ کو آتا تھا اور علما کا دل چاہتا تھا
کہ ایک ایک کرکے ہم سب جاوین اور اللہ کے غضب سے پادشاہ کو ڈراوین اس لیے
اگر پادشاہ ظالم ذبح کرے تو اوستادون کے احکام پر سے تصدق ہوجاوین لیکن جانکا
خوف اخیر مین سب پر غالب ہوجاتا تھا اور سب کی زبان پر قفل پڑجاتا تھا آخرش ایک
شخص فاضل اور جری نے فغفور کا سامنا کیا اور کہا کہ مین مرنے اور کچھ عرض کرنے آیا ہون
اور اتنا ہی چاہتا ہون کہ میری بات کو پہلے تو سن لے بعد اوسکے قتل کر اس سے زیادہ کا امیدوار
یہہ جان نثار نہین ہے شاہ نے اس جرأت کی قدر کی اور یہہ بات کہی کہ خیر جو کچھ جی مین ہے
کہے تب اوس نے آواز بلند کہنا شروع کیا کہ جو آدمی بخوف موت رہتا اور اس طرح دن کاٹتا ہے
کہ ہمیشہ جیے گا اور جو پادشاہ اسطرح سے سلطنت کرتا ہے کہ تخت اوسکا نہین چھن جاسکتا ہے
یہہ دونون عنایت پروردگار سے جلد محروم ہوتے ہین اور ایک کی جان اور دوسرے کی
حکومت آنًا فانًا ہین جاتی رہتی ہے اور تو نے ای پادشاہ بے ترس خدا اپنی مان کو ایسا ستایا
ہے اور اوسکے ساتھہ یہہ سلوک کیا ہے کہ جسکے سبب سے ساری خلقت تجھپر لعنت بھیجتی ہے اگرچہ
وہ قصوروار تھی لیکن تیرے ہاتھون سے سزا پانے کی سزاوار نہ تھی باپ تیرا اگر جیتا رہتا
تو اوسکا جو جی چاہتا سو کرتا مگر بیٹے کا مقدور نہین کہ والدین کے گناہ اور تقصیر کے باب مین
کچھ پرخاش کرے یا زبان ہلاوے چہ جائیکہ یہہ سزاے سنگین دیوے اور سواے
اسکے تو نے اون خیرخواہونکا خون ناحق کیا جنھون نے تجھے غضب خدا سے ڈرایا اور نیک
کرداری کا رستہ بتلایا اور اونکی مردمی اور بزرگی کی یہی تو نے قدر کی کہ اونکی لاشون کو

فصیلون پر لٹکایا اور چیل اور کوّون کو کھلا دیا اور اب بھی تجکو کچھ خیال اپنی آخرت کا نہین آتا اور
اوسی طرح سے گمراہ ہوکر اپنی خرابی کی راہ پر اندہا دہوند چلا جاتا ہی اور سچ کہہ تو فغفور کی اور رچو جو
ظلم اور بداطواری کے کوچے مین مارے پڑے اونمین اور تجہہ مین بیرحمی کی جہت سے
کیا فرق ہی اور یہہ تجکو یاد ہی کہ جانین اور سلطنتین ان مردودون کی دفعتاً آناً فاناً مین جا چکی ہین
اسپر اتنا غافل بیٹھا ہی اور اگرچہ تو اوی بادشاہ عالیجاہ و معالی پایگاہ ہی اور مرتبہ تیرا بہت بڑا ہی
اور تیرے غضب کا خوف سب کے دل مین بڑا ہی لیکن اسپر بھی اتنا سن لے اور گوشۂ خاطر
مین جگہہ دے کہ جب رعیت بہرتی ہی قسمت بگڑتی اور جاہ و حشمت مطلق کام نہین آتی ہی اب
جس طرح اور نمک حلالون کو تو نے مارا ہی میرے قتل کا بھی حکم دے یہہ جرأت اور خیرخواہی
شاہ کو پسند آئی تلوار اوسنے ہاتھ سے پھینک دی اور کہا کہ افسوس صد افسوس کہ غصے مین مینے
اون علماؤنکو مارا اور یہہ خیال نکیا کہ جسطرح سے دوا تلخ ہوتی ہی مگر فائدہ بخشتی ہی اوسی طرح سے
کڑوی بات گوش کو ناگوار معلوم دیتی ہی مگر نقصان سے بچاتی ہی خیر جو ہوا سو ہوا اب تم بھی
میرے ساتھ چلو اور دیکھو کہ تمہاری نیک صلاح سے کیا اثر پیدا ہوا بادشاہ نے اوس شخص کا
ہاتھ اپنے ہاتھ مین دیا اور ممان کے جھونپڑے مین جا کر اوسے سجدہ کیا اور نہایت احترام کے
ساتھ محل مین لے آیا اور اوس فاضل کو شاہی محتسب کا عہدہ اور شیر الدولہ کا خطاب دیا اور
ہمیشہ اوسکے ساتھ مثل بزرگ کے پیش آیا اور جو نہین فغفور نے اسطرح سے مان کی عزت کی
اور اوس عالم کی بات رکھی تمام مملکت مین شہرت پھیلی اور رعایا کو تسکین ہوئی کہ بادشاہ کی
طبیعت نیکی کی طرف پھری ✤ اعیان دولت سے ایک شخص بنام لی زہی غیرملکی تھا یعنے
وطن اوسکا ریاست فغفور سے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد مین واقع تھا جب فرمان اس
مضمون کا نکلا کہ جتنے غیرملکی جو اس سرکار کی ریاست مین آئے ہین سب اپنے اپنے وطن کو چلے
جاوین تب اس لی زہی نے ایسی ایک عرضی حضور مین گذرانے اور ریاست مین اغیار کے
رہنے سے جو فائدے متصور تھے سبکو اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اوس نے بیان کئے

کہ فغفور نے اپنے حکم کو دوسرے ہی روز منسوخ کیا اور لی زی کو وزیر اعظم بنایا اور اسی کی صلاح
سے پادشاہ نے تمام سلاطین کو سر کیا اور شہنشاہ ختا اصل حقیقت مین ہوا اسکی صورت اسطور
سے ہوئی کہ پہلے کئی برس تک فغفور نے اپنے اخراجات کو حد اعتدال پر رکھا لڑائی بھڑائی
سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی معمور کیا جب دولت بامراد حاصل ہوئی فغفور نے
زرپاشی شروع کی اور سلاطین مین زر کے وسیلے سے بگاڑ ڈلوا دیا اور جب ایک دوسرے سے
لڑکر قریب تباہی کے پہنچا اور اوسکا حریف بھی علی ہذا القیاس ضعیف ہوا تب فغفور نے
کوئی بہانہ کرکے دونون سے یا ایک سے بگاڑ کیا اور آناً فاناً مین اوسکا ملک چھین لیا
اور اسی تدبیر سے تمام سلاطین کو اوس نے بے تخت وتاج کیا اور ساری مملکت ختا کا مالک ہوا
اور شہنشاہ اوسیوقت سے کہلایا اور حالانکہ دولت وملکیت خواہش سے زیادہ ہاتھ آئی
تھی اور تبت بزرگ کی حد سے مشرقی سمندر تک اور ملک تاتار سے بحر جنوب تک کی حکمرانی
ہوئی لیکن آرام وعیش طلبی مطلق مزاج مین نہ سمائی باوجودیکہ مکانات عالیشان اوس نے بہت بنائے
اور بنہایت تکلفات سے آراستہ کیا اور باغات مین بھی علی ہذا القیاس سامان بی پایان عیش و
نشاط کا مہیا کر دیا اس پر بھی یہہ قاعدہ تھا کہ چند آدمی کو لیے پوشیدہ جاتا تھا اور احوال وہان کے
حکام عدالت اور تحصیل اور محاصل زراعت کا خود دریافت کرتا تھا اور شوق اوسکے دل مین
یہی تھا کہ مملکت ختا کا سر نو بند وبست کرے اور قدیم فغفورون کے روپیے پر نہ چلے اور
اس ارادے سے جب دستورات قدیم سے اندک فرق کرتا تھا علما کا شور اوٹھتا تھا کہ فلانی بات
یاؤ اور شن اور یو کے خلاف حکم کے ہی اوسکو کرنا امتناع ہی اور یہہ روک ٹوک جب فغفور کو ناگوار
گذری لی زی سے اوس نے مشورت کی اور وزیر نے تمام کتب قدیم کو جمع کرکے آگ لگا دینے
کی صلاح دی اور یہی بات وقوع مین آئی اس سبب سے تاریخ ختا کے اکثر مقامات مین اغلاق
واقع ہوا ہے اور بہت سے احوال کو مورخون نے فقط یاد سے لکھا ہے اور یہہ حرکت
ختائی علما اور شعرا کو ایسی بری معلوم ہوئی کہ چی وانگ ٹی اور شیطان مین اونہون نے فرق

نہین کیا اور ولدُ الزّنا ٹھہرانے کے علاوہ ابلیس مجسّم کا لقب اوسکو دیا ہی حقیقت مین اونکی ہجو
بے سبب نہین تھی کیونکہ ایک تو کتب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلون کے گھر سے
کتاب جبراً منگوا کے جلا دینے کی حرکت اوس نے کی ہی تھی علاوہ اسکے چارسی ساٹھہ علما کو
اسی قصور پر اوس نے جیتا گڑوا دیا کہ اپنے اپنے کتب خانے کو شاہ کے پیادون کے حوالے
اونہون نے نہین کیا تھا سوا اسکے اون سے خوف فغفور کو یہہ تھا کہ اگر زندہ رہین گے
تو حافظے سے اون کتابون کو یہہ پھر لکھین گے اور ہمکو عاجز کرینگے غرض طیش مین آکر چی
وانگ ٹی نے یہہ خون ناحق کیا اور بیرحم اور سنگدل اور خونخوار بجا کہلایا لیکن ان عیبون کے
ساتھہ اتنا تھا کہ ختا مین اگر پانچ چار فغفور متواتر اسی طرح کے ہوتے تو واللہ اعلم کیا کیا وہ کرتے
اور کس کس ملک کو عمل مین نہ لاتے القصہ جب کشت وخون اور لڑائی بھڑائی سے فارغ ہوا اور
انتظام ملک کا تردد کر چکا ہمیشہ جینے اور باقی رہنے کی ہوس اوسکے دل مین از بس پیدا ہوئی اور
اس خیال باطل کو خوشامدیون نے ترقی دی آخرالامر چند نوجوان مرد اور عورتونکو اوس مشرقی سمندر کی طرف
روانہ کیا اسلیے کہ سن چکا تھا کہ ادھر کے جزیرون مین ایک جزیرہ ایسا تھا کہ وہان کے چشمے کا
پانی جس نے پیا مرگ اوسکے نزدیک نہین آئی غرض وہ لوگ گئے اور پھر آئے اور اونکا بیان
یہہ تھا کہ مشرقی سمندر مین طوفان نے آگے بڑھنے ندیا لیکن ایک مردک کا جہاز چونکہ طوفان مین
بحر سے الگ ہو گیا تھا اوس نے چندے کے بعد آن کر یہہ فقرہ سنایا کہ منزل مقصود تک
پہنچا تھا لیکن چشمہ اوس ایام مین جاری نہ تھا غرض اوسکے ہاتھہ ایک کتاب آئی تھی جس مین
یہہ بات اوس نے لکھی پائی کہ چین کا گھرانا اوس خاندان کے ہاتھہ سے تباہ ہوویگا جس کا نام
ہُو کی لفظ سے شروع ہے اس واہیات بات کے اعتبار پر فغفور نے فوراً جنگ کا سامان
تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تاتار کا نام ہوانگ نو تھا اور پہلے حروف ہو تھے دفعتاً اونکے
ملک پر چڑھ گیا اور چونکہ اچانک جا پہنچا اور سب کو بے فکر پایا اس سبب سے اونکو پامال کیا
والا اگر پیشتر سے خبر اونکو ملتی تو شاید شکست نہوتی بلکہ غالب ہی کہ وہ تاتار خونخوار سب فغفور کو تنہا

تنگ کرتے کیونکہ وہ بڑے جنگی اور صحرا کے رہنے والے تھے اور لوٹ تاراج سے اونکی اوقات
اور شکار پر اونکی گذران تھی اور ہر وقت گھوڑون پر سوار ہاتھہ مین تیر و کمان و تلوار لیے خونخوار بنے
رہتے تھے اگرچہ وہ بھی قوم ختا سے تھے چنانچہ بعض مورخ لکھتے ہین کہ شہزادہ چنکو بی خاندان
ہیا کے تباہ ہونے سے صحراے تاتار مین جا چھپا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ اوسی ہیا یعنی یو کے
گھرانے کا وہ شہزادہ باپ سے روٹھہ کر صحرا مین چند آدمیون کو لیے چلا گیا تھا وہی چند ان لوگون کا
تھا لیکن صحرا کے آب و ہوا کی خاصیت اور رفقات کے نیچے بود و باش کرنے اور کچے گوشت
کھانے اور رات دن کمر بندہی رہنے کی عادتون نے اونکو ایسا مضبوط بنایا تھا کہ شہری چینیون
سے اور اون سے کچھہ نسبت باقی نہ رہی اور اونکی گروہ ایک دوسری قوم ہوگئی اور یہی لوگ تھے
کہ کسری اور سکندر بھی اونکی بہادری اور مضبوطی اور سپاہ گری کے قائل ہوئی اور اون سے
باج نہ لے سکے اور اسی قوم کے پہلوانون سے رستم اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور افراسیاب بھی
تاتاری تھا یہہ لوگ تیراندازی اور تلوار کے دہنی تھے اور اونکے گھوڑے بجلی تھے اور ان سے
جب کسی سے بگڑتی تھی دشمنون کو لاکھون گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالتے تھے اور غنیم پر
دفعتہً ایسے جا پڑتے تھے کہ اون لوگون کو حربہ کرنے کی فرصت نہین ملتی تھی گویا اجل سامنے
موجود ہو جاتی تھی اور اونکی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان کسی سے ممکن نہ تھی حاصل کلام
تاتاری رسالون مین ہر شخص ایک شہسوار خونخوار تھا اور ان لوگون نے سیکڑون تختون کو اولٹ
دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمنی کی راہ سے خواہ لوٹ تاراج سے وہ بچ کے نہین گیا الغرض
چونکہ انکا حال اسی جلد کے تیسرے دفتر مین طوالت کے ساتھہ ہے یہان پر اتنا ہی بیان کا
موقع تھا کہ نتیجہ غفلت کا معلوم ہووے کہ غافل رہنے سے ایسے تاتار خونخوار بھی مارے
پڑے القصہ چی وانگ ٹی باوجود اس شکست دینے کے خوب جانتا تھا کہ یہہ قوم موقع پا کے
انتقام ضرور لے گی اور تا وقتیکہ بدلہ اور عوض معقول نہ ہووے اس شکست کی یاد ہمیشہ دل کو
صدمہ پہونچائیگی اس سبب سے اوس نے دیوار ختا کی بنا کی جسکا تمام احوال عاصی نے جلد اول کے

دوسرے دفتر کے چودہوین باب میں بیان کیا ہے + عجب اتفاق اور
قابل تحریر کے ہے اگرچہ بعید القیاس نہین کہ یہہ پادشاہ جو لڑائی کے میدان مین ہمیشہ دلیری
اور مردمی کرتا تھا اور صف کے سرے پر غنیم پر پہلے تلوار کھینچتا تھا وہ جب مرنے لگا نہایت
بدحواس ہوا بلکہ موت کا خوف باعث اوس عارضے کا تھا جس مین مرگیا اور تاریخون مین بیان
اس امر کا بھی ہے کہ کسی ندیم نے ایک پتھر لیکر فغفور کو دکھایا اور کہا کہ لوگون نے اوسکو آسمان
سے گرتے دیکھا ہے فوراً یہی وہم پادشاہ کے دل مین سمایا کہ وقت میری مرگ کا قریب پہنچا
اس خیال سے اوسکی طبیعت ایسی مکدر ہوئی کہ پھر اوسکو کسی نے ہنستے نہ دیکھا اور غم سے
گھل گھل کر چند روز مین مرگیا + سینتیس ۳۷ برس اوس نے سلطنت کی اور اوسکے ایام انتقال کو
مورخون نے سنہ دوسو دس قبل حضرت عیسی کے قرار دیا ہے اگرچہ بعض حرکتین جو اس فغفور نے
غصّے مین کین خلاف عدل و رحم کے تھین لیکن بڑے رتبے کا شخص تھا اور سوای دیوار
ختا کی ساخت کے اوس نے تین سو کوس کی ایک سڑک بنوائی اور برابر تیر کی طرح یہہ راہ
نکلی ہے اور جو موانع سامنے آئے منہدم کیے گئے اور دونون کنارے پر اس سرے سے اوس
سرے تک قطار درختان سایہ دار کی لگائی گئی سواے اسکے آٹھ لاکھ مزدور کے قریب
ساخت مکانات اور آرایش باغات شاہی مین ہمیشہ مصروف رہتے تھے اور سواے ارادہ
زینت ملک کے یہہ باتین سب رعایا کی راحت اور غربا کی پرورش کی نظر سے کی جاتی
تھین کیونکہ خود مطلق عیش جو نہ تھا اور نہ غذا نہ پوشاک مین تکلف کرتا تھا اور نہ اون واہیات
کی خواہش رکھتا تھا جسکو عوام الناس عیش کہتے ہین اگرچہ کنگ فوزی نے غیر ملکیون کے
ساتھ رابطہ رکھنے اور اون سے خرید فروخت کرنے مین منع کیا تھا لیکن اس پادشاہ نے
ایسی امتناع کو محض بیجا اور موجب اپنے ہی نقصان کا تصور کرکے باب تجارت کو کھول
دیا اور اوسکے عہد مین بنگالہ اور جزائر بحر مشرق مین ختائی جاتے اور سوداگری کرتے
تھے اور یہہ بات کبھی وقوع مین نہ آتی اگر پابند حکما کی نصیحت اور پند کا رہتا اور دروازہ

تجارت کو بموجب اونکے حکم کے بند رکھنا ۔ غور کی جا ہی کہ مقتول علما کا خون انصاف کے
رو سے اونہین کے سر ہی کیونکہ اگر اونکی سزا نہ ہوتی تو شور و غوغا جو فغفور کے متمرد ہونے اور خلاف
راے قدیم فلاسفہ کے کرنے سے اونہون نے شروع کیا تھا زیادہ رہنے اگر پاتا تو پادشاہ کا
یا تخت جاتا یا اوسکو باز رہنا ہوتا پس ایک امر مین اپنی قباحت اور دوسرے مین ملک کا نقصان
متصور تھا اسی لحاظ سے اوس نے ایسی سخت سزا دی کہ سب پر ہیبت چھا گئی اس پر کبھی کہ دوسری
سخت سزا اگر ہوتی تو وہ بات موقوف ہو جاتی لیکن ظاہر ہی کہ علماء ختا ایسے ایسے موقع
پر بہت نڈر ہوتے ہین چنانچہ کئی نقلین جو بیان ہوئین اور اس کتاب مین درج ہین اوس سے یہہ
بات ثابت ہی با اینہمہ راقم کی بھی یہی راے ہی کہ اگر اون شخصون کو ہلاک نکرکے قید کروا یا جلا
وطن کی سزا دیتا تو بہتر ہوتا غرض غصے نے اندھا کر ڈالا تھا اور اگرچہ کسر غضب ہر حال مین واجب
ہی لیکن اس امر کی فراموشی نہ چاہیے کہ طیش کے وقت ادنی آدمی بیخود ہو جاتی ہین وہ تو
پادشاہ تھا بہر حال اوسکے عیب و ہنر نظر انصاف سے اگر دیکھے جائین گے تو بجز
اسکے دوسرا سخن زبان سے نہین نکلے گا کہ یکتاے زمانہ تھا اور یادگار روزگار بیشک ہی
چی دانگ ٹی کے چھوٹے بیٹے ارشی وانگ ٹی کو وزیر اعظم لی ژی نے تخت پر بٹھایا اور
بڑے بیٹے کو اسلیے محروم رکھا کہ خود باپ کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہووے غرض
یہہ بھی نہایت بد نکلا سواے عیش کے دوسرا خیال ہی اوسکو نہ تھا اور اسی کے عہد مین
خواجہ سراؤنکا دور شروع ہوا اور یہان تک اون لوگون نے اپنے بس مین اوسے کر لیا
کہ اوسکے باپ کے بڑے عزیز اور بہادر سپہ سالار منگ ٹین کو اسی مردک کے
رو برو اون نابکارون نے زہر کا پیالہ زبردستی سے پلایا اور وزیر با تدبیر لی ژی کو
نکال دیا اور اپنے گروہ مین سے ایک ناکس کو اوسکے عہدے پر بحال کیا اور سواے
اسکے غربا پر ظلم شروع کیا الغرض جب احوال اور اطوار فغفور کے ایسے ہونے لگے کہ خواجہ
سراؤن کے ہاتھ مین شل پتلے کے بن گیا تب رعیت اور فوج اور خاص و عام کی ناخوشی

دیکھکر چوکا باج گذار سلطان بگڑا اور سامان جنگ کا کیا اور اپنے سپہ سالار لوپانگ کو فوج لیکر بھیجا
چونکہ یہہ شخص لوپانگ آگے نام کریگا اور ہان کے گھرانے کا پھلا فغفور ہو ویگا اس سبب
سے کچھہ حال اسکا پھلے سے بیان کیا چاہیے ✤ راوی کھتا ہے کہ لوپانگ ایک روز شروع
شباب مین جب سبزہ آغاز نھین تھا راہ مین چلا جاتا تھا کہ ایک شخص اجنبی اوسے ملا جسنے
اپنے گھر لیجا کر اوسے اپنی بیٹی دی اور یہہ بات کھی کہ تخت پر جب بیٹھیو تو مجھے یاد رکھیو کہ تمہارے
قیافے سے مین نے تمہاری اوج کی خبر تمہین پیشتر سے دی ہے وہ بات وہین ختم ہو گئی
اور چند روز کے بعد لوپانگ سے اور چند بدکرداروں سے دوستی ہوگئی اونکی صلاح ایک روز
یہی ہوئی کہ لوٹیے اور کھائیے اسمین وہ بھی شریک ہوا اور چونکہ بھادر اور تلوار کا دہنی
تھا ڈاکوون کا سرگروہ ہوگیا اور چند روز مین یہہ زور و شور اوسنے پیدا کیا کہ ایک چھوٹی سی
فوج ساتھہ ہوئی اور اطراف و جوانب مین دہوم مچگئی اسی عرصے مین چی وانگ ٹی مرگیا او
اوسکے بیٹے نے تخت پر بیٹھہ کر ظلم شروع کیا القصہ جب چو کے سلطان نے قصد فغفور پر
چڑہائی کرنے کا کیا تب لوپانگ اپنی فوج لوٹیرونکی لیکر آن ملا اور خطاب سپہ سالار کا پاکر آگے
بڑہا جب دونون فوجین سامنے آئین چانگ ہانگ سپہ سالار فغفور تمام فوج لیکر غنیم سے یہہ
سمجھکر مل گیا کہ اگر فتح خاوند کی بھی ہوگی تو مردود خواجہ سراؤن کے اختیار مین ہماری جان
رہے گی اس سے بہتر یہہ ہے کہ بلوائے عام کیجیے اور اپنے دوست منگ ٹین کے خون
ناحق کا عوض لیجیے جب اس شخص نے بغاوت کی او رخبر دار الخلافت مین پہنچی والی شہر نے
فغفور سے جا کر کھا کیون مردک اب نقشہ تو یہہ ہے اب آپ سے اپنے کو فیح کروگے
یا تمہاری تخفیف تصدیع کے لیے جلادون کو بلاؤن تب فغفور گڑگڑانے اور کہنے لگا کہ میری
جان بخشی کرو اور کھانے کے لیے تھوڑی سی جایداد دو مجھے سلطنت سے کچھہ کام نہین
اوسکا جواب اوس امیر نے دیا کہ یہہ ہرگز نہین ہوویگا اور تیرے خاندان نے بہت گھرونکو
نیست و نابود کیا ہے اسکو مٹا ہی دینا واجب ہے اور سن مخنثون کے مرید تیرے خوبجہ

وزیر نے تیرے قتل کا حکم دیا ہے یہ کہکر جلاد جو پیچھے سب کہڑے تھے اونکو اشارہ کیا لیکن جب تک وہ تلوار کہینچین فغفور نے کمر سے کٹار نکال کر اپنے پیٹ مین مارا اور والی شہر کے پاؤن کے قریب گر پڑا جب یہہ سانحہ ہوا اوسی خواجہ سراے بیوفا نے امرا کو جمع کیا اور کہا چونکہ وہ ناہنجار مرگیا ہے اب تخت اوسکے بہتیجے زی آینگ کو دیا چاہیے غرض زی آینگ بیٹھنے کے ساتھہ ہی اپنے چچا کے قاتل اوس بے خایہ اور بیدل کو مار ڈالا اور بچی بچائی فوج لیکر لوپانگ کے مقابلہ کو گیا لیکن کچھہ نہو سکا آخرش مایوس اور بدحواس ہوکر اپنے گلے مین رسی ڈال کر ایک چھکڑے پر سوار ہوا اور لوپانگ کے معسکر کی طرف گیا یہہ حال دیکھتے ہی وہ بہادر اوس بیچارے کی تعظیم کرکے خیمہ مین لے آیا اور جب زی آینگ نے تمام کنجیان خزانے کی اور تمام اثاثہ سلطنت کو لوپانگ کے حوالے کیا اوس سپہ سالار نے دارالخلافت مین داخل ہوکر شہر کو لٹوا دیا لیکن کسی کا خون نکیا غرض جب سلطان چو کا دوسرا سپہ سالار پونہچا اوس نے قتل عام کا حکم دیا اور زی آینگ کو مار ڈالا اور اوسکے گھرانے کے ہڑوار کو کھدوا کر لاشونکو نکالا اور اونہین خاکستر کروا کے چارسو پہنکوا دیا یہہ سب حرکتین لوگونکو ناگوار ہوئین اور لوپانگ پر ہزارون آفرین اونہون نے کہین القصہ ہی وانگ سلطان چو فغفور ہوا اور لوپانگ کے حصہ مین ایک صوبہ آیا اور وہان کی عملداری اس خوبی کے ساتھہ اوس نے کی کہ جب فغفور نے چار برس کے بعد انتقال کیا تمام رعایا نے ملکر لوپانگ کو مسند نشین کیا اور ہی وانگ کے بیٹے کو محروم رکھا ✣

ساتوان باب

ہان کے گھرانے کے بیان مین ✣ ✣

جلوس کے بعد لوپانگ نے چاہا کہ ایام بدعملی اور ہل چل مین جو نقصان ملک کی زراعت اور رعیت کو ظالمون اور باغیون کے ہاتھہ سے پونہچا تھا اوسکا عوض عدالت اور بخشش سے ہوجاوے تاکہ یاد اوس بدعت اور تباہی کی جو صفحۂ دل پر خون کے حرفون سے لکھی ہوئی تھی مٹ جاوے اس ارادے سے اوس نے بہت سے فرمان ایسے

جاری کیئے کہ لوگونکو تسکین ہوئی اور رعیت دعا دینے اور اوسکی سلطنت کی مداومت چاہنے
لگی اس عرصے مین وہی قوم تاتار کی جسے چی وانگ ٹی نے شکست دی تھی عوض لینے کو موجود
ہوئی اور دونون ملکون کی سرحد پر جاکر ختائی موضعون کو اونہون نے اپنے قبضے مین کرلیا اور
خود فغفور کے ساتھ لڑنے کا سامان مہیا کیا جب شاہ نے سناکہ اپنے ہی سپہ سالار جو ملک کی
سرحد پر تاتاریون کی یورش کے مانع ہونے کے لیے متعین تھا نمک حرام ہوکر دشمنون سے ملگیا
اور کئی قلعے جو سرحد پر واقع تھے اونکے حوالہ کردیئے زیادہ تردد اوسکو دامنگیر حال ہوا چونکہ خود
بہادر تھا فوج لیکر تاتاریون کے مقابلہ کو گیا مگر تعجب سے دیکھا کہ وہ بے مقابلہ کیے پس پا ہوئے
اور جو جو فغفور آگے بڑہا وہ پیچھے ہٹے اور ایک مقام پر شب کے وقت بالکل غائب ہوگئے
تب فغفور نے سمجھا کہ وہ خوف زدہ ہوکے بھاگے لیکن صحرائیون نے دہوکا دیا اور جونہین شاہی
فوج کمین گاہ پر پہونچی دفعتہً چار لاکھ سوار چارون طرف سے ایسے پیدا ہوئے کہ گویا زمین سے نکلے
اور ایک آن کی آن مین میتی تاتاریون کے ٹانجو یعنے سردار نے فغفور کو ایسا گھیر لیا کہ اگر ایک
قلعہ قریب نہوتا تو فغفور مجبور ہوکر بدست و پا اونکے ہاتھون پہنس جاتا غرض قلعے کو سات روز تک
تاتاریون نے محاصرہ کیا آخر کار جب رہائی کی کوئی صورت نہ دکھائی دی ایک عورت خوبصورت
فغفور کی بھیجی ہوئی ٹانجو تاتار کے پاس صلح کا پیام لیکر گئی اور چونکہ خود وہ ایلچی بطور نذر کے آئی تھی
اور میتی کی خدمت مین رہی سردار تاتار نے فغفور کو محاصرہ سے خلاص کیا اور اپنی حد مین چلا گیا
بعض روایت یہہ ہے کہ میتی کی بی بی کے ذریعہ سے صلح ہوئی بہرحال خفت دونون طرف کو
حاصل تھی اور فرق اتنے ہی کہ ایک مین زیادہ ایک مین کم ذلت تھی غرض یہہ تحقیق ہے
کہ ایک عورت کے درمیان ہونے سے فغفور کو مخلصی ملی بعد چند روز کے باوجود عہد و
پیمان کے میتی پھر آیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا اور جب شاہ نے لشکر بھیجا
سپہ سالار دشمن سے ملگیا اور چونکہ ثابت ہوا کہ کئی سرداروں کی سازش تھی بغاوت کی
تہمت پر سبھون کی جان گئی اور عبرت کے لیے لاشین شاہ راہ پر گڑوا دی گئین کچھ دنون بعد

بلواے عام کی بنا اس سبب سے ہوئی کہ پادشاہ اکثر قصور کے لیے مجرمون کو قتل کرتا تھا اور یہہ
رعایا کو برا معلوم ہوا لیکن جونہین اس بغاوت کا سامان بندہا فغفور مطلع ہوا اور تدبیر معقول کر کے
قصے کو بڑہنے ندیا اور بلوے کی وجہہ دریافت مین جو آئی اوس روز سے قتل کرنے سے
باز رہا اور مزاج کو اعتدال پر رکھا اور کنگ فوزی کے مزار پر جا کر پرستش کی اور علم کا چرچا
پھیلایا اور معقول قوانین کو رواج دیا القصہ جو ہین اوس نے نیکی پر کمر باندھی ۹۵ سنہ مین قبل حضرت
عیسی کے اجل موجود ہوئی اور ترپن برس کی عمر اور اپنی جلوس کے بارہوین برس مین اوسنے
انتقال کیا اوسکا بڑا بیٹا ہوی ٹی تخت پر بیٹھا باوجودیکہ اوسکی سوتیلی مان نے اپنے بیٹے کو مسند
دینے کے لیے بڑا بڑا زور کیا غرض جب ہوی ٹی مضبوط ہو کر بیٹھا اوسکی مان نے اپنی سوت
سے ایسا انتقام لیا کہ معاذ اللہ اوسکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین مختصر یہہ
تمام دنیا کی ذلتین اوس بیچاری کو دیکر اوسکے بیٹے کو زہر اوسکی آنکھون کے سامنے پلایا
اور بعد ازان اوسکے ننگے بنڈے پر اوس نے ایسے کوڑے مروائے کہ بیہوش ہو کر
کئی بار گر پڑی اور جب معلوم ہوا کہ اوسکی ہلاکت قریب آئی مار موقوف ہوئی اور سر کے
ایک ایک بال کو اسطرح نچوایا کہ کھال کھنچ گئی اوسکے بعد دونون قبضے اور پانون کو اوس
قاہرہ نے کٹوا ڈالا اور اوسکو زہر دیا اور مظلوم کی لاش کو گھُ کے گڑھے مین پھنکوا دیا
الغرض ہوی ٹی ایسا فغفور ہوا کہ اگر اوسکی مان چند وزیر نیک تدبیر کو مشورے مین نہ رکھتی
تو اوسکی سلطنت چھین جاتی اسلیے کہ سواے رنڈی بازی کے نیکی کرنی اس مردک کو آتی نہ
تھی اور بجز لوفندرون کے دوسرے کی صحبت بھلی نہین معلوم ہوتی تھی اور نتیجہ جوانی موت کا سبب
جو اسطرح کی بداطواری کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اوسکو ملا اور چوبیس برس کی عمر مین دنیا
دفع ہوا اور چونکہ لاولد موا پادشاہ بیگم اوسکی مان نے ایک غریب زادے کو اوسکا بیٹا مشہور
کر کے تخت پر بٹھلایا اور چونکہ بہت ہی بچا تھا وہ خود قائم مقام پادشاہ ہوئی اور تمام
سلطنت مین اپنے احکام جاری کرنے لگی جب آزما کے اوس نے دیکھا کہ رعیت کبیر و صغیر

سب راضی ہی تب اپنی حکمرانی کو زیادہ ترقی اور عزت دینے کے لیے اوس بچے کو اوس نے
زہر دیا اور آپ مالک تخت ہو کر آٹھ برس تک سلطنت کی وہ ایسی خونخوار اور سنگدل تھی کہ اگر
آٹھوین برس اپنی اجل سے اکھتر برس کی عمر مین نہ مرتی تو اغلب تھا کہ کسی مظلوم کے ہاتھ سے
ماری جاتی یہہ قطامہ بڑی مدبر اور فتانہ تھی اور اوسکی عقل کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ اوسکے عہد مین
تاتار سب یورش نکر سکے لوپانگ کے اقرباؤن سے ایک شخص بنام وان ٹی مسند پر بیٹھا
نیک فغفورون مین اوسکی گنتی ہوتی ہے اس لیے کہ خیر خواہ ملک و رعیت تھا اور علم کا چرچا اونسنے
پھیلایا اور قدردان سخن ہوا اور اس مین شک نہین کہ اگر ایسا نیک کردار اور خوش اطوار نہوتا
تو اس گھرانے پر زوال آتا لیکن اسکی خوبیون نے ہوئی ٹی کی مان کی بدیون کو مٹا دیا اوسکے
عہد مین تاتاریون نے بار بار یورش کی اور فغفور مجبور ہو کر ہمیشہ بیش قیمتی تحفہ اونکے سردارونکو
بھیج کر راضی رکھتا تھا اور اصل حقیقت مین یہہ تحفہ مثل باج کے تھا کیونکہ اوسکے بھیجنے مین
جب دیر ہوتی اونہون نے فوراً یورش کی اوس فغفور کا انتقال ۱۵۷ قبل حضرت عیسی کے
ہوا اور اوسی کے ایام مین ختائیون نے کاغذ کی ایجاد کی اور اسکے قبل علما اور شعرا کی
تصنیفین بانس کی پھٹیون اور پتون پر لکھی جاتی تھین وان ٹی کا قائم مقام کینگ ٹی
ہوا اور وہ بھی بہت نیک ذات تھا اور اوسکے بعد او ٹی نے تخت ختا کو ایسا جلوہ بخشا
کہ سبحان اللہ اور یاؤ اور شن کی طرح نام و نشان پیدا کیا اور اونھین بزرگون کا جو ضابطہ
تھا اپنا طریق معین کیا تمام مملکت کے علما اور شعرا اور اہل کمال پایہ تخت مین حاضر رہتے
تھے اور ہر امر اہم مین صلاح دیتے تھے عادل اور رحیم تھا مگر تاتاریون کی یورش سے
سخت عاجز بعض روایت سے ہے کہ فغفور لوپانگ جسکو کاؤ ٹی بھی کہتے ہین اوس سے انجو
تاتار ہیتی نے ایک شہزادی طلب کی اور اوس نے ایک خوبصورت کنیز کو شاہی
خطاب دیکر تاتار کے پاس بھیج دیا غرض یہہ امر متحقق نہین ہے لیکن یہہ درست ہے کہ او ٹی
کے وقت مین مانجو تاتار مسمی لاؤچام پسر مہتی نے ایک شہزادی کے لیے پیغام بھیجا اور

فغفور کے خاندان سے توصّل چاہا اور فغفور کو بجز منظور کرنے کے چارہ نہ تھا کیونکہ تاتاریوں کا اون دنون ایسا زور وشور تھا کہ اگر انکار کیا جاتا تو غضب برپا ہوتا اکثر دفعہ ایسا ہی ہوا ہے کہ تاتار کے سردارون نے فغفور کے گھر مین بیاہ کیا ہے اور اب بھی وہ بات گئی نہین ہے اور صدہا نازنین مہ جبین شاہی محل کی پروردہ اون اوجھٹ سپاہ کثیف خوار کے خیمون مین غم کر کر کے مر گئی ہین اور فغفور کے یہان کی ناز و نعمت کے عوض اونکو کچھہ گوشت اور گھوڑیکا دودہ ملا ہے الغرض باوجود اس ہتک آبرو کے گوارہ کرنے اور اپنے عزیزون کو اون لوٹیرون کی گود مین سلانے کے فغفور کو اسپر بھی چین نہ ملا اور بار بار اون لوگون نے یورش کی غرض ایکدفعہ سپہ سالار نے جو موقع پا کے کمین گاہ مین اونہین گھیر لیا تو تمام تاتار کو شکست کامل دی اور پندرہ ہزار کو اسیر کر کے پا بزنجیر دار الخلافت مین بھیجا لیکن بعد چندر وزون کے اونہون نے پھر زور کیا اور بدستور سابق لوٹ و تاراج شروع کیا غرض فغفور نے اخیر کو ایسی تدبیر کی اور اونہین ایسی شکست دی گویا کمر توڑ ڈالی کہ اسکے باعث سے ہوانگ نو تاتار کی قوم بہت دنون تک دبی اور بے بس رہی اس پادشاہ کی قدردانی کے باعث سے شعر و سخن کا بڑا چرچا پھیلا اور ارباب کمال کا مجمع ہوا لیکن سب سے زیادہ نام اٹزماسین مورخ چین نے پیدا کیا لیکن کسی وجہہ سے پادشاہ ناراض ہوا اور ناتھہ کٹوا کر خارج الملک اوسے کر دیا غرض تب بھی اوس شخص نے تالیف و تصنیف سے ہاتھہ نہ اوٹھایا یہہ سنکر فغفور نے بہت عزت کے ساتھہ پھر بلوایا اور عہدۂ جلیلہ سے سرفراز کیا اگرچہ پادشاہ بڑا عقلمند و فہیم تھا لیکن اکسیر بقا کے شعبدے مین آگیا اور آخر اوس مین ہلاک ہوا چنانچہ اوسکی نقل جلد اول کے دوسری دفعہ مین مندرج ہے ۸۷ھ مین قبل حضرت عیسیٰؑ کے اکہتر برس کی عمر مین چوون برس کی سلطنت کے بعد اس فغفور نے فوت کی ✦ اور اوسکے عہد مین سنہ ایک سی چھبیس مین قبل حضرت عیسیٰؑ کے چانگ کی اوسپہ سالار ماورالنہر کی طرف واسطے دریافت حالات کے روانہ کیا گیا تھا اور گیارہ برس کے بعد پھر کر وہ آیا اور یہہ بیان کیا کہ ہم صوبہ چین سے

گذر کے دشت قپچاق اور خراسان مین گئے اور وہان ایران کا حال ہمنے سنا اور خراسان
مین ہند کی ولایت کی چیزین ہمنے دیکھین چنانچہ اون دو ملکون مین رسم تجارت ہے الغرض
اس شخص نے ہر مقام پر اپنے بادشاہ کا یہہ حال بیان کیا کہ کئی ریاستون سے سفیر فغفور کے
دربار مین نذر لیکر آئے ❊ چاوٹی بیٹا اوٹی کا تخت پر بیٹھا اور حالانکہ باپ نے بسبب اوسکے
مشابہ ہونے اون تصویرون سے جو یاؤ کی نہین قابل ولیعهدی کے تجویز کیا تھا لیکن سیرت کا
کچھہ خیال نکرکے صرف قیافے پر گیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ چاوٹی نے عیش و عشرت مین اوقات صرف
کی اور اوسکی اشد کاہلی سے جب انتظام ملک بگڑا دو قوم تاتاریون کی مشرق اور مغرب کی
طرف سے درپے غصب املاک سرحدی ہوئی اور اگر لشکر شاہی کی سرداری ایسے ہی چیدہ
لوگون کے ہاتھہ مین نہوتی تو غالب ہے کہ سلطنت چھن جاتی سنہ چوہتر مین قبل حضرت
عیسٰی کے اس بدطبع بادشاہ کا انتقال ہوا اور چونکہ بیٹا اوسکا بہت ہی چھوٹا تھا چاوٹی کے
ایک بھائی نے مسند لی لیکن جب کاہل و بدکردار نکلا امرا نے بے تخت و تاج کیا اور اوسی
بچے کو بٹھایا جو سن ٹی کے لقب سے مشہور ہے غرض وہ سنون کا کچا مگر عقل کا پکا تھا اوسنے
وزیر اعظم کو بلوا کر کہا کہ ابھی لڑکا اور ناتجربہ کار ہون اسلیے مناسب نہین کہ بے تمہاری صلاح کے
زمام حکومت اپنے ہاتھون مین لون اور جو چاہون سو کرون اسلیے میری عین خوشی ہے کہ تم جو
انسب سمجھو بے تامل کرو ورنہ سلطنت مین فتور واقع ہوگا اور جب تخت چھن جاے گا میرا نام
تاریخون مین اسی بدنامی سے مندرج ہوگا کہ فلانے بدبخت نے اپنے باپ دادون کی
بنی بنائی سلطنت کو بگاڑ دیا غرض تمہارے مشیر رہنے اور ہر امر مین صلاح دینے سے
یہہ بات نہین ہونے پاے گی بادشاہ نے وزیر اعظم کو اسقدر اختیار دیا لیکن وہ نمکحرام
نکلا اور اوسکی جورو نے بادشاہ بیگم کو دردزہ کے وقت لڑکے سمیت ہلاک کیا لیکن فغفور پر
یہہ راز نہ کھلا اور بادشاہ بیگم کے بعد مرنے کے اوسی چڑیل کی بیٹی کو اوس مرحومہ کا تخت
ملا یہہ عورت بھی اپنی مان کی طرح بدکردار نکلی اور چونکہ اوسکی سوت کا لڑکا ولیعهد ہوا تھا اوسنے

بچے کو زہر دینے کا قصد کیا اور یہہ ارادہ جب فسق ہوا تب خود فغفور کو ذبح کرنے اور تخت
چھین کر اپنے کسی خویش کو بٹھانے پر موجود ہوئی اور کئی بدمعاش اور بدنہاد لوگ جنھین فغفور نے
بداطواریون کے سبب سے سزا دی تھی اونکو مشورے مین لائی القصہ شوہر کشی اور تخت
ستانی کی صورت اوس بدعورت نے یہہ ٹھرائی کہ سب اہلکار اور عہدہ دار عالی وقار کی
ایک شب کو دعوت کی جاوے اور جب شراب کا چرچا پھیلے اور کچھہ غفلت ہووے
چند آدمی اندر جاکر فغفور کے ایک چاکر کو زندہ چھوڑین اور چند قاتل دولت سرا مین داخل ہوکر
اور بادشاہ کو مار ڈالین لیکن اس بندش کا نتیجہ چاہ کن راچاہ درپیش ہوا اور روز معہودہ کی بات
کھل گئی اور مشہور ہونے کے سات ہی مفسدون نے خودکشی کی اور فغفور نے بادشاہ بیگم کو
طلاق دیکر باندیون مین داخل کر دیا اور یہہ سزا ویسی عورت کے لیئے قتل سے زیادہ ہے
ایک مورخ کھتا ہے کہ پادشاہ کی بیٹی نے یہہ فکر کی تھی مگر یہہ بات محض بعید القیاس ہے +
جب تاتاریون نے کئی دفعہ تواتر یورش کر کے دیکھا کہ تسخیر ختا لاممکن ہی اونکے سرداروں نے
فغفور کی تابعداری قبول کی اور اوسکی بڑی خوشی دارالخلافت مین ہوئی اسلیئے کہ مدت مدید سے
وہ سب برابر ستاتے رہے اور لوگون کے ناکمین دم لاے تھے جب انسے خاطر جمع ہوئی
فغفور نے قدردانی علم کی طرف طبیعت لگائی اور علما اور شعرا نے اوسکے عہد مین فراغت سے
اوقات بسر کی اور اونھین لوگون نے اسکی منزلت کو فلک الافلاک پر قرار دیا ہے اور یہی
شیوہ انسان ہے کہ جو کھاے گا سو گن گاے گا اغلب ہے کہ اسی پادشاہ کے عہد مین روم
قدیم اور ختا کی سلطنتین مخلوط السرحد اسطرح سے ہو گئی تھین کہ ایک قوم تاتار نے دونون کو ستانا
شروع کیا اور روم کی فوج نے مغرب کی طرف سے اونپر چڑھائی کی اور ختائی سپہ سالار مشرق
سے گیا حالانکہ سمندر کے پار خوف سے نہوا لیکن چونکہ دونون ملکون کی فوجین دشمن کو فتح
کرتی ہوئی قریب پہنچی تھین اس امر کو یاد رکھنا چاہیے ۸۰ سنہ مین قبل حضرت عیسی کے اس فغفور
نیک شعور کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا یَن تِی نیک نہاد لیکن دل اور ذہن کا ضعیف قایم مقام

ہوا اور ہمیشہ عورتون کا تابعدار رہا لیکن ارباب علم کا قدردان تھا اور موافق کنگ فوزی کے
قول کے ہر شخص کو حسب لیاقت خدمت دیتا تھا تاتاریون نے فغفور کو ایک شخص مجبور سمجھ کر پھر
بدستور فتور برپا کیا لیکن بجز لوٹ و تاراج کے زیادہ کچھہ ہو نہ سکا سولہ برس تخت پر بیٹھہ کر فغفور دنیا سے
اوٹھہ گیا اور اوسکا بیٹا چنیگ ٹی قائم مقام ہوا اور عیاش و کاہل نکلا مگر نصیبے ور تھا کہ اوسکے
اچھے وزیر اور مضبوط سپہ سالار تھے چنانچہ اوسکی کاہلی اور ناکسی مشہور ہونے سے سمرقند کے بادشاہ نے
ختائی ایلچی کو مار ڈالا الغرض فغفور کی فوج فوراً گئی اور اوسکو مار کے تخت پر دوسرے ایک شخص کو بٹھلا
کے آئی لیکن خود بدولت کی ناکسی کی بھی ایک نقل ہے کہ ایک روز محل کے اندر گاڑی پر سیر
کرتا تھا کہ اوسکی ایک حرم بنام پان سی ملی جب بادشاہ نے کہا آؤ بی بی گاڑی پر بیٹھو اوس
عورت نیک سیرت نے جواب دیا کہ جن فغفورون نے نام اپنا خوبیون مین نکالا ہے اونکی
تصویرین جو لونڈی دیکھتی ہے تو گرد تخت کے علما کا مجمع پاتی ہے اور ہیا اور شنانگ اور چو کے
گھرانے والے جو برے نکلے اونکی تصویرون کے چارون طرف رنڈیون کی صورتین نظر آتی ہین
کہ بیٹھی ہین اس سبب سے لونڈی کا جی نہین چاہتا کہ حضور کے ساتھ سوار ہووے اور یہہ بات
تمام مشہور ہووے کہ ختا کے ملک کا بادشاہ علما کو ساتھہ نرکھہ کے رنڈیون کو لیے لیے پھرتا ہے
دوسرا شخص ہوتا تو اوس عورت محمود صفت کی نصیحت سے اپنی عادت بدلتا لیکن یہہ کم عقل
تعریف اوسکے شعور کی کرتا ہوا دوسری عورت کو لے کے باغ مین چلا گیا اور آج اسپر کل اوسپر
عاشق ہوتا رہا اور انتظام سلطنت مین غفلت کرتا رہا آخرش بے اولاد مرگیا اور اوسکا بھتیجا
بیٹھا اگر زیادہ جیتا تو بیشک و شبہہ بعض امرا جو قوی اور گستاخ ہوئے تھے اور اپنی اپنی ریاستون مین
بیٹھے فغفور کو ناچیز جاننے لگے تھے اونکو یہہ قرار واقعی توڑتا اور زیر کرتا لیکن آٹھہ ہی برس مین
اس جہان فانی سے اوسکا دانہ پانی اوٹھہ گیا اور اوسنے انتقال اوسی سنہ مین کیا جس مین
حضرت عیسی پیدا ہوئے اس بادشاہ کے بعد ین ٹی کا ایک پوتا چنگ ٹی نو برس تک مسند پر
بیٹھا اور امیر عظیم الشان نام وان وان بھتیجا فغفور ین ٹی کی بادشاہ بیگم کا وزیر اعظم ہوا الغرض امیر کا

داانت خود تخت پر تھا اور اوسے حاصل کرنے کی فکراور تدبیر برابر چلی جاتی تھی چنانچہ رعایا
اور علما اور شعرا اور امرا کو اپنے خلق اور داد و دہش سے تابعدار بنا رکھا تھا اور سرکار کا
کوئی چھوٹا یا بڑا عہدہ دار خواہ خوار خواہ عالی وقار ایسا نہ تھا جو اوسکی بخشش اور کرم سے مطیع
اور ممنون احسان اوسکا نہ بنا تھا اور ایک بات ایسی معقول اوسکو سوجھہ گئی کہ صغیر و کبیر سب کے
نہایت پسند آئی وہ یہہ تھی کہ حکیم کنگ فوزی کی آل کو اوس نے امیرونکے زمرے مین داخل کیا
اور اوس خاندان کے رتبہ امارت کو موروثی قرار دیا آجتک وہ قانون جاری ہے اور تاتاریون
نے بھی اسلیے بحال رکھا ہے کہ نہایت مطبوع خاص و عام کے ہوا اور اوسکا منسوخ کرنا موجب
قباحت کا نظر آیا القصہ خلق اور ظاہر فہمی و تیزی اور سادہ مزاجی اور ایام قحط و تنگی مین رعیت پروری
ایسی اوس نے شروع کی کہ فقط خطاب شاہی اور تاج و تخت فغفور کا اوسے نہ تھا لیکن اور طرح سے
خود فغفور کی حقیقت اوسکے سامنے مثل شطرنج کے بادشاہ کے تھی جب منزل مقصود کی انتہا
راہ طے ہوئی اوس نے فغفور کو زہر دیا اور خود اتار دیا بیٹیا اور غمزدہ اپنے کو بنایا کہ کسیکو
مطلق شبہ اوسکی خاوندکشی پر نہوا جب چودہ برس کی عمر بادشاہ زادہ ولیعہد کی ہوئی تب
اسی سن مین وَانگ وَانگ نے اوسے مارنا مناسب جانا ورنہ دو ایک برس مین اولاد
کی امید ہوتی اور وزیر کی ساری ریاضت اور تدبیر ضایع جاتی مگر یہہ نمکحرامی ایسے وقت پر ہوئی
کہ وَانگ وَانگ کی غرض نکل آئی کیونکہ سابق فغفور سنگ ٹی کا لڑکا دو برس کا برای نام تخت پر بیٹھا
اور نائب سلطنت وہی پھر ہوا لیکن بعض بعض امیرون کو جو اوسکا اوج ناگوار معلوم ہوا اونہون
نے اپنے لوگون کی قوت سے بلوے کا علم اوٹھایا غرض ستارہ وزیر اعظم کے بخت کا ہر
ساعت ترقی پر تھا کسی سے کچھہ نہو سکا اور وزیر نے جب دیکھا کہ راز فاش ہوا اوس نے
دشمنونکو شکست دیکر اوس لڑکے کو کان پکڑکے تخت سے اوتار دیا اور آپ جا بیٹھا اوسیوقت
ایسا اتفاق ہوا کہ تاتاریون سے ایک طرف بگڑی اور ہان کے گھرانے والون سے دوسری
طرف تو چل ہی چکی تھی لیکن وَانگ وَانگ ایسا مدبر اور فتان اور صاحب جگر اور دماغ تھا کہ

بہت دن دونون طرف کی چوٹونکا جواب اکیلا دیتا رہا اور چودہ برس کی ریاست مین اوسنے
کوریا اور مشرقی سمندر کے اطراف کی قومون کو سر کیا آخرکار ٹوشنگ اور ٹوسُو خاندان ہان
کے اقربا ایسے زبردست ٹھہرے کہ وان وانگ کی فوج پر ظفریاب ہوئے اور اوسی لڑائی مین
صف اول کے سرے پر وان وان حادثہ جنگ مین بہادرون کے بچھونے پر خواب واپسین
مین گیا اوسکی لاش کو جس نے جسطرح چاہا کاٹا اور پاؤن تلے روندا ٭ سپاہیون نے
ٹی ہوان کو تخت پر بیٹھایا اور فقط دو برس تک وہ جیا یہہ قلیل عرصہ اسکو میدان ھی مین گذرا
اسلیے کہ تاتاریون نے برابر ستایا اور گھڑی بھر دم نہ لینے دیا اس شخص کے بعد ۲۵ مسیحی
مین ٹوسُو جسکو کوانگ اُو وُٹی بھی کھتے ہین مسندنشین ہوا اور جلوس فرمانے کے ساتھ ھی فرمان
معافی عام تمام ملک مین بھیجا اور سبکو تسلی دی اس حرکت سے نیکنام ہوا اور دشمنونکو بھی اس
ترکیب سے دوست بنایا اور یھی سب باعث اسکے ہوے کہ تاتاریون کو بار بار اوسنے
زک دیا کیونکہ جب گھر مین امن و امان ہوتا ھے تب اغیار کی دشمنی نقصان نہین پہنچا سکتی ھے
لیکن آپس کی پھوٹ تباھی کی نشانی ھے ٭ ملک ماچین کے بادشاہ سے برابر لڑائی رھی اور فغفور کو
فتح اکثر ہوئی اور فوج ختائی کا م روپ تک گئی ٭ بتیس برس سلطنت کرکے یہہ بادشاہ ملک عدم
کا راھی ہوا لیکن قوت طبیعت اور معقول ذہنی اور مدبری اور رحم و کرم کے سبب سے ایسا نام چھوڑ
گیا کہ اہل خیر کی یاد سے فراموش نہین ہووے گا ٭ اس بادشاہ نے دارالسلطنت کو تبدیل کرکے
صوبہ ھونان مین شہر ھونان کو پایۂ تخت مقرر کیا اور خانوادہ ہان گویا ازسر نو مالک تخت
ہوا ان لحاظون سے یہہ بادشاہ اور اوسکے بعد جتنے اس گھر کے ہوئے ختائی تاریخون مین
مشرقی ہان کہلاتے ہین ٭ اوسکا بیٹا مینگ ٹی باپ کی طرح ہوا بلکہ سپوت نکلا اور فاضل
زبردست تھا اوسکی بیاہتا بی بی ماچی ایسی نیک بخت اور عاقلہ تھی کہ ایسی جورو ین جہان مین
کم ملتی ہین اور نیکی اور مدبری مین اسقدر شہرہ جو فغفور کا پھیلا اسی کے سبب سے ہوا اسی
بادشاہ کے عہد مین بوُدھہ کا مذہب ختا مین رائج ہوا جیسا کہ اس تاریخ کی جلد اول

مین راقم نے بیان کیا ہے اور ایک برس قبل اسکے مرگ کے ختائی فوجین ختن
اور بخارا مین گئین اور تاتار پر فتحیاب ہوکر کاشغر مین باعث امن ہوئین ٭ چانگ ٹی قائم مقام منگیک
ٹی کا ۷۵؁ مسیحی مین تخت نشین ہوا اور اپنی مان یاچی کا کھنا نہ سن کے اپنے ماموؤنکو ناظم بنایا
اور ایک ایک ملک سب کے حوالے کیا غرض جو اوسکی مان نے سوچا تھا وہی پیش آیا اور اون
لوگون نے سلطنت مین رخنہ ڈالا اور فغفور کو خوب ستایا ۴۸؁ مین اوسکا انتقال بتیس ۳۲ برس کی
عمر مین تیرہ برس کی ریاست کے بعد ہوا اور دشت قپچاق کے تاتاریون پر اوسکی فوج ۷۸؁
مین ظفریاب ہوئی ٭ ہوٹی اوسکا بیٹا ۵۹؁ مین مسند پر آیا اور اوسکی دادی کے ایک بھائی
مسمی ٹوہین نے اہل تاتار کو ایسی شکست دی کہ وہ اپنے ملک سے بھی خائف ہوکر بھاگ گئے
غرض جب فغفور نے ٹوہین کو میر بخشی بنایا اوسکو بڑا غرور ہوگیا اور اپنے خردون کے ساتھ
سخت بیرحمی اور امرا سے تکبر اور خود فغفور سے لاف زنی شروع کی اور اوسکی سزا ناتھون ما
ملی بلکہ اکثر اقربا خارج البلاد اوسکے ساتھ کیے گئے ٭ ہوٹی نے بعض خوجون کو بڑی بڑی
خدمتین دین اور قباحت عظیم کی بنا ڈالی اور اوسکی نظیرین آگے چلکے ملاحظہ مین آوینگی اور
حکماء روزگار کے قول کو ثابت کرینگے کہ یہہ لوگ نیک کم ہوتے ہین اور اکثر بد نکلتے ہین اور یہہ
بھی ایک تکلف دیکھنے مین آیا ہے کہ جب نیکی پر کمر باندھتے ہین تو فرشتے ہوجاتے ہین اور
بہادری مین رستم کا مقابلہ کرتے ہین لیکن جب بُرے ہوتے ہین تو معلم الملکوت کے
معلم بن جاتے ہین اور چونکہ ہر شخص کی ترکیب خلقت اجزاے قوت ملکی اور بہیمی اور سبعی سے
مخلوط ہے اور بدی اور نیکی مین وہی لوگ مشہور ہوتے ہین جنکی طبیعت مین قواے سہ گانہ سے
جو قوت کہ غالب ہوتی ہے اثر اپنا ظاہر کرتی ہے اس سبب سے راقم کا قیاس ہے کہ نیکی کی رگ اونکی
جب کٹ جاتی ہے تو سواے بدی کے کچھہ نہین سوجھتی اور اگر خیر ہوئی کہ شیطنت کی رگ صاف
ہوگئی پھر اونکی شرافت نفس کا کیا کہنا ٭ اس عہد مین ایک عورت تھی تمام صنعتون مین موصوف
اور ایسی لائق اور فائق کہ جب اوسکا بھائی پان کو فاضل اور مورخ مقید ہوا اور رنج سے

زندان مین مر گیا تو اوسنے بھائی کی تمام تصنیفون کو جمع کرکے اور جس تاریخ لکھنے مین دم مرگ تک مشغول تھا اور ناتمام چھوڑ گیا تھا باقی کو لکھکے کتب خانہ شاہی مین داخل کیا اس حرکت سے فغفور ایسا خوش ہوا کہ اوسے بادشاہ بیگم کی تعلیم کے لیے محل مین بلوایا اور اتو کا عہدہ دیا اور اپنی شاگرد دنیکو پان ہوئی سے خوب تربیت کیا اور ایک کتاب مستورات کے لیے نصیحت کی ایسی اوس نے تصنیف کی کہ ختائیون کے نزدیک اوسکی عبارت اور نصیحت کی برابری کیسیکی کوئی تالیف یا تصنیف کم کرتی ہے گویا ختا کی زیب النسا بیگم وہی عورت تھی اور ایسی کوئی آجتک نہین ہوئی ❊ اسی عہد مین ختائی فوج روم قدیم کی سلطنت پر یورش کرنے کے قصد سے بھیجی گئی تھی لیکن سمندر کاسپین کے کنارے سے موج کے خوف اور جہاز کی کمی اور سستی کے باعث سے پھر گئی والاجنگ بیشک ہوتی ❊ فغفور ھوٹی جب مرا اوسکا بیٹا چام ٹی نہایت کم سنی مین تخت نشین ہوا لیکن پان ہوئی کی شاگرد اوسکی مان نائب سلطنت ہوئی اور ہر امر مین صلاح عاقلون اور فاضلون سے لیتی تھی اور تمام مملکت مین اوسکی حکمرانی سے خوشی دن بدن پھیلی اسنے مین خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ایام بارش باران رحمت کثرت بارش سے زحمت خلائق ہو گیا اور سیلاب سے تمام زراعت کا نقصان ہوا یہ دیکھکر والدہ بیگم نے حکم دیا کہ تمام امرا لباس غم اختیار کرین اور اپنے اعمال کو دیکھین اور مردم آزاری سے باز رہین اور اپنے گناہون سے توبہ کرین اور کفارہ دیوین اور دعا مانگین کہ خداوند کریم و رحیم اپنا غضب نازل نکرے اور انتقام اپنے بندون سے نہ لے اور والدہ بیگم نے خود ٹاٹ کی پوشاک اختیار کی اور سر پر خاک اوڑانے اور سینہ زنی کرنے اور اپنی گناہون کی سزا سے نجات چاہنے لگی غرض اوس کارساز بے نیاز نے خود فغفور کو اوس وقت دنیا سے حضرت کرنا بعد برس ہی روز کی مسند نشینی کے انسب سمجھا اس واقعہ جانکاہ و حادثہ غم افزا سے والدہ بیگم کو غم و الم دہ گونہ زیادہ ہوا لیکن وہ اس قماش کی عورت نہ تھی کہ ایک بیٹے کے مرجانے سے ہوش باختہ و بدحواس ہوتی اسلیے کہ وہ رعایا کو مثل لڑکے بالے کے جانتی تھی اور

اوذکی بھتری کا خیال کرنا مقدم سمجھتی تھی اس سبب سے اپنے بھتیجے کان ٹی کو چودہ برس کے سن مین اوس نے تخت دیا لیکن زمام حکومت اپنے ہاتھہ مین اور بھی بارہ برس رکھی اس لیے کہ بادشاہ عیش و عشرت مین اوقات ضایع کرتا تھا اور بیگم نے دیکھا کہ اگر یہہ خود مختار ہووے گا تو مالک کو تباہ کرے گا غرض بیگم کے انتقال کو چار برس باقی رہے فغفور نے اختیار مملکت اپنی پھوپھی سے چھین لیا اور اوسکے بحال کیے ہوے سب وزیرون کو جواب دیا مگر چھہ برس کے پیچھے آپ ھی مرگیا اور اوسکا بیٹا شن ٹی بارہ برس کی عمر مین سنہ ایک سے چھتیس عیسوی مین مالک مسند ہوا وہ نیک صفات تھا لیکن خوجون کی صلاح و مشورے سے چند حرکتین نازیبا کین اور اون لوگون کو ایسی ایسی خدمتین دین کہ بد طینت تو وہ تھے اور بھی قوی ہوے اور بدستور پوچ حرکتین کرنے لگے غرض فغفور کی ذات ایسی بابرکات تھی اور ترکیب خلقت مین اوسکی اجزا نیکی اس قدر مرکب تھی کہ باوجود خوجون کی بدنہادی کے اپنی طبیعت کی خواہش سے کسی فعل بد کا مرتکب نھین ہوتا تھا انھین جھتون سے ملک پر زوال نہ آیا ورنہ بلوا ضرور ہوتا سنہ ۱۴۴ عیسوی مین اس بادشاہ کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا دو برس کا بچا برس روز تک فغفور کھلایا جب مرگیا امرا نے ایک نو برس کے شھزادے مسمی چیٹی کو تخت پر بٹھلایا وہ اگر زیادہ جیتا تو مرد معقول ہوتا کیونکہ جس روز اوسنے جلوس کیا وزیرون اور تمام اعیان دولت کو فرمانے لگا کہ تم لوگ اپنے بیٹون کو مکتب خانے مین کیون نھین بھیجتے اور کیون لاڈ و پیار مین اونھین خراب کرتے ہو اور تمھین کیا معلوم نھین کہ مردون کی راحت روح علم ہے اور جھل خاص و عام کے ناپسند ہے اور بے علم آدمی مین انسانیت نھین آتی اور مثل بھایم کے ناسمجھی بھری رہتی اور مرد بے علم اور حیوان مطلق مین فقط نطق کا فرق ہے کہ اوسکو طاقت گفتار ہے اور یہہ اوس قوت سے محروم ہے یہہ سنکر اکثر امرا جن پر یہہ طعن تھا سر جھکا کر کھڑے رہے اور دربار سے رخصت ہوتے ھی شاھی مدرسے مین اپنے اپنے لڑکون کو بھیجا اس بات کی شھرت ہونے سے مھینے بھر مین بیس ہزار طلبہ سے زیادہ جمع ہوئے ایک روز فغفور مدرسے مین طلبہ کو دیکھنے گیا اور اتفاق سے

فغفور شن ٹی جسکے بیٹے کے بعد یہہ تخت پر بیٹھا تھا اور اوسکی بیاہتا بی بی کا بھائی لی آنگ ٹی
راہ مین ملا اوسے دیکھتے ہی فغفور نے ہنسی سے اوسکی طرف اشارہ کرکے کہا یارو دیکھو کیا بہادر
اور جلیل القدر سردار خاوند کا جان نثار کھڑا ہے یہہ فقرہ اوس شخص کے دل مین گڑ گیا کیونکہ وہ
بودے پنے کی ایک ادہ حرکت کر چکا تھا اوسی روز اپنی بہن سے سازش کرکے بادشاہ کو
ایسا زہر ہلاہل کھانے مین اوس نے دیا کہ فوراً بیچارہ مرگیا * جب اس فغفور پر شعور کا قصہ یون
تمام ہوا لی آنگ ٹی اور اوسکی بہن نے ایک شہزادہ دستگرفتہ کو تخت دیا لیکن دوسرے شخص کی
حقیقت کے پانے مین ایسا بلوا ہوا کہ قریب تھا کہ اوان ٹی جسے لی آنگ ٹی اور بیگم نے بٹھلایا
تھا بے تخت و تاج کیا جاوے غرض وہ فتنہ قبل وقت معہود کے افشا ہو گیا اور مفسدون کی
جان گئی اور اونکی لاشون کی عجب خرابی ہوئی * اسی ہلچل مین ایک ماجرا قابل بیان کے
واقع ہوا جسکے ملاحظے سے دریافت ہوگا کہ ختا مین کتنی قدر اوستاد کی شاگرد سب کرتے
مین اور روپے اور پیسے کی کیا حقیقت جان دینے کو موجود ہوتے ہین حکیم لو کو عالم زبردست
تھا اور جب وہی بلوا ہوا گو مفسدون نے جھوٹ سچ لگا دیا کہ وہ بھی مفسدون کے زمرے مین
تھا اسی تہمت پر لی آنگ ٹی نے اوسکو بھی اورون کے ساتھ قتل کیا اور اوسکی لاش کو سڑک پر
پھنکوا دیا یہہ ماجرا سے شگرف ہونے کے ساتھ ہی حکیم مقتول کے ایک شاگرد نے کیا کام کیا
کہ ایک ہاتھہ مین تبر اور دوسرے مین عرضی لیکر حضور مین گیا اور آداب بجا لا کر کہنے لگا کہ اگر
فدوی کی درخواست منظور ہونے مین نثار جان کرنے کی ضرورت ہو تو مین آلہ قتل لیکر حاضر
ہوا ہون غرض جسطرح ہو میرے اوستاد کو دفن کرنے کی اجازت ملے لیکن جب لی آنگ ٹی
نے اوسے محروم پھیر دیا تو حکیم کے سب تلامیذ جمع ہوے اور لاش کی بغل مین بیٹھہ کر بارہ روز تک
ایسے روئے پیٹے کہ آخر ش لی آنگ ٹی کی بہن بادشاہ بیگم کو ترس آیا اور لاش کے دفن
ہونے کا حکم بھائی کے ہاتھہ پانون پکڑ کے دلوایا القصہ جب اجازت ملی اون لوگون نے
اپنی اپنی نصف جایداد بیچکر اس دہوم دہام سے تجہیز و تکفین کی کہ تمام مملکت مین شہرت پھیل گئی

راقم نے یہہ نقل اسلیے لکھی کہ اس زمانے کے اکثر تلامیذ جو اوستادون کی پگڑی اوتارنے کو موجود
ہوتے ہین اونکو شرمندگی حاصل ہووے کہ وہ کیسے تھے اور یہہ کیسے ہین اور حق ہے کہ
جسنے اوستاد کا برا چاہا مردود ہوا اسلیے کہ باپ کا دشمن مردود ہے تو اوستاد کا اوس سے
افزود ہے کیونکہ باپ نے مطابق دستور حیوان کے صرف جان دی اور نوع آدمی کے شمار
مین لایا اور یہہ بھی بے اپنے ارادے کے ہوا غرض اوستاد نے روح کو جلوہ بخشا اور خدا
کو پہچنوایا اس لحاظ سے اوستاد کا رتبہ اہل خبرت کے نزدیک باپ سے برتر ہے * اسی عہد
مین کئی برس برابر قحط سالی رہی اور فاقون کے مارے کوی چو کے صوبے کے لاکھ آدمی سے
زیادہ اپنا گھر بار چھوڑکر آل و عیال کو ساتھ لیکر ملک سے نکل گئے اغلب ہے کہ اوسیوقت مین
ملک نیپال کی پہلی آبادی شروع ہوئی کیونکہ قحط کے مارے جو لوگ ادہر اودھر پریشان ہوے
تو ایک گروہ طبقہ نیپال مین جا بسے اور پہلی خلقت کی بنیاد اوس جگہہ مین اسی طرح سے ہوئی
چنانچہ ستہو پوران کتاب سنسکرت مین روایت ہے کہ ایک ختائی مسمی مانچا کھول نے وطن
کو ترک کیا اور اپنی قوم کے بہت سے لوگون کو ساتھ لیکر نیپال کے پہاڑون مین جا رہا
اوسی گروہ کی اولاد اوس دیار کے باشندے ہین چونکہ اوس شخص کا ختا سے جانا اور
نیپال مین ایک گروہ کے ساتھہ بود و باش اختیار کرنا امر تحقیق ہے اسلیے فغفور اووان تی
کے عہد کو ایام اوس واقعہ کا قرار دینا چاہیے الغرض اوسی قحط سالی کے باعث کو جو سبب
پریشانی خلقت تھا تدارک کرنے کے لیے فغفور نے ایک امین بھیجا اور اوس نے دریافت
کیا کہ ناظرین سب جو اوس پرگنے مین مقرر تھے اونھون نے ظلم و بیداد سے قحط کی سختیونکو
بڑہایا تھا اس جہت سے رعایا نے تنگ ہوکر جلاے وطن اختیار کیا جب یہہ ثابت ہوا امین
نے سبکو قید شدید مین ڈالا اور اوسکا احوال حضور مین بھیجا مگر قبل حکم قتل کے آنے کے
بعضون نے خودکشی کی اور باقی کی جان جلاد کے ہاتھون سے گئے ان مین سے ایک
شخص کسی خواجہ سرا کا باپ تھا اور اوس نے اپنے والد کی لاش کے دفن کرنے کی اجازت

فغفور سے لی اور نہایت کروفر سے تجہیز و تکفین کی حتی کہ لاش کے ساتھہ اوس نے بڑی دولت
گاڑ دی غرض یہہ اصراف اور فضول خرچی کی خبر جب امین کو پہونچی اوس حرکت کو غربا کی قلت
معاش کے وقت اوس نے ایسا بیجا سمجھا کہ روپیہ تابوت سے نکلوا کر یا کولات کی قسم
خرید کروا کر اوس نے غربا کو بانٹ دیا اسپر خوجے نے کفن کی چوری کا اتہام دیکر امین سے
انتقام لینے کا قصد کیا لیکن تمام خلق اللہ دفعتاً اوٹھہ کھڑی ہوئی اور فغفور کے حضور مین
معافی کے لیے گئی اور خود بادشاہ کو امین کی یہہ بات بہت پسند آئی اور خدمت جلیل القدر
سے اوسکی سرفرازی ہوئی + لی آنگ ٹی نے فغفور کو زیادہ اپنے دام مین پہنسانے کے
لیے یہہ تدبیر ٹہرائی کہ بادشاہ بیگم سے بیٹی کا رشتہ پیدا ہووے لیکن جب فغفور کی شہزادی خود
نے اس درخواست کو نامنظور کیا لی آنگ ٹی ایسا دق ہوا کہ تلوار کہینچکر اوسپر دوڑا غرض
بادشاہ نے درمیان مین آکر ہاتھہ روکا اور اوس بدکردار کو سمجھا بجھا کر گھر بھیج دیا بعد اوسکے
یہہ سمجھا کہ امروز فردا مین چار دن کی چاندنی ہو جاے گی اور خواری کی اندہیری نصیب ہووے
گی یہہ سوچ کر اپنے کو اوسنے ہلاک کیا گویا ملک کو نجات دی جب اوسکا خزانہ کھولا گیا کرور
روپے سے زیادہ نقد و جنس مین ملا اور چونکہ ظاہر تہا کہ غربا کو آزار دینے اور رعیت سے
ھربھانے روپیہ لینے کے ذریعہ سے یہہ مالیت حاصل ہوئی تھی فغفور نے اوسکو غربا کو تقسیم کر دیا
فغفور ان وان ٹی کے انتقال کے ایک برس قبل سفیر سب شہنشاہ روم قدیم کے جسکا نام ختائی
زبان مین گان ٹن سے مگر فرنگ اور روم کی تاریخون مین وہ مارکس آرلی لیس انٹونینس
کہلاتا ہے فغفور کے دربار مین آئی اور ہاتی دانت اور گینڈے کے کھک کی چیزون کو نذر دیا
اور چونکہ ریشم اون دنون روم مین سونے کے مولون بکتا تہا شہنشاہ کا قصد ہوا کہ اہل
ختا سے جنکے سوا کہین دوسری جگہہ یہہ چیز میسر نہ تھی رسم تجارت کی پیدا ہووے تاکہ انکی شہوت
اور ارزانی سے ریشم ملے غرض فغفور نے انکار کیا اور سفیر مایوس پھر گیا + بعض مورخ
کہتے کہ سمندر کی راہ سے اور بعض کا بیان ہے کہ ہند ہو کر یہہ سفیر سب گئے تھے

اور معلوم نہیں ان دونون سے کون روایت درست ہے مگر ایک اور امر سے سفیر کا راہ
سمندر کو اختیار کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ اسی فغفور کی شروع سلطنت مین یعنی سنہ ۴۷ عیسوی مین
عرب اور ہندوستان کے سوداگر ختا کے شہر کان ٹن مین سمندر کی راہ سے گئے تھے اور
وہان تجارت کرنے کی اجازت پانے کی خاطر اقسام طرح کے عمدہ تحفہ جات نذر دینے
کے واسطے لے گئے تھے پس ظاہر ہے کہ اونیس برس کے بعد جو روم قدیم کے سفیر گئے
تو انہین تاجرون کے جہازون کے وسیلے سے وہان پہنچے ؛ فغفور ہوان ٹی کا جب انتقال
ہوا تو جون نے اوسکے قرابت دارون سے ایک شہزادہ مسمی لینگ ٹی کو سنہ ۶۸ عیسوی مین مسند پر
بٹھایا اور قاعدہ اون لوگون کا تھا کہ کوئی لڑکا ہمیشہ برائے نام گدی پر رہے تاکہ بالکل اختیار
اونکو حاصل ہووے چنانچہ یہہ بھی بارہ برس کا تھا اور جس امید سے اونہون نے یہہ حرکت
کی تھی بر آئی اور جزو کل پر حکومت اونکی بدستور رہی چند روز مین فغفور ہوان ٹی کی بیگم کو ان
ذات شریفون نے زہر پلایا غرض کسی شخص نے اس بگمرامی کا بیان چند شعر مین لکھکر دولت
سرا کے دروازے پر چپکا دیا اور تہمت خون چونکہ خواجہ سراؤن کے سر پر شاعر نے رکھی تھی
اوس ہجو کے شبہہ پر ہزارہا علما اور شعرا کو اونہون نے گرفتار کروایا اور سب کو مروا ڈالا
اور اس قتل عام کے بعد بھی جس شخص کے باب مین کسی نے جھوٹ بھی کچھہ کہہ دیا اوسے اون
بدکردارون نے نہ چھوڑا اور فغفور کسی حساب مین نہ تھا گویا اون غلامون کا باندی بچہ تھا
اور ایسا لغنتی تھا کہ بجز خواجہ سرا کے کسی مرد معقول کو ادنی سا عہدہ نہ دیتا تھا اور چونکہ اون
بدبختون نے بالکل سلطنت کو تہ و بالا کر ڈالا اور سوا اپنی حرکتون کے جنکی برائیان ظاہر ہی
ہین اونکے آوردے بھی ایسے بوم صفت تھے کہ جس آبادی پر اونکا سایہ کسی جہت سے
پڑا ویرانہ ہوگئی پس لینگ ٹی کا نام مورخون کے قابل یاد رکھنے کے اس سبب سے
ہے کہ جو مرتبہ بزرگی کا یاؤ او رشن کا تھا ویسا ہی اسکا نا کسی مین پایا جاتا ہے سنہ ۱۸۴
مین تبری وبا ہوئی اور کسی طبیب کو ایک دوا ایسی ہاتھ لگی کہ ہزارون آدمی کو اوس مرض

ہلاک سے نجات ملی اور اسی سبب سے تمام خلق اوسکے ساتھہ ہوئی غرض جب یہہ بات اوسنے دیکھی اوسے یہہ سوجھی کہ اس مجمع کثیر کے وسیلے سے تخت فغفور بدبخت کا حاصل ہونا ممکن ہے القصہ بغاوت کا علم اوسنے برپا کیا اور اپنی سپاہ کو زرد ٹوپی پہنائی اور اون سرکشون کی یہی علامت رہی آخرکار انھین شکست ملی اور اوس جمعیت کو پریشانی حاصل ہوئی *
اختلاف مورخون مین اس فغفور بے شعور کے مرنے کے باب مین ہے کوئی کہتا ہے کہ بلوے مین مارا گیا اور کوئی کہتا ہے مرگ سے مرا غرض پچھلی روایت قریب قیاس کے بسبب اس نقل کے ہے جو ذیل مین بیان ہے اور جسپر ہر دو روایت کا اتفاق ہے اگرچہ بادشاہ کی مرگ کے امر مین اختلاف ہے چنانچہ دونون مین یہہ لکھا ہے کہ سنہ ۹۹ عیسوی مین لینگ ٹی کا انتقال ہوا اور جونہین روح نے مفارقت کی خوجے اور وزیرون کی آپس ہی مین چلنے لگی اور اوسیوقت سپہ سالار فوج شاہی کا ہوسن نے فوج کے طیار رہنیکا حکم دیا اور چونکہ خوجون نے اوسے برطرف اور ذلیل کرنے کا قصد کیا تھا اون سے انتقام لینے کو موجود ہوا اس بغاوت کی خبر سنکر بادشاہ بیگم نے سب خوجون کو معزول کرکے شہر بدر ہونیکا حکم دیا غرض اوسکا سامان ہو ہی رہا تھا کہ خود ہوسن چند دوستون کے ساتھہ دولت سرا پر پہنچا اور بے تکلف اندر چلا گیا اوسے اکیلا دیکھکر خواجہ سراؤن نے دروازہ بند کر دیا اور اونمین سے ایک مسمی چینگ یانگ نے سپہ سالار کو گالیان دینے اور یہہ کہنے لگا کہ تو آگے قصاب تھا اور ہمین نے تجھے اس رتبہ کو پہنچایا اب تو ہمین سے برابری کرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ تونے ایک دفعہ مجھہ سے نیکی البتہ کی مگر پھر سو برائیان میرے حق مین تجھہ سے وقوع مین آئی ہین اور آخر مین تجھے میری آبرو ریزی کی فکر پڑی اور اسپر ایک نیکی کا طعنہ دیتا ہے اور یہہ نہین جانتا کہ معرض حساب مین وہی حرکت آتی ہے جو اخیر کو ہوتی ہے القصہ یہہ تھتک ہنوز تمام نہین ہوا تھا کہ سپہ سالار کے دوست ین چاؤ نے باہر سے پکارا جلدی آؤ جی کیا کرتے ہو اسپر خوجون نے ہوسن کا

سرکاٹ کے کھڑکی کی راہ سے پھینک دیا اور کہا دیکھیو لیجیو تمھارے دوست جاتے ہین
اسپرین چاؤ غضب ناک ہمراہیون کو لیکر دروازہ توڑ کر اندر گھسا اور دولت سرا مین کسی کو
زندہ نہ چھوڑا اور دودہ کے بچون کو بھی قتل کیا مگر بادشاہ بیگم اور ولیعہد کو کچھہ نکہا لیکن جب
ٹانگ چو دوسرا سردار فوج کا پونہچا اوس نے دونون کو قید کیا اور بعد کئی روز کے اون
بیکسو نکا بھی قصہ فیصلہ ہوا آخرلامر ایک شہزادہ مسمی ھی ٹی برائے نام تخت پر بیٹھا اور ٹانگ چو
وزیر اعظم اور مالک کل ہوا اور اس انسان دشمن نے ایسا ظلم شروع کیا کہ اوسکا بیان نہین
ہو سکتا حاصل یہہ کہ خونخوار اور طامع اور کینہ کش اور بدخواہ خلق خدا تھا اور اس اوج کے
وقت انہین عیبون سے جسکی رگ نے زور کیا وہی بے تامل عمل مین آیا آخرکار اوس کے
دو دشمنون کو جو اجازت فغفور سے اوسکی قتل کی ملی اونہون نے سرکاٹ کے لاش سڑک پر
پھینک دی اور چونکہ موٹی بہت تھی راہگیرون نے آگ لگا دی بڑی چربی پگھلی اور
عرصے تک جلی تمام خلق اللہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دشمن نوع انسان کا قتل تمام
بنی آدم کو کیونکر بھلا نہ معلوم ہوئے لیکن فقط ایک شخص ہو رنج معلوم نہین کس لیے رویا
اور اوس مقتول کی لاش پر اسقدر گریہ کیا کہ لوگونکو ناگوار ہوا اور وہ قید کیا گیا اسپر اوس نے
درخواست کی کہ بعد میرے محسن کی موت کے مجکو زیست منظور نہین غرض امید یہہ رکھتا ہون
کہ مجھے تاریخ تمام کرنے تک رہائی ملے اور بعد اوسکے قتل ہونا مین خود چاہتا ہون یہہ
بات منظور ہوئی غرض اوسی شب کو بار اندوہ کے نیچے دبکر مرگیا تھوڑے عرصے بعد بڑی
ہل چل مچی اور ہر صوبے مین ایک نہ ایک طور سے بغاوت شروع ہوئی اور وہی ڈوپی
والے سرکش پھر جمع ہوئے لیکن چاؤ چو سپہ سالار فغفور نے اونکو ایسا توڑ دیا کہ پتا باقی نرہا
غرض اس نمک حلالی کے بعد ھی اپنے صوبے مین جاکر اپنے کو خطاب فغفوری اوس نے
دیا اور اصل فغفور سے کچھہ ہو نہ سکا جب چاؤ چو مرا اوسکا بیٹا چاؤ پی باپ کی جگہہ پر آیا اور
چونکہ نیک نہاد اور بہادر اور مدبر تھا بعض صوبہ دارون نے اوسی کو فغفور قرار دیا

اور بعض اپنے خاوند کو باوجود اوس تنزل کے ویسا ہی سمجھتے رہے اس عرصے
مین ایک اور امیر شہر نان کین کو پایۂ تخت فغفور قرار دے کے دکھن کے
تمام پرگنون سے خراج لینے اور فغفور کھلانے لگا الغرض ختا مین اسی عہد مین سلاطین تین
طرف تھے اور اوٹی اور راؤ اور نان کی گھرانے کھلاتے تھے اس مین نان والے تو
پہلے سے مالک تھے اور دوسرے دونون ایام ہلچل مین بن گرے تھے اور انکا
کچھ بیان طول کے ساتھ کرنا چاہیے کیونکہ کوئی بات قابل مورخ کی یادہ کے نہین
وقوع مین آئی القصہ اصل فغفور جو تھا جب اوس نے دیکھا کہ یہ حال ہوا اوس نے
اوٹی کے سلطان چاؤپی کو خود کھا کہ تم بھائی مہر فغفوری لو اور سلطنت کرو لیکن اوس نے
انکار کیا آخر الامر فغفور نے خود بخود تاج و تخت چھوڑ دیا اور ایک شہزادے نے دوستون
کی صلاح سے مسند پر بیٹھ کر نام چاؤلی رکھا اور اوسکے بعد ناوٹی اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا
غرض جب اوس نے طور برا دیکھا اور دشمنون سے مقابلہ محال سمجھا چاہا کہ اوٹی کے سلطان کا
تابعدار ہووے اور اوسی کو فغفور قرار دیوے لیکن اوسکے بیٹے لوچن نے کہا کہ اگر نان
کے گھرانے سے تخت ختا چھن جاتا ہے تو ہم لوگون کی جان کے ساتھ کیون نجاوے اور یہ
کون سی نامردی ہے کہ آپ سے آپ مارے ڈر کے اپنے باپ دادون کی میراث
چھوڑ دیوین اس سے بہتر ہے کہ جو تھوڑی بہت فوج رہ گئی ہے اس سے پھر سامنا
غنیم کا کرین اور اگر شکست پاوین تو میدان جنگ مین مر جانا کیا مشکل ہے آخر کو جب
ولی عہد کی یہہ معقول اور مردانہ صلاح فغفور کو پسند نہ آئی اور مہر شاہنشاہی سلطان
اوٹی کے نزدیک بھجوا دی وبعد اپنی بی بیون اور لڑکون کو لیکر اوس مکان مین گیا کہ
جہان آبا و اجداد کے کتابے رہتے تھے اور سب کو قتل کر کے آپ بھی وہین رہ گیا
اور اوس سے خاتمہ نان کے گھرانے کا ہوا جس کے عہد مین اپنے ایسے بہادر اور
مدبر اور علما اور شعرا ہو گئے کہ اب تک مرد نان کا لقب اوسکو دیا جاتا ہے جو مشہور

جرات یا عدالت یا ذہانت و لیاقت کے واسطے ہوتا ہے سواے اسکے طبع کے کریب
اسی ایام مین ایجاد کی گئی تھی ورا وائل مین اوسکی صورت یہہ تھی کہ کندون پر حرف کاٹ کے
چھاپتے تھے اور حالانکہ وہ صفائی نہین تھی جو سات سو برس کے بعد ۱۳۵۰ مسیحی مین حاصل ہوئی
غرض سب باتون سے زیادہ تر قابل یاد رکھنے کے یہہ ہے کہ اسی دور مین وہ دستور نکلا
جسکے موافق جب تک فغفوران ختا چلین گے مملکت کو برقرار رکھین گے یعنی اہلکاران سرکار
فاضلون کے زمرے سے بحال کریا اور ادنی سا کام جاہلون کو ندیا ہان کے عہد دولت
مین مقرر کیا گیا اگرچہ تحقیق کے ساتھہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ اس گھرانے کے کس فغفور کے وقت مین
ہر ہما کے ملک پر ختائی فوج چڑہ گئی تھی اور پاے تخت کو جو اوسوقت ہانکو وانگ کا شہر
تھا فتح کیا تھا مگر اتنا درست ہے کہ درمیان ۶۶ء اور دوسے چالیس عیسوی کے یہہ امر واقع ہوا تھا

اٹھوان باب

سین کے گھرانے کے بیان مین

جب فغفور ہیوتی نے تخت و تاج سلطان اوتی کو دیا اور اثاثہ سلطنت اور مہر شاہی
سب حوالے کیا تو سین کے گھرانے کا سلطان تزی ماین نے فغفور پر بلوا کیا اور بعد
کئی لڑائیون کے تخت شاہنشاہی چھین لیا اور خطاب اوتی کا لیکر خود بیٹھا اور اپنے
دربار سے اون لوگون کو نکال دیا جنکو خاندان ہان یا اوتی کا طرفدار یا نمک خوار سمجھا
تھا اور چونکہ دیکھا اوس نے کہ آپس مین لڑ جھگڑ کے تمام سلاطین ضعیف ہو گئے اور طاقت
مقابلے کی نہین رکھتی اوس نے یہہ عزم کیا کہ مثل چی وانگ ٹی کے ایک ایک سے
لڑائی ڈالے اور محکوم بناوے لیکن ایسے عزم عظیم کو انجام تک پہنچانا چی وانگ ٹی کا
کام تھا اور ادنی کے سے لوگون کو یہہ عقل اور گروہ اور ثابت قدمی کہان کہ ان
باتون مین ہاتھہ ڈالین اور اوسکی دلیل یہہ ہے کہ جسوقت فغفور کا ارادہ منکشف ہوا سلطان
اوڈو نے پانچہزار گائنون کو بطور نذر کے حضور مین بھیجا اور اون کو سکھلا دیا کہ ہر آئینہ

فغفور کو سواے عیش و عشرت کے کسی طرف متوجہ ہونے نہ دیا اور شب و روز ناچ و رنگ
مین مشغول رکھا اور یہی ہوا کہ جنگ و جدل کا ارادہ فسخ ہو گیا خود بدولت نے ایک بڑا باغ
آراستہ کیا اور انھین گانیون کو ساتھ لیے گاڑی پر سیر کرتا تھا اور اوس گاڑی مین
تکلف یہہ نکالا کہ گھوڑون کی جگہہ سفید میڈھے جُتے رہتے تھے ٭ تاکہ تمام اوقات اپنی طبع
کی واہیات مین صرف اور فکر سلطنت سے رہائی ہووے اوس نے اپنے چچا کو نائب سلطنت
مقرر کیا غرض جب تک جیتا رہا اون بلاؤن نے پیچھا نچھوڑا اور ملک اوسکے نائب کے
ظلم سے تباہ ہوتا چلا ۱۶۴ سنہ مسیحی مین روم قدیم کے سفیر سب آئے اور فغفور کو تحفے
نذر دیے اور برس روز کے بعد فرگانہ اور ہر اشر کے سفیر دوبارہ نذر گذران نے
دربار مین گئے اور دوسے چھیاسی مسیحی مین قبچاق کا سفیر پیشکش لیکر حاضر ہوا القصہ ۱۰۹ سنہ
مین اس فغفور کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا ہی ٹی قائم مقام ہوا اور زن مریدی مین باپ کا
اوستاد نکلا اوسکی جورو خوشرو اور بدخو گویا شوہر کی خاوند تھی اور جو چاہتی سو کرتی بلکہ
آدمی کے خون سے رغبت رکھتی تھی اور اپنے ہاتھون سے لوگونکے ذبح کرنے کا شوق
اوسکے دل مین نہایت تھا جو نہین شوہر اوسکا مسند نشین ہوا فغفور متوفی کے چچا وزیر اعظم کو
اس عورت نے زن و بچے سمیت قتل کیا اور اوسکے بعد اپنی ساس کو نہ خانے مین بند
کر کے بی آب و دانہ مار ڈالا اور اپنی سوت کے بیٹے کو جو ولیعہد تھا ایک روز شراب پلا کے
بیہوشی مین ایسی ایسی باتین دشمنی کی باپ کے حق مین اوس سے کہوائین کہ فغفور نے بیٹے
اور اوسکی مان اور تمام کنبے کو ہلاک کیا غرض چند دن مین اس عورت مار فطرت کا فریب
ظاہر ہو گیا اور بادشاہ کو ولیعہد کا ایسا رنج ہوا اور اوس چڑیل پر ایسا غصے مین آیا کہ
طلاق دیکر فوراً خارج البلاد کیا اسی عرصے مین تاتاریون نے پھر زور لا یا مچایا اور ختائیون
کو ایسا تنگ کیا کہ فغفور مجبور و رنجور خانگی اور خارجی رنجون سے ۳۰۶ سنہ مین مرگیا اور
اوسی خاندان کے ایک شہزادہ ہاٹی کو امرا نے نیک نہاد اور عاقل سمجھ کر مسند دی

اور تاج بخشی کی وہ بھی قابلیت اسکی رکھتا تھا لیکن ہان کے گھرانے کے امرا جو سین والون
کے قبل مالک تخت تھے اونکا زور رہا اور سلطان ہان نے اپنے شہر مین اپنے کو فغفور
بنایا اور ہانگ ٹی پر لشکر جرار و قہار بھیجا اور اوسکے دار الخلافت کو چھین لیا اور اوسکو بھی قید
کرکے منگایا یہہ ہونے کے ساتھہ ہی سلطان ہان جسکا نام لوسن تھا شہنشاہ کہلایا لیکن
رعایا برایا بلکہ تاتار جو اغیار تھے اونھین بھی یہہ ناگوار ہوا کہ فغفور ایسے بھلا و بد نہاد کے
ہاتھون پھنسا تھا اور لوسن کے برابر خونخوار اور قہار اور جفا کار آدمی درندہ خصلت گرگ
طبیعت ہزارون برس مین ایک آدہ پیدا ہوتا ہے اور اوس بدخصال کا حال یہہ تھا
کہ غصے مین دوست عزیز کو بے تامل اپنے ہاتھہ سے مارتا تو کیا قیمہ کر ڈالتا تھا اور دشمن
کو تو معاذ اللہ عجب طرح کی اذیت اور عقوبت سے مارتا تھا کہ احاطۂ بیان سے باہر ہے
اور زبان ناطقہ اوسکی خونریزی کی تقریر مین لال ہے الغرض ایسے بدکردار اور نابکار
کے پالے فغفور پڑا تھا کہ تاتاریون نے بھی افسوس کرکے سین کی فوج کی مدد کی
اور لوسن کے لشکر کو شکست دی لیکن اس لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اوس جلاد نے فغفور کو
سیہ پوش کیا اور تمام اکابر اور اصاغر کی دعوت کی اور فغفور سے سب کی خدمت
مثل نفرے کے کروائی اس حرکت سے اکثر کو رونا آیا اور لوگون کی طبیعت لوسن سے
زیادہ پھر گئی غرض وہ ایسا ظالم زبردست تھا کہ جب اوس نے فغفور کو بری موت سے
ہلاک کیا تب بھی کسی سے بجز اسکے کچھہ نہو سکا کہ سین کے دوسرے ایک شہزادہ ہنگ
ٹی کو لوگون نے اوبھارا اور فغفور کا خطاب دیکر لوسن کے مقابلے مین کھڑا کیا لیکن چند
روز مین ہنگ ٹی کے پاس نہ خزانہ نہ لشکر رہا اور جب اوس بدبخت نے دیکھا کہ کوئی
اپنا بیگانہ مصیبت کا ساتھی ایک نہ ہوا اوس نے اپنے کو لوسن کے حوالے کردیا اور سر
دربار اوس نے ہنگ ٹی سے سجدہ کروایا اور نفرے کی طرح تخت کا پایہ پکڑوا کے
کھڑا رکھا تب ایک وزیر بیتاب ہوکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا یہانتک کہ شدت

غم سے بیہوش ہوکر گر پڑا یہہ دیکھتے ہی وہ قصاب پر قہر ہوا اور تخت سے اوترکے اوسکو اپنے ہاتھہ سے ذبح کیا اسی طرح پر ایکروز شکارگاہ مین لوسن نے مینگ ٹی کو سپاہی کا عہدہ اور پوشاک دے کے اپنی سواری کے آگے دوڑاتا تھا کہ ایک شخص دیکھکر اوسکے گلے لپٹ گیا اور ہاے انقلاب روزگار کہکر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا غرض وہ بھی فوراً جانسے مارا گیا القصہ جب لوسن نے دیکھا کہ بلواے عام کا نقشہ بندہا سنہ ۱۳۶۸ عیسوی مین اوسنے مینگ ٹی کو قتل کیا اور اوسی بیچارے کے مرنے سے سین کا گھرانا ختم ہوگیا

نوان باب

ٹنگ سین کے خاندان کے بیان مین

جب مینگ ٹی اسطرح لوسن کے ہاتھون مارا گیا ین ٹی جو ٹنگ سین کے خاندان شاہی سے اور امیر الامرا فوج شاہنشاہی کا تھا وہ سب کی رضامندی سے فغفور بنا اسی عرصے مین وہ کافر بے پیر لوسن فِی النَّارِ وَالسَّقَرْ ہوا اور اوسکا بیٹا لوسانگ اپنے خاندان کے تخت سلطانی پر جا بیٹھا غرض اوسکے گھر کا وقت زوال اور روز انتقام کا آن پہنچا تھا ورکین چین ایک امیر کبیر نے موقع پاکے ہان کے تمام زن و مرد و اطفال سب کو تہ تیغ کیا اور لوسن کی قبر کو کھدوا لاش اوپر نکلوا کر میدان مین چیل کوون کے لیے پھکوا دی پہہ چال سنکر ہان کا سپہ سالار آیا اور کین چین کو زن و بچے سمیت مارا اور اپنے خاوند کو اور اوسکے اقرباؤن کے خون کا بدلا لیا یہہ سب خونریزی اور ظلم و بدعملی دیکھکر فغفور کو بڑا رنج ہوا اسلیے کہ بہت بدی پرہیزا ور رحم دل تھا آخرالامر جب دوسرے سلطان نے اپنی سرحد مین دعوی فغفوری کا کیا بادشاہ نہایت دلگیر ہوا اور چھہ برس کی سلطنت کے بعد سنہ ۱۳۹۸ مسیحی مین کوفت سے مرگیا * اوسکا بیٹا مانگ ٹی تخت فغفور پر بیٹھا تو صحیح لیکن صرف نام ہی کا مالک تھا کیونکہ چارون طرف سے

سلاطین باغی ہو رہے تھے غرض اخیر کو بیشتروں پر ظفریاب ہوا اور کئی ایک کو قتل
بھی کیا اور اگر زیادہ جیتا تو اغلب تھا کہ تمام مملکت کو امن و آسایش دیتا لیکن تین برس کے
بعد سنہ ۳۰۲ مین اوس نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چینگ ٹی پانچ برس کا تخت پر بیٹھا
اوسوقت بلوا ہوا اور ہر سلطان نے قصد تخت نشینی کا کیا غرض فغفور متوفی نے
ایسے ایسے سپہ سالار کو سردار فوج کیا تھا کہ کسی سے کچھ ہو نہ سکا اور چینگ ٹی
نے بھی کسیکو نہین ستایا اور نہ اپنی طرف اونکو متوجہ کیا وہ سب آپس ہی مین لڑتے
جھگڑتے رہے اور فغفور کو ایذا دینے کی فرصت نہ پائی پ ۱۴۳ سنہ مین چینگ ٹی کا انتقال
ہوا اور اوسکا بیٹا کانگ ٹی تخت پر بیٹھا لیکن دو برس مین مرگیا اور اوسکا بیٹا دو برس کا فغفور
کہلایا اور چودہ برس تک اوسکی مان نائب سلطنت رہی غرض جب مھتی کی عمر سولہ برس کی
ہوئی خود مختار ہوا اور ماں کے ہاتھ سے زمام حکومت چھین لی پ ۶۱ سنہ مین اوسکا انتقال
ہوا اور گی ٹی اوسکا بیٹا مسند پر رونق افروز چار ہی برس رہا اوسکی موت کا آپ ہی
باعث اسطرح سے ہوا کہ کسی مھنت نے ایک چیز اکسیر بقا کہکر اوسے دی اور کہا
کہ جب تک یہہ تاثیر نکرے اسی کی غذا کرو اور معمولی کھانا پینا چھوڑ دو فغفور باوجودیکہ
عاقل اور ذی علم تھا اسپر عامل ہوا اور چند روز مین ایسا تحلیل ہو گیا کہ اوٹھنے بیٹھنے سے
معذور ہوا آخر کار جہان فانی سے ملک بقا کا راہی اوس اکسیر بقا کی بدولت ہوا پ ۳۶۵ سنہ
مین اوسکا بھائی فی ای فغفور ہوا وہ بہادر اور مدبر تھا اور جہان جہان بلوا ہوا کسیکو طول
کھینچنے نہ دیا بعض روایت ہے کہ ۱۷۳ سنہ مین اوس نے انتقال کیا اور بعض کا بیان ہے
کہ امرا نے اوسے اوسی سال بے تخت و تاج کیا اور کین وان پسر ٹی جس نے ۱۷۳ سنہ
مسیحی مین پادشاہت کی تھی اوسکو تخت نشین کیا اور دو برس کے اندر ہی وہ بھی فوت
ہو گیا اور اوسکا بیٹا ہواوٹی چودہ برس کی عمر مین مسند پر بیٹھا اور اوسکے سپہ سالاروں
نے بیشتر سلاطین کو دبایا اور اون سے خراج دلایا اور ایک جس نے پورا سامان تخت

چهین سنے کا تیار کیا تها اوسکو شکست کامل دی اسی فغفور کو شاه فرغانه اہل ترک نے
کئی گهوڑے بهت تحفه نذر دیے اور چونکه اوس دیار کے جانور تمام صفات اسپی مین
موصوف ہین تو یهه گهوڑے کیسے چیده ہونگے ✢ جب سب طرف امن وچین ہوا
فغفور نے عیش وعشرت مین اپنے کو ڈالا ایک شب زیاده مخمور ہوکر اوس نے بی بی
سے ہنستے ہنستے کہا که جب تو تیس برس کی ہوگی تجهے طلاق دونگا اور کسی جوان چهوکری
کو ہمبستر کرونگا یهه سنکر اوس عورت کو ایسا غصه ہوا که زیاده شراب پلا کے اوسی شبکو
فغفور کا گلا گهونٹ کے اوس نے مار ڈالا ✢ ۹۲۶ سنه مین اوسکا بیٹا کانٹی تخت نشین ہوا
اور ایسا مجهول اور کاہل مطلق نکلا که محل سرا مین شب و روز پڑا رہتا تها اور سلطنت کی کچهه
خبر نرکهتا تها لیکن وزرا اور درباری امرا نمک خوار اور فوج کے سب سردار جان نثار تهے
اسلیے کچهه پیچ نه پڑا اور تخت نه چهن گیا اور ایک مشیر کی تدبیر کا اور دوسرے کی شمشیر کا
ایسا شهره تها که سیلان دیپ یعنے لنکا کے بادشاه نے بطور نذر کے ایک پتلا شبیهه
گوتما بوده الماس کا فغفور کو بهیجا ✢ اسی عہد مین ایک شخص نام لی آو صوبه نانکینگ مین
ایسے غریب کے گهر پیدا ہوا که جب اوسکی مان درد زه مین مرگئی اور باپ نے
کوئی صورت پرورش کی نه دیکهی تب اوس نے بچے کے مرجانے کی خواہش سے
اوسے کپڑے مین لپیٹ کر گهر کے ایک کونے مین بے تکلف پهینک کر اور موت
کے حوالے کر کے گهر سے نکل کے چلا گیا اتنے مین اتفاق سے ایک عورت نیک
سیرت آگئی اور بچے کو پالنے کے لیے اوٹها لے گئی جب بڑا ہوا وه لڑکا عجب
طرح کا ذہین اور چالاک نکلا اور مکتب خانے مین سب لڑکون سے سبقت لے گیا
لیکن دهرم مان اوسکی ایسی غریب تهی که لڑکا جوتے کی دوکان پر بیٹها اور دونون
کی اوقات اوسی پر موقوف تهی غرض طبیعت اوس نے اور انداز کی پائی تهی نعلین
فروشی اوسکو سخت ناگوار معلوم ہوتی تهی اور مان کی آنکهه بچا کے دوکان سے

بھاگ جاتا اور محلّے کے لونڈون سے کُشتی لڑتا پھرتا تھا بعد چند روز کے سپاہیون مین اوسنے نام لکھوایا اور ایسا بہادر اور نڈر نکلا اور ایسا ایسا کام کیا کہ دن بدن عہدے بعد عہدہ و مرتبے پر مرتبہ اوسکو ملتا گیا اور جب اوسنے ایک بڑے سمندری ڈکیت کو مارا جس نے تمام ملک اور فوج اور بحر کو مدتون تنگ کر رکھا تھا خطاب محافظ سلطنت کا اوسے ملا اور پایۂ تخت کے امرائے کبار سے ہوا اور وہان پہنچکر ایسی تدبیرین اوسنے کین اور فکرین لڑائین کہ اوس پر اگر فغفور عمل کرتے تو تمام سلاطین باجگذار اور تابعدار ہوتے اس پر بھی جس نے ذرا سر اوٹھایا آلی اوسنے پھر ایسا دبایا کہ دوبارہ گردن کشی کی نوبت نہ آئی القصہ یہہ سب کام محافظ سلطنت نے کیا لیکن فغفور بہت دفعہ اوس سے وعدہ خلاف ہوا اور اوسکو ایسا بگاڑا کہ اوس نے لوگون کو اشارہ کردیا کہ وقت فرصت فغفور صاف کیا جاوے اور وہ کذاب جیتا رہنے پاوے سنہ ۸۱ مین کان ٹی کا گلا محل سرا مین گھونٹ دیا گیا اور اوسکے ماموں کنگ ٹی کو محافظ سلطنت نے تخت دیا اور آپ خطاب سلطان سنگ کا لیا اور فغفور کے گھرانے والونکو ایک ایک کر کے تمام کیا اور اخیر مین جب اوس نے دیکھا کہ کنگ ٹی دن بدن مدبر ہوتا چلا اوس نے جلاد کو فغفور کے مارنے کے قصد سے بھیجا لیکن جب وہ سامنے آیا اس قدر رعب شہنشاہ کا اوس پر غالب ہوا کہ گڑگڑا کے اوس نے جان بخشی چاہی اور سلطان سنگ کی جس قدر بات تھی سب کھول کر کہدی جب یہہ خبر لی آو کو پہنچی بغاوت کی فوج تیار اور لشکر جرار لیکر وہ آیا اور دار الامارۃ کو محاصرہ کیا فغفور بد حواس ہوا اور ایلچی اوس نے بھیجا کہ اگر شہنشاہی کی خواہش ہے تو آپ لیجیے اور اگر تھوڑی سی زمینداری اوقات بسری کے لیے نہ بھی دیجیے تو صرف جان بخشی کیجیے اس درخواست کو سلطان نے قبول کیا اور شہر کے باہر اپنے معسکر مین لکڑی کا تخت بنایا اور جب فغفور آیا اور اوس پر بیٹھا سلطان سنگ نیچے کھڑا ہوا اور فغفور کا استعفا تاج و تخت اور خطاب

فغفوری سے بآواز بلند پڑھا بعد اوسکے خود کنگ ٹی کا ہاتھ پکڑ کے نیچے اوتار دیا اور
آپ تخت پر بیٹھ کر فغفور سے سجدہ و سلام موافق دستور کے کروایا اور زمرۂ سلاطین باجگذار
مین اوسکو داخل کردیا اور یہی خاتمہ سین یا ٹنگ سین کے گھرانے کا ہوا • بعد اس
گھرانے کی تباہی کے ملک ختا مین دو بادشاہ ہوے ایک کے قبضے مین بالکل
صوبہ جات شمالی آئے اور دوسرے کے اختیار مین جنوبی صوبجات رہے • اس
ایام کو ختائی مورخ نان پی چاؤ لکھتے ہین اور شمالی تخت کے مالک چار خاندان تھے
اور جنوبی تخت پر پانچ گھر کے بادشاہ بیٹھے مختصر حال یہہ ہے کہ ٹوپا یعنے خوانین تاتاری کی
جب قوت بڑھی ملک ختا مین اونکی یورش ہوئی اور چند پرگنے اونکے قبضے مین رہے
اور فغفوروں سے اکثر نوبت جنگ و جدل کی آئی غرض جب ٹنگ سین کا گھر بگڑا اور
بچی بچائی قوت و قدرت فغفوروں کی زایل ہوگئی یہہ ٹاپجو سب دفعتہً بالکل شمالی صوبجات
کو قبضہ کر بیٹھے اور لقب ٹوپا کا تبدیل کرکے گوئی کہلانے لگے اور یہہ اوسی ایام مین واقع
ہوا کہ جب سین کا گھرانا تخت فغفوری کا مالک صوبہ نان کین مین ہوا تھا اس خاندان
گوئی کی تین تقسیمین تھین غرض سبب تاتار اور اونکی عہد دولت مین بجز کئی امر کے جو ذیل مین
مذکور ہین ایسی کوئی بات وقوع مین نہین آئی جو قابل تحریر کے متصور ہووے اور صرف
یہی یاد رکھنا چاہیے کہ ۵۱۶ سنہ مسیحی مین شاہ ایران نے رشتۂ محبت کو بحال رکھنے
کے واسطے سفیر بھیجا اور پانچ برس کے بعد دوبارہ وہین سے سفیر آیا اور چارسو
اٹھارہ سنہ مین ایران کے سوا اہل ختن کوریا وغیرہ کے وکلا بھی آئے غرض اسی طرح
سے اکثر دفعہ اطراف و جوانب سے ٹاجر اور سلاطین ایام شادی و غم مین سفیر وغیرہ
بھیجا کرتے تھے القصہ ۵۸۹ سنہ مسیحی مین گوئی کے گھر سے شمالی تخت لیا گیا اور خاندان
پی سی قائم مقام ہوا اور یہہ لوگ ۶۱۸ سنہ تک رہے اور وکلا ادھر اودھر کے ملکون
کے آیا کرتے تھے آخر کو اوسی سنہ مین ہوچو کا خانوادہ اونکی جگہہ مالک تاج ہوا اور

چوبیس برس اونکی ریاست رہی اور کوئی واقعہ ایسا اونکے عہد مین نہین ہوا کہ اوسکی تحریر سود مند ہووے بعد اوس کے خانوادہ ہولیانگ کی نشست تخت شمالی پر تینتیس برس تک رہی اور اونہین لوگون کے عہد دولت مین بالکل ختا پر خاندان سوما لک ہوا چنانچہ اوسکا حال تفصیل کے ساتھ آگے بیان کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالی

دسوان باب

سنگ کے خاندان کے بیان مین

جب دو تقسیمین ملک ختا کی ہوگئین جسکا اشارہ باب سابق مین ہوا تو جنوبی تخت پر خانوادہ سنگ بیٹھا اور اوس خاندان مین جتنے خونخوار مردم آزار بادشاہ ہوے اور گھرانون مین دو ہی ایک ایسے نفرت زدہ خلق تھے اور ۵۹ برس کے دور مین کم ہوتا ہے کہ اتنے اور ایسی جلاد بیداد اور بدنہاد دنیا کو گندہ کرنے اور خلق خدا کو ستانے و دفعۃً مثل بلیات کے نازل ہوتی ہین خیر یہ بھی اتفاق قابل یاد رکھنے کے ہی اگرچہ اکثر بھی ہوتا ہے کہ بہت ہی بد اور بہت ہی نیک لوگ سو برس مین دو ایک سے زیادہ نہین دکھائی دیتے ہین القصہ جب اخیر بادشاہ سینگ کے گھرانے کا جس کے بے تاج ہونے اور رل چل مچنے سے ختا کی دو تقسیمین ہوگئین تخت سے اوتار اگیا اور لی او بزور شمشیر جانشین ہوا جیسا کہ بیان ہوا ہے تب نئے فغفور نے اپنے تمام دوستون کو سرفراز کسی کو عہدے کسی کو روپے سے کیا اور اپنی دھرم مان جس نے اوسکی پرورش کی تھی اور تولد کے وقت جان بچائی تھی اوسکو والدہ بیگم خطاب دیا اور محل مین بہت کروفر اور احترام کے ساتھ داخل کیا غرض اپنے دشمنون کے ساتھ ایسا سلوک ہوا کہ ہر ایک سے الامان کہلایا اور اوس بے بس و بیکس کنگ ٹی کو بعد چند روزون کے زہر دلوایا ✤ اگرچہ اوس طرف سی اپنے کو خاطر جمع کیا لیکن اس خون ناحق کے بعد تھوڑے دن بچا اور وقت مرگ چونکہ ولیعہد کم سن تھا اوسکی نیابت مین اور حفظ سلطنت کے لیے چار وزیر عاقل اور نمک حلال کو مقرر کیا اور ۴۲۳ء مین دنیا سے رخصت ہوا ✤

شاؤ ڈی موافق مرضی فغفور متوفی کے باپ کا قائم مقام ہوا لیکن پس رو ذہین چند زمانے اوسکو قابل تخت
کے نہ سمجھا اسلیے کہ امور سلطنت مین غفلت کرتا تھا اور ہمیشہ شکارگاہ مین رہتا تھا اوسکی جگہہ مین اوسکے چھوٹے
بھائی وان ٹی کو بٹھایا اور یہہ بہت مدبر اور نیک نہاد تھا اور علم کا سواد رکھتا تھا اور شعرا
کی قدر کرتا تھا اور علما کو عہدۂ جلیلہ دیتا تھا اور اوس نے بہت سے مدرسے بنوائے اور علم کا
چرچا خوب بڑھایا ٭ لامہ گروہ کے مذہب کا بڑا دشمن تھا اور کئی دفعہ حکم دیا کہ اونکی دیورے بند
کیے اور پوجاری نکال دیے جاوین لیکن ایسا ستارہ اون لوگون کا چمکا ہوا تھا اور اس قدر
تابعدار عوام الناس کو بنا رکھا تھا کہ فغفور نے ثانی فرمان اوس امر مین بلوے کے خوف سے
جاری نہ کیا ٭ فغفور کے دو بیٹے لوچو اور لوسن چونکہ بد اطواریان کرنے لگے باپ نے تنبیہہ
کی اور بہت خفگی فرمائی اسپر اون لوگون نے تاؤ کے ایک ساحر نجاری کو بلوایا اور باپ کو
بس مین کرنے کی خاطر اوسپر جادو شروع کیا یہہ خبر جب فغفور کو پہنچی زیادہ آزردگی اوسکو
ہوئی اور بیٹون کو بلوا کر بڑے بیٹے سے کہا کہ دوبارہ اگر ایسا امر تم سے وقوع مین آویگا
مین بری طرح پیش آؤنگا اور ولیعہدی سے تمکو خارج کرونگا یہہ سنکر وہ بد نہاد ڈرا کہ شاید بادشاہ
عاق کرے اور دھمکی کے موافق پیش آوے اس لحاظ سے چپکے کئی ہزار آدمی کو باہم متفق کرکے
ایک روز باپ کے محل سرا مین گھس گیا اور ایک سپاہی کے ہاتھ سے بوڈھے کو قتل کروایا
چھوٹا بھائی برہم ہوا اور اوس پدرکُش کی فوج کو اوس نے ہٹا دیا اور جب لوچو پکڑا گیا اوسے
قتل کروایا اور جتنے ساتھی اوس لعنتی کے تھے سب کو معہ زن و بچہ فغفور نے مار ڈالا اور جس
سپاہی نے بادشاہ پر تلوار لگائی تھی اوسکے دس ہزار ٹکڑے ہوئے اور شاہراہ پر پھنکوا دیے گئے
جب تک نئے فغفور کے دشمن رہے اور باغی ہر طرف سے دست بقبضہ موجود تھے اوسنے
بڑی سرگرمی سے بادشاہت کی لیکن جب دعویدار سلطنت کا کوئی نہ رہا اور امن چین ہوا فغفور
نے بھی رفتہ رفتہ اوس چستی و چالاکی کو جواب دیا اور عیش مین یہانتک مشغول ہوا کہ طاقت
جسمانی اور قوت روحانی زندگی بازی مین سلب ہوگئی اور جان اونکے ساتھ ہی رخصت

ہوئی ٭ اسکے عہد مین سفیر ہند کے بعض رجواڑون کے اور بنجارا کے دربار فغفور مین تحفہ
لیکر آئے تھے ٭ سنہ ھ مین اوسکا بیٹا فی تی تخت پر آیا اور ایسا بداطوار و مردم آزار نکلا کہ ختائی
مورخون کو شرم آتی ہے کہ اونکے بادشاہون مین ایسا بدکردار اور خونخوار پیدا ہوا ٭ اس
ملعون نے بے تامل اور بیوجہہ جنکو چاہا اپنے ہاتھ سے مار ڈالا اور اوس خونریزی سے ایسا
رعب سب پر ڈال دیا کہ کسیکا ہاتھ اوسپر جلدی نہ اوٹھا اور وہ بھی کسی کا اعتبار سواے
ایک خوجے کے جو اوسی کے قماش کا تھا نکرتا تھا آخرش اوس نے ایک روز موقع پاکر خاوند
کو صاف کردیا ٭ اس فغفور کا جانشین بھی عجب طرح کا ظالم تھا اور اپنے اقرباؤن کو ایک سرے سے
اوس نے تمام کرنا شروع کیا اور اٹھارہ بھتیجون مین چودہ کو مارا اور سواے انکے جس پر
خفا ہوا دم بھر جیتا نہ چھوڑا جب یہہ طور دربار کا ہوا ایک سردار ذوی الاقتدار وان کینگ یی
نے نوکری سے استعفا دیا اور اپنے گھر جا بیٹھا اس حرکت سے فغفور خائف ہوا کہ مبادا بلوا کرے
سے اوس نے پیالہ زہر کا اوسکو بھجوادیا اور نقل ہے کہ جب خدمتگار شاہی سامنے لایا
اور کہا کہ حضور کا حکم ہے کہ تم اسے پی جاؤ اوس بہادر نے بے تکلف اوٹھا کر پی لیا اور شطرنج
کی بازی جو اوسوقت کھیل رہا تھا اوس سے جبتک کہ ہلاہل نے اپنا عمل نہ کیا ہاتھ نہ کھینچا جب یہہ سانحہ
مشہور ہوا بلواے عام کا سامنا ہوا اسلیے کہ وہ سردار بہت نیک اطوار تھا اور اوس کے ہلاک
ہونے سے سب کو رنج عظیم ہوا لیکن غضب خلق کے ابر کی آمد سپہر سلطنت مین جو نہین شروع ہوئی
اور ہنوز انتقام کی آندھی نہین آئی تھی کہ فغفور مرض مہلک مین گرفتار اور فی النار ہوا ٭ سنہ
مین اوسکا جانشین ہیم تی سب مردودون کا مردود ہوا اور بے خون کیے کھانا نہین کھاتا تھا
اور شہر کے بدمعاشون اور قلندرون کے ساتھ شبانہ روز صحبت رکھتا تھا اوسکو یہانتک
پاجیون سے شوق تھا کہ اپنے کو نفرے کا جنا مشہور کیا ٭ ظالم بادشاہ سب اپنے دشمنونکو مارتے
ہین یا جیتے ڈرتے ہین لیکن یہہ نابکار اوسکی روح پر خدا کی مار ایسا خونخوار تھا کہ سو پچاس خونیون کو
ساتھ لیے شہر کون پر دورتا پھرتا تھا اور جو سامنے آتا تھا بے تکلف اوسے مار ڈالتا تھا ٭ ایکروز

سپہ سالار فوج مسمی ٹاؤچینگ دولت سرا کی ایک کوٹھری مین دوپہر کے وقت سورہا تھا کہ فغفور کا ادھر سے گذر ہوا اور سردار کی ناف کھولی ہوئی اوس نے دیکھی چپکے چاکے ناف کی چارون طرف سیاہی سے لکیر کھینچدی اور اپنے مصاحبون سے یہہ بات کہی کہ کیا نشانہ مینے بنایا ہے اس پر تیر لگانا چاہیے جو نہین یہہ بات اوس کے منہہ سے نکلی سپہ سالار کی خبر ہوئی کہ قلندرون مین ایسی ہنسی مچی کہ اوسکی آنکھہ کھل گئی فوراً فغفور نے تیر کو اوتار لیا لیکن سردار اپنے قتل کا سامان دیکھہ چکا تھا اوس وقت چپکا رہا لیکن اوسی روز سے حضرت ظل شیطانی کی فکر مین رہا اور چند خوجون کو ملا کر بادشاہ کو حالت نشہ مین پا کر گلا گھوٹ کر مار ڈالا یہہ سردار بہت نیک کردار تھا اور کبھی خاوندکشی نکرتا لیکن بڑے بڑے غنیم کو اوس نے زیر کیا تھا اور فغفور کو تخت اوسی کے باعث سے ملا تھا اوس نے جب یہہ حال اوس نے دیکھا کہ خاوند سب کچھہ فراموش کر کے ہنسی ہنسی مین اوسکی جان مارنے فقط قلندرون کو ہنسانیکے لیے مستعد ہوا جی اوسکا چھوٹ گیا اور نفسانیت نے ورغلان کے اوسے اوس ظالم کا قاتل بنایا *

اس ماجرے کے بعد مرانے اوسی سپہ سالار کو فغفور بنانے کا قصد کیا اوس نے ہیم ٹی ایک متبنا شیم ٹی کو تسنہ ہیسی مین گدی پر بٹھایا غرض دو برس کے بعد سپہ سالار کو دوستون نے ایسا سمجھایا کہ اونے اپنے بنائے بادشاہ کو بے تخت و تاج کیا اور آپ فغفورون کے مسند پر جلوہ بخش ہوا الغرض ایسطرح سنگ کا گھرانا باقی نرہا فقط

گیارہوان باب

سی کے گھرانے کے بیان مین

جب ٹاؤچینگ نے جلوس کیا لقب اپنا کاوتی رکھا اور خاندان اوسکا اس سبب سے سی کہلایا کہ سنگ کے اخیر فغفور شیم ٹی جو اسی کا بنایا ہوا تھا اور اسی کے ہاتھون سے بگاڑا بھی گیا اوس کے عہد دولت مین ٹاؤچینگ نے سی کی صوبہ داری لی غرض جب خود فغفور ہوا دار الخلافہ شہر نانکین کو مقرر کیا غرض بعد مالک تخت ہونے کے صرف چار برس جیا اور اوس قلیل عرصے مین رعیت کو اتنا آرام پونہچایا کہ جب مر گیا خورد و کلان سب نے دل سے غم کیا اور

خاص و عام کو افسوس ہوا کہ ایسے بادشاہ کو خداوند کریم نے خلق کی راحت رسانی سے کیون
اتنا جلد باز رکھا ۱۲۸۲ سنہ مین اوسکا بیٹا اوٹی قائم مقام ہوا وہ حاکم نہایت خوب تھا لیکن اکثر اوقات
بطالت مین کاٹتا اور شکارگاہ مین رہتا تھا نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ شکار کو نکلا اور سامنے
سبز کھیت کو دیکھ کر تعریف کرنے لگا یہہ موقع مناسب پا کے ایک وزیر نے جواب دیا کہ
خداوندا اگر اسی ایک بات کو تصور فرماوینگے کہ غربا کے عرق پیشانی سے یہہ کھیت
سرسبز ہوا تو اغلب ہے کہ شکار شوق سے باز رہینگے کیونکہ اون
بیچارون کی برس روز کی کیسی سخت محنت ایک گھڑی مین برباد ہوتی ہے جب شکار
کے تعاقب مین حضور کی سواری اسے پائمال کرتی ہے یہہ سنتے ہی فغفور نے سواری
پھیری اور اوسی روز سے شکار سے بھی طبیعت اوچاٹ کی یہی ایک نقل اوسکی تعریف مین کافی ہے
اسی بادشاہ کے عہد دولت مین ایک فیلسوف فان چینگ اہل دھرم سے تھا اور روح اور جسم کی
یہہ مثال دیتا تھا کہ جسطرح چھری اور چھری کی باڑہ سے مناسبت ہے وہی روح اور جسم سے ہے
اور روح کوئی چیز مفرد نہین بلکہ جسم کے ساتھہ مرکب ہے اور تن سے جان کا نکل جانا ویسا ہی ہے
جیسا کہ چھری کی دھار مڑ جاتی ہے سوائے اس قول کے تقدیر کا قائل تھا اور تدبیر کو تقدیر کے
آگے بیکار سمجھتا تھا غرض اس حکیم کے مذہب کو اکثر امرا اختا پسند کرتے ہین حالانکہ بسبب دین بادشاہ
کے مخالفت کے ظاہر مین تقیہ کرتے ہین ۱۲۹۳ سنہ مین اوٹی نے انتقال کیا اور اوسکا پوتا صغر
سنی مین دادا کا جانشین ہوا لیکن ایک امیر کبیر نام سولن حاکم اول ایک محکمہ عالی کا اوسوقت
برسرحکومت تھا فغفور کو بچا دیکھکر تخت اوس سے چھین لیا اور اپنا لقب ملنگ ٹی رکھا غرض
شمالی بادشاہ کو بہت ناگوار معلوم ہوا فوج لیکر اوٹی کے پوتے کی مدد کو آیا اور مینگ ٹی نے
بھی ستوین ایک سردار بہادر اور جان نثار کو سپہ سالار بنایا اور لشکر دیگر مقابلے کو بھیجا لیکن
دونون فوجون کا سامنا ہنوز نہوا تھا کہ مرگیا اور اوسکا تیسرا بیٹا قائم مقام ہوا الغرض غاصب کی
فوج کو شکست ملی لیکن آپس کی میل تھی کہ اوٹی کا پوتا اپنے تخت کو پھر پاوے خراستے مین اوٹی کا

بادشاہ بھی مرگیا اور اوسکے بیٹے نے باپ کے قصد کا پیچھا نکیا اور خصومت سے باز رہا اصلی فغفور بیچارہ ایک کنارے پڑا تھا اور کبھی کبھی چند نمکخواروں کے زور پر دادا کی میراث پھر پانیکا قصد کرتا تھا کہ اس عرصے مین ٹنگ هوان هو غاصب تخت کے بیٹے نے اوس کے سرداروں کو بلالیا اور دوسرے بھائی ہوٹی کو بٹھلایا غرض سال بھر کے بعد اوسکو بھی مارڈالا اور سوی کے گھرانے کے کسی اقربا کو زندہ نچھوڑا اور اسیطرح سے اپنے خاوندونکو قتل کرکے سنہ ۵ مین لی آنگ کے خانوادے کا پہلا فغفور کہلایا ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

بارہوان باب

لی آنگ کے خاندان کے بیان مین ✤

اسیطرح سے جیسا کہ بیان ہوا لی آنگ اوٹی نے جنوبی سلطنت کو جو حقیقت مین فغفوری مملکت تھی حاصل کی لیکن شمال کے بادشاہ نے قصد کیا کہ اوس سے تمام ممالک چھینے اور شہنشاہ ہو جیسے اور اوس نے بھی علی ہذا القیاس ویسا ہی چاہا غرض دونون نے میدان لیا انھین لڑائیون مین سے ایک کی یہہ نقل ہے کہ شمالی بادشاہ کا سپہ سالار جو یانگ کے شہر عظیم الشان مین چند سپاہ چھوڑکر خود تمام فوج کے ساتھہ میدان سے دور نکل گیا تھا کہ لی آنگ اوٹی نے اوس شہر کو محاصرہ کیا غرض بارہا وحیکہ بارہا اوس نے ہلا کیا لیکن بسبب سپہ سالار کے جورو کی جرأت اور تدبیر کے دخلیاب نہو سکا اور اوس عازبہ کا یہہ حال تھا کہ فصیلون پر تلوار لیے ہر جگہہ لڑتی پھرتی تھی اوسکا یہہ طور دیکھتے ہی ہر سپاہی نے ایسی دلیری کی کہ طرف ثانی کی فوج عاجز ہوئی اور یہی صورت کئی روز تک رہی کہ اتنے مین اوسکا شوہر مدد کو پونچا اور غنیم کو ہٹا دیا جس سردار کی بی بی ایسی تھی اوسکے شوہر مین بھی قابلیت اوسکی خاوندی کی تھی اور چونکہ لی آنگ اوٹی خود بہادر اور مدبر تھا دونون مین برابر کی چوٹین چلتی رہین آخر کو اپنی اپنی حد پر دونون طرف کی فوج ہٹ گئی اور چند روز امن کی صورت رہی اس عرصے مین ایک نوجوان کم عقل و ناتجربہ کار وی کا سلطان ہوا اگر اوسکی بیگم ہوتی جیسی تھی ویسی نہوتی تو لی آنگ اوٹی شمالی بادشاہت کو اپنے زیر حکم کرتا لیکن ایسی بیگم بھی

کہ شوہر کی سلطنت سنبھالے رہی اور جنوبی بادشاہ نے جب حملہ کیا ایسا جواب اوس نے دیا کہ وہ بھی ہار ہی گیا کہ ایک عہد مین دو بلاون کا سامنا پڑا غرض جسوقت اوسکے شوہر نے انتقال کیا اور ہوشتی کا نابالغ بیٹا قائم مقام ہوا بیگم نائب سلطنت ہوئی اور دربار کے وقت پردے سے نکل آتی تھی اور تخت کے پہلو مین بیٹھکر حکم احکام جاری کرتی تھی چونکہ لامہ گرو کے مذہب پر نظر توجہ کی رکھتی اور تاؤ یعنے کنگ فوزی کی ملت والون کی قدر کم کرتی تھی ان لوگون نے فریب کرکے اور یہہ تہمت دیکر قید کروایا کہ ایک وزیر خوبرو سے اوس سے آشنائی ہی غرض جو نہین زندان مین ڈالی گئی ملک کی صورت بگڑی اور کسی کی تدبیر کام نہ آئی آخر جب تمام طرف کے فتور سے لوگ مجبور ہوے بیگم کی مخلصی ہوئی اور پہر سابق بدستور اوس باشعور نے سب کو درست کیا اور لوگون کو اپنی دانائی کے اظہار سے تعجب مین ڈالا اور دشمنوں کو زیادہ رنجیدہ کرنے کے لیے اوس نے بالکل پردہ اوٹھا دیا اور رنگین اور پرتکلف کپڑے پہنے اور سولہ سنگار کیے ہر وقت رہتی تھی اتنے مین اوسکا بیٹا جو مر گیا تو امرا نے یہہ کہنا شروع کیا کہ اوسکے اشارے سے یہہ سانحہ ہوا تھا جونہین یہہ خبر اوسکے کان تک پہونچی اتنی آزردہ اہل دنیا سے ہوئی کہ سر منڈا کے فقیر ہو گئی اور تارک الدنیا ہوکر خانقاہ مین جا بیٹھی اور دم مرگ تک پہر نہ نکلی ٭ شمالی بادشاہت مین یہہ نقشہ ہوا تھا کہ اوسی عرصے مین لی آنگ وٹی کو یہہ خبط ہوا کہ بودہ کے پوجاری ہو جیے اور شب و روز پنڈتون کی طرح معبد مین آسن مارے پوجا کیجیے یہہ حماقت جو ہین سوجھی جانور مارنے اور گوشت کہانیکی امتناع تمام مملکت مین کے گئے اور بادشاہ نے خود اپنے لیے ساگ پات کی غذا ٹھہرائی ٭ اور اس واہیات مین اوقات کاٹنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ سلطان وومی نے ناک مین دم کیا اور ملک اوس خبطی کا برباد ہوا اور اوسی کے سردار ہو کینگ نے بلوا کیا اور دار الخلافہ کو لوٹ لیا اسطرح سے عجیب طرح کی خونریزی تمام ختا مین آپس مین ہوئی غرض جب بادشاہ کو ہوش ہوا اور اوس نے دیکھا کہ یہہ سب اوسی کے سبب سے تھا تو غم اور شرم کے صدمے سے سنہ ۵۴۹ھ مین بعد اڑتالیس برس کی بادشاہت کے اوس نے انتقال کیا اور اسی کے عہد مین ختن اور سیلان دیپ یعنے لنکا

اور بحر مشرق کے جزائر اور تاتار اور ایران وغیرہ کے سفیر تحفہ لیکر دربار مین اکثر حاضر ہوتے تھے ❊ کینگ وانگ ٹی اوسکا تیسرا بیٹا جانشین ہوا لیکن اوس باغی سردار ہوکینگ نے بادشاہ کو مار ڈالا اور قصد تخت چھین لینے کا کیا غرض سردار شن یاسن کے ہاتھون سے خود مارا گیا اور ین ٹی خاندان لی آنگ سے ایک شہزادہ ۵۳ھ مسیحی مین مسند نشین ہوا ❊ یہہ بادشاہ بھی عاشق اکسیر بقا کا تھا اور رات دن اوسی کے اذکار مین ٹاؤ کے گروونکے ساتھ بیٹھا رہتا تھا غرض یہہ حال جب اوسی سردار شن یاسن نے دیکھا بلوا کیا اور بادشاہ کو مار کر ین ٹی کو اوسکی عوض بٹھایا اور فغفور نے اپنے بھائی کے قاتل کو وزیر اعظم بنایا غرض اختیار کل شن یاسن کے ہاتھہ مین تھا اور بادشاہ نے بھی دیکھکر اپنے کو تولا اور جب ضعیف پایا تاج و تخت بھی اوسکے حوالے ۵۷ھ مین کرکے گوشے مین جا بیٹھا اور اسیطرح جیسے لی آنگ کے خانوادے سے جنوبی بادشاہت چھن گئی ❊ کنگ ٹی کے عہد مین شمالی بادشاہت مین بلوا ہوا اور ۵۶ھ مین وزیر اعظم نے تاتاری خانوادے کو بے تخت و تاج کیا اور اوسکی ڈیرہ سو برس کی ریاست چھین کر ختا سے نکال دیا غرض شاہنشاہ کا خطاب لیا اور فقط سلطان کہلایا ❊

تیرہوان باب ❊

چین کے خانوادے کے بیان مین

جلوس کرتے ہی شن یاسن نے سب گویئے بھانڈ بھگتیے بھانمتیون اور لولیون کو دربار سے نکال دیا اور جیتے جی کبھی نہ گانا سنا نہ ناچ دیکھا نہ زیادہ کر و فر سے رہا اور رعایا کو آرام پہنچایا ۵۹ھ مین مرگیا غرض قبل انتقال کے اپنے بھتیجے ین ٹی کو تخت سونپا اور اوس نے بھی نصیحتونکے مطابق عمل کیا چنانچہ لڑائی بھڑائی یا اور کسی طرح کے اتفاقی امور مین زیادہ اخراجات کی سبیل اپنی خاص تحویل سے کرتا تھا اور رعیت سے افزود خزانہ مثل دوسرے بادشاہون کے نہین لیتا تھا ۶۶ھ مین اس فغفور عادل باشعور کا انتقال سات برس کی ریاست کے بعد ہوا اور اوسکا بیٹا فی سن صغر سن مین تخت پر براے نام بیٹھا کیونکہ اختیار کل اوسکے چچا چین ہن کے ہاتھہ مین تھا چند

روز بین سلطنت کے غنیمون کو سر کرکے خود باغی ہوگیا اور بھتیجے سے تخت چھین لیا ٭ ین ٹی کا
بھائی سنی ان ٹی اوس بعد چودہ برس تک تخت پر بیٹھا اور اوسکے عہد مین مغلون اور بعض اطراف کے
ملکون کے سفیر آئے غرض ۸۲۵ھ مین اوس نے فوت کی اور اوسکے بیٹے ہا وچی تی تخت نشین ہوکر
اپنے کو عیش و عشرت مین ڈالا اور رنڈیون اور خوجون کی صحبت مین شب و روز رہنے لگا اور
ایسا ایسا باغ آراستہ کیا کہ تمام عالم کا سامان عیش وہان افراط سے مہیا تھا لیکن چونکہ مردم آزار
نہ تھا اور ظلم فقط اپنے نفس پر کرتا تھا رعایا کا بلوا نہوا مگر سوئی کے خاندان کا سلطان یم کیانگ
بڑا مدبر تھا اور رفتہ رفتہ ایسا زبردست ہوا کہ آخرش تخت فغفوری پر اوس نے دانت لگایا اور
جس حال مین کہ شہنشاہ کا دربار حرم سرا اور مشیر خاص خواجہ سرا تھا بے تردد فوج لیے سلطان سوئی
چلا آیا اور فغفور اور بالکل اوسکے خاندان والون کو گرفتار کیا اگرچہ اون سب کی جان بخشی اوسنے
کی لیکن تخت اور تمام املاک اوس نے لے لی اور اتنی مدت کے بعد پھر تمام ملک ختا ایک شخص
کی تحت مین آیا اور یم کیانگ نے اپنے خانوادے کو سُو کا نام دیا ٭ ختا کے نامی فغفورون مین
اوس شخص کا نام درج کرنا چاہیے اسلیے کہ بہادر اور مدبر اور غریب نواز اور عدل گستر اور عالم
اور شاعر کا قدر دان اور خاص و عام کو راحت رسان تھا ٭ اس جاہ و جلال پر پہلو مین خار چبھیہ
تھا کہ دونون بیٹون مین بنتی نتھی بلکہ دشمنی جانی تھی سوا اسکے محل سرا مین ایک جورو کے قتل پر
دوسری مستعد تھی اور ایک حرم سے دوسری کو سپید تھی یہانتک کہ سوتون مین بگاڑ ہوا
اور وحید پر چھوٹی بہائی نے ایسا فریب کیا کہ فغفور نے ولیعہدی سے اوسکو خارج کیا اور چھوٹے
کو اوسکے عوض تجویز فرمایا لیکن بادشاہ نے بڑا دھوکا کھایا اور چھوٹا بیٹا ایسا بدوضع تھا کہ باپ
کی حرم پر اوسنے قصد کیا اور نہایت مغرور ہوگیا اور باپ کی شان مین لعن طعن بکنے لگا
غرض مرتے وقت فغفور ان حرکتون سے خبردار ہوا اور بڑے بیٹے کو گدی دینے کو بلوایا لیکن
اوسکے پہنچتے پہنچتے حالت افسوس مین انتقال کرگیا بلکہ بعض مورخ کی روایت ہے کہ
چھوٹے بیٹے ین ٹی نے باپ کو سینے پر چڑھ کے مار ڈالا غرض جو ہو یہہ بیشک ہے کہ باعث

وہ اوس کی موت کا ہوا اور اس صورت مین خواہ روح کو خواہ تن کو ایذا دے کے مطلب
رسان ہوا تو پدر کش دونون طرح سے اوسکو کہنا درست ہے ٭ بہرحال باپ کے مرتے ہی
وہ گدی نشین ہوا اور فوراً بڑے بھائی کو گلا گھونٹ کے مار ڈالا اس ماجرائے شگرف کے بعد عیش
مین ین ٹی نے اپنے کو مشغول کیا اور باغونمین ہزار ہا رنڈیون اور خوجون کو لیے سیر کرتا رہتا
اور شب و روز ناچ اور رنگ مین اوقات ضایع کرتا تھا چنانچہ اوسکا حال راقم نے پچھلی جلد مین
تفصیل کے ساتھ لکھا ہے غرض تمام عمر مین بھی ایک بہتری رعیت کے حق مین اوس نے کی
کہ جب عیش سے سیری ہوئی اور سب طرح کے چرچے سے فراغت ملی بہت سی نہرین اوسنے
بنوائین اور تجارت کو بڑی سہولت ہوئی غرض اسی ایک کار خیر پر اوسکی نیکی کا خاتمہ ہوا اور
جنگونمین بھی جنگ اوس نے کی کہ جب کوریا کے ملک کا بادشاہ جو ہمیشہ سے باجگذار رہتا کا تھا
کشیدہ خاطر ہوگیا اور خزانہ ندیا تو خود فغفور فوج لیکر گیا اور اون باغیون کو تادیب دیکر معمولی
خراج لیا سوا اسکے جزایر لوچو کو اوس نے سر کیا جسکا حال اسی جلد مین آگے لکھا جاویگا غرض ان
سب لڑائیون کے بعد جب دار الخلافہ مین اوس نے عود کیا تو مملکت کو فتور اور آشوب سے
بھرا دیکھا اور ان باغیونمین سے لی یان سب سے زبردست تھا اور اوس نے فغفور کے ایک
پوتے کو تخت پر بٹھا کر آپ وزیر اعظم بنا اور دو مہینے مین ین ٹی کو مروا ڈالا ٭ بعد دو برس کے
جب اوس نے دیکھا کہ فغفور اکثر امرون مین خلاف مرضی کے مرتکب ہونے لگا اوسکو بے تخت
و تاج کرکے ین ٹی کے دوسرے پوتے کو گدی نشین کیا غرض بعد چند روز کے نفسانیت نے
لی یان کو ایسا ورغلایا کہ خود مسند پر اوس نے جلوس کیا اور کانگ ٹی کو مروا ڈالا اسطرح
سے راوی کا بیان ہے کہ ۶۱۹ سنہ مین سو کے خانوادے کا خاتمہ ہوا ٭

چودہوان باب

ٹانگ کے خانوادے کے بیان مین

لی یان کو نیک فغفورون کے زمرے مین داخل کرنا مقتضائے انصاف ہے اسلیے کہ بڑا

مبداوخلق پرور اور مردم شناس تھا اور بہادرین یکتاے عصر اور سپہ گری مین مستثناے روزگار تھا تاتار کی قومون پر بارہا ظفریاب ہوا اور بخاراے خورد پر قابض ہوا اور سمرقند اور قبچاق کے والیون نے اوسے نذر گذرانی ❊ اپنی نیک ذاتی سے سب کو اوس نے راضی رکھا جب مرگیا رعایا کو بڑا غم ہوا اوسی سنہ مین اوسکا بیٹا تائی تشانگ قائم مقام ہوا اور بہادر اور اولی العزم نکلا یہانتک کہ ولایت ایران کی سرحد تک اپنا حکم اوس نے جاری کیا اور تبت بزرگ کی قوم سے اور والی قبچاق سے اوس نے خراج لیا ❊ تیئیس برس اوس نے سلطنت کی اور اوسی کے عہد مین غالب ہے کہ دین اسلام کا رواج ختا مین ہوا چنانچہ ختائی مورخ مسلمانونکو ھَوَاھِیْ ھَوْ کہتے ہین اور یہی لقب اوس قوم تاتار کا تھا جنھنے پہلے اسلام کو قبول کیا تھا ❊ سنہ ۶۳۸ مین یزدگرد شاہ ایران نے فغفور کے پاس سپاہ اور خزانہ کی مدد کے واسطے سفیر بھیجا اوسوقت یزدگرد نے خراسان مین اہل ترک کے پاس بہ سبب شکست کامل کے جو عربون کے ہاتھ سے ایک برس پیشتر اوسے ہوئی تھی پناہ لی تھی مگر فغفور نے اوس قصے مین ہاتھ ڈالنا مناسب نجانا اور تسلی دیکر سفیر کو رخصت کیا ❊ سنہ ۶۴۱ مین شاہ ہند نے جسکا پاے تخت جی پور تھا فغفور کے دربار مین سفیر بھیجا اور اوسکے جواب مین برس ورز کے بعد فغفور نے بھی تحفہ شاہ ہند کے پاس بھیجا اور اودھین کے راجہ نے بھی نذر سفیر کے معرفت گذرانی اور خراسان اور ماوراء النہر اور روم قدیم اور کشمیر اور سلہٹ اور نیپال کے والیون نے اپنا اپنا سفیر نذر لیکر بھیجا اور ہند کے شاہ مگدہ نے بھی تحفہ گذرانا اور اوسکے برس روز کے بعد فغفور نے جو سفیر بھیجا تو شاہ مگدہ کا اوس حین مین انتقال ہوچکا تھا اور اوس ملک مین تہلکہ پڑا ہوا تھا اور اسی جہت سے اتفاق ایسا ہوا کہ ایک ہندی سردار نے فغفور کے ایلچی کو گرفتار کرنے کا قصد کیا اوسکی خبر اوسکو پہلے سے مل گئی اور تبت مین فورًا اوس نے پناہ لی اور اطراف و جوانب سے فوج جمع کرکے انتقام کو آیا اور ہندیون کو شکست دیکر اوس راجہ کو قید کرکے فغفور کے یہان لے گیا بعد اوسکے معلوم نہین کہ پھر کیا ہوا ❊ سنہ ۶۴۹ مین اس فغفور کا انتقال ہوا اور اوسکا بیٹا کاو چنگ تخت کا مالک ہوا لیکن عیش طلب اور آرام دوست اور زن مرید تھا

اور یہی خبر عجیب جو راقم نے بیان کیا سبب اوسکی خیریت کا ہوا کیونکہ جورو بڑی عاقلہ اور دوراندیش
تھی اور تمام امور سلطنت اوسی سے متعلق تھے اگرچہ فغفور کی والدہ بھی عورت مرد طبیعت تھی اور اکثر امور مین دخل
کرتی تھی لیکن ایسی خونخوار تھی کہ اگر فغفور اپنی بی بی کا عاشق نہوتا اور اوسکی بات زیادہ نہ سنتا تو مان کے
ظلم سے بلوا ہوتا سوا اسکے اس چلبل بڑہیا کو سلطنت کرنے کی بھی ہوس تھی کہ جونہین اوسکا بیٹا مرا اور پوتا
بیٹھا اوس نے برس روز مین اوسکو تخت سے اوتار کے آپ ہی مسند پر بیٹھی اور اکیس برس سلطنت کی وہ بڑی
مدبرہ اور خلق پرور تھی * سنہ ۶۶۲ مین فیروزشاہ ابن یزدگرد کو فغفور نے نامہ بخطاب شاہ ایران لکھا اور
چھہ سی چوہتر مین شاہ ختن اور فیروزشاہ ختا مین آئے اور پانچ برس کے بعد فیروزشاہ نے نذر دیکر
فغفور کی نوکری کرنے کی درخواست اس مضمون کے ساتھ کی کہ جس حال مین ہمارے آبا و اجداد کا تخت
چھن گیا اور کچھ امید اوسکے پھر پانے کی نرہی اور ہمین محتاجی ایسی ہوئی کہ نان شبینہ متعلق آپ کی ذات سے
ہے تو مناسب یہی ہے کہ آپ کے کرم کے عوض ہم کچھ خدمت کرین اور حلال کی روٹی کھائین فغفور
نے فوراً اپنی خاص پلٹن کا سپہ سالار فیروزشاہ کو مقرر کیا اور یہہ نقل اون لوگون کے واسطے عبرت
انگیز ہے جو باوجود حکومت نرہنے کے اغیار کی بخشش پر مدار اوقات رکھنے مین شرم نہین کرتے
اور محنت کرنا ننگ جانتے اور یہہ نہین سمجھتے کہ مردانگی کی یہی معنی ہین کہ اپنی قوت بازو کی روٹی
کھائیے اور دست سوال نہ پھیلائیے بقول ناسخ کے * بیت * سب کی خالق نے بنایا کاسۂ
سر واژگون * آدمی اسپر بھی پیش آدمی سائل ہوا * سنہ ۶۸۴ مین جی سنگ جانشین ہوا اور
وہ بھی نہ زیادہ نیک نہ بہت بد نہ بیوقوف نہ عاقل بین بین مین مثل اکثر اہل دنیا کے تھا
اور اوسکے عہد مین کوئی امر اسقابل نہین واقع ہوا کہ اوسکا بیان ضرور ہووے غرض اوسکا بیٹا
ہین سنگ بڑا دانا اور عالم علما اور شعرا کا قدرشناس تھا اس سبب سے علم کا بہت چرچا پھیلا
لیکن آخر کو واللہ اعلم کیا مالیخولیا اوسے ہوگیا کہ اپنی جورو کو اوس نے ڈبو دیا اور اپنے بچون کو
خواہ مخواہ مار ڈالا لیکن اوسکی سزا ہاتھون ہاتھ ملی کیونکہ ساری رعیت بگڑ گئی اور فغفور کو دارالخلافہ
سے بھاگتے ہی بن آئی لیکن ولیعہد نے بادشاہ کی جان بچائی اور سرکشون کو قرار واقعی سزا دی

اس بغاوت کے بعد اہل تبت نے پھر رولا کیا اور کئی پرگنون کو لوٹ لیا ان صدمون سے فغفور
کے مالیخولیا نے زور کیا بلکہ ہلاک کر ڈالا * اسی عہد مین اقوام عرب سے جو ماورالنہر مین تھے اور
ختائیون سے اکثر سامان جنگ و جدال کا ہوا اور اگرچہ سنہ ۱۵ مین فوج ختا کو ایسی فتح حاصل ہوئی کہ عرب
سب مان گئے لیکن سنہ ۱۵ مین اونکا پھر زور ہوا اور بلواکر کے ختن اور کاشغر اور اکسو اور دھر اشار کے قلعون
کو اپنے قبضے مین اونھون نے کر لیا مگر اسپر بھی فغفور کی جو بات تھی نہین گئی اور تین برس کے بعد ایران
کے گرد و نواح کے والیون نے سفیر بھیجا * سنہ ۶۲ مین ھن سنگ کا بیٹا مسند پر رونق افزا ہوا
اور سات برس بیٹھا اور بجز ایک امر کے جب تجار عرب و ایرانی نے شہر کانٹان کو محاصرہ کر کے اوسمین
آگ لگا کے اپنے جہازون پر بھاگ گئے تھے اوسکے عہد مین سب طرف امن رہا سوا اسکے بھی
ایک بات قابل تذکرہ کے وقوع مین آئی کہ خلیفہ کے سفیر سب دربار مین تحفہ لیکر آئے اور سرفراز
ہو کر رخصت کیے گئے تھے * سنہ ۶۳ مین ٹاسنگ تخت پر بیٹھا اور فتنہ پھر جاگا اور تغنیمون نے سر اوٹھایا
لیکن فغفور سب پر غالب رہا * سنہ مین اوسکا بیٹا ٹی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ
حماقت اوسنے کی کہ خوجون کو پھر ثروت دی گویا پاؤن کی جوتی سر پر رکھی لیکن اقبال ایسا
زبردست تھا کہ باغیون اور تاتاریون کی یورشون سے کچھ نہو سکا اور ہارون رشید نے
اوسکے جاہ و جلال کا حال سنکر تحفہ بھیجا * اوسکا پوتا سنہ مین مسند آرا ہوا وہ عالم اور عاقل
تھا یہہ دیکھکر خوجون نے ترغیب دے دیکر اکسیر بقا کا استعمال اوس سے کروایا غرض جب
اوس حرم اعظم نے ہلاکت کے قریب اوسکو پونہچایا ہوش ہو گیا اور بالکل حضوری خواجہ سراؤنکو
اپنی مرگ کے قبل اوسنے مروا ڈالا اور یہہ انتقام لیکر اون لوگون کا ہمراہی ہوا * سنہ ۸۲۱ مین
اوسکا بیٹا ہین سنگ جانشین ہوا اور ختائی مورخون نے اوسکے ذمے یہہ قصور ٹھہرایا ہے کہ باپ
کے لیے فقط ایک مہینا اوس نے غم کیا حالانکہ تین برس کا ماتم لازم تھا سوا اسکے عیاشی اور
کاہلی کا بھی الزام اوسکے سر رکھا گیا ہے غرض اکسیر بقا کے نقص مین وہ بھی آ گیا اور اپنے کو آپ ہی
تمام کیا * سنہ مین اوسکا پوتا کینگ سنگ تخت پر بیٹھا اوس نے جلوس کرنے کے ساتھ ہی

قصد یہہ کیا کہ خوجون کو سب عہدون سے معزول کرے اور خاک مین ملا دیوے کیونکہ انہین لوگون
کے ورغلانے سے اوسکے باپ اور دادا کی جان گئی تھی لیکن اون نمکحرامون نے اوسکی طبیعت آپ سے
برگشتہ دیکھکر ایک راتکو خواب مین اوسی دم خفا کرکے مار ڈالا اوسکا بھائی ون سنگ چودہ برس فغفور رہا
اور خواجہ سراؤن نے اس عرصے کے بعد جو نہین دیکھا کہ اونکی حکومت مین کمی آنے لگی فوراً اوسکو مار ڈالا اوسکے
بعد وسنگ تخت پر بیٹھا وہ بادشاہ نیک طبیعت اور عالی ہمت تھا اور ایسا مدبر کہ تیتیونمین زرپاشی سے نفاق ڈلوا دیا
اور بیٹھا اون لوگونکا تماشا دیکھتا رہا کہ کسطرح سے وہ آپس ہی مین لڑتے جھگڑتے تھے اور ایک کا ایک سر کاٹتا
اور پرورش کی فرصت نہ پاتا تھا غرض ایسے دانا شخص کو معلوم نہین کیا فقرہ خوجون نے دیا کہ اکسیر بقا
کو اوس نے راست سمجھا اور اوسکے استعمال مین اپنے کو ہلاک کیا ۞ چونکہ تاریخ ختا سے ظاہر ہے کہ اس
بادشاہ نے فرمان پر قہر عیسائیونکے حق مین جاری کیا اور اونکے گرجون کو توڑوا ڈالا اور پادریونکو
ملک سے نکلوا دیا اسجہت سے ثابت ہے کہ عیسائی مذہب ختا مین اس ایام کے قبل عرصے سے رائج تھا
جب اوسنگ مرگیا خوجون نے ایک شہزادے لن سنگ کو بیوقوف اور خبط الحواس سمجھکر تخت دیا اور
وہ بھی ایسا چالاک اور ذی ہوش تھا کہ جبتک اپنے کو مضبوط نہ دیکھا خوجون کے سامنے اُلّو بنا رہا
لیکن جب ایک وزیر روشن ضمیر اپنی مرضی کے موافق ملا فن و فریب کا پردہ اوس نے اوٹھا دیا اور
خوجونکی فکر مین چلا لیکن اون لوگون کا اختیار ایسا تھا کہ بادشاہ اور وزیر دونون کو ایک وقت اونہون
نے زہر دلوایا ۞ سنہ ۶۹ مین سینگ چانگ گدی نشین برائے نام ہوا کیونکہ فرمان بردار کا فرمان بردار
تھا اور جسطرح وہ زن مرید تھا محل والیان خوجون کی تابعدار تھین اور جس امر کو اونہون نے چاہا وہی
تکلف ہوا بعد اوسکے ای سنگ اوسکا بیٹا قائم مقام ہوا اور خوجون کو مالک کل بنا کر آپ عیش مین
اوقات بسر کرنے لگا باوجودیکہ خوجون کے ظلم سے بلوا ہوا اور انواع طرح کا فتنہ مفسدون نے برپا کیا
لیکن فغفور دنیا اور مافیہا کی کچھ خبر نہین رکھتا تھا آخر کو جب مرگیا اور اوسکا بیٹا ہی تسنگ بارہ برس کی
عمر مین قائم مقام ہوا ملک کا حال قریب تباہی کے پونہچا تھا اور خدا نے غضب بھی اوس وقت ایسا
نازل کیا کہ رعیت قحط اور خشک سالی کی شدت سے جان بلب ہوئی اور خوجون نے اوسپر جب معمولی خرچ انکے

لیے رعایا کو تنگ کیا باوجودیکہ آگ شعلہ فگن ہوئی لیکن وقت کی خوبی ایسی تھی کہ یی کینگ سپہ سالار نیک
کردار فغفور کی فوج میں تھا اوس نے باغیون سے ایسا بندوبست معقول کیا کہ فتنہ زیادہ نہ بڑہا *
۸۶۸ء میں ھی سنگ نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چوسنگ تخت نشین ہوا غرض جب خوجون نے دیکھا
کہ وہ مُفتِن اور مُدبر ہے اور احکام مین اوسکے عجب طرح کی دانائی اور پیش بندی معلوم ہوتی ہے
فوراً بدحواس ہوئے اور سمجھی کہ ایسے شخص کا دور اگر رہے گا تو ہم لوگونکی حکومت بیشک اوٹھ جاویگی یہہ سوچکر
اون مردودون نے ایک روز فغفور کو محل سرا مین غافل پاکر ایک چہ بچے مین ڈال دیا اور دن رات مین
قلیل سا کھانا دینا شروع کیا غرض وزیر اعظم نے کسی فکر سے اپنے خاوند کو اوس گڈھے سے نکالا ورنہ
اور دو چار روز مین فاقون سے مرجاتا القصہ جب فغفور کی جان بچی اور اون موذیون کے ہاتھ سے
مخلصی ہوئی ڈکیتون کو بادشاہ سے اجازت خوجونکے قتل کرنے اور لوٹ لینے کی دی اون لوگون نے
اپنی دانست مین ایک خوجی کو تمام مملکت مین زندہ نچھوڑا اور اونکے مکانات کھدوا کر دفینہ نکالا اسطرح
سے تمام عالم کا صبر اون ظالمون پر پڑا اور فغفور نے انتقام لیا لیکن اون ناکسون نے اس خانوادے کو ایسا ضعیف
کر دیا تھا کہ ایسے بادشاہ نیک تدبیر سے بھی کچھہ نہو سکا اور گھڑی گھڑی تنزل ہونے لگا آخر کو سلطان لیانگ
نے بلوا کیا اور فغفور کو مار ڈالا اور چند روز کے لیئے ٹانگ کے خانوادے کے ایک شخص کو برائے نام تخت پر
بٹھاکے اوٹھا دیا اور کچھہ جاگیر کھانے کے لیے دیکر آپ مسند نشین ہوا اسی طرح سے ٹانگ کے
خانوادے سے تخت شاہنشاھی چھن گیا * اس سانحہ کے بعد پچاس برس کے عرصے مین پانچ
خاندان فغفورون کے ہوگئے کسی مین دو اور کسی مین تین اور کسی مین چار بادشاہ ہوئے اور چونکہ کوئی بات
قابل تاریخ مین درج کرنے کے اون لوگونکے وقتمین نہوئی اور سوا آپس کے سر پھٹول کے کچھہ وقوع مین نہین آیا
اس لحاظ سے راقم نے تفصیلاً لکھنا فضول سمجھا غرض چوکوانگ ین پانچوین گھرانیکا وزیر اعظم پہلا فغفور
خاندان سنگ کا ہوا اور چونکہ تین سے اونیس برس وہ مالک مختار رہے اور اوسی عرصے مین بڑے
بڑے ماجرے ہوئے ذکر اونکا ضرور ہے

فقط

پندرہوان باب

سنگ کے خانوادے کے بیان مین

چوکونگ ین کے آبا و اجداد امرا کبار اور سرکار مین عہدہ دار عالی وقار رہتے تھے اور چونکہ رعایا کی مرضی سے یہہ شخص تخت پر بیٹھا لقب اوسکا ٹیسو ہوا اس لفظ کے فقط معنی سے ثابت ہی کہ یہہ شخص بسبب نیکی کے بڑے رتبے کا تھا چنانچہ ٹیسو کا ترجمہ قبلہ گاہ عالیجاہ ہی اور یہہ خطاب زبان خلائق نے بے ساختہ دیا اور حقیقت مین جب تک جیا رعایا کے ساتھہ مثل پدر کے پیش آیا اور کوئی حرکت ایسی کبھی اوس سے صادر نہوئی کہ ادنی سی رعیت کو ایذا پہونچی اس جاہ و جلال پر اتنا دشمن فضول خرچی اور خوش لباسی اور شکم پروری اور ہر طرح کی نفس پرستی کا تھا کہ اپنے محل سرا کی مستوراتون کو سولے سادی سیدہی وضع کے سنگار و تکلف کی امتناع تھی اور بد براوہ بہادر ایسا تھا کہ آخر تاج و تخت حاصل کیا اور باوجود یکہ خود ایسا فاضل نہ تھا کہ اوسکی لیاقت کی شہرت ہتی لیکن شعرا اور علما کی قدر پہچاننے اور عزت دینے والا تھا اور دم مرگ تک دولت سرا کے چارون دروازون مین سے ایک کو کبھی نہ دن نہ رات کو بند رکھا اسکا سبب جب کسی نے پوچھا جواب دیا کہ میرا گھر مثل میرے دل کے ہر وقت کھلا رہتا ہی تاکہ جو دادخواہی کو آوے اپنی داد تک پہونچنے مین کسی دربان کا ممنون احسان نہووے اور سوا اسکے جو لوگ غلام و کنیز کی قسم سے ہمارے گھر مین ہین مختار چلے جانے کے ہر وقت رہین کیونکہ نوکر بیدل دشمن کے برابر ہی پس سنہ ۹۷۶ مین جب وہ بادشاہ جہان فانی سے ملک جاویدانی کو گیا تمام عالم نے غم کیا اور مدتون تک جب اوسکی یاد آتی تھی لوگون کے دلون سے نالہ حزین بلند ہوتا تھا اوسکو نذر دینے کے لیے سنف اور ختن کے بادشاہون نے سفیر بھیجا اور خلیفہ

مطیع اللہ ابو القاسم ابو العباس سے جو خلفاء آل عباس سے تھا ٭ سنہ ۳۶۲ ہجری مین تحفہ بھیجا اور دوستی کا نامہ فغفور کو لکھا ٭ اوسکا بیٹا لی سنگ قائم مقام ہوا اور باوجودیکہ بہادر اور مستقل تھا لیکن تاتاریون نے بڑا عاجز کیا اور ہمیشہ تنگ رکھا آخر کو اون صحرائیون کی فوج بیچ ملک کے لوٹتی اور تاراج کرتی چلی آئی لیکن اونکے ہٹانے کی یہہ تدبیر فغفور کو سوجھی کہ شب کو ہر ایک ختائی سپاہی نے دہنے ہاتھہ مین تلوار اور بائین مین گھانس کا پولا جلاکے شور و غل کے ساتھہ تاتاریہ پر ہلا کیا اور اونکے گھوڑون کو ایسا بھڑکایا کہ دم بھر کا بھی مقابلہ نکر سکے غرض اس شکست سے بادشاہ کو فقط دو ایک مہینے کی مہلت ملی کیونکہ دوبارہ اونکی فوج آئی اور فغفور سے بجز صلح کرنے کے کچھہ بن نہ آئی ٭ اس فغفور کو ہند کے بعض راجون نے نذر بھیجی تھی اور دوستی پیدا ہونیکی آرزو ظاہر کی تھی ٭ سنہ ۹۹۷ مین اوسکا انتقال ہوا اور اوسکے بیٹے جین سن کو تاتاریون نے اتنا تنگ کیا کہ آخر کو فغفور سے خراج قبولوایا اور بعد اوسکے بار دیگر یورش نکرنیکا اقرار کیا لیکن بعد چند روز کے وہی پرانا نقشہ پھر ہوا اور وانگ تانگ اگر ایسا وزیر باتدبیر ہوتا تو زیادہ پیچ پڑتا کیونکہ بادشاہ بزدل اور ضعیف العقل اور اکثر اوقات اپنے خوابون کی تعبیر خواجہ سراؤن سے پوچھا کرتا تھا اور اون مردکون نے اپنی قوم کو منظور نظر کرنے کے لیے ہمیشہ اوسی بطالت مین فغفور کو رکھا تھا اور خوب اپنا ہاتھہ پانون پھیلایا اور ظلم بھی حتی الامکان کیا اس واہیات مین صرف اوقات اور باجی پرستی کرنے کا نتیجہ برا ہوتا اگر وزیر اعظم سلطنت کو سنبھال نرکھتا ٭ سنہ ۱۰۲۲ مین اس بے وقوف بادشاہ نے جہان سے رحلت کی اور اوسکا بیٹا جینک سنگ صغر سن مین تخت نشین ہوا جب تک کہ نابالغ رہا اور اوسکی مان نے امور سلطنت کا انجام کیا تاتار کا زور کچھہ گھٹا تھا لیکن جو ہین یہہ گدی پر بیٹھا اور اپنے احکام جاری کرنے لگا اوس قوم نے پھر قصد یورش کا کیا غرض اونکا رعب ایسا پڑا تھا اور بادشاہ کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ کوئی لاکھہ روپیئے اوسنے تاتاریون کو نقد دیا اور کئی شہر خاص ختا کے جو اونکے قبضے مین پہلے تھے مگر چھین لیے گئے تھے سب کو فغفور نے

واپس کیا غرض اسطرح سے آبرو اور جان کو بچایا اُسکے عہد مین کئی ملکون کے سفیر حاضر ہوئے اور
بایکل قیصر روم نے اپنے پایۂ تخت قسطنطنیہ سے تحفہ اس فغفور کو بھیجا اس بادشاہ کے بعد تین
بادشاہ اوربے دربے اپنی اپنی باری سے تخت پر چند سال بیٹھے اور مر گئے اور اونکے عہد مین
کوئی سانحہ قابل ذکر کے نہین ہوا غرض جب ہوئی سنگ مسند پر بیٹھا تو نیوچی تاتار کی قوم کو اُسنے
بلا کر نوکر رکھا کہ وے دوسری قوم تاتار کے ساتھ جو کئی برگنون کو لیے بیٹھے ہوئے تھے لڑینگے
اور ختائیون کا عوض لیوینگے غرض اون لوگون نے کیا کام کیا کہ اوس قوم سے ملک چھین کے آپ
ہی اوسپر قابض ہوئے بلکہ دو صوبے اور بھی سنے تکلف سے لیے اور خود دشمن فغفور ہوئے
بقول شخصی صلا نشد بلا شد آخر الامر فغفور فوج لیکر اونکے معسکر کی طرف گیا اور چاہا کہ ایک احد اون
لوگون کی عملداری کی مقرر کرے تاکہ پیچھے قضیہ نہووے لیکن وہان پہونچا تھا کہ تاتاریون
نے کمین گاہ مین اوسکو گرفتار کر لیا یہہ ماجرا سنہ ۱۱۲۵ مین ہوا اور اوسکے بیٹے
کن سنگ نے خبر سنتے ہی چھہ وزیرون کو اس لیے قتل کیا کہ اونکی سازش سے فغفور دشمن
کے ہاتھ پھنس گیا تھا یہہ سب کچھہ اوسنے کیا لیکن تاتاریون کو لڑکر شکست دے سکا نہ اپنے
باپ کو کسی تدبیر سے چھڑایا بلکہ اون لوگون نے پہلے ہونان کا صوبہ چھین لیا اور بعد اوسکے
دار الخلافہ کو قبضہ کیا اور فغفور کے اقربا اور محل سرا سب اونکے ہاتھ مین آیا اور تاتار
کا سردار تخت پر بیٹھا اور آپ ہی آپ فغفور کہلایا غرض کن سنگ نے ہٹ کے ہانگ چیو
کے شہر کو اپنا پایتخت کیا اور جب مر گیا اوسکا بھائی کاؤ سنگ قائم مقام ہوا اس عرصے
مین فغفور ایسا عاجز ہوا کہ خان تاتار کے پاس عرضی مثل نوکر کے کرتا تھا اور لفظ حقیر لیے
خادم کا اپنے حق مین لکھتا تھا لیکن وہ تاتار ایسا احمق نہ تھا کہ ایک فقرے مین آجاوے
اور اپنی بازی کو نہ کھیلے لیکن اس قدر انکساری سے اتنی بات حاصل ہوئی کہ اسیرون مین سے
جو شخص خاندان شاہی کا مرتا تھا اوسکی لاش کاؤ سنگ کے یہان کفن دفن کے لیے بھیج دی جاتی تھی
اور یہی مروت غنیمت تھی اسلیے کہ یانگ تسی کیانگ کا دریا بے مواج اور زخار اگر مانع نہوتا تو

ہانگ چو مین بہی فغفور کو تاتار رجا گر گہیرتا اور ایکدفعہ اسی قصد سے اپنے رسالے کو لیکر اوس
دریا کے کنارے تک گیا لیکن اوس بحر ہولناک مین گہوڑا ڈال کے پار جانے سے سوارون نے
انکار کیا اوسوقت عدول حکمی کے باعث سے ایک غصہ ایسا ہوا کہ سردار تاتار کا مارا گیا سنہ ۱۱۶۲
مین ہوسانگ تخت پر بیٹہا اور تاتاریون نے نہ اس بادشاہ کو ستایا اور نہ دوسرے کو جو سنہ ۱۱۹۴
مین قائم مقام ہوا غرض سنہ ۱۱۹۹ مین نیم سنگ فغفور ہوا اوسے جو کم بختی ہونی سنگ کی طرح
آئی اوسنے مغلون سے نیوچی تاتاریون کو غارت کرنے کے لیے عہد و پیمان کیا اوران دونون
قومون مین جو لڑائیان اس سبب سے چنگیز خان اور اوسکے بیٹون اور پوتون کے وقت مین ہوئین
باب آئندہ مین مذکور ہونگی لیکن مفت مین ختائی پیسے جاتے تھے اس لیے کہ جنکی فتح
ہوئی وے ختائیون کو دشمن کی رعیت جان کر لوٹتے مارتے آگے بڑہتے تھے اور جنکو
شکست ملتی تہی وے تاراج کرتے پیچہے ہٹتے تہے تاکہ دشمن کے ہاتھ کچہہ نہ لگے غرض
دونون قوم تاتار کو چکی کے دو پلے سمجہیے اور ختائی بیچ مین مثل گیہون کے پیسے جاتے تہے
سنہ ۱۲۶۶ مین توسنگ فغفور ہوا اور بد کردار نکلا امرا نے قبلا خان چنگیز خان کے پوتے
کو جو خاقان تاتار تھا پیام ملک حوالہ کرنے کا بہیجا غرض چونکہ باب آئندہ مین اسکا حال
بالتفصیل ہے یہان مختصر یہی کہنا چاہیے کہ خاقان کے سردارون نے زیر کرنے کے بعد
پرگنہ چہین لیا اور بادشاہ کو اوسپر بہی بجز عیش کے کچہہ نہ سوجہا آخر کو جب مارا گیا اور تین بیٹون
مین سے دوسرا کنگ سنگ سنہ ۱۲۷۴ مین عالم طفولیت مین قائم مقام ہوا اوسوقت قبلا خان
نے سردار بایان خان کو فوج قہار کے ساتھہ دار الخلافہ کے لینے کو بہیجا اور ختائیون نے جب سامنا کیا
اکثر شکست پائی آخر کو شہر ہانگ چو فغفور کا پایہ تخت چہن گیا اور صاحب اوس کم بخت تخت کا گرفتار
ہوکر قبلا خان کے حضور مین بہیجا گیا اگرچہ اوسنے اسیر رکہا لیکن ظاہر عزت کرتا رہا الغرض دوسرے
دو بہائی چند رفقا اور اقربا کے ساتھہ جہاز پر سمندر مین بہاگے اور ایک بعد دوسرے کے
حماقت کی راہ سے فغفور کہلایا لیکن وہان بہی تاتار پہنچے اور کانٹان کے شہر اور جزیرے کو

فتح کر کے خاندان والون کی تلاش مین اونکی بحر گئی اس عرصے مین ایک بھائی مرچکا تھا اور ایک جو بچا وہ اپنی مان اور وزیر اعظم اور چند دوستون کے ساتھہ اپنی بحر مین تہا کہ مغل امیر البحر پونہچا اور ایلچی بھیجا کہ اگر قبلا خان کے حضور مین چلو تو بہتر ورنہ مقابلہ کرو اوسکا جواب ختائی وزیر نے بہت سخت دیا اور سامنا بحر سے بحر کا ہوا اور صبح سے شام تک ایسی لڑائی رہی کہ سمندر کی رنگت بدل گئی لیکن آخر ختائی بحر کو شکست کامل ہی غرض جب یہہ نوبت پونہچی کہ تاتاری جہازون نے سارے ناکے نکل جانے کے بند کیے اور شاہزادہ کو وزیر اور اوسکے ساتھی سب قریب گرفتاری کے ہوے وزیر نے اپنی بی بی اور لڑکون کو سمندر مین ڈال دیا اور شاہزادے کو کہا خداوند موذیون کے ہاتھہ پڑنے سے آبروریزی اور بڑی خرابی ہوویگی مرجانا چاہیے یہہ کہا اور اپنے اور فغفور کو گود مین اوٹھا پانی مین کود پڑا اور اسیطرح سے سنگ کے گھرانے کا خاتمہ ہوا اور مغلون کا دور ختا مین شروع ہوا بعد شاہزادے اور وزیر کے خودکشی کے اکثر امرا اور وزرا نے اوسیطرح سے اپنے کو ہلاک کیا اور ختائی امیر البحر نے جب سب کا یہہ طور دیکھا سمندر مین غوطہ لگا کے اون بہادرون کا پیرو ہوا

سولھوان باب

مغل کے خانوادے کے بیان مین

جب کہ ترک کی سلطنت بگڑی اور اونکی جمعیت ادہر اودہر پریشان ہوگئی تو اونکے اقوام سے طبقہ تاتار مین پناہ سلئے ہوئے ایک گروہ تہی کہ جسکا لقب مغل تھا اوسکا حال تفصیلا تیسرے دفتر مین لکھا جاویگا یہان اتنا ہی کافی ہی کہ قبلا خان اوسی قوم سے تھا مگر چونکہ اوسکے دادا چنگیز خان نے پہلے مملکت چین مین قوم تورش کی اور اوسکے بعد سے اوس قوم کی آمد و شد وہان ہوئی اور آخر کو اوس ملک مین اونکی سلطنت کی بنا کی گئی اسواسطے لازم ہی کہ اوسکی کچھہ کیفیت لکھی جاوے تاکہ معلوم ہووے کہ کن جہتون سے ان لوگون کا دخل ختا مین ہوا اور اونکے آنے کا کیا باعث تھا اور کیا نتیجہ اوس سے حاصل ہوا اگرچہ واقعی یہی ہی کہ آدمی کی حقیقت حال وسکے جوہر ذات سے متعلق ہی اور جب کہ خلایق اوسکی بدی پر نفرین یا اوسکی نیکی پر تحسین کرتے ہین تب حسب نسب کی طرف مطلق توجہ نہین کی جاتی ہی اور نہ باپ دادا کی بزرگی نفرت کو کم کرتی ہی اور نہ اون لوگون کی بدکرداری بیٹے کے حق مین مضر ہوتی ہی لیکن باینہمہ سلف کے اکثر سیر و تاریخ مین نامی آدمی کی پیدایش کے

باب مین ایسے افسانے ہین کہ جاہلون کو اونکے بیان عجیب سی حیرت ہوتی ہی اور شبہ کو اسکے دروغ ہونیکی آتی
ہی اسکی مثالین دینی ضرور نہین کیونکہ جسنے کتاب ہینی دہی سی پہی کی ہی صدہا نقلین اس طرح کی اوسکی نظر
سے گذری ہونگی چنانچہ مغلون کی تاریخون مین چنگیز کی پیدایش کے باب مین روایت عجیب و غریب ہی اور اوسکا
ایک جملہ یہ ہی کہ ایام قدیم مین اوس خاندان کے خوانین سے ایک شخص کے جسکا نام حیدر خان تھا
دو بیٹے تھے جو باپ کے جیتے جی مر گئے غرض ایک کے بیٹے مسمی دی جن بایان سے دوسرے کی بیٹی مسماۃ الان
قوا کا نکاح ہوا اور داوا کے تھوڑے دنون بعد جب دی جن بایان کا انتقال ہوا دو بچے اور اوسی جورو کو چھوڑ گیا
اور وہ نیک بخت اپنے لڑکون کی پرورش مین مشغول رہی چند روز کے بعد ایک صبح کو جو سوا اٹھی اوسکی آنکھ
کھلی خیمے مین بڑی روشنی مثل آفتاب کے دکھائی دی تعجب سے خیال کرنے لگی کہ یہ روشنی کہان سے آئی ہے اتنے
مین عکس جو پھیلا تھا رفتہ رفتہ سمٹنے اور صورت باندھنے لگا اور آن کی آن مین اوسی نور سے شبیہ ایک مرد حسین اور
وجیہہ کی پیدا ہوئی الان قوا حیرت زدہ ہو کر چاہی کہ اوٹھ کر بھاگے مگر ہاتھ پانون نہ اوٹھے تب قصد چلانے کا کیا
مگر زبان سے آواز نہ نکلی کہ اتنے مین وہ شکل اوسکے ساتھ ہم بستر ہوئی چند روز مین جو علامت زن حاملہ کی اوسمین
ظاہر ہوئی اوسوقت تمام تاتاریون مین شہرت ہوئی اور سردارون نے قابل قتل کے اوسکو تجویز کیا اوسنے
تمام ماجرا کہہ سنایا اور یہ کہا کہ پورے دن تک آپ سب چپکے رہیے اگر تین بیٹے میرے نہووین تو پھر قتل کیجیے
ورنہ میرے بیان کو واقعی جانیے آخر تین بیٹے اوس نیک بخت کے پیدا ہوے جنکے نام بوگم کتاکن اور
باسکن سالجی اور بوزنجر رکھے گئے جنکا ایک لقب نورانیون یعنی اطفال نور ترکی زبان مین ہی غرض
اوسی روایت کا بیان ہی کہ بوزنجر کی نسل سے چنگیز خان تھا مگر تحقیق یہ ہی کہ قوم مغل کی ترقی چنگیز خان سے
پیدا ہوئی اور اوسکا باپ یسوکی خان بہادر تھا جسنے اس بیٹے کا نام تموجن اس لیے رکھا کہ جس روز دوسرے
فرقے کے مغلون کے سردار مسمی تموجن پر ظفریاب ہوا اوسی دن چنگیز کی پیدایش کی خبر پونہچی اور تاکہ اوس فتح
کی یادرہے یسوکی خان نے بیٹے کو وہی نام دیا نقل ہی کہ پیدا ہوتے ہی لوگون نے دیکھا کہ اوسکی دہنی مٹھی بندھی
ہوئی ہی انگلی کھول کے دیکھتے ہین کیا کہ ایک ڈلا خون منجمد کا اوس مین ہی اوسکی تعبیر وزیر نے یہ دی کہ یہ
لڑکا بڑا سردار جرار ہوویگا اور اکثر ملکون کو فتح کریگا اگرچہ ایسے ماجرے کے ہونے لو کسی شخص کے ایسا کہنے

میں تعجب نہیں لیکن اغلب ہے کہ یہ لطیف فقرہ بعد چنگیز کے فیروزمند ہونے کے طیار ہوا جب کسی سے کچھ چھوٹا ہونیکا خوف نہ تھا غرض جب چنگیز تیرہ برس کا ہوا اوسکے باپ نے انتقال کیا اور اوسکی ماں اولن ایکا خانم حکمرانی کرنے لگی بعض اقوام تاتار کے جو تابعدار یسوکی خان کے تھے یہ سمجھے کہ حملہ کا عین وقت یہ ہے کہ زمام حکومت کم عقل عورت اور تیرہ برس کے لڑکے کے ہاتھ میں ہے مگر یہ نہ سمجھے کہ ایسے شخصون کے واسطے طفلی کا ایام صرف سن کی جہت سے ہے نہ کہ عقل کے سبب سے ہوتا ہی اور بزرگی بقول سعدی علیہ الرحمۃ بعقل است نہ بسال غرض جو نہیں یہ لوگ بگڑ بیٹھے چنگیز تلوار لیکر اوٹھ کھڑا ہوا اور نیز ایسا ہی تامل جا پڑا کہ سرکشون کو بجبر بھاگنے کے کچھ بن نہ آیا لیکن با اینہمہ شکست کامل و نہیں نہ ملی اگرچہ اتنا ہوا کہ چنگیز خان پر تاخت کرنے کی تہیہ میں جو سرگرمی تھی ٹھنڈی ہو گئی اڑہائی تین برس کے بعد چنگیز کو خبر ملی کہ تیس ہزار فوج تاتاریون کی اوسکے ملک پر یورش کی قصد سے طیار ہوئی ہے یہ سنتے ہی اوسنے تیس قوم مغل کو جو تابعدار تھے جمع کر کے ایک صف باندہی جسکی پشت پر خیمے اور مواشی اور عورت اور لڑکے بالے مریض وغیرہ تھے جب غنیم سے سامنا ہوا چنگیز خان نے ایسا ایسا کام کیا کہ بڑے بڑے پرانے سپاہی زخم خوردہ جنگ آزمودہ اوسکی مردانگی پر حیرت زدہ ہوئے سب ہوش کے ہوش جاتے رہے آخر دشمن کو ایسی شکست دی گئی کہ پانچ یا چھہ ہزار لاشین میدان میں رہگئین اور ہزارون مرد گرفتار کیے گئے اس فتح کے بعد تموجن نے اپنے سردارون اور سپاہیون میں بالکل یغما بانٹ دیا اور ستر سردار باغیون کو کھولتے پانی کی دیگ میں ڈلوا دیا اور اونکے مال و اموال لٹوا کے عورت اور لڑکون کو اسیر کیا اسکی شہرت جو ہوئی اطراف و جوانب کے خوانین تموجن کی دوستی کے خواہان ہوئے غرض اسوقت میں تیوچی یعنے خرجی تاتار کا سردار تمام ملک تاتار کا مالک تھا اور خاقان کہلاتا تھا اور تموجن مثل اور خوانین کے اوسکا باجگذار تھا اور اسی ایام میں بعض سردارون کی سرکشی کرنے سے تموجن اور طغرل خان قوم قرایت کے سردار کو حکم باغیون سے جنگ کرنے کا ہوا یہ گئے اور فتح کر کے آئے اور تموجن کی بہادری اور سپاہگری خاقان کو ایسی پسند آئی کہ اوسکو فوج کے ایک عہدہ جلیلہ سے سرفرازی ہوئی طغرل خان کا مذہب عیسائی تھا جب اس طریقے کی ایمان کا رواج تاتار میں ہوا اور عیسائی پادری بہت سے بت پرستون کو اوس پادری نے راہ راست پر لائے تھے تو یہ سردار بھی اونکا مرید ہو کر اپنا نام جان یعنے یوحنا رکھوایا تھا اور چونکہ سرگرم اور جانفشان عیسائی مذہب کے رواج دینے میں تھا اور پادریون نے بھی اوسے متبرک کرنے کی

سے یے خطاب پادری کا دینا صلاح وقت سمجھا انہین جہتوں سے لفظ پرسٹر یعنے پادری اوسکے نام کے قبل تاریخون مین
دیکہنے مین آیا اور یہہ ہی پرسٹر جان ہی کہ جسکے باب مین قدیم روایتون مین ایسے افسانے لکھے گئے ہین کہ حیرت ہوتی
ہی غرض حقیقت مین قوم قرارت کا وہ سردار تھا اور مقام قراقورم مین اوسکی دار الحکومت تہی کئی امر مین تموجن
اور اوسکے باپ کا ممنون احسان یہہ شخص تھا لیکن ناشکری ظاہر کرکے اوس سردار جموکا سے جسنے تموجن کی طفلی مین
اوسکے ملک چہین لینے کا قصد کیا تھا جا ملا اور جنگ کا سامان اینے تموجن سے کیا آخرکار بڑی لڑائی ہوئی اور جس طرح سے
ہمیشہ تموجن کو فتح ہوتی تہی اس دفعہ بہی حاصل ہوئی اور طغرل بہادر کا سر تمان تاتار کے ایک خان نے کاٹ ڈالا
چندروز مین اوسکا شریک بہی جو بانی مبانی اس فساد کا تھا مارا گیا اور اوسکے لڑکے بالے اسیر ہوکر تموجن کے پاس بہیج
دیے گئے اور یہی خاتمہ پرسٹر جان کے گھرانے کا ہوا اسکے بعد کئی خواین سردار نعمان تاتار مسمی تایاغ کے تحریک
ہوکر مستعد بجنگ ہوے لیکن تموجن کو سب پر فتح ہوئی سرما مین یہہ لڑائی ہوئی اور بہار کے ایام مین قوم مرکات کے
خان پر اوسنے فتح پائی بعد ان لڑائیون کے اطراف وجوانب کے تمام سردارون پر ثابت ہوا کہ تموجن کا مقابلہ دشوار
ہی تب سبھون نے باہم ہوکر عرض کی کہ ہم سب تابعداری کرنے کو حاضر ہین اوسی وقت مین ایک آزاد مجذوب
اون خواین کے مجمع مین اچانک آگیا اور کہنے لگا کہ خدا نے اپنی مرضی کا اظہار مجھسے کیا ہی کہ تموجن مالک سارے روی زمین
کا ہوویگا اور بعد اوسکے گھرانے مین اوسکے خاقانی کا مرتبہ رہیگا اسکے واسطے اوسکو لقب چنگیز خان کا دیا
چاہیے جس سے اوسکی بزرگی ظاہر رہے یہہ کہکر چلا گیا اور قیاس سے بعید نہین کہ اوس مجذوب کا اوسی مقام مین
عین وقت پر آنا اتفاقات سے نہ تھا اور غالب ہی کہ اوسکو اشارہ اسطرح کے کہنے کا ہوا تھا تاکہ وہ سردار جب
جو باوجود واقف ہونے اس امر کے کہ چنگیز خان کی برابری کرنی دشوار ہی مگر اسواسطے کہ اپنی زبان سے
جسکا اقرار اونکو ناگوار تھا اوسکے اظہار مین خفیف نہووین خدا نے اوسکی یہہ راہ نکالی بہرحال اوس آزاد
کا یہہ کہنا تہا کہ تمام سردارون نے اپنی اپنی فوج ایک میدان وسیع مین جمع کرکے موافق اوس دستور اور ضابطہ کے
جو اونکے یہان مروج تھا اور جسکا بیان اسی جلد کے تیسرے دفتر مین ہی تموجن کو خطاب چنگیز خان کا دیا
اور مغلی زبان مین چنگ کے معنی بزرگ ہی اور گیز اسم تفضیل ہی اسواسطے چنگیز خان بمعنی بزرگ تر ہی اور لفظ
چنگیز بہی صحیح ہی کیونکہ عرب کے مورخ جنکیز ہی کہتے ہین اور فارسی اور ترکی اہل سیر جنگیز کہتے ہین لیکن اہل

لفظ یہی ہی اور چونکہ عربی مین حرف چ نہین ہی اس لحاظ سے عربون نے ج کو عوض کیا ہی ثم بعد اس واقعہ کے
جو سنہ ۱۲۰۶ء مین ہوا قوم نیمان اور قوم مرکات اور قوم زرگران اور قوم کارلگ وغیرہ کو فتح کر کے چنگیز خان نے
سفیر دوسرے اقوام تاتار کے پاس خراج لینے اور اپنی خاقانی کو قبول کروانے کو بہیجا اکثر مطابق اوسکے عامل ہوے
اور سنہ ۱۲۰۹ء مین اگیور کا خان جو تابعدار گورخان سردار تاتار کاراختان کا تہا جو مالک تخت شمالی ملک ختا کے
تہے جسکا حال باب سابق مین مذکور ہوا کہ جب ختا کے ملک کی دو تقسیمین تہین صوبجات شمالی مین چار خانوادے بادشاہون
کے تہے جن مین سے یہہ تہا طالب مدد کا چنگیز سے ہوا کیونکہ گورخان مذکور نے ایک سپہ سالار کو ملک اگیور
تاتار مین بہیجا تہا اور اوسکے ظلم سے لوگ عاجز تہے چنانچہ چنگیز گیا اور بدستور فتح کر آیا یہہ قوم اگیور کی تمام اقوام تاتار
مین ذی استعداد با لیاقت و آدمیت تہی اور مثل ختائیون کے وضع اونکی تحریر کی تہی اور علم و انسانیت کی بو باس
ان مین پائی جاتی تہی غرض یہہ قوم جب تابعدار ہوئی چنگیز خان کی حکومت تمام ملک اور اقوام تاتار پر پہیلی اور
جتنی خونریزی سے یہہ بات حاصل ہوئی اگر ذکر کی جاوے تو صفحہ بیان میدان جنگ اور نی قلم نیزہ اور روشنائی سیہ گون
قطرہ خون ہو جاوے اور دیدہ اہل بزم سے ایک دریا اشک شور کا ایسا بہے کہ پہر یہان سبزہ اور گل و پہول نہووے اسلیے اسی پر
اختصار کیا گیا کہ جب چنگیز خان نے طغرل خان یعنے پرسٹر جان کی کہوپری کو پیالہ شراب پینے کا بنایا تو اسی سے سمجہنا چاہیے
کہ اورون کا کیا حال اوسنے کیا ہوگا القصہ مغرب پر قوم کاراختان اور جنوب پر ہیا کی بادشاہت جسکے والی
سب تانجو کہلاتے تہے اور جو ختا کے کئی صوبون کے مالک تہے باقی رہے غرض قوم کاراختان کی سرخودی کا استیصال دوسرے
وقت پر موقوف رکہکر چنگیز خان تانجوون کے باجگذار کرنے مین متوجہ ہوا اور ملک ختا مین قریب دیوار ختا کے یورش
کر کے داخل ہوا اور کئی قلعون کو قبضے مین لا کے لینگ جو کے شہر کو فتح کیا آخر کار جب خاقان نے شہر لینگ ہیا کو جو
دار الامارۃ تانجو کا تہا محاصرہ کیا اوسنے اپنی ایک بیٹی چنگیز خان کو نذر دیکر باجگذارون مین اپنا نام لکہایا ثم چنگیز خان
کے ایام کے قبل سے مغل سب تابعدار تہے نیوچی یعنے خرچی تاتار کے جو مالک ملک تاتار کی مشرقی تقسیم اور ختا کے
صوبجات شمالی کے تہے اور جسوقت جنگ چانگ بادشاہ نیوچی نے انگ سے اپنے ایک عزیز کو خراج سالانہ
اقوام تاتار سے تحصیل کرنے کے لیے اوس ملک مین بہیجا تہا وہ شخص دربی چنگیز کی ہلاکت کے ہوا تہا اور جب
جنگ چانگ کے بعد اوسکو تخت ملا اوسنے چنگیز سے خراج طلب کیا مگر وہ بزور شمشیر خاقان ہو چکا تہا ویسا شخص کب التفات

بجز مستخر کرنے کے اپنی دعوی کی طرف کرنے والا تھا سوا اسکے کینہ دیرینہ لینے کی تدبیر مین تھا اور ایک سردار
مغل کو بھی ویسنے مارڈالا تھا کہ یہ پیغام آیا سنکر قہر مین آیا اور سخت جواب بھیجا اور فوراً تمام لشکر کے جمع ہونے
اور یار کاب ہونے کا حکم دیا اور اپنے دو سپہ سالارون کو تھوڑی سی فوج دیکر صوبجات شنشی اور پیچین کی طرف راہ گھاٹ
کی دریافت کرنے کو بھیجا وے راہ کیا دیکھنے گئے سرحد ختا تک خاک سیاہ کرکے چلے آئے اس طرف طیاری ہو رہی تھی اور
اینگ سی نے بھی غفلت نکی لیکن جب کسیکی بگڑتی ہی تب اچھی تدبیر بری ہو جاتی ہی چنانچہ التنجو نے اپنی قوم کے
سپاہیون کو اون مقامون پر متعین کیا جہان اہل ختا کی سکونت تھی تاکہ اگر یہہ لوگ مستعد بغاوت
ہووین اور چنگیز سے مل جانے چاہین تو اپنی سپاہ وہان جا پر موجود رہے تاکہ تخم ناراضی سے جو اونکے دلون مین بسبب
اپنے پامال ہونے اور سرخوار رہنے کے تھا درخت بغاوت پیدا ہووے غرض جو تین اینگ سی کے سپاہی اونکے گھرون پر
پہنچے ختائیان سب بگڑ گئے اور کہنے لگے کہ جب ہم لوگ متہم سمجھے جاچکے ہین تو اب مردانگی کے یہی معنی ہین
کہ ہم سب ویسے ہی ہو جاوین غرض یہہ لوگ باغی ہو گئے اور ارسلان خان سردار کارلک اور ادیقوت خان
سردار ایگور اپنی اپنی فوج لیکر چنگیز سے آن ملے بعد اوسکے خاقان نے علانیہ کہکر کہ جنگ جنوب کے ملکون مین شروع
ہووے گی لشکر کو تقسیم اور بیٹون اور دوسرے سپہ سالارون کو تابع کرکے نیوچی کے شہرون کے لینے اور خاک سیاہ
کرنے کو دوسری طرفون سے روانہ کیا اور خود دشمن کے مقابلے کو فوج چیدہ ہمراہ لیکر آگے بڑھا یہہ سامان دیکھکر
سردار نیوچی گھبرایا اور پیام صلح کا بھیجا لیکن چنگیز نے مطلق توجہ نکی اور تین طرف سے اوسنے اور اوسکے بیٹون
اور سپہ سالارون نے دشمن کے شہرون مین سے ایک شہر کو بعد دوسرے کے لینا اور ایک قلعہ کو بعد دوسرے کے قبضہ کرنا
شروع کیا اور جب کہ ختا کی قوم تاتار کا ایک فرقہ اوس سے آن ملا چنگیز نے اونکے سردار کو خطاب شاہ کا
دیا اور اپنے سپہ سالار چی لی نوئیان جسکو عرب کی تاریخون مین صرف چ کو ج سے بدل کرکے جی لی نوئیان
کہتے ہین فوج لیکر اوسکے ساتھ بھیجا تاکہ نیوچی کے خوف سے کسیکو اوسکے تابعداری کرنے مین تامل ہووے
اس امر کے ہوتے ہی بالکل قوم ختائیون کی اوٹھ کھڑی ہوئی اور چنگیز سے ملکر کئی شہر نیوچی کو اپنے قبضے مین
لائی اور اونکے شاہ نے شہر لیاؤتونگ کو جو مشرقی دار السلطنت قوم نیوچی کا کہلاتا تھا چھین لیا ادہر
یہہ ہو رہا تھا اودہر چنگیز کے سپہ سالار مغلی خان نے بالکل قلعجات قریب دیوار ختا کو اپنے اختیار مین کیا

غرض جب لٹی یانگ فوکی شہر کے محاصرے کو خاقان چلا شاہ نیوچی نے تین لاکھ فوج چیدہ کو جو ایسے وقت کے لئے ملازم تھی مقابلے کو بھیجا اور بڑی لڑائی اون سے اور مغلون سے ہوئی باوجودیکہ یہہ فوج خوب ہی لڑی اور داد جوانمردی کی جو چاہیے دی لیکن چنگیز کی فتح ہوئی اور نیوچی کی فوج بچی بچائی شہر لی ٹانگ فو مین پناہ گیر ہوئی اس مقام کو جب چنگیز نے محاصرہ کیا تو اہل قلعہ نے عاجز ہو کر ایسا ہلا مغلون پر کیا کہ علاوہ بہت سے لوگون کے مارے جانے کے خود چنگیز ضرب تیر سے ایسا مجروح ہوا کہ عرصے تک خوف رہا کہ بچیگا نہین اور اسی جہت سے خاقان نے ترکستان مین پہر جانا مناسب جانا کہ اپنے ملک کی آب و ہوا سے صحت زود تر ہووے جو نہین زخم اچھا ہوا چنگیز ختا مین پہر انتقام لینے آیا اور اون شہرون کو دوبارہ لیا جسمین نیوچی سب بعد خاقان کے گھائل ہونے اور ترکستان مین پہر جانے کے دخیل ہوئے تہے اور صوبجات شانسی اور پیچین کی سرحد پہ ایسی لڑائی دونون قومون مین ہوئی کہ بلا مبالغہ خون کا دریا بہا ایسا ہی قتل ہوا اور یہہ وقت ایسا تھا کہ قوم نیوچی کے خورد و بزرگ شاہ سے ادنی سپاہ تک ایک دل ہو رہے تھے ایک دل کا یہی ایک قصد رہے کہ خواہ فتح ہو خواہ موت ہو لیکن افسوس کہ وہی تفرقہ جو ہر ملک کے زوال کے ایام مین دیکھنے مین آتا ہی جو وہان بھی نمود ہوا چنانچہ ینسی نے اپنے سب سے بڑے سپہ سالار ہوچاہو کو ایکدفعہ ادنی سی بات مین معزول کر کے چنگیز کے خوف سے پہر اوسکو بحال کیا اور اپنے پایہ تخت کی حفاظت کے لیے متعین کیا غرض پہلی ذلت کی یاد اوسکے دل سے نگئی اور یہی خواہش ہوئی کہ خاوند ناقدردان ہلاک کیا جاوے اس ارادے سے فوج لیے بیٹھا مغلونکا تماشا دیکھتا رہا اور ہر چند ینسی نے بہت کچھ کہلا بھیجا لیکن مطلق متوجہ نہوا آخر ایک روز دفعۃً فوج لیکر پایہ تخت مین چلا آیا اور ینسی کو گرفتار اور چند روز مین مار کر کے چاہا کہ خود اوسکا قائم مقام ہووے لیکن لوگون کے تنگ کرنے کے اندیشے سے شاہزادے سنگ کو اوسنے تاج و تخت دیا اس ہل چل کو سنکر چنگیز نے عین وقت یورش کا پایہ تخت نیوچی پر سمجھا اور جبی لی نوئیان کو تہوڑی سی فوج دیکر پہلے سے بہیجا اور خود منزل بہر پیچھے رہا جب مقابلہ ہوا ہوچاہو نے باوجود اپنی علالت بہ سبب زخمی ہونے کے سردار مغل کو شکست دی غرض اوسکے زخم نے اوسی شب کو ریم پیدا کی اور صبح کو مقابلہ خاقان سے تھا اس سبب سے اوسنے اپنے نائب کاؤکی کو اپنی جگہہ مین مقرر کر کے میدان مین بہیجا غرض آپس کے نفاق نے اپنا کام یہان بھی کیا

اور کاؤکی نے قصداً اپنی فوج کو شکست دلوائی تاکہ ہو چکا ہو پر غضب شاہی ہووے اور میدان سے پس پا
ہوکر شہر مین آیا اور فوراً سپہ سالار کے گھر کو محاصرہ کرکے اوسکو مار ڈالا اور چونکہ خود بادشاہ سپہ سالار مقتول
سے ناراض تھا اوسنے کاؤکی کو سزا نہ دیکر سرفراز کیا اور سپہ سالار بنایا اوس وقت مین شہر ینگ کینک جسکو
اب پیچین کہتے ہین ینوچی کا دارالخلافہ تھا قاآن بزرگ کا قصد ہوا کہ چارون طرف سے اوس مقام پر حملہ ہووے
اس ارادے سے دو سردار ختائی جو معتمد اوسکی فوج مین تھے اونکے ہمراہ چار پلٹنین اہل ختا کی شمال کی طرف
چڑھائی کرنے کو بھیجی گئین اور تین بیٹے توچی خان اور اوکتائی خان اور چغتائی خان کو حکم ہوا کہ جنوب کی طرف
سے تاراج کرتے ہوئے شہر پر حملہ کرین اور یوجا خان اور جوجی کاسر خان چنگیز کے بھائی کو شمال کے پرگنون
کو خاک سیاہ کرنے اور بعد اوسکے ینگ کینگ کے محاصرے مین دوسرون کے ساتھ جا ملنے کا حکم ملا اور خود چنگیز
اپنے بیٹے تولی خان کو ساتھ لیے چوتھی طرف سے روانہ ہوا اور اسی حملہ مین خاقان نے ایک تدبیر ایسی کی جو قابل
بیان کے ہی چونکہ ختائیون کی پدر و مادر پرستی سے واقف تھا اس لیے جتنے بوڑھے اور بڑھیان اور لڑکون کو
گرفتار کرسکا اپنی فوج کی پہلی صف مین اونکو قطار سے کھڑا کرتا تھا اور ختائیون کے مقابلے کو جاتا تھا او
وہ لوگ جب اپنے بزرگون اور عزیزون کو اس طرح سے دیکھتے تھے نے حرب کیے ہٹ جاتے تھے اور اسی طور سے
جب ختائی فوج سامنے آتی تھی نے لڑائی اوسپر فتح ہوتی تھی غرض ینوچی تاتار سے دس شہرون مین متواتر
مقابلہ ہوا اور چنگیز ہمیشہ ظفریاب ہوا اور انہین لڑائیون مین صوبجات پیچین اور شان تانگ اور شنسی اور ہونان
بالکل تباہ اور خاک سیاہ ہوگئے لاکھون آدمی مارے گئے اور لاکھون اسیر ہوئے آخرکار جس طرح سے شکاری سب
چارون طرف سے جانورون کو گھیر کر ایک مقام پر لاتے اور مارنا شروع کرتے ہین اوسی طور سے چنگیز اور اوسکے
بیٹون اور سپہ سالارون کی فوجون نے ہر طرف تباہی لاکر شہر ینگ کینگ کو چارون طرف سے محاصرہ کیا جہان
پر شاہ ینوچی مقیم تھا غرض ہرچند لوگون نے خاقان کو صلاح اوس شہر پر حملہ کرنے کی دی لیکن جواب اس
مضمون کا سب کو دیا کہ **بیت** وقت ضرورت چو نماند گریز + دست بگیرد سر شمشیر تیز + پس عاجز کو ایسا
تنگ نکیا چاہیے کہ بچنے کی کوئی صورت باقی نرہے کیونکہ عالم یاس کے تہور مین ایک شخص انبوہ کو پراگندہ کرڈالتا
ہی اسی خیال سے چنگیز نے ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا کہ اے شاہ تانجو تیرے تمام ملک کو مین نے فتح کیا اور صرف

ہی ایک شہر تیرا باقی رہا ہی اگر باج نہیں دیویگا اور جو کچھہ مین نے طلب کیا ہی فوراً نہین بہیجیگا تو تجھہ کو غارت کرونگا آخر کو سب کچھہ اوسنے قبول کیا خاقان اپنی فوج لئے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوگیا لیکن چند روز کے بعد کسی بہانے سے چنگیز نے سردار منکان بہادر کو پہر ختا مین اونہین سبب سے لڑنے کے لیے بہیجا اور اوسنے شہر ینگ کینگ کو فتح کیا مگر شاہ ہیوچی نے سابق محاصرے کے بعد شہر کی کانگ فو مین رہنا اختیار کیا تہا اس لئے اوسپر صدمہ نہ آیا حالانکہ سپاہ اوسکی بہت ماری گئی اور دولت بہی مغلون کے ہاتھہ ایسی آئی کہ جب سپہ سالار نے چنگیز کے پاس اوسے بہیجا اوسنے مارے خوشی کے مبارکبادی کا نامہ لکہا اور یہہ اتفاق سے کسی سردار کے واسطے ہوتا تہا کہ بادشاہ تہنیت نامہ اوسکو لکہے بلکہ فتحون کا حال سنکر صرف یہی اکثر لکہتا تہا کہ اچہا کیا اوسکے بعد برابر دو قومون مین لڑائی ختا کی سرزمین پر رہی اور سنہ ۱۲۱۷ عیسوی مین مغلی خان چنگیز کا خاص سپہ سالار چین مین بہیجا گیا اور قاآن دوسرے ملکون کو سر کرنے مین متوجہ ہوا غرض اس تاریخ مین چنگیز کے ذکر کو ہین لڑائیون سے تعلق ہی جو کہ سرزمین چین پر واقع ہوئین اس لحاظ سے غیر جگہون کا زیادہ بیان مناسب نہین لیکن اتنا کہنا کچھہ مضائقہ نہین کہ چونکہ سلطان محمد خوارزم شاہ نے چنگیز کے ایلچی کو مار ڈالا اور خلیفہ ناصر بن ابو العباس احمد نے جو دشمن جانی محمد خوارزم شاہ کا تہا سفیرون کے وسیلے سے اصرار بار بار قاآن کے حضور مین اوس سلطان پر غالب ہونے اور مارنے کے باب مین کیا تہا ان جہتون سے چنگیز ماوراالنہر کی طرف متوجہ ہوا اوسی عرصے مین تولی خان چنگیز کے بیٹے اور سلطان محمد خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوگیا تولی خان پس پا ہوا اور باپ سے آن ملا یہہ سب حال سنکر چنگیز کو قہر پیدا ہوا اور لشکر کی کئی تقسیمین کرکے اپنے بیٹون اور سپہ سالارون کے تابع ایک ایک فوج کرکے روانہ کیا اور شہر بوپر کو جو واقع درمیان سمرقند اور بخارا کے ہی فتح اور قتل عام کرتا بخارا پر چڑھہ آیا جہان خوارزم شاہ کے تین چیدہ سردار اور بڑی فوج تہی اگرچہ شب خون مارنے کے قصد سے اون لوگون نے چنگیز کی فوج پر کئی دفع حملا کیا لیکن مغلون نے ایسا جواب باصواب اوس حملے کا دیا کہ بخارا مین پس پا ہوکر صبح کو دوسرے دروازے سے بہاگ جانے پر مستعد ہوئے لیکن قاآن کے سوارون نے گہیر کر سب کو مار ڈالا اسپر شہری لوگ سخت گہبرائے اور امن مانگنے کے لیئے علما اور بالکل اہل فتوے شہر کی کنجی لئے چنگیز کے حضور مین حاضر ہوے بعد اسکے قاآن فوج لیکر داخل ہوا پہلے چاہا کہ چند دن کی

جان بخشی کرے لیکن خبر تحقیق جو اوسکو ملی کہ محمد خوارزم شاہ کی اکثر سپاہ شہر کے اندر ایک ہزار دو ہزار دو
شب خون مارنے کے لیئے چھپی تہی اور علما وغیرہ جو امن مانگنے گئے تھے اونکو اسکی اطلاع تہی یہہ سنکر ایسا
پر قہر ہوا کہ جامع مسجد سے قرآن منگواکر پہاڑ ڈالا اور گھوڑون کی ٹاپون سے روندوایا اور منبر پر چڑھکے
محمد خوارزم شاہ کی شان مین جو کچھہ منہہ مین آیا کہا وہان سے اوترتے ہی حکم شہر کے پہلے لوٹنے
اور پہر اوسکے قتل عام کرنے اور چارون طرف آگ لگا دینے کا دیا چونکہ اکثر گھر لکڑی کے تھے
آناً فاناً مین شہر خاکستر ہو گیا بعد اوسکے سمرقند کا وہی حال اوسنے کیا اور خراسان کو بالکل تباہ کرکے
پایۂ تخت بلخ کو بہی مثل اور شہرون کے اوسنے خرابہ بنایا اور ایک ادنی کو زندہ نہ چہوڑا اور خبر جو پہونچی کہ محمد
خوارزم شاہ نے تالی کان مین پناہ لی ہی فوراً وہان جا پہونچا اور اوسی جگہہ کی فتح مین مشغول تھا کہ خبر ہوا
کہ سلطان جلال الدین منکبرنی محمد خوارزم شاہ کے بیٹے نے مغلون کو بڑی شکست دی ہی یہہ سنتے ہی غصہ میں
آیا ایران کی پچہم کی طرف کے ملکون کو گہوڑون کی ٹاپون سے ایسا روندواڈالا کہ صدہا کوس تک نشان درخت
اور مکان اور حیوان اور انسان کا باقی نہ رہا اور شہر لاہور اور ملک ملتان پامال کرنے کے لیے اوسنے
سردار بلائی نوئیان کو بہیجا اور خود کابل کی طرف سے جلال الدین کے مقابلے کو پہونچا اور اوسکی فوج کو
رود سندھ پر ایسا گہیر لیا کہ جلال الدین نے بجز فتح کرنے یا مرجانے کے دوسری صورت نہ دیکھی کیونکہ اوسکی پشت
پر رودخانہ سندھ اور تین طرف سے مغل اور بیچ مین وہ تھا غرض وہ بہادر مطلق بد حواس نہوا اور ایسا ایسا
کام دلیرانہ کیا کہ خود چنگیز متحیر ہوا آخر کو جب ساری فوج کٹ گئی اور امید کچھہ باقی نرہی جلال الدین ستر سوار
چیدہ اور جان نثار کو لیکر چنگیز کی ساری فوج پر دفعۃً جا پڑنے کو موجود ہوا لیکن بھتیجے نے منع کیا
اسپر باگ پہیر کر وہ رستم ثانی کنارۂ دریا پر آیا اور اپنے عزیزون کو نگلے لگاکے ستر سپاہ کو لیکر رود
سندھ مین کود پڑا کہ اتنے مین چنگیز خود آن پہونچا اور ہر چند مغلون نے ہزار ہا تیر جلال الدین پر نشانہ
باندھہ کر لگایا لیکن ایک بہی کارگر نہوا اور وہ بہادر بے بدل اوس پار جا پہونچا یہہ دیکھتے ہی خاقان
کے منہہ سے مرحبا مرحبا بے ساختہ باواز بلند نکلا اور بیٹون کی طرف خطاب کرکے کہا کہ دیکھا
تمنے اتنے باپ کا ایسے ہی بیٹا ہوتا ہی خبردار تم بہی اسیطرح سے میرا نام دشمن کے منہہ سے آفرین

کے ساتھہ لیو انا یہہ کہکر فوج کو اوسکے تعاقب سے باز رہنے کا حکم دیا اسی عرصے مین تولی خان اوسکے
بیٹے نے موافق فرمان پدری کے خراسان کے تمام شہرون کو ایک بعد دوسرے کے خاک سیاہ کرنا شروع
کیا اوسوقت ہرات سب سے عظیم الشان شہر اوس ملک مین تھا اور محمد کرجانی فوج جرار لئے اوسکا
محافظ تھا سات روز تک اس شخص نے ایسا حملہ مغلون پر کیا کہ اگر ساتوین دن مارا نجاتا تو تولی خان
کبھی ظفریاب نہوتا غرض اوسکے مارے جانے سے ہراتیون کا جی چھوٹ گیا اور پیغام صلح کا اونہون
نے بھیجا سارے ہرات جب طی ہوے تو تولی خان نے اونکی جان بخشی کی اور ملک ابوبکر کو وہان کا حاکم مقرر کرکے
باپ کے پاس چلا آیا جو اوسوقت شہر تالی کان کو حصار کیے موقع ملنے کا دیکھہ رہا تھا اسی حین مین خبر ہراتیون
کو پہونچی کہ سلطان جلال الدین نے غزنی مین مغلون کو بڑی شکست دی ہی فوراً اونہون نے بلوا کرکے ملک
ابوبکر اور دوسرے مغلون کو مار ڈالا اور مبارز الدین سبزواری کو اپنا محافظ مقرر کیا یہہ حال سنکر چنگیز اپنے
بیٹے پر ہراتیون کی جان بخشی اور ایل مین کرنے اور رحم کو جا دینے کے لیے بہت خفا ہوا اور ایل چکیتائی
نوئیان سردار خونخوار کو چوبیس ہزار سوار سمیت انتقام لینے کے واسطے بھیجا اوسنے جاتے ہی ہرات کو
محاصرہ کر لیا لیکن شہریون نے ایسا ایسا کام کیا کہ چھہ روز تک مغلون سے کچھہ ہو نہ سکا آخر کار اوس سردار نے فتح
کرکے اپنی دانست مین کسیکو زندہ نچھوڑا لیکن مولانا شرف الدین خطیب اور دوسرے پندرہ شخص ایسی جگہہ چھپے
ہوے تھے کہ ہاتھہ نہ آئے جب مغل تمام خاک سیاہ کرکے چلے گئے رفتہ رفتہ چوبیس آدمی جو مغلون
کی تلوارون سے ایک عجیب طور سے کہ اوسے قریب اعجاز کے کہنا چاہیے بچے تھے اون لوگون کے ساتھہ آن ملے
ان چالیس آدمیون کے سوا ہرات مین پندرہ برس تک کوئی نرہا یہان تک وہ شہر عظیم الشان جو ملقب
فردوس نشان مشہور تھا برباد اور مثل خرابے کے ہوگیا یہہ سانحہ شگرف سنہ ١٢٢٢ مسیحی یعنے
سنہ ٦١٩ ہجری مین واقع ہوا الغرض بعد طی ہونے ان سب لڑائیون کے جو محمد خوارزم شاہ اور اوسکے بیٹون سے
ہولی تھین چنگیز خان اپنے تخت مین جو اردو بالغ کہلاتا تھا پھر آیا القصہ یہہ عرصہ جو سردار مغلی خان کے
چین بھیجے اور چنگیز کے اردو بالغ مین پھر آنے بعد لستنے ملکون کی فتح کے گذرا تھا اس مین مغلی خان نے
بڑا بڑا کام کیا تھا چنانچہ چین مین آتے ہی صوبجات شنسی و تچین اور شان طانگ کے بہت سے شہرون کو لیا

اور انھین سے جب شہر نیچو کے باشندون پر بعد بڑی گھسان لڑائی کے فتح ہوئی
مغلی خان نے غصہ مین حکم قتل کا دیا تب اوسکا ایک سردار چاوسنگ پاؤن پر گر پڑا اور
کہنے لگا کہ میرے والدین اور بھائی سب اس شہر مین ہین اگر قتل عام ہووے گا تو وے بھی
مارے جاوین گے بس حضور میری جان بخشیے اور اس شہر کے لوگون کی جان بخشی کیجیے
مغلی خان کو اوسکی بہادری اور رحم دلی ایسی پسند آئی کہ قتل سے باز رہا اسیطرح
سے سنہ ۱۲۲۵ تک مغلی خان اور اوسکے نائب سردار سب برابر قوم نیوچی سے لڑتے رہے اور اوسی
سال مین اوسکا انتقال ہوا خبر اوسکے مرگ کی جو چنگیز کو پہونچی رنج عظیم ہونیکے علاوہ اوسنے ختا مین خود آنا
جانا اور چونکہ اوسی عہد مین ٹان گوٹھ دوسری قوم تاتار کے شاہ نے شند اسکو نے مغلون کے دو بڑے دشمنون کو
جگہہ دی تھی اسی امر کے انتقام لینے کے بحاجت سے چنگیز نے فوج فقار لیکر اوسیر تاخت کی کہتے ہین کہ
اوس لڑائی مین تین لاکھ لاشین صرف دشمن کی شمار کی گئی تہین بعد اوسکے اوکتائی خان چنگیز کا بیٹا
اور سردار چاہانگ دونون صوبہ ہونان مین داخل ہوئے اور پایہ تخت نیوچی کو محاصرہ کیا لیکن شکست پائی وہان سے
ہٹکے ان دونون نے اور بہت سے شہرون کو لیا غرض جب چنگیز نے دیکھا کہ نیوچی کو یکبارگی نیست ونابود کرنیکی
قدرت بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کو نہین ہی اوسنے بڑی طیاری سے جنگ کا سامان مہیا کیا اور اسی
فکر مین تھا کہ لوپانگ کے پہاڑ پر پیغام اجل کا اوسکو پہونچا غرض قبل اس واقعہ کے خاقان نے اپنی
مملکت کی تقسیم اپنے بیٹون مین کی اور اوکتائی خان کو خطاب خاقان کا دیکر اپنا قائم مقام تاتار کے
تمام ملکون اور مشرق کے بالکل ممالک مین کیا اور چغتائی خان کو ماوراء النہر اور ترکستان پر مالک کیا
اور خراسان اور ایران اور ہند کی سرحد کے ملک جن کو تولی خان نے خود سر کیا تھا بالکل اوسکو ملا اور اپنے
پوتے باتون خان جوجی خان کے بیٹے کو کہ باپ اوسکا چنگیز کی مرگ سے چھہ مہینے قبل دشت قبچاق کی
ایک لڑائی مین مارا گیا تھا ملک الان اور روس اور بلغار وغیرہ اوسنے بخش دیا اور چوتھی ماہ رمضان
کو سنہ ۶۲۴ ہجری مین چنگیز نے انتقال کیا اور اوسی کوہ لوپانگ پر ایک درخت کے نیچے دفن ہوا
اور کہتے ہین کہ تھلیل عرصے مین قبر کے گرد ایسا جنگل پیدا ہوا کہ وہان آدمی کا جانا موقوف ہو گیا حیث چنگیز کا

وصیت نامہ پڑھا گیا تمام سرداروں نے اوکتائی خان کو رتبہ خاقانی دیا اور اوسنے جلال الدین شاہ کے
پھر اپنے ملک میں ہند سے آنے کی خبر سنکر فوج بھیجی اور وہ شخص جو آ گئے ایسا سپاہی زبردست جفاکش بہادر
تھا کہ خود چنگیز نے اوسکو مرحبا کہا مختصر کابل نکلا اور ہندوستان کے عیش نے اوسکی سپاہ گری کو
طاق پر رکھدیا کیونکہ جب شہر دیار بکر میں آیا بجز صحبت لولیان ہند جو ہمراہ تھیں اوسے کچھ اور شغل نہ تھا
نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو ہر بادشاہ عیاش کے واسطے ہوتا ہے یعنے ملک چھن گیا اور مغلوں کا سردار ایماس نوئین
جو فوج لیکر پہونچا بادشاہ بدستور تماشا بینی میں مصروف تھا لیکن امرا اور ارکان دولت نے تھوڑی سی
سپاہ جمع کرکے مقابلہ کیا غرض اس مزاحمت سے اتنا ہی حاصل ہوا کہ جلال الدین کو فرصت کوہستان
کی طرف فرار کرنے کی ملی مگر وہاں کسی جزوی تاتار کے ہاتھ سے اوسکی جان گئی الغرض جس
حال میں سپہ سالار سپاہ اوکتائی خان کے ایران اور توران اور گرد و نواح کے ملکوں میں اس طرح سے لڑ رہے
تھے خاقان نے قوم نیوچی کو بیخ و بنیاد سے غارت کرنے کے ارادے سے سپاہ سالاروں کو فوجیں دیکر صوبجات
شنسی اور پیچین اور ہونان اور شانتانگ وغیرہ میں بھیجدیا اور اون جگہوں کے فتح کیے جانے سے گویا بنیاد
مغل کی سلطنت کی ختا میں ڈالی گئی اور پانچ برس تک برابر لڑائی نیوچی تاتار سے اونکو رہی لیکن اسکو آغاز اونکے
دور کا سمجھنا چاہیے بعد اوسکے اوکتائی خان نے اپنے بھائی تولی خان کو ہمراہ لیکر شہر فونگ سیانگ فو کو
محاصرہ کیا اور تمام دن کی لڑائی کے بعد ظفریاب ہوا اور اسیطرح سے شہر تاپوکی کو فتح کرکے خاقان نے
ارادہ شہر ہانگ چانگ فو پر چڑہائی کا کیا کہ اسی عرصے میں دارالامارہ اردو بالغ میں وزرا کے درمیان قضیہ
ہونے سے خاقان کو وطن کی طرف پھر جانا ضرور ہوا غرض اوسکا بھائی تولی خان اسی امر کے حصول
کی فکر میں رہا اور قریب وسئی شہر کے تباہ کرتا آگے بڑہا اور علاوہ اون لوگوں کے جو لڑائی میں مارے گئے
لاکھہ ختائی سے زیادہ غنیم کے خوف سے جنگلوں میں پناہ گیر ہوئے اور وہاں پر ایک نہ ایک سبب سے
ہلاک ہوئے اوکتائی خان بھی اردو بالغ سے مراجعت کرکے شہر لوچیو کو صوبہ شنسی میں بعد بڑی لڑائی کے
جس میں اہل قلعہ نے خوب ہی مقابلہ کیا تھا فتح کیا اور دو طرف سے دونوں بھائی شہر کی فانگ فو پایتخت
نیوچی میں داخل ہونے کے لیے کوچ کیا اور شہنشاہ نیوچی نے بھی بڑی فوج اونکے مقابلے کو بھیجی جسنے سنکر

خاقان نے سوداَئی بہادر اپنے سپہ سالار کو بہائی کی مدد کو بہیجا اور ان سب فوجون مین بڑی بڑی لڑائیان ہوئین آخرکار ہیوچی کے پایۂ تخت پر مغل سب جا پہونچے لیکن اوسوقت بڑی ضرورت وطن جانے کی خاقان کو ہوئی ان جہتون سے اونہون نے ایلچی کی معرفت غنیم کو کہلا بہیجا کہ مناسب ہی کہ تم خراج اور عرضی بہیجو لیکن سوداَئی بہادر کو بجز خونریزی کے کچھہ پسند ہی نہ تہا اوسنے خاقان کی پیٹھہ پہیرتے ہی پہر جنگ شروع کردی اور شہر کو محاصرہ کیا اسی جنگ مین مغلون نے استعمال اوس آلۂ جنگ کا کیا جسکو آتش رومی کہتے ہین مگر معلوم نہین کہ کس طرح اور کس وزن مقدار سے نفت اور گندہک اور صنوبر کی رال سے مرکب کرکے تانبے اور لوہے کی نلون اور تیرون مین لپیٹ کے اور فلاخن مین گولا بنا کے دشمن پر پہینکتے تہے اس مرکب کا خاصہ یہہ تہا کہ جونہین ہوا اوس مین لگتی تہی شعلہ زن ہو کر جیسے بڑے گولے کے اندازے کے برابر اور برق کی طرح کوندتی یہہ آتش کبہی زمین کبہی آسمان کبہی داہنے کبہی بائین کبہی کتراتی کبہی سیدہی ایک مہیب آواز سے ہان ہان کرتی دوڑی پہرتی تہی اور پانی مین پڑنے سے دونی تیزی اوسکو حاصل ہوتی تہی اور اوسکے سامنے نہ جرأت نہ سپاہگری کام کرتی تہی بڑے بڑے اوسے دیکہکر تہراتے تہے چونکہ شاہ روم کے یہان اسکی ایجاد ہوئی تہی اس جہت سے آتش رومی کہلاتی تہی اور چارسو برس تک اسکی ترکیب کا راز کسی پر نہ کہلا غرض سنہ ۱۲ مسیحی کی شروع مین مسلمانون کو اوس سے آگاہی ہوئی اور اون لوگون سے مغلون کے ہاتہہ آئی تہی غرض اوس طرف سے مغلون نے یہہ آگ لگانی شروع کی اور ادہر سے ہیوچی بہی ایک قسم کی توپ مین بارود بہر کے لوہے اور پتہر کے گولے مغلون کو مارنے لگے اور ایک قسم تڑی لوہے کی دشمن پر داغتے تہے اور ان تڑیون کا حال ایسا تہا کہ وہ غنیم کو کہ ڈہونڈ ڈہونڈ اور دوڑا دوڑا کے مارتی تہین مغل سب خصوص اونکے گہوڑے ان تڑیون کی مار سے ایسے بدحواس ہوے کہ سوداَئی بہادر نے شاہ ہیوچی کو کہلا بہیجا کہ تم کب تک لڑوگے آخر پامال کیے جاؤگے بس بہتر یہی کہ صلح کرو غرض صلح ہوئی اور مغل کی فوج نے حصار سے ہاتہہ اوٹہا لیا مگر اوسی سال مین شاہ ہیوچی نے ایک سردار مغل کو جو خاقان سے روٹہہ کر اوسکے پاس گیا تہا نوکر رکہا بلکہ سرفراز کیا اور خطاب دیا اور اوسی کی صلاح سے مغلی ایلچی کو مار ڈالا اوسکا نتیجہ جنگ تہا اور وہی وقوع مین آیا یہہ ماجرا سنتے ہی سوداَئی بہادر فوج لیکر چلا اسی حین مین تولی خان نے انتقال کیا اور اوسکے بہائی اوکتائی خان کو بڑا رنج ہوا اور وہ شخص

بہی اوسی قابل تھا کیونکہ بہادر بے مثل اور سپاہی بے بدل تھا اب سابق مین لکھا جا چکا ہی کہ منوچجہ
تاتار نے اہل ختا کو بہت ستایا تھا اور فغفور ون نے بہی مغلون سے بار ہا مدد مانگی تہی غرض فغفور اور خاقان سے
عہد و پیمان ہوا اور شرط یہہ لکہی گئی کہ اگر خاقان منوچی کو ہلاک اور ختا سے خارج کریگا تو بالکل صوبہ ہونان
بطور جاگیر موروثی کے مغلون کو دیا جاویگا فغفور نے انتقام لینے کے واسطے یہہ قول دیا لیکن
منتقم کی آنکھہ اندہی ہوتی ہی اور پیش بینی تو کیا غصے مین سامنے کی کہائی اوسکو دکہائی نہین دیتی ہی
آگے اوس شرط کی برائی کا حال معلوم ہوویگا القصہ ختائی فوج بہی شریک مغلون کی ہوئی اور چونکہ
دونون طرف کی فوجین کثرت سے جابجا متعین تہین لڑائیان بہت سی ہوئین اکثرون مین مغل سرسبز رہے ایسی وقت
سردار منوچی مسمی سولی نے جو قابل سولی کے بے شک تھا اپنے خاوند کو دغا دی تہی اور چونکہ شہر کیافونگ
کی ایک تقسیم کی حفاظت اوسکے سپرد تہی اوسنے موقع دیکہکر دفعۃً وزیرون کو مار ڈالا اور اونکے عوض اپنے لوگون
کو بحال اور خاوند کی حرمون کو اور اون سردارون کی بیٹیون کو جو غیر حاضر یعنے آقا کے ساتھہ شہر ہوئی فوجین
تہے اپنی محل والیون مین داخل کیا اور شہر کی قلعہ بندی کو تڑوا اور خاوند کے مالون کو لے اور بالکل نمک حلالون
کو مار یا قید کر کے اور آقا کی مان اور سہیلیون کو کاٹھیون مین بند کر کے سودائی بہادر سے جا ملا اور اوس خونی نے
جو اسم با مسمی تہا یعنے لڑائی مین سودائی ہو جاتا تہا شاہ منوچی کے رشتہ دارون کو قتل کیا اور سولی کافر نے پیر کے
ساتھہ شہر مین داخل ہو کر شہر کو لٹوا دیا ہر چند سودائی نے مغلون کو منع کیا لیکن وے سولی کی دغابازی سے
ایسے متنفر تہے کہ جاتے ہی پہلے اوسی کے گہر کو کہود ڈالا اسکے سوا دوسرا ایک سپہ سالار بہی ایک سردار کی
عداوت کے سبب سے جسکی طرفداری شاہ منوچی نے کی تہی بگڑا غرض اوسکے دشمن کو سزا دیکر شاہ نے اوسے
راضی کیا اور حکم عہد و پیمان کرنے ساتھہ مغلون کے واسطے اپنی مان کی مخلصی کے دیا اور اوسنے ایلچی بہیجا
غرض ہنوز گفتگو تمام نہین ہوئی تہی کہ اسی سردار پوچیاکون نے دفعۃً مغلون کو غافل پاکے ایسا حملہ کیا کہ سردار
لی موٹئی کی فوج کو شکست کامل ملی اس فتح سے غرور اوس منوچی سردار کو ایسا ہوا کہ میدان جنگ سے پہر کے
اوسنے اپنے خاوند ہی کو قید کیا اوسے بہی جب نمک حرامی کی شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اور انقلاب روزگار کو یاد
کر کے بہت رویا بعض نمک خوارون کو اوسکا ایسا رنج ہوا کہ مشورہ کر کے پوچیاکون کو اونہون نے مار ڈالا

اوسکے لشکر نے یہہ دیکھکر بلوا کیا لیکن بادشاہ نے انعام واکرام سے راضی رکھا اور سردار ہوسی ہو کو
دونون عہدے وزارت اور سپہ سالاری کے دیکر خود چار سو خواص رفیق لیے شہر حونینگ مین گیا اور ہوسی ہو نے
ایسا معقول بندوبست کیا کہ مغلون کے حملون سے چند کچھہ نہ ہوا لیکن جب ختائی فوج آن ملی دونون نے شہر سی چو کو
محاصرہ کیا اور تین روز تک ایسی جنگ ہی ور نیوچی سردار نے ایسا ایسا کام دلیری اور سپہ گری کا کیا کہ خود
دشمنون نے واہ واہ کی آخرکار چوستھے روز شاہ نے جب دیکھا کہ دشمن سب مورچے کے بعد مورچہ لیے چلے
آتے ہین اوسنے امرا کو جمع کرکے کہا کہ اگرچہ تاریخون کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خانوادہ شاہی کا خاتمہ وہ
بادشاہ سب کرتے ہین جو بدوضع اور شرابی یا خونی اور ظالم ہوتے ہین لیکن ہماری قسمت نے یہہ تماشا نیا
دکھایا کہ باوجودیکہ ویسے عیبون سے مین مبرا اور پاک رہا لیکن خاتمہ نیوچی کے خاندان کا مجھہ سے ہوتا ہی
لیکن تاہم مین ایسا نہین کہ دشمن کے قبضے مین جان رہتے جاؤن اور آبروریزی کرواون تم دیکھو مین کیا کرتا ہون
یہہ کہکر تمام مال اپنا نقد وجنس لٹوا دیا اور حربہ اوٹھا کے باواز بلند کہا کہ جسکو میرے ساتھہ آنا ہو آوے فوراً تمام
رفقا اور کئی ہزار چیدہ سپاہی ساتھہ ہو گئے اوسوقت بادشاہ نے ایسا حملہ کیا کہ مغلون کو پہلے تعجب ہوکر یہہ
بلا ہی یا آدمی جو اسطرح ایک صف کو بعد دوسری صف کے صاف کرتا مثل شیر زخم خوردہ کے چلا آتا ہے اگرچہ درست ہے کہ
بیت دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را ؎ مگر ایک کی دوا دو اور چند لوگ کہانتک جم غفیر کا
مقابلہ کرسکتے ہین آخر شاہ نیوچی حصول سے مایوس ہوکر جسکی آرزو مین یہ حملہ اوسنے کیا تھا شہر مین
پھر آیا اور چونکہ خاص وعام مین سب کے بہوک سے فاقہ تھا اپنے بالکل گھوڑون کو اوسنے مروا ڈالا اور رعایا کو
کھلا دیا شب کو اسنے اپنی خاندان کے ایک شاہزادے کو اپنی گدی دیکر خود حفاظت شہر مین مثل ادنی سپاہی کے مشغول
ہوا لیکن مغلون کے متواتر حملون سے جب ظاہر ہوا کہ اب امید باقی نہین ہے اوسنے مہر شاہی کو لیا اور ایک گھر مین
جا چارون طرف گھانس کا انبار لگوا دیا اور لوگون سے کہا کہ بعد ایک گھڑی کے جب مین اپنے کو ہلاک
کرچکون تم اس گھر مین آگ لگا دینا تاکہ میری لاش غنیم کو نہ ملے چنانچہ ویسا ہی ہوا جب کہ بادشاہ کے
ہلاک ہونے کی ہوویلاچی سردار ہوسی ہو نے سنکر دریا مین اپنے کو ڈال دیا اور پانچ سو آدمی سپاہی اور رفقا
اوسکے ساتھہ ڈوب مرے اور مغل سب جو قلعہ کا دروازہ توڑکر آئے تو اونہین ایک سناٹے کا عالم نظر آیا

آگے جو بڑھے تو دیکھا کہ چینک منگ جسکو بادشاہ نے تاج و تخت دیا تھا اپنے محسن کی لاش کی خاکستر اڑانے مین سرگرم ہی الغرض وہ کم بخت بھی اونکے ساتھ مارا گیا اور اسیطرح راوی کا بیان ہے کہ خاتمہ خاندان نیوچی تاتاریون کا ہوا بعد اوسکے مغلون نے فغفور سے ملکیت صوبہ ہونان کی موافق شرط کے طلب کی لیکن قبل اس مطالبے کے ختائیون نے پیش بندی سے زیادہ فوج اوس صوبہ کی حفاظت کے لیے بھیجی یہہ امر مشتبک بیجا تھا اور مغلون کو اگرچہ ارادہ اونکا ملک بانٹ لینے کا نہ بھی ہوتا یہہ حرکت تو بھی ناگوار معلوم دیتی لیکن ایسے وقت مین یہہ بات گویا اونکی عین منشی کے موافق واقع ہوئی اور یہہ بد عہدی ایک علامت زوال کی جملے سے اور اور آثار کے تھی اور اوسیکو مغلون نے تاخت کا وسیلہ کر کے ختائیون سے جنگ شروع کی اور اونکی ایک فوج پر ایسا حملہ کیا کہ ایک متنفس نہ بچا یہہ حال سنکر فغفور نے اپنی لاعلمی اس مادے مین جو باعث ابتدائے نقصے کا ہوا تھا بیان کی اور اپنی حفاظت کے لیے سپہ سالار کو معزول کیا اور مغلون کو بالکل صوبہ ہونان پر دخل دیا اور جب اس طرح سے چین مین امن کی صورت پائی گئی خاقان نے پندرہ لاکھ سوار جمع کر کی تمام عالم کو سر کرنے کے ارادے سے باتو خان ابن توشی خان اور منگو خان ابن تولی خان اور بائی دار خان ابن چغتائی خان اور اپنے بیٹے گایوک خان اور سپہ سالار سودائی بہادر ہر ایک کے تابع فوج دیکر چارون طرف روانہ کیا اور یہہ لوگ سمندر کاسپین کے شمال و مغرب جانب سے لوٹتے اور تاراج کرتے اور پامال و خاک سیاہ کرتے نصف ملک سرکاسی اور اطراف و جوانب کی طرف گئے اور بائی دار خان نے سیدھی راہ ملک روس کی لی اور شہر ماسکو سابق کے پایہ تخت کو اوس ملک کے فتح کیا اور روس کے بادشاہ سے اونی امیر تک ان لوگون نے خراج قبول کروایا اور یہہ امر سنہ ۱۲۳۶ عیسوی مین واقع ہوا اور تین برس بعد مغلون نے پھر روس مین یورش کی اور اوسکے برس دو برس بعد جو پھر گئے تو سارے ملک کو اس سرے سے اوس سرے تک اونہون نے فتح کیا وہان کی لڑائیون اور خونریزیون اور روسیون کی خرابیون کا حال اگر اختصار سے بھی بیان کیا جاوے تو اسی تاریخ کے برابر دوسری ایک جلد بے تکلف مرتب ہو جاوے چنانچہ ایک لڑائی کے بعد مغلون نے دشمن کی لاشون کے صرف داہنے کان سے نو تھیلے بیس بیس من سے زیادہ کے بھر لیے اور اوس سے قیاس کرنا چاہیے کہ کیا کیا خونریزی سارے ملک کے فتح کرنے مین ہوئی ہوگی بعد اوسکے انہون نے

ملک پولانڈ پر تاخت کی اور موافق ضابطہ معمولی کے حتی الامکان کسی دشمن کو زندہ نچھوڑا وہان سے ملک ہنگری مین باتو خان جا پونچا اور چند شہر کو لیکر پایہ تخت پر چڑھہ گیا اور چارون طرف سے آگ لگا کے بالکل اہل شہر کو پیر سے بچہ شیر خوارہ تک تیغ کیا اور سوداتی بہادر نے دوسری طرف سے شہر وارادین کا وہی حال کیا الغرض اسی طرح سے مغلون نے اپنے ملک سے کنارہ بحر شمال تک جو قطب شمالی کے قریب ہے بالکل سر کیا اور بعد اوسکے حد تاتار پر پہیر آئے سارے عالم مین تہلکہ پڑ گیا اور تمام سلاطین فرنگستان کو ایسا خوف ہوا کہ اونہون نے ایک دوسرے کو نامہ باہم اتفاق کرنے اور مغلون کو شکست دینے کا لکھا چونکہ آپس کے قضیے کو فراموش کر کے سبھون نے اتفاق کیا اس لیے فرنگستان کے صرف وہی ملک جو سر ہو چکے تھے مغلون کے زیر حکم رہے لیکن باقی بچ گئے اور یہہ یورش قوم مغل کی فرنگ کی پائمالی کے لیے دو دفعہ اور بہی ہو چکی تہی لیکن چونکہ انہین کے مورثون نے کی تہی اور اون ایامون مین لقب و نکاہ ہن یا ہمو انگ نو اور آو آرتہا اسواسطے تیسرے دفتر مین اوسکا ذکر آچکا جب کہ اقوام تاتار کا حال لکھا جاویگا انشاء اللہ تعالی القصہ باوجودیکہ فرنگستان کی طرف یہہ حال تہا لیکن یہہ نہ سمجھنا چاہیے کہ بالکل فوج مغل کی صرف اوسی طرف مخاطب تہی کیونکہ شام اور اطراف کے ملکون مین اپنے کام سے یعنی فتح کرنے اور لوٹنے اور قتل عام اور خاک سیاہ کرنے سے غافل نرہے اور ملک ارمن اور شہر اربل کے نواحی مین تاخت و تاراج کرتے عراق مین مثل خدا کے قہر کے جا پڑے اور شہرون کو خراب کرتے اور ویران بناتے بغداد پر چڑھہ گئے لیکن یہین پہلی نوبت شکست کی آئی اور محی الدین اور شرف الدین اقبال دو طرف سے فوج لیکر مقابلے کو آئے اور مغلون کو اونہون نے شکست دی لیکن بیس روز کے بعد تاتار پہر آئے اور خلیفہ کے سپہ سالارون پر ظفر یاب ہوئے لیکن شہر بغداد کی قلعہ بندی خلیفہ نے ایسی مضبوطی کے ساتھہ کی تہی کہ مغلون نے قصد اوسے لینے کا نہ کیا بعد اوسکے ملک شام کی طرف پہرا اونہون نے رجوع کی اور حلب کے گرد و اطراف کے شہرون کو بدستور اونہون نے خاک سیاہ کیا ٹہیہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اس عرصے مین جب مغلون نے مشرق اور مغرب مین تہلکہ ڈال دیا تھا تو چین مین ختائیون کا عمل بے خرخشے کے تہا کیونکہ سی چوین کے صوبے کی دولت کا حال سنکر اوکتائی خان کا جی للچایا تہا اور اوسنے اپنے دوسرے بیٹے قوتان خان کو چہہ لاکہہ سوار کے ساتھہ

اوس طرف بہیجا اور صوبۂ کیانگ نانگ مین بہی فوج قہار کو چیدہ سردارون کے تابع کرکے روانہ کیا تہا
فغفور کو بہی خوف اونکا ہوا اگرچہ کئی ختائی سپہ سالار بڑے بہادر جان نثار فوج جرار لیکر اون صوبون
کی حفاظت مین تہے لیکن تاہم کمک مین زیادہ فوج بہیجی گئی غرض اونکے پہونچتے پہونچتے ایسی ایک لڑائی
مغلون اور ختائیون مین ہوئی کہ اوسکا بیان تصریح کے ساتھہ لکہنا چاہیے دنیا مین رستم کا نام بہادری
مین مشہور ہی لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہین کہ اونکے سامنے رستم کا نام قابل لینے کے نہین چاہیے چنانچہ
اول درجے مین حسینؑ ابن علیؑ کا مرتبہ بہادری مین ہی کیونکہ میدان کربلا مین ریت پر تشنگی اور گرسنگی مین
جس شخص نے ایسا ایسا کام کیا ہو اوسکے سامنے رستم کا نام وہی شخص لیتا ہی جو تاریخ سے واقف نہین
ہی کسکے قلم کو قدرت ہی کہ جناب حسین کا حال لکہے کسکی زبان مین یہہ لطافت و بلاغت ہی کہ اون بہتر
بزرگوارون کی ثابت قدمی اور تہور و شجاعت اور بیس ہزار سوار خونخوار شامی سے جواب دینے اور ایک
ایک کے ہلاک ہوجانے کے باب مین مدح جیسا کہ چاہیے کرسکے کس کی نازک خیالی کی یہہ رسائی ہی کہ اون
لوگون کے دلون کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اونپر گذرا اوسوقت سے جب عمر سعد نے دس ہزار سوار سے اونکو گہیر لیا
اوسوقت تک کہ جب شمر ملعون نے سر کاٹ لیا کیونکہ ایک کی دو اور دو شل مشہور ہی اور مبالغہ کی حد یہی
ہی جب کسی کے حال مین یہہ کہا جاتا ہی کہ دشمن نے چار طرف سے گہیر لیا لیکن حسینؑ اور بہتر تن کو آٹھہ قسم
کے دشمنون نے تنگ کیا تہا اور اوسپر بہی قدم نہ ہٹا چنانچہ چار طرف سے نو دس ہزار فوج یزید کی تہی
جسکے تیرون اور نیزون کی بوچہاڑ مثل آندہی کے آتی تہی اور پانچوان دشمن عرب کی دہوپ تہی جسکی
مثال کسی شی مین زیر فلک نہین ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہی کہ عرب کی دہوپ کی مانند عرب ہی کی دہوپ
ہی اور چہٹا دشمن وہ ریگ کا میدان تہا جو آفتاب کی تمازت مین شعلہ زن اور تنور کی خاکستر سے زیادہ
پرسوز تہا بلکہ اوسکو دریائے قہر کہنا چاہیے جسکے بلبلے بنی فاطمہ رضا کے پاؤن کے آبلے تہے اور دو دشمن سب سے ظالم
بہوک اور پیاس مثل دغاباز ہمراہی کے جسکے برابر عدو نہین ساتھہ تہے اور تشنگی سے زبان پہول کے
جب پہٹ جاتی تہی تب ہی اون مرو کی خواہش اندر کے مٹہی تہی پس جنہون نے ایسے معرکے مین ہزارہا
کافرون کا مقابلہ کیا ہو اونپر خاتمہ بہادری کا ہوچکا الغرض سر دفتر تاریخ ہن زم کو جانکر بعد اوسکے

اوس معرکے کا بیان ہے جو اہل یونان اور اسفندیار پسر گشتاسپ شاہنشاہ ایران کے ہوا جب وے یونانیوں کے
لاکھوں فوج لیکر یورش کی تھی اور تھرماپلی کے ناکے پر یونان کے بادشاہ لی آنی ڈاس نے صرف تین سے
آدمی سے مقابلہ کیا اور ایک شمہ اوس لڑائی کا یہہ ہی کہ لی آنی ڈاس نے جب ناکے پر روکا تو ساری فوج
ایرانی نے ایک پلٹن کے بعد دوسری پلٹن سے حملہ کیا اور صرف اونھیں تین سے یونانیوں نے سب کو ہٹایا
اور خود اسفندیار کبھی فوج پر غصہ ہو کبھی دلاسا کبھی سزا کبھی انعام دیکر حملے مین بھیجتا تھا لیکن لاش کا
تودہ لگ گیا اور خون کا دریا بہا مگر ایرانیوں کو دخل نہ ملا اور یہی سامنا شبانہ روز رہا آخرش ایک دغاباز
یونانی نے اسفندیار سے انعام لیکر درہ کوہ مین ایسا رستہ بتلایا کہ اودھر سے جاکر ایرانیوں نے دفعۃً رو اور
پشت سے پر تاخت جو کی تو دونوں طرف کے حملے کا جواب اون بہادروں سے نہ دیا گیا غرض جب تک ایک زندہ رہا
ایرانیوں کو بجز زحمت کے کچھہ حاصل نہوا القصہ بعد اوس رزم کے تیسری وہ رزم ہی کہ جسکو اس تاریخ سے
تعلق ہی چنانچہ جب توتان خان نے صوبہ شینسی کے شہروں مین سے شہر تین کو جو قریب ہانگ چانگ فو کے
واقع ہی محاصرہ کرنے کا قصد کیا تو آون حاکم شہر قلعہ سنگ اِن مین جو راہ پر تھا فوج داخل کرکے دس ہزار سپاہی
کے ساتھہ دریا کے کنارے شب بھر رہا اور صبح کو کوہ کیتو آن کے ناکے پر اونکو متعین کرکے خود آٹھہ سو چیدہ سپاہ
زور آور جنگ آزمودہ و جان نثار کو ہمراہ لیکر اوسی مقام ناکے پر مثل یونانی لی آنی ڈاس کے دست
بقبضہ ہوکر مغلوں کی راہ دیکھتا رہا آخر کو جب وہ لشکر پہنچا ایسا ایسا حملہ دونوں طرف سے شروع ہوا کہ
تحریر و تقریر کی قوت سے باہر ہی اور صرف قیاس ہی کا کچھہ امکان ہی کہ اوسکی صورت کو دریافت کرے
حاصل یہہ کہ جب مغلوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور اون آٹھہ سو بہادروں مین سے چند باقی رہے تو آون
نے پکارا کہ یارو بس اسی حملے پر منحصر کرنا چاہیے کیونکہ قسمت مین یہی ہی یہہ کہکر اپنے گھوڑے کو ایک
ہی ہاتھہ مار کر دو کر ڈالا تاکہ دشمن کو اوتنا بھی فائدہ اوس سے نہ ہووے اور بھائی اور چند رفقا کو
لیکر مغلوں پر پیدل جا پڑا اور جس پر ہاتھہ ڈالا دو کر دیا آخر کو جب مارا گیا تب ہی دشمن کو اوس ناکے
سے آگے بڑھنے کی راہ ملی پس اس شخص کے سوا ختائی سپہ سالار منگ کانگ نے بڑی بڑی لڑائیاں
مغلوں سے لڑیں اور آخر کو ایسی شکست متواتر اونکو دی کہ صوبجات ہی چو نین وغیرہ کو خالی کرکے شمالی صوبجات

کی طرف مغلون کو ناچار جانا ہوا + اسی عرصے مین اوکتائی خان ایک شب کو زیادہ شراب پی کے
جو سویا تو خون نے غلبہ دماغ پر ایسا کیا کہ اوس خواب سے بیدار نہوا اڑاوی کہتا ہی کہ یہ شخص بہادر
اور عادل مدبر اور عالی طبیعت تھا اور اوسکے وزیر اِلی چوسی نے جسکا حال آگے لکھا جاویگا اور چنگیز کا
بھی وزیر اور موجد اون قوانین کا تھا جو مغلون مین اوسوقت سے آج تک جاری ہی خاقان کو شوق علم سے
دلوایا اور عالم اور فاضل کا قدردان بنایا تھا چونکہ اپنے پوتے شیرامون کو ولیعہد مقرر کر گیا تھا الی چوسی نے
چاہا کہ فرمان کے مطابق وہی خاقان مقرر کیا جاوے لیکن تورا کینا خاتون اوکتائی خان کی بیگم نے اپنی سنیتین
کین کہ اوسکے بطن کا بیٹا گائی یوک خان کو قاآن کا تخت ملے اور آخر ش اوسکا مقصد پورا ہوا اور جسوقت وہ
مجمع ہوا جو قورلتائی کہلاتا ہی اور قاآنی کے منصب پر سرفراز ہونے کے وقت وقوع مین آتا ہی اوسوقت علاوہ
اکابر اور خوانین تاتار کے مسعود بیگ فرمان فرمای ماوراءالنہر اور ترکستان اور ارغون آغا والی خراسان
اور امرای عراق اور اذربائجان اور تبرستان اور شروان اور شاہ رکن الدین اور شاہ ارمن کا بھائی اور
دو بادشاہ گرجستان کے اور ناصر شاہ بادشاہ حلب اور شیخ فخرالدین قاضی القضاۃ بغداد اور ایلچی خلیفہ اسلام اور
ایلچی خلیفہ عیسائی جسکو روم کا پوپ یا پاپا کہتے ہین اور جرسلاس امیر الامرای مملکت روس اور سیکڑون اور
اور امرا حاضر تھے اسی ایک نکتے سے قاآن کے دربار کا جاہ و جلال دریافت کیا جا سکتا ہے چونکہ گائی یوک خان کی تخت نشینی کے
وقت بڑا تجمل ہوا تھا اور اوسکا بیان تیسرے دفتر مین موقع کے ساتھ لکھا جا سکتا ہی یہان اتنا ہی کہنا
ضرور ہی کہ مغرب اور مشرق کے تمام ملکون کے سفیر حاضر تھے اور اپنے اپنے آقا کی طرف سے نذر دیکر سرفراز ہوے
چار برس کے بعد باتو خان کو قاآن نے حضور مین نمک حلالی کی قسم کھلانے کے لیے طلب کیا اور چونکہ دشمنی
جانی دونون مین ہمیشہ سے تھی باتو خان نے اپنے بھائی کو بھیجا اوسی شب کو شراب کی صحبت مین قاآن نے
باتو خان کی شان مین کچھ ایسا سخت لفظ کہا کہ اوسکے بھائی نے بگڑ کے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا
یہ دیکھتے ہی خاقان بھی طیش مین اوٹھا اور جب تک کے لوگ درمیان مین آوین دونون مین چل گئی
اور قہر یہ واری جو سب قسم کے غصے سے زیادہ طالب خون ہوتا ہی دو چار ہاتھ مین دونون کو تمام
کیا اور خاقان کی تلوار جو نہین باتو خان کے بھائی کے شانے پر پڑی اور کمر تک تیر گئی اوسکی تلوار خاقان

کی پسلیون کو مثل کہیرے کی قاش کے کاٹتی آنتون کو پیچھے سے لے آتی اور ایک لاش کے اوپر دوسری
چوگری گویا موت نے اسطرح سے دونون مین بغل گیری کروا کے صلح کروائی ثم بعد اس سانحے کے منگو خان بیٹا تولی خان
کا قاآن ہوا اور اوسنے اپنے بھائی قبلا خان کو صوبہ دار کرکے مالک بالکل املاک کا جو چین مین مقبوضہ اور
مفوضہ تھے مقرر کیا اور چونکہ اس شخص کا حال تفصیل کے ساتھ اوس مقام پر تحریر مین آئیگا کہ جہان بیان
اوسکے فغفور ہونیکا درج کیا جاویگا یہان پر اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ طفولیت کے ایام سے بردباری اور سنجیدگی اور
رحم دلی اس مین پائی جاتی تہی اور چونکہ اوسکا اوستاد ایک ختائی فاضل نیک نہاد اور عالی طبیعت تھا
اوسنے اپنے شاگرد کی جبلی صفتون کو تحصیل علوم اور حکمت عملی اور نصیحتون سے زیادہ کیا اوس شخص کا نام
یاؤچو تھا اور رشید عہدہ وزارت کا قاآن کے دربار مین اوسکو تھا لیکن خوانین کی بدیون اور رنجشون
سے متنفر اور عہدے سے مستعفی ہوکر اپنے وطن صوبہ ہونان مین اوسنے گوشہ اختیار کیا تھا کہ اتنے مین
قبلا خان جو صوبہ دار مقرر ہوا اوسنے فوراً اپنے اوستاد کو بلوایا اور اپنا خاص مشیر بنایا اور اوسیکی صلاح سے
منادی کے وسیلے سے اون رعایا کو اپنے گہرون مین بلوایا جو مغلون کے خوف سے جنگل اور بیابان مین جا چھپے
تہے دلاسا پہر سبہون کو دیکر اون کی حاجتون کے موافق نقد و جنس گہر بنانے اور کشت کاری کرنیکے لیے
قبلا خان نے دیا اور ختائی علما کو طلب کرکے مصاحبت مین مقرر کیا اور امور سلطنت سے فراغت کے
بعد فرصت وقت علوم کے نکتون مین اون سے مباحثہ کرتا تھا اور اسیطرح جی بہلاتا تھا یہہ حال دیکھکر اہل ختا
کو مغلون کی جہالت اور بے ہنری اور بے رحمی کے باعث جو نفرت تہی رفتہ رفتہ کم ہونے لگی بلکہ
اکثر جب اپنے فغفورون کی برائیان سنتے یا دیکھتے تہے یہی چاہتے تہے کہ قبلا خان اگر اونکے تخت پر
تکیہ گزین ہووے تو ویسے بیگانون سے یہہ بیگانہ بہلا ہی ور مغل سب کا کیا گہٹنا ہے تو عاشق اوسکی ذات
حمیدہ صفات کے پہلے ہی تہے سنہ ۱۲۵۳ عیسوی مین ہیٹن شاہ ارمن قاآن کے حضور مین آیا اور فن
مصاحبت مین وہ ایسا طاق تھا اور وجیہ خوبصورت اور لطیف طبع ایسا کہ قلیل عرصے مین منگو خان
کی طبیعت کو اپنی طرف مائل کر لیا یہان تک کہ اوس سے عیسائی مذہب اختیار کروایا اور عہد و پیمان جو
دونون مین ہوا اوسکے شرائط سے ایک شرط یہہ تہی کہ قاآن اسلام کو نیست و نابود کرنے اور خلیفہ

بغداد کے مارنے اور سب طرح سے مسلمانون پر تباہی لانے مین متوجہ ہوے چنانچہ اوسی عہد کے وفا
کرنے کے لیے قاآن نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو فوج تیار دیکر بغداد کی طرف روانہ کیا غرض بعض روایت
یہہ ہی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نے ہلاکو خان کو بسبب عداوت جانی کے جو اوسکو خلیفہ کے ساتھہ ہتی
ترغیب دی ہتی بہرحال جو ہو لیکن حکم اوسکو دیا گیا کہ قبل خلیفہ پر تاخت کرنے کے قوم اسماعیلیہ یعنے
ملحدین کوہستان کو بیخ و بنیاد سے غارت کرے ان لوگون کے طریقہ ایمان مین بعض باتین قرآن کی اور
کچھہ کفر و بت پرستی اور خصوص تناسخ کی باتین لیکن بڑا رکن اونکے مذہب کا یہہ تہا کہ اونکا امام جو
کہے اوسکے بجا لانے مین جان تک دریغ نکیا چاہیے حسن بن صباح کے یہہ مرید تہے اور مقام رودبار اور
الموت مین پہاڑون پر قریب قزوین کے اونکی بود و باش تہی اور تاریخون سے خصوص نگارستان اور تاریخ
گزیدہ اور زینت التاریخ سے ظاہر ہی کہ کیسے بڑے بڑے لوگ ان ملحدون کے ہاتھہ سے مارے گئے مین چنانچہ
نظام الملک وزیر ملک شاہ سلجوقی اور ایسا کوئی قلعہ اور حصار محفوظ نہ تہا جہان پر اونکا جا پہونچنا ممکن
تہا اور ایسا کوئی بادشاہ یا سردار نہ تہا جسکے سینے پر اس فرقیکا ادنے سا مرید اگر اوس لئے بہیجا جاتا تو
چڑھہ نہ بیٹھتا چنانچہ تاریخ گزیدہ سے سلطان سنجر کا حال ظاہر ہی اونکا لقب فدوی تہا اور انہین
ملحدون کو حسنی یعنے مرید حسن صباح چونکہ کہتے تہے اور دغا سے لوگون کو وے مارتے تہے اس سبب سے یہی لفظ
اندک تغیر کے ساتھہ فرنگ کی اکثر زبانون میں اوس ملعون کی شان مین مستعمل ہوتا ہی جو دغا سے کسیکو مارتا ہے
چنانچہ وہ لفظ اساسن ہے الغرض سنہ ۴۸۳ ہجری مین اونکی بنیاد جبل عراق عجمی پر پڑی تہی
اسکے سبب اونکا بادشاہ شیخ الجبال کے لقب سے بہی مشہور تہا اور ایک سے ستر برس
کی سلطنت اونکی ہو چکی تہی اور رکن الدین قاہر شاہ اونکا امام تہا جب ہلاکو خان اونکی حد
مین جا پہونچا اور کئی قلعے اونکے لیکر ایسا تنگ کیا کہ جان کی امان اونہون نے مانگی اور
چونکہ رکن الدین اپنے لڑکون کو لیکر ہلاکو خان کے پاؤن پر گر پڑا اوسنے رحم کہا کے جان بخشی
کرکے خاقان کے حضور مین روانہ کیا لیکن منگو خان نے حکم دیا کہ اوس فرقے کا ایک شخص
بچنے نہ پاوے اور اسی کے موافق بارہ ہزار ملحد مارے گئے اور قیاس اگرچہ یہی چاہتا ہی کہ تنہا

ایک متنفس اوس قوم کا زندہ نچھوڑا لیکن جو اِن کہ امیر تیمور نے سنہ ۷۹۴ ہجری مین بہت سے
لوگون کو مروا ڈالا جو فدوی کے لقب سے مشہور تھے اور عادات دغا سے مارنے اور اپنے
امام کے تابعدار اوسیطرح سے ہونے کے اوننین تہین اس جہت سی غالب ہی کہ اوسی
فرقے کے بچے بچائے دو چار جو رہ گئے مورث ان بدنہادون کے تھے بعد اسکے روز انتقام
اون بدیونکا جو اکثر خلفای آل عباس نے کیا تھا مثل روز قیامت کے آن پونہچا اور ہلاکو خان بغداد
کی طرف متوجہ ہوا اوس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل تاریخ نے تعجب کیا ہی غرض راقم کو حیرت اوس
اقبال پر ہی کہ جسنے قبل اس ایام کے یوم زوال کو قصر خلافت پر بیٹھنے نہ دیا تھا کیونکہ دوسری
باتون کو جانے دیجیے اگر اونکا ظلم صرف بنی فاطمہ کے اوپر خیال کیا جاوے تو تعجب ہی ہی کہ اہل
اسلام نے اپنے پیغمبر کی آل کے قاتل کو کیونکر دم بھر کے لیئے زندہ چھوڑا تھا سوائے اسکے دولت
کے زوال کے لیے کئی باتین مخصوص ہین یعنے ظلم اور غرور اور عیش اور طمع اور نفاق اور ان
پانچون مین سے خانہ خرابی کے لیے ایک کافی ہی غرض خلیفون مین خصوص مستعصم باللہ کی ذات
مین یہہ صفتین تمام موجود تہین اور اسی سے تعجب ہے کہ اوس قدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ اس
خلیفہ کا ظلم ایسا تھا کہ منجملہ اور بے رحمیون کے ہزارہا بنی فاطمہ کو دیوارون مین اوس نے
چنوا دیا تھا اور دوسرے غرور ایسا کہ اپنی دہلیز کے پتھر کو مثل حجر اسود کے بڑے بڑے امرا اور
سلاطین سے بوسہ دلواتا تھا اور عید اور بقر عید مین جب نماز کے لیے گھر سے نکلنا اوسے واجب
ہوتا تھا برقع منہہ پر صرف اسی خیال سے ڈالتا تھا کہ کسی شخص کو قابل دیکھنے کے نہین جانتا تھا
اور تیسری اوسکے عیش اور بدمستی اور شہوت پرستی تن پروری کے حالات لکھنے مین شرم
آتی ہی اور اس امر مین کچھہ لکھنا نے فائدہ ہی کیونکہ مسلمان عالم کو تاریخ کے روسے یہہ
سب معلوم ہی ہے اور جاہل مسلمان کے آگے اگر کہا جاویگا تو جانیگا کہ شاید راقم اختلاف مذہب کے
تعصب سے کہتا ہی اور چوتہی طمع حضرت کی ایسی تہی کہ تمام فوج کو صرف تنخواہ کے بچانے کے لیے
اونہون نے جواب دیا اور پانچوین بیوٹ اور نفاق جو شیعہ اور سنی کے جہگڑون کے باعث سے ہر جا بطرف

امرا اور وزرا مین موجود تہا دہی اوسکی بربادی کے لیے کیا کم تہا الغرض اگرچہ خلیفہ کی بدیان قابل
اوسہی سزا کے تہین جو اوس کم بخت کو ملی لیکن اوسکے وزیر محی الدین مجد الملک علقمی کو نمک حرامی
اپنے آقا سے کرنی کسی حال مین لازم نہ تہی اور اوسنے کیا کیا دغا دی اور کس کس طرحسے
خلیفہ کو طمع دی کر سپاہیون کو جواب دلوایا اور نمک حلال سردارون کو دور دور از حیلے
بہانے سے بہیجکر ہلاکو خان کو خط لکہکر بلوایا چنانچہ ہمدان سے کوچ کرکے بغداد کے دروازے
پر وہ آیا سوا اسکے جب امرا نے خلیفہ کو کہلا بہیجا کہ حضرت عیش کو چہوڑ دیجیے اور آنکہہ کہول کر
دیکہیے کہ کیا حال ہو رہا ہی تو اوسوقت مسخرے سے صلاح حال کو خیال مین نہ لایا اور کہا کہ فوج
کی کیا حاجت ہی شہر کے لڑکے بالے مارے ڈہیلون کے مغلون کو بہگا دینگے بعد سب
حال چونکہ عربی اور فارسی تاریخون مین تفصیل کے ساتھہ لکہا ہی راقم نے اس اشارہ سے زیادہ
لکہنا ضرور نہ سمجہا کیونکہ یہہ تاریخ صرف اسیواسطے تصنیف و تالیف کی گئی ہی کہ جو احوال عربی
اور فارسی زبانون مین نہین تحریر ہی وہ یہان پایا جاوے ثذ و ہیلنے مغلون کے محاصرے کو
گذر چکے تہے اور اوسوقت تک خلیفہ کو بدستور بجز عیش کے کچہہ خیال نہ تہا بقول شاعر کے بہر روز از صبح تا شام تیر
رزم گرم بود جب آخر کو وزیر نے دیکہا کہ خلیفہ کی آنکہہ کہلی اور اوسکی دغابازی ظاہر ہوگئی اپنے
لوگون اور دوستون کو لیے ہلاکو خان کے پاس علانیہ چلا گیا اور مغلون کو ایسی راہ ملی کہ آناً فاناً
لشکر قلعے کے اندر داخل ہوگیا اور خلیفہ گرفتار ہوکر سامنے آیا اوسوقت کیسا ہی سنگدل آدمی ہوتا
تو اوس انقلاب روزگار کو دیکہکر آ بہرتا کہ کس مرتبے کا شخص جسکے دربار مین ادنی سا شخص سلطان تہا
جسکی دہلیز کے بوسہ دینے کا اشتیاق شہنشاہون کو رہتا تہا اور صدہا کا شوق دل ہی مین رہ گیا
اور اوس سیاہ مخمل کے پردے کو جو دیوان عام کے باہر دروازے پر لٹکا رہتا تہا اوسکا دور سے
بہی دیکہنا نصیب نہوا اور جسکی سواری کو ایک دفعہ دیکہنے کی ارمان سے
لوگ صدہا کوس سے عید و بقرعید مین آتے تہے اور راستے کی دونون
قطارون کے مکانون کے چہجون مین دم بہر بیٹہکے صرف اوسکے جلوس کو دیکہنے کے لیے ہزارہا

روپیہ کرایہ دیتے تھے وہ شخص روبرو ہلاکو خان کے جب گلے مین رسی ڈالے کھڑا ہوا تب تمام
عیب اوسکا فراموش ہوگیا اور گنہگار کیا مظلوم نظر آیا چنانچہ خود ہلاکو خان کو اس انقلاب روزگار سے
ایسی عبرت ہوئی کہ بدیر سناٹے مین رہا کہ ایسے شخص کے ساتھہ کس طرح سے پیش آیا چاہیے آخر حکم
قید کرنے کا دیا اور مشیرون نے جو صلاح یہہ دی کہ اوسے گھسیٹ کر وہان جگہ دینا لازم تھا جہان کے
آدمیون کو قابل اپنے منھہ دیکھنے کے نہین سمجھتا تھا اور جبکہ لوگون سے پتھر کو بوسہ دلوایا دیسا ہی
سنگ راہ سے اوسکی ناک اور منھہ کو تڑوانا مناسب ہی تب ہلاکو خان نے کمل مین اوسکو لپیٹ
اور رسی سے کسواکے بغداد مین کوچہ بکوچہ گھسیٹوایا اور اسی خرابی سے خلیفہ مستعصم باللہ کی جان
گئی اور آل عباس کی پانسے بیس برس کی بزرگی خاک مین مل گئی جب اس طور سے خلیفہ مارا گیا اور بغداد
سات روز تک لٹا ہلاکو خان ملک شام کی طرف گیا اور وہان جو کچھہ اوسنے کیا اوسکا حال دفتر دوم
کے ملاحظہ سے معلوم ہوویگا غرض اسی ایام مین بجز فغفوران چین کے کوئی بادشاہ مشرق مین قاآن
کے مقابلے مین نہ تھا اور اس لیے کہ اون لوگون کا بھی ملک بالکل چھین جاوے قاآن نے قبلا خان
کو اشارہ کیا کہ کسی حیلے سے بگڑ کے صوبہ سی چوئن کو لیا چاہیے آخر موقع ملا اور قبلا خان اور قاآن
نے صوبہ شینسی کو فتح کیا اور اون دونون بھائیون نے بخصوص قبلا خان نے تالیف قلوب کی باتین ایسی
کین کہ اکثر ختائی خود آکے اونکے نزدیک اپنے ملکی حاکمون کے ظلم سے پناہ لیتے تھے غرض
شہر ہوچو واقع صوبہ سی چوئن پر قاآن نے چڑھائی کی اور ختائی سپہ سالار وانگ کینگ نے ایسی
لڑائی کی کہ مغل سب بارہا حملہ کرکے ہٹ آئے اور یہانتک گھبرائے کہ قاآن کو خود جانا
اور دلاسا دینا ضرور ہوا آخرکار جب عرصہ گذرنے لگا اور فتح کی صورت نہین دیکھائی دی منگو خان
نے خود حملہ کیا چنانچہ اوسی جنگ مین مارا گیا اس سانحہ کے واقع ہوتے ہی مغل سب ہٹے
اور خاقان کا جنازہ لیے قبلا خان کی طرف گئے اوسوقت وہ صوبہ ہوکوانگ مین تھا اگرچہ قاآنگی
کے منصب کا وہی حقدار تھا اور ترکستان کے قورلتائی کے مجمع مین اوسکا جانا ضرور تھا
لیکن بے کوئی بڑی لڑائی فتح کیے اپنے ملک کو عود کرنا نامناسب سمجھکر اوسنے یوچایا نے

کے شہر عالیشان کو فتح کیا اور اوس مقام پر ایسی خونریزی ہوئی کہ فغفور نے صلح چاہی غرض بیس لاکھہ روپیہ سالانہ خراج اوس سے قبول کروا کے قبلا خان ملک تاتار کو گیا اور وہان بڑے تجمل کے ساتھہ قاآن مقرر ہوا اور تمام خاص و عام کو اس امر کی نہایت خوشی ہوئی اور باتو خان کی اولاد جو قپچاق کے بادشاہ اور ہلاکو کے لڑکے بالے جو ایران کے بادشاہ تھے اور چغتائی کے بیٹے جو ماوراء النہر کے مالک تھے سبھون نے نذر بھیجی بجز اوسکے بھائی کے جسکا نام عارغ بوگا تھا جو اپنے کو خطاب قاآنی دے اور فوج جمع کر کے قبلا خان سے لڑا لیکن مغلوب ہوا سنہ ۱۲۶۰ عیسوی مین قبلا خان قاآن ہوا اوسنے تخت پر بیٹھتے ہی چارون طرف سے علما اور فضلا کو بلوایا اور جو جو رونق اوسے بخشتی آگے اوسکا بیان ہوویگا غرض اوسنے فغفور کے پاس سفیر بھیجا اور خراج موافق عہد کے طلب کیا جب نہ ملا اور ایلچی قید کیا گیا بلکہ مارا گیا قبلا خان نے دیکھا کہ بجز اپنے جانے اور ختا کو اس سرے سے اوس سرے تک فتح کرنے کے دوسرا چارہ نہین ہی اوسنے لشکر کی طیاری کا حکم دیا لیکن آٹھہ برس کئی باغیون کو سر کرنے مین گذرے بعد اوسکے تیس لاکھہ فوج ختا مین یورش کرتی ہوئی صوبجات سی چو مین اور ہوکوانگ مین آئی اور وہان کے اکثر مقامون کو فتح کر کے شہر سیانگ نام کا محاصرہ کیا اور یہان پر ایسی لڑائیان دونون طرف مین ہوئین اور ختائیون نے یہہ حکمتین کین کہ اونکے بیان کو داستان مطول چاہیے غرض یہی شمہ کافی ہی کہ مغلون کی جب فتح ہوئی اور قبلا خان کے روبرو ختائی سپہ سالار گرفتار ہو کر آیا اوسنے صد ہا تعریف اوسکی جوانمردی اور نمک حلالی کی کر کے انعام و اکرام سے نہال کیا اور بڑی خواہش بلکہ عجز سے کہا کہ ای شخص تو میری نوکری کر اوسنے گردن جھکا کے کہا تامل کیا ہی سر کاٹ لیجیے مگر آپ میرے خاوند کے دشمن ہین آپکی نوکری ہرگز کرنیکا نہین بلکہ مناسب مجھہ کو مار ڈالنا ہی کیونکہ مین جیتے جی آپکے مارنے کے خیال سے غافل نہون گا یہہ سنتے ہی بعض اوجبٹ مغل نے چاہا کہ اوسکو مار دیں لیکن قبلا خان نے زیادہ انعام دیکے اور یہہ کہکے رخصت کیا کہ مین نے تجھہ پر احسان کیا اب جا اگر اپنے محسن کو مار سکتا ہی تو مار خاقان کا یہہ کہنا تھا کہ سپہ سالار وہین مار کر دیا اور قبلا خان کے پانون پر

آہ کرکے کہنے لگا کہ افسوس ہزار افسوس کہ ایسے قدردان کی نوکری مین نہین کرسکتا قبلا خان نے
گلے سے لگا لیا اور بہت سی تعریف کرکے اوسے رخصت کیا بعد اوسکے بائیان خان کو سپہ سالار
جمیع فوج کا کرکے قاآن نے پایۂ تخت پر فغفور کی طرف بھیجا اور اوسنے رود کیانگ سے عبور کے
وقت کئی لشکر ختائی کو شکست دی اور کئی سردارون کو چارون طرف سے فوج مغل کے ساتھ اطراف
وجوانب کے قلعون کے فتح کرنے کے لئے بھیجا اگرچہ فغفور کے وزرا اور سپہ سالارون مین نفاق
نہوتا تو مغلون کو قیام کرنا ختا مین امکان سے باہر تھا لیکن صد ہا ختائی سردار اور امرا بائیان خان سے آن ملے
غرض بعض ایسے لڑے کہ سبحان اللہ اور سیکڑون نے مقابلہ کرکے جب دیکھا کہ فتح دشوار ہی اپنے
عیال و اطفال کو ذبح کرکے خودکشی کی اور بعضے جو لڑائی مین گرفتار ہوے اور بائیان خان نے
اونکی بہادری پر آفرین کرکے فوج مین بھرتی دینے کے لیے بہت سمجھایا لیکن اونہون نے نہ مانا
اور جیتے دم تک مغلون کی بزرگی کو قبول نہ کیا چنانچہ شہر یوچوفو کا حاکم می یو نے ایسی بہادری
کی کہ مغلون کو حیرت ہوئی چنانچہ جسوقت اوسکی فوج پسپا ہوئی اور اوسنے پکارا کہ ای ختائیو دیکھو
نمک حرامی ہی اور کسی نے نہ سنا تو دونون ہاتھ مین تلوار لیکر خود اپنے مقام پر کھڑا لڑتا رہا اگرچہ
زخمون سے چور تھا لیکن ایک قدم بجز سامنے کے پیچھے نہ ہٹا آخرش مغلون نے چارون طرف سے
گھیر کر پکڑ لیا اور بائیان خان کے سامنے لے آئے اور اوسنے جب سمجھ بوجھ کے دیکھا کہ
بجز مر جانے کے اوس ختائی کو کچھ خواہش نہین ہی می یو کے بیٹے کو بلا کر اوسے کہا کہ تو اپنے
باپ کو سمجھا چنانچہ وہ پانون پر گر کے رویا اور کہنے لگا کہ اے باپ تیرے مرجانے سے
پھر کیا حال ہوگا اوسنے بیٹے کو گلے سے لگا کے کہا کہ تو راہ مین جا کے تنہا کھڑا ہو جیو کوئی ایسا
شخص نہین کہ تجھ کو می یو کا بیٹا جان کر فا[illegible]نے دیویگا آخر کو بائیان خان نے اوسے مروا ڈالا
الغرض یہ سب سرگذشت راہ مین وقوع مین آئی کہ جب بائیان خان فوج قہار لیکر پایۂ تخت ہانگ
چو کی طرف چلا جاتا تھا آخر جب جای مقصود پر پہنچا اور چارون طرف سے شہر کو گھیر لیا فغفور کی ماں
نے بہت طرح سے صلح کا پیغام بھیجا لیکن مغلون نے کچھ نہ سنا اور بائیان خان نے صرف یہی جواب دیا

کہ خانوادہ سنگ کا دورا اوٹھہ گیا خدا کی مرضی یہی ہی کہ قبلا خان کو اونکا تخت ملے بعد اوسکے
شہر پر ہلا ہوا اور فغفور گرفتار ہو کر خاقان کے حضور مین بہیجا گیا جیسا کہ باب سابق کی آخر مین لکہا ہی
بلکہ اوس مقام کے ملاحظہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ سنگ کا خانوادہ کس طرح سے ختم ہوا اور قبلا خان
فغفوروں کے تخت پر بیٹہا سنہ ۱۲۷۱ مین یہہ واقعہ ہوا اور تاریخون مین ایسی ایسی جنگ اور
اس اسطرح کی بہادری اور نمک حلالی جو کہ ختائیون نے کی جب اونکی سلطنت چہن گئی کم دیکہنے
مین آتی ہی جلد اول کے انگریزی دیباچے مین راقم نے ثابت کیا ہی کہ قبلا خان کے برابر کوئی بادشاہ
روی زمین پر نہین ہوا ہی اور چونکہ جولیس سیزر قیصر روم قدیم اور سکندر اور فرانسیس کا شہنشاہ نپولین
بونا پارٹ سب سی نامی ہوے ہین عاصی نے ہر ایک کے افعال کو قبلا خان کے افعال کے
ساتھہ تطابق دیکر اہل انصاف سے داد چاہی ہی کہ اون چارون مین بزرگتر کون تہا غرض افسوس اردو
زبان مین وہ حال لکہا نہین جا سکتا ہی کیونکہ اون اشارات اور نکات کی تفصیل فرنگ کی تاریخون
مین درج ہی اور جس حال مین ہر نکتے کی تفصیل کے لیے بیان مطول چاہیے راقم نے اوسکو یہان
لکہنا مناسب نہین سمجہا انگریزی دانون کے لیے وہ حال لکہا ہی اور یہان پر دوسرے انداز کی
تقریر سے اوسکی بزرگیون کا اظہار کرتا ہی چنگیز خان اور اوسکے بیٹے اور ترک کا شہنشاہ عاتیل جسکا
حال تیسری دفتر مین درج ہی اور نادر شاہ اور تیمور لنگ اور شاہان ایران پیشداد اور کیان اور ساسان
کے خاندان مین سے اور کسرا روم سے کوئی شخص قبلا خان کے مقابلے مین نہین ٹہرتا ہی اس لیے
کہ اون مین جو سب عالی طبیعت اور عادل یا صاحب تدبیر تہے بہادری اور سپاہگری مین یکتا
نہ تہے اور جو تلوار کے دہنی تہے رحم اور تالیف قلوب و عدالت اونکی سرشت نہ تہی چنانچہ چنگیز اور
تیمور اور عاتیل کے احوال سے جو اس تاریخ کے سوا اور روایتون مین بہی ہی اگرچہ ظاہر ہی کہ وے
ایسے غازی اور شجاع تہے کہ جدہر گئے فتح مثل لونڈی کے تابعدار رہی اور شکست مثل عنقا کے
کبہی دکہائی نہ دی لیکن درندون کی طرح فقط خونریزی سے اونکو شوق تہا اور تمام عالم کے
سر کرنیکا دعوی اور حوصلہ بہی تہا غرض غربا پروری اور خلق کی راحت رسانی اور رعایا کے لیے

دردفرزندی اور نوع انسان پر رحم وکرم سے اون لوگون کو کچھہ علاقہ نہ تھا اور باوجودیکہ تزوکات
تیموری سے دریافت ہوتا ہی کہ تیمور لنگ بہی ان سب صفتون سے موصوف تھا لیکن ایسے بیان
کا اعتماد نکیا چاہیے کیونکہ منھہ سے کہنا اور بات ہی اور اوسپر عمل کرنا کچھہ اور ہی ہی اور تمام تاریخ معتبر سے
اوسکی قزاقی اور خونریزی اور مردم آزاری کا حال ظاہر ہی چنانچہ اسی جلد مین کچھہ مذکور اوسکا بہی
ہی لیکن قبلا خان مین بہادری اور مدبری کے ساتھہ خلق پروری بہی تہی اگرچہ شوق ملک ستانی
اور تسخیر عالم کا اوسے بہی تھا لیکن ساتھہ ہی اوسکے یہہ بہی آرزو تہی کہ اگر دنیا پر حکم جاری ہو
تو ظلم کا دور اوٹھہ جاوے اور خلق اللہ مرفہ و دعاگو رہے چونکہ نیت ایسی تہی خداوند تعالے نے
برکت بہی اوسکی حکمرانی کو ایسی دی کہ جتنے دور تک اوسکا فرمان جاری ہوا سکندر کو بہی اوس قدر
نصیب نہوا اور قبلا خان جب خاقان تاتار اور فغفور ختا ہوا دنیا کے بادشاہون مین ہر طرح بے مثل
و نظیر تھا اور بحر شمال منطقۃ البرد کی حد سے بحر ملاکا تک اور بحر مشرق سے مغرب مین تبت وغیرہ تک
اوسکے تابع تھا اور اوسکی خوبیان سنکر اون قومون نے خود آکر خراج دیا اور اپنے کو داخل رعایا سرکار
مین کیا جو چنگیز خان کو خاطر مین نہ لائے تھے اور ہمیشہ سے سرخود رہے تھے پس جنکو اورون کی
شجاعت زیر نکر سکی قبلا خان کی عدالت نے تابعدار کیا اور یہہ حال اوس شخص کا تھا کہ جس جگہہ کو گیا
فوراً وہان کے خاص و عام کو فرمان بردار بنایا اور وہان کے لوگ اوسکے عاشق زار ہو گئے خلاصہ کلام
یہہ کہ تالیف قلوب کی ترکیب مثل اوسکی بہادری اور سپاہگری کے تہی اور دونون کی نظیر
آج تک زمانے مین نہین دیکھنے مین آئی ہی اور ان سب صفتون کے ساتھہ ایسا خوبصورت تھا کہ جسنے
اوسکی صورت دیکھی اوسے پہرون ٹکٹکی لگ گئی اور شیرین زبان اور جادو بیان اس قدر تھا کہ
اوسکی بات جسکے گوش زد ایکدفعہ ہوئی اوسکو تمام عمر ہمکلامی کی تمنا رہی اس بیان مجمل پر تاکہ لوگ
گمان مبالغے کا نکرین لازم ہے کہ تفصیل کے ساتھہ بعض امورکا حال لکھا جاوے علاوہ اون کے
نقلون کے جو اوسکی قدردانی اور رحم دلی اور دوسری صفتون مین لکھے گئین ہین مدبر ایسا تھا
کہ قاآن ہونے کے ساتھہ ہی ہر قوم اور ہر ملک کے علما کو جمع کرکے ہر ایک کے ذمے اون

امرون کی تدبیر کو متعلق کیا کہ جسکا علم اور تجربہ جسکو زیادہ حاصل تھا چنانچہ یوپننگ چانگ اور تیمی بو یانگ
دو ختائی فاضل کو اوسنے قوانین اور ضوابط کے درست اور بعض کے ایجاد کرنے اور تمام املاک کے محاصل
اور مخارج اور تجارت کی آمدنی اور رفتنی کا حساب لکھنے کا حکم دیا اور شیخ جمال الدین ایرانی مہندس
او ہیئت دان زبردست کو تقویم تیار کرنے اور اون علمون کے آلات کے بنانے اور مغلون کو اوسکے
استعمال سے واقف کرانیکا حکم دیا گیا اور فرنگی طبیب نوکر رکھا گیا تا علم ادویات اور دواسازی
مین چند مغل تعلیم کیے جاوین اور ایرانی اور عرب اور ماوراء النہر اور ایگور کے ملکون کے بڑے بڑے
عالمون کو جو دربار مین حاضر تھے حکم دیا کہ اپنے ملکون کی معقول کتابون کا ترجمہ ختائی زبان مین
کرین مغلون کو پڑہا کر اونکے مضامین سے آگاہ کرین اور یہہ مجمع فاضلون کا ہان لین کہلاتا تھا
اور ابتک بھی ویسی ہی ایک مجمع ختا مین اوسی لقب سے موجود ہی اور مملکت کی تاریخ نویسی اون سے
متعلق تھی اور تبّت بزرگ سے ایک فاضل زبردست بلوا کے رسومات دین وغیرہ کو اوسکے متعلق کیا اور
اپنے استاد یا گروجیو کے ساتھہ شورا کر کے تمام سلطنت کے بڑے شہرون مین مدارس اور سرکارون
مین مکتب خانے مقرر کرکے کتب چین و ایران و عرب و فرنگ کا ترجمہ کی زبان مین کرکے مغلون کے
لڑکون کو تعلیم پانیکا فرمان جاری کیا اور اوسمین قاآن نے یہہ مضمون لکہا کہ اہل ختا اور دوسرے
ملک کے لوگون کی لیاقت اور شایستگی دیکھکر مجھے شرم آتی ہی کہ ہماری قوم مین یہہ جہالت اور
نادانی پائی جاوے پس مناسب ہی کہ ہر شخص اپنے لڑکے کو سرکاری مکتب خانے مین بھیجے اور تیر اندازی
سکہلانے سے چند روز تامل کرکے انسانیت کی راہ تبلاوے اور جسوقت فغفور ہوا ختائی علما کا
مجمع کثیر دربار مین رفتہ رفتہ پیدا ہوا اور سبکو حکم تھا کہ جس امر مین صلاح دینا مناسب معلوم ہووے
فوراً اوسکی اطلاع حضور مین کرین چنانچہ جو ہنین چین کا تمام ملک سر ہوا ایک ختائی فاضل نے درخواست
دی کہ مناسب ہی کہ بالکل لوگ جو جنگ مین پکڑے گئے اور بندیخانہ مین پڑے ہین مخلصی پاوین
اور اوسکی التجا قیدیون کے لیے سنی گئی علم کی ترقی اور امن کی صورت پیدا ہونے کے لیے
جب اس طرح سے فغفور نے تدبیر کی جزائر جاپان کو سر کرنے کے لیے جنگی بحر تیار ہوئی اور فوج ملک

تانک چین اور ماچین کی فتح کو روانہ کی گئی لیکن منزل مقصود کے قریب ایسی آندہی آئی کہ نصف بحر غرق
ہوگئی اور باقی جو بچی اہل جاپان نے گھیر کر تیس ہزار مغلون کو مار ڈالا اور ستر ہزار ختائی اور اہل کوریا
کو قید کر لیا اور ماچین پر جو لشکر گیا اوسکو صلح کے بہانے سے دہوکا دیکے اہل ماچین نے شبخون مارا ان
ماجراون سے قبلا خان کو بڑا غم ہوا لیکن اوسنے لوگون کو یہی جواب دیا جب اونہون نے افسوس
کیا کہ اس طرح کا حادثہ کبھی کبھی اگر واقع نہووے اور ہمیشہ سرسبزی رہے تو بادشاہون کو
انقلاب روزگار کی یاد باقی نرہے اور اوسکی فراموشی سلاطین کے حق مین نہایت مضر ہے
بلکہ ایسی فراموشی علامت زوال ہی بعد اوسکے قاآن کی فوج پیگو کے ملک پر چڑھ گئی اور کئی
لڑائیون کے بعد پایہ تخت کو فتح کر کے مملکت کا ایک صوبہ اوسے قرار دیا سنہ ۱۲۸۶ عیسوی مین
اکثر ملک کے تاجر قبلا خان کی عدالت کا شہرہ سنکر صوبۂ فوکین مین جہازون پر آئے اور فغفور نے
حکم دیا کہ اون سے ایسی محبت بڑہائی جاوے کہ بار بار وہ آوین اور تجارت کی سہولت کے لیے قبلا خان
نے نہر ختا کو کہدوایا جسکا بیان راقم نے پہلی جلد مین کیا ہے اور اتنا مفید یہہ امر سب
کے لیے ہوا کہ اگر کوئی خوبی اس شخص کی نہوتی تو فقط اسکی ساخت کا ذکر کافی تھا اس لیے کہ ملک
ختا کی نسبت مین اس نہر کا وہی رتبہ ہی جو جسم انسان مین رگ جان کا ہی یہہ نشانی اوسکی
عقل اور دانش کی ایسی رہ گئی کہ قیامت تک قبلا خان سلاطین روزگار سے مستغنا رہیگا اور اہل
ادراک اوسکے نام پر درود پڑہینگے پیچین شہر کو مغلون نے سابق سے بنایا تھا غرض جب یہہ
شخص اوصاف مین بے نظیر و بہادر و باتدبیر فغفور ہوا اوسنے اس لحاظ سے دار الخلافہ بنایا کہ
تاتاریون کے ملک سے بہی قریب ہووے اور بیچ سلطنت مین اپنی بود و باش رہے اور چونکہ
اس شہر کے عرصے اور صورت کا بیان جلد اول مین آچکا ہی یہان اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ شہر کے
ہر دروازے پر ایک ایک ہزار مغلون کا پہرا رہتا تھا اور اپنے محل کی حفاظت اور ہر وقت کے
جلوس کے لیے بارہ ہزار سوار متعین تھے اگرچہ اکثر ختائی اوسکی سلطنت سے راضی تھے تاہم حرف
بعض شخصون کا تھا چنانچہ نقل ہی کہ جب سنگ کا گھرانا تباہ ہوا ایک وزیر گرفتار ہوکر آیا چونکہ خاوند کی

خیر خواہی جو اوسنے کی تہی مشہور ہتی قبلا خان نے فرمایا کہ ای مرد نیک خصال و نمک حلال میری
نوکری کر اور جیسے اپنے پرانے خاوند کی رفاقت تو نے کی ہی ویسے ہی میری کر اوسنے جواب
دیا کہ مین سنگ کے خانوادے کا پرورده ہون اور جب تک زندہ ہے میرا جینا نمک حرامی ہی اور نوکری کرنے والے
مجھ سے بہتر بہت ملینگے بلکہ مجھے مار ڈالنا صلاح ہی اس لیے کہ کبہی اپنے خاوند کے دشمن کا مین
خیر خواہ نہونگا یہہ سنکر قبلا خان نہایت محظوظ ہوا اور چاہا کہ اوسکو سرفراز کرے لیکن وزیرون نے
اوسکے خلاف شہنشاہ کو ایسا سمجہایا اور زمین و آسمان اس قدر جہنکایا اور وہ ختائی بہی اپنے مرنے کے
لیے ایسا مصر ہوا کہ آخر قبلا خان نے آبدیدہ ہوکر فرمایا اگر مرنے ہی چاہتا ہی جسطرح سہولت تجہے
موت مین نظر آوے اور پسندیدہ ہو اپنے خاوند پر سے تصدق ہو جا الغرض اس طرح بعض ختائیون
کی طبیعت جو اوسنے دیکہی حفاظت اوسے لابد ہوئی اور اس قدر بہراچہی کی اوسی سبب سے مقرر کیا
گیا مملکت ختا اور اطراف و جوانب کے تمام ملک اور اقوام پر جب فغفور غالب آیا آخر کو برما کی
طرف لشکر بہیجا اور بعد بہت خونریزی کے اوسپر ظفریاب ہوا اور بعد اوسکے قریب تہا کہ
بنگالے پر یورش کرے لیکن بی بی کے منع کرنے سے باز رہا غرض جاپان اور سیام سے خراج لیا ایسا
خوش نصیب شخص شاید دنیا مین کوئی پیدا ہوا ہو کیونکہ ملک گیری اور جاہ و حشمت اور تمام عالم
کی محبت کا یہہ حال تہا جسکا ایک شمہ مؤلف نے بیان کیا اور خانگی امور کا یہہ طور تہا کہ بی بی
ایسی نیکبخت اور عاقلہ تہی کہ قبلا خان کے سے شخص کو اوس سے شورا کرنیکی حاجت ہوتی تہی اور جب
کوئی مہم درپیش ہوئی یا نیا قانون اجرا کرنے کا قصد اوسنے کیا وزیرون کی صلاح کے علاوہ
خاتون کا مشورا ضرور تہا اور میان بی بی مین پہلے رد و کد ہو لیتا تہا تب امر سنگین مین حکم ناطق دیا جاتا
تہا اور اوسکی عقلمندی کی یہہ ایک بڑی دلیل ہی کہ جب سنگ کے گہرانیکا وہ فغفور گرفتار ہوکر آیا قبلا خان
نے خوشی سے پہول کر بی بی کو آگاہ کیا خاتون نے سنکر آہ بہر کر یہہ کہا کہ ای خاقان یہہ مقام خوشی
کا نہین بلکہ رنج کا ہی کیونکہ جب تجربے مین یہی آیا ہی کہ انقلاب روزگار سب سلطنتون کے لیے لازم
ہی تو یہی روز زوال و خرابی کا تمہارے گہر کے لیے بہی آسکتا ہی پس ان بیچارون کے ساتہہ

ایسا ہی پیش آوے جیسا کہ چاہیے ہو کہ تمہاری آل کے ساتھہ دوسرا پیش آوے اگر خدا نخواستہ ایسا دن
دیکہنا اونکے نصیب مین بہی ہو وے یہہ نصیحت سنکر خاقان سناٹے مین سر زانو پر رکہکے دیر تک خاموش
رہا اور بعد اسکے حکم دیا کہ ہر طرح کی عزت اور آرام سے خطا کے شاہنشاہ کو نظر بند رکہا جاوے
اور ایسی نی لی کے سوا بیٹا ذی شعور فاضل نیک تہا اور سپاہی سنے بدل ایسا تھا کہ لوگون نے
اوسے سپوت ٹھہرایا اور بچپنے مین جب کسی شخص نے اوسکو بیش بہا جواہر دکہلایا اور اوسکا
مول پوچہا ولی عہد نے جواب دیا کہ آرایش تن کے لیے تو یہہ دمڑی کی قیمتون مین بہی مہنگا ہی
لیکن اگر اسکی فروخت سے دو چار ہزار غربا پرورش پاوین تو البتہ بیش بہا ہی اسکا نام چن کن
خان تہا اور اوسکے باپ کے اوستاد یاؤچو نے اوسکو حکمت عملی اور تاریخ اور کنگ فوزی کی تصنیفون
مین ایسی تعلیم دی کہ اوسکی نیک خلقت کو دونا جلوہ ہوا اور پینتالیس برس کی عمر مین جو اوسنے انتقال
کیا سارے عالم کو صدمہ ہوا کیونکہ ایک عیب بہی اوس مین نہ تھا اور یاؤچو نے اوسکے باب مین یہی
کہا تھا کہ قبلا خان کی نیکی کو کچہہ رتبہ اوسکے بیٹے کی نیکوئی کے مقابلے مین نہ تھا الغرض قول شاعر
کا سچ ہی ع سدا عیش دوران دکہاتا نہین ٭ اور تمام عمر ہر طرح کے آرام مین گوکٹی خاتون اور ولی عہد
نے پی دری تہوڑے عرصے مین جو انتقال کیا فغفور کو ایسا رنج دونون کے لیے ہوا کہ کہتے ہین کہ
پہر کسی نے قبلا خان کو ہنستے نہ دیکہا اور جب تک وہ رہا غم رہا اور چند سال کے بعد سنہ ۱۲۹۴
مسیحی مین وہ بہی گذر گیا اس مختصر بیان سے ظاہر ہی کہ راقم نے کچہہ مبالغہ نہین کیا جب یہہ لکہا کہ
روی زمین پر قبلا خان کا سا کوئی بادشاہ آج تک پیدا نہین ہوا کیونکہ عالم زبردست ارباب سخن و ہنر
اور نمک حلالون کا قدردان بہادر بے بدل مدبر بے مثل حکیم بینش عالی طبیعت کریم و رحیم تھا اور اوسکی
تمام صفتون کو ایک لفظ مین اگر کہنا چاہیے تو وہ لفظ یہی ہی کہ خیر خواہ خلق تھا چنانچہ خود اہل خطا قبلہ گاہ
عالم اوسکو کہتے تہے اگرچہ خطائیون کا خاصہ نفس اپنی قوم کو نیک اور ہمہ صفت موصوف جانکے
اور غیرون کو محض حقیر سمجہنے مین مشہور ہی اور اسی جہت سے کئی عیب اونہون نے قبلا خان کے
ونسے کیا ہی اور ہم بہی اون عیبون کی طرف لحاظ کرتے ہین تاکہ تاریخ نویسی کے ادب کے موافق عیب

وہہ دونونکی تجویز ہوے + بعض ختائی مورخ کہتے ہین کہ قبلا خان متعصب ایسا تھا کہ بجز مذہب لامہ کے دوسرے کو محض باطل جانتا تھا اور زن مریدی اور زر پرستی اور عشق بازی اوس مین حد سے زیادہ تھی اور دور دراز ملکون کے فتح کرنے کی ایسی آرزو اوسکو تھی کہ لاکھون فوج اوسکی جزائر جاپان کی یورش کرنے مین نقصان ہوئی + انصاف سے دیکھا چاہیے کہ ان الزامون مین امر تحقیق کس قدر اور بناوٹ کس قدر ہی اور تعصب کے باب مین جو وہ مورخ کہتے ہین تو اسی قدر سچ ہی کہ لامہ کے مذہب کو بہتر جانتا تھا اور یہہ کچھہ عیب اوسکے لیے نہین تھا کیونکہ ہر شخص اپنے طریقۂ ایمان کے باب مین مختار ہی اور چونکہ اس امر کی درستی یا نادرستی کی تجویز خدا تعالی سے متعلق ہے پس کسی شخص کو کسی مذہب مین ایمان لانے کے سبب سے بد کہنا حمق ہی سواے اسکے آدمی کی جبلی ہی کہ کسی نہ کسی شئ پر ایمان لاوے کیونکہ آجتک دیکھنے مین نہین آیا ہی کہ کسی قوم کے تمام یا اکثر شخصون کو کسی شئ سے اعتقاد نہو پس جبکہ ضروریات سے ہی کہ ایک نہ ایک طریقۂ ایمان ہر گروہ مین رواج پاوے اور یہہ بھی نہایت واجب ہی کہ اوس گروہ کے سردار کا جو عقیدہ ہی وہ بہ سبب اوسکی سرگرمی کے ایسا مشہور ہووے کہ کسیکو اس باب مین شبہہ نرہے پس قبلا خان نے جو طریق اختیار کیا اور نہایت مستقل اوس مین رہا تو ضابطۂ بادشاہی کے خلاف اوس نے نہین کیا اور زن مریدی جو اوسکے رشک سے یہہ لوگ کہتے ہین تو بجز اسکے کہ بیگم سے مشورہ کرتا تھا اور اوسکی عقل اور حسن کا عاشق تھا دوسری کوئی بات اس طرح کی نہین پائی جاتی ہی اور اگر ایسی بی بی کی باتین سننا زن مریدی ہی تو راقم تمام دوستون اور خصوص اپنے لیے یہہ دعا کرتا ہی کہ خداوند عالم ایسی ہی جورو اونہین اور ہمین بخشے کہ ہم لوگ بھی مثل قبلا خان کے حاجت اوس سے مشورے کی رکھین اور اس طرح سے فائدہ اوٹھاوین تیسرا عیب زر پرستی کا جو اوسکے ذمے کرتے ہین اوسکا جواب صاف یہی ہی کہ زر پرستون مین کبھی عالی ہمتی نہین پائی گئی ہی اور اگرچہ درست ہی کہ تحصیلدارون کو حکم تھا کہ اون رعایا کے ساتھہ جو خزانے کی ادا مین غفلت یا گرانی کرین سختی سے پیش آوین اور اون وزیرون سے خوش رہتا تھا جو بہتر تدبیرین محاصل اور آمدنی کے زیادہ کرنے مین کرتے تھے لیکن یہہ باتین معیوب تب ہی ہوتین جب صرف امانت کرنے اور گنج جمع کرنے کے لیے

وقوع مین آتین غرض بہتری خلائق ترقی علم اور قدردانی علما اور ساخت انہار و عمارات واسطے
استفادۂ عام اور آرائش ملک وغیرہ مین نہ تن پروری مین یہہ زر صرف ہوتا تھا چنانچہ سرکار کی
طرف سے غلون کے جمع رکھنے اور رعایا مین قحط کے وقت قسمت کرنے کا دستور جسکا اکثر ذکر جلد
اول مین آیا ہی قبلا خان سے شروع ہی اور چوتھا عیب یعنے دور و دراز ملکون کی فتح کی آرزو مین
افواج کثیر کا نقصان کروانا اوسکی نسبت مین اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ نطفے کی تاثیر کو بڑا دخل ہی ورنہ دیکھا
چاہیے کہ پوتا اور بیٹا کن شخصون کا وہ تھا بلکہ اگر ہفت اقلیم کے فتح کرنے کی آرزو اور قصد اوسمین پایا
نہین جاتا تو تعجب ہوتا اور ایسا ہو نہین سکتا کہ اسی ایک عیب کے رہنے سے مرد کامل اوسکو کہین
کیونکہ اس درجے کے لیے بجز عدم قناعت یعنے حرص ملک گیری کے اور سب باتین اوس مین موجود
تھین اگرچہ حجت و تقریر کے نباہنے کے لیے یہہ کہا جا سکتا ہی کہ اس قدر صاحب ارادہ صرف
اسی واسطے تھا تاکہ غیر ملکون کے رعایا یعنے خلق اللہ کی زیادہ تر بہتری اوسکی حکمرانی سے ہووے
چنانچہ صدہا نظیرین ہین کہ اقوام مفتوحہ کو اپنے ہمقوم و ہم وطن حاکمون کے وقت مین اس قدر آرام
کبھی حاصل نہ تھا جو قبلا خان کی تابعداری مین ملا لیکن یہہ بات بناوٹ کی ہی کیونکہ اصل حوصلہ اور
اوسکی دلی آرزو تسخیر عالم تھی اور بعد اوس مطلب کے بر آنے ہونے کے بہتری رعایا اور پرورش خلق اللہ
درجہ ثانی مین اوسے ملحوظ تھی جبکہ اپنی رعیتون مین وہ قوم داخل ہوتی تھی اگر حکمت کی آنکھ سے
دیکھیے تو یہی ایک عیب قبلا خان مین تھا لیکن یہہ بھی کہنا چاہیے کہ مغل سب اوسی سیاہی
تھے اور یہی امر اونکی دولت مین بہترین صفات سے تھا بلکہ بعض بعض دفعہ اگر اوسکا وجود قبلا خان
کے مزاج مین نہ پایا جاتا تو وہ آپس مین یہی کہتے کہ ابلہ بادشاہ اگر گرگ کے بیچ مین آگیا ہی اوسکا نام
سے تخت چھین لو اور قیاس یہی چاہتا ہی کہ وے سب اگر اوسکو محض حکیم طبیعت پاتے
تو باغی ہو جاتے الغرض راقم نے صفات اور عیوب جو تھے سب کو بیان کیا ہی آگے ارباب
انصاف جو داد کہ لائق اوسکے حال کے سمجھین ارشاد فرماوین لیکن اتنے مین تو کچھہ شک نہین
ہی کہ مغل کی قوم مین آدمیت اور فضیلت بلکہ بزرگی قبلا خان کی ذات حمیدہ صفات سے

پیدا ہوئی اور وہی لوگ جو ایسے وحشی سے تھے کہ حروف ہجی تک اون مین نہ تھے اور بجز گویائی کی
اظہار مطلب کے لیے اونکی زبان مین تحریر نہین تھی چنانچہ قبلاخان کے حکم اور مدد سے پاے تخت
کے علما نے ایجاد مغلی زبان کے حروف کا کیا اون مین بڑے بڑے درویش اور حکیم ہوئے اور اگر
دوسرا کوئی امر اوسکے بزرگ ہونے کے دعوے کے لیے کافی نہوتا تو فقط موجد حروف زبان مغل
ہونا بس تھا کیونکہ جب باتفاق آراے ارباب فضیلت و اصحاب تاریخ کا اس باب مین ہی کہ وہ شخص
کہ جسنے تحریر کی ایجاد کی اور صوت کو شکل مجسم دی یعنے لباس حروف پہنایا وہ قابل پرستش کے ہوتا اگر
خدا نہوتا تو بیشک مرتبہ ولایت کے قابل وہ شخص ہی کہ جسنے اپنی قوم کے الفاظ مخرجی کے ہوائی
وجود کو جسم محسوس دیا قبلاخان اپنے پوتے تیمور خان یعنے ولی عہد مرحوم کے بیٹے کو جانشین مقرر
کر گیا تھا لیکن اوسکے بیٹون نے قصد اوسکو محروم رکھنے کا کیا آخر کو مغلی سپہ سالار بایان خان
تلوار میان سے نکال دربار مین جا کھڑا ہوا اور جب تک سبھون نے ولی عہد کے بیٹے تیمور خان کو تخت
دینے کا اقرار نہ کیا اپنی جگہہ سے وہ نہ ہٹا اور جب تیمور خان جلوس کر چکا اوسوقت سردار نے تلوار
کو میان مین کیا باوجود اس عداوت کے جو چچون نے کی تھی تیمور خان نے معافی نامہ اپنے دشمنون
کی حرکت ناشایستہ کا جاری کیا اور ایام ماضی کی یاد کو دل سے بھلایا۔ اسکے عہد مین ایکدفعہ خشک سالی
ایسی ہوئی کہ فصل جل گئی لیکن مغفور نے غلہ اپنے سرکار کے انبار خانون سے جو قبلاخان کے
جمع کیے ہوے تھے رعایا اور غربا کو کھلا دیا۔ بعد اسکے لوٹیرون نے بہت عاجز کیا اور بعض
بعض جگہہ شہر کے شہر کو لوٹ لیا اور ایک دفعہ اسیطرح سے یانگ چو کے شہر کو تاخت و تاراج کیا
اور وہان کے حاکم کو مار ڈالا غرض اسی سانحہ کی ایک نقل ہی کہ چوٹون کے سردار نے اوسی
حاکم کی بیوہ پر عاشق ہوکر پیغام نکاح کا دیا تب اوس عورت نے کہا کہ اگر میرے خاوند مقتول کی لاش
جلانے دے تو مین اس امر کو قبول کرونگی اوس ڈاکو نے خوشی خوشی اجازت دی اور اپنی شادی
کی تیاری کی غرض وہ نیک بخت اپنے شوہر کی لاش لکڑیون پر رکھوا اور خود آگ لگا کے اس طرح
آگ مین کود پڑی کہ جل گئی القصہ سارے عالم کو یہہ نیک بختی اور شوہر پرستی ایسی پسند آئی کہ

شعرا نے اوسکی مدح مین قصیدے لکھے اور فغفور نے یہہ خبر سنکر مزار پر بتکلف مین اوس نیک بخت
کی خاکستر کو گڑوا دیا اور سرکار کی طرف سے لوبان ہمیشہ جلایا گیا اور پھول کی کرسی بارہ مہینے
چڑہانے کا حکم دیا گیا برما کے ملک کا بادشاہ شہنشاہ کے پاس نذر دینے کو جب آیا فغفور بہت
خلق سے پیش آیا سنہ ۱۲۳۶ عیسوی مین تیمور خان فغفور چین و خاقان تاتار نے انتقال کیا اور
عدالت اور شجاعت اور رعایا پروری و قدردانی مین پیرو اپنے دادا کا ایسا ہوا کہ اوسکے انتقال
سے خاص و عام کو صدمہ پہونچا چونکہ کوئی بیٹا اوسکا نہ تھا اوسکا بھتیجا کائی شان خان تخت پر بیٹھا اور رعایا
پرور ہوا باوجودیکہ شراب و کباب و رنڈیون کا بڑا شائق تھا سنہ ۱۱۳۱ مین یہہ مرگیا اور اوسکا
بھائی جن سنگ یعنے اَنجی اَپُو خان قائم مقام ہوا یہہ بڑا قدردان حکیم کنگ فوزی کی حکمت کا تھا
اور اونکے مریدون کو مرتبہ عالی کو پہونچایا اور اپنی قوم کی تربیت کے لیے اونکی تصنیفون کو
ترجمہ کروایا اور جب تک جیا علما اور شعرا کا بڑا قدردان رہا اور اپنی مملکت مین ہر جگہہ مدرسہ غربا کی
تعلیم کے لیے بنوایا اور تا کہ ختائی اور تاتار دونون قوم راضی رہین اور کلہ جانب کسی کا نکرین اسی
فغفور نے یہہ قانون نکالا جو اوس وقت سے ابتک جاری ہی کہ کچھہ وزیر تاتار اور کچھہ ختائی ہوین
یعنے مرتبہ وزارت مین دونون کو شریک کیا اور عادل ایسا تھا کہ اپنے دوستون اور دشمنون کو انصاف
کے وقت ایک نظر سے دیکھتا اور برابر سزا اور جزا دیتا تھا باوجود اس مدبری اور بندوبست کے
لوٹیرون نے آکر ستایا اور ایکدفعہ کی نقل ہی کہ کسی گانون مین اونکا طایفہ لوٹنے کو گیا اور ایک
گہر مین جب گئے تو ایک بوڑہیا اور اوسکے بیٹے کو وہان پایا جو نہین اون بدکردارون نے قصد
اوس بیچاری کے سر کاٹنے کا کیا بیٹے نے اپنے کو درمیان ڈالدیا اور مان پر جو زخم پڑنے والا
تہا خود لیا اس حرکت سے وہ چوٹے بہی ایسے خوش ہوئے کہ مال و زر دونون کو دیکے چلے گئے
اور فغفور نے اوسکے نام کی ایک محرابِ یادگار کے لیے بنوائی اور عہدہ معقول سے سرفراز کیا:
سنہ ۱۲۳۳ مین اس شہنشاہ عالیجاہ عالم کے خیرخواہ نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا چہوٹے بالا خان
جسکو ختائی مورخ ہنگ سنگ کہتے ہین مسند پر آیا اور ختائیون کے اکثر رسوم اختیار کرنے سے فورا

نامور ہوا اور غالب ہی کہ اگر زیادہ جیتا تو بڑے بڑے کام کرتا لیکن منیرے
بس کسی موذی کے ہاتھ سے بلکہ کہتے ہین اوسی کے اشارے سے جو بعد اوسکے
قائم مقام ہوا مارا گیا چونکہ فغفور لاولد مرا یسن تیمور خان پوتا قبلا خان کا تخت نشین ہوا
اور اوسکے عہد مین کوئی بات قابل ذکر کے نہین ہوئی سوا اسکے کہ بودہ
کے مرید و خادم تبت سے اتنے آئے اور سبکا مال جس جس
کے اسباب بے حلق ہو کر کہانے لگے کہ آخر کو لوگ تنگ آئے اور تمام رعایا نے متفق ہو کر فغفور
کو درخواست دی اور چاہا کہ اون بلاؤن کو منع ہووے کہ اپنے ملک سے نہ نکلین اور ختائیون کا سر
کہانے نہ آوین حسن اتفاق سے اسی عرصے مین قحط اور وبا اور زمین لرزہ بہت ہوا اور لوگون نے
لاماؤن کی بدذاتیون کو باعث ٹہرایا اور فغفور ایسا ڈرا کہ باوجودیکہ اون لوگون کو بہت مانتا تھا لیکن
سبہون کو نکال دیا اور عود کرنیکو منع کیا سنہ ۱۳۲۸ عیسوی مین شہنشاہ نے انتقال کیا اور چونکہ دونون
بیٹے جوان تہے لوگ سمجہے کہ تخت کے باب مین قصہ ہوویگا لیکن چہوٹا طوطی مار خان باوجودیکہ صاحب
قوت تھا اگر چاہتا تو مسند چہین لیتا غرض بڑے بہائی کا حق اوسنے سمجہا اور اوسی کو باپ کا قائم مقام
کیا مگر عجب اتفاق ہوا کہ جس روز وہ بیٹہا شب کو عین جلسے کے وقت دفعۃً مر گیا اور اہل دنیا نے
اوسکا خون بہائی کے سر چڑہایا اور یہہ خیال نہ کیا کہ جب خود طوطی مار خان نے تاج بخشی کی کیا
ضرورت اوسکو زہر دینے کی تہی لیکن یہی حال عوام الناس کا ہمیشہ ہی اور بنا تحقیق کیے اور سمجہے
بدی کا گمان کرنا اور جو کچہہ منہ مین آتا ہی بے تامل کہہ بیٹہنا اونکا شیوا ہی القصہ اوسکا چہوٹا
بہائی گدی پر بیٹہا اور لاما گروہ کے مذہب کا ایسا مددگار رہا کہ اوسکے خادمون کے سردار کو
اپنا اوستاد بنایا اور تمام امرا اور علما سے اوسکی تعظیم کروائی اور اوسکے ساتھ عبادت مین ہمیشہ
ایسا مشغول رہا کہ امورات سلطنت کا انتظام ایک اور شاہزادہ ین تی مار کے حوالے کرنے پڑا
تاکہ پوجے کی فرصت ملے اور اوس موذی نے رعایا کو ایسا ستایا کہ رفتہ رفتہ بلوے کا سامان بندہا
اور کئی صوبون مین ختائیون نے تاتاریون سے مقابلہ بہی کیا غرض کوئی بات اور طرح کی

اوسوقت وقوع مین نہ آئی اور اس عرصے مین فغفور نے دنیا سے رحلت کی پس سنہ ۱۳۳۲ مین اوسکا
بیٹا الیق چی یاین خان جو اوس وقت ساتھ برس کا تھا تخت پر بیٹھا اور نیابت سلطنت کا عہد
اوسکی مان کے سپرد ہوا لیکن برس دن مین وہ لڑکا مرگیا اور توغان تیمور خان ایک شاہزادہ قائم
مقام ہوا اور ایسا مجہول اور کاہل اور بزدل اور عیاش نکلا کہ بلوے پر بلوا ہوا اور اوسکو سوائے زندگی بازی
کے کچھ خیال نہ تھا اور جب قحط ہوا اور رعایا کو ایسی فاقہ کشی ہونے لگی کہ آدمی کا گوشت آدمی
کھانے لگا تب بھی اس بدبخت سخت پاجی کو مطلق تردد نہوا آخر کو جب تمام خاص و عام کا ناک مین
دم اگیا ایسی بغاوت ہوئی کہ ساری رعیت دفعتہً بگڑ گئی اور خود مغل کے سردار سب آپس مین لڑنے لگے
اور دوسری قومین تاتار کی باغی ہوگئین غرض زوال سلطنت مغلیہ کے آثار زمین اور آسمان پر پیدا
ہوئے اور قحط پر قحط زلزلے پر زلزلہ اور انواع طرح کی دوسری علامتین نمودار ہوئین جو اگرچہ اور سببون
سے وقوع مین آئین لیکن عوام الناس نے اونسے غضب الہی قرار دیا مملکت مین یہہ ہلچل اور بدعملی
دیکھکر دریائی ڈکیتون نے دس ہزار جہاز تیار کیے اور تاجرون کو ایسا لوٹا اور مارا کہ سوداگری
بند ہوگئی اور ہر جگہہ کی آمدنی و رفتنی موقوف ہوگئی اور علی ہذا القیاس خشکی مین بھی لوٹیرون نے
سب کو تنگ کیا الغرض چارون طرف سے جب یہہ ہونے لگا ایک ختائی سردار نے لوائے بغاوت
بلند کیا اور چونکہ بہادر اور بدیہی نیک اطوار تھا لاکھون ختائیون نے اوسکا ساتھ کیا اور ایک صوبہ
کے بعد دوسرا اوسنے مغلون سے چھین لیا یہان تک کہ دار الخلافہ پر چڑھہ آیا اور مغلی لشکر کو ہر دفعہ
شکست دی اسپر بھی فغفور کو ہوش نہ آیا اور جو حال بدکاریون کا تھا برابر رہا اور کس کس طرح کی
بد اطواریان مغلون مین پائی جاتی تھین اوسی اشتہار سے ظاہر ہین جو سردار ختائی نے
چھپوا کر ہر جگہہ بھیج دیا اوسکا ایک مضمون یہہ ہی کہ تیمور خان کے وقت سے خاقان کے
اقرباؤن مین یہی دیکھنے مین آیا ہی کہ بہائیون نے ایک دوسرے کو تخت کے لیے
زہر دلوایا اور بیٹون نے باپ کی حرمون پر ہاتھہ ڈالا اور لڑکا جنوایا یہان تک کہ حسن عورت
سے کے چار یا چھہ لڑکے ہین نصف باپ اور نصف بیٹے کے جنوائے ہین الغرض اسی

ایک بات سے ظاہر ہی کہ دنیا کے عیب اوسی گہرمین پائے جانے لگے جہان قبلاخان کے وقت مین تمام نیکیان تہین اورجیسی جزا اوسکے سبب سے ملی تہی کہ ختا کے اعلے ملک کا تخت صحرا بیوبان کو حاصل ہوا ویسی ہی سزا اوس خاندان کے بدکردارون کی ہوئی کہ سوا تخت چین جانے کے مغل سب دوسری اقوام تاتار مین بہی ذلیل و خوار ہو گئے آخر کو توگان تیمور خان مغفور ختا نے بجز ملک کو چہوڑکر صحرا مین پناہ لینے کے کوئی صورت نہ دیکہی اور اسیطرح سے مغلون کی حکمرانی ختا مین سنہ ۱۳۶۸ مین تمام ہوئی اور اصلی ختائی کے ہاتھہ سند شاہنشاہی پہر آئی الغرض آفتاب نزاکی سلطنت چین کو آفتاب سے تشبیہ دی جاسکتی ہی چنانچہ چنگیز کے قبل قوم مغل پر ذلت وخواری کی اندہیری غالب تہی بعد اوسکے فتح کی سپر زرین کو مانند آفتاب صبحدم کے چنگیز خان نے اوس تاریکی سے نکالا اور جسطرح آمد روز سے تاریکی دور ہوتی ہی اوس سپر کی نمود سے اوس قوم کی خواری کی ضلالت معدوم ہوگئی تب جیسا کہ آفتاب جیون جیون بعد طلوع کے وسط النہار کی طرف جاتا ہی تیون تیون تابندگی اوسکی بڑہتی ہی اور اوس مقام پر ساری جلالت اپنی دکہا کر رفتہ رفتہ اوسمین تنزل واقع ہوتا ہی اور آخر کو غروب ہونے سے سابق کی اندہیری کا سیاہ پردہ کہینچ جاتا ہی اوسیطرح چنگیز خان کے وقت سے قبلاخان تک سلطنت کو ہر لمحہ ترقی رہی اور شہنشاہی کی بزرگی اسنے حد کو پونہچائی گویا قبلاخان آفتاب نیم روز خاندان آفتاب نزا کا تھا اور اوسکے بعد سے جو تنزل شروع ہوا تو ہر بادشاہ مین زیادہ ترکمی پائی گئی آخر کار توگان تیمور خان کے ساتھہ ذلت وضلالت دامنگیر حال ہوئی اور مغل کی دولت کا آفتاب غروب ہو گیا

سترہوان باب

منگ کے گہرانے کے بیان مین

جلد اول کے دیباچے مین راقم نے علم تاریخ کی تعریف مین یہہ لکھا ہی کہ مورخ کو اکثر امور دنیوی مین ایسی آنکھہ ہو جاتی ہی کہ اوسکے تفرس کو قوت پیش گوئی کی اور زبان کو توانائی فال بانی کی حاصل ہوتی ہی اور قیاس کو مزاولت کے باعث یہہ ملکہ ہو جاتا ہی کہ سبب کی دریافت سے انجام کا حال آغاز حال مین کہہ دیتا ہی جیسا کہ اہل منطق صغری و کبری سے نتیجہ نکال لیتے ہین اور نتیجہ سنتے ہی سبب کو معلوم کر لیتے ہین چنانچہ کسی ملک کے حکام اور امرا کے اطوار اگر مورخ کے روبرو بیان کیے جاوینگے تو اغلب ہی کہ مآل حال کو سنے تامل کہہ دیویگا غرض اس تعریف کی راستی کی ایک ثبوت یہی ہی کہ مغلی خانوادہ کے اخیر کے بادشاہون کے حالات سے جب مورخ کو علم ہو ویگا بلے تردد تفرس صحیح کریگا کہ ان کا نتیجہ کیا ہوا کیونکہ تمام عالم مین یہی ہوتا ہی کہ بزور شمشیر جو ملک قبضے مین آتا ہی اور تدبیر معقول سے پہلے وہان عمل ہوتا ہی وہ تب ہی تک تابعدار یا باجگذار رہتا ہی جبتک تلوار کے دہنی اور عقل کے غنی فرمان روا ہوتے ہین اور اوسکی نظیرین اسی تاریخ مین اتنی ہین کہ جنکا بیان خاص یہان پر ضرور نہین غرض بادشاہون کے خانوادے اچھے لوگون سے شروع ہوتے اور بُرون کی پوچ حرکتون سے تمام کیے جاتے ہین اور چنگیز کے گہرانے کی بنیاد جس شخص سے ہوئی طبیعت اوسکی اوسی خمیر کی تہی جیسی بانی سلطنت کی ہمیشہ ہوتی ہی بلکہ طبیعت ہانگ وو کی جسنے ملک کو مغلون کی اطاعت سے نجات بخشی اور ختا کی ریاست چہین لی قریب قریب قبلا خان کی طبیعت کے تہی ✽ ایک غریب مزدور کا بیٹا یہہ شخص تہا اور چونکہ خلقت کا نازک اور ضعیف البنیان نکلا باپ کا پیشہ باربرداری کا اختیار نکر سکا اوس سبب سے منعبد مین لاماؤن کی خدمت گذاری مین نوکر ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک اون لوگون کے ساتھہ رہا لیکن چونکہ اوسکی طبیعت اور ڈہنگ کی تہی اون لوگون کی کاہلی اور بدفعلی سے گہبرایا اور وہان سے نکل کر سپاہیون مین نام لکہوایا اور باوجودیکہ ہاتھہ پاؤن کا ضعیف تہا لیکن دل کا ایسا مضبوط ٹہہرا کہ چند روز مین اپنا نام اوسنے نکالا اس عرصے مین ایک سردار عالی وقار کی بیٹی سے شادی ہوئی اور

رفتہ رفتہ عزت اور توقیر اوسکی ایسی بڑہی کہ مغلون کی فوج سے جب جدا ہو گیا ہزارون ختائیون
نے آکر اوسکے علم کے نیچے اپنے کو پوہنچایا اور چونکہ مملکت مین برہمی اور درہمی تہی اور رعیت مظلوم
اور نالان اور جان بلب ہر طرحسے ہو رہی تہی لوائے بغاوت جب اوسنے بلند کیا سرکشون
کی جمعیت سے لشکر سنگین موجود ہو گیا اور اوسکی مدد سے چی کیانگ کے صوبے کو اوسنے مغلون سے
چہین لیا اور اس طرحسے وہان امن و امان دیا کہ رعایا نے اتنے دن کے بعد دم لیا اسی عرصے
مین دوسرا ایک باغی سردار ختائی حسد سے دشمن قوم کو چہوڑ ہانگ وو سے لڑنے آیا اور بسبب
رشک بیہودہ کے چونکہ وطن کو دل مین جگہہ ندی مغلوب بہی اوتنا ہی ہوا جسقدر حسادتہا اور ہانگ وو
نے فوراً ہوکوانگ اور کیانگ زی کے دونون صوبون کو اپنے قبضے مین کر لیا اور مغلی فوج کو ہر دفعہ
ہٹا دیا اور اون تینون صوبون مین ایسا بندوبست کیا اور ضبط و ربط رکہا کہ چوری اور سرزوری
موقوف ہو گئی اور ڈکیتون کی جمعیت اور جرات مین کمی آگئی اور جسوقت رعیت آسودہ اور بیخطر ہوئی
اور مظلومی کے غم اور چوری کے ڈر سے اونکو رہائی ملی دعا کرنے لگی اور خداوند تعالیٰ کی
درگاہ مقدس مین دعا اونکی مستجاب ہوئی اور فوج اوسکی ہر جگہہ ظفریاب ہوئی اور اوسکے سپہ سالارون
نے فوکینگ اور کوانگ ٹنگ اور دوسرے تین صوبون کو مغلون سے چہین لیا اور ہانگ وو نے
شمال کی طرف جو رخ کیا تو لڑتا بہڑتا مغلون کو شکست دیتا دار الخلافہ پر چڑہہ گیا اور خانوادہ مغلیہ کے
آخری فغفور توکات مور خان کو ملک سے بہگایا جیسا کہ آگے بیان ہوا ہی اور اوسوقت اپنے
کو شہنشاہ کہوایا اور اوسکے قبل جب چاپلوسون نے خطاب فغفوری کا کبہی عرضی مین لکہا تہا تو
غصہ ہوا اور فرمایا کہ جسوقت شہنشاہ کے تخت پر نشست کرونگا اوس درجیکا خطاب لونگا اور
ابہی اگر میری خوشی چاہو تو راحت دہندہ خلق خدا مجہے کہو القصہ جب اوسنے جلوس کیا تمام کارخانجات
مملکت کا بندوبست نیا اور روشن کی طرح فرمایا اور اوس ہل چل اور بدعملی مین جسکا جو نقصان
ہوا تہا سرکار سے عوض ملا اور بیوہون اور یتیمون کی پرورش کے لیے وظیفہ مقرر ہوا اور
اونکی جائداد فغفور نے اپنے اخراجات کو کم کرکے خاص تحویل سے نکالی اور رعیت سے اوس امر مین طلبی نکی

غرض اپنی تکلیف گوارا کی مگر رعایا کو تصدیع نہ دی اور ہمیشہ اوسکا بیان یہی تھا کہ مین اپنی راحت
کے لیے کسی ایک ادنی شخص کو تکلیف دینی نہین چاہتا چہ جائیکہ تمام رعیت کو اس مشت خاک
کے آرام کے لیے جو زیر خاک اونکے ساتھ مل جائیگی آزار پہنچاؤن اور مروت اور سیر چشمی
اوسکی اسی سے زیادہ ثابت ہی کہ جب توکات مور خان کا پوتا پکڑے کے آیا تو اوسکے ساتھ
باوجود باپ دادون کی دشمنی کے اس خوبی سے مسلوک ہوا اور اس عزت سے رکھا کہ جب چند سال
کے بعد فغفور نے اوسے اپنے ملک جانے کی اجازت دی تو شہزادے نے وہ بات
نچاہی اور حضور مین عمر کاٹنے کی درخواست کی اوسکی بہادری اور مدبری کا بیان کرنا لاحاصل
ہی اور اوسکی مدبری کی یہی ایک بڑی دلیل کافی ہی کہ تھوڑے عرصے مین ختا کی سی وسیع مملکت
مین اوس بدنظمی اور ظلم وستم اور لوٹ وتاراج و بد انتظامی عظیم کا مطلق نشان باقی نرہا اور سواے اسکے
کئی قوم تاتار کی خود بخود تابعدار اور جان نثار ہوئین اور ختا کی تاتاری سرحد پر ہمیشہ دوسرے
اقوام تاتار کے ساتھ فغفور کی طرف سے لڑتی رہین اور اوس شخص کی بردباری اور خاکساری
کے بیان مین یہی نقل کافی ہی کہ ہمیشہ اپنی خاندانی ہڑواڑ مین جاکر دنیا کی ناپائداری کے
تصور مین بیٹھا رہتا تھا اور اکثر دربار عام مین مغلی شاہزادے سے کہتا تھا کہ تمہارے خاندان
عالی کی سلطنت عظیم کو خدا نے مجھہ ادنی مزدور بچے کے ہاتھہ سے اس لیے تڑوایا تاکہ سلاطین
روزگار کو عبرت ہووے کہ ظالم اور مغرور کا زور و شور اوسے اسقدر ناگوار ہی کہ تاج چنگیزی
کو مزدور کے لونڈے کے پاؤن سے روندوایا قبلا خان کی بیگم جیسی عاقلہ و عفیفہ اور نیک صلاح
وخوش مشورہ تھی ویسے ہی اس فغفور کی بی بی تاشی تھی جسکی ساتھ شروع اقبال مین شادی ہوئی
ایک سردار جلیل القدر کی بیٹی تھی روایت ہی کہ اسقدر خوش نامی جو فغفور کی ہوئی اوسکی صلاح
چلنی سے ہوئی اور مدبری اوس بادشاہ بیگم پر ختم تھی اس خوش نصیبی کے علاوہ ولیعہد اپنے عہد مین
بے مثل و بحال تھا اور فن سپاہ گری مین طاق بہادری و مدبری مین شہرہ آفاق نیک کردار
وشناسی روزگار تھا لیکن حکمت حکیم مطلق کی کچھہ سمجھہ مین نہ آئی جب بیٹا نوجوان باپ کا دل

نوجوان پسر لخت جگر عہد شباب مین جہان سے رخصت ہوا اور پیری اور صدمہ بیماری مین باپ کو
داغ دے گیا ولیعہد کے مرگ کے قبل بادشاہ بیگم نے انتقال کیا اور ماجرا عجیب ہی قبلای خان
کی بی بی اور بیٹے کا جو حال تھا اور جس طرح سے اونہون نے انتقال کیا اس فغفور کی بیگم اور ولیعہد
مین مثال زندگی اور مرگ کی پائی جاتی ہی غرض فرق اتنا ہی ہی کہ قبلا خان کو صدمہ عظیم ہوا لیکن
اس فغفور باشعور نے ایسا رنج ناحق نکیا کہ امور سلطنت سے اندک بھی غافل ہووے بلکہ جب تنہا رہگیا
زیادہ مستعد اور سرگرم ہوا اور اپنی رعایا کو فرزند عزیز کے عوض جانکو زیادہ چاہنے لگا باوجودیکہ غم والم
کا پہاڑ فلک سے ٹوٹ پڑا لیکن اوس باعث سے مطلق مجہول ہوا اور وہم مرگ سنہ ۱۲۹۴ تک ایک طرح پہ
مزاج رکھا اور یہی ہمیشہ کہتا تھا کہ بادشاہ کو باوجود رعیت کے فرزند کی کون سی حاجت ہی اور اغلب ہی
کہ مین نے جب اوس بیٹے کو بہت چاہنا شروع کیا شاید رعیت کا خیال دل مین کچھ کم ہونے لگا تھا
کہ خدا نے اوسکو اوٹھا لیا بعض مورخ اس بادشاہ کو سنگدل اور انتقام گیر ٹہراتے ہین اور اوسپر یہ دلیل لاتے ہین
کہ مغلیہ سردار اور سپاہی جنہون نے خاوند کی نمک حلالی کی اونہین جہان پایا قتل کروایا اگرچہ ایک بات
اس مین سچ ہی کہ ختائیون نے جہان موقع دیکھا تاتاریون کو زندہ نہ چھوڑا لیکن اس روایت کی اتنی
مین بھی فرق ہی کہ فغفور کی مرضی سے یہ خونریزی نہین ہوئی بلکہ جب بے رحمی کی خبر سنی اونسے
سردارون کو تنبیہ کے سوای اسکے اگر دوسری دلیل ہو تو توکاتمور خان کے پوتے سے جسطرح
فغفور ہمیشہ مسلوک ہوا ایسکا بیان ایسی تہمت کی تردید مین کافی تھا لیکن ایک نادانی خلاف عقل
اور تجربے کے اس بادشاہ دور اندیش سے ایسی ہوئی کہ اوسکی دانائی کی جہان بات چھیڑی
جاوے وہان اگر اوسکا کوئی ذکر کرے احمق کہلاوے اور لوگ یہی کہین کہ ایسے سمجھنے والے سے ایسی
حرکت سرزد ہونی بعید القیاس ہی غرض بڑے سیانے جو ہوتے ہین اگر خطا کرتے ہین ایسی ہی
کرتے ہین وہ الا کبھی چوکتے ہی نہین اور جب گرے ایسی منہ کی کھاتے ہین کہ عوام کی ہزار دفعہ چوک
سے اتنی مضرت اونکو پہنچتی نہین جو ایک ایسون کی چوک مین حاصل ہوتی ہی القصہ فغفور نے
کیا یہ کیا کہ اپنے سب بیٹون کو ملک تقسیم کردیا اور ہر ایک کو کئی صوبے حوالہ کرکے سلاطین کا

مرتبہ عنایت کیا اور فساد کا تخم بویا یہہ بات جو کہ صاف ملک داری کے خلاف ہی البتہ خطی
تھی لیکن ایسی نادانی امر شدنی کے آثار سے ہی تیمور لنگ صاحب قران نے تین دفعہ قصد چین کی
تاخت کرنے اور اس فغفور سے آل چنگیز کے انتقام لینے کا کیا تھا پہلے اوسوقت جب مغل سب چین
سے نکالے گئے تھے اور دوسری دفعہ جب فغفور نے تیمور کے سفیرون کو قید کیا اور تیسرے
مرتبہ سنہ ۱۴۰۵ عیسوی مین غرض پہلے دو دفعہ کئی سبب یورش کے مانع ہوئے جسکا حال
اسی تاریخ مین موقع پر بیان ہی اور تیسرے مرتبہ عزم بالجزم کر کے اور فوج قہار لیکر شہر جمادی الاول
کی ۲۳ تاریخ کو سنہ ۸۰۷ ہجری مین جب اوسطرف کو روانہ ہوا اوسکے قدم کو دست اجل نے
پکڑ لیا الغرض فغفور نے اپنے مرنے کے قبل بیٹون کو اونکی سلطنتون مین بھیج دیا تھا تاکہ پوتے
کے جلوس کرنے مین کوئی فتور برپا نکرے غرض جو نہین یہہ امر کین ونٹی کے جلوس کا اوسکے
دادا کے مرنے سے وقوع مین آیا سب شاہزادون کو اوسکا تخت نشین ہونا ناگوار ہوا اور فغفور نے
بھی یہی جانکر اپنے چچاؤن مین سے کئی کو ایک ایک کر کے تباہ کر ڈالا تھا اور اونکا ملک چھین لیا
غرض ایک بیٹے سلطان ننگ نے آخر کو لشکر جمع کیا اور اوسکا اقبال ایسا چمکا کہ بارہا شہنشاہ
کی فوج پر ظفریاب ہوا یہان تک کہ دار الامارۃ پر چڑھ آیا اور دربار مین تھلکہ ڈال دیا تب فغفور بہت
گھبرایا اور چچا کو کہلا بھیجا کہ آپکو کیا منظور ہی جو آپ نے یہہ کیا اوسنے جواب دیا کہ جن لوگون نے
ہمارے بھائیون کو ذلیل کرنیکی صلاح تمہین دی ہی اونکو میرے حوالے کرو اور اونکی املاک جو تمنے
ضبط کی ہی واپس کرو یہی میرا سوال ہی زیادہ اس سے چاہتا نہین اور کم اس سے لونگا نہین یہہ سنکر
فغفور کو غصہ آیا اور لاکھہ سپاہ کی فوج سے سلطان ننگ کا مقابلہ کیا اور ایسا مغلوب ہوا کہ
پایۂ تخت چھن گیا اور فغفور چند دوستون کو ساتھہ لیکر ایک خانقاہ مین جا بیٹھا اور سر منڈا کے
بودھہ کا پوجاری ہو گیا القصہ جب سلطان ننگ اپنے باپ کے تخت پر بیٹھا نام اپنا ننگ لو
رکھا اور بھتیجے کا نام فغفورون کی شماری باہر کیا اور پہلا فرمان اس مضمون کا اجرا کیا کہ جو شخص اون
مشیرکارون کا نام بتلاویگا جنکی صلاح سے کین ونٹی نے اپنے چچاؤن کو ستایا ہی وہ اگر نقار

سے بھی ہو ویگا تیسرے درجے کے ماندرین مین داخل کیا جاویگا پس حکم خلاف عقل و عدل
اور داب شاہی سے یہہ اجازت جو ملی لوگون نے اپنے دشمنون کو نشان دیا اور قتل کروایا اور
تمام شہر مین اسطرح سے خون کے نالے بہے اور ہزارہا امیر و غریب فاضل و جاہل ہلاک ہوے
اور عالمون کے شامل حکیم ہان کو جو کا قتل اس طرح پر ہوا کہ جب ہنگ گو نے کہا کہ تم ہمارے مشورے
مین رہو اور صلاح مناسب امور سلطنت مین دو تب وس مرد نیک خواور راست گو نے جواب دیا کہ
میری راے اگر پوچھو تو کین وانی کو تخت دو اور اپنے باپ کی مرضی کے مطابق کرو یہہ سنکر ہنگ کو طیش
مین آیا اور فرمایا کہ پھر ایسی گستاخی کرو گے تو تمکو اور تمہارے تمام کنبے کو مروا ڈالونگا اس حکیم نے اس دہمکی پر بھی کچھ
نڈرا اور جواب دیا کہ اگر ایسا خون ناحق کرو گے تو تقریباً دہ خلائق کہلاؤ گے اور ہزار برس بدنام رہو گے
اسپر فغفور نے نہایت پر قہر ہو کر حکم کا منہہ دونون کانون تک چروا ڈالا اور قید خانے مین بند کیا لیکن اسکے
بھی تلامیذ کو خوف ہوا اور زندان مین استاد سے ملاقات کرنیکی اجازت اوس ظالم سے چاہی
تب غضب مین آکر اوسنے کہا ٹھہرو مین تمہاری گستاخ استاد سے ملاقات کرا دیتا ہون تب حکم
دیا کہ حکیم کو قتل کرکے لاش کو لے آوین اور جب سامنے آئی شاہ راہ پر پھینکوا دینے کا حکم دیکر تلامیذ سے
کہا جاؤ ملاقات کرو اسپر بھی اون لوگون کو مطلق ہیبت نہ آئی اور بڑی دہوم اور ترک شاہی کے ساتھہ
اوسکو دفن کیا اور تین برس تک لباس ماتم پہنا القصہ ہنگ کو نے اس اس طرحکی بیرحمی اور خونریزی
سے تخت پر جلوس کیا اور ناحق ہزارون کی جان گئی جب اپنے خانگی دشمنون کے خون سے
سیر ہوا فغفور نے تاتاریون کے ملک پر چڑہائی کا قصد کیا اور وہان بھی بغاوت کا چلہ خوب مٹایا اسکے
مین ماچین کے ملک مین ہنگامہ اور فساد ہوا اور فغفور نے اس طرح سے فیصل کیا کہ ماچین اور
تانکین کے ملکون کو مملکت ختا کی صوبون مین داخل کیا باوجودیکہ اس بادشاہ کی جبلت طرف
لڑائی اور خونریزی کے مائل تھی لیکن آخر کو علما کا ایسا قدر دان ہوا کہ شعر و سخن کا چرچا پہیلا
اور حکما سے سیکڑون شعر چین کنگ فوزی کی تصنیفون کی ہوئین سنہ ۱۴۲۵ مین ہنگ کو نے
انتقال کیا اور اوسکے عہد مین شاہ خلیل بادشاہ سمرقند اور چین کے فغفورون سے نامہ و پیام شروع

ہوا اور ینگ لو نے اہل تجارت کی بہتری کے لئے ایسے اچھے قانون نکالے کہ سوداگر سب
بہت پاکے ہندوستان یعنی بنگالا اور عمان و بحر مشرق کے تمام جزائر یعنے سیلاندیپ وغیرہ کے
ختا مین گئے اوسکا بیٹا جن سانگ قائم مقام ہوا اور اون مانڈرینون کو بحال کیا جو
اوسکے باپ کے وقت مین کین انشی کے وزیرون مین ہونیکے شبہ پر معزول کیے گئے تھے
اور سو آ اسکے غربا کے حال پر نہایت مہربان اور علما کا بڑا قدردان تھا لیکن چندہی روز جیا
اور سون سنگ اوسکے بعد گدی نشین ہوا اسکے عہد مین دو بلوے ہوے ایک ختا مین
جسکا بانی فغفور کا اپنا چچا تھا اور دوسرا چین مین جہان مفسد سلطان جنگ تھا جسکو
فغفور نے نیابۃً ملک دیا تھا ان دونون فسادون مین پہلے کو بادشاہ نے اپنے خانہ زاد سے
مٹایا اور دوسرے مین سلطان جنگ ہار رہا اور ملک و خزانہ جو اوسکے ہاتھ لگا سر خود ہو گیا
سنہ ۱۰۶۳ء مین فغفور نے انتقال کیا اوسکی بادشاہ بیگم ازبسکہ عاقلہ اور عفیفہ نائب سلطنت
ہوئی اس لیے کہ ولی عہد ینگ سنگ باوجودیکہ تخت نشین ہوا لیکن فقط آٹھ برس کا تھا اور
اوسکی مان سے احکام اجرا پایا کرتے تھے اور اوسی باعث سے سنہ ۱۰۴۳ تک امن رہا
اور رعیت مرفہ الحال تھی اور سلطنت کی ہر طرح سے بہتری ہوئی لیکن جب وہ مر گئے کلید ملک داری
ایک خوجے کے ہاتھ آئی کیونکہ فغفور کو اوسنے گود مین پالا اور بڑا کیا تھا اور وہ بھی از حد
اوس سے مانوس تھا غرض جب اختیار کلی اوس شخص کو حاصل ہوا اوسنے کئی عزیزون کو
جان سے مارا اور کئی شخص کو ذلت سے معزول کیا اس لیے کہ اونھون نے شہنشاہ کو وہ
قانون یاد دلایا جو اوسی خاندان کے پہلے فغفور نے ٹھہرایا تھا کہ خوجون کو جلیل القدر
عہدہ سرکار ختا سے کبھی دیا نہ جاوے اور کسی خواجہ سرا کو بجز محل سرا کی دربانی یا
خاکروبی کے دوسری خدمت نہ ملے اس آگاہی سے بھی فغفور جنگ تانگ ہوشیار
ہوا اور خوجے کو وزیر اعظم بنایا اور اوسنے جی بھر کے انتقام اوس امر کا لیا اور
بے گناہون پر ظلم قرار واقعی شروع کیا کہ اتنے مین تاتار کے ایک قبیلے کے سردار

لیسینگ نے پیغام بہیجا اور عقد نکاح فغفور کے خاندان مین چاہا پہلے اس بات کو خوجے
نے قبول کیا بعد اوسکے ذاتی تلون طبعی مزاج مین آیا ایلچیون کو اوسنے تو تکار کرکے
نکال دیا الغرض لیسینگ نے اس خفت کا ایسا عوض لیا کہ فوج قہار لیکر ختا مین چلا آیا
اور ایک لڑائی دونون ملکون کی سرحد پر فغفور نے ایسی ہاری کہ تاتاریون کے ہاتھ گرفتار
ہوئی لیکن اوس جنگ مین شہنشاہ نے ایسی بہادری کی اور یہہ دلیری اور موت
کی نے پروائی اسیری کے وقت دکہائی کہ سردار تاتار متعجب ہوا اور اوسکو عزت سے اپنے پاس
رکہا مگر فدیہ اس قدر چاہا کہ ختائیون سے دیا جا نسکا اور فغفور قید رہا چونکہ تخت شاہنشاہی خالی
ہوا اوسکا بہائی جنگ تو آنگ جانشین ہوا آخرکار سات برس تک جب نامہ و پیام آیا اور گیا اور
کچھہ رفع نہوا تاتاریون نے پہر دولا کیا اور لیسینگ دارالخلافہ پیچین مین لشکر جرار لیکر آپہنچا لیکن ختائی
اپنے بادشاہ کی مخلصی کے لیے ایسے لڑے اور جان کو ہاتھہ مین لیکر ایسے گھس پڑے کہ تاتاریون
کو شکست کامل ہوئی اوسوقت لیسینگ نے کچھہ قلیل سا فدیہ لیکر فغفور کو چھوڑ دیا القصہ جب وہ اپنے
ملک مین چہوٹ کر آیا تمام رعایا برایا نے سامان خوشی کا طیار کیا لیکن اوسکا جی ایسا چہوٹ گیا
تہا کہ تخت کو دیکھکر بہت رویا اور تارک الدنیا ہونا چاہا اور کتنے روزون تک گوشے مین بیٹھا رہا
غرض آخرش سبہون کے کہنے سنے سمجہانے بجہانے سے پہر اپنے تخت پر بیٹھا اور چونکہ آزار اوٹھا
چکا تہا کسیکو اپنے جیتے جی آزار ندیا سنہ ۱۴۶۴ مین اوسنے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا ہین سنگ
قائم مقام ہوا لیکن ضعیف العقل اور زن مرید ایسا نکلا کہ خوجون کے سکہلانے سے ایک نیا محکمہ
اوسنے بنایا اور خوجون کو یہہ اختیار دیا کہ بدمعاشون کو نے قصور ثابت کیے بہی فقط شبہ
پر سزا دیوین اور بداطوارون کی مطلق رعایت نکرین غرض اس بہانے سے خوجون نے
جسکو چاہا دہر پکڑ کے مار ڈالا اور ہلاک کیا اور باز پرس کوئی نہوا جب مانڈرینون نے بہت
داد و بیداد و نالش و فریاد فغفور کے حضور مین کی اور فتنہ کی بنا علانیہ پڑی تب محکمہ چندے
موقوف رہا لیکن برخاست نہین کیا گیا اس بادشاہ عقیل کی عقل شریف کی ایک تو یہی

ولیل ہی اور دوسری یعہ کہ بودہ کے پوجاریون کے ساتھ اکثر اوقات رہتا تھا اور ون
لوگون کی طرح افیون کہائی پینک مین پڑا رہتا تھا اور اوس کاہلی کو جذب کامل سمجھتا تھا
لیکن چونکہ خوش نصیب تھا نہ کوئی باہر کا غنیم آیا اور نہ گھر مین کوئی باغی ہوا وَالا ایسے
شخص نے وقوف سے تخت کا چہین جانا بڑی بات نہ تھی اور تعجب یہی ہی کہ ایسا ہندا سنہ ۱۴۸
مین جب مرگیا اوسکا بیٹا ہنگ چی تخت نشین ہوا وہ باپ سے زیادہ مخبط نکلا اور اکسیر بقا
کا برابر متلاشی رہا لیکن اٹھارہ برس کی ریاست کے بعد بھری جوانی مین جہان سے
رخصت ہوا اور سنہ ۱۵۰۵ مین اوسکا بیٹا اوسانگ پندرہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا غرض باپ
او دادا سے بھی بدتر ہوا اوسکو سوا عیش کے کچھہ سوجھتا نہ تھا اتنے مین ایسا قحط ہوا کہ نوبت
آدمی کو آدم خوری کی پوہنچی اور اوسپر خوجون کا وہی محکمہ اس لغتی کے بیوقوف دادا کے
وقت کا دوبارہ جوگرم ہوا قباحت عظیم کا سامنا دیکھائی دیا لیکن وزیرون کے باعث سی تخت
اُلٹتے اُلٹتے سنبھل گیا اس لیے کہ سلطان ننگ نے علم بغاوت کو بلند کرکے لشکر جرار طیار کیا
اور بہت سے امرا بھی اوسکے معین ہوئے بلکہ اپنی رعیت کو لیکر جا ملے غرض اتفاق سی پایہ تخت
کے ایک وزیر نے بھی نمک حرامی کی و الا قباحت ہوتی بلکہ اونہون نے تدبیر ایسی کی اور لشکر کی سرداری
ایسے شخصون کو دی کہ سلطان ننگ کو بڑی شکست ملی اور باغیون کا ایسا استاصل اوسی کیا کہ
تیس ہزار سپاہی یانگ زی کیانگ کے دریا مین ڈوب گئے اور تلوار کے نیچے بیشمار گری یہان تک
کہ سلطان ننگ میدان جنگ مین گرفتار ہوا اور اپنی سزا کو پوہنچا اور اوسکے بعد سلطنت مین
وزیرون کی بدولت امن و چین ہر جگہہ ہوا چار برس قبل اس فغفور کے انتقال کے یعنے سنہ ۱۵۱۷
مین فرنانڈ پیریز ڈ انڈریڈ ایک تاجر اہل پرتگیز شہر کانٹان مین آیا چون کہ اس فغفور نے لاولد
انتقال کیا ایک شاہزادہ سنگ کا پوتا تخت پر بیٹھا پہلے پہل بعد جلوس کے نیکی شی سنگ
امور مملکت مین ایسا سرگرم ہوا کہ خاص و عام نے سمجھا کہ اور فغفورون کی طرح واہیات مین
اوقات بسر نہین کریگا اور غربا پرور ہوگا لیکن اکسیر بقا حاصل کرنے کا خبط چند روز بعد اوسکو

بھی سمایا اور شاعری کا بھی ایسا شوق پیدا ہوا کہ بجز ان دو کاموں کے تیسرے کی طرف دم بھر متوجہ نہوتا تھا اور نتیجہ اس کاہلی کا ظہور میں جلد آیا پہلے تو ماچین میں بلوا ہوا ہر چند تمام فوج ختا کی اون سرکشوں کے سر کرنے کے لیے متعین ہوئی لیکن اونہوں نے اپنی بغاوت سے کنارہ نکیا بلکہ سرخودی کا دعوی بحال رکھا اور ایک ماچینی امیر اپنے ملک کا بادشاہ ہوا اور فغفور کو خراج کیا نذرانہ تک نہ بھیجا باوجودیکہ ماچین کا صوبہ فغفور سے بزور شمشیر چھین لیا گیا لیکن اسپر بھی کچھ ہوش اوسے نہوا اور بدستور فغفور کسی وقت اکسیریقا کی تقریر وبیماریوں سے کرتا اور کبھی فضول غزل گوئی کی فکر میں رہتا تھا بادشاہوں کی ادنی حرکتوں کی خبر ہر جگہہ ہوتی ہی اور ایسے شخصوں کی ہر بات کی شرح خلق کرتی ہی اور مبالغہ کا صیغہ نیکی اور بدی کے بیان میں صرف کرتی ہی چنانچہ اس فغفور کی کاہلی مشہور ہوئی اور زنگیا قبیلہ یا نجو تاتار کے سردار نے شنسی کے صوبے میں یورش کر کے اس قدر لوٹ اور تاراج کیا کہ بالکل تباہ کر ڈالا یہان تک کہ ایک گھانس کو اوسکی جگہہ پر باقی نہین رکھا اس خبر سے فغفور بہت گھبرایا اور زرپاشی کر کے ایسا بندوبست کیا کہ وہ تاتار آگے نہ بڑھا اور لوٹ پاٹ کر کے پھر گیا بعد اس کے اگلے چلن پر جب خود بدولت چلنے لگے جاپان کے بادشاہ نینگ تو نے ختا کے شرقی صوبوں پر تاخت کر کے مال لوٹا اور غارت کیا اور ہزار ہا رعایا کو بھی اسیر کر کے لے گیا اور اپنے ملک میں غلام بنایا بلکہ چوزآن کا جزیرہ اور اوسکے گرد و اطراف کے چھوٹے جزائر پر قابض ہوا اور ختائیوں کو بیدخل کیا غرض اس قدر تنگ کرنے پر بھی یہہ فغفور جاہل غافل اور اکسیر کے ذکر اور اشعار کے فکر میں مصروف رہا تب محتسب نے ایک عرضی حضور میں کی اور ایسی ایسی سخت باتین اوس میں لکھین اور فغفور کی خبطگی اور کاہلی کے بیان مین ایسی تلخ گوئی کی کہ شہنشاہ پر قہر ہوا اور اوس خیرخواہ کو قید شدید میں ڈال دیا لیکن دوسرے روز جو وہ عرضی ملاحظے سے دوبارہ گذری اوسکی توجیہ دل میں چبھہ گئی اور غمخواری اور جان نثاری اوس مدبر نیک تدبیر تلخ تقریر کی پسند آئی قید سے اوسکی خلاصی ہوئی اور عزت اور توقیر

نہ یادہ ملی الغرض اوسکے بعد فغفور اپنی سلطنت کے بندوبست مین بہت متوجہ ہوا اور غلب ہے
کہ اگر چند روز جیتا تو ایام تغافل مین جو ضرر ملک مین پونہچا تھا اوسکی تلافی کرتا لیکن جو نہین طبیعت
کی اصلاح اس طرح سے ہولی موت نے آن کر سب تدبیرون کو اولٹ دیا غرض مرتے وقت فغفور
نے وصیت نامے مین لکھوایا کہ اپنی کاہلی سے بدعملی ہولی تھی اور اپنی تقصیر کے لیے جو توبہ
کی اوسکی بھی تحریر کروائی اس فغفور کے جلوس کے پہلے ہی سال یعنے سنہ ۱۵۲۲ عیسوی
مین ایک شخص ولی کامل نیک سرشت خداپرست عیسائی مذہب کا یعنے فرانسیس زاویر جسکے
بڑے بڑے معجزے صفحۂ بیان مین مندرج ہین ملک ختا کی طرف وعظ کرنے اور رواج اپنے
مذہب کو دینے کی لیے مخاطب ہوا اور اغلب ہی کہ ستارا عیسائی مذہب کے لوگون کا جنکو اس
خانوادے کے بانی نے بہ سبب عزت و اقتدار کے جو مغلون نے اونکو دیا تھا نہایت آزار
پونہچایا تھا پھر سابق کی طرح چمکتا لیکن اس ولی نے جزیرۂ سان سی آن مین عین سرحد ملک
پر انتقال کیا سنہ ۱۵۶۶ مین فغفور کا بیٹا لنگ کنگ قائم مقام ہوا اور اوس نے بندوبست ملک
اچھی طرح کیا اور یانچو تاتار کے سردار ننیٹا کو جسنے اوسکی باپ کے عہد مین شنسی کے صوبے کو
لوٹ لیا تھا عمدہ منصب عنایت کیا اور اوسکی قوم کو تجارت کے لیے ختا مین آنے کی اجازت
دی اس تدبیر سے اوسکو یورش سے روکا سنہ ۱۵۷۲ مین اس فغفور نے انتقال کیا اور
اوسکا بیٹا شینگ سنگ تخت پر بیٹھا اور جب ننیٹا نے صوبہ شنسی مین جاگیر پانے اور رہنے کی
درخواست دی فغفور اور وزیرون کی یہی رائے ہولی کہ اوس تاتاری کو بغیر رنجیدہ کیے اوسکی خواہش کے
مطابق زمین دیجیے سنہ ۱۶۰۱ مین فرنگستان کا ایک بڑا مشہور سیاح پادری ریچی صاحب
کئی پادریون کو لیکر فغفور کے حضور مین گیا اور باوجودیکہ وزیرون نے چاہا کہ دارالامارة
کی سیر کرے لیکن حکم عالی ہوا کہ جب تک جیتے رہے انہین لوگون کے آنے سے
عیسائی مذہب کی ترقی ختا مین ہوئی ہر سال بلکہ ہر روز یانچو تاتار کا زور بڑھا اور سنہ ۱۶۱۸
مین اون لوگون نے بلوا کیا اور ختائی فوج کو کاٹ ڈالا اور بہت سی قلعہ اور آخر کو کئی شہر

چهین لیا بر سوین روز دوسری فوج فغفور کی طرف سے جو اونکے سر کرنے کے لیے گئی اوسے
بهی ایسی شکست هوئی که فغفور گهبرایا اور مکاؤ سے اہل پرتگیز قوم فرنگستانی کو تاتار کے مقابلے
کے لیے بلوایا اس عرصے مین تاتاریون نے لووتنگ کے صوبے کو لوٹ و تاراج کرکے کوریا
کے ملک پر قصد کیا اور چونکه وہان کا بادشاه باجگذار ختا کی سرکار کا تها اوسنے شهنشاه سے
مدد مانگی لیکن اوسوقت اونکے ہاتهون سے فغفور خود مجبور تها بلکه ایسا رنجور تها که سنه ۱۶۲
مین کرهه کرهکے مرگیا اوسکا بڑا بیٹا کوانگ سنگ جانشین هوا اور اس قدر شد و مد سے امور
سلطنت مین مشغول هوا اور تاتاریون کو نیست و نابود کرنے مین مصروف هوا که اوس تخت
مین برس دن بهی نهین گذرا که خانواده مینگ کے زوال کے آثار سے ایک یه ظاهر هوا
که یه بهادر اور مدبر فغفور مرگیا اور اوسکا چهوٹا بهائی هی ٹسنگ قائم مقام هوا اوسکے وقت
مین فتنه و فساد کا یه سامان هوا که خالصه خانوادے کا اوسنے کسی عقلمند کو بخوبی دکهائی دیا
اور مانچو تاتارون کی قوت کو دن بدن ترقی هوئی لیکن ختا کے اور صوبون پر اونهون نے
یورش نکی اور فقط چهیڑنے اور انواع طرح سے آزار پهنچانی اور عرصے مین امرا اور وزراء فغفور کو
گالی دینے مین چهه برس اونهون کو گذرے جو نهین سنه ۱۶۲۷ مین هی ٹسنگ کا انتقال هوا
اور اوسکا بیٹا کوئی سنگ تخت پر بیٹها تاتاریون کا سردار اپنی جگهه سے پایه تخت ختا کی طرف
بڑها اور اتنا اپنی کو قوی سمجها که علانیه کہنے لگا که شهنشاه کا منصب اوسکے نصیب مین هے بلکه سنه ۱۶۳۵
مین اپنے کو اوسنے خطاب فغفور کا دیا یه خبر سنکر کوئی سنگ نے چاها که فوج قاهره بهیجے
اور تاتاریون کی گستاخی کی سزا دیوے لیکن اپنی بگڑی هوئی رعیتون کی فکر مقدم تهی
کیونکه گهر کا ایک دشمن باهر کے سو کے برابر هوتا هی اور لی آو اور شانگ دو شخص مدبر اور بهادر
مگر بد معاش اور بد اطوار ملک کی بدعملی اور سلطنت کی ضعیفی دیکهکر چوری اور سرزوری پر
کمربسته هوئے تهے اور اون لوگون کے ساتهه اتنے بدوضع راهزن مل گئے که یه دو شخص
دو سردار ذی اقتدار هوئے اور هر ایک کا حکم چار چار فوجون پر تها تاکه آپس مین لوٹ اور تاراج

کے وقت فتنہ اور فساد ہووے اونہون نے ہوشیاری سے مملکت ختا کی دو تقسیمین کین
اور دونون طرف لوٹتے اور املاک فغفور پر قابض ہونے کے ارادے سے چلے چنانچہ شانگ نے
سی چوئین اور ہو کوانگ کے صوبون کو چھین لیا اور خود قابض ہوا اور آلی نے ہونان کے
صوبے کو لیکر صوبہ کیفنگ سے کہ پایہ تخت کے ناظم کو ایسا محاصرہ کیا کہ رسد کا پونہچنا بند ہوگیا
لیکن شاہی لشکر نے اوسپر بھی دروازہ نکھولا اور نوبت مردم خواری کی ایسی پونہچی کہ مردون
کا گوشت بازار مین بکنے لگا اور سپاہیون نے اوسے پکا کے کھایا اور مقابلہ فصیلون پر غنیم
سے کیا غرضکہ اس عرصے مین شہنشاہ کی ایک فوج اون بہادرون کی مدد کے لیے آئی
اور اونہین خوشی ہوئی کہ رہائی کی صورت دکھائی دی سپہ سالار نے سرکشون کو اس کثرت
سے جو دیکھا ڈرا اور مقابلے کا انجام برا سمجھکر اور تدبیرون سے ڈکیتون کو ہلاک کرنیکا قصد کیا
لیکن اوسکا نتیجہ اسکی طرف والون کے لیے بد نکلا اور وہ امر وقوع مین اس طرح سے آیا کہ شہر دریا کے
سطح آب کے نیچے واقع ہی اور اسی جہت سے دریا کے دونون کنارون کو بند اور پشتون سے بنانا
ضرور ہوتا ہی تاکہ اطراف کی زمین ڈوب نہ جاوے الغرض جب شاہی سپہ سالار نے سرکشون
سے حرب کرنا نامناسب جانا تو ہوانگ ہو دریا کے اوس طرف کے باندھ کو اوسنے کاٹ دیا
جس کنارے پر شہر واقع تہا تا غنیم کے معسکر پر دفعۃً سیلاب آوے اور اوسکا لشکر ڈوب جاوے
لیکن قضاے کردگار سرکشون نے فرار اپنے مقام سے ایسا کیا کہ مطلق اونپر صدمہ نہ پونہچا
مگر شہر ڈوب گیا اور دو لاکھ آدمی سے زیادہ کا پتا نہ لگا اس ماجرای شگرف کا احوال
لی کو جب پونہچا تو اوسنے ہونان اور شنسی کے دونون صوبون کو فتح کیا اور سرکاری
تمام عہدہ دارون کو جان سے مارا اور رعایا کو زمین لاخراج بخش دی اس جہت سے
عوام الناس اوسکے ساتھ ہوگئی اور یہہ نہ سمجھی کہ بخشش وہی کہلاتی ہی جسمین اپنی
گرہ کی کوڑی خرچ ہوتی ہی اور مال مفت کو لٹا دینا کرم نہین کہلاتا ہی الغرض رعایا کے
علاوہ فغفور کے سپاہی بھی بہت سے جا ملے اور لی نے شہنشاہ کا خطاب اختیار کیا اور پیچین کی

طرف روانہ ہوا اور اکثر جگہہ لوگ اوسکی بیرحمی کے خوف سے خود بخود ساتھی ہوتے اور شہر
کے دروازے اوسکے حکم سے کہل گئے کیونکہ جہان کچہہ بہی کسی شہر کے حاکم نے تردد کیا
اوس جگہہ کا اور باشندونکا وہی حال ہوا جو لی آین کے شہر کا اس نے کیا تہا اور جہانکی یہہ صورت ہوئی کہ جب حاکم نے
مزاحمت کی اور بہت تک لڑائی ہوا کی یہانتک کہ شہرپناہ کی کہاتیان لاشون سے بہر گئین اور باغیون کی
فوج لاشون کے پل پر سے فصیلون پر داخل ہوئی تب لی نے قتل عام کا حکم دیا اور لوٹ تاراج
کرکے چارون طرف سے آگ لگا دی اور وہان کے ایک آدمی یا جانور کو زندہ نچہوڑا الغرض جب
یہہ حال اوسکی سختی کا سننے مین آیا کسی نے مقابلہ نکیا اور اوسکا لشکر قہار اور سردار خونخوار کے
سامنے کوئی نہ ٹہرا اور اسیطرح سے لوٹتا مارتا تاخت وتاراج کرتا دارالامارۂ پیچین کے قریب
آن پونہچا اور فغفور ہجوم افکار سے بیکار اور غلبہ یاس سے بدحواس تہا کہ اتنے مین دارالامارہ
کی حفاظت مین جو فوج تہی پہر گئی اور غنیم سے جا ملی اور دغابازون نے شہر کی صدر ڈیوڑہی
کہولدی اور لی کی فوج نے تردد حش اندر داخل ہوئی یہہ خبر وحشت اثر فغفور کے کان تک جب
آئی اور صورت رہائی کی باقی نرہی بادشاہ بیگم اپنے بچون کو گلے لگا کر ڈاڑہین مار کر خوب روئی
اور خودکشی کی تب بادشاہ نے اپنی جوان پندرہ برس کی بیٹی کو بلا کر کہا کہ تو کیون ایسے
کم بخت کے گہر پیدا ہوئی کہ اس کم سنی مین تیری جان گئی یہہ کہتے ہی ایک تلوار ایسی ماری
کہ وہ گر پڑی اسکے بعد اپنی حرمون اور خواصون کو کہا کہ تم لوگ بہی ہلاک ہو جاؤ بے تامل
سبہون نے اپنے گلے پر چہوری چلائی اسیطرح سے جب ایک ناموس اوسکا زندہ نرہا
فغفور نے یہہ جملہ کاغذ کے پرزے پر لکہہ کے تخت پر رکہدیا کہ ہماری بے انتظامی سے یہہ
نوبت ہوئی اور اوسکی سزا ہم کو مل چکی اسسبب سے میری لاش کو اگر جی چاہے تو ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالو لیکن رعیت کا کچہہ قصور نہین اوپر بدعت نکیجو اتنا لکہہ کر اپنے کمربند سے
گلے مین پہانسی لگا کر مرگیا اور اسیطرح مینگ کے خاندان سے خطا کا تخت چہن گیا اور
چندروز تک لی اوسکا مالک رہا لیکن آوسان کوئی سپہسالار عالی وقار جو بانجو تاتار کے ملک

کی سرحد پر فوج لیکر متعین تھا اوسنے یہہ حال سنا اور اوس قبیلہ تاتار سے صلح کر کے
اونکے لشکر کو اپنی حمایت مین لیکر لی کے مقابلے کو آیا اور دارالامارۃ کے باہر باغی کی
فوج سے سامنا کیا مگر پہلے حملے مین پسپا ہوا غرض جب تاتار نے دوبارہ مدد کی ظفریاب
ہوا اور سرکشون نے کئی لڑائیان متواتر ہارین تب اونکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ دارالامارۃ مین
آگ لگا کے بھاگ گئے اور چنگ ٹنگ فو کے شہر مین ٹھہرے غرض وہان بھی اوسان کولی
سات ہزار تاتار جرار اپنی فوج کے علاوہ لیکر تعاقب مین گیا اور لی کو صوبہ شنسی سے بھگا دیا اور
کوئی بیس ہزار سرکش میدان جنگ مین ہگیے القصہ جب یہہ ہوا اور باغی کا خوف مطلق نرہا اوسان
کولی نے تاتاریون کو انعام و اکرام دیکر رخصت کرنا چاہا لیکن اونکے سردار کو یہہ منظور ہوا
اور اوسنے ختائی سپہ سالار سے کہا کہ مجھے دارالامارۃ پیچین مین حفاظت کرنے کے لیے بھیج دو
جب تک کہ دوسرا فغفور تخت پر قائم ہو اور ملک مین امن و چین ہو یہہ سخن ظاہر اقابل قبول
کے تھا اگرچہ مصلحت سے بعید تھا کہ ایسے لوگون کی بات پر اعتماد کلی کیا جاوے غرض اوسان کولی
نے اجازت فوج تاتار کو پیچین مین چندی اقامت کرنیکی دی لیکن جو نہین یہہ لوگ داخل
ہوئے اپنے سردار کے بیٹے ٹغفسی خان کو اونھون نے فغفور بنایا اور شہنشاہ ختا کے تخت
پر بٹھایا اور وہی خانوادہ اوسوقت سے آج تک ملک چین کے تاج و نگین کا مالک ہے فقط

اٹھاروان باب

ایجو تاتار کے خاندان کے احوال مین

قوم نیوچی تاتار کو جب چنگیز خان اور اوسکے بعد اوکتائی خان نے ملک ختا سے نکال دیا اور اپنے
زعم مین سب کو نیست و نابود کیا جیسا کہ بیان مین آیا ہی تب بچے بچائے آفت کے مارے
جو لوگ کہ زندہ رہے اونھون نے صحرا کی راہ لی اور اپنی اصلی بود و باش کے مکان پر یعنی سپید پہاڑون

مین جو ملک کوریا کی شمال پر واقع ہین جا چھپے اور بد توں کچھ اصل اُنکی نہتی بلکہ دوسرے قبیلون
کی نسبت محض بے حقیقت ہے اور جس ایام مین مغل کی قوم سے ختا کا تخت چھن گیا تو انقلاب
روزگار نے مغلون کو ایسا طپانچہ عبرت کا مارا کہ اونکے بعض فرقے انہین لوگون مین اوسی
حال خستہ و خراب سے جا چھپے جو نیوچیون کا مغلون نے اپنے دور مین کیا تھا لیکن اونہون نے
کچھہ پرخاش مغلون سے نکی بلکہ شادی کی راہ رسم دونون قومون مین پیدا ہوئی اور یہی جہت
ہی کہ قوم مانچو کے فغفور اپنے کو اولاد چنگیز سے بیان کرتے ہین اور یہہ بات قابل لکھنے کی
ہی کہ ختائیون نے اون نیوچیون کو مغلون کے پناہ گیر ہونے کے باعث سے بڑی سزا دی تھی
لیکن خداوند تعالی کی مرضی یہہ ہوئی کہ اس ذلیل ناچیز قوم کو بڑہائے اور اہل ختا کی دانش و
دولت کو گھٹائے اور ظالم کو مظلوم اور حاکم کو محکوم بنائے اور یہی ہوا کہ رفتہ رفتہ پستی ذلالت سے
بلندی جلالت حاصل ہوئی غرض جب اس قوم کو سلطنت ختا کی ملی اور فقط مقتضای مشیت ایزدی سے
ہاتھہ آئی مزاج مین رعونت سمائی اور اپنی کم اصلی کو چھپانے اور بزرگی بڑہانے کے لیے اپنی
نسل کو آسمانی ٹھہرایا اور اوسکی بنا کی یہہ صورت ذہن سے نکالی کہ قدیم الایام مین سپید پہاڑون
کے درمیان ایک جھیل وسیع اور عمیق آب زلال سے لبلب تھی اور تین دریا کا خزانہ اوس مین تھا
ایک روز تین بہنین بہشت نژاد فلک نہاد اوس جھیل مین نہانے آئین اور ایک نیل کنٹھہ کوئی لال رنگ
کا میوہ ایک کے دامن مین ڈال کر اوڑ گیا اور اوسنے بے تکلف اوٹھا کر کھا لیا چند روز مین حمل کا
طور نظر آیا اور پورے دنون کی بعد بیٹا پیدا ہوا جسکی صورت پری کی تھی اور اوسکی زبان اوسی وقت
سے کھلی اور تولد ہوتے ہی گھڑی گھڑی قامت اوسکی بڑہی اور چند روز مین جب اوسکی ماں مر گئی
وہ لڑکا ایک ڈونگی پر سوار ہو کر کسی سمت کی طرف چلا اور کشتی اوسکی از خود بغیر کھینے کے جدہر
گئی لڑکے نے جانے دی آخر ایک مقام پر جا کر آپ سے آپ ٹھہر گئی اور لمحے کے بعد ایک
شخص بستی سے نہانے کو آیا اور لڑکے کو دیکھتے ہی بے اختیار پکارا اوٹھا کہ دوڑو لوگو فلک
کی طرف سے ایک بادشاہ آیا ہی تاکہ ہم لوگون کا مناقشہ قوم کی سرداری کے لیے موقوف

ہووے یہہ سنکر لوگ آئے اور پہرون اوسکی صورت اور شیرین بیانی پر محو رہے آخر ایک
ہاتہون کی کرسی بناکے اوسے اوٹہا لے گئے اور بے تردد بادشاہ بنالیا اور تینون سردار
جو آپس مین تخت کے لیے لڑتے تہے وے بہی خوشی خوشی آئے اور تابعدار کہلائے آخرش
اوسی بادشاہ فرستادۂ خدا کی آل سے بقول ختایون کے وہ سردار تہا جو شاہنشاہ ختا کا ہوا
اس تقدیر مین البتہ فغفور کا دعوی بنی آدم سے بزرگتر ہونیکا اور علاقہ بہشت کے باشندون سے رکہنی
کا بجا ہی ورنہ لاقابل اعتبار کے وہی بیان ہی جو اس باب کے شروع مین روایت صحیح کے موافق
راقم نے گذارش کیا ہی اور علاوہ اسکے اتنا ہی کہنا چاہیے کہ مشرقی اتراک کے قبیلون سے
یہہ فرقہ ہی اور اوائل مین یہہ لوگ قوم ختان دوسرے قبیلہ مشرقی اتراک کے تابعدار سنہ ۱۱۱۴
مسیحی تک رہے اونکی قوم سے ایک شخص نے برا اور بہادر مسمی اوکوتا خان نے بلوا کیا اور
کئی لڑائیون کے بعد اپنے گلے سے طوق اطاعت کا نکال ڈالا اور اپنے خاندان کو التوان کا
لقب دیا چنانچہ عرب کی تاریخون مین اونکے سردار سب التوان خوانین کے لقب سے نامزد ہے
غرض اوسوقت قوم ختان کے ہاتہون سے ختائی بڑے عاجز تہے اور انہین نیوچیون سے مدد کے
طالب ہوے تب یہہ لوگ آئے اور ختائیون کو مار کے نکال دیا اور اونکی جگہہ پر قائم ہوئے
غرض رفتہ رفتہ انکا جاہ و جلال ایسا بڑہا کہ تمام ملک و اقوام تاتار مع قوم مغل تابعدار رہے اور
ایک سو بیس برس تک اونکے مقابل مین کوئی نہ رہا بعد اوسکے چنگیز خان پیدا ہوا اور اوسنے
جس طرح ان لوگون کو نیست و نابود کیا اور اپنے کو بڑہایا بیان مین آچکا ہی آخرکار پہر اونکی
دن پہرے اور رفتہ رفتہ اوج ہوا اور جسطرح سے پہلے دفعہ اہل ختا نے ختانیون سے لڑنے
کے لیے اونکو بلوایا تہا اوسیطرح سے دوبارہ جو دوسرے ایک دشمن سے لڑنے کے
لیے طلب کیے گئے اونہون نے مالک ملک اپنے کو بتایا اور اوسوقت سے آج تک تخت
ختا پر موجود ہین چنانچہ سردار نے سنگ کا نوان بیٹا چن چی خان یا شنسی خان جب اس
دغا سے ختا کے تخت پر بیٹہا تو اوسان کوئی ختائی سپہ سالار کو جسنے اس قبیلے والون

کردہ مین بلوایا تھا دو صوبون کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور حالانکہ یا تاریون کی اچانک
دغا سے بہیانک ہوا لیکن خاموش رہا اور موقع دیکھکر سکوت اختیار کیا اور جو عہدہ اونہون
نے دیا اوسے نہایت غنیمت سمجھا اور اوس باغی لی کے تعاقب مین برابر رہا جبتک
کہ اوسکا سر کٹ کر نہ آیا اور وہ بدنہاد بانی فساد فی النار ہوا اس عرصے مین
نانکین کا شہر جو اکثر پایۂ تخت جنوبی بادشاہون کا رہا تھا تخت گاہ خانوادہ مینگ کے
ایک بادشاہ کا ہوا جس نے اپنے کو فغفور قرار دیا اور تاتاریون کو غاصب ٹھہرایا اور قصد
بیجین کے چہین لینے اور تاتاریون کو نکال دینے کا بیان کیا غرض قصد حضرت کا زبان
ہی پر رہا اور باوصفیکہ فوج معقول پاس تھی اور خزانے کی بھی چندان کمی نہتی لیکن عیش و
آرام کا وہ طالب ہوا اور مطلق خیال ملک کے بندوبست کا نرکھا اور برعکس اسکے چنچی خان شب و روز
تدبیر مملکت مین مصروف اور تمام ملکداری کی صفتون سے موصوف تھا اور ختائیون کو مثل
فرزند کے دیکھنے اور امرا اور علما کی قدردانی کرنے لگا اور مینگ کے وقت کے عہدہ دارون
کو بدستور اپنے کام پر بحال رکھا اور تا بمقدور کسیکو ناراض نکیا غرض اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ خود
ختائی چنچی خان کو غنیمت سمجھنے لگے اور نانکین والے بادشاہ سے ناراض ہوئے باوجودیکہ
ایک سے رشتہ ہم وطنی کا تھا اور دوسرے سے دشمنی لیکن نیک اطواری اور رعایا پروری نے
بیگانون کو یگانہ کیا اور مردم آزاری نے یگانون کو بیگانہ بنایا القصہ اگرچہ بیجین مین اوس
نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے کی خبر نانکین والے کو پہونچی اور یہہ بھی کہ راہ مین مینگ
کی سپاہ لی مقابلہ کیا اور بڑی خونریزی ہوئی لیکن اوس حالت مین بھی اوس بادشاہ کو
عیش سے فرصت ندی اور چونکہ مدد اپنی فوج کو اوس سے نہ پہونچائی محاصرے مین وہ آگئی
اور ایسی مقتول ہوئی کہ ایک ختائی کی جان باقی نرہی غرض اوسکے بعد سامنا تاتاریون
کا کسی نے نکیا اور نانکین کے اطراف مین فوج داخل ہوئی بادشاہ کو خبر پہنچی اور خمار بھنگ
کی نیند سے گھبرایا ہوا جاگا وہان سب کو متحیر دیکھا اور حال سنا چند رفیقون کو لیکر بھاگا

اور قصد دوسرے شہر مین پناہ لینے کا کیا لیکن سبھون کو اس نامعقول کا تباہ ہونا اُس قدر
منظور تھا کہ کسی حاکم نے دروازہ اپنے شہر کا نکھولا اور بادشاہ جنگل اور میدان مین مارا مارا
پھرا اور ٹہکانا قدم ٹھہرانے کا نپایا آخرش تاتاریون کو کسی دشمن نے اوسکے حال سے
جو آگاہ کیا کئی شخصون سے پیچھا کیا مگر جو نہین وہی پونچے اوسکے مارنے کے لیے حربہ اوٹھایا بادشاہ
نے اپنے کو دریا مین ڈال دیا اور چند امرا اُسکے ساتھ ڈوب مرا انکا قصہ اس طرح سے تو یکسو
فیصل ہوا اودہر نانکین کے شہر مین تاتاریون کا ڈنکا بجا مگر منگ کے خاندان کا ایک شہزادہ
جی کیانگ کے صوبے کو اپنے قبضے مین رکھتا تھا اور اوسکا سرکرنا ضرور ہوا لیکن جو نہین تاتار
کی فوج پایہ تخت ہانگچو کی طرف روانہ ہوئی شاہزادہ نے سردار تاتار کو یہہ بات کہلا
بھیجی کہ مجھکو اپنے نفس کے لیے منظور نہین کہ ہزار ہا بندہ خدا نقصان ہووین اور ہماری
ریاست کے لیے خلاف مرضی خدا جنگ کرین اس لحاظ سے مقابلہ ہم تمہارا نہین کرتے
اور یہی چاہتے ہین کہ تم خوشی سے مالک اس شہر کے رہو اور اس رعیت کو جو آگے ہماری
تھی اور اب تمہاری ہے ایذا نہ پونچاؤ یہہ پیام دیکر دروازہ شہر کا اوسنے کھلوا دیا اور خود کوٹھی
مین جا بیٹھا اگر قبلا خان ہوتا تو ایسے نیک نہاد شخص کو گلے لگاتا لیکن اوجیٹ تاتاریون نے
قتل کیا اور اوسکی بزرگی کو نہ سمجھا کہ وہ کیسا شخص تھا جسکی زبان سے ایسا کلمہ اپنے اور
غیرون کے باب مین نکلا غرض اس بیگناہ کے قتل کا حال سنکر چنگیز خان نے بہت افسوس
کیا اور اون سردارون کو جو وہان اس خون ناحق مین شریک تھے ملامت کی اس حال بر
مین ایک سمندری ڈکیت چینگچی لنگ نے ایسی شہرت پیدا کی تھی کہ اوسکے نام سے لوگ
کانپتے تھے اور صد ہا جہازون کی بحر کا وہ مالک تھا اور یہان تک اوسنے نانکین کے
بادشاہ کو تنگ کیا کہ مجبور ہو کر اوسنے اوسکو امیر بنایا اور منصب کبیر دیا اور ایک شاہزادی
ساتھ اس عہدے پر بیاہ کر دیا کہ وہ خود لوٹ سے ہاتھ اوٹھاوے اور دوسرے ڈکیتون کو بس
کرے غرض اپنے قول کے مطابق چلا اور ایک ڈاکو کو باقی نرکھا اور جو نکہ اونکی گھات ون سے

آگاہ تہا ایک شورشپت نہ بچا اور ہر جگہہ امن ہوا لیکن جب تاتاریون کی چڑہائی اوسکے سسر
یعنے نانکین کے بادشاہ پر ہوئی چنگچی تنگ نے ٹکرامی اس طرح کی پرکی کہ یانگ زی کیانگ
کے دریا مین اوسکی بحر لشکر مین ستی اور تاتار کی فوج اودہری سے اوتری لیکن اوس نے مزاحمت
نکی حالانکہ اگر چاہتا اونکو پار ہونے ندیتا دریا کے عبور مین ہیچ کرتا لیکن برے وقت کا ساتھہ اشراف اون
مین سے بہی کم کوئی دیتا ہی اور یہہ حرامزادہ تو ڈرکیت تہا سب طرف تاتاریون کا عمل ہوا لیکن
فوکینگ کا صوبہ مینگ کے ایک شہزادے تانگ کے اختیار مین تہا اور اوس نے فرمان اس
مضمون کا ہر طرف جاری کیا کہ مینگ کے سرکار کے نمکخوار سب اطاعت تاتار کی نہ قبول کرین
اور حتی الامکان ہم ہر اونہین ملک مین رہنے ندیوین بلکہ صوبہ فوکینگ کی رعیتون سے
آن ملین اور اون موذیون پر دفعتہ تاخت کرین اس فرمان کی خبر جب تاتاریون کو ملی ایسی بد مصلحت
اونہین اوسوقت سوجہی کہ اوسکا نتیجہ سلطنت کا چہین جانا تہا لیکن اقبال بلند اور نصیبہ زور
آور تہا کہ بگڑا ہوا مقدمہ سنبہل گیا حال یہہ کہ اونہون نے حکم دیا کہ جتنے ختائی کہ نمکخوار
سرکار تاتار کہلایا چاہین اونکو لازم ہی کہ مثل تاتار کے وہ سر منڈاوین اور چوٹی رکہین اور
پوشاک اونکی وضع کے موافق پہنین یہہ سننے کے ساتھہ کہان تو ختائی سب ایسے راضی تہے
کہ اپنے شاہون پر تاتار کو ترجیح دیتے تہے کہان ایسے بیطرح بگڑے کہ طرفۃ العین مین بلوا
عام ہو گیا اور سرکشون نے چارون طرف سے کہیر لیا اور ایسا اندہادہند مارنا شروع کیا کہ اونکی
ساری سپہگری بہول گئی اور بہادری مطلق کام نہ آئی اور ایسے بدحواس ہوکے بہاگے کہ
یانگ زی کیانگ کے دریا مین ہزارون ڈوب گئے اور ہزارون قتل ہوئے اور چی کیانگ اور
کیانگ نان کے دونون صوبون سے نکل گئے الغرض فتح پانے کے ساتھہ ہی شاہزادہ تانگ
تاتاریون کا تعاقب کرتا اور اونکے پیچہے پیچہے چین تک فوج قاہرہ پہنچتا اور بگڑی ہوئی رعایا
کو زیادہ ورغلاتا ہوا چلا جاتا تو تاتار کا تخت اولٹ جاتا اور مینگ کے خاندان کے ہاتھہ از سر نو
تخت آتا لیکن آپس کی پہوٹ بدستور خرابی لائی الغرض جو آپس مین لڑتے ہین نادان ہین وہ

مگر اپنی دانش پر نازان ہین وہ کچہری مین بہرتے ہین سب مال و زر وہ نہین نہ آگے کی
کہتے ہین جنہ لڑائی مین کہو کر کے سرمایہ سب گدائی کرینگے برنج و لقب ثمیہ ثابت ہی عاقل پیدا ہے
نکتہ ور جہان مین نہین پہوٹ سے بدتر الغرض اوسوقت سلطان کو دوسرا دعویدار تخت
کا موقع پا کے جیکیانگ کے صوبے مین تاتاریون کے بعد دخیل ہوا اور تاتانگ سے فوکینگ کا صوبہ
چہین لینے کا قصد کیا اس سبب سے تاتاریونکا پیچہا تاتانگ نکر سکا اور خانگی دشمن کی تدبیر مین رہا
اور اون لوگون کو یہہ مہلت ایسی غنیمت ملی کہ سپاہ جو پریشان تہی جمع ہوئی اور دوبارہ جو
تاتاریون نے عود کیا تو اس زور و شور سے کہ آناً فاناً مین جتنے صوبے چہین گئے تہے پہر ہاتھ
لگے بلکہ فوکینگ کا صوبہ تاتانگ کے ہاتہون سے چہوٹ کر اونکے قبضے مین آیا وہ اپنی سلطنت
چہوڑ کر بہاگا لیکن جب گہر گیا اور سامان اپنی گرفتاری کا دیکہا کوئے مین ڈوب مرا اور
سلطان کو قتل ہوا اور وہ ڈکیت جینگچی لنگ بہی دغا سے مارا گیا جب تاتاریون نے فوکینگ کو
قبضے مین کیا تاتانگ کا بہائی کان ٹان کے صوبے مین آیا اور اوسکو تین سلاطین نے ملکر شہنشاہ
قرار دیا لیکن کوانگ سی کے صوبہ دار نے خانوادہ مینگ سے دوسری ایک شخص کو بادشاہ کیا اور
ان دونون کم بختون مین زیادتی رتبہ کے لیے ایسی نزاع ہوئی کہ دونون کے سر تباہی آئی
چنانچہ تاتاریون نے بے تکلف اونکا ملک اور خزانہ چہین لیا اور سنہ ۱۶۴۸ مین کوانگ سی
اور کان ٹانگ کے دونون صوبون کے مالک ہوئے لی ٹنگ کے شہر مین تاتاریون نے ایسی
زیادتیان شروع کین کہ بلوا ہوا اور کیانگ سائی وہانکے حاکم نے لشکر جمع کرکے تاتاری فوج
کو بالکل فتح کیا اور دوسری لڑائی بہی ایسی ماری کہ شنسی خان کو اون مظفریاب ہاتہون سے
خوف ہوا اور اپنے چچا آما نیان خان کو کئی ہزار چیدہ تاتار کا سردار بنا کر اوس خطائی سپاہ
کے مقابلے کو بہیجا غرض لڑائی کے خاتمے تک اگر وہ بہادر مارا نجاتا تو اون تاتاریونکو
بہی باقی نرکہتا لیکن جو ہین اپنی فوج کو اونہون نے زور شمشیر تاتاریون کے محاصرہ سے چہوڑایا اور
پہر کے اونکی صفون کو صاف کرنا شروع کیا ایک تیر چلایا ہوا خطائی کی بدتقدیر کا اوسکے

سینے کو توڑتا دل پر بیٹھا اور اس رستم وقت کو تمام کر دیا اسکے گرتے ہی لشکر اوسکا پریشان
ہوا اور سپہ سالار تاتار میدان جنگ سے ظفریاب پھرا اسکے بعد اور ایک سرکش پیدا ہوا
کہ اوسکی حرکتون کا بیان اس لیے قابل ذکر کرنے کے ہی نا ایک نظیر تاریخ مین داخل رہے جسطرح
بعض آدمی کی صورت مین فرشتہ مجسم رہتا ہی ویسی ہی ہیئت انسان مین شیطان مردود رجان
بہی ہوتا ہی اس نابکار لعین ورکا نام چانگ ہینگ چینگ تھا اور ڈکیتی کے وسیلے سے برسر
حکومت ہوا اور ہوکوانگ کے صوبے کو تاخت و تاراج کیا اور شاہی فوج کو ہٹا دیا غرض جب
سی چوئین کے صوبے کو بالکل چہین لیا اپنے کو بادشاہ قرار دیا اور تمام علما اور شعرا اور خوجہ سرا اون
کو ناحق مار ڈالا ایک تو یہہ حرکت اوس خونخوار بدکردار نے کی تہی دوسری یہہ کہ کسی سپاہی
نے ایک مقام پر بڑی بہادری کی اوسکے صلہ مین ایک پرتلہ اوسکو ملا وہ کچھہ ناراض ہوا
اور صلہ کے باب مین کوئی کلمہ حقارت کا زبان سے نکالا اگر بہت سزا ایسی ناشایستگی کی
ہوتی تو اوسکی جان جاتی اس سے زیادہ حیرت ہوتی لیکن اوس کمبخت نے ساری پلٹن کو جسمین
وہ سپاہی تھا خواہ مخواہ قتل کروا ڈالا تیسری حرکت یہہ اوس نے کی کہ بودہ کے پوجاریون کو
ایک روز دعوت اور پوجے کے بہانے سے بلا کر کئی ہزار کو مار ڈالا اور حکم دیا کہ جو پوجاری
بہمان ملے نے تامل مار جائے حالانکہ اون بیچارون نے کوئی قصور اوسکا نہین کیا تہا چوتہی
حرکت سب سے بڑھ کے یہہ ہوئی کہ اگر تمام کتب تاریخ مین اسکی نظیر ڈہونڈ ہیے گا تو اسکے
مقابل مین نہین پائیگا وہ یہہ ہی کہ جب تاتار کی فوج اوس موذی کے سر کرنے کو آئی
ایک سردار نے بدعہدی اوس سے کی اور جو پلٹن کہ اوسکے تابع تہی تاتاریون سے جا ملی
یہہ سنکر چانگ ہینگ چینگ کو ایسا غصہ ہوا کہ صوبہ سیچوئین کے تمام باشندون کے قتل کرنیکا
قصد اوس نے کیا اور پہلے چینگ ٹو پانے تخت صوبے کی چارون طرف کے رہنے والون
کو نکالا اور ایک ایک کر کے چھہ لاکہ پیر نود سالہ سے بچہ شیرخوارہ تک کو مار ڈالا اور ایک کو
نچھوڑا اور مقتولون کی لاشون سی دریا کو بہر دیا آخر کو جب تاتار قریب تر آئے اوس جلاد

بدبہادر نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور کہا کہ دیکہا تم لوگون نے کہ کیا انتقام اور اپنا رعب
پڑا الا اب ایک امر اور کرنا ہی اوس کے بعد ختا کی بادشاہت کا مالک ہونا اور تاتاریون کو اپنے
ملک سے نکال دینا ادنی سی بات ہی اور ہمارے نزدیک صلاح وقت ہی کہ لشکر کے ساتھہ جتنی مستورات
ہین سب ذبح کی جاوین یہہ نہایت انسب ہی اور اوسکو جہان سے تمنے کیا مجہکو یقین ہوا کہ منزل
مراد قریب اور اوس تک پہونچنا تمہاری لیے سہل ہی کیونکہ وہی مسافر جلد چلتا ہی جو بے بوجہہ
ہوتا ہی اور بڈہیون کو ساتھہ لینا کاندہے کو باردار کرنا ہی یہہ کہکر اوسنے اپنی بی بی اور
حرمون اور خواصون اور کنیزون کو لشکر کے آگے ذبح کر کے ڈہیر کر دیا اوسکے بعد چار لاکھہ
سہی یادہ بندیان معسکر سے نکالین اور مار ڈالی گئین اس قتل سے جب فارغ ہوا خبردارون نے
حال تاتاریون کے قریب آنیکا کہا پہر ہو کر اوسنے جواب دیا کہ اگر تو جہوٹہہ بولتا ہی تو اس سے
بہتر تہا کہ تو پیدا نہوتا اس طرح کی دہمکی دیتا ہوا جو نہین آگے بڑہا اوس خبر گذار نے پیچہے
سے ایک تیر جراسم منفذ مین ایسا مارا کہ دہم سے منہہ کے بہل وہ نابکار مردم آزار لعین بدکردار
گر پڑا اور شیاطین ہم جنس کے شریک ہوا اس اس طرحکی نقلین جب تاریخ مین دیکہی جاتی مین یا
دل مین فوراً یہی خیال گذرتا ہی کہ کیا اتنے لوگ جنکو اوس موذی نے ستایا اون
مین کوئی ایسا نہ تہا کہ ایک ضرب شمشیر سے ایسی بلا کو دفع کرے لیکن غور کرنے سے یہہ تحلیل
کی ہی کہ وہ موذی قوت طبیعت کے سبب سے حاکم تہا اور اوسکی ساتہی ضعف طبیعت کے سبب سے محکوم تہی کیونکہ جو شخص
قوی طبیعت سے سامنا ہوا اگرچہ ادنی پیادہ تہا وہ ظالم مارا گیا اور آخرش حکومت کی بنا اسیطرح سے
ہوتی ہی اور ہمیشہ ہوتی ہی اور ہوویگی کہ ایک شخص قوی طبیعت کے گرد جو نہین چند لوگ ضعیف
طبع آتے ہین فوراً مطیع ہو جاتے ہین جیسے مقناطیس لوہے اور کہربا گہاس کو اپنی طرف
کہینچتا ہی اور یہی وجہہ اس واقعہ کی ہی جو اکثر دیکہنے سنے مین آتی ہی کہ ایک شخص کے
مطیع اور فرمان بردار بہت سے لوگ خود بخود معاً اوسکے سامنے آنے سے ہو جاتے ہین اور
عوام الناس بے ہوش اور سمجھہ کہہ بیٹہتے ہین کہ فلانے کے پاس موہنی یا منتری غرض منتر

تو کچھہ نہین لیکن وہی تاثیر قوت طبیعت کی ہی جو ایسے ایسے مقام پر مثل سحر کے اپنا عمل کرتی
ہی الغرض جو نہین یہہ ناکار فی النار ہوا اوسکا لشکر پس پا ہوا اور تاتاریون کے مقابلے مین
نہ ٹھہرا جن صوبون کی لوگ ناراض و بیدل تھے سبھون مین ختائی حکام فغفور نے بھیجے اور
حکیم کنگ فوزی کی آل سے ایک شخص کو صوبہ دار کانٹان کا بنایا اور اس طرحکی تجویزون
سے سبکو رام کیا یعنے اونکو اپنے ملکی بادشاہ کا اکرام کیا القصہ رفتہ رفتہ سب شہرون اور
صوبون کے لوگون نے تاتاریون کی اطاعت کا طوق گلے مین ڈالا الا کانٹان کا شہر
جہان ینگ لو اپنے کو بادشاہ ختا قرار دیے بیٹھا تھا غرض آٹھ مہینے تک تاتاریونکا محاصرہ رہا
اور چینگ چینک کنگ بیٹا اوسی ڈکیت چینگچی لنگ کا جو دغا سے تاتاریون کے ہاتھہ مارا گیا
تھا اوسی نے رسد اور غلہ سمندر کی راہ سے پونہچا کے اتنے روز تک غنیم کو روک رکھا
غرض سنہ ۱۶۵۰ مین ایک نمک حرام نے خاوند کو دغا دی اور شہر کا دروازہ شب کو کھول کر تاتاریون
کو دخیل ہونے دیا قہر سے بہرے ہوے تاتاریون نے بی کھٹکے قتل عام کیا اور اپنی دانست مین کسیکو
زندہ نچھوڑا لیکن ینگ لو صرف جان لیکے شاہ پیگو کے نزدیک پناہ گیر ہوا اور سات برس تک
اوسکی دار الخلافہ مین بہت عزت اور حرمت کے ساتھہ اپنی میزبان کی شرافت کے باعث سے
رہا لیکن آٹھوین برس کوئی چو کے صوبے مین بلوا جو ہوا اور ینگ لو کو باغیون نے تخت دینے
کو بلوایا ایلچ سے یہہ کیا لیکن راہی مین اوسی صوبہ دار نے جسنے تاتاریون کو ختا مین بلوایا تہا
ینگ لو کو مار لیا اور ینگ کے خاندان سے پہر تخت ختا پر بیٹھنے کی امید منقطع کی جب کانٹان
کا شہر تاتاریون کے ہاتھہ آیا صوبہ کوانگ تان جسکا وہ پایتخت تھا تمام سر ہوا اور اوسکے
بعد اوچو کا صوبہ بنے لڑے بہڑے ملا غرض تمام ختا پر شمال تا جنوب اور مشرق سے مغرب
تک تاتاریونکا عمل ہوا اور کوئی سر اوٹھانے والا نرہا الا ڈکیت چینگ چینک کنگ جسکو انگریزی
تاریخون مین کاک زنگا کہتے ہین اس شخص نے عجب عجب طرحسے تاتاریون کو تنگ کیا اور
ایکدفعہ چار ہزار تاتار کی ناک اور دونون کان کاٹکے فغفور کے یہان تحفے کے طور پر بہیجدیا آخرکار

فارموسا کے جزیرے کو ولندیزے چہین لیا اور اوسیکو اپنا پایۂ تخت بنایا اور
توپین جو کہ ہر مقام سے ہاتھ آئی تہین اونکو اس سلیقے سے قلعہ پر اوسنے جمایا اور
گولندازِ معقول رکھا کہ جب تاتار کی بحر سپاہ لیکر فارموسا کی فتح کو گئی گولون کے
آگے سے ہمیشہ ہٹا لیکن آخر فغفور مجبور ہوکر چپکا ہو رہا اور کاکزنگا برس مین دو ایکدفعہ
ہزار ڈیڑہ ہزار جہاز لیکر ختا کی سرحد پر آتا تھا اور کنارے کنارے لوٹ و تاراج کرکے اپنے
جزیرے کو پہر جاتا تھا سنہ ۱۶۵۱ مین فغفور کا چچا وزیر اعظم اور مہتمم سلطنت کا مر گیا اور چنجی خان
خود مختار ہوا حالانکہ نابالغ تہا ایسا قدردان علم و دانش کا یہہ شخص نکلا کہ ایک عیسائی پادری
آدم شال نام کا شاگرد ہوا اور اوسکی صلاح سے بہت قوانین ایسے جاری کیے گئے
کہ تاتار کی سلطنت کو استحکام ہوا اگرچہ ظاہر مین یہہ پادری عاقل اور فاضل حکمۂ ریاضی
اور شاہی رصد کا حاکم لیکن در پردے وزیر اعظم تھا اور اوسیکی صلاح سے علم کا چرچا بہت
پہیلا اور طلبہ کے امتحان کے لیے ایسا ایسا سخت قاعدہ مقرر کیا کہ بے فضل اور کمال حاصل
ہوئی سرکاری عہدہ جو کسیکو ملے امکان سے باہر تھا اور ایکدفعہ جب ثابت ہوا کہ چہبیس آدمیون نے
رشوت دیکر کام لیا تھا چنجی خان نے سب کو قتل کیا با وصفیکہ یہہ شخص عادل تہا لیکن نفسانیت
نے ایک مرتبہ اوس سے بڑا ظلم کروایا یعنے زن شوہر دار پر عاشق ہوا اور اپنی خدمت مین لایا
اور جب اوسکے خاوند ایک سردار تاتار نے اپنی جورو کو لعنت و ملامت اوس حرکت کے لیے کی
زانیہ نے فغفور سے وہ بات کہدی اور اونہون نے اوس سردار کو بلوا کر اپنے ہاتھ سے ایک
تہپیڑ منہہ مین مارا اوس سردار غیرت دار کو اس ہتک آبرو سے ایسا صدمہ ہوا کہ مارے رنج کے
مر گیا لیکن اوسکا صبر شہنشاہ پر فور آ پڑا اور سودای دست بدست کا حساب ہوا کیونکہ ادہر
زانیہ کا محل مین قدم رکہنا تھا کہ فغفور نے انتقال کیا اور سنہ ۱۶۶۱ مین اوسکا بیٹا کانگہی
آٹھ برس کی عمر مین مسند نشین ہوا اور اوسکی نابالغی کے باعث سے امرا نے اپنے زمرے
مین سے چار شخصون کو وزیر بنایا اور اہتمام سلطنت اونہین سپرد کیا اختیار پاتے ہی اون وزیرون نے قانون جاری

گیا کہ کوئی خواجہ سرا عہدہ دار سرکار نہین ہو سکتا ہی اور اون لوگون کو برطرف کر کے شہر بدر کر دیا
جب ڈکیت کاک زنگا اور اوسکے بیٹے نے زیادہ ستایا اور لوٹ و تاراج کرنا شروع کیا وزیرون نے
حکم دیا کہ بحر محیط کے کنارے پر سے لوگ اپنے مکانات اور جا بے بود و باش کو موقوف
کرین اور دوسری جگہہ کئی منزل کے فاصلے پر اندرون ملک مکانات بناوین تاکہ ڈکیتون کو موقع
اور سہولت نہ ملے اور اتنی عقل اون بیوقوف وزیرون کو نہ تھی کہ نقل مسکن سے رعایا اور
ملک کو کسقدر نقصان ہوا اور سمندری تجارت کو ہرج پونہچا کیونکہ سوداگرون کو تردد خرید و فروخت
کرنے مین جب ہمیشہ ہوویگا اور دو طرح کا ہرج صرف باربرداری کا لیئے ایک اپنے ملک سے
جہاز پر آنیکا اور دوسرے کنارے سی شہر مین خشکی جانب پہونچل ہواتب سوداگر دوسرا بازار تجویز کر لیگا
جہان یہہ بکھیڑے نہ رہین اور بنادر ساحل پر بدستور ہووین دوسری قباحت عظیم یہہ وقوع مین
آئی کہ اوتنی زمین جو آباد نہ ہوئی برباد ہوئی اور تیسری بات یہہ کہ جب لاکھون آدمی کی اوقات
دفعتًہ ویسی جگہہ پر مقرر کی گئی جہان کہ اصلی باشندون کی روٹی مشکل سے ہوتی تھی تو گرانی
خواہ مخواہ ہوا چاہے اسطرح کے نقصان کے علاوہ غربا کو اور کتنی حیرانی و تباہی ہوئی اون وزیرون
کو نہ سوجھی اور اپنی دانست مین تدبیر معقول ڈکیتون کی یورش موقوف کرنے کے لیئے اونہون نے
کی حالانکہ تباہی اپنے ہی لوگون پر آئی سوا اسکے بیان ہو چکا ہی کہ عیسائی پادری آدم
شال کی بڑی قدر دانی مغفور مغفور نے کی تہی اور اوسکے علاوہ اور اہل فرنگ کی دانش
اور علم اور ہنر کی پسند کر کے ہر ایک کو علیحدہ خدمت دی ہتی غرض اون وزیرون کو یہہ
بات ناگوار معلوم ہوئی تہی لیکن شاہنشاہ کے جیتے جی اون سی کچھہ نہ بن پڑی غرض
اونہین جب اختیار ہوا فرنگیون کو اونہون نے فورًا معزول کیا اور اکثر کو قید مین ڈال دیا
ان حرکتون کے ملاحظے سے فغفور اگرچہ بچہ تھا لیکن سمجھا کہ وزیرون کو سلطنت کرنیکا
سلیقہ نہ تھا اور جونہین مہتم اول کا انتقال ہوا اوسی آن ہی نے زمام حکومت کو اپنے ہاتھہ
مین لیا اور تینون وزیرون سے محاسبہ طلب کیا اور تقصیرات عظیم ثابت کر کے قتل کا حکم دیا بعد اسکے

عیسائی پادریون کی مخلصی ہوئی اور فغفور نے اون لوگون سے تحصیل علوم اور فنون انگلستانی
کی شروع کی اور چونکہ صغر سن سے طبعی توجہ علم کی طرف تھی اور فضیلت اپنے یہان کے علوم
مین حاصل ہو چکی تھی اس لحاظ سے اوسکی طبیعت نے زیادہ مشقت سے تربیت پذیر ہوئی
کیونکہ ذہن کا مادہ جب نہایت قابل ہوتا اور معقول استادون سے درس ملتا ہی تو جس قدر
بار طبیعت کو دیا جاتا بخوبی سنبھلتا ہی بلکہ کثرت خیال سے تیزی و تندی قوت مدرکہ کو حاصل
ہوتی ہی اور اوسکی دلیل نہین چاہیے کیونکہ ظاہر ہی کہ ایک علم جسکو حاصل ہی دوسرا اوسی نہین مشکل ہی
الغرض شہنشاہ کو معقول حیثیت چند روزون مین حاصل ہوئی باوصفیکہ باغیون کے لڑائی اوٹھانے
سے تمام روز تدبیر مملکت مین مصروف رہتا تھا اور فقط شام کو فرصت اور استراحت کے وقت
شغل علم کا کرتا تھا اوسان کوئی اپنے خاوند نیگلو کا خون کر کے جیسا کہ بیان صوبہ ہنان
مین صوبہ داری کرتا تھا اور معتمد سرکار کا دو باعث سے تھا اول کارگذاری دوسرے اوسکے
بیٹے چین مین بطور یرغمال کے حاضر تھے غرض بدی اوسکی دل مین خواہش سے تھی مگر بلوے
کی فرصت اوسنے نہ پائی غرض اوسیوقت موقع جو اوسنے پایا بغاوت کی بنا ڈالی اور
آستین کے نیچے سانپ ہی ہوتے اوسان کوئی کے بیٹون نے یہہ تدبیر کی کہ نوروز کے
دن جب تمام ختائی اور تاتاری امرا اور وزرا حضور مین سلام کے لیے جمع ہوون تو سب کے
سب فغفور سمیت قتل کیے جاوین اسکی خبر شہنشاہ کو پہنچی اور تحقیقات جو اوسنے کی تو دار الامارۃ
مین ہزارون ختائیون کی سازش معلوم ہوئی باوجودیکہ اس قصور کے سبب سب ہی کا قتل
کرنا واجب تھا لیکن اتنے کا نقصان جان نامناسب سمجھکر فغفور نے معافی عام کا اشتہار
کیا مگر اوسان کوئی کے بیٹون کو بہت ذلت اور اذیت سے مارنا سیاست ملکداری سے
باہر نہ سمجھا گیا جب اوسان کوئی نے دیکھا کہ بھید کھلا اور بیٹون کا وہ حال ہوا علانیہ اوسنے
بغاوت کا نشان اوڑایا اور کئی سلاطین جو سابق فغفور کے خاندان سے تھے اور کان نان
اور فوکینگ کے صوبے جو بطور جاگیر کے اونہین ملے تھے سبھون نے باغی کا ساتھ دیا اور مغلون

کی فوج شمال کی طرف سے یورش کرنے کے لیے تیار تہی اور دفعۃً جو چارون طرف سے
یہہ سامان ہولناک سامنے موجود ہوگیا باعث اوسکا یہہ تھا کہ اوسان کوئی نے آگے سے تدبیر
لڑائی کی کر رکہی تہی اور سب کو مہیا کر کے اپنی طرف سے بنا بغاوت کی ڈالی تہی ایسا ویسا کوئی
شخص ہوتا تو دشمنون کی تیاری دیکھکر گھبرا جاتا لیکن فغفور کی عقل جولان کو وسعت تدبیر ایسی
مقام تنگ مین ملی چنانچہ چہوٹتے ہی سلاطین تیوآن اور فوکینگ کے آپس مین اوسنے فتنہ ڈلوا دیا
اور جب وہ اودہر آپس مین لڑنے لگے اور جو فوج کہ فغفور کے مارنے کے لیے تیار ہوئی
تہی آپس مین اوجہی کان ہی مغلون پر فوج قاہرہ کے ساتھہ چڑھہ گیا اور کئی شکستین دیکر اونسے
الامان پکروا دیا اور اپنے فائدے اور اونکے نقصان کا اون سے عہد و پیمان کروا دیا وہان
سے پہرتا ہوا باغیون کی طرف جو آیا تخم فساد کا حاصل خرمن مین تیار دیکھا کہ دونون سلطان
ایکدوسرے کو تباہ کر چکے تہے اور وہان سے رعایا فغفور کا آنا اور جنگ و جدل کے بلا سے اونکو چھوڑانا
غنیمت جانا آخرکار امن کی صورت جو دونون صوبون مین ہوئی کانتان کے سلطان نے بہی
معافی چاہی اور اوسان کوئی کو بجز بہاگنے اور ننیان کے صوبے مین پناہ لینے کے دوسری
صورت نہ دکہائی دی اور پہونچکر غم و غصے سے اوسکا دم خفا ہو کر نکل گیا غرض تاتار کی فوج
اوسکے پیچہے پیچہے لپٹی ہوئی گئی اور اوسان کوئی کے بیٹے نے مقابلہ کیا لیکن جب مغلوب ہوا
گلے مین رسی لگا کر مر گیا اور اوسکے مرنے سے فتنہ و فساد مٹ گیا چون کان ہی ہمیشہ قدیم نیکنام
فغفورون کی پیروی کرتا تھا اور حکیم کنگ فوزی کے احکام پر چلتا تھا اس سبب سے ختا مین غیر
ملکیون کے آنے اور وہان رہنے کو تجارت کے وسیلے سے اوس نے منع کیا اور جب کانتان
کا سلطان اوسکے خلاف مرضی کے عامل ہوا اور اپنے فائدے کے لیے حکم ٹالا فغفور نے ریشم کی
ڈوری اوسکے پاس بہیجدی اوس اشارے کو وہ سمجھا اور پہانسی لگا کر مر گیا اور اوسکے دیکھا
دیکہی اوسکے سرداروں نے بہی اوسی طرح سے خودکشی ہوئے سنہ ۱۶۸۱ مین سلطان کینگ تونگ
نے ظلم اپنے رعایا پر شروع کیا اور نالش جو فغفور کے پاس پہونچی اوسکی طلبی ہوئی دس اٹھکر سے

مین تقسیم کیا گیا اور چیل کو ون نے اوسے کہا یا اسکے بعد فغفور نے اپنے اقرباؤن کو
کبھی ریاست ندی اور تمام صوبجات مین عالمون اور فاضلون کو ناظم کرکے بھیجدیا سنہ ۱۶۹۳
مین فارموسے کا جزیرہ جو کاکزنگا ڈکیت کے گھرانے سے متعلق تھا اس طرح مملکت ختا کے
تابع ہوا کہ فوکینگ کے صوبہ دار کو فغفور نے حکم جزیرے کی فتح کا دیا اور موقع بھی بتلایا چنانچہ موافق
اوس اشارے کے اوس نے اشتہار کیا کہ جو لوگ بغاوت اور شہنشاہ سے عداوت کرکے اپنے
وطن اور باپ دادون کے ہر دوار کو چھوڑ چھاڑ کے غیر ملکون مین گرے ہین اور غضب فغفور سے
لرزان و ترسان ہین اونکو قسمیہ اقرار سرکار کی طرف سے دیا جاتا ہی کہ اگر وہ لوگ اپنے اپنے
گھر پھر آوین اور غیر ملکون مین نہ رہین کسیطرح پر اون سے انتقام تو کیا مطلقاً بازپرس نکیا جاویگا
یہ اشتہار نہایت عقل اور دور اندیشی اور مردم شناسی کی دلیل ہی اور نتیجہ اوسکا وہی ہوا جو
فغفور نے سمجھا تھا چنانچہ اوسکے مشتہر ہوتے ہی ہزارون باغی فارموسے کے جزیرے سے اپنے
اپنے وطن کو دفعتہً چلے آئے اور جب باقی نے دیکھا کہ صوبہ دار نے مواخذہ نہین کیا ڈکیت کا ساتھ
چھوڑ کر اکثر ختا مین آنکر رہے اور مراد فغفور کی بر آئی کیونکہ طاقت اوس قزاق ابن قزاق کی
ایسی کم ہوگئی کہ جب فوکینگ کے صوبہ دار نے اوسپر تاخت کی اتنا کمزور اوسنے اپنے کو دیکھا
کہ فغفور کو عرضی کرکے اوس نے جان بخشی چاہی القصہ پیچین مین وہ آیا اور شہنشاہ نے اوسے
سرفراز کیا اور منصب امیر کبیر کا دیکر اپنے حضور مین رکھا اور دشمن جانی کو دوست دلی بنایا
غرض اسیطرح سے فارموسے کا جزیرہ تابع سرکار ختا کا ہوا کان ہی کی مدبری کی یہہ کئی دلیلین
جو راقم نے گذارش لیکن اس طرح کی بہت ہین اور سب کا اگر بیان کیا جاوے تو کئی جز کی کتاب
تیار ہووے غرض عاقل کے لئے اتنا ہی کافی ہی اوسکی بہادری اور سپاہ گری بھی
اوس بیان سے ثابت ہی جب خود اپنی فوج کا سپہ سالار ہو کر مغلون کے ملک پر چڑھ گیا تھا
اور دوسری دلیل اوس امر کی یہہ ہی کہ قلماق کا قبیلہ تاتارون کا جب بہت زبردست ہوا اور
قالدان خان اونکے سردار نے لشکر مہیا کیا کئی قوم تاتار کو جو باجگذار ختا کی سرکار کی تھین ستایا علی الخصوص قوم

مغل کو جس سے کانہی نے عہد و پیمان کیا تہا تب فغفور درمیان مین آیا اور چند سال ایلچی
وغیرہ بہیجکر قالدآن خان کو سمجہا کے زیادتیون سے اوسے باز رکہا لیکن جب طبیعت اوس شخص کی شاہ
نے مائل بفساد دیکہی اور اوسکی حرکتون سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح چوہا مارنا بلی کی جبلی ہی
اوسیطرح مردم آزاری اوسکی خلقت ہی تب فغفور نے اپنے متعلقین کی مدد کی اور فوج قاہرہ
کی سپہ سالاری خود لی اور اس چالاکی سے اون صحرائیون پر تاخت کی کہ بے مقابلہ کیے وے بہاگے
اور دم بہر سامنے نہ ٹہہرے غرض بارہ ہزار چیدہ اور جنگ آزمودہ سوارون کو لیکر فغفور نے بے توقف
تعاقب کیا اور قالدآن خان نے بہت تنگ اور عاجز ہوکر اوس سے امان مانگی اور صلح چاہی
اس سردار پر فتح پاکے ملک تاتار مین کسی قبیلۂ تاتار کو نے باجگذار کیے فغفور نے نچہوڑا اور
اور ہر مقام پر سپاہگری اور بہادری اور مدبری اس طرح پر اظہار کی کہ سبہون پر ثابت
ہوا کہ کانہی کا اقبال ترقی پر ہی اور پروردگار نے طاقت ملک گیری کی اور قابلیت ملکداری
کی دو صفتین جو اتفاق سے باہم جمع ہوتی ہین اوسکو عطا کی ہی اگرچہ یہہ حال اوسکا امور مملکت
مین تہا اور کیسی بڑی سلطنت اوسکی تہی ظاہر ہی ہی لیکن علم کا شوق اوس ہجوم افکار پر
بہی نگیا اور قاعدہ کانہی کا تہا کہ خواہ دارالخلافہ مین ہو خواہ دشت تاتار مین خیمہ ڈالے ہو لیکن
ہر روز شام کے وقت تحریر اقلیدس کا شغل یا ہیئت کا بیان حکمت کی گفتگو یا منطق کی بحث یا شعر کا
مذاکرہ ہمیشہ اوسکی صحبت مین رہتا تہا اور جو اوقات کہ اکثر بادشاہ حرم سرا مین مستورات کے
ساتہہ کاٹتے ہین اون وقتون مین کانہی فرنگی اور ختائی عالمون کی صحبت مین بیٹہا رہتا تہا
یا حصول علوم کرتا یا تالیف و تصنیف مین مشغول ہوتا تہا اور حال پرگوئی کا یہہ تہا کہ سو نسخے
سے زیادہ اوسکا کلام ہی اور ختائی زبان کی پہلی لغت چہتیس جلدون مین اور حکما کے پند اور
نصائح ایک سے اکیس جلدین سب فغفور کے اہتمام مین چہپین اور اگرچہ حق ہی کہ بادشاہون اور
امرا کی تصنیفون مین علمای ژولیدہ حال اور شعرای بے زر و اقبال کا بہت دخل رہتا ہی اور
اس جہت سے کچہہ شک نہین کہ اس فغفور نے بہی تصنیف و تالیف کے کار مین اورون سے کام لیا

اور اپنا نام کیا لیکن اتنا تحقیق ہی کہ شاعری اور منشی گری مین اوسکو آمد اور غور و تلاش
کی وقت گوارا تھی اس سبب سے اتنا کچھہ جو کیا تعجب نہین ہی چنانچہ ایک فقرہ اس وقت یاد آیا
کہ اوسکا ترجمہ یہہ ہی کہ تمام خلائق کو اپنے سے راضی کوئی بادشاہ نہین رکھہ سکتا ہے
بلکہ خدائتعالی کو اس مین مجبوری ہی کیونکہ جب باران رحمت سے نعمت برستی ہی تو
جس مقدار سے پہاڑون کے رہنے والے خوش رہتے اور اوسے موافق جانتے ہین
میدان کے باشندے اوسے سیلاب سمجھتے ہین اور شکایت کرتے ہین اور جب اونکی مرضی
کے موافق پانی برستا ہی کوہستانی امساک باران سے نالان ہوتے ہین پس جب کہ
پروردگار سبکو خوش کرنے سے ناچار ہی تو ادنی سے ایک آدمی کی کیا حقیقت ہی کہ وہان تک سکا
اوسکے حق مین ٹہیک ہی غرض اس طرح کے لطیفے اور فقرے فغفور کی تصانیف مین بہت ہین
اور ادنی اوسکی آمد طبیعت اور رسائی ذہن کے ہین سوا ان باتون کی فغفور کا قاعدہ تھا
کہ دوسرے تیسرے سال ہر صوبے مین جاتا تھا اور پرگنے پرگنے کے کاغذات کو خود ملاحظہ
کرتا تھا اور حکام کے ستائے ہوؤن کو داد دیتا تھا اور اوسکے سوا جب دار الخلافہ مین رہتا
تو کوئی امرا دنی سے ادنی نتہا جسکی تجویز وتدارک اپنی ذات سے متعلق نہین رکہتا تھا
انہین سفرون مین سے ایک دفعہ کی یہہ نقل ہی کہ فغفور چند آدمیون کو لیے گہوڑے پر
سیدہی سادی وضع سے چلا جاتا تہا کہ ایک بوڑہا راہ کے کنارے پر بیٹہا رو رہا تھا اوسکو
فغفور نے پوچہا کہ ای پیر مرد کیون گریہ کرتا ہی اوس نے بی پہچانے جواب دیا کہ اے دردمند
میری آنسو کا حال کیا پوچہتا ہی میری ایک بیٹا ہی جوان آنکہون کی روشنی اور اس ضعیفی کا
عصا ہی اوسکو اس صوبے کے ناظم نے زبردستی اپنے پاس نوکرون مین داخل کیا ہی نہ اوسے
یہان آنے نہ مجہے وہان جانے دیتا ہی یہہ سنکر فغفور نے اوسے کہا کہ آمیرے پیچھے زین پر
بیٹھہ لے اور وہ ملعون جہان رہتا ہی اوسکا گہر بتلا دے دیکہین تو سہی چلکے کہ میرے کہنے
سنے سے تیرے لڑکے کو چہوڑ دیتا ہی یا نہین وہ غمزدہ سوار ہوکر فغفور کے ساتھہ روانہ ہوا قیصر نظامت

مین یہ سمجھکر فغفور نے ناظم کو طلب کیا اور جو نہین اوس نے بادشاہ کو دیکھا سر نیچے کیے چپکا
رہا غرض جب وہ لڑکا اندر سے آیا اور فغفور نے دیکھا کہ حقیقت مین ناظم کا قصور تھا اپنے
ہاتھہ سے فوراً اوسکا سر کاٹ ڈالا اور بوڑھے سے کہا کہ مین اس ظالم کے عوض تجھے صوبہداری
کا عہدہ دیتا ہون خبردار رہنا کہ کوئی قصور تجھہ سے ایسا نہ صادر ہووے کہ ایسی ہی سزا تو پاوے
ختا کے قوانین فوجداری مین ۸۹ قانون یہہ ہی کہ بوڑھے اندھے لنگڑے لولے لاچار جنکا
نہ کوئی اپنا یگانہ ہی اور نہ استطاعت خود رکھتے ہین اونکی خوراک و پوشاک اور ہر طرح کی
پرورش سرکار سے متعلق کی جاوے اور اگر ایسے کسی شخص کی درخواست کی طرف حاکم کم توجہی
کریگا بانس کے ضرب سے سزا پاویگا غرض اسکے مطابق ہمیشہ عمل مین آتا تھا لیکن سنہ ۱۶۸۷ عیسوی مین
اس فغفور باشعور نے حکم اسکی اصلاح مین یہہ جاری کیا کہ ستر برس کے آدمی کو خوراک و پوشاک
موافق دستور کے ملے لیکن اسّی برس والون کو علاوہ اوسکے ایک تھان ریشم اور کئی من چاول
او گوشت اور چار من سیری روئی ملے اور نوّے برس سے زیادہ عمر والون کو تاحین حیات اسکا
دونا دیا جاوے چنانچہ مطابق اسکے شمار کیا گیا کہ تمام صوبجات مملکت مین ایک لاکھ چوراسی ہزار
چھیاسی آدمی ستر برس اور ایک لاکھ اوہتر ہزار آٹھہ سو پچاس اسّی برس کے اور دس ہزار
آدمی نوّے برس کے اور اکیس آدمی سو برس کے اس فغفور کے وقت مین پرورش ہوتے تھے
غرض باوصف اس کرم و رحم کے جو کانہی نے اپنے جلوس کے ستائیسوین برس سے شروع
کیا اور دستور قدیم کو اس خوبی کے ساتھہ اصلاح دیکر زینت بخشی جب سنہ ۱۷۲۱ مین اوسکو
ساٹھہ برس تخت پر بیٹھے ہوا فغفور نے پاے تخت اور اطراف کے بوڑھون کی دعوت
ایک روز معہود کو کی اور سب کے کھانے پینے کا مہتمم خود رہا اور انعام و اکرام دیکر رخصت کیا
غرض چونکہ اوسکے پوتے کین لنگ نے ویسی ہی دعوت کی تھی اور اوسکا ذکر وہین بہتر
ہی اسواسطے اوسکا مشرح احوال اوس مقام پر ملاحظہ کرنا چاہیے کیونکہ پوتے نے اس امر
مین اونکی نسبت بڑی ہر طرح سے آرایش مجلس وغیرہ مین کی تھی اوسی سال مین سپہ سالار کی عرضی سے

خبر ملی کہ قلماق تاتار جنہون نے تبت بزرگ مین یورش کرکے لاما گروہ کے مال اور
خزانے کو لوٹ لیا اور اوس طبقہ کو بالکل برباد کیا تھا اونکو ایسی شکستیں متواتر ملین تھین
کہ اونکے ہاتھہ سے ملک مقبوضہ چین جانے کے علاوہ اوس قوم مین ایذارسانی کی طاقت
باقی نہین رہی تھی غرض تبت سرکار ختا کا باجگذار اوسی سال سے آجتک ہی دوہی
برس یعنی آخر سنہ ۱۷۲۲ع مین فغفور کو اپنے وطن یعنی ملک مانچو تاتار مین جانے کا اتفاق
ہوا اور وہان پر جاتے وقت شمال کی مرطوب ہوا سے برودت مزاج مین اسقدر سمائی کہ
تمام ادویہ اور تدبیر اطبا پر غالب ہی اور پیغام اجل کا لے آئی کئی روز قبل مرگ کے فغفور
نے اپنے بیٹے ینگ چینگ کو جانشین مقرر کیا اور تخت پر وہی بیٹھا قبلا خان کے سوا کانہی
کے برابر کوئی فغفور مدبر اور بہادر اور عالم اور عادل نہین ہوا اور اوسکی عادات اور حرکات
سے بھی ظاہر تھا کہ اس دل و دماغ کا آدمی دنیا مین کم ہوتا ہی اور جب آتا ہی ایک عالم کو
زیر و زبر کرتا ہی باپ کا جونہین انتقال ہوا ینگ چینگ نے کئی ایک عیسائی پادری
کے سوا سب عیسائیون کو مملکت سے نکال دیا اور اون لوگون کے جانے سے علم کی زور بہی
دن بدن کم ہوئی اس لیے کہ ریاضی کے اصول اور فروع مین جو خامی علما ختا کی تہی
اور پادریون کے رہنے سے مٹی جاتی تہی وہ موقوف ہوئی دوسرے یہہ کہ فرنگستان
کی نئی ایجادین پادریون کے وسیلے سے ختا مین رواج پاتی تہین اور اونہین لوگون سے
اون چیزون کے نکتے دریافت ہوتے تہے اور کاریگر نقل بناتے تہے یہہ سب باتین
موقوف ہوئین مورخون نے پادریون کے اوپر خفگی ہونے کا دو سبب لکہا ہی ایک یہہ
کہ خاندان فغفور مین سے کئی شخصون نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا دوسرے یہہ کہ
علما ختا کی بزرگی چونکہ اون ہوشیارون کے رہنے اور برابر بحث کرنے سے کم ہوگئی تہی
اس سبب سے پادریون کے زیادہ تر وے دشمن تہے لیکن کا ان ہی کے جیتے جی
کچہہ کر نہین سکتے تہے غرض اوسکے مرتے ہی ینگ چینگ لوگون نے فرنگستانیون

کی طرف سے ایسا بد کیا اور اس قدر ڈرایا اور بہکایا کہ سبکو اوسنے ملک سے نکال دیا اور دوبارہ
کو پائے تخت مین اس لحاظ سے رکہا کہ تقویم کی درستی اور کسوف و خسوف کے حساب کی
صحت جو اِن سے ہوتی تہی ختائی ہیئت دانون سے لا ممکن تہی سوا اسکے طبیب کامل
یہہ لوگ تہے اور باوجود کئی علاج کے جس مین سچائی اونہون کی تہی سنہ ۱۶۹۲ مین
کان ہی کو ایسی تپ آئی کہ تمام ختائی طبیبون نے کنارا کیا اور بہروسا اوسکے بچنے کا
کسیکو نہ ہا اوسوقت پادری گربیلون صاحب نے کنین سے اچھا کیا اور رتبہ اون بزرگون
کا آگے سے بہت زیادہ ہوا الغرض ینگ چینگ کی بڑی توقی کی وہی ایک حرکت کہ جو
شروع جلوس مین اوسنے کی تہی والا تدبیر مملکت اور رعایا پروری مین کوئی بات ایسی اوس سے
سرزد نہین ہوئی جس سے بدنام ہو اور کم عقل یا ظالم کہلایا ہو اوسکی دلیل یہی ہی کہ ایک دفعہ
جب چیکلی اور سانٹانگ اور ہونان کے تینون صوبون مین قحط ہوا فغفور نے مالگذاری
اوس سال کی معاف کردی اور دوسری بات عقل اور قدر دانی کی اوس سے یہہ ہوئی کہ ہر حاکم
شہر پر فرمان گیا کہ اپنے اپنے نقشے مین جتنے خداپرست اور نیک اطوار اور خوش کردار لوگ
نکلین سب کے پای تخت مین بہیج دیئے جاوین تاکہ اونکی دعوتین ہووین اور سرکار سے
انعام پاوین اوسکی رواج پانی سے اکثر لوگ جو آگے بدوضعی کی بدنامی سی ڈرتے نہ تہے
ظاہر انیکی اختیار کرنے لگے تاکہ بادشاہ کے منظور نظر ہووین اور بہلمنسیت کی جزا ہاتہون
ہاتہہ پاوین علی ہذا القیاس کشت کاری کو ترقی دینے کے لیے انعام اوس کشتکار کے
لیے مقرر کیا گیا کہ جس نے خراب زمین کو آباد کیا ہو یا مشقت یا جد و جہد سے اپنے
کہیت کا حاصل بڑہایا ہو ایک قانون اس طرح کا اوسنے جاری کیا کہ سرکار کے عہدہ دار
سب کی سرگرمی اور چستی اور راستی یا کاہلی و برائی کی خبر ناظم اور حاکم کی ماہواری اطلاع
مین دی جاوے تاکہ نیک کو جزا اور بد کو سزا پہنچے حالانکہ اس قانون سی اکثر ایسا ہوا کہ لوگون نے اپنے
دشمنون سی عوض لیا اور دوستون کا پاس کیا لیکن یہہ برائی قانون کی کچہہ نہتی فقط اون حاکمون

کی بدذاتی جنہون نے خاوند کی بہتری پر اپنے دل کی خواہش کو مقدم کیا اور جو خط صحیح کہ
بھیجا بادشاہ بیگم بہت سلیقہ شعار دختر سردار عالی وقار اور رحم و کرم اور داد و دہش کی مخزن
اور عقل و دانش کی معدن تھی اور اغلب ہی کہ فغفور نے اکثر قوانین مستحسن اوس عورت نیک سیرت
کی صلاح سے اجرا کیے ہون غرض اپنے نام سے بادشاہ بیگم نے دو قانون نکالی ایک یہہ کہ جو بیوہ شوہر
کے نام پر بیٹھی رہے اور دوسرا نکاح نکرے اور بدفعل نہووے تو سرکار سے اوسکی پرورش کے
لیے وظیفہ قابل حیثیت کے ملے اور دوسرا قانون یہہ تھا کہ ستر برس کے سن سے زیادہ جو عورتین مملکت
مین ہووین اونکے لیے وجہ گذران مقرر کی جاوے تا آخر عمر کو ٹھنڈے جی سے دن کاٹین اور
دم واپسین تک دعا دیوین سنہ ۷۳۰ ائین صوبہ چیلی مین زلزلہ اس شدت سے ہوا کہ ہزارون آدمی گھرون
کے نیچے دبکے مر گئے اور عمارتین لاشمار گر پڑین غرض فغفور نے مبالغ کثیر خرچ کیا اور جسکا جس قدر
نقصان ہوا تھا عوض کردیا اور جسکا شوہر اوس سانحہ مین گذر گیا اوسکی بیوہ کے لیے وظیفہ
مقرر ہوا اور اوسیطرح تمام یتیمون اور بیکسون کی خبر اوس غریب پرور نے لی اور حتی الامکان ہر آفت رسیدہ
کو تسکین دی یہہ رحم اور کرم فقط رعیت کے واسطے تھا لیکن اپنے بھائیونکا ایسا دشمن تھا کہ
کوئی کسی غیر کا بھی کم ہوتا ہی چنانچہ اپنے بیترہ بھائیون پر بڑا ظلم اوسنے کیا اور بلا واسطہ
اونہین لوٹا اور مارا اور بعض کو قتل اور بعض کو خارج البلاد کیا اور یہہ ایک نظیر خلقت انسان
کی سرشت کی ہی کہ ایک ہی شخص کے مزاج مین ظلم اور عدل یا امساک و اصراف یا خلق و بیمروتی
کا ساتھ رہتا ہی اور کبھی ایک اور کبھی دوسری رگ زور کرتی ہی اور ایسی نیرنگی دیکھاتی
ہی کہ اوسی شخص کی ایک حرکت فرشتے کی اور دوسری شیطان کی معلوم ہوتی ہی القصہ
سنہ ۷۳۶ ائین فغفور نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا کین لنگ قائم مقام ہوا جس وقت یہہ
فغفور تخت پر بیٹھا باپ کے نکالے ہوئے شہزادون کو اوسنے پیچین مین پھر بلوایا اور اس طرح ان
مظلومون کے ساتھ پیش آیا کہ گذشتہ ایام ظلم و ستم کا اون لوگون کی یاد سے جاتا رہا خاص و عام
کو فغفور کی شفقت اور درد اقربائیت پسند ہوا کیونکہ اون بیچارون کے حال پر سب کو افسوس تھی

تھا اور ینگ جنگ کا ظلم ناپسند اور موجب گزند تھا حالانکہ کین لنگ کے باپ کی ایسی بڑی وسیع
ریاست تھی لیکن بلوے اور فساد کی نمایش کہین پیدا نہوئی اور ظاہر اسب قوم قلماق تاتار کے
ساتھ صلح رہنے کا یہی تھا کہ اگرچہ وے زور آور اور کینہ ور تھے اور قابو پاتے تو ختا پر یورش
کرتے لیکن ینگ جنگ نے اپنے اور اونکے ملک کے درمیان لشکر قاہرہ نگہبان رکھا تھا
سوا اسکے فغفور نے اون لوگونکے خانگی قضیون مین ہاتھہ نہ ڈالا اور نہ اپنے طرف سے بھی کوئی
بات ایسی کی کہ موجب اونکے ملال کا اور سبب تکرار یا جواب و سوال کا ہووے لیکن کین لنگ
کو لڑائی اور فتح مین نام نکالنے کا شوق تھا اس لحاظ سے جب قلماق تاتار کے ایک سردار
امورسانا نے آنکر فغفور کے پاس نالش کی کہ دوسرے سردار نے اوسکے میراث چھین لی ہی
کین لنگ نے فوج قاہرہ اوسکے ساتھہ بھیجکر غاصب کے قبضے سے ملک چھین کر اوسکے حوالہ کیا لیکن
عنان حکومت فغفور کے ہاتھہ مین رہی یہہ بات امورسانا کو ناگوار معلوم ہوئی اور جونہین
ختائی لشکر اوس دیار سے روانہ ہوا اور موقع اوس نے پایا فغفور کے باقی آدمیون کو نکال دیا
اور اختیار اپنے ہاتھہ مین لیا فغفور اس خبر سے پر قہر ہوا اور دوسرا لشکر بھیجکر شہر ایلی کے تحت
ملک قلماق کو چھین لیا اور امورسانا کو ملک سے نکال دیا وہ پہلے اپنی قوم کے بعض سردارون کے
پاس پناہ کے لیے گیا لیکن دغا کے خوف سے آخر روس کی مملکت مین جا رہا شہر ایلی کی
فتح کے بعد ختائی سپہ سالار اور سردار سب امن سمجھکر غافل رہنے لگے اور رکرغز اور قزاق
اور توروت اور کھوہارد قبائل تاتار کے دل مین جو بغض تھا اوس سے وے آگاہ نہ تھے غرض
ایک ہی دفعہ ان چارون قبائل نے ختائی لشکر کو گھیر لیا اور رسد بند کر دی اور ہر طرح سے
اتنا تنگ کیا کہ اگر دوسری فوج مدد کو جلدی نہ پہنچتی تو یہہ محاصرے مین مارے جاتے اور ایک سپاہی
کی خبر نہ ملتی غرض جب دونون ختائی فوجین اس طرح سے ساتھہ ہوئین تو چند روز مین بقول
ختائیون کے دس لاکھہ قلماق کی لاشین ڈھیر کی گئین اور یہہ انتقام فغفور نے لیا کہ قلماقون مین ایک
سرکش باقی نہ رہا اور انکا تمام ملک ختا کی تحت مین آگیا بخاری کے دو مسلمان سردارون کی میراث اوس

ملک کے بادشاہ سے چھین لی تہی لیکن جب فغفور نے بزور شمشیر اونکا حق دلوادیا اون ہیوفانون
نے بلوا کیا اور امورسانا کی طرح ختائیون سے پیش آئے غرض مقابلے کے وقت ہٹے اور ہندوستان
کی طرف بہاگے مگر راہ مین گہیرے اور مارے گئے اور اونکی املاک مملکت ختا مین داخل ہوئی اوسی ایام مین
دوسری فوج ختا کی کاشغر کے تاتار پر غالب آئی اور اونکی سلطنت بہی چہن گئی ان فتحون کی
خبر حضور مین پہونچنے سے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ سپہ سالار میدان جنگ سے جو پہرے تو فغفور کے
حکم سے دولت سرا کی سیڑہیون تک گہوڑے پر آئے اور فغفور ساتھ اعیان اور ارکان ریاست کے
آئے اور اونکو گہوڑون سے اوتار کے قصر شاہی مین لے گئے اور اپنے ہاتہون سے ضیافت کہلائی اور شب کو
سارے شہر مین روشنی ہوئی اور آتش بازی چہوٹی سنہ ۷۶۷ اس شاہ برما نے کوئی وجہ لڑائی کی
فغفور سے نکالی تب فوج ختا کی اوس طرف روانہ ہوئی لیکن برماون نے کمین گاہ مین گہیر کر ایسا
شب خون مارا کہ بجز چند سپاہ کے کوئی ختا مین پہر نہ آیا غرض جب اون لوگون سے حال معلوم ہوا
فغفور نے دوسرا لشکر روانہ کیا اور سپہ سالار کوئی سردار بہادر اور مدبر اوس فوج کو لیکر گیا لیکن جنگل کی
تپ اس شدت سے فوج کے بیچ مین نمود ہوئی کہ آدہی سپاہ سے زیادہ زیر زمین گئی اگرچہ اس باب سے
مجبور ہو کر لشکر پہر گیا لیکن اوس پر بہی عہد و پیمان اس بند و بست کا شاہ برما سے کہ اوسکا سفیر
پیچین مین آیا اور اپنے آقا کی مہر عہد نامے مین کی اس مہم کے نتیجے سے فغفور کو بڑا افسوس
ہوا لیکن ساتھ ہی اوسکے ایک امر ایسا وقوع مین آیا کہ رنج خوشی سے مبدل ہو گیا چنانچہ جب
قلماق تاتار کا ملک ہاتھ آیا اوس قوم کا ایک قبیلہ روس کی مملکت مین جا بسا تہا غرض سنہ ۷۱
مین وہ اپنے وطن مین پہر آئی اور فغفور کی تابعدار کہلائی اور ہر چند روسیون نے قصد اونکو روکنے
اور اپنی ریاست سے نکالے دینے کا کیا اور فغفور کو بہی دہمکایا لیکن نہ اون لوگون نے مانا اور کین لنگ نے
کچھ سنا اور اوس قبیلے کی سردارون کے ساتھ بہت احترام سے دربار عام مین پیش آیا صوبہ سی چوئن
مین ایام قدیم سی چند قبیلے ایک قوم تبتی کے سنگی مکانات اور سنگ ہی کے قلعے اور شہر پناہ
کے پہاڑون کے درمیان مین رہتے تہے خانوادہ مینگ اصلی فغفورون کے باجگذار رہے تہے اور چنانچہ

تاتار کا دور ہوا انسے لڑتے بہڑتے وہ اونکے تابعدار ہوے غرض کین لنگ کے وقت مین اتفاقا
ایسا ہوا کہ اوس قوم کے دو سردارون مین قضیہ کی بنا ہوئی اور ایک کو جو شکست ملی فغفور کی پاس اوسنے
فریاد کی اور اودہر سے ایک فوج مدد کو گئی لیکن کوہستانیون نے ختائیون کو ایسی شکست دی اور
اسطرح سے فوج کو کاٹ کوٹ کر صاف کر دیا کہ ایک شخص کا تیا نہ ملا یہہ سنکر دوسرا لشکر شاہنشاہ نے بہیجا
غرض پہلی فوج کا جو احوال ہوا تھا اوسکی قریب قریب اونکا بہی حال ہوا آخر کو کین لنگ نے اپنے سالے
تو کانگ کو پیغام صلح کا دیکر روانہ کیا غرض اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ختائیون کو بزدل اور کمزور سمجہکر اون
لوگون نے باج دینا موقوف کیا اور سنہ ۱۷۵۸ مین یورشون کی ایسی بنا اونہون نے ڈالی کہ اپنا کینہ ختائیون
سے چودہ برس تک خوب لیا آخر اکوئی وہی سپہ سالار جرار بہیجا گیا اور اوسنے تدبیر معقول سے سرکشون کے
سردار کو گرفتار کرکے پیچین مین داخل کیا اور شہنشاہ نے اپنی سامنے اوسے بڑی جانکندن سے ہلاک کروایا اور
کین لنگ کو ہمیشہ شوق یہہ تھا کہ جب کوئی مجرم جرم عظیم مین گرفتار ہوکر سامنے آتا تھا تو آپ ہی روبرو اوس
بدبخت کو مصیبت کے ساتھ مروا ڈالتا اور جسپر خفا ہوتا تھا اوسکا خدا ہی حافظ تہا غرض اس سنگدلی کا
نتیجہ آخر کو اس طرح ظہور مین آیا کہ نان وی اور وان لنگ و ختائیون نے اس غیر وقت کے ساتھ
ایک جگہہ جمع کیا کہ بارہ ہزار کا ایک سنگین لشکر تیار ہوا اور دفعۃً جو نشان بلوی کا اور اسو جنگ کے حاکم
سے کچہ بن نہ پڑا اور شہر چیبن کر وان لنگ نے اپنے کو فغفور قرار دیا غرض ایسا سفلہ تھا کہ ناچ رنگ مین
اوقات کاٹنے لگا اور یہہ نہ سمجہا کہ ملک گیر ہی ہوتے ہین جو چپ چاپ کے لڑتے ہین اور دنیا کو بہی
لوٹا دیتے ہین جو عیش طلب ہوتے ہین آخر تاتار کی فوج اوسکی حالت غفلت مین آن پہنچی اور شکست
کامل جو وان لنگ کو ملی خودکشی اوسنے کی اور اوسکا ساتھی نان وی گرفتار ہوا اور دار الخلافہ
کی طرف بہیج دیا گیا اور کین لنگ نے اوسکو اور چند بداندیشون کو ایک ہی دفعہ کمال اذیت سے مروا ڈالا
فغفور کا اقبال زبردست تھا کہ کسی اتفاق سے وہ موافق معمول کے شکار کو اوس ایام مین نکل گیا وہ الا باغیون نے
بندوبست اوسکے اسیر کر لینے کا کیا تھا اور ہزار آدمی چیدہ اور جانباز کو کمینگاہ مین بٹہایا تھا اگر فغفور
میدان مین نکلتا تو بے شک گرفتار ہوتا بلکہ جان سے مارا جاتا جب وہ معین ٹل گیا ہزار آدمی کی جان کی

ہزار طرف پھیلی اور فغفور کو فوراً خبر ہوئی اور اسی کو موقع معقول سمجھ کے عیسائیوں کے دشمنوں نے
فریب دیکر اون بیچاروں کو خواہ مخواہ اوس بلوی کی صلاح سے بدنام کیا اور فغفور نے بلے تحقیقات کے
اور ثبوت لیے فقط مفسدوں کے کہنے پر اوس قوم کی ساتھہ دشمن کی طرح پیش آیا ادہر جو ہنوز فتنہ مٹا
دوسری طرف سے شروع ہوا اور ایک قوم ختائی جو کنول سے گٹے کی قوم کہلاتی ہی مستعد فساد
ہوئی اور اس بلوے کے محرک نے بڑی بھی لاوی کی لیکن اپنی قوم کے سوا اوسکی پشت پر کوئی نہ تھا
اس لیے مراد اوسکی بر نہ آئی وہ مارا گیا اور اوسکی دو جوروں کی لاشین اوسکے دونوں بغل مین
میدان جنگ مین ملین غرض اون دونوں نڈیوں نے ایسی جراتین کین تھین کہ بڑے بڑے بہادر سپاہیوں نے
اقرار کیا کہ اپنے ہوش بہر مین اونکے مقابل کسی شخص کو کم دیکھا اور اونکی سپاہگری کا حال سنکر فغفور
کو اون دونوں کی صورت دیکھنے کا ایسا شوق ہوا کہ اونکا سر کاٹ کے دارالامارۃ مین آیا اور
خاص و عام نے بحیرت دیکھا کہ اس نزاکت کے ساتھہ اتنی مضبوطی کیونکر شامل تھی غرض اس بات کو
اونہین سوچنا تھا کہ بہادری قوت روح پر موقوف ہی اور ہاتھہ پانون گوشت ہڈی سے وہ کچھہ متعلق
نہین ہی اور نہ طاقت جسمانی پر اوسکا وجود قائم ہی کیونکہ کون ایسا ہی کہ جسنے کسی بڑے سند آدمی
کو کسی مخنی کی سامنے سے نوک دم بہاگتے نہ دیکھا ہو لیکن ننگ نے باپ دادا کی طرح اپنا بھی یہہ
طریق رکہا کہ مملکت کے صوبوں اور پرگنوں مین اکثر وہ جاتا تھا اور مظلوموں کی فریاد کو خود پہنچتا
تھا اور اسیطرح پر نانکین کے ناظم پر ظلم جو ثابت ہوا فغفور نے اوسکو قتل کیا اسی چین مین
لاما گرو کے دیکھنے کا شوق جو اوسے ہوا بہت کروفر اور خدم و حشم کے ساتھہ وہ شخص
پیچین مین آیا لیکن عجب طرحکی پشیمانی بودہیوں کو ہوئی جب پیتلا مین اوسکی موت دارالامارۃ
مین ہوئی اور اون لوگوں کے فقروں کا عقدہ کہلا اور خاص و عام پر ثابت ہوا کہ اوس شخص
کو بقا نہ تھی اور مثل اور بنی آدم کے فنا اوسکے حصے مین بھی اوتری تھی جو ہنین لاما گرو نے
انتقال کیا مفسدوں نے تبت مین فساد اوٹھایا اور بلوے کا حاصل یہی ہوا کہ تبتیوں کی کچھ بچی
سرخودی معدوم ہوگئی وہ حصہ بخارا کا جو صوبہ کیانگ سی کی تحت مین آیا تہا اوس مین چند قبائل

ترکی اور غلماق تاتار کے ملے جلے رہتے تھے اور دو فرقہ ایک سفید کلاہ والے یعنے آق باشی اور
دوسرے سرخ کلاہ والے یعنے قزل باشی رہتے تھے اتفاق ایسا ہوا کہ آپس ہی مین وے بگڑے اور
جنگ و جدل پر موجود ہوے اور مذہب ہی کا سبب تھا کہ یہہ فتنہ پھیلا کیونکہ ایک نے دوسرے کے طریق
کو نادرست ٹھہرایا اور آق باشیون نے جو سنی تھے قزل باشیون کو اپنے طور پر لانیکا قصد کیا اور [illegible]
شیعون نے تبرا کیا اور سنیون نے اونہین رافضی کہا اور اونہون نے خارجی ٹھہرایا اون لوگونکا یہہ
ڈھنگ دیکھکر صوبہ دار کیانگ سی نہایت خفا ہوا اور کہلا بھیجا کہ تم دونون عجب بیوقوف ہو کہ باوجود
ایک مذہب اور امت محمد ہونے کے ادنی ایسے امر کے لیے جو تمہارے اصل دین سے کچھہ متعلق نہین
کیونکہ تمہارا کیا بگڑتا ہی کہ علی کو لوگون نے چند روز تخت خلافت سے محروم رکھا آپس مین سرکٹول کرتی
ہو لیس اگر تم لوگ آپس کی خونریزی سے دست کش نہین ہوگے تو مین سبکو مملکت سے نکالدونگا اس
دہمکی سے قزل باش فتنے سے باز آئے لیکن آق باشیون نے کچھہ خیال نکیا اسی سبب سے صوبہ دار نے
اوس قوم کے دس ہزار آدمی کو خارج البلاد کیا اور وے جو وہان سے بیزار نکلے تو مسلمان تاتار کو ترغیب
دینے لگے اور ختائیون کو کفار قرار دیکر قصد یورش و انتقام کو جہاد ٹھہرایا اور ایسے طور سے
لاکھہ آدمی مست بہ شمشیر ہوے غرض حاکم بیگ ایک سردار نے اوس مسلمان امیر کو گرفتار کر لیا جو
باغیون کا سپہ سالار ہونیوالا تھا باوجود اسطرح پر پہلے ہی قدم پر ٹہوکر کہانے کے آق باشیون
نے صوبہ کیانگ سی پر تاخت کی اور چند پلٹنین سرکار کی جو مقابلے مین آئین شکست کہا کر
بہاگین لیکن جب خبر ہوئی کہ اکوئی سپہ سالار جرار فوج قہار لیے اونکی طرف آتا ہی آق باشیون نے
قدم ہٹایا اور سنگین قلعے مین پناہ لی غرض جب وہان پر ختائی سردار پہنچا اور ایسا شدید
محاصرہ کر بیٹھا کہ آب و دانہ اون لوگون کا بالکل بند ہوا تب مسلمانون نے اپنے لشکر کی تمام
مستورات اور لڑکون کو مارڈالا تاکہ غلہ چند روز اور بہی کفاف کرے لیکن اکوئی نے متواتر
ایسے حملے کیے کہ ختائی سب قلعون کی دیوارون کے پار ہو گئے اور قتل عام کرنے لگے اور اوس
سپہ سالار خونخوار نے بجز چند سردارون کے جنکو فغفور کے ہاتھہ سزا پانے کی لیے پیکین مین اوسنے بہیجا!

باقی ایک متنفس کو زندہ چھوڑا بلکہ شہنشاہ نے حکم دیا کہ صوبۂ کیانگ سی مین کوئی مسلمان
پندرہ برس سے زیادہ سن کا باقی نرہے اور فرمان کے مطابق اوکو عمل مین لایا پہہ سانحہ
سنہ ۱۷۸۴ مین ہوا اور چونکہ سال بھر کے بعد یعنی سنہ ۱۷۸۵ مین فغفور کے جلوس کا
پچاسوان برس ہونے والا تھا اسی وقت سے ہر صوبے اور ہر شہر کے نظام اور حکام پر حکم جاری
کیا گیا کہ اونکی تحتِ حکومت مین جتنے لوگ سال خوردہ جلیل القدر ہووین سبکو سواری اور
سفر کا خرچ مطابق حیثیت کے دیکر دار الامارۃ کی طرف روانہ کرین اور تاکہ تمام اہل کار ارباب سیف
و قلم ادنی سے اعلی تک کو انعام و اکرام دیا جاوے اور زیادہ حیثیت کے طلبا کو نوکری ملے اور
بندیخانون کے قیدیون مین کم قصور والون کو مخلصی اور مجرم جرم کبیرہ کی سزاؤن مین تخفیف
کی جاوے فہرست ہر فرد کی حقیقت حال کی طلب کی گئی اور تمام رعایا کا خزانہ ایک برس کا معاف
کیا گیا الغرض جب فرمان جاری ہوا خاص و عام کا دل شاد ہوا اور بوڑہون کا سارا درد و دکھ
دور ہو گیا جدہر دیکھیے پہہ سب خوش و بشاش تھے گویا حاجت ہاتھہ کے عصا اور انکھون کے
چشمے اور غیر کے سہارے کی نرہی یہان تک کہ جوانون کو پیر نود سالہ سے رشک ہوا آخر چوبیوین
ماہ فروری سنہ ۱۷۸۵ عیسوی کو روز مسعود آیا اور سب بوڑہون سے تین ہزار کو جو سب سے سن رسیدہ
تھے رقعہ نوید فغفور کا دستخطی دیا گیا اور قصر شاہنشاہی مین سب جمع ہوے آٹھہ بجے حضرت شہنشاہ
دربار عام سے فراغت کر کے ایک بڑے سفید سنگ مرمر کے بنے ہوے تخت مرصع پر جلوہ افروز ہوے اور بڈہو
لوگون کی طلبی ہوئی قطار قطار سے موافق رتبے کے میزون کے گرد پہہ سب لوگ بیٹھے اور نقارے
پر چوب پڑتے ہی دروازے چارون طرف کے کہلے اور دسترخوان پر ہزارون قاب کہانے کے چنے گئے
اور فغفور کے خاصے کی شرابون سے پیالے لبالب کیے گئے اور حضرت کے بیٹے اور پوتے اور خاص اقربا نسل
خدمتگارون کے ہر شخص کی رکابی مین کہانا دیتے اور انواع طرح سے دلجوئیان کرتے پہرتے تھے
اور فغفور کی توجہ سبکے حال پر تو تہی ہی لیکن کئی شخص کو جو خاص آپکے ساتھہ ایک ہی میز پر بیٹھے تھے
اونہین حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے کھلایا اور پلایا غرض جب سب قسم کے کباب اور شوربے اور

سالن اور روٹی اور مربے میوے وغیرہ تمام ہوے اور کسی اکول کی بہی سیر ہونے مین کسر
باقی نرہی دسترخوان اوٹھا اور بہانڈ اور نقال اور گوییے سب آئے اور اہل انجمن کو ہنسا ہنسا کر کہانا
ہضم کرا دیا بلکہ بہوک دلادی اور پیری کے انکار کے بچی بچاے آثار مٹا دیے جب وے رخصت کیے گئے فغفور نے
ہر شخص کو ایک ایک کر کے پاس بلایا اور ہر ایک کا پیالہ اپنے ہاتھہ سے بہر دیا اور اوسکے ساتھہ پیا
سبہون کی باری ہوجانے سے فغفور نے استراحت کرنیکا حکم دیا وہین دیگر برخاست کی اور وہ محل مین
گئے ادہر انعام بٹنے لگے اور ہر شخص موافق حیثیت کی سیم و زر اور کمخواب اور ریشم کے تہان پاکر
رخصت کیا گیا تو دارالامارہ مین تین ہزار بوڑہون کو جو ہر شہر کے خواص سے تہی فغفور نے اپنے ساتھہ
کہلایا اور اسی وضع سے اوسی روز معہود پر نظام اور حکام نے اپنے اپنے دسترخوان مین اون بوڑہون
کی دعوت کی جو کہ بچپن مین طلب نہین ہوے تہی اور اون لوگون مین سے ساٹھہ برس والون کو چار من
عمدہ چاول اور ایک تہان سوتی کپڑا اور پیر ہشتاد سالہ کو آٹھہ من چاول اور دو تہان کپڑا اور نوے برس
والون کو چہبیس من چاول اور دو تہان ریشم ایک موٹا اور ایک باریک اور سو برس والون کو چالیس
من چاول اور دو تہان باریک ریشم کی عنایت ہوی سواے اسکے جمیع رعایا کو ایک ایک برس کا خراج
معاف کیا گیا اور فغفور چین کی رعایا پروری اور مہربانی سے غربا نوازی اسی ایک بات سے
ایسی ظاہر ہے کہ اگر اسی تاریخ مین صدہا دلیلین اہنین صفتون کی ہنوتین تو بہی ایک کافی تہی
فغفور کانگ ہی نے اپنے جلوس کی ساٹہوین سالگرہ مین ایسی ہی دعوت کی تہی اور ایجاد
اس دستور کا اوسی پر مشہور ہے اور کین لنگ نے دادا کی پیروی ہر امر و نہی مین کی تہی بعد اسکے
کئی برس تک چارون طرف امن رہا لیکن جب پاچین کا تخت کسی بہادر قسمت آزما نے بادشاہ
ملک سے چہین لیا اور وہ فغفور کے پاس مدد کے واسطے ملتجی ہوا اوسکی درخواست کے موافق لشکر گیا
اور اوائل مین فتحیاب ہوا لیکن آخر کو پاچینیون نے بدستور الیاسٹ خون مارا کہ جو قصے کے
تصفیے کے واسطے گئے تہے اونکا آپ ہی قصہ تمام ہوگیا اور چند سپاہ کے سوا اوس دشت
مرگ سے کوئی جیتا نہ پہرا اور دوبارہ فغفور نے قصد اوس طرف کا نکیا سنہ ۱۷۸۸ اپریل

فارموسا کے باشندون نے بلوا کیا اور سبب اوسکا یہہ ہوا کہ ختائی ماندرین سب اون لوگون
پر ہمیشہ ظلم کرتے تھے اور آخر کو ایک کشتکار سے کسی ماندرین نے آٹھہ ہزار ٹیل ویسی ایک قطعہ زمین کا
خزانہ لینے کا قصد کیا جس سے ایک حبہ اوس بیچارے کو وصول نہین ہوا تھا اس لیے انکار مبلغ
مطلوبہ کی ادا سے اوس شخص نے کیا اسپر ماندرینون نے اوسے قید مین ڈال دیا غرض اوسکے
بھائی برادرون نے بگڑکر اوس ماندرین کو جان سے مارا اور صوبہ فوکینگ کے ناظم نے باغیون
کو چھوڑ بہت سے بیگناہ شخصون کو قتل کیا اور اپنی دانست مین عوض ماندرین کے خون کا لیا لیکن اس
ظلم کا نتیجہ بلوای عام ہوا اور فارموسیون نے سرکاری سپاہ اور عہدہ دارون مین سے ایک کو زندہ
نچھوڑا بلکہ جو لشکر ختا سے آیا اون لوگون نے شکست دیکر اپنی دانست مین کسی کو باقی نرکھا
غرض اسی طرح سے لاکھہ آدمی سے زیادہ فغفور کا مارا گیا لیکن سرکشون کا سر نہ جھکا آخر کو ہر صورت
سے تنگ ہوکر کین لنگ نے اپنے ایک سالی کو ظاہرا فوج دیکر بھیجا لیکن خفیہ حکم غنیم کو زرپاشی سے
قابو مین کرنیکا دیا القصہ اوسنے جاکر جب روپیہ کے ذریعہ سے باغیون کے آپس مین نزاع ڈلوای
تب ہی مراد ملی سنہ ۱۷۹۲ مین ختا اور نیپال سے لڑائی ہوئی اور بنا اوسکی یون ہی کہ جب
لاماگرو کا انتقال پیچین مین چیچک سے ہوا جیسا کہ مذکور ہوا ہی تبت کے سردارون سے ایک شخص
نے دولت کثیر لیکر نیپال مین رہنا اختیار کیا غرض اوسکا مال و اموال دیکھہ کر نیپالیون کو
لالچ جو ہوا اونہون نے تبت مین جا شولامیو کا شہر ملکیون سے چھین لیا اور لاماگرو کی خانقاہ کو لوٹا
اور برباد کیا اور سونے کی اینٹین جو صدر معبد مین لگین تھین سب اوکھاڑ کر لیگئے اس غارتگری
کی فریاد دلائی لاما اور پنچن لاما دونون نے فغفور کے پاس کی اور وہ اور سے چاہی پہلے
کین لنگ کو تامل تھا لیکن ثانیا جب سیاتھہ گردید کی اونہون نے عرضی کی ختا سے فوج قاہرہ بھیجی
گئی اور گورکھون کو کئی شکست متواتر دی اور اس قدر اونکو تاتاریون نے تنگ کیا کہ بالکل نیچا اونہون
دالیس پا اور طوق اطاعت گلے مین ڈالا اور تبت کے لوگ زیادہ تر تابعدار اور ممنون احسان
فغفور کی ہوئی جب کین لنگ کو ساٹھہ برس تخت پر بیٹھے ہوا ولندیزون اور انگریزون سے

مبارکباد دہی کے بہانے سے ختا مین سفیر بہیجا اور اوسی وسیلے سی چند امور کا حصول تصور کیا
فغفور اونکے ساتھہ بہت اچھی طرح پیش آیا ظاہرا خاطرداری جیسا کہ چاہیے اوسنے کی اور اپنی
طرف سی بہی تحفہ بہیجا لیکن جو اصل مقصد سفیرون کا تہا اوس امر مین اونکو مایوس پہیر دیا چنانچہ
اسکا حال دوسری دفتر مین مذکور ہی بعد اسکے چونکہ اوسکے جلوس کا ساٹہوان برس تمام ہوا اور مملکت کے بوڑہون
کی دعوت دوبارہ اوسی طرح پر کی جیسا کہ دس برس پیشتر کر چکا تہا اپنی خوشی سے تارک الدنیا ہوا
اور تخت اپنے بیٹے کیا کینگ کو دیکر عبادت مین مشغول ہوا اور تین برس کے بعد اٹہاسی برس کی عمر
مین انتقال کیا حالانکہ کین لنگ کو لڑائی بہڑائی سے شوق تہا لیکن خود میدان جنگ مین نہ گیا
غرض تدبیر ریاست مین بڑا اور دوراندیش اور تیزفہمی مین یکتاے عصر اور فاضل متبحر تہا اور شاعر اچہا
اور منشی خاصہ اور محنت کش اتنا کہ ایسی وسیع مملکت کے تمام کاغذات کو خود دیکہتا تہا اور اکثر پر
حکم اپنے ہاتھہ سے لکہتا تہا جو صفتین بادشاہ کو چاہیے سب اوس مین تہین لیکن سنگدل اور
کینہ کش ایسا تہا کہ اہل درد اوسپر نفرین بہیجین گے اور ارباب تاریخ افسوس کرینگے کہ سلاطین روزگار
مین بے عیبی کی جہت سی ممتاز ہوتا اور مرتبہ گرامی رکہتا اگر نفسانیت کا پردہ عدل و انصاف کے
وقت اوسکی آنکہون پر بعض دفعہ پڑ نہ جاتا اور رحم و کرم کے مانع ہوتا اپنے قائم مقام کیا کینگ
کو فغفور نے سب بیٹون سی بہتر سمجہکر تخت پر بٹہایا تہا لیکن وہ مجہول اور کم عقل اور دائم الخمر
ہوا اور کم بخت بہی ایسا نکلا کہ عہد جلوس سے مرگ تک مملکت مین برابر بلوا اور ہلچل
اور بے انتظامی رہی اور بجز سنگدلی کے باپ کی کوئی بات اوس مین نہین پائی گئی اور
کین لنگ کے سے عاقل اور مردم شناس شخص سے تعجب ہی کہ ایسی غلطی صریح صاحب
ریاست کی تجویز مین اوسنے کی غرض سوا محبت کے کوئی دوسری وجہ ایسی جو کسی کی عقل کے
نزدیک قرار نہین پائی اس لیے کہ اور بیٹون سے چہوٹا اور بچپنہی سی شوخ اور بدنفس معلوم
ہوتا تہا سنہ ۱۸۰۳ مین کین لنگ کے کئی بیٹے جو تخت نشینی سے مایوس کیے گئے تہے اور بہت سے
امرا جو فغفور حال کے ستائے ہوئے تہے سب اوسکے قتل مین ہمداستانی کر رہے تہے کہ

کسی خبردار نے فغفور کے گوش گذار کر دیا فغفور چپکا رہا مگر ایسا بندوبست کیا کہ روز معہود کو جب سب جمع ہونے دفعتًہ پکڑے گئے اور انواع طرح کی اذیتون مین موت تک پوہنچے کوئی کولہو مین پر پہونا گیا کوئی تیل مین تلا گیا کوئی قیمہ ہوا کوئی دار پر کہینچا گیا کوئی تختون مین کسا گیا اور مال اور ملک اون لوگون کا ضبط ہوا اور کئی مارے تصور فقط دولتمند ہونے کے سبب سے اسی سازش کی فریب مین مارے گئے اور اونکا گہر در دروازہ دینے کی تلاش مین کہودا گیا غرض جسقدر روپیہ اس ظلم سے اوسکے ہاتھہ آیا اوسکا ڈیوڑہا اس طرح سے خرچ ہوا کہ فغفور نے بلوائیون سے مقابلہ کرنا مفید نہ سمجھکر زرپاشی سے مفسدون کو فساد فتنہ انگیزی سے باز رکہا ایام ہل چل پالی انتظامی مین سمندری ڈکیتون نے ہمیشہ ختا کو ستایا ہی اور فغفور کینگ کیا نے کو جب اون لوگون نے شب و روز مخمور اور عیش مین ڈوبا اور ریاست سے غافل دیکہا رفتہ رفتہ اپنا زور بڑہایا اور جب وآن امیر البحر بہادر اور بد بر معزول ہوا اور فغفور نے خوشامدیون کی صلاح سے ایک شخص ناتجربہ کار اور واہی مزاج کو مقرر کیا ڈکیتون نے ہزار جہاز بڑے اور آٹہ سے چہوٹے اور کوئی ساٹھہ ہزار سپاہ جمع کرکے لوٹ و تاراج اور انواع طرح کا ظلم و ستم فغفور کی رعیت اور ملکی سوداگرون پر کرنا شروع کیا اونکی بحری چہہ تقسیمین تہین اور ہر ایک مین ایک نائب سردار کل کی طرف سے رہتا تہا نام اس سردار کا چنگ ہی تہا اور بڑے دل و دماغ کا شخص تہا اور مثل اوس ڈکیت کی جسنے تاتار کی اوائل عملداری مین ارکین دولت کو ستایا اور قافیہ تنگ کیا اس ڈکیت کا بہی قصد تاتاریون کو ختا سے نکال دینے کا تہا اور کیا کینگ کے ایسے فغفور کے سر سے تاج شاہی اوتار لینا چنگ ہی کے دماغ و گردے کے آدمی کو محال نہتا اور اگر زیادہ جیتا تو قریب قیاس کے ہی کہ مراد دل کو اگرنہ پاتا پہر بہی سرکار کو ایسا عاجز کرتا کہ اپنے حق مین جو چاہتا قبول کروالیتا غرض اوسکی تدبیر و نکا نقشہ ارادے کی صفحے سے ہوا ہو گیا جب کہ ایک روز ناگہان سمندر مین گرکے ڈوب گیا مگر اوسکے مرنے سے ڈکیتون مین تجز تجزلحہ نہوا کیونکہ اوسکی بی بی قائم مقام ہوئی اور ایسی عاقلہ تہی کہ شوہر کے نہ ہونے کا سبب

اوسکی حکومت کا اقبال خوشی سے کیا اور اپنے کو آگی سے زیادہ تابعدار سمجھا اپنی بحر
مین کئی قانون کو اوس نے اجرا کیا اور اوس باعث سے ایسا انتظام ڈکیتون مین تھا
جو کہ فغفور کی مملکت مین نہتا چنانچہ ایک دستور اوس نے یہہ نکالا کہ جب اپنی بحر کی کسی تقسیم کے
جہاز نے اجنبی سوداگر کے جہاز کو سمندر مین روکا اور اوس سے معمولی محصول لیا تو سوداگر کو ایک پروانہ
اوس عورت کا دستخطی دیا جاتا تھا تاکہ بحر کے اور جہاز نا گر ملین اور اونکے افسر خزانہ طلب کرین تو
اوس کاغذ کی وسیلے سی اوسکو رہائی ملی اور بندرتک اون لوگون کے ہاتھ سی ستایا نجاوے یہہ قانون غیر ملکی
سوداگرون کی لیے تہا لیکن ختائی تاجرون نے اون لوگون سے بندوبست کر کے ہر جہاز کی آمد و شد مین محصول مقرر
کر دیا تھا اس سبب سی اونکے مال پر دست اندازی نہین ہوتی تہی سوا اس انضاف کی حکم تھا
کہ چونکہ عداوت فقط تاتاریون سے تہی ختائیون سے رسد اور جنگ کا سامان اور اسباب مول لینا اور
نرخ کے موافق دام دینا لازم تھا اسی طرح کے کئی قانون سی رعایا بھی خوش تہی اور کانتان کے
شہر مین بڑے بڑے سوداگر ڈکیتون کو خفیہ ہر طرح کا سرانجام پہونچاتے تھے غرض بندوبست اس
دریائی ریاست کا علی الخصوص جب سے جنگ ہی کی لی لی سردار ہوئی ایسا خوب تہا اور آپس کا اتفاق
اور جنگ کا سلیقہ اس طرح پر اوس عورت نے درست رکہا کہ فغفور کی جو بحر ان سے لڑنے آئی شکست
پائی جب صوبہ کانتان کے ناظم نے دیکھا کہ اون سے مقابلہ محال ہی اوس نے حکم کیا کہ کوئی جہاز
چہوٹا یا بڑا ختا کے کسی بندر سے نکلنے نہ پاوے اور کسی سبب سی لنگر نہ اوٹھاوے یہہ تدبیر رسد کے
بند کرنے کی صوبہ دار نے ٹھہرائی کیونکہ جاسوسون نے خبر پہونچائی تھی کہ سوداگرون کی سازش سے
اسباب جنگ اور ماکولات اور مشروبات ڈکیتون کو ملتا ہی غرض اون لوگون نے اس تدبیر
کا جواب یون دیا کہ کناری کے شہرون کو لوٹنا اور جلانا شروع کیا اور جب کسی جگہہ پر
تاخت کرتے تو ہزارون تاتار عریب یا ذی اقتدار جو پائے گرفتار کر کے جاتی اور جب تک اونکے
اقربا مبلغ کثیر دیکے نچہوڑاتے مقید رکہتے تہے القصہ جب ڈکیتون کا اقبال اپنی حد کو پہونچا آپس کے
دو سردارون مین قضیہ اور خونریزی ہوئی اور اون دونون ملین سے وہ شخص جو کہ اپنے کو مجرم جانتا

تھا سردار کے خوف سے بھاگا کیونکہ لسے امر مین وہ عاقلہ گنہگار کو قتل کرتی تھی اور آپس کی لڑائی
کے ثمرے کو خوب پہچانتی تھی غرض جب آٹھ ہزار سپاہ لیکر وہ مجرم سردار فغفور کے عملون سے
جا ملا اور عہدہ اوسکو سرکار کی امیر البحری کا عطا ہوا چنگ شی کی بی بی نے سمجھی کہ ڈکیتون کی
ساعت بگڑی اور اونکی قسمت کا ستارہ اقبال کے گھر سے نکلا اور خانۂ زوال مین داخل ہوا
یہہ سوچ کر اوس نے پیغام صلح کا فغفور کی پاس بھیجا اور چند شرائط جو اوس مین درج تھے جب قبول ہو لیے
چنگ شی ہاتھہ کھینچا عورتین جتنی ہین مدبر اور ازبسکہ زیرک ہوتی ہین لیکن اس عورت عالی ہمت
اور رستم جرات اور ارسطو فطرت کے آگے کوئی بحر قبلا خان کی بی بی کے آنکھہ پر نہین چڑہتی
اور یاد رکھنے کی بات ہی کہ ستر ہزار ڈکیت پرپھیہ قادر تھی یعنے اون لوگون پر جو کہ نہ ایمان رکھتے
اور نہ خدا سے ڈرتے تھے جو کہ خونریزی کو ہولی کھیلنی جانتے تھے اور طمع کی پرستش کرتے تھے جب
ڈکیتون سے اس طرح صلح ہوئی اور فتنہ کی آگ سمندر سے بجھی دوسری طرف فساد کا تخم بویا گیا اور
قریب تھا کہ خود بدولت کا قصہ فیصلہ ہوا اور جہان سے اونکو جواب ملے چنانچہ سنہ ۱۸۱۳ مین
پیچیلی اور ہونان اور شان ٹانگ کے صوبون مین کئی گروہ چوٹون کے پیدا ہوئے
اور لوٹ وتاراج کرنے لگے اور آپس مین اونکے ایسا اتفاق تھا کہ ایک سردار کا حکم
سب کے واسطے کافی تھا غرض جو طائفہ صوبۂ پیچیلی کے ویران کرنے مین مشغول تھا
دفعۃً اونھون نے فغفور کے دولتخانے پر حملہ کیا اور اگر اوسوقت شاہزادۂ عالی تبار جواب
فغفور ہی اور چند نمکخوار جان نثاری پر موجود نہوتے اور فغفور کے تن اور ڈاکو کے
آہن کے درمیان اپنی جان کو نڈالدیتے تو میان کیا کنیگ کے نامۂ اعمال کے نیچے
اوسی روز تمام شد لکھا جاتا غرض چند شخصون کی بہادری علی الخصوص ولیعہد کی
دلیری نے بچالیا اور فغفور نے سبکو جاگیر اور منصب دیا اور اوس شاہزادے کو
ولیعہد فرمایا اور باپ کا قائم مقام وہی ہوا چنانچہ اسوقت تخت پر وہی موجود
ہی القصہ جب مفسدون کے ہاتھہ فغفور نہ آیا اور قضیہ بالعکس ہوگیا بلوا جو اونکے

باعث سے ہونے والا تھا موقوف رہا اور چند ڈکیتون کی گرفتاری جب ہوئی اور جانکنی
سے تفتیش کی گئی تو اقربا، پادشاہ سے دو شخص پر سازش ثابت ہوئی اور اونکی ہلاکت
جس طور سے وقوع مین آئی اور دوسرے سرکشون کی جو نوبت کی گئی اوسکی بیان سے
چونکہ یہی حاصل ہوویگا کہ اہل دُرد کو صدمہ پوہنچے کا اس لحاظ سے ناگفتہ بہ ہے سنہ ۱۸۱۷ عیسوی
مین ایسی قحط سالی ہوئی کہ اناج کی صورت مفقود ہو گئی اور ہر چند فغفور نے بعض شہنشاہ قدیم
کے موافق گریہ وزاری و روزہ و نماز اختیار کیا اور اپنے بیٹون اور وزیرون کو ہر بتخانون
مین منت مانی اور زاری کرنے کو بھیجا لیکن مراد بد نہاد کی درگاہ حق سبحانہ تعالی سے
کب ملتی ہے جو اوس اندہی کافر کو بتہرون سی حاصل ہوئی غرض جب خداوند کریم کی مرضی ہوئی اور
سزا اوسکی بندون کو مل چکی وہ بات آپ سے آپ مٹ گئی چند روز کے بعد ین نان اور
سی چوئین کے صوبون مین ایسا بلوا ہوا کہ فغفور کا کوئی سپہ سالار سرکشون سے عہدہ برا
نہو سکا آخرش زرپاشی سے فتنہ بڑھنے نپایا حاصل کلام جب تک کہ وہ کم بخت جیا ایک نہ
ایک فساد ہمیشہ رہا اور عجب طرح کا مدبیر اتہا کہ رنج و محن اپنے ساتھہ لایا اور برابر اپنے ہمسائیہ قوم خصال
سے متعلق رکھا اور جب مر گیا امن ہوا سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مین اوسنے انتقال کیا اور ولی عہد ملقب بہ
تاوکوانگ کے تخت پر بیٹھا اور چونکہ ہنوز وہ زندہ ہے زیادہ حال اوسکا معلوم نہین کیونکہ
دستور ہے کہ ختا کی بادشاہون کا احوال تصریح کے ساتھہ اونکی حیات مین نہین معلوم
ہوتا اگرچہ کچھہ کہ ایک نہ ایک ذریعہ سے راقم نے بہم پوہنچایا ہی خصوص جو کہ اوس لڑائی
کی جہت سے ظاہر ہوا جو سرکار انگریز سے سنہ ۱۸۴۰ عیسوی مین شروع ہوئی جسکا بیان
دوسرے دفتر مین مندرج ہی اوس سے اسی قدر معلوم ہے کہ اس فغفور کے چند روز
تخت نشین ہونے کے بعد بخارا کے خرد مین جسکو کینگ لنگ نے فتح کر کے داخل و شامل
سلطنت کیا تھا بلوا ہی عام ہوا اور کئی برس کے بعد باغیون پر فتح کامل ہوئی اور پھر
صلح ہوئی یہی قوم سیاوسی کوہستانیون سے کہ جسکا حال تیسرے دفتر مین پایا جاویگا

دفعةً پہاڑون سے اُتر کے ایسی یورش کی کہ چار شہر ختائی پر دخلیاب ہوی تب
کان ٹمان کے صوبہ دار کو حکم ملا کہ جاوے اور سرکشون کو نیست و نابود کرے غرض
ختائی لشکر مقابلے مین فتح مند ہوا اور ناظم معزول و ذلیل کیا گیا بعد اوسکے صوبہ دار
ہونان نے جو دو ایک لڑائی فتح کی بڑی سرفرازی اوسے ہوئی غرض تا اینہمہ کوہستانیون
نے لوٹ و تاراج اور خون ریزی کرکے ختائیون کو سخت عاجز کیا اور یہہ حال دیکھکر
فغفور نے زرپاشی کرکے اون لوگون سے صلح کی سنہ ۱۸۳۸ عیسوی مین یہہ بات وقوع
مین آئی اور فغفور نے اوسکو فتح اور باغیون کی پائمالی قرار دی حالانکہ اگر اون لوگون
سے بندوبست روپیہ دیکر نکیا جاتا اور انگریز کی لڑائی کے وقت یہہ کوہستانی بغاوت
مین مستقل رہتے تو بڑا پیچ پڑتا اور دونون طرف کے حملون مین تخت فغفوری اولٹ جاتا
غرض خیر ہوئی کہ اوس طرف فتنہ کی آگ پہلے بجھ چکی ہتی تب اوائل سنہ ۱۸۴۰ مین جنگ
درمیان ممالک چین اور انگلستان کے شروع ہوئی جسکا حال آگے کہینگے انشاء اللہ تعالی

دفتر اول جلد دوم تمام ہوا

دفتر دوم جلد دوم تاریخ ممالک چین



جس طرح سے اور بہت سے امرون مین ختا کے دستور اور ملکون کی رسم سے علحدہ ہین تجارت کے باب مین بھی علی ہذا القیاس فرق ہے چنانچہ سب جگہہ خصوص فرنگستان مین یہہ رواج قدیم سے ہی کہ جس ملک کی جو چیز کثرت سے ہوتی ہے وہ اور ملک کے اوس جنس سے عوض کی جاتی ہے جسکی ضرورت اپنے یہان عدم تولید یا قلت پیدایش کے سبب سے پیش آتی ہے اس رسم سے طرفین کو فائدے بہت حاصل ہین اور اجناس کے مبادلے اور عوض و معاوضے کو خداوند تعالی نے ذریعہ اقوام انسان کے آپسکی موافقت کا قرار دیا ہے اگرچہ اس طرح کے سابقے مین کچھہ نقصان بھی متصور ہے کیونکہ ہر امر دنیوی مین رنج و راحت اور ضرر و نفع کا ساتھہ نہین چھوٹتا غرض وہ خسارہ ایسا نہین ہے کہ اوسکے بچنے کے واسطے تجارت کے فائدے ہاتھہ سے جاوین چنانچہ ہر ملکیون سے دوستی اور راہ و رسم کا ہونا اور ہر جگہہ کی بہتر باتون کا اخذ کرنا ذریعہ انسانیت حاصل کرنے کا ہے اور چونکہ غایت آدمیت کی یہی ہے کہ ہر طرح کے فضائل کا کسب کیا جاوے یہہ دستور ختا کا یعنے کہ سواے اپنی قوم کے کسی سے راہ و رسم بوسیلہ تجارت نہ پیدا کی جاوے بیشک برا ہے اور ظاہرا وجہ اس ممانعت کی یہی ہے کہ غیرون کو کسی طرح سے اپنے ملک مین دخل دینا موجب قباحت کا ہوسکتا ہے یہہ خوف

افراط تأمل اندیشی سے پیدا ہے اور چونکہ افراط نیکی کی بھی بد ہے یہہ زیادتی ختائی حکما کی خیراندیشی کی متبدل ساتھہ اپنے ہی نقصان کے واقع ہوئی ہے بادی النظر مین یہہ تأمل اندیشی بہتر معلوم ہوتی ہے لیکن غور کرنے سے ویسی ہی خامی عقل کی اسمین پائی جاتی ہے جیسا کہ اوس شخص کے طریق مین جو شب کے آرام کرنے مین خوف کرکے کہے کہ ایسا نہو کہ اسی خواب مین بستر مرگ پہ آرام کرون نہیں کہ سر تکیے پر ندھرون اور اس راحت سے باز آؤن اور کسیکا حال سنتے ہی کہ راستے مین ٹھوکر کھاکے جو گرا اور ویسے ہی رہگیا تو فوراً بیٹھہ جاوے اور کہے کہ مین ہرگز قدم اوٹھانے کا نہین دیکھو فلانا راہ چلتے مرگیا اگرچہ مشابہت ایک عظیم الشان سلطنت اور ایک مرد خام خیال کی حقیقت کے درمیان بادی النظر مین درست نہین لیکن حکیم کی آنکھہ مین ایسا فرق نہین ہے جیسا کہ ظاہر مین لوگون کو معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ملک وہی شئی ہے جس مین بہت سے شخص ایک جا جمع ہوتے اور ایک وضع کی راہ و رسم پر چلتے ہین اور چونکہ دستورات مروجہ ہر دیار نوع انسان کے مقاصد اور عادات و حرکات پر مبنی ہوتے ہین تو اکثر یوہین ہوتا ہے کہ جو امور خلاف عقل کے کسی فرد انسانی مین ملاحظہ ہونگے وہی سب ملک کے لیے بھی باعتبار اوسکے مجمع افراد ہونے کے نامناسب سمجھے جائینگے اور اسی جہت سے تہذیب نفس کو حکمانے بنیاد تدبیر منازل اور حکمت سیاست مدن قرار دیا ہے غرض اس تقریر کے طول مین بڑی وسعت ہے لیکن اتنا ہی مختصر کرنا چاہیے کہ جیسی حماقت اوس شخص کے خوف مین پائی جاتی ہے جسکا حال تمثیلاً بیان ہوا ویسی ہی بے وقوفی اس خوف سے بھی ظاہر ہے کہ اگر اغیار سے دوستی کی جاوے تو ایسا نہو کہ دشمن ہوکر ملک چھین لیوے الغرض اغیار کو اپنے ملک مین آنے نہ دینے اور حرکات ناشایستہ سے اونکی ہمیشہ کی آمد و رفت کو ناگوار کرنے کے لیے ختائی ایسی پوچ اور چھوٹی حرکتین کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص انکے تمام حالات سے آگاہ نہووے اور فقط اونھین حرکتون کا احوال سنے تو یہہ سمجھے کہ پردۂ زمین پر انسے زیادہ بد اور ناآشنا اور بیرحم اور تلون طبع کوئی نہین ہے اور چونکہ اہل فرنگ کی گولہ اندازی سے نہایت خائف ہین تو یہہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہین کہ تجارت کے وسیلے سے ملک چھین لیوین

اور چونکہ ہم ہندوستان کی تاریخ سے واقف نہین ہین باعتبار ظاہر کہتے ہین کہ ہند کی طرح چین کو بھی انگریز تجارت کے ذریعے سے قبضہ کر لیوینگے حالانکہ اگر حقیقت حال سے واقف ہوتے تو بخوبی دیکھتے کہ پلاسی کی لڑائی سے جسمین لارڈ کلیو بہادر نے نواب بنگالہ سراج الدولہ بدکردار خونخوار پر فتح پائی تا بجنگ گجرات جو ۱۸۴۹ء مین واقع ہوئی اور جسکے سبب سے پنجاب کا ملک سلطنت انگریزی مین داخل کیا گیا ایک لڑائی ایسی اتنے عرصے مین نہین ہوئی ہے جسکے سبب سے انگریزون پر اعتراض تاخت یا یورش یا قصد و ارادہ غصب ملک کا وارد ہو سکتا ہے الغرض ان امرون سے لاعلمی نے ختائیون کے ذہن مین اس خیال خام کو پیدا کیا اور اوسیکے باعث وہ جنگ ہوئی جسکا عہدنامہ شہر نانکین مین لکھا گیا غرض قبل اسکا احوال لکھنے کے مناسب ہے کہ اور اقوام فرنگ سے جو تجارت اہل ختا سے ہوئی ہے معرض تحریر مین آوے * پرتگیز قوم فرنگستانی سنہ ۱۴۹۶ مسیحی مین افریقیہ کی طرف سے سمندر کو طے کر کے جزیرۂ ملابار مین پونہچے اور جب بندر ملاکا اونکے ہاتھ آیا اور کئی ختائی جہاز کو وہان تجارت کرتے اونھون نے دیکھا دل اونکا چاہا کہ ملک ختا مین جسکا حال کچھ سنا گیا تھا وہان جایئے اور تجارت کیجیے تب ایک شخص بنام ایرافیل پیریز ٹرآلو سنہ ۱۵۱۶ مین ختا کی سرحد پر آیا اور جب اوسنے مال بھی اپنا خاطر خواہ بیچا اور راہ گھاٹ دریافت کیا اور جو کچھ دیکھنے بھالنے کا تھا دیکھ بھال لیا وہ پھرا اور جب اپنے گروہ مین آیا سارا احوال سنا کر اون سب کو تعجب مین ڈالا فوراً طمع کی آگ بھڑکی اور آٹھ جہاز اور سپاہ اور کئی ذی رتبہ شخصون کو اونھون نے بھیجا کہ عہد و پیمان ختائیون سے کرین اور تجارت کی بنا ڈالین جب پونہچے پہلے کچھ فساد ہونے والا تھا اور ختائیون نے قصد اون سبھون کے مار ڈالنے کا کیا لیکن پرتگیزون نے روپیہ صرف کیا اور کدورت کی گرد کو زر پاشی کے آب سے دبا دیا غرض اسیطرح کا طور بہت دن تک رہا کہ ختائی سب جب اونکے معاملے کو بگاڑنے پر مستعد ہوتے تھے وہ لوگ روپے کی مدد سے بنا لیتے تھے آخرکار جون ہی انکی مقصد برآنے کو تھی اور پیچین تک پیریز ٹرآلو پونہچا تھا کہ قضارا گردگار ملاکے کا بادشاہ

فغفور کے حضور مین آیا اور ہدیہ اور تحفہ پیش گیا اور اپنے کو رعیت قرار دے کر نالش کی کہ اہل پرتگیز
نے اوسکو بے تاج وتخت کیا اور ملک چھین لیا اس خبر کے سنتے ہی فغفور برہم ہوا اور وکیل
پرتگیز کو دار السلطنت سے ساتھ ذلت کے نکال دیا بلکہ کہتے ہین کہ کانٹان کی طرف قید شدید
مین ڈال کے روانہ کیا اور اوسکی معرفت پرتگیزون کو کہلا بھیجا کہ اگر تم سب فرمان پاتے ہی
ملاکے کا ملک خالی نہین کردوگے تم سبھون پر غضب نازل ہوگا جب تک کہ یہہ یہان تو پہنچے
پرتگیز سب جو جہاز پر تھے اور ختائیون سے جو بگڑی تو خوب ہی لڑائی اور خون ریزی ہوئی اسکی
خبر جب پہنچی تو وکیل اور اوسکے ساتھی سب مارے گئے دوسرے سال جب پرتگیزون کے
اور جہاز آئے ختائیون نے بہت سے جڑہندارون کو شب خون مارا اور اوسکے بعد تجارت
کی راہ چندے مسدود رہی لیکن چونکہ سرکار ختا اور علی الخصوص صوبہ دار کانٹان کو فائدہ عظیم پرتگیزون
کی تجارت سے تھا اس لیے جب وہ سب پھر اوس امید سے آئے گوانک کینگ ایک
مانڈرین نے بہت سی رشوت لی اور صوبہ دار سے اجازت تجارت کی دلوائی اوسیوقت مکاؤ
کے شہر کی بنیاد پڑی چند دن مین اس جگہہ کی صورت بدل گئی لیکن چینگ چو اور نینگ پو
مین جو اونکی کوٹھیان تجارت کی تھین اونکو ختائیون نے بند کردیا اور پرتگیزون کو وہان سے نکال
باہر کیا اور باعث اوسکا یہہ تھا کہ جب ختائی اونکو ستاتے تھے پرتگیز جھنجلاتے تھے اور چونکہ صاحب
ظرف نہ تھے کیونکہ پرتگیز کے جتنے چور چکار بھگیڑو راندہ درگاہ تھے سب جہازون پر یہان آتے
اور زیادتیان کرتے تھے اور مآل اندیشی چونکہ نتھی ذری سی بات مین لڑ پڑتے تھے بعضے مورخون
نے ختائیون کو برا بھلا بہت سا کچھہ کہا ہے کہ یہہ سب انگریزون کے ساتھہ خواہ مخواہ بھی بغض
رکھتے ہین فی الواقع یہہ درست ہے اور راقم بھی اسی باب مین نفرین کرتا ہے لیکن اگر بنظر عدالت
غور کیجیے کہ پہلے قوم فرنگستانیون کی جس سے سابقہ انسے ہوا اوسنے کیا سلوک کیا تو انصافاً
یہی کہنا ہوگا کہ اونکے دل مین جب وہ بات پڑی ویسی ہی رہگئی اور پرتگیزون کی بدولت ختائیون
نے سب فرنگیون کو بد سمجھا القصہ سوا مکاؤ کے کسی جگہہ پر رہنے اور سوا کانٹان کے کہین پر

تجارت کے لیے جانے نہین پاتے تھے اور مکاؤ مین بھی اونکو ختائی سب چین سے رہنے
نہین دیتے تھے اور ڈانڈا اور جربانہ اور رشوت و پیشکش لیتے لیتے اور گالیان اور دھمکی سناتے
سناتے دم ناک پر اوتنا نہین جتنا کان پر اونکے لاتے تھے اور پرتگیز ہی تھے کہ اونھون نے
یہہ سب ذلتین اوٹھائین اور فائدے کے تصور مین برداشت کین کیونکہ سوائے ختا کی سوداگری
کے جاپان کے جزیرے مین انکی ایسی خرید و فروخت تھی کہ سال بھر مین سوداگر امیر ہو جاتا تھا اس
جہت سے زیادہ لالچ پرتگیزون کو تھا کہ مکاؤ مین رہیے اور ختائیون کی صلواتین سنیے اور باپ مان
کی گالی سمجھکر تجارت کیجیے لیکن جب سنہ ۱۶۱۴ مسیحی مین جاپان کے بادشاہ نے عیسائی مذہب والون
پر جہاد کیا اور اوس ملت کے بہت سے آدمیون کو مارا اور باقی کو نکال دیا اور اونکا دوبارہ آنا منع
کیا پرتگیزون کی تجارت بہت کم اور مدھم ہو گئی اس عرصے مین ولندیزا ور پرتگیزون سے فرنگستان
مین ایسی بگڑی کہ ولندیز جو ہندوستان مین تجارت مین مشغول اور نہایت قوی تھے اونھون نے
پرتگیزون کی تمام املاک چھین لینے اور تجارت کو بند کرنے کا قصد کیا اور پندرہ جہاز لیکر مکاؤ کو
فتح کرنے کو آئے لیکن جلدی اور بے تدبیری ایسی اونھون نے کی کہ شکست کھائی غرض
کانٹان مین دو چار جہاز نے جاکر تجارت شروع کی اور اونکے ساتھ چونکہ چند جہاز انگریز کے
بھی تھے پرتگیزون کی تجارت مین اور بھی کمی آئی + جسوقت کان ہی فغفور ہوا فوکینگ
کے صوبے مین ڈکیتون نے بہت تنگ کیا اوسوقت مکاؤ قریب تھا کہ ویران ہو جاوے
کیونکہ فرمان یہہ جاری ہوا کہ کوئی شخص سمندر کے کنارے نرہے اور اپنا گھر دوارہ اوجاڑ ڈالے
اور کنارے سے فاصلے پر آباد کرے جیسا کہ اسی جلد کے صفحہ ۹۵ مین بیان ہوا ہے
تب ایک عیسائی پادری نے التجا کرکے مکاؤ کو اوس فرمان سے خارج کروایا + سنہ ۱۸۰۹
مین پرتگیزون نے چھہ جنگی جہاز اپنی طرف سے فغفور کی بحر مین داخل اور سمندری ڈکیتون کو
نیست و نابود کیا اور اس مدد کے لیے اسی ہزار ٹیل اونکو ملی لیکن علاوہ اسکے جو اقرار کیا
تھا ظہور مین نہ آیا القصہ اسیطور پرتگیزون نے ختائیون سے تجارت کی اور اب سوائے مکاؤ

کے کانتان مین بھی اونکی کوٹھیان ہین لیکن تجارت اونکی برلے نام ہے اور فغفور سے
ایسے خایف ہین کہ حال ہین جب لڑائی درمیان انگریزاور ختائی کے ہوی کانتان کے
ناظم نے حاکم مکاؤ کو حکم دیا کہ انگریزون کو اپنی حد حکومت مین رہنے ندے چنانچہ اوس نے مطابق
اوسکے جمیع اہل انگلستان کو رخصت کیا فقط +

دوسرا باب

سنہ ۱۶۰۲ مسیحی مین ولندیز کی قوم کو بڑا اوج ہوا یہان تک کہ انگلستان سے جب لڑائی ہوئی انہون
نے ہر جنگ جہازی مین اس بہادری اور تدبیر کے ساتھہ لڑائی کی کہ شکست اگرچہ ہمیشہ کھائی لیکن
خود دشمنون نے اونکی تعریف کی غرض یہہ لوگ جب اسپانیول کی اطاعت سے گردن کش اور
خود مختار ہوے انکے سوداگرون کو ضرورت ہوئی کہ اسپانیول کے بندرون سے تجارت
موقوف کیجیے اور غیر ملکون کیطرف جایئے اوسوقت ایک شخص بنام ہٹ مان انکے یہان تھا اور
چونکہ اوسنے پرتگیزون کی نوکری کی تھی اور ملک مشرق اور بحر مشرق کی تجارت سے آگاہ تھا چند جہاز
اوسکے سپرد کیے گئے اور اوسنے مشرق کے ٹاپوون مین آنکر خوب تجارت کی اور جاپان کے
جزیرے پر شہر بانتم مین کوٹھی بنائی اوسکے بعد جب ولندیز ہندوستان مین پونہچے اونھون
نے سنہ ۱۶۰۶ مسیحی مین تین جہاز ختا مین تجارت کے لیے بھیجے غرض ولندیز کے موی میگون اور
چشم ازرق دیکھکر ختائی گھبرائے اور لوگون سے پوچھا کہ یہہ غول کہانسے آئے تب پرتگیزون نے
شوشہ چھوڑا کہ یہہ وحشی بانی ڈکیت ہین چنانچہ لفظ ولندیز اور ڈکیت کو مترادف المعنی سمجھا چاہیے اور
اونکے ساتھہ کاروبار کرنا اور لوٹا جانا لازم و ملزوم ہے یہہ سنکر ختائیون نے اونکے جہازون کو
پھیر دیا غرض سنہ ۱۶۲۲ سال مین جب ولندیز کی بنیاد ہندوستان مین مضبوط ہوئی ایک بحرا اونھون نے
ختا کی طرف روانہ کی اور حکم دیا کہ اگر تجارت کرنیکی اجازت میٹھے منہ سے ملے تو خیر ورنہ جس طرح بنے
اس امر کو انجام کو پونہچاؤ اوسی دفعہ یہہ آئے اور پرتگیزون سے خواہ مخواہ لڑے اور شکست کھاکر پھرے
جسکا حال باب سابق مین مذکور ہوا ہے غرض جب یہان سے مایوس پھرے تو پینگھو کے جزیرے

کی طرف گئے جو فوکیننگ اور فارموسا کے درمیان واقع ہے اور قصد وہان اپنی تجارت گاہ
بنانے کا رکھتے تھے اور بیشک یہ بات سہلاً حاصل ہوتی اگر ختائی ہر وقت انکو نہ ستاتے القصہ بہت
خون وخرابی کے بعد یہ سب ایک جگہ پر قائم ہوے اور ختائیون سے بدلہ لینے لگے اور
جتنے جہاز اونکے ولندیز کی بستی کے سامنے سے گذر کرتے تھے پکڑے جاتے تھے اور جو کچھ جنس
مال نکلتا ولندیز لوٹ لیتے تھے اور آدمیون کو جبر او قہراً غلام بناتے تھے بعد چندے فارموسا
کے جزیرے کو بھی اونھون نے دخل کیا اور ایک قلعہ بنام ذی لان ڈیا بنایا اور چونکہ کوئی چھبیس
کوس چین سے اور ایک سے پچانوے کوس جاپان سے یہ جگہ واقع تھی تجارت یہان رفتہ رفتہ
چمکی اور ولندیز کے سوداگرون کی ترقی ہوئی کیونکہ ختائی تاجر وہان جانے اور خرید فروخت کرنے
لگے اور روز بروز ہر جگہ کے بُرے بھلے فلک کی چکی کے دلے دانہ پانی کی تلاش مین یہان
آنکر بود وباش اختیار جو کرنے لگے ذی لان ڈیا کا شہر وسیع ہوا مگر قلعے کو تنگی حاصل ہوئی کیون کہ
بے مرمت رہا اور ولندیزون نے ختائیون اور جزیرے کے اصلی باشندون کو تغیر اور بیجرأت و
حوصلہ سمجھکر روپیہ پیدا کرنے کے دھن مین مشغول رہے اور پشتے قلعے کے جسطرح گرے ویسیہی رہنے
دیے اس عرصے مین قوم تاتار نے ختا کے ملک پر یورش کی اور مملکت اونکے ہاتھ آئی اور ہر جگہ
خاطر خواہ ثروت حاصل جو ہوئی تو ایک ذری قوم ختائی بنام چینگچی لنگ نوکر ولندیز کا اوس نے
کیا کام کیا کہ سوئی دہر او تیلو اریکڑکے تاگا چھوڑ سلسلہ بہادرون کا تھا نباا ور جتنے ہمقوم اپنے اوس
قلعہ مین ملے اونھین قبای بہادری اوسنے پہنائی اور تاتار کے نام کی دشمنی کی سوگند کھلا جہازون
پر سوار کیا اور تاتار کی بحرون کو لوٹتا چلا چنانچہ اسکا حال اسی جلد کی صفحہ ۱۵۲ مین مندرج ہے
اوسکے بیٹے کاک زنگا نے بعد اوسکے ولندیز کو محاصرہ کیا چنانچہ بہت سی لڑائیان ہوئین
اور ایک مین کاک زنگا مارا گیا غرض آخر کار اوسکے بیٹے نے ان لوگون کو فارموسا
سے نکال کر باہر کیا القصہ اسیطرح سے ولندیز عرصے تک جو بے خانمان رہے کا نتان کی
تجارت نکر سکے لیکن سنہ ۱۶۶۲ء مین اونکو بعد بڑی کوشش اور خرچ کے وہان کوٹھی بنانے

کی اجازت ملی وہ سب جگہ چھوڑ کر فقط وہین پر تجارت کرنے لگے اور انکی خرید و فروخت خوب چمکی اس لیے کہ ولندیز کے برابر کوئی فرنگستانی قوم سوداگری مین فی الواقعی اور جفاکشی کم کرتی ہی غرض جب نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس نے ولندیز کے ملک کو سنہ ۱۸۱۰ مسیحی مین چھین لیا اور مملکت فرانس مین بطور صوبہ مفتوحہ کے داخل کیا تب ولندیز کی سوداگری کا نشان کے شہر مین چند روز موقوف ہی اور جب پھر امن و امان ہوا اونھون نے ختا کی تجارت کا سامان کیا اور چند جہاز بھیجے مگر گیا وقت پھر اونکے ہاتھ نہ آیا اور تجارت اونکی مدھم جو ہوئی ویسی ہی رہگئی اور اب برائے نام ہے غرض اونسے اور ختائیون سے پھر کبھی نہ بگڑی اور سبب اوسکا یہ ہی ہے کہ ہر طرح کی ذلت اونھون نے گوارا کی فقط ۔

تیسرا باب

بیان مین تجارت درمیان اہل روس و اہل ختا کے

ایام قدیم سے رسم تجارت کی درمیان ان دو ملکون کے اکثر اوقات قائم رہی ہے اور سنہ ۱۶✱ کے قبل یہہ طور تھا کہ روس کے سوداگرن کے قافلے دار الامارۃ پیچین تک آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے اور پوستین اور اکثر جانورن کے چمڑے اور چیزین لے آتے اور ریشم کے تھان اور چاے وغیرہ سے عوض کرتے تھے غرض اوسی سال مین لڑائی دونون ملکون مین سرحد وسوانہ کی تکرار سے جب شروع ہوئی تجارت موقوف ہوگئی اس جنگ کی بنا یون پڑی کہ جب مانچو تاتار کا دور ختا مین ہوا ایک شخص بہادر قسمت آزما سپاہی بیچے نے سنہ ۱۶۵۵ مسیحی مین وحشی✱ سیبیریا کے باشندون کو بوسیلہ اپنی فوج کے جس مین ہر ملک خصوص روس کے جلے تن سپاہی✱ لوٹ کے بھوکے خون کے پیاسے شامل تھے فتح کیا اور اسیطرح سے رفتہ رفتہ تیس برس کے عرصے مین سرحدین ممالک چین اور مملکت روس کی یہانتک قریب پہنچین کہ سوانے کی تکرار شروع ہوئین غرض دریاے ساگھیلن کے دہانے مین جو دو قلعے روس کے تھے اون مین سے ایک کو جب ختائیون نے محاصرہ کیا شکست کھائی لیکن دوسریکو فتح کرکے جتنے قلعے

اہل روس کے جو آمور کے دریا پر واقع تھے سب کو سر کر کے تمام اہل قلعہ کو ختائیون نے
قید کیا اور پیچین مین بھیجدیا آخر کو سفیر روس فتح تکرار سرحد کے لیے بھیجا گیا اور فغفور کان ہی نے
دو عیسائی پادریون کو فوج کے ساتھہ گفتگو کرنے کے لیے سنہ ۱۶۸۹ مین بھیجا کہ دریاے
کربیچی اور وہ قطار پہاڑون کی جو وہان سے بحر مشرق تک واقع ہے دونون ملکون
کی سرحدین مقرر ہون اور اوسکے جنوب کے املاک متعلق چین اور شمال کے قلمرو روس
سی سمجھی جائین سوای اسکے کئی اور شرطین دوستی بڑھانے اور آپس کی راہ و رسم کی سہولت
بخشنے کے لیے کین بعد اسکے پھر تجارت دستور کے موافق شروع ہوئی ٭
سنہ ۱۶۹۲ مسیحی مین شہنشاہ روس جسکا نام پیٹر اور فغفور کان ہی کا ہمعصر تھا جس نے
روس کے ملک کی بہبودی کی بنا ڈالی اور جسکی تعریف لکھنے کے لیے داستان طویل
چاہیے اوسنے فغفور کے پاس سفیر بھیجا تاکہ روسیون کو تجارت کرنے مین سہولت ہو
لیکن ختائی ایسے چالاک ہین کہ اونھون نے جب دیکھا کہ صرف سمور کی خواہش سے جو اونکی
پوشاک کے لیے چاہیے روسیون سے تجارت رکھنے کی حاجت ہوتی ہے اونھون نے
اقوام مغل کو اشارہ کر دیا کہ اوس چیز کی تلاش اپنے دشت مین ایسی کرین کہ وہ حاجت باقی
نرہے غرض اسطرح سے مصرف کے موافق حاصل ہونے کی امید جب نہ رہی راہ تجارت کی
بند ہوئی و الا مسدود ہو جاتی کیونکہ یہہ لوگ اغیار کو ملک مین کسی بہانے سے آنے دینے مین
نہایت ناراض ہین ٭ سنہ ۱۷۱۹ مین دوبارہ اوسی شہنشاہ روس نے سفیر بھیجا اور وہ پیچین مین مقیم ہوا
لیکن دو برس تک ختائیون نے روس کے تاجرون کو یہانتک ستایا اور ذلیل کیا کہ اوس سفیر نے آخر کو
اپنے خاوند کیطرف سے ختائی وزیر اعظم کو سب حال سے مطلع کیا اور وہ جب نہایت کم التفاتی
سے پیش آیا بلکہ کہنے لگا کہ تم سب آج کی تاریخ سے یہان آنے نپاؤ گے اگر ضرورت تجارت
کی ہے تو آیندہ دو شہرون مین جو سرحد پر واقع ہین تم لوگ آیا کرو اور ہمارے ملک کے تاجر
وہین جاوینگے تب سفیر روس نے اپنے پادشاہ کو سارا ماجرا لکھہ بھیجا اور ختائیون کے تکبر

اور کج خلقی کا حال سنکر بیٹر بگڑا اور قصد جنگ کرنے کا کیا لیکن اسی عرصے مین فغفور کا انتقال ہوا
اگر چھوٹی طبیعت کا کوئی بادشاہ ہوتا تو اوسوقت کہ ملک چین چندے گویا بے سر ہو رہا تھا نہایت
بہتر موقع لڑائی کا سمجھتا لیکن وہ عالی منش ایام غم کے آخر ہوجانے تک اپنے قصد سے باز رہا اسی
عرصے مین خود ہی مرگیا اور بات ویسی ہی رہگئی غرض سنہ ۱۷۲۷ء مین عہد و پیمان دونون ملکون مین
دوبارہ ہوا اوسکی پانچوین شرطیہ تھی کہ چھہ طالب العلم اہل روس ہمیشہ پیکین مین واسطے تحصیل ختائی زبان کے
رہین اور ایک گرجا اونکے مذہب کا اونکی عبادت کے لیے دار الامارۃ مین بنے + یہ طور سنہ ۱۷۳۷ء
تک رہا جب قریب تھا کہ پھر لڑائی ہووے لیکن کسی سبب سے موقوف رہی اور ملکہ روس کا تھیرین نے
جب دیکھا کہ ختائی دوسرے کسی امر سے بجز روسیون کے پیکین مین جانے کے راضی نہین ہین اوسنے
حکم دیا کہ اوسکے ملک کے سوداگرونکی فرودگاہ شہر کے آس پاس کنارے واقع سرحد تاتار مقرر ہووے
الغرض اوسی کے مطابق جب روس سے مال آتا ہے وہین اوترتا ہے اور ختائیون کا مال اوس
شہر مین جسکا نام میماچین ہے ٹھہرتا ہے لیکن سابق کیطرح زیادہ تر دقت روسیون کو اسمین ہوتی ہے
غرض بجز اسکے کچھہ چارہ نہین کیونکہ جب سنہ ۱۸۰۶ مین اونھون نے کئی جہاز کانٹان مین بھیجے فغفور نے انکو
وہان رہنے ندیا بلکہ عتاب فرمایا کہ ایک راہ سے تمھارے ہمارے درمیان تجارت کا کاروبار ہے پھر
دوسری راہ سے کیا سبب تمھارے آنے کا ہوا الغرض آجکل دونون ملکونمین تجارت کا بازار گرم ہے چنانچہ
سنہ ۱۸۴۵ مین قریب دو کرور سولہ لاکھہ روپئے کی چیزون کی خرید فروخت آپس مین ہوئی +

چوتھا باب

بیان مین تجارت درمیان اہل فرانس و ختائیون کے

تاریخ ختا سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۵ مین فرانس کے جہاز کانٹان مین آئے لیکن سلامی کی
توپین جو اونھون نے چھوڑین ختائیون نے اونکو قیام کرنے ندیا چنانچہ کسی اہل ظرافت نے
کھلا بھیجا کہ جب ہنسی اور خوشی سے اتنا غل کرسکتے ہو تو معلوم نہین کہ خفا ہونے سے کیا کروگے
اوسوقت تو یہ رخصت کیے گئے لیکن چندے بعد فرانس کے بادشاہ نے آمد و شد

ختاین کی اور بعض اون مین سے فغفورون کے یہان علم ہئیت و ہندسہ کے باعث بڑے بڑے
عہدون سے سرفراز ہوے لیکن تجارت کا امر ہرگز اونکے درمیان کبھی نہین آیا اس سبب سے
اہل فرانس ختائیون کی آنکھون مین بہت ذی رتبہ ہین کیونکہ چین مین سوداگر کو لوگ محض ناکس سمجھتے ہین
اور یہہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ تمام اقوام فرنگ سے صرف فرانسیس شریف ہین اور باقی سب بنئے چنانچہ قبل
سنہ ۱۸۴۲ کی لڑائی کے عملہ سرکار کمپنی بہادر کے ساتھہ ختائی مانڈرین برابر کی ملاقات نہین کرتے
تھے بلکہ جس خط مین عرضی کا لفظ لکھا نہین رہتا تھا اوسکی طرف مطلق ملتفت نہین ہوتے تھے؛
چونکہ تجارت کا باب کھلا رہنا ہر ملک کے حق مین مفید ہی جیسا کہ بدن انسان کی صحت کے لیے واجب ہی کہ
اوسکی تمام حاجتین غذا وغیرہ کی رفع کیجاوین ویسا ہی ملک کی بہتری کے لیے ضرور ہی کہ اجناس طبعی و صناعی
کی آمدنی اور رفتنی سے ہر طرح کی حاجت رفع ہووے اس لیے سنہ ۱۸۴۳ مین بعد تمام ہونے لڑائی درمیان
ختائی اور انگریز کے بادشاہ فرانس نے سفیر بھیجا اور عہد و پیمان مین تجارت کا بھی ذکر کردیا اور سب شرطین
اس عہدنامے کی بہت خوبی کی ہین کہ اوسکی رو سے حقیقت ہی کہ چین مین فرانسیسون کی جو قدر ہی
کسیکی نہین ہی چنانچہ دیباچے مین اوسی عہدنامے کے شاہ فرانس کا نام جہان آیا ہی وہی حروف ختائی زبان
کے صرف ہوے ہین جو مخصوص فغفور کی شان کے لیے مستثنی ہین اور اسی سے اہل فرانس کی عزت جو وہ
کرتے ہین ظاہر ہی کیونکہ اپنے شاہنشاہ کو ختائی سارے عالم کے پادشاہون پر ترجیح دیتے ہین غرض
اسکے دستخط ہونے کے وقت بڑی دھوم سے آتشبازی چھوٹی اور توپین سلامی کی داغی گئین اور
روشنیون کی ٹٹیون سے شب کی تاریکی زائل کی گئی اور یہہ بھی دلیل ہی کہ خود ختائیون کو اس امر سے خوشی
حاصل ہوئی اور دوسرے سببون مین سے جو باعث ایسے معقول عہدنامے کے لکھے جانے کے ہوے مقدم
یہہ امر تھا کہ یارون نے فغفور کے کان مین یہہ پھونک دیا کہ اہل امریکا اور انگریز محض خود غرض اور لالچی ہین
اور اہل فرانس ایسے عالی طبیعت ہین کہ صرف دوسرون کی بھلائی ڈھونڈھتے ہین اور تجارت کو کچھہ چیز نہین
جانتے غرض جس حال مین کہ فرانسیس کی تجارت کو ختا مین اس عہدنامے کے باعث سے نہایت
رسائی حاصل ہوئی ہی غالب ہی کہ چند سال مین دونون ملکون کے حق مین انتفاع کثیر ہووے حالانکہ اندنون کچھہ زیادہ نہین ہے

پانچوان باب

بیان مین تجارت درمیان اہل امریکا اور ختائیون کے

تجارت ان لوگونکے درمیان سنہ ۱۷۸۴ عیسوی مین شروع ہوئی چنانچہ اوسی سال مین امریکا سے ایک جہاز کانٹان مین آیا اور جب نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانسیس کے عہد مین ولندیز کے جہازون کو ختا مین آنے کی ممانعت تھی امریکا کے سوداگر سب چیز اونکے ملک مین پہنچایا کرتے تھے اور چونکہ اوسوقت اہل امریکا کی سلطنت نوعی نئی تھی اور انگلستان کی اطاعت اونھون نے چھوڑ دی تھی اون لوگون نے بہت چاہا کہ انگریز کی تجارت ختا مین بند ہوجاوے تاکہ اس ذریعے سے انگلش کو ضرر پہنچے اور اس ارادے سے چالین اسی وضع کی اونھون نے نکالین کہ انگریز کو بالکل مات کیجیے مگر بازی اونھین کی گھٹ گئی ۔ سنہ ۱۸۲۱ مین امریکا کی ایک خلاصی گورے پر تہمت یہہ دیگئی کہ اوسنے ایک ختائی عورت کو عمداً مار ڈالا حالانکہ اتفاق سے اوسنے جہاز پر سے ہانڈی جو پھینک دی تو اوس عورت کی کھوپڑی پھوٹ گئی اس امر کو بہانہ قرار دیکر صوبہ دار کانٹان نے اون لوگونکی تجارت کو بند کر دیا اور جب تک وہ بیچارا گورا اونکے حوالہ نکیا گیا اور اونھون نے برائے نام تحقیقات کرکے اوسکو گلا گھونٹکے مار نڈالا باب تجارت کا بند رہا ۔ سنہ ۱۸۴۴ عیسوی مین عہدنامہ چوبیس شرطون کا درمیان سلطنت ختا اور اہل امریکا کے عمل مین آیا خلاصہ اوسکا یہہ ہی کہ اون پانچ بندرون مین جہان انگریز کو اجازت تجارت کرنیکی ملی ہی اونکو بھی دیجاوے اور محصول معمولی سے زیادہ اون سے نلیا جاوے غرض کئی باتین جو فرانسیس کے عہدنامے مین مخصوص اونکے فائدے اور عزت کے لیے داخل ہین آمین درج نہین کی گئین الغرض بجز اہل انگلستان کے جنکی تجارت ساتھ ختائیون کے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اور اسی لیے علیحدہ باب مین لکھا گیا ہی بہی کئی اقوام فرنگستانی ختا مین تجارت کرتے ہین اور ملک تبت اور ماچین اور جزائر لوچو کے ساتھہ جو تجارت ختائیون کی ہی اوسکا بیان ساتھ اونھین ملکون کے احوال کے لکھا ہوا اسی جلد کے تیسرے دفتر مین موجود ہی یہان اوسکی طرف توجہ ضرور نہین اور ختائیون کی جو خاص تجارت آپس مین ہی اوسکا کچھہ شمہ جلد اول کے پہلے دفتر مین شہر کے بیان مین راقم نے درج کیا ہی اور یہان شاید اتنا کہنا بھی فضول ہی کہ ختا کے شہرون مین ایسی دہوم دھام تجارت کی اور کثرت تجار اور جہازون کی ہی کہ اگر تمام دنیا کی خرید و فروخت کو ایک جا جمع کیجیے تو اوسکے برابر تو کیا اغلب ہی

کہ سونے کی زیادتی ختا ہی کی طرف ہیگی اور تین سبب سے یہہ امر سطور پر وقوع مین آیا ہی پہلے یہہ کہ دریا اور نہرونکی کثرت ہی کہ جس شہر کو بلکہ اکثر جس بازار مین سوداگر چاہتا ہی بے تکلف چلا جاتا ہی اور دوسرے یہہ کہ بعض صوبون مین کمیابی طبعی اور صنعی چیزون کی اور بعض مین افراط ہوتی ہی اور جب یہہ ہو خواہ مخواہ لازم ہوا کہ جس چیز کی زیادتی ہوئی اوسکی قدر گہر مین نرہی اور اوسکی فروخت اوس جگہہ پر کرنی ضرور پڑی جہان اوسکی احتیاج ہوئی اور تیسرے یہہ کہ سرکار ختا پر چونکہ رعایا پروری ختم ہی وہانسے بہی اوس موضع یا صوبہ یا شہر کا بہت کم خزانہ مقرر ہی جہان قلت معاش اور کثرت احتیاجون کی زیادہ ہوتی ہی اور اونکے عوض جس جگہہ مین طبعی یا صنعی چیزون کی افراط ہی وہان خزانہ سرکاری زیادہ ہی اور یہہ دستور العمل سبب عظیم کثرت تجارت کا ہی کیونکہ محتاجون کو سہولت مالگذاری کے سبب سے تکلف اپنی ضروریات کے لینے کی ہوتی ہی اور جسپر بار خزانے کا زیادہ ہی اونکو کوشش روپیہ پیدا کرنے کی واجب ہوتی ہی +

چھٹا باب

بیان مین اوس تجارت کے جو انگریز اور ختائیون مین شروع ہوئی تا بہ شروع لڑائی درمیان دونون ملکون کے

اگرچہ یہہ حقیقت ہی کہ اغیار کو ملک مین آنے دینے اور تجارت کرنے کی جو حکیم کنگ فوزی نے کی ہی بیشک بد ہی کیونکہ خود ختائی بہت سے فائدے سے محروم رہے ہین لیکن جواب اس اعتراض کا بہت خوب اور موجہ ہی کہ یہہ امتناع اوس بزرگ کی تجربہ کاری اور دانائی اور دوراندیشی کی کامل دلیلون سے ہے کیونکہ ملک کی زرخیزی اور افراط اقسام اجناس حیوانی و نباتی اور جمادی سے جوکہ طبعی اوس طبقے مین ہوتی ہی خوب واقف تہا چنانچہ جلد اول کے پہلے دفتر کے ملاحظے سے ناظرین تاریخ چین کو اسکا حال روشن ہوا ہے سوا اسکے حکیم کو اوسکے ہم وطنون کی بزدلی اور قواعد جنگ سے کم آشنائی معلوم تہی جیسا کہ راقم کے بیان سابق اور بہی آیندہ سے ظاہر ہی پس انہین دو جہتون سے خائف ہوا کہ اگر اغیار آنکر ملک کی زرخیزی اور باشندونکی بزدلی سے واقف ہوکر اپنے وطن جاوینگے تو چین کی دولت کے بیان سے لوگونکو لالچ دکھاوینگے اور ختائیون کی کمزوری سہلہ گردن کے دل کے یورش کی خوف کو دور کرینگے کی الغرض اصل سبب امتناع کے یہی تہے حالانکہ حکیم نے امتناع کی وجہین ظاہر مین یہی کہین کہ ختا کے ملک مین دنیا کی نعمتین موجود ہین اور بجز اہل ختا کے دوسری

قومون مین یہہ قابلیت اور نہانیت نہین ہی کہ قسیم اور سیم اور لطیف چیزونکی ہووین غرض حقیقت اسکی اتنی ہی
ہے جو راقم نے نہایت خوض سے حاصل کرکے بیان کی ہی کیونکہ اگر حکیم سمجھتا کہ اغیار سے راہ ورسم رکھنے
مین کچھہ اندیشہ قباحت آیندہ کا نہین ہی تو ایسی چھوٹی نظر ایسے سیر چشم اور عالی دماغ اور دانا و بینا کی نہتی
کہ نعمت ایزدی کی برکت سے کسیکو قابل محرومیت کے سمجھے + اگرچہ بعض بعض ختائیون نے ایام سلف
اور حال مین بڑی بڑی بہادریان کی ہین چنانچہ اسی جلد کے ذکر سابق مین اسکا حال مبین ہی لیکن اکثر کی
جبلت مین بزدلی ہی اور بعضے جو تلوار یا برچھی کی لڑائی مین کسیکے مقابلے سے قدم بھر پیچھے نہین ہٹتے
توپ و تفنگ کے نام سے بدحواس ہوتے ہین اور اسکی نظیرین بالفعل کی لڑائی مین دیکھنے مین آئین غرض انگریز اور
ختائیونکی تجارت کا بیان شروع سے چاہیے تاکہ بنای جنگ دریافت مین آئے + ۱۵۹۶ سنہ عیسوی مین ملکہ ایلیزابٹ
بادشاہ انگلستان نے جسکی تعریف مین اتنا ہی کہنا کافی ہی کہ ہم لوگ اوسکے عہد کو موجب اپنی قوم کے افتخار
کا تصور کرتے ہین نامہ فغفور کو لکھا جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ ای شہنشاہ چین رچارڈ آلوٹ اور تامس بلومفیلڈ
شہر لندن کے تجار آپکے ملک کی زرخیزی کا حال سنکر اجازت ختا مین جانے اور تجارت کرنے کی
چاہتے ہین تاکہ اپنے ملک کی نادر چیزین آپکے یہان لیجاوین اور وہان کے تحفے اپنے یہان لاوین +
الغرض وہ جہاز جسمین یہہ لوگ اوس نامے کو لیکر ختا کی طرف جاتے تھے راہ مین مارا گیا بعد اوسکے
سنہ ۱۶۳۴ عیسوی مین کئی انگریزی تاجرون نے شاہ چارلز اول کا فرمان اجازت حاصل اور عہد و پیمان ساتھہ پرتگیز
کرکے ناظم گوآ کے عمل مین آئے اور کپتان ودل صاحب کئی جہازون کی بحر لیکر بندر مکاؤ مین پہنچا لیکن
وہانکے پرتگیز حاکم نے ختائیون کو ناراض کرنے کے خوف سے انگریزی بحر کو آگے بڑھنے سے منع کیا
لیکن اوس بہادر کپتان نے کہلا بھیجا کہ اب مین یہان آچکا ہون اور یہہ نہین ہونیکا کہ جیسا آیا ہون اولٹے
پانون پھر جاؤن خیر تم اگر جگہہ اپنی لنگرگاہ مین نہین دوگے تو مین اپنے لیے جای مناسب تجویز کرونگا یہہ کہکر اپنی
بحر سے پچاس جوانون کو لیکے ایک چھوٹی سی پنیس پر دریای کانٹان کے دہانے کی تلاش کیواسطے بھیجا دو تین
روز کے بعد میوے والون کی ایک ڈونگی ملگئی اور انعام کے لالچ سے وہ ساتھہ ہوے آتے مین ختائیون کی بحر
ملی اور امیر البحر نے جب سنا کہ دہانے کا پتا انگریزون کو ملا نہایت پرقہر ہوا اور بہت ستانا چاہا غرض بعد

بڑی حجت و تکرار کے اونسے اجازت دی کہ تین شخص اوس سینپ سے ایک جنگ یعنی ختائی جہاز پر کانٹان
مین جاوین اور تجارت کرنے کی اجازت ناظم سے مانگین غرض جو ہین قریب کانٹان کے یہہ لوگ پہنچے چند
ختائی اوس شہر سے ناظم کے بھیجے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ تم سب مکاؤ مین پھر جاؤ اور وہان بندوبست
تمھاری تجارت کے باب مین کیا جائیگا یہہ سنکر وہ لوگ اوسی قدم پھرے اور بحر انگریزی مین جا ملے غرض وہان معلوم
ہوا کہ اجازت مطلوبہ نہین دیجائیگی تب صلاح یہہ ٹھہری کہ تمام بحر کانٹان کیطرف فوراً روانہ ہووے چنانچہ وہی ہوا
اور کئی روز تک کوئی مزاحم نہین ہوا غرض جب قریب کانٹان کے انگریز پہنچے ختائی ڈرے اور دغا کی راہ سے
اونھون نے کہلا بھیجا کہ اگر چھہ روز تک قریب اوس قلعہ کے جو لب دریا پر ہے انگریزی کشتی لنگر کرے اور آگے
نہ بڑھے تو عہدنامہ اونکے حسب دلخواہ طیار ہو ویگا یہہ سنکر وے سیدھے سادہ لوح ویسے ہی عمل مین لائے اور
سفید نشان جو علامت صلح کی ہے جہاز پر سے بلند کیا یہہ دھوکا دیکر ختائیون نے چپکے سے کئی توپون کو
قلعے پر چڑھا کے تمام سامان جنگ مہیا کیا اور ساتوین روز جو نہین انگریزی بحر کا لنگر اوٹھا اور زدپر جہاز پہنچے
ختائیون نے دفعۃً کمینگاہ سے گولہ مارنا شروع کیا مگر نشانے پر کمتر پہنچا اس دغابازی سے انگریز کو قہر آیا اور
جہازونکو قریب لیجا کے اونھون نے مارے گولون کے آناً فاناً مین ختائیون کو ایسا دھن ڈالا کہ اوس طرف کی
باڑھہ موقوف ہوگئی تب فقط سو جوان کنارے پر کود پڑے اور ایک ہی حملے مین فصیلون پر چڑھ گئے اور ختائی دو چار
چوٹین لڑکے بھاگے بعد اس فتح کے انگریز کانٹان قلعے پر اوڑا اور فوراً پیغام صلح کا آیا اور اس لڑائی سے
یہہ باتین حاصل ہوئین کہ انگریز کے جہازون نے کانٹان مین پہنچکر چینی اور سونٹ کی بجھائی کی اور سوا حصول
اجازت تجارت کے پروانگی ملی کہ دریاے کانٹان کے باہر جس جگہہ کو چاہین قلعہ بندی کر کے کوٹھی مال کی امانت اور
حفاظت کے لیے بنا دین ٭ دس پندرہ روز مین ظاہر ہوا کہ باعث اسطرح کی اجازت دینے کا یہی تھا کہ فرصت تدبیر
جنگ کی زیادہ ملے چنانچہ تہمت خلاف عہدی کی انگریزون پر اولٹے رکھکر دو چڑھندارونکو ختائیون نے قید کیا
اور انگریزی بحر کو جلانے کے قصد سے سات جنگ کو اکٹھا باندھا اور اونمین باروت اور آتشگیر سوزندہ مصالح
اور دوسری چیزین جو آسانی سے جل اوٹھین اور جلد نہ بجھین بھر اور فتیلہ سلگا کے عین بہالے کے وقت اس
انداز سے انگریزی بحر کیطرف چھوڑ دیا کہ قریب پہنچکے باروت اوڑ جاے اور مصالح چارون طرف پھیل کے

جہازون مین آگ لگا دیوین لیکن انگریز خبردار جو ہوے تو کوئی ڈونگیون کو پیش بندی سے اوس شیطانی بیڑے
استقبال کو بھیجا اور لمبی سی رسّی اونمین باندھکے دور گھسیٹلے اور انھون نے اونکا رخ پرا و سی چھوڑ دیا اور الگ ہوکر
تماشا دیکھا کہ بے پیسے کوڑی کی خرچ کے آتشبازی کا لطف پیدا ہوا اودھر تو اس طرح خطائیونکا مقصد حاصل ہوا اور ادھر انگریزی جہاز
جو قید ہوگئے تھے اونھون نے دھمکایا کہ اگر ہمین مخلصی نہین دوگے تو آتشی شیشے سے شہر کو ہم جلا دینگے اسپر یہہ جوان کو
اونھون نے چھوڑ دیا کہ اتنے مین انگریزی بحر مکاؤ سے بہر انتقام روانہ ہوئی اور خطائی بحر کو شکست دیتی اور پانچ
جہازونمین آگ لگاتے شہر فاموکو فتح کرتے کانتان مین آن پہنچی یہہ صورت دیکھکر ماندرینون نے پرتگیز کو بانی فساد
ٹھہرایا اور مبلغ کثیر بطور جرمانہ اوسنے انگریزون کے نام سے لیکر پیغام صلح کا بھیجا اور یہہ عہد کیا کہ انگریز دو ہزار
ٹیل اور چار لوہے کی توپین اور پچاس بندوقین فغفور کو سالانہ دیکر بخوشی تمام تجارت کرین بعد اسکے رسم تجارت
ایک نوع سے برقرار رہی حالانکہ خطائی ماندرین و سوداگر سب جہانتک امکان کوئی موقع ستانے کا نہین چھوڑتے تھے
اور یہانتک عاجز کیا کہ جب سنہ ۱۶۷۱ عیسوی مین والی جزیرۂ فارموسا یعنی کاکزنگا نے انگریزون کو اپنے ملک
مین تجارت کرنے کو بلایا تو سرکار کمپنی نے بخوشی تمام ایک جہاز کو بھیجا اور وہان کوٹھی اور گودام وغیرہ بنایا
اور سنہ ۱۶۸۲ تک کانتان کی طرف رخ نکیا غرض اوس وقت سے سنہ ۱۷۵۰ تک کوئی امر قابل بیان کے واقع نہین ہوا
بجز اسکے کہ انگریز سبب تجارت موقوف ہونے کے خوف سے خطائیون سے بگڑتے نہ تھے حالانکہ وے انواع
طرحکی حرکتین نازیبا کرتے تھے اور خواہ مخواہ ہر دفعہ سخت و ناسزا باتین کہتے تھے اور خطائی دلال اور بازاری
لوگ انگریزون کو ٹھگنا اور ہر طرح سے زک دینا واجبات عقلی سے جانتے تھے چنانچہ صدہا نقلون مین سے ایک یہہ
ہے کہ ایک انگریز ریشم خریدنے کے لیے کانتان مین گیا اور ایک دلال سے اپنا مطلب کہا اوسنے جتنے
پلندے ضرور تھے موجود کیے اور اوسکے مالک ایک خطائی سوداگر کو بھی ساتھ لیے آیا خیر مول تول ہوا
اور اوپر کا پلندا جو کھولا گیا انگریز نے دیکھکر کہا سبحان اللہ یہی مین چاہتا تھا اور پوچھا ایسی ہی قسم کا تمام ہے
سوداگر نے جواب دیا لاکلام آپ بخوشی رکھیے اور ایسی چیز ایسا سستا پھر جب پاسینڈی کو جو چاہیے سو کہیے
انگریز نے اپنے ملک کے فروشندون کی راستی پر خیال کرکے سمجھا کہ سچ کہتا ہے قیمت دیکے اوسکو رخصت کیا اور
گھڑی بھر کے بعد اتفاقاً جو اوسنے دوسرے پلندے کو اوٹھالیا اور کھولکر دیکھا تو واہ واہ عجب شگوفہ کھولا

پایا نہ پہلے ریشم کا رنگ نہ دمک اسمین تھا اور یہہ محض پھوہڑ اور بدرنگ و ناکارہ نکلا این گل دیگر شگفت
تب تو لیک کے اوس ریشم والے کو انگریز پکڑ لایا اور کہا کیون رے بیچیا نابکار چوٹون کا ٹھانگی دار
تجھے خدا کی سنوار یہہ کیا اور یہہ کیا ہی اور اسطرح پر سب بلیندون کو جو کھولا سنوا اوسکے سب کو
ایک سے ایک برا پایا غرض تان کی جان یہہ ہی کہ وہ ختائی مسکرایا اور جواب دیا کہ عاصی نے قصور
ہی اپنے دلال سے آپ سمجھ لیجیے کیونکہ اوسنے کہا تھا کہ آپ ایک ہی بلیندے کو کھولینگے اسلیے
بندہ ایک تو آپ کو دکھانے اور باقی بیچنے کو لایا اگر وہ کہتا کہ آپ سبکو کھولینگے اور پسند کرکے لینگے مین
سب ویسے ہی لاتا ٭ ہر اجنبی خصوص انگریز کے ساتھ اس اسطرح کی حرکت کرنی اپنی سعادت یہہ جانتے
تھے اور جب کسی نے تنبیہ اس بیچ عادت حرکت کا دیا اکثرون نے یہی جواب دیا کہ خریدنے اور بیچنے
والونمین ہمیشہ نزاع ہی کیونکہ مشتری یہہ چاہتا ہی کہ اگر مال مفت ملے تو ایک پیسہ نہ دیجیے اسلیے فروشندہ
بھی دل مین کہتا ہی کہ اگر اسکی پگڑی تک دام کے شامل چلی آوے تو لے لیجیے اس سبب سے
ایک دوسرے کو ٹھگنے کا قصد کرتا ہی اور اسمین جو سرسبز رہا اوسکا کیا کہنا ٭
الغرض ۱۷۱۵ء مین مانڈرینون نے سرکار کمپنی کو ایسا ایسا بھروسا تجارت کی سہولت کا دیا کہ ایمالی
کے سوا کانٹان مین اونکے جہازون کا آنا جانا شروع ہوا لیکن فغفور کین لنگ نے اپنے شروع جلوس مین
مین کانٹان کے دس بڑے بڑے تجار ختائی کی ایک گروہ کو جسے ہانگ کہتے ہین مقرر کیا اور اہل فرنگ
کے ہاتھ مال بیچنے اور انسے خرید کرنے کی اجازت مخصوص اونکو دی اور عوض مین جوابدہ واسطے محصول
سرکاری کے ٹھہرایا پس انگریزون کو اختیار دوسرے کسیکے ساتھ خرید و فروخت کرنے کا باقی نرہا اور یہہ
سوداگران ہانگ جو چاہتے تھے سو کرتے تھے اور جس نرخ سے اپنا زیادہ فائدہ سمجھتے تھے انگریزون سے
مال لیکر ادھر اودھر روانہ کرتے تھے اور ختائیون سے خرید کرکے انگریزون کے ہاتھ بیچتے تھے اور
نتیجہ اوس دستور بد کا فوراً پیدا ہوا یعنے بجز اونکے دوسرے ختائی سوداگر سب اور فرنگی خوب ہی لوٹے جاتے
تھے اور یہہ بدذات ہانگ والے بیچ مین مزے سے دونون ہاتھون ہتھے مارتے تھے اس خاص خرید و
فروخت کے اجارے سے نقصان انگریزون کو ایسا ہوا کہ اونھون نے تین لاکھ روپے کی زرپاشی کرکے

۱۷۷۱ء مین اوسکو موقوف کروایا اور دوسرون سے خرید و فروخت کرنے کی اجازت فغفور کے خصوص
سے ملی لیکن اس امر سے زیادہ حیرانی اہل فرنگ کو ہوئی کیونکہ ہانگ والون نے ماندرینون کو رشوت دے
دے کر اپنے ہاتھ مین اجارے کو سابق کیطرح بحال رکھا اور تاکہ اونکی گرہ سے رشوت دینے مین جو خرچ
ہوا مع سابق نفع کے وصول ہووے مال کو دونا گران کر دیا اور چونکہ اسکی نالش فغفور تک پہنچنی بسبب
ماندرینون کی رشوت ستانی کے دشوار تھی انگریزون نے دیکھا کہ سوائے ترک تجارت کے دوسرا
کوئی چارہ نہتھا کہ اتنے مین تجار انگریزی کا پاپا لبعض بعض ہانگ والون کے پاس مبالغ خطیر نکلا اور اونھون
نے اوس قرض کے ادا سے انکار کیا آخر مناسب سمجھا گیا کہ شاہ انگلستان کیطرف سے کوئی سفیر فغفور کے دربار مین
جاوے اور ان حرکتون کی نالش کرے چنانچہ ۱۷۹۲ء مین لارڈ مکارٹنی بہادر جو سابق مین ملک مندراس کے
گورنر تھے اس عہدے پر مقرر ہوے اور تحائف لیکر اونکی بحر کانتان مین ۱۷۹۳ء اسال کے جون مہینے
مین پہنچے اور چونکہ اسکی آمد کی خبر فغفور کو پہنچ چکی تھی ہر شہر کے حاکم اور ہر صوبون کے ناظم پر فرمان جاری ہوا
کہ شاہ لندن کا سفیر فغفور کا مدعو سمجھا جاوے اور ہر طرح سے اوسکی خاطر کیجاوے اور سرکار کیطرف
سے رسد پہنچے اور باربرداری کی سبیل ہووے چنانچہ ویسے ہی عمل مین آیا اور کانتان سے پیچین تک
ہر منزل پر ماندرینون نے تحفہ شرابین اور لطیف کھانے سفیر انگریز کے سامنے چن دینے کے سوا جو کچھ طلب ہوا
بے تامل حاضر کیا الغرض کانتان سے انگریز کے جہاز سمندر کی راہ سے جب صوبہ پیچلی کی بندر مین پہنچے صوبے
کا ناظم بہت کروفر کے ساتھ استقبال کو پچاس کوس موافق حکم شہنشاہ کے آیا اور شہر لین ھانگ مین سفیر کو لے گیا
اور بڑی دھوم دھام سے ضیافت کھلائی اور سرکاری کشتیان بوقلمون تکلف گوناگون سے پیچین سفیر اور
جلو کے خدام کی سواری کے لیے متعین ہوئین اور پہیو کے دریا سے شہر تان سو مین جو چھ کوس دار الامارۃ
پیچین سے ہے جب پہنچے تو وہان دعوت کھا کے پالکیون اور گھوڑون پر سوار ہو کر انگریز پایہ تخت مین پہنچے اور
چونکہ فغفور موسم گرما مین شہر جیہول واقع سرحد تاتار مین رہتے ہین اور اوس وقت تک پیچین مین تشریف نہین لائے
تھے اطلاع سفیر کی آمد کی وہان گئی اور جب تک جواب نہین آیا یون من یون کے باغ مین جسکی
تعریف راقم نے جلد اول مین کی ہی اوتارے گئے اور وزرا اکثر آتے اور سفیر

کو کہا کرتے تھے کہ آپ کو لازم ہی کہ موافق دستور کے فغفور کو کو تو یعنی سجدہ جو کہ درباری کورنش ہے بجا لائیگا لیکن اونھون نے برابر انکار کیا اور کہا کہ ہمارا بادشاہ نہ باج گذار نہ فرمان بردار فغفور کا ہی اور نہ کسی طرح سے رہتے اور شان و شوکت مین اوس سے کم ہی پس ہم کیونکر کو تو کر کے ایک نوع سے قبول تمہارے بادشاہ کی بزرگی اور اپنے خاوند کی خردی کا کرین الغرض بعد بڑی حجت او تکرار کے ختائی وزیر نے ہٹ کرنا چھوڑ دیا اور لارڈ مکارٹنی نے ساری گفتگو اسی بات پر ختم کی کہ ہم جیسا اپنے بادشاہ کو کورنش کرتے ہین اسی وضع سے فغفور کے حضور مین آداب بجا لاوینگے *

یہ نہ سمجھا چاہیے کہ اشارہ شہنشاہ کا سفیر انگریز سے سجدہ کروانے کا نہ تھا کیونکہ یہ وزرا جو اس قدر مصر اس امر مین ہوے سکھلا سے پڑھا سے ہوئے تھے اور سفر مین کئی دفع ایسی ایسی حرکتین اونھون نے کی تھین جس سے عوام الناس پر ظاہر ہووے کہ شاہ انگلنڈ نے فغفور کو خراج بھیجا چنانچہ پیہو کے دریا سے جس وقت سفیر کا گذر ہوتا تھا کشتیون پر ایک نشان مانند جھنڈیون کے لگایا جسپر لفظ باجگذار ختائی زبان مین چھپا تھا اور چونکہ کسیکا خیال او سپر نگیا تمام مشہور یہی ہوا کہ شاہ انگلنڈ نے تمنا سے اپنے کو فغفور کے باجگذارون مین داخل کروایا حاصل یہ کہ جب تمام امر ادب اور آداب کے طی ہو چکے فغفور نے جی ہول مین سفیر کو بلوایا اور راہ مین بدستور خاطر داری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہوا اور ورود کے کئی روز بعد خاص خیمے کے اندر جہان دنیا کے تکلفات اور آرایش تھے فغفور نے سفیر سے ملاقات او نہایت توجہ سے بات کی او شاہ انگلستان کے مزاج کی خیر و عافیت پوچھی اور جو خط اونھون نے بھیجا تھا سفیر کے ہاتھ سے خود بدست خاص لیا چنانچہ تمام لطف ایک طرف اور یہ توجہ ایک طرف سمجھی گئی اور اس امر سے عزت افزائی کو حد پر پونہچا دیا سوا اسکے تحائف ہوش کیے گئے نہایت خلق اور شکر کے ساتھ مقبول ہوے حالانکہ لارڈ مکارٹنی نے بجز کورنش سلطانی جو انگریزون مین مروج ہی یعنی گھٹنا زمین مین ٹیکنے اور ٹوپی اوتارنے کے ختائی آداب کچھہ نکیا تھا بر خاست دربار خاص کے سفیر اور دوسرے جلیل القدر انگریزون کو مسند مین مخمل کی فغفور کی بائین طرف ملین اور داہنے طرف اقربا سے قریب کی قرابت والے اور کئی سلاطین باجگذار بیٹھے اور چند لمحے کے بعد دو دو شخصون کے سامنے ایک ایک سہ پایہ میز کی قسم سے لگا اور اقسام طرح کا لذیذ کھانا چنا گیا اور فغفور نے بھی

نوش جان فرمایا الغرض ہفتے روز تک انگریز جہول یین رہے اور اوسی عرصے مین فغفور کی تراسوین برس کی سالگرہ بڑی دہوم دھام سے ہوئی اور اوسکی خوشیان اور رنگ ریلیان جب تمام ہوئین اونکو رخصت ملی اور بری نہر ختا سے جانے کی اجازت دی گئی اور شاہ انگلنڈ کے نامے کے جواب مین فغفور نے خط بہت محبت کے اظہار سے لکہا لیکن اجازت تجارت کرنیکی بندر چوزان اور نیمپو اور ٹین سنگ مین سوا کانٹان کے جو طلب ہوئی تھی حیلے حوالون سے ٹال دی گئی غرض فائدہ اس پیغام و سلام سے یہی ہوا کہ صوبہ دار کانٹان جس نے انگریزون سے زیادہ طلبیان کی تھین معزول ہوا اور اوسکے قائم مقام کو حکم دیا گیا کہ خبردار رہے کہ بار دیگر ایسی زیادتی نکی جاوے چنانچہ دو برس تک انگریز ستائے نہین گئے لیکن فغفور کین لنگ جب اپنے جلوس کے ساٹھ برس تمام ہونے کے موافق منت اور نیت کے تخت سے مستعفی ہوکر گوشے مین جا بیٹھا اور اوسکا بیٹا کیا کنگ مسند نشین ہوا ہانگ کے تاجرون نے اپنا پرانا ڈہنگ نکالا اور بدستور انگریز کے ہاتھ بیچنے مین سوداگران کیا اور اون سے خرید کرنے مین نرخ گھٹا دیا اور اسیطرح دونون طرف سے ضرر پہنچایا لیکن بجز برداشت کرنے کے کچھ چارہ نتھا تاجرون نے خاموشی اختیار کی +

سنہ ۱۸۰۵ کی اخیر مین نامہ و پیام اور تحفہ تحائف کا ارسال دونو طرف سے درمیان شاہ انگلنڈ اور فغفور کے وقوع مین آیا لیکن سنہ ۱۸۰۷ مین دو مہینے تک تجارت اس سبب سے بند رہی کہ دنگا درمیان سرکار کمپنی کے چند گورے خلاصیون اور بعض ختائی لچون کے ہوا اگرچہ انگریز کے آدمی بعد قضیے کی شروع کے پرخاش سے باز رہے لیکن ختائیون نے اپنے کو زور آور سمجھکر انگریز کی کوٹھیون پر ایسی کلوخ اندازی کی کہ راہ بند ہوگئی آخر کو عاجز ہوکر کمپنی کے خلاصیون نے سردار ونکا کہنا نمانا نکلے اونپر ایسا حملہ کیا کہ ایک چینی مارا گیا اور باقی کا غول بہاگا یہ خون گویا صوبہ دار کانٹان کی مرضی کے موافق ہوا کیونکہ خاصہ بہانہ انگریزون کے ستانے کا ہاتھ لگا چنانچہ اوس نے اونکا آنا جانا شہر مین اور خرید و فروخت کرنا بند کر دیا اور ایک اور بیچارے گورے کو نامزد کرکے قتل کرنیکو طلب کیا جیسا کہ اونہون نے اہل امریکا کے ایک شخص کو کچھ تہمت دیکر ہلاک کیا تہا لیکن انگریزون نے اپنے آدمی کو حوالے نکیا اور یہی جواب دیا کہ اول تو اوس ہلڑ مین معلوم نہوا کہ کسکے ہاتھ سے وہ شخص ختائی مارا گیا دوسرے یہ کہ اگرچہ نشان بھی دیا جاوے

تو اوس نے اپنی حفاظت جان کے لیے مارا اور ایسے امر کو خون ناحق یا عداوت سے تصور کرنا خلاف عدالت کے ہے * یہ جواب با صواب دیے اور پانچ لاکھ روپے نذرون مین خرچ کر کے ابواب تجارت کھلوائے اور اوس ادنی شخص کی جان کے تصدق مین مبلغ کثیر صرف کیے اسی سے قدر دانی اور رفیق پروری ہماری قوم کی ظاہر ہے پس الّا اسے ہمین خواہ مخواہ تجارت کرنے کی امتناع ہوئی اور پانچ برس کے بعد جب پھر انگریزی سوداگری موقوف ہو گئی سر جارج سٹانٹن اور سر ٹی مٹکاف صاحبون نے کانٹان مین شکایت ان امرون کی صوبہ دار سے کی غرض جب اوس نے مطلق توجہ نکی اونھون نے حکم دیا کہ تمام انگریز شہر کانٹان کو چھوڑ دین اور جہازون کو بندر سے نکال لے جاوین یہہ سنتے ہی ماندرینون کو خوف ہوا کہ ایسا نہووے کہ اس سے نتیجہ برا نکلے اور اسی ڈر سے کئی باتین جو انگریزون کو سخت ناگوار نہین موقوف کی گئین لیکن تاہم اکثر امرون مین فرق نہوا یہان تک کہ دوبارہ کسی سفیر جلیل القدر کا بھیجنا چین مین جانا ضرور سمجھا گیا اور اسی ارادے سے لارڈ امہرسٹ بہادر ۱۸۱۶ کی آٹھوین فروری کو لندن سے روانہ ہوئے اور صوبہ پیچیلی کے کول مین اوسی سال کے اگست مہینے مین داخل ہوئے اور چونکہ حکام کانٹان نے دروغگوئی کر کے فغفور کی طبیعت کو انگریزون سے برگشتہ کیا تھا ماندرینون نے روز اول سے اوسی کوٹو کا بکھیڑا نکالا کیونکہ معلوم او نہین تھا کہ اس کورنش سے جو سوائے خدا تعالی کے کسی مخلوق کو شاہنشاہ روی زمین کیون نہو کرنا نچاہیے انکار کریگا اور یہی بہانہ فغفور تک نارسائی کا قرار دیا جائیگا چنانچہ پہلے ہی سوال وکیل السلطنت نے لارڈ صاحب سے یہی کیا کہ ہمارے خاوند کو تم سجدہ کروگے یا نہین الغرض وہ خاطر سفیر کی نہین کی گئی جو آگے ہوئی تھی اور بجز خفت کے کچھ حاصل نہوا اگرچہ پیچین تک سفیر پہنچا لیکن چین گیا ویسا ہی پھر آیا بلکہ حق تو یہ ہے کہ فغفور نے کوٹو کے باب مین انکار سنکر حکم دیا کہ سفیر لندن دم بھر دار الامارۃ مین رہنے نپاوے بلکہ شاہ لندن کے نامے کے جواب مین ایک فقرہ یہی لکھا گیا کہ بار دیگر حاجت نہین کہ تم اتنے دور سے سفیر بھیجو اور اس دفع ہم نے صرف شہر بدر ہونے کا حکم دیا حالانکہ اوسکی گستاخی قابل سخت سزا کے ہے *

لازم تھا کہ ایسی حرکت نازیبا کو جو خلاف ضابطہ سلاطین کے واقع ہوئی انگریز وجہ لڑائی قرار دیتے اور فغفور بے شعور کو خوب ہی درست کرتے لیکن صد افسوس کہ چوک گئے اور خاموش ہو رہے اور غم کھایا تو ۴۲سنہ کی لڑائی کا تخم بو یا ورنہ اگر فوراً پرخاش پر کمر بستہ ہوتے تو ختائی دب جاتے غرض لالچ بُری بلا ہے اور تجارت کے موقوف ہونے کے خوف سے شکایت تک نہین کی اور ایسے صبر نامناسب سے تشنیع بزدلی اور بنیا پن کا اپنے اوپر دار دکیا غرض اول ثمرہ اس چپ رہنے کا اوسی سال نمود ہوا جب سرکار کمپنی کا جہاز لارڈ امہرسٹ کو صوبہ پچیلی مین پہنچا کر کانٹان مین پھر آیا کیونکہ ختائی کی بھبالی اوس مین کرنے کا قصد جو ہوا ختائیون نے مال کو لینے نہ دیا اسپر بہت سی عرضیان انگریزون کی گذرین لیکن بے حصول جواب کے ویسے ہی پھیر دی گئین بلکہ بعضون کی مہرین تک نکلین یہان تک کہ جب جہاز کا کپتان یعنی ناخدا عاجز ہو کر شہر کانٹان مین گیا اور اپنے ہاتھون سے درخواست گذرانی تو بھی مطلق توجہ نہوئی بلکہ جو ختائی باعث اس سالی کا ہوا تھا اوسپر ایسی مار پڑی کہ عجب ہی کہ تلوون کی راہ سے اوسکی جان نہ نکل گئی اس ذلت کے واسطے سرکار کمپنی نے بدستور مناقشہ نکیا اور اگرچہ ہندوستان کے بادشاہ ہین لیکن ختا مین ادنی بنیے کیطرح دو گالیان کھا کے چپکے ہو رہے حالانکہ سکوت سے فائدہ تو نہین ضرر عظیم تو ہوہی رہا تھا چنانچہ شاہ انگلنڈ کا ایک جہاز بنام السیسٹ کے کپتان ماکس ول صاحب نے ماندرینون کی اجازت اپنے جہاز کو دریاے کانٹان مین لیجا کر مرمت کرنے کے لیے موافق عہد کے طلب کی اور اوسے ہان ہون کہے کر جب بات ٹال دی اوسنے فوراً لنگر اوٹھایا اور جاے مقصود کیطرف چلا تب دفعتہ قلعہ سے توپ تو پونکی باڑہ جہاز پر چلی اور ختائی بجرجنگی سے بھی گولا اندازی شروع ہوئی لیکن اوس بہادر نے بدل سے جہاز کو مورچون کے سامنے لیجا کر ایک باڑہ ایسی ماری کہ قلعے کے توپچی فصیلون پر سے بھاگ گئے اور اوسکے بعد بڑی قدر اوس صاحب کی ختائیون نے کی سواے اسکے ایکدفعہ اور ۲۱سنہ مین کسی انگریزی جہاز کے گورے خلاصیون اور ختائیون مین جب دنگا اور خون وخرابہ ہوا اور تجارت موقوف ہوئی مسٹر جیمز ارمسٹن صاحب جو مختار کل کمپنی کی تجارت کے تھے اونہون نے فوراً دوسرے گماشتون کو ساتھ لیکر کانٹان کو ترک کیا اس کمربستگی کو دیکھتے ہی ماندرینون کو خوف ہوا اور گڑگڑا کے اونہون نے منت کہلا بھیجا کہ

آپ پھر تشریف لائے اور بدستور تجارت کیجیے اور اس ہمت و چالاکی کے لیے صاحب ممدوح کا خطاب
سر یعنی خان بہادر کا ہوا علاوہ اسکے ۱۸۲۵ء مین مسٹر جیمز ماتھی سن صاحب سوداگر جرات کرکے تن تنہا ایک روز
کانٹان کے صوبہ دار کے پاس بعرضی گئے اور اجازت مانگنے بی تکلف چلے گئے اور شکایت سخت کرکے
اوس محصول کو موقوف کروایا جو سوداگرون سے اس طور پر لیا جاتا تھا کہ جب اپنے آل و عیال کو دیکھنے مکاؤ
مین وہ جاتے اور وہان سے اپنے کاروبار کے لیے کانٹان مین پھر آتے تھے تو آنے جانے مین کوئی
سات آٹھ سو روپیہ محصول کا ہر دفعہ اون سے لیا جاتا تھا پس جب کہ حکم انگریزی کی بی بیون کو بجز مکاؤ کے
کانٹان مین رہنے کا تھا اور کانٹان مین آنا اونکے شوہرون کو ضرور رہتا تو دونی مصیبت لڑکے بالے والون کے
عائد حال ہوتی تھی ایک جدائی اور دوسری ادا اس سخت محصول کی الغرض صاحب ممدوح نے اپنی جان پر
کھیل کے اس محصول کو موقوف کروایا اور دوسری دلیلون مین سے کہ انگریزون کی بہادری اور
قواعد و آلات جنگ سے ختائی خائف ہین ایک یہ ہے کہ جب دھمکی ملی
کج خلقی اونکی موافق بزدلون کے قاعدہ کلیہ کے موقوف ہوگئی + اگرچہ اظہر من الشمس
تھا کہ ختائیون سے دبنے مین قباحت اور دھمکانے اور برابر آنکھ ملانے مین فائدہ
تھا لیکن خوف تجارت کے موقوف ہونے اور چاے نپانے کا کمپنی کو ایسا تھا کہ سب کچھ گوارا
کیا گیا القصہ ۱۸۳۶ء مین فرمان فغفوری امتناع مین انگریزون سے افیون لانے اور ختا مین بیچنے کے باب
مین جاری ہوا بلکہ حکم ہوا کہ بندر ہوآم پاؤ سے افیون کے جہاز سب نکال دیے جاوین چنانچہ لنگرگاہ
لنٹن مین وہ جا لگے اور اگرچہ صوبہ دار کانٹان خود چاہتا تھا کہ افیون کا کاروبار ایک قلم موقوف ہو جاوے
لیکن جب اوسنے دریافت کیا کہ بالکل ماندرین کو اوسکی خفیہ تجارت سے فائدہ کثیر حاصل ہے وہ بھی زیادہ سختی سے
باز رہا غرض ۱۸۳۳ء سال مین ایک محتسب نے عرضی شہنشاہ کے حضور مین بھیجی کہ مملکت کی تمام چاندی
افیون کی خرید مین نکل جاتی ہے چنانچہ فغفور کے جلوس کے تیسرے سال سے تاریخ تحریر تک دو کروڑ
چونتیس لاکھ سے زیادہ کی چاندی ملک سے نکلی اور اوسکے عوض ایک سم قاتل جان و مال کا نقصان
اور قطع نسل کرنے والا مملکت مین آیا تھا اسواسطے لازم تھا کہ سخت امتناع اسباب مین ہووے

چنانچہ فرمان پر تقریر موافق اوسکے جاری ہوا لیکن ختائیون کو یہ چاٹ اس زہر کے استعمال کی پڑ گئی تھی اور جان اس کالی بلا کے اوپر مجنون کیطرح ایسے عاشق تھے اور انگریزون کو اسکی تجارت سے یہ منفعت کثیر حاصل تھی کہ دونون کے مشورے سے بدستور اسکی خرید و فروخت چوری سے بحال رہی ❊ چونکہ افیون کی بابت انگریزون اور ختائیون مین ۱۸۴۲ع مین لڑائی ہوئی اور غالب ہے کہ پھر کسی وقت دوبارہ اسی بات پر قصہ پھیلے مناسب ہے کہ اسکے رواج پانے کا کچھ حال لکھا جاوے تاکہ اس فساد کی بنیاد سمجھ مین آوے ❊

اطبائے ختا نے ہمیشہ سے استعمال افیون کا دوا درست سمجھا ہے اور صوبہ ین نان مین اسکی پیدایش ہوتی تھی اور قبل ۱۷۶۷ع کے دوسو صندوق سے زیادہ ہندوستان سے مملکت چین مین نہین جاتے تھے لیکن جب انگریزون کی تجارت شروع ہوئی رفتہ رفتہ ہزار صندوق کی نوبت پہنچی اور جب یہ بات مشہور ہوئی کہ ختائیون کو اس جاذب خون کی چاٹ پڑی اور لاکھون روپئے کی یافت اسکی تجارت مین ممکن تھی انگریزون کی سرکار کمپنی بہادر نے اسکی سوداگری شروع کی اور بیس برس مین انہین لوگون کے وسیلے سے دو ہزار صندوق کی خرید و فروخت ہونے لگی اور آگاہی فغفور کو جو اسکی ہوئی اوس نے سخت امتناع اور صوبہ دار ین نان کو تاکید کی کہ پیدایش افیون کو موقوف کرکے سزائین قصاص اور قرقی معاش اور تعذیر کی اون لوگون کو دیوے جو افیون کے پیدا یا استعمال کرنے یا بیچنے مین پکڑے جاوین غرض باوصف اس طرح کے فرامین کے استعمال اس وبال جان کا دن بدن بڑھا اور انگریزی تاجرون کے جنگی جہاز دریائے کانٹان کے جزیرہ لن ٹن کے پاس لنگر پر رہتے تھے اور شہر کلکتہ دار الامارۃ انگریزی مملکت ہند سے جہاز افیون سے لدے جا کر انہی جہازون اون مین داخل کرتے تھے تب شب کو ختائی کشتیان جن پر چالیس یا پچاس جنگی مضبوط ڈانڑ ہی تند شیطان سے لڑوانے والے رہتے اون جہازون کے پاس جاتین اور موافق نرخ کے چاندی دے افیون لے راتون رات پھر آتین اور سوداگر ہاتون ہات لے جاتے اور یہان تک اس کمبخت نشے کا شوق ختائیون کو ہوا کہ ۱۸۳۷ع سال مین چالیس ہزار صندوق افیون کے چین مین گئے اور کوئی پچاس لاکھ کی چاندی وہان سے عوض مین چلی آئی اس کی خبر جاسوسون نے شہنشاہ کے حضور مین پہنچائی اور عمائد بارگاہ اور وزرا اور حکما کو حیرت کیا دہشت اور فغفور کو وحشت ہوئی کہ کیا بلا نازل ہوئی کیونکہ اور قباحتون مین تین قباحت اس وضع

کی نظر مین کہ اونکا علاج دشوار دکہائی دیا اول یہ کہ اس پوچ چیز کے عادی ہونے سے آدمی بیکار محض ہوجاتا ہے
اور اپنی نسل کا آپ قاطع اپنے مال کا آپ خائن اپنے عیبون کا آپ ملزم اپنی صحت کا آپ ہادم اپنے
رموز کا آپ پردہ در اپنی جان کا آپ قاتل ہوتا ہی اور اگرچہ شروع عادت مین اندک تفریح طبع حاصل ہوتی
ہی لیکن جیون جیون عادت بڑھتی ہی وقت معمولی پر خوشی متبدل برنج اور سیری متبدل بحاجت ہوتی ہی اور جیون
جیون افیون کا مقدار زیادہ ہوتا ہی چستی اور چالاکی اور سرخروئی اور آنکھون کی روشنی اور ہاتھہ پانون کی طاقت
اور چہرہ کی تازگی اور مزاج کی قوت حاصل کلام انسانیت کم ہوتی ہی دوسری قباحت یہ تھی کہ سال بسال
ہزارون من چاندی ملک سے نکلی جاتی تھی اور عوض مین اوسکے ایک شی مہلک ملتی تھی اور نتیجہ اسکا ظاہر ہی
ظاہر تھا کہ پچاس برس مین ملک کی دولت غیرون کے حوالے ہوجائیگی اور امید دوسری کی پیدائش کی باقی نہ رہیگی
کیونکہ کسنے کب دیکھا ہی کہ افیونی سوا اسکے غوط مین مجہول محض ہو کر بیٹھے رہتے اور انکہہ بند کیے چوٹ کھاتے اور
تکیا کے بات کرنے اور گپ بیہودہ سے کسی نیک کام کے قابل نکلا ہی پس جبکہ اپنے حواس کی خبر ایک بیچارے
مخبط کو نہین تو کیونکہ توقع اوس سے کاروبار کی ہوشیاری کی یا تکمیل صنعت و دستکاری کی یا کشت کاری کی
مصیبت یا تحصیل علم کی دقت کی جائیگی ۞ تیسری قباحت یہ نظر آئی کہ اہل فرنگ خصوص قوم انگلش کی زیادہ آمد و شد
اس جنس کے سبب سے ملک مین ہونے لگی اور ایک تو استناع حکما کی اغیار سے زیادہ خلا ملا رکہنے کی تھی ہی تھی علاوہ
اسکے زیادہ تر خوف ہوا کہ مبادا ہندوستان کی سی صورت ختا کی نکرین کہ تاجر ہوکے آوین اور ملک کے مالک بن جاوین
الغرض انہین خیالات سے فغفور نے حکم دیا کہ جو شخص چنڈو کی دوکان رکہیگا دم خفا کرکے مار ڈالا جائیگا اور جو اوسکا
شریک ٹھہریگا سو ضرب بانس کی تلوون پر کھاکر خارج البلاد کیا جائیگا اور ہمسائے والے جو اوسکے اطلاع نہین دینگے
سو ضربت تلوون پر کھاکر تین برس کے لیے وطن سے نکال دیے جائینگے اور کوئی نوکر سرکار اگر چنڈو پیے گا
دو مہینے تک گلو مین ہی لکڑی ڈال دی جائیگی جس کا حال راقم نے پہلی جلد مین لکھا ہے
سوا اسکے نوکری سے معزول کیا جائیگا اور یہ مار کھائیگا کہ چھہ مہینے تک اوٹھہ نسکیگا اور علی ہذا القیاس
ادنی آدمی کے لیے کم سزا اور اکابر کے واسطے سخت سزا اس جرم کے لیے مقرر ہوئی چنانچہ ۱۸۳۹ع
کے فروری مہینے مین ایک ختائی چنڈو کی دوکان والا عین انگریز کی کوٹھی کے سامنے ہلاک کیا گیا

القصہ یہی طور تجارت کا تھا کہ ۱۸۳۹ء سال کی چھبیسوین فروری کو ایک ختائی جو اہل فرنگ کا دلال افیون کی
خرید و فروخت مین تھا پکڑا گیا اور اونکی آنکھون کے سامنے قتل ہوا یہی گویا پہلی شاخ نخل فساد سے پیدا
ہوئی اور انگریزون کے سوا دوسرے فرنگیون نے بھی اپنی اپنی کوٹھیون کے نشان کو اوتار لیا اور اسی
طور سے اپنی رنجش کا اظہار کیا غرض ۱۰ ماہ مارچ سنہ مذکور کو ایک مانڈرین جلیل القدر جسکا نام لن تھا فغفور کا
بھیجا ہوا شہر کانٹان مین پونہچا اور آتے ہی اشتہار دیا کہ جسقدر افیون جہازون اور گولون مین ہووے حوالے
کی جاوے اور تمام تجار فرنگ سے اقرار اس شرط کے ساتھ تحریر مین آوے کہ بار دیگر اگر کوئی شخص افیون
کا کاروبار کریگا واجب القتل ہوگا ÷ چونکہ کپتان الیٹ صاحب جو اوس وقت سرکار انگریز کے بڑے گماشتے
کانٹان کی تجارت مین تھے بندر مکاؤ مین کسی کام کو گئے تھے تجار انگریز نے اوس اشتہار کا جواب
اونکے آنے پر موقوف رکھا اتنے مین ۱۹ تاریخ کو لن نے حکم دیا کہ اہل فرنگ کی آمد و شد درمیان مکاؤ اور
کانٹان کے موقوف ہووے بلکہ اپنی اپنی کوٹھی سے باہر کوئی انگریز نہ نکلے چنانچہ ۲۴ تاریخ کو کپتان
الیٹ صاحب جونہین کانٹان مین آکر اپنے مکان پر اوترنا چاہا سیکڑون ختائیون نے جنگ گھاٹ کو گھیر
لیا اور اسیطرح سے وہ بزرگ بھی قیدیون کے شریک ہوگئے اور لن کی دھمکی مین ایسے آگئے
کہ ستائیسوین کو اونھون نے جمیع تجار انگریزی پر اشتہار دیا کہ بالکل افیون کو حوالہ کرین چنانچہ بیس ہزار دو سو اسی
صندوق کو سوداگرون نے مجبوراً کوٹھی سے نکال دیا اور دس ہزار صندوق جہازون سے اوتار لیے اور
۳ اپریل سے تئیسوین تک لن نے اس افیون کو اسطرح نقصان کیا کہ تین بڑی بڑی کھائیان کھدوا اور تختہ بچھوا کے
ایک ایک مقدار افیون پانی مین گھول کے اون مین پھینکی جاتی تھی اور لوگ نمک اور چونا اوسمین مخلوط کرتے تھے
باوجود اتنا نقصان انگریزون کا کرنے کے لن نے پہرہ چوکی اونکے گھرون پر سے موقوف نکیا بلکہ زیادہ شدت
سے نظر بند رکھا اور اٹھارہوین مئی کو دوسرا اشتہار چھاپا کہ انگریز کانٹان سے اگر چلے جانا چاہین تو چلے جاوین
بشرطیکہ پھر اپنا مونھ نہ دکھاوین چنانچہ اسی اجازت کو اوس حال مین غنیمت سمجھکر کپتان صاحب موصوف اور دوسرے
سب انگریز مکاؤ مین آرہے لیکن اودھر بھی انواع طرح سے ختائیون نے ایذا پہنچائی یہانتک کہ تئیسوین اگست کو
انگریزون نے جزیرہ ہانگ کانگ مین اقامت اختیار کی اور جب اوسی مہینے کی اکتیسوین کو لن نے تمام

ختائیون پر اشتہار دے کر حکم دیا کہ انگریزون کو جدھر پاوین مار ڈالین تب کپتان الیٹ نے بندر کانتان
مین ختائی جہازون کا آنا جانا بند کروا دیا حالانکہ صرف ایک ہی جہاز ملکہ انگلنڈ کا مسمی ولا آرادوس مقام
پر تھا غرض جب دوسرا انگریزی جہاز مسمی ہیا سنتھ شروع ماہ ستمبر مین پہنچا الیٹ صاحب نے قصد کیا کہ کچھ
بندوبست ہووے تاکہ تجارت موقوف نرہے لیکن کئی حرکتین ختائیون نے ایسی کین کہ مطلق اعتماد اونکے
قول وفعل پر کرنا خلاف عقل کے نظر آیا چنانچہ اٹھائیسوین اکتوبر کو الیٹ صاحب اپنے یہان کے دو جہاز
کولیکر چلبی کے پاس گئے اور ایک خط اس مضمون کا بھیجا کہ اگر ختائی ایذارسانی سے باز نہین آوینگے
تو انگریز انتقام لیوینگے اسکا جواب یہہ ملا کہ دوسری صبح کو ختائی امیر البحر جسکا نام کوآن تھا جنگ جنگی لیکر انکو
آیا اور انگریزون نے صرف دو جہاز سے سب کا مقابلہ کیا اور چار گھڑی مین تین جنگ کو ڈوبا دیا اور
تین مین آگ لگا دی اور باقی لوگ بدحواس ہو کر ادہر ادہر پناہ گیر ہوے اس شکست کامل کو لن نے
فتح قرار دیکر فغفور کو اطلاع کی اور اپنے بھاگنے کو انگریز کا گریز کرنا ٹھہرایا لیکن حقیقت حال دربار مین جو کھلا
تو وہ عہدے سے معزول کیا گیا ۱۸۳۹ء کا سال اسی وضع سے تمام ہوا اور اسی عرصے مین لندن
مین تمام کیفیت گئی اور وہان سے ملکہ نے حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے نام مین بھیجا کہ فوج بحری و خشکی
ختا مین واسطے انتقام کے روانہ کی جاوے چنانچہ اوسکے بموجب ۱۸۴۰ء کی تیسوین جون کو چودہ جہاز جنگی
اور چار دخانی اور پچاس جہاز باربرداری کے اور چار ہزار فوج خشکی کلکتے اور مندراس سے سینگاپور مین
پہنچی اور سر کارڈن بریمر بہادر کے تابع لشکر بحری تھا اور کرنل برل صاحب گورونکی اٹھارہوین پلٹن کے
سردار فوج خشکی کے سالار تھے اور ختائی حکام یہانتک ناواقف انگریزونکی ہمت اور سپاہ گری سے تھے کہ بہت سے اشتہار اس
مضمون کے اونھون نے چھاپ کر بٹوا دیے کہ چالیس ہزار روپیہ اوس شخص کو دیا جائیگا جو دشمن سے اسّی
توپ والے ایک جہاز کو چھین لائیگا اور بیس ہزار اوسکو جو اوسی جہاز کو جلا دیگا اور انگریزی میر بحر کو جو گرفتار
کر کے لائیگا دس ہزار پائیگا غرض اسی طرح سے ہر شخص کے مارنے یا گرفتار کرنے کے لیے ختائی حکام نے
نرخ مقرر کیا لیکن وہی روز مین ان باتون کی لغویت اور اپنی بے حقیقتی اور انگریزون کی سپاہ گری کی کیفیت
کھل گئی کیونکہ انگریزی جہاز جنگی چوالیس توپ والا جسکا نام بلانڈ تھا جب قلعہ ایمائی کے قریب پہنچا اور

ختائی میرِبحر کو خط دینے گیا اور ٹام صاحب ترجم کشتی پر سفید نشان علامت ایلچی گری بلند کرکے کنارے کیطرف
متوجہ ہوے اوختائیون نے خلاف آئین جنگ کے اونپر گولا مارا بلکہ قلعے اور کنارے کے مورچون
دفعۃً توپین اوس جہاز اور ایلچی کی کشتی پر چلنے لگین تب کپتان برشیر صاحب نے بلانڈ کو قریب لیجا اور فصیلون
سے ملاکر دو گھنٹے تک ایسی باڑہ ماری کہ قلعے کے سپاہیون کی ساری سپہ گری بھول گئی اور بھاگتے ہی
بن آئی لیکن چونکہ انگریزون کو قلعے پر اوس وقت دخل کرلینا منظور نتھا اور اوسکا قبضے مین آنا لڑائی
کے تصفیہ کے لیے کچھ ضرور نتھا اونہون نے صرف اسی قدر سزا دینی بس سمجھی لیکن ختائیون نے
مشہور کیا کہ تمام بحر انگریزی کو اونہون نے ہٹا دیا۔ بعد اوسکے جزیرہ چوزانگ کی سمت ہمارے
یہان کی بحر چلی اور شہر ٹنگ ہائی کے مقابل مین رکی اور سر گارڈن بریمر نے اوس پر دعوی انگریز کے
دخل پانیکا کیا اور چھ گھنٹے کی مہلت دی کہ ختائی سوچین کہ تابعداری اور جنگ کرنے مین بہتر کیا ہے
تب ختائی میرِبحر نے انکر درخواست شبانہ روز کے عرصے کی پیش کی اور انگریزون نے قبول کی حالانکہ
اونپر ظاہر تھا کہ یہ مہلت جواب صاف اور ناطق دینے مین صرف اسی واسطے طلب ہوئی تھی تاکہ
سامان جنگ کو زیادہ تر مہیا کرنے کی فرصت ملے غرض پانچوین جولائی کو موافق اقرار کے اڑھائی
بجے دن کو آواز ایک توپ کی جو نہین ادہر سے ہوئی ختائی بحر اور قلعے سے دفعۃً باڑہ چلی اور ادہر سے
بھی ہوئی شروع ہوئی اور کئی لمحے مین انگریز کے گولون نے مسمار کر ڈالا اور تین گھنٹے مین شاہ انگلنڈ
کا نشان فصیلون پر اوڑا اور چونکہ شب ہوئی اس لیے شہر پر حملہ صبح تک موقوف رہا لیکن حاکم وہان کا ایسا
شرمندہ ہوا کہ ڈوب مرا اور باشندون نے راتون رات فرار کیا یہانتک کہ فجر کو فوج خشکی انگریزی
حملے کے واسطے جب تیار ہوئی خبر ملی کہ حاجت لڑائی کی نہین ہے کیونکہ شہر سنسان پڑا تھا غرض لوگون
نے دیکھا کہ سچ ہے اور بے تکلف اوس مین اور شہر ٹنگ ہائی اور جزیرہ چوزان مین صاحبان کا دخل ہوا
ساتوین جولائی کو کپتان الیٹ صاحب کے چچا اَیڈمرل الیٹ بہادر میرِبحر جو شاہ لندن کے مقرر کیے
ہوے تھے پہنچکر بحر کے مالک ہوے اور کرنل برل صاحب کو اوس جگہ کا حاکم بناکے اور کچھ
فوج دیگر وہان متعین کرکے باقی کو لیکر تیسوین جولائی کو صوبہ پیچلی کے بندر کیطرف روانہ ہوے اور

چونکہ حکم دیگئے کہ خطائیون کے رسوم اور دستور کے خلاف کوئی بات وقوع مین نہ آوے کرنل برل صاحب
نے اپنی فوج شہر کے کسی پختہ مکان مین اوتر نے نہ دی اور خیمون مین وہان کھیتی کی زمین پر ڈیرا کھڑا کیا اور انگریزی
اطبا کا کہنا نہ سنا حالانکہ اونہون نے بارہا کہا کہ زمین سرد اور نمناک ہی اور اکثر مقام پر پانی جما ہی جس مین نباتات
سڑتے ہین اور جبکہ ایسی جا کے انجرے ہمیشہ مہلک ہوتے ہین تو وہان رہنا خلاف عقل اور تجربے کے ہی
غرض ڈاکٹرون کی صلاح اوس بزرگ نے نہ سنی اور فورًا اونکی بات سامنے آئی اور چھ مہینے مین چار سی
اڑتالیس گورے صرف تو پخانے کے اور تین پلٹن سپاہ ال ورتپ اور پیچش اور دوسرے امراض مین مبتلا ہو کر
مر گئے القصہ سترھوین اگست کو بحر انگریزی دریاے پیہو مین جسکا دہانا بندر پیچلی مین ہے جا پہنچی اور سردار کشن
نے جو قائم مقام لن کا ہوا تھا اپنے نائب کو بھیجکر انگلستان کے وزیر اعظم کا خط منگوالیا اور اہل بحر کو بحر یدے
رسد پانیکا حکم صادر کیا اور دس روز کی مہلت فغفور کے دربار سے جواب منگوانے کے لیے چاہی چنانچہ
دی گئی اور اس عرصے مین کشن نے کنارے پر قنات کھڑی کرکے الیٹ صاحب کی دعوت کی اور یہ خاطر
اور لبھو لبھو کی کہ اوس سیدھے سادے انگریز کو اوسکے قول و فعل پر اعتماد ہوا حالانکہ یہ مہلت سامان جنگ کے
مہیا کرنے اور قرار واقعی زرک دینے کے لیے طلب ہوئی تھی بلکہ اس خطائی کو انگریزون کے اس قدر دار الامارۃ
کے قریب آنیکا یہ خوف تھا کہ اوس نے خوشامد اسی امید سے کی تا کہ کسی حیلے سے وے فاصلے پر جا رہین چنانچہ
دس روز تمام ہونے سے چھ روز اور کی مہلت اوس نے چاہی اوسکے بعد یہ فقرہ دیا کہ دربار فغفور سے
حکم آیا ہے کہ چونکہ فساد شہر کانتان مین شروع ہوا ہے اوسکا تصفیہ کرنا لازم ہی غرض اسی طرح کی باتین بنا کے
کشن نے ایسی جگہ سے جہان سے فورًا پاے تخت کے ملک پر چڑھائی مشکل نہ تھی جہازون کو ہلوا
کے کانتان کیطرف لے جانیکو کہا اور کپتان الیٹ بھی ایسے سیدھے تھے کہ مثل مینا کے اوسکا کلمہ
آپ ہی پڑھنے لگے الغرض بحر اوسی سمت کو چلی اور کشن نے خشکی سے وہان کی راہ لی اسی عرصے مین دو جہاز
انگریزی جو چوزان کے جزیرے سے کلکتے کیطرف روانہ ہونے تھے راہ مین مارے گئے اور ایک کے
لوگ بچے بچائے آفت کے مارے کشتی پر جزائر لوچو پر جسکا ذکر اسی جلد کے آخر مین ہے پہنچے اور وہان کے
لوگون نے نہایت دلجوئی اون بیچارے مصیبت زدون کی کی اور کھانے کپڑے اور رہنے کی تما

ساماں حاضر کیے خلاف اوسکے دوسرے جہاز کے چار شخص کو جو اوس بحر ذخار سے بچے اور آفت کے مارے ختا کی سرزمین پر پہنچے فوراً سپاہیوں چینیوں نے آ گھیر لیا اور بی بی نوبل صاحبہ اوس جہاز کے ناخدا کی زوجہ کی گردن مین اون مردکون نے بھاری زنجیر ڈالے برہنہ پا اور برہنہ سر گھسیٹ کے کوئی دس کوس لے گئے اور ایک شہر مین ہر سر چوک اوس بدبخت کو کھڑا کر کے انواع طرح سے ذلیل کیا اور آخر کو لوہے کے گز بھر اونچے اور پون گز لمبے اور آدھہ گز چوڑے قفص مین اوسے بند کر کے ننینگ پو کے شہر مین لے گئے اور ساتھہ تین انگریز کے جو اوسی جہاز کی تباہی کے شریک حال تھے زنجیرون سے باندھکے قید شدید مین ڈال دیا آگے ان لوگون کا زیادہ حال کھلے گا لیکن یہان ایک نقل عجیب و غریب لکھنا چاہیے جو اوسوقت وقوع مین آئی تھی ستمبر مہینے کی پندرھوین تاریخ کو آنس ٹرونٹر صاحب مندراس کے توپخانے کے کپتان شام کے وقت اپنے خیمے مین معسکر کے اندر شہر ٹنگ ہائی مین سوئے ہوے تھے کہ دفعتہً خواب مین چیخین مارنے اور ہاتھہ پانون پھیکنے اور قصد بچھونے سے اوٹھنے کا کرنے لگے دوسرے ایک صاحب نے دوڑ کر جگا دیا اور کہا خیر باشد کیا حال ہے تب آنس ٹرونٹر صاحب نے ہوش سنبھال کر جواب دیا کہ اس وقت خواب پریشان اسطور کا مین دیکھہ رہا تھا کہ مین جو باہر معسکر کے بدستور سیر کرنے اور جابجا کی تصویر کھینچنے کو گیا تو ختائیون نے دغا سے گھیر کر مجھے باندہ ڈالا اور مین اونکے ہاتھون سے چھوٹنے کے لیے زور کر رہا تھا اور مدد کے لیے چلاتا تھا کہ تم نے جگا دیا غرض وہ بات رفت و گذشت ہوئی لیکن دوسرے ہی روز اوسکی تعبیر اس طور سے ظاہر ہوئی کہ صاحب موافق دستور کے شہر کے شمالی دروازے سے تنہا صرف ایک بڈھے خلاصی کو ساتھہ لیکے نکلے اور بستی کیطرف گئے اور دس بارہ قدم چلے ہونگے کہ پھر کے اوتھون نے دیکھا کہ ختائیون کا ایک غول آتا ہی شبہ جو اونکو کچھہ ہوا کترا کے دوسری پگڈنڈی اوتھون نے لی کہ اتنے مین وہ گروہ آن پہنچی اور اوس مین سے ایک سپاہی دفعتہً نکلکر اوس بڈھے خلاصی کو مارنے دوڑا وہ بھاگ کر صاحب کے پاس آیا اور اوتھون نے چونکہ ہتیار پاس نتھا لوہے کی کھنتی اوسکے ہاتھہ سے لیکر اوس نامرد ختائی کا مقابلہ کیا وہ تو ہٹا لیکن دوسرے ختائیون نے بھالے اور برچھے سے گھیر لیا غرض باوجود

اسکے صاحب نے پیچھے ہٹکے سبھون کے وارکو رد کا اور چار شخص کو اوسی لکڑی سے مار کے
گرا دیا اتنے مین وہ خلاصی جو کچھ پیچھے پڑ گیا اون حرامزادون نے اوس بڈھے کو فورًا لے ڈالا اور
پچھاڑ کے پتھرون سے خوب ہی کچلا اپنے رفیق کے گرتے ہی صاحب نے اوسے بچانے کے لیے
حملہ کیا اور بیچا جو خالی پڑا ختائیون نے موقع پا کے صاحب کو ایسا ہاتھ مارا کہ گھٹنون کے بھل آتے
رہے اسپر بھی دو چار ہاتھ لڑے لیکن اتنون کا جواب کہانتک اور کب تک ہوسکتا ہی آخر کار صاحب کر
اور اون مردکون نے رسی سے ہاتھ پانو باندھ منہہ مین ڈٹہا دے کے ننگ پو کے شہر مین
لے گئے غرض قبل جانے کے طرہ یہ ہوا جس سے اون حضرات کی بہادری ثابت ہے کہ باوجود
سرے تا پا رسی لپیٹ دینے کے صاحب کے گھٹنون پر دس بیس ضرب لاٹھی کے مار لیے تاکہ ایسا
نہو کہ راہ مین رسی توڑ کر بھاگ جاوے اور اونکے سینہ پر چڑھ بیٹھے خیر جب شہر مین پونہچے کوئی دس
سیر کی بیڑی اور کڑے ہاتھہ پانو مین ڈال کر ایک قفس مین جو گز بھر لمبا اور گز بھر اونچا اور آدھہ گز چوڑا تھا
ڈال دیا اور خوب ہی کسا کہ سوا اکروبیٹھہ رہنے کے کچھہ چارہ نتھا اسکے سوا وہ نامرد ایسے بودے
تھے کہ گلے مین طوق دیکر زنجیر سے ہاتھہ پانون کو جکڑ قفس کو مکان کی چھت سے مقفل کیا اور شب کو
ایک شخص سرہانے مین شمع رکھے قفس کے قریب سوتا تھا اور اغلب ہے کہ یہ شخص یہان دوسرے
ختائیون سے بہادر تھا اور بسبب کمال ہمت اور دلاوری کے مطلق ترس و ہیبت نہین رکھتا تھا کہ قفس
کے اندر سے قیدی شاید چھوٹ یا وہین سے اونگلی کر دے تو غضب ہو وے القصہ یہی حال کوئی
مہینے بھر رہا اور علاوہ اس نقل کے ضرور نہین کہ ختائیون کی نامردی اور بے بس پر بیرحمی کے باوے مین
کوئی نقل آور تحریر پذیر ہووے بلکہ حق تو یہ ہے کہ بیرحمی اور بزدلی لازم و ملزوم ہے اور بہادر جتنک سنگ
دل ہوئے نہین ثابت وہی زندہ مین لی لی نوبل صاحبہ اور ڈگلس صاحب اور باقی انگریز سب سے جو جہاز کی تباہی
مین ختائیون کے ہاتھہ پڑے تھے ملاقات ہوئی اور سبھون نے اپنی اپنی ساری بپتی کہہ سنائی
ایک اور نقل قابل یاد کے ہے جو ابہی چین مین وقوع مین آئی ہے حال یہ کہ انگریز کے دو لڑکے جہاز سے
اوترے اور سودا خریدنے جو زان کی گرد و نواح مین گئے روپیہ سو پچاس ایک جھٹکے کے جیب مین

تھے اور بڑے کے ہاتھ مین دونالی بندوق چھرے سے بھری ہوئی تھی کہ اتنے مین ایک ختائی
جو بکری ہانکے چلا جاتا تھا سو راہ مین ملا دو چار بکری کو دیکھ بھال کے انگریز کے لڑکون نے دام پوچھے
اور چھٹکے نے جیب سے روپیہ جب نکالا جی اوس ختائی کا للچایا دونونکو کم سن دیکھکر سمجھا کہ روپیہ چھین لینا ادنی سی بات ہی
اسی خیال سے دفعتہً چھٹکے لونڈے کو گود مین اوٹھا کے گانوکیطرف لے بھاگا لیکن چند قدم نہین
گیا تھا کہ دوسرے لڑکے نے پہونچ اور بندوق اوسکے کان مین لگا کر داغ دی ادھر دھم سے یہ گرا
اور اودھر سے کئی ختائی اونکو پکڑنے کو دوڑے تب چھٹکے نے کہا بہائی تمھاری باری ہو چکی یہ چوتھی
سے مجھے بندوق دو چنانچہ چھٹکے نے لیکر چھتیا کے کھڑا رہا اور جو نہین زد پر ختائی پہونچے سرے والے
کو چن کر اس شست سے اوس نے سینے پر چھرا مارا کہ وہ بھی اوندھے منہ گرا اوسکا خاک پر بوسہ
دینا تھا کہ بالکل ختائی سب لمبے ہوے اور یہ دو لڑکے ایک تیرہ اور ایک پندرہ برس
والے کے سامنے سے ایسے کئی خنگے ہاتھ پانون والے بھاگے کہ دیدہ شنیدہ ہی
بہادری کی جس قدر کمی اس قوم مین پائی گئی اوسی قدر زیادتی اسکے ملزوم یعنے دغابازی
کی ظہور مین ہمیشہ آئی چنانچہ کشن نے فقرہ دیکر بہوک کے بہانے سے انگریزی بحر کو کھلوا دیا اور آپ بھی ظاہر
قصے کے تصفیہ کے واسطے اوسی سمت روانہ ہوا لیکن مصالحہ اوسے مقصود نہ تھا کیونکہ برابر باتین بناتا رہا
اور اوسکی خوش نصیبی تھی کہ کپتان الیٹ صاحب کا سا سادہ لوح اور صاف اعتقاد شخص اوسکے ہاتھ لگ گیا
اور اوسی سبب سے بیسون اقرار اوس نے کیے اور بیسیون کے خلاف وقوع مین آیا الغرض جب سارا سامان
قلعہ بندی اور فوج کشی اور ہر طرح کی مضبوطی کا مہیا اور کشن کو زعم فتح کا اپنی چالاکی اور الیٹ صاحب کی بیوقوفی
سے دل مین پیدا ہوا تب اوس نے چھٹی جنوری ۱۸۴۱ کو فغفور کا فرمان دکھلایا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے
کہ لوکی عرضی سے بالکل حال قوم نا تر اشیدا و جاہل یعنے انگریز کا معلوم ہوا اور کشن کی عرضی سے بھی ظاہر
ہوا کہ یہ بد لوگ آگے سے زیادہ گستاخیان اب شہر کانٹان مین کرتے ہین پس چونکہ حکم عالی تمام حاکمون
اور سپہ سالارون پر اس مضمون سے جاری ہوا ہے کہ قلعہ بندی کو زیادہ مضبوط کرین اور ہر وقت
طیار رہین لہذا جمیع مانند کرنیون پر یہہ فرمان صادر ہوتا ہی کہ اگر اوس قوم جاہل کج رفتار یعنی انگریز بد اطوار

کا کوئی شخص درخواست دیوے التفات اوسکی طرف مطلق نکی جاوے اور اگر کوئی جہاز اونکا سامنے آوے تو توپ کے گولون سے اوسکو غرق آب کرنا چاہیے الغرض ۱۸۴۰ کی پانچوین ستمبر سے کشن نے رفع فساد کے بہانے سے کپتان الیٹ کو فقرون پر رکھا تھا اور در پردہ فغفور کو زیادہ بدگمان انگریزون کیطرف سے کیا جیساکہ خود فرمان سے ظاہر ہے لیکن دروغ کو فروغ نہین کیونکہ فغفور کے ساتھہ دروغگوئی کرنے مین آخر کو معزول ہوا اور انگریزون کو جھوٹھہ کہکر جو فوج آراستہ کیا اوس سے کچھہ فائدہ نہوا کیونکہ قرار واقعی لڑائی اور ختائیون کی خونریزی اور خرابی قبل اس فرمان کے وصول کے وقوع مین نہین آئی تھی بلکہ یہ چوٹین جو چلین اور بیان مین آئین مثال اوس دھمکی اور گھرکی سے رکھتی ہین جو قبل و شخص کے ہاتھا پائی کرنے کے ظہور پاتی ہے ❊

ساتوان باب

بیان لڑائی کے ترقی کے وقت سے تا باختتام اور وقوع عہد و پیمان درمیان ملوک ختا اور انگلستان جو مشہور بلقب عہدنامہ نانکین ہے

جسوقت کشن نے موقع دیکھہ کے فرمان فغفوری پیش اور اپنے اصل مطلب کا اظہار کیا کپتان الیٹ صاحب بیچارے پر یہ ثابت ہوا کہ اوس لاعلاج نے کلنک کا ٹیکا اپنی پیشانی پر بسبب فریب اور دروغگوئی کے دیا حالانکہ اور انگریزون کو اول ہی سے شک اوسکی تاثیر بد کردار کی براستی گفتار و رفتار کے باب مین پیدا ہو چکا تھا الغرض اوس وقت اونھون نے دیکھا کہ منزل مقصود پر پہونچنے کے لیے کشتی تدبیر کو دریا کے خون کے دھارے پر چھوڑنا واجب ہے اور اجازت امیر فوج اور امیر بحر کو دی کہ جسکو جو مناسب سمجھین عمل مین لاوین چنانچہ ساتوین جنوری ۱۸۴۱ کو بحر فوج خشکی کی لیے کھلی اور متوجہ مقام بوگ کے قلعون کیطرف واقع بیس کوس مکاؤ سے بیچ دریا کے کانٹان کے ہوئی اور نوین تاریخ کو وہان سے تین کوس کے فاصلے مین لنگرگاہ پر آئی اور تین دودخانے جہاز موسومہ نمیسس اور ان ٹرپرائز اور مداگاسکر پر چڑھہ کے قریب تیرہ سے سپاہ ہر قسم کی توپین لیکر کنارے مین قلعہ چمپی کے خشکی سے حملہ کرنے کو گئی اور میجر پراٹ صاحب گورے کی ۲۶ پلٹن کے سالار دو غول مین اوسکی صفین باندھے طیار رہے کہ حصیلون کی توپون کی باڑہ کم ہونے سے حملہ کیا جاوے اتنے مین پانچ جہازون نے مورچون کے

مقابل مین لنگر کرکے بم اور دوسری قسم کے گولون کی بوچھار قلعون پر ایسی برسائی کہ ختائی سب
اپنی توپین چھوڑ کر جو ہنین تیچھے ہٹے اور بھاگ نے پر مستعد ہوئے خشکی کی فوج نے ایک حملہ مردانہ اور
جرأت تمتنانہ سے فوراً مورچون پر اونکے پونہچایا اور جہازون کی ناؤن پر بحری فوج بھی سمندر کی طرف سے
قلعون مین داخل ہوئی اوسوقت عجب طرحکی کشت وخون ختائیون کی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے
اور انگریزون اور ختائیون سے ویسے ہی مقابلہ ہوا جیسا شیر اور بکریون سے مختصر یہ کہ آدھہ گھنٹے مین
قریب چھہ سے ختائی ہلاک اور اوسی قدر بلکہ زیادہ مجروح ہوے اور انگریز کیطرف صرف اٹھتیس آدمی
زخمی کیے گئے اور اکثر اونمین اتنے ہی گھائل ہوے کہ دوسری پٹی مین چنگے اوٹھہ کھڑے ہوے +
ادہر چیپی کے قلعے پر ملکہ انگلستان کا نشان فتح توامان اوڑا اودہر نمیسس آنزد ہنین دو خانی نے تن تنہا
تمام بحر ختائی سے جسمین اسی توپین تھین مقابلہ جو کیا تو پہلا بم کا گولا ایسے نشانے سے لگا کہ ختائی میر بحر
کے جہاز کے عین بیچ بیچ مین جہان تودے باروت کے تھے جا پونہچا اور جہاز مع تمام لوگ قریب دو سے
کے جو اوسپر تھے آسمان پر اوڑ گئے اور کسی متنفس کے ایک عضو کا ٹھکانا نہ لگا +
بعد اسکے اور گیارہ جنگ کو اوسنے تباہ اور باقی کو تتر بتر کیا الغرض اوس طرف ختائی بحر کا
قصہ یون فیصل ہوا اودہر بوگ کے دوسرے قلعے ٹیکاک پر جہاز انگریزی نے مورچون کے مقابلہ
لنگر کرکے دھما دھم گولا مارنا شروع کیا اور گھنٹے بھر تک ختائیون نے بھی جواب دیا غرض جب اونکی
توپین کچھہ دب گئین فوج بحری نے کشتیون پر چڑھکے فصیلون پر حملہ کیا اور کوئی ادھہ گھنٹے تک تلوار اور
سنگینون کی چوٹین برابر چلین آخر کو ختائی ہزیمت عظیم اوٹھا کے بھاگے اور قریب سو شخص میدان جنگ
پر رہگئے اور اوس قلعہ مین بھی ہمارے یہان کا تنبور بجا الغرض ان دو لڑائیون مین مقابلہ درمیان دو
ہزار فوج ختائی مع سو توپون کے اور تیرہ سو سپاہ انگریزی کا مع چند توپون کے ہوا اور نتیجہ وہی ظہور
مین آیا جو بیان کیا گیا ہے + دوسرے روز قلعہ کی بعض توپون کی رنجک دانی مین لوہے کے
کانٹے مار کے ناقص کر او بعض کو سمندر مین ڈال کے انگریزی فوج پھر جہازون پر سوار ہوئی اور
وانگ اور ٹانگ اور انتنگ ھی کے قلعون کیطرف بہ متوجہ ہوئی اور نمیسس نے بدستور اپنے عجب تصویر کی

سے فوج ختائی پر جو صف کشتی سے آننگ ہئی کے کنارے پر مستعد جنگ کے بھی گولہ مارنا شروع
کیا تھا کہ دفعتہ کپتان الیٹ صاحب کے جہاز کے مستول پر سپید نشان علامت صلح بلند ہوا یہہ دیکھتے ہی
تمیس کی باڑہ موقوف ہوئی اور ظاہر ہوا کہ کشن نے پیغام صلح کا بھیجا چنانچہ بیسوین جنوری کو کپتان
الیٹ صاحب نے تنہا راس امر کا کیا کہ منجملہ [illegible] عہدنامہ جسپر کشن دستخط کرنیکو موجود تھا ایک یہی کہ جزیرہ
ہانگ کانگ شاہ لندن کو نذر دیا جاوے اور دوسری یہہ کہ ایک کرور بیس لاکھ روپیہ تاوان و
خسارہ جنگ انگریز کو ملے اور تیسری یہ کہ دونون ملکون کے اہل کار کے درمیان نامہ پیام برابر کے
رتبے کا ہونے اور چوتھی یہ کہ باب تجارت ختائی سال نو کے دس روز بعد سے پھر کھلے غرض ان
سب شرطون مین سے صرف یہی پوری کی گئی کہ ۲۶ جنوری کو سرکار انگریز کے دخل مین جزیرہ ہانگ
کانگ آیا اور ستائیسوین کو کشن سابق کیطرح کپتان الیٹ صاحب کو دعوت کھلا پلا کے اور لطیف روغن قاز
سے جب چپڑا اور قند خوش آمد گوئی سے تلخی شکایت کو دور کر کے تیرہوین فروری تک فقرون مین بھلا
رکھا لیکن جب یہی تاریخ معہودہ واسطے ایفای شرط و پیمان کے گذر گئی اور کوئی صورت تصفیہ کی نظر
نہ آئی بلکہ خبردارون نے خبر پہنچائی کہ چارون طرف کے صوبون اور پرگنون سے کشش فوج کی صوبہ
کانتان کیطرف ہو رہی ہے اور دن بدن سپاہ کی کثرت اور قلعہ بندیون کی مضبوطی زیادہ ہوتی جاتی
ہے تب اپنی سادہ دلی پر پشیمان ہو کر الیٹ صاحب نے حکم دیا کہ لڑائی پھر شروع ہو چنانچہ بیسوین فروری
کو سر گارڈن بریمر بہادر قلعہ آننگ ہئی کی فتح کو بجر لیگئے اور اس مقام پر ختائیون نے قلعہ بندی
اور توپخانے سے ایسا سامان جنگ کا مہیا کیا تھا کہ اگر اونکی جگہہ پر انگریز ہوتے اور جس طرح سے
ہمارے یہان کی بحر مقابلے کو گئی تمام روی زمین کے جہاز جمع ہو کر لڑنے آتے تو زد پر پہنچتے پہنچتے
مارے گولون کے تختے تختے اونکے جدا کر دیے جاتے اور بعض جہاز فلک الافلاک پر اوڑا دیے
جاتے اور بعض تحت الثرےٰ کی خبر لیتے لیکن اول تو ختائیون کو جرات کہان اور دوسرے یہہ کہ
قواعد جنگ اور گولہ اندازی سے ایسے ناواقف تھے کہ اپنی دانست مین نشانہ جہازون پر لگاتے تھے
لیکن گولون کو معلوم نہین کیا رحم آتا تھا کہ ایک پاس آتا تھا اور نہ کہ قریب سے گذرنے مین اندیشہ تک انگریزون کو نہ ہوتے

پاؤ کوس ایدھر سے اور پاؤ کوس اودھر سے نکل جاتے تھے غرض چھبیسوین فروری کی شام کو کپتان ہربٹ صاحب
اور دوسرے افسرون نے اڑھائی سو فوج لے ایک ٹیکرے پر تین توپین چڑھا کے دوسرے روز
علی الصباح شمالی وانگ ٹانگ کے قلعے اور ختائی معسکر پر جو پہاڑ تلی مین واقع تھا نہایت صفائی سے
گولہ مارنا شروع کیا اور یہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ قریب دوسو توپون کے گولے ختائیون کیطرف
سے چھ گھنٹے تک بے فائدہ الٹی پڑگئے کہ ان چند آدمیون پر ساون بھادون کے مینھ کیطرح برسے
لیکن ایک شخص ہماری طرف کا مجروح ہوا اور اتنے گولے سمندر مین گرے کہ دریا کا تلا آہنی ہو گیا ہوگا
غرض اوس ٹیکرے تک مفت کا بھی کوئی گولہ نہ پہنچا کہ اتنے مین قریب دوپہر کے چار جہازون نے دریا کے
مشرقی پہلو کی گڑھیون کے مقابلہ مین لنگر کر مارنا شروع اور تین جہازون نے مغرب کے کنارے
کے قلعہ کا سامنا اوسی طور سے کیا اور باقی بیڑے نے شمال کے قلعون کی توپون کا جواب دیا اسی
بیان سے ظاہر ہے کہ ختائی قلعے تین طرف سے تھے اور بیڑا انگریزی بیچ مین یعنے وے مثل دائرے
کے اور یہ مثل مرکز کے واقع لیکن باہم بجز چند گولے کے جو بعض جہازون پر آن لگے باقی خالی گئے
غرض گھنٹے بھر مین انگریزی توپون نے ایسا کام کیا کہ دو چار گولے جو نشانے پر آتے بھی تھے رک رک
آنے لگے تب سر فلمنگ سن ہوس صاحب بہادر صرف تین سے جہازی سپاہ اور گورون کو لیکر
آننگ ہی کے قلعے کے کنارے پر اوترے اور فصیلون پر چڑھنے مین زیادہ مزاحمت بجز ایک
مقام کے نہ پائی اور اوس مقام پر ختائی امیر البحر کوانگ صرف کئی بہادر کو لیے قدم بھر جیتے جی نہ ہٹا
اور اوس مردانگی سے مقابلہ کیا کہ ہماری فوج سے بے ساختہ واہ واہ کی صدا اوٹھی اور اوسکی دلیری ایسی
پسند آئی کہ جب بعد اختتام لڑائی دوسرے روز کوانگ کے دوست و یگانون نے اوسکی لاش کو ڈھونڈھ کے
نکالا اور صندوق مین رکھکر دفنانے کو چلے تو سلامی کی توپین انگریزی جہازون سے چھوٹین اور
اور نشان نصف مستول تک موافق اوس دستور کے کہ کسی جلیل القدر کی میت مین ہوتا ہے لٹکایا گیا تھی
بڑی دلیل انگریزون کی قدردانی کی ہے اور یہ بات کچھ اون لوگون پر موقوف نہین کیونکہ اس وضع کی
طبیعت سب بہادرون کی ہوتی ہے خواہ کسی قوم خواہ کسی مذہب اور رنگ روپ کے ہون البتہ

اگر اوس سے ختائی واقف ہوتے تو ہزارون آدمی جو بعد لڑائی کے گرفتاری کے خوف سے ڈوب مرے
بچ جاتے لیکن چونکہ دستور ہے کہ آدمی جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی اورونکو جانتا ہے اون ختائیون نے یہی سمجھا کہ انگریز
بری طرح سے پیش آوینگے اور عذاب سے ہم مارے جاوینگے حالانکہ جیسی انگریز کی جرأت اور حکمت کا شہرہ ہے اوس سے زیادہ اونکی رحم و کرم کا آوازہ ہے
الغرض آننک ہٹی کا قلعہ اس طور سے ہاتھ آیا اور میجر پراٹ صاحب نے قلعہ شمالی وآن تانگ پر ڈیڑھ ہزار
ختائیون کو شکست دیکر نشان انگلستان کا بلند کیا اور جب اسی طرح سے بوگ کے تمام قلعے فتح کیے گئے
اور سوا اون ختائیون کے جو میدان جنگ پر خواب واپسین میں پڑے رہے باقی سب پریشان ہوکر
بھاگ گئے اور نمیسس جہاز نے ٹنبکاک کے قریب جو معسکر ختائی تھا اوس سے چینیون کو بم کے گولون اور
چھرون سے بھگا دیا اور اوس جا پر ایک دشمن مقابلے پر نہ رہا لیکن خبر پونہچی کہ اوس جگہ اور ہوام پو کے
درمیان ایک مورچہ ختائیون نے نہایت مستحکم کرکے دو ہزار فوج اور سو اسی توپون سے آراستہ کیا
ہے غرض ستائیسوین تاریخ کو کپتان ہربرٹ صاحب پانچ جہاز اور دو دخانیون کو لیکر وہان پونہچے اور ختائیون نے بھی
بڑی جوانمردی کی اور برابر توپین دیر تک چلین لیکن بہادری سب بے سپہ گری کے بیکار رہے اور اسی جہت
سے باوجودیکہ ختائی خوب لڑے لیکن آخر پسپا ہوئے غرض اس شکست سے ختائی سخت متحیر ہوئے کیونکہ یہ فوج چیدہ اور
جنگ آزمودہ تھی اور صوبہ ہونان سے مخصوص اسیواسطے منگوائی گئی تھی کہ انگریز کو شکست دیوین لیکن جب
یہ ٹھہر گئے سمجھے کہ اب حکمت عملی سے اونکو رکدینا چاہیے چنانچہ پھر اونھون نے مصالحے کی بات کہلا بھیجی
اور کپتان ایلیٹ صاحب کی آنکھون میں خاک ڈالی اور مطابق اوسی سادہ دلی کے جو صاحب میں کئی دفعہ پائی
گئی اونھون نے جنگ کی امتناع چار روز کے لیے کروادی اسی عرصے میں یعنے مارچ مہینے کی دوسری
تاریخ کو میجر جنرل ہیوگاف صاحب بہادر آن پونہچے اور افواج خشکی کے سالار ہوے اور یہ وہی بزرگ تھے
جو بعد اسکے لارڈ گاف ہوے اور فرنگستان کی لڑائیون کی ناموری کو سکھون کو کئی دفعہ شکست دیکے
اور آخر ملک پنجاب کو فتح کرکے زیادہ کیا اور اونکی مرضی کے مطابق اگر کپتان ایلیٹ صاحب عامل ہوتے تو ختائیون
کی نقرہ بازیون کیطرف التفات نکرکے برابر اونکو شکست دیتے ہوئے شہر کانٹان میں فتح کا نشان بلند
کرتے لیکن تیسری مارچ کو حاکم کانٹان نے آنکر ایسا افسون اونکے کان میں پڑھ دیا کہ چار روز تک

بحر انگریز کا لنگر نہ اوٹھا اور سوا اسکے صلح کی واقع ہونیکا یہان تک یقین ایلیٹ صاحب کو ہوا کہ بے تامل اونھون نے یہان سے سپاہی جو بنگالے کی پلٹنون سے خاص لڑنے کو اپنی خوشی سے آئے تھے رخصت کر دیے اور ایسے وقت مین ایک تو تھوڑی سی فوج انگریزون کی تھی ہی تھی اور بھی کم ہو گئی غرض چوتھے روز اس خواب غفلت سے صاحب کی آنکھہ کھلی اور ساتوین مارچ کو پھر اس امر کی اونھون نے شہرت دی کہ ختائیون نے دغابازی کی اور اتنی فرصت تدبیر صلح کے لیے نہین مانگی تھی غرض لڑائی جو پھر شروع ہوئی جتنی گڑھیان دریا کے دو کنارے پر انگریزی بحر کو شکست دینے کے لیے مکاؤ سے کانٹان تک اس قلیل عرصے مین بنائی گئی تھین ایک بعد دوسرے کے فتح کی گئین اور سمندر کی راہ سے کئی جہاز شہر کانٹان تک پہونچے اور نیمیسس آہنی دخانی کشتی نا ولیکر دوسری طرف سے ایک نالے کی راہ سے گیا اور تن تنہا سات گڑھیون کو اوسیطرح سے مسمار کر کے جیسا لڑکے چونٹی کی مانند کو ٹھوکرون سے گرا دیتے ہین وہان کی بالکل توپون کو جو سو سے زیادہ تھین چھین کر نیحک دانی مین لوہے کی سیخ مار کے غرق آب کر ڈالا اور نو جنگی جنگ پر تباہی لاتا شہر کانٹان مین آن پہونچا اور اس لڑائی مین ایسا ایسا کام اوس نے کیا کہ خود انگریزون کو تعجب ہوا حالانکہ کمتر کوئی بات ہے جس سے ہم لوگون کو تعجب ہوتا ہے چنانچہ فرنگ کی حکمت نے یہ یہ تماشا دکھلایا ہے گویا حیرت کا لفظ لغت سے خارج کر دیا گیا ہے اور ختائیون کا دم اوسکے دیکھتے ہی خطا ہو جاتا تھا اور اونھون نے جب ملاحظہ کیا کہ بغیر کھینے یا بادبان اوٹھانے یا اور طرح سے ظاہر کوئی قصد کرنے کے خود بخود یہ جہاز ہوا اور دھارے اور جوار بھاٹے کی سمت کے خلاف جدھر چاہتا ہے بے تامل چلا جاتا ہے اور دشمن کی صورت دیکھتے ہی بے پروا غنیم کی کثرت یا قلت کے طرفۃ العین مین اوس پر جا پڑتا ہے اور آن کی آن مین مارے گولون کے اندھا بنا کے چار سو پریشان کر دیتا ہے اور پناہ گیر ہونے کی فرصت نہین دیتا ہے سوا اسکے عمیق پانی یا کم پانی سمندر یا دریا یا ندی یا نالا اوسکے نزدیک سب یکسان ہین یہانتک کہ کھیتون کے ہاتھہ بھر پانی مین دشمن کو رگید کے چھیڑے چھیڑے کر ڈالتا ہے یہ حال دیکھکر ختائیون نے اوس دخانی کا نام بچہ شیطان رکھا چنانچہ اب تک اوسکا چرچا رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ دخانی نے ایسی

جگہہ پر پہنچکی ختائیون کی بحرون اور گرہیون کو شکست دی اور نقصان کیا ہی کہ اوسکے ناخدا کپتان ہال
صاحب بہادر کو عہدہ میر بحر کا اگر دیا جاتا تو اوسکی شجاعت اور علم جہازرانی اور چستی اور چالاکی اور عقل اور
تجربہ کاری کے مقابل مین شبہہ کم ہوتا اور اگرچہ اونکو یہہ پایہ ضابطہ کے روسے نہین مل سکتا تھا اور
نہین ملا لیکن شادباش جو خاص و عام ادنی سپاہی سے امرای لشکر اور ملکہ انگلستان تک نے کہا
یہی کیا کم ہی بلکہ ایسی طبیعت کے شخص کے دلمین اتنی قدردانی بخشش سلطنت سے زیادہ ہی الغرض
تیرہ دن کے بیچ مین انگریزون نے مقابلے کے تمام دشمنون کو صاف کرکے شہر کانٹان کے
سامنے لنگر کیا کہ اتنے مین بدستور سابق پیغام صلح کا ختائیون نے پھر بھیجا اور الیٹ صاحب نے باوجود
اپنے تجربون کے پھر قبول اوسی شرط پر کیا کہ تجارت پھر شروع ہووے اور اگرچہ مثل مشہور ہے کہ بنیا بڑا جبر
ہوتا ہے چنانچہ لفظ بنیاپن جزرسی کی تعریف مین مستعمل ہوتا ہے لیکن اس بزرگ مین خلاف قاعدہ عام
کے بیوقوفی اور بنیاپنی کی حالت مساوی تھی اگر اگلے سے تجربہ نہ بھی ہوا رہتا تو عین اسی معرکے مین
دو ایک امر ایسے وقوع مین آئے کہ بجز الیٹ صاحب کے تمام لشکر کے لوگ ادنی سے اعلی کو یقین کلی ہوا
کہ تدبیر کرکے دغا دینے کے لیے مصالحے کا امر درپیش کیا گیا ہی چنانچہ فرمان فغفوری کشن کی معزولی
اور ایک شخص مسمی یانگ کی بحالی کے باب مین صادر ہوا اور کشن کے دوسرے قصورون سے بدتر
یہ ٹھہرا کہ الیٹ صاحب کے ساتھ صلح کی گفتگو اوس نے کی تھی سوائے اسکے ایک تاتاری مسمی لیشان بیجین کے
فوج خاص سے چیدہ سالار مقرر ہوکر یہ حکم پاکر یانگ کے ہمراہ آیا کہ جاؤ اور ایک باغی یعنی انگریز کو باقی نرکھو
اور خبر یہ ہوئی کہ قبل حکم شہنشاہی پہونچنے کے ننگ پو مین جو انگریز سب مقید تھے چھڑا کے
لائے گئے تھے والا اونکی بڑی خرابی ہوتی کیونکہ فغفور نے حکم کپتان آنسٹروتھر صاحب
کے سرکاٹ ڈالنے کا بھیجا اور حالانکہ اوس شہر کے حکام کو اس صاحب نے اپنی
خوش طبعی خصوص مصوری سے نہایت راضی رکھا تھا اور سبھون کی تصویر کھینچ کھینچکر
اپنے سے مالوف بہت کیا تھا لیکن اون لوگون کو یہہ مقدور نتھا کہ بت کو راہ دیکر
حکم فغفوری پر عامل نہوتے اس اس طور کے امرون سے سب پر ظاہر تھا کہ شعبدہ

مصالحہ کا صرف شکار کی ٹٹی تھا تاکہ اوسکے پیچھے بیٹھکر نشانہ بخوبی کیا جاوے لیکن صاحب منٹ گومری اونکی
باتون نے مثل افسون کے اثر کیا اور بیسوین ماہ مئی تک اون لوگون کو پھر مہلت ملی اور اودھر وے
جنگ کی طیاریمین مصروف رہے ادھر کپتان صاحب سب کچھہ بھول بھال کر چاہ کی خریدمین تن مشغول ہوئے
القصہ اکیسوین تاریخ کو اوںھون نے اشتہار دیا اور انگریز اہل تجارت کو شہر کانٹان کے قریب جانے
کو منع کیا اور دس بجے اوسی شب کو ختائیون نے کئی ایک بیڑہ باندھکے اور اوسپر دستور سوزندہ
مصالحہ بھر کے بحر انگریزی کے رخ پر بہا دیا لیکن اس چالاکی اور ہوشیاری سے انگریزون نے اوسکے
رخ کو بدل دیا کہ اپنے نقصان ہونے کے سوا اون بیڑون نے بہت سے ختائی جنگ کو جلا دیا سوا
اسکے معاً ان بیڑون کے چھوڑنے کے ختائیون نے ایسے ایسے مقام سے گولا مارنا شروع کیا جہان
کسی کو گمان گڑھی یا توپ کے رہنے کا نتھا اور بڑے بڑے چو گھڑون اور بیڑون پر توپین لگا کے
بحر انگریزی کے مقابل آئے اور دفعتہ کوئی دوسی جنگ جنگی نمود ہوے لیکن منٹیس و ختائی نے صبح ہوتے
ہی اونپر حملہ کیا اور تین گھنٹے مین نصف سے زیادہ کو غرق آب کر دیا اور باقی کو ایسا بھگایا کہ پتا نہ لگا اسی
عرصے مین تین اور جہاز انگریزی سے نے شامین کے قلعے والون کو مار کے گولو سے نکے بھگا کے توپون کو چھین لیا
غرض چوبیسوین تاریخ تک فوج اور بحر انگریزی باوتند کے سبب جمع ہونے پائین اور یہ وقت فرصت پاکے
ختائیون نے انگریزی تجارت کی کوٹھی کو جو شہر کانٹان مین تھی ایسا لوٹا کہ تنکا نہ چھوڑا مگر انتقام کا دن چار
ہی پانچ روز مین پہنچا کیونکہ پچیسوین تاریخ کو قصبہ ننگھاسی کو فتح کر کے کولی گیارہ بجے دن کو فوج انگریزی
کی چار تقسیمین کی گئین اور ایک ایک حصہ کو حکم اون چار قلعون کو فتح کرنیکا ملا جو شہر کانٹان کی حفاظت کے
لیے فصیلون کے قریب واقع ہین حاصل یہ کہ گھنٹے بھر کے عرصے مین انگریز کا نشان چارون کی برجون
پر پہنچا حالانکہ ختائیون نے چندے دلیری کے ساتھ سامنا کیا غرض یہان جب دخل ہوا تو معسکر ختائی
پر جو کوئی پاؤ کوس کے فاصلے پر نہایت مضبوط قلعبندی کے ساتھہ کثرت سپاہ اور توپخانے سے آراستہ
تھا حملہ کیا گیا اور صرف دو گورے کی پلٹنون نے ایک ہی دھاوے مین اردو کے اندر اپنے کو پہنچایا
اور بدستور ختائیون کو بجز بھاگ جانے کے چارہ نملا اگرچہ گولہ اندازی اونھون نے جیسی چاہیے کی

اور شہر کانٹان کی توپون سنے زنجیری گولہ اور چھرا علے الحساب مارا ہے یہ سب مقام جب ہاتھہ لگا گویا کانٹان فتح ہوا کیونکہ گولی بھر کے ٹیپے پر شہر کی چار دیواری اور قلعہ بندی تھی اور قلعون کی توپون کا منہہ اگر خود ختائی اہل قلعہ شہر کیطرف پھیر دیتے تو مسمار کر ڈالتے چہ جائیکہ انگریزون کو ایسا موقع ملے چنانچہ جونہین اونکا دخل وہان ہوا ایک ماندرین نے سفید نشان علامت صلح و امان کا اوڑایا اور لارڈ گاف بہادر کے قصد کو موقوف رکھا اتنے مین آفتاب غروب ہوا اور صبح تک عوض لینا اوس شہر سے جہان اہل فرنگ کو بار بار اور خواہ مخواہ اور بےبسی کے سبب سے ذلت و تنگ و رنج اوٹھانا ہوا تھا موقوف رہا اس عرصے مین شہر کے ہزارہا بلکہ لاکھون باشندون نے کچھہ کچھہ نقد و جنس لیکر راتون رات فرار کرنا شروع کیا اور اون عورتون نے پردے کے باہر قدم کبھا جنکا سایہ اپنے دروازے کی دہلیز پر بھی کبھی نہ پڑا تھا بڑی ہل چل لا دنی اور اعلی کے گھر دن مین پڑگئی اور پریشانی سب کے عائد حال ہوئی آخر کار جونہین فجر کی سپیدی نظر آئی اور ادھر سے تیاری حملے کی ہو رہی تھی کہ ماندرینون نے فصیلون پر آکر واسطہ خدا اور حضرت عیسی کا دیا کہ ایک روز کے لیے جنگ موقوف رہے تاوقتیکہ جواب اوس پیغام کا نہ آوے جو کپتان الیٹ صاحب کے نزدیک بھیجا گیا تھا اگر اس بات کیطرف التفات نکی جاتی اور چھرون کی دو ایک باڑہ سے شہریون کو کیفیت انگریزی گولہ اندازی کی معلوم ہوتی تو بار دیگر کے لیے اونکو عقل ہوتی اور اگرچہ یہ امر خلاف قاعدہ جنگ کے درمیان لیر دشمنون کے ہمیشہ مشہور ہے لیکن ختائیون نے کئی دفعہ ایسی غداری کی تھی کہ اونکی نسبت مین ایسی رسم کو راہ دینی نامناسب تھی القصہ جنگ ایکروز کے لیے موقوف رہی اور دوسرے دن ستائیسوین تاریخ کو سب سامان ہلاکت کا تیار تھا یہانتک کہ مشتعل توپون کی جل چکی تھی کہ اتنے مین پروانہ الیٹ صاحب کا آن پہنچا اور اوسکا مضمون یہ تھا کہ تین شرط کے ساتھہ صلح ختائیون سے ہوئی اول یہ کہ چھہ روز کے اندر تین ماندرین جو لڑائی کے انجام کار کے لیے فغفور کے یہان سے بھیجے گئے اونکے ساتھہ جتنی فوج آئی تھی جو صوبہ کوانگ تانگ کے متعلق نتھی شہر سے رخصت ہو کر تیس کوس پر جا رہے اور ادھر قدم نہ اوٹھاوے دوسری یہ کہ ایک کرور بیس لاکھہ روپیہ زرتاوان ہفتے روز کی میعاد مین سرکار انگریز کو دیا جاوے اور تیسری یہ کہ

جب تک ان دونون شرطون پر عمل کیا جاوے فوج انگریزی اہی جگہہ پر مستعد رہے اس واہیات وضع کے
عہدنامہ کو دیکھکر تمام انگریز نہایت ناراض ہوے لیکن مجبور تھے چپکے رہے کیونکہ اگرچہ امراے فوج ادر رکھے
رہتے اور کپتان الیٹ صاحب کے پاسنگ مین زمین و آسمان کا فرق تھا لیکن کپتان صاحب قبل سے
سفیر شاہ لندن کے تھے گویا بادشاہ کی جا پر متصور تھے اوس باعث سے اونکے حکم کے تابع
سب تھے غرض چار روز صلح کے نہین گذرے تھے کہ دفعتہ کوئی پندرہ ہزار ختائی دور سے دکھائی
دیے کہ غول باندہے اور شور کرتے اور نقارہ اور ڈھول بجاتے اور شیخی سے اچھل اچھل کے پیترا بدلتے
اور بکر کود کودتے لڑائی کے قصد سے چلے آتے ہین اور چونکہ خبر دارون نے خبر پہنچائی تھی کہ انگریزون
کی فوج کل بائیس سو سے زیادہ نہین ہے اونہین ان لوگون کے شکست دینے بلکہ پائمال کرنیکا
ایسا غرور پیدا ہوا تھا کہ مارے خوشی کے کلیل کرتے بڑی ڈھٹائی سے مقابلے کو آئے یہ حال
دیکھتے ہی لارڈ گاف بہادر نے سینتیسوین پلٹن مندراجی سپاہی اور انچاسوین پلٹن سے گورے کی
خیدکمپنی کو سامنے بھیجا حاصل یہ کہ بندوق کی چار پانچ باڑہ مارتے ہی ختائی پس پا ہوے
اور جیون جیون فوج انگلشیہ آگے بڑھی اونکی سپاہ پیچھے ہٹی آخر ایسی شکست کامل اونکو ہوئی کہ
ڈیڑہ ہزار لاش میدان جنگ مین رہگئی اور کوئی پانچ ہزار سے زیادہ آدمی سخت مجروح ہوے
اور باقی جدہر سے آئے تھے اودہری بھاگے اگر تعاقب کیا جاتا تو کئی ہزار کا قصہ فیصل ہوتا
لیکن لارڈ گاف نے رحم کھا کے اور بیش و کم کی لڑائی سمجھہ کے پیچھا کرنے نہ دیا غرض یہ غول
ختائیون کا جو نہین پریشان ہوا دوسرا ایک مجمع کوئی چھہ ہزار آدمیون کا پہاڑ سے اوترتا نظر آیا
اور اوسی وقت طوفان آیا اور بادل نے گرجنا اور مینہہ نے برسنا ایسا شروع کیا گویا ختائیون
کا ساتھہ دیا کیونکہ باروت جو بھیگی تو اکثر بندوق بھک کھا کے رہگئی اور بجز سنگین لگانیکے دوسری
صورت نہ پائی یہ حال دیکھتے ہی ختائیون کی جرأت بڑھی اور قریب آن آن کر بلم برچھی تو مارتے
ہی تھے ایک اور طرح کے حربیکا استعمال کرنا شروع کیا جس سے زیادہ لوگ متحیر ہوے اوسکی
صورت یہ تھی کہ لمبی سی چھڑی مین لوہے کی انکسی شکل منہی کے لگی تھی اوسی سے اول

سب کی پوشاک کو گرفت کر کے تین چار ختائی ملکے اوسے اپنی طرف کھینچ لاتے تھے اور تلوار سے سر کاٹ ڈالتے تھے اسیطرح سے کوئی ڈیڑہ سو آدمی انگریز کے مارے گئے آخر کو جب لارڈ گاف نے دیکھا کہ سب بندوقین نکمی ہوگئین اور اسیطرح حملے بنی کے کھیل مین لوگ نقصان ہونے لگے ہلے کا حکم اونکو دیا تب ختائی پس پا ہوے اور آدھ گھڑی کے بعد بے تحاشی بھاگ گئے اس حملے کے قبل مندراجی سپاہی کی سینتیسوین پلٹن کی ایک کمپنی قریب ساٹھ سپاہی کے اور تین انگریز افسر کو لارڈ گاف نے چھبیسوین پلٹن کے گورے کے ساتھ باہم ہونے کے لیے بھیجا اس عرصے مین اور فوج انگریزی نے ہلہ کیا اور ختائیون کے تعاقب مین دور نکل گئے اور یہہ کمپنی راہ بھول گئی کیونکہ پانی کی بوچھار اور آندھی سے کچھہ سوجھتا نتھا اور اس وقت کھیتی مین سیلاب ایسا ہوا کہ نشان سب ڈوب گئے اور اس کرے مین کسیکو کچھہ خیال نرہا کہ کس رخ سے آئے تھے اور کدھر کو جاتے ہین کہ اتنے مین دیکھتے ہین کہ کوئی تین ہزار ختائی ایکطرف سے آن پہنچے اور اپنے گروہ کو کثیر دیکھکر حشرات مچاتے اور کلیل کرتے اور انواع طرح سے دھمکی دکھاتے چارون طرف سے گھیر لیا اسی عرصے مین پانی جو دم بھر کے لیے رکا سپاہیون نے تین چار بارٹھہ متواتر اس نشانے کے ساتھہ ماری کہ ختائی پیش قدمی سے دباتے ہوے چلے آتے تھے رکے لیکن پھر جو پانی برسنے لگا ایک پتھر کلا بھی کام نرہا اور اوسی روز کے تجربہ سنگین سے ثابت ہوا کہ پتھری والی بندوق کی کچھہ حقیقت ٹوپی دار بندوق کے سامنے نہین ہے اور اگر دوسری کوئی فوج ہوتی تو لا محالہ یا امان مانگتی یا پیٹھہ پھیرتی لیکن انگریز کے قواعد جنگ اور ضوابط ایسے معقول ہین کہ یہہ ساٹھہ سپاہی تین ہزار سپاہی سے مطلق خائف نہوے اور ویسے ہی دلجمعی کے ساتھہ کھڑے رہے جیسا کہ ایام صلح مین اپنے اردو کے سامنے صبح و شام کو مشق قواعد کرتے ہین اور تین انگریز افسر ہاڈفیلڈ صاحب اور بر کلی اور ڈنبرو صاحب نے ان جوانون کی چوکھی صف باندھی اور چارون طرف کی چوٹون کا جواب دیا اور کام ان بہادرون نے یہہ کیا کہ بندوقون سے بھیگا توتا نکال اور گھٹنے بھر پانی مین تو کھڑے ہی تھے اوسمین بندوقون کو دھو دھو کر اور اپنی پگڑی عو وردی کی ٹوپی کے نیچے تھی اوسے پھاڑ پھاڑ کر نال کو خشک کر اور ٹوپی کی آڑ مین بوچھار سے بچا کے

دوسری بار رہت سے گولی بھر کے دشمنون کے سردارون کو مارتے تھے اور سنگین سے اون جو توڑ
جواب دیتے تھے جو قریب آن کر خطائی مارتے الغرض کوئی ڈیڑھ گھنٹے تک حال یہی رہا کہ یہ چند آدمی
بیچ مین اور وہ ہزارہا غنیم چارون طرف دس بارہ قدم کے فاصلے پر شور قیامت برپا کیے نیزہ بلم
مارتے رہے اور اگر ایک بھی حملہ مردانہ کرتے تو انگریز کا ایک آدمی نہ بچتا کیونکہ جب ادھر ساٹھ اور ادھر
تین ہزار تھے تو حساب صاف ہے کہ ایک کے اوپر پچاس تھے اور حملے مین بہت مارے جاتے تو
ایک کے ہاتھ سو ایک گر پڑتا باقی انچاس تو کفایت کرتے لیکن بزدلون کو کہان یہ سوجھتا ہے اون مین ہر
شخص بھی جانتا ہے کہ اگر آگے بڑھا تو مین ہی مارا جاؤنگا اور دوسرون کو چھوڑ کے آڑ بڑا کے مجھی کو صاف
کر نکلیگے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر ایسا ہوا کہ ایک بہادر نے سو آدمی کو روک رکھا خیر جب خطائیون نے
دیکھا کہ برابر کی لڑائی مین یہ ساٹھ شخص سب پر بھاری تھے بعض جو سب بودون کے بودے تھے
ایک توپ کی فکر مین گئے اور ڈھونڈھ کے لائے اور کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر اس ڈھب سے
لگایا کہ اگر بے نشانہ باندھے بھی یون ہی اندھا دھند مارتے تو اون چند آدمیون کو ایک لمحے
مین صاف کر دیتے تب تو اون بہادرون کو خوف ہوا کہ اس توپ کا جواب ایسی تنگ جگہ مین دینا
دشوار ہی اب اور چارہ نہین بجز اس کے کہ حملہ کر کے توپ کو چھین لیجیے یا اسی قصد مین مرجایئے یہ
سوچ کر ہاڈفیل صاحب ویسے ہی حکم دینے پر تھے کہ ایک صدا بلند ہوئی اور دو کمپنی جہازی سپاہ
کی جو اون لوگون کی تلاش مین بھیجی گئی تھی نظر آئی عجب طرح سے حافظ حقیقی نے یہ مدد بھیجی اور عجب وقت
مین بھیجی کہ کوئی صورت دم بھر بچنے کی باقی نہ تھی الغرض ان گورے پیادون کا سامنے آنا اور باڑہ
مارنا تھا کہ خطائی بدستور بھاگ گئے * باوجودیکہ اہل چین نے بار بار دغا دی تھی اور ان کی باتون کا
مطلق اعتماد نہ تھا اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر حکم شہر کا نشان پر سلہ کرنیکا دیا جائیگا تو دولت انبوہ دیگر خطائی امان
مانگینگے لیکن اپنی وضع راستی کی جو انگریزون نے ہمیشہ رکھی ہے اور وہ زیادہ تر باعث اونکے
بخت اور اقبال کے رونق کا ہے اوسکے خلاف مطلق وقوع مین نہ لائے اور جو نہین کروڑ روپیہ
فدیہ کے روپیون سے وصول ہوا لشکر انگریزی جہازون پر سوار ہو کر جزیرہ ہانگ کانگ مین

مقیم ہوا ٭ اسی عرصے مین لندن سے خط آیا کہ ملکہ وکٹوریہ اور وزرای انگلستان کو کپتان ایلیٹ صاحب کا رویہ اور طرز تواسیا ناگوار ہوا معلوم ہوا کہ سفارت کے عہدے سے اونھین معزول کر کے سر ہنری پاٹنجر بہادر کو جنہون نے حیدر آباد سندھ اور دوسرے کئی مقام پر ہندوستان مین بڑا نام کارگذاری اور مدبری کا پیدا کیا ہے اوس عہدۂ جلیل القدر سے سرفراز کیا گیا اسی جہت سے جون مہینے کی پہلی تاریخ سے اگست مہینے کی دسوین تک تا وقتیکہ نیا سفیر نہین پہنچا تھا کوئی امر قابل ذکر کے وقوع مین نہ آیا بجز اسکے کہ بڑا طوفان جسکو ختائی زبان مین ٹیفون کہتے ہین اور جسکا سال مین کئی دفعہ بحر مشرق اور ختا کی سر زمین آنا واجبات سے ہے اوسی زور و شور سے آیا جس کا ایک شمہ راقم نے جلد اول مین بیان کیا ہے اور اوسمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا اور کپتان ایلیٹ صاحب اور سر گارڈن بریمر امیر البحر جہاز پر مکاؤ سے آتے تھے کہ راہ مین یہ طوفان ملا جو کچھ بہ مقدور ہو سکا جہاز کو تباہی سے بچانے کے لیے کیا گیا لیکن علم ناخدائی ایسے ایسے مقام پر صرف ہونے سے حاصل اتنا ہے ہوتا ہے کہ انسان کی قدرت اور حکمت کی بیکاری کا ایسا تجربہ ملتا ہے کہ محض لاپروا اور بیہودہ شخص کو بھی خدا یاد آتا ہے ٭ اکیسوین جولائی کو اس گردباد نے جہاز کو اپنے دامن مین لپیٹ کے دوسرے روز کنارے پر ایسا پٹک دیا کہ ایک تختہ ثابت نہ رہا بڑی خرابیون سے تیس شخص بچے اور جب سمندر کے نہنگ کے دہن سے مثل یونس ع کے نکلے ختائی مچھوے جو کنارے پر ملے اونھون نے سب کا کپڑا لتا چھین لیا بلکہ قصد مار ڈالنے کا کیا کہ اتنے مین قضیۂ اتفاقی سے ایک شخص چینا آ گیا جو کپتان ایلیٹ صاحب سے واقف تھا اور اوس نے چھ ہزار روپیہ کا انعام قبول کروا کے دو ڈونگے پر چار انگریز یعنی سر گارڈن بریمر اور کپتان ایلیٹ صاحب اور دوسرے دو صاحبون کو چڑھا کے مکاؤ مین پہنچا دیا لیکن وہان پہنچتے پہنچتے تک بھی سلسلۂ خطرہ باقی رہا کیونکہ راہ مین ختائی جنگی ملا اور اوسکے ناخدا نے ڈونگے والے سے پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو اوسنے بے تامل جواب دیا کہ چانول اور چونکہ انگریز کشتی کے تلے چٹائی اوپر سے اوڑھے لیٹے ہوے تھے بچ گئے ورنہ اگر ذرہ سا بھی شبہ ہوتا تلاشی مین کیا معقول تین شکار ماندرینون کے ہاتھ لگتے کہ بے لڑائی بھڑائی

یا تر دیے انگریز کے کیسے بڑے سردار مفت قبضے مین آئے غرض موجون اور ڈکیتون سے خصوصًا
مانڈرینون سے جو دونون خطر سے زیادہ تھے کیونکہ سمندر کی بیرحمی اور ڈکیتون کی خودغرضی اون
مین باہم تھی یہ لوگ بچ کے مکاؤ مین آئے اور اون ملاحون کو قول و قرار کے علاوہ جیسا چاہیے تھا خوش کیا
القصہ نئے سفیر سر ہنری پانجر اور نیا امیر بحر سر ولیم پارکر کے وارد ہوتے ہی طیاری شمال
کی طرف جانے کی ہوئی اور بیسوین اگست کو سارا سامان مہیا ہوا اور تمام بحر و بر جزیرہ ایمائی کے
سر کرنے کو روانہ ہوئی اور چھبیسوین کو وہان لڑائی ہوئی جسکا حال جلد اول مین بیان ہے
حاصل یہ کہ یہان بھی بدستور فتح پائی اور پانسے توپون کے قریب غرق آب یا اور طرح سے
نقصان کی گئین غرض یہان پر ساڑھے پانسو سپاہی اور تین جہاز حفاظت کے لیے چھوڑکر
بحر انگریزی پانچوین ستمبر کو جزیرہ چوزان کیطرف چلی اور وہان پر ایسی قلعہ بندی نظر آئی کہ سب کو
حیرت ہوئی اور اگرچہ صرف سات مہینے انگریزون کو چھوڑے ہوے گذرے تھے لیکن اس عرصہ قلیل مین
مین ایمائی کی قلعہ بندی کی طرح یہان پر کوس بھر تک اونھون نے گڑھیان بنائین تھین اور
قریب دوسو توپون سے آراستہ کی تھین اور ایسی جلدی مضبوطی جو دیکھنے مین آئی سب کو یقین کلی
ہوا کہ دیوار ختا اور نہر ختا کے عرصہ قلیل مین تیار ہونے کی روایت درست ہے + ساحل دریا کے
علاوہ جتنے ٹیلے اور ٹیکرے قریب واقع تھے سب پر توپین اس انداز سے چڑھی تھین کہ اگر ختائیون
کو گولہ اندازی کا کچھ بھی شعور ہوتا تو کیا مجال تھی کہ ایک جہاز اوس مہلکے سے ثابت گذر سکتا سوا ا
دریا کے دھارے ایسے بنڈے سے تھے کہ چھتیسون رخ بہتے بہنے سے تنکے کے ٹکڑے ہو جاتے
تھے اسی جہت سے پچیس روز جہازون کو اس منزل کوتاہ کے طے کرنے مین لگے اور پہلی
اکتوبر تک لڑائی نہین ہوئی غرض اوس روز لارڈ گاف بہادر بندرہ سے سپاہ کی ایک تقسیم اور ہزار
سپاہ کی دوسری تقسیم کشتیون پر چڑھا کے کنارے پر اوتر کر قلعے کی پہلو کی طرف سے حملہ کرنیکا حکم
دیا چونکہ فوج انگریزی ہمیشہ ہر مقام پر بہادری کرتی ہے خواہ دشمن قلیل یا کثیر خواہ ہم قوم یا غیر کفو ہو
خواہ شب یا روز خواہ خشکی یا تری خواہ جاڑے یا گرمی مین مقابلہ ہووے اس لیے راقم اونکی جرأت کے

باب مین کبھی کچھ لکھنا نہین کہ جب یہی خاصہ سپاہ انگریزی کا ہے اونکی بہادری کی تعریف ویسی ہی زیادتی ہے جیسے حاتم کی تعریف سخاوت مین تھی غرض اس مقام پر گورے کی پچپن پلٹن نے جو کام کیا قابل ذکر کے ہے چنانچہ ختائی فوج ایک ٹیلے کی چوٹی پر سے توپ اور بندوق سے بوچھار گولیون کی کرتی تھی اور یہ پلٹن نیچے سے دھاوا مارکے اوپر پہنچی اور دشمن کو شکست دی باوجودیکہ اوس عروج وصعود مین ختائی سر پر سے بے تحاشہ باڑہ مارتے تھے اور انگریزون کو ایک گولی چلانے کا موقع نہ ملا الغرض لشکر شاہی اور سرکار کمپنی کی سپاہ ملکی اور انگریزی خشکی او بحری نے جو حق جوانمردی کا تھا ادا کیا اور تمام گڑھیون کو قبضہ کر لیا اور انگریز کا نشان فتح توامان شہر ننگہائی پائے تخت ہوزان مین بلند ہوا بعد اسکے جب شہر چنگہائی کیطرف جو اوس جگہہ سے کوئی چوبیس کوس دریائے ینگ ٹسی کے بائین کنارے پر واقع ہے جانا اور فتح کرنا منظور ہوا تو جو سپاہی ننگہائی مین حفاظت کے لیے چھوڑ کر ساتوین ماہ اکتوبر کو بحر انگلشیہ روانہ ہوئی اور صاحبان میر بحر و فوج دوخانی پر آگے سے گئے تا دشمن کی قلعہ بندی کی مضبوطی اور سپاہ کی جمعیت اور سامان جنگ کا حال قیاس کے بروسے اور جاسوس کے ذریعہ سے دریافت مین آوے چنانچہ معلوم ہوا کہ شہر مین تین ہزار چیدہ سپاہ تاتار اور قلعے مین چار ہزار جوان کارزار کئی توپون کے ساتھ متعین ہین اور دور دور تک چارون طرف گڑھیان اور صدہا توپ و سپاہ ہین اور مہانے پر بڑے بڑے ستون لوہے کے نوک ڈالے دریا مین گاڑے ہوے اور موٹی موٹی زنجیرون سے اون مین جعفری بندی کی ہوئی ہے اور دونون کنارے ختائی بحر جنگی توپون اور سپاہ سے آراستہ موجود ہین غرض حفاظت کے لیے جو کچھ کہ خشکی اور تری مین ضرور تھا وہان دیکھنے مین آیا لیکن وہی خامی جو ہر جگہہ نظر آئی یہان بھی باوجود اتنے تجربے کے موجود تھی اور وہی نقص عظیم جسکے واقع ہونے سے دنیا کی قلعہ بندی مثل لڑکون کے گھروندے کے بیکار ہوتی ہے یہان بدستور تھا اور تاکہ کسیکو شبہہ نرہے کہ یہ نقص کیا تھا کہنا چاہیے کہ قواعد جنگ کا رکن حفاظت پہلو ہے جیسا کہ بھکپتی مین سر کی چوٹ اناڑی سے بھی سہل مین رکتی ہے

لیکن کمر اور طپانچہ بچانا دشوار ہوتا ہے غرض ختائی سب اپنے شہرون کے سامنے قلعہ بندی کرتے تھے
اور یہ خیال نکیا کہ اگر سامنے نہ آکے دشمن پانچ چار کوس پر اوترا اور کاوادیکر دہنے بائین سے آوینگے تو
سامنے کے مورچے کیا کرینگے پس اگرچہ بھی قلعہ سازی کے علم سے واقف ہوتے تو دریائی دشمن
کے مقابلے کے لیے وہان پر گڑھی بناتے جہان ہلا مارنے اور پایاب کرنے کی جگہ تھی
لیکن اون مقامون کو چھوڑ چھاڑ کر قصداً غنیم کے لیے راہ رکھکر صرف زیر شہر مضبوطی کرتے تھے اور
اکثر یہی ہوا کہ جب جہاز سب گڑھی کے مقابلے مین آکر گولہ مارنا شروع کرتے تھے تو پیادہ لشکر پانچ
جگہہ دیکھکر فاصلے پر اوترکر پہلو پر آن پڑتا تھا اور دونون طرف کی چوٹون کے سامنے خصوص جب
کہ اوسکے مارنے والے انگریز تھے بیچارے ختائیون کو بھاگتے ہی بن آتا تھا اور اسیطرح کی ناواقفیت
علم قلعہ بندی سے شہر کانٹان کی لڑائی مین ظاہر ہوئی کہ حصار شہر کے قریب اور اوسکی دیوار سے
بلند ٹیلے واقع ہین جن پر ہر چند کہ حصار ہین لیکن پھر بھی خوف ہے جیسا کہ ظہور مین آہی چکا ہے
کہ اگر دشمن اونپر دخل کرے اور وہین کی توپون کا رخ خود شہر کیطرف پھیر دیوے تو حصار شہر مین کونسی
صورت حفاظت کی ہے جب کہ زیادہ بلندی سے قلعے کے گولے شہر کے اندر نہایت سہولت سے
پہونچ سکتے ہین اور حصار کے گولے بہت مشکل سے اگر فصیلون کے کنگرے تک جائے تو جائے
چنانچہ اسی وجہ سے اہل فرنگ کے جتنے قلعے دیکھیے سب کی چارون طرف میدان وسیع کئی گولون کے
ٹپے تک ہمیشہ رہتا ہے اور زادنی سا گھر تک وہان نہین بنے پاتا ہے جہان پر مطلق اندیشہ ہوتا ہے
کہ دشمن اوسکی آڑ سے سرنگ دوڑا سکتا ہے یا اور طرح سے فتح پا سکتا ہے ✤ الغرض جنگہائی
مین ختائیون نے اپنے طور سے جہانتک مضبوطی چاہیے تھی کی اور نوین تاریخ کو بحر انگریزی قلعہ بند
سے فاصلے پر لنگر کرکے شب بھر رہی اور صبح کو چار جہاز متعین ہوئے کہ قلعے پر سامنے سے گولا ماریں
اور دخانیون کو حکم ملا کہ پہلو سے باڑہ ماریں اور باقی پر فوج خشکی سوار ہوکر دہنے کنارے اوتر گئی غرض
جب امیر البحر نے اپنے جہاز کے مستول پر نشان جنگ بلند کیا جہازون نے ختائی بحر کا قصہ آناً فاناً
مین فیصل کر مزاحمت کی ٹٹی جو بیچ دریا مین کھڑی تھی توڑ تاڑ دہنے بائین کی گڑھیون کے لوگون کا

جواب قرار واقعی دیتے اصل قلعے کے سامنے جا پونہچے اور قیامت برپا کی اتنے مین پیادہ فوج کی تین تقسیمین ہوئین اور تین طرف سے خطائی کے تینون معسکر پر چلین دو جگہہ پر تو ایسا کچھہ کشت و خون نہوا کیونکہ فوج خطائی دو چار ہاتھہ لڑکے لمبی ہولی غرض تیسری جگہہ پر کوئی دس ہزار خطائی مورچہ باندھے کنارۂ دریا پر کھڑے تھے اور جب دیکھا کہ صرف پانچ سو گورے چار توپین لیے مقابلے کو آتے ہین شور کرنے اور چلاتے اور بعضے مسخرے دونون ہاتھہ سے تلوار پکڑ کر کودنے اور خوشی کے مارے ناچنے لگے کہ یہ جو کئی شخص آتے ہین ہم اتنے ملکر اونھین چٹنی کر ڈالین گے اس خیال سے انواع طرح کی لطیف حرکتین جو عوام بنگالی اور ماہی ہٹے کی مچھوئین اس کی ٹھکا فضیحتی ہین کرتی ہین کرنے لگے کہ پہلو کیطرف سے کئی پلٹنکا وہ دیتے صرف ہزار گورے کئی توپین لیے ان پونہچے ان کو دیکھتے ہی مسخرے خطائی سب تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور اکثر کی جتنی امید فتح کی تھی مبدل یاس جانکاہ سے ہو گئی اور صدہا کے ایسے چھکے چھوٹے کہ توپون سے صرف ایکدفعہ باڑہ مارکے دوبارہ کچھہ نکر سکے اور اونکی آنتین شل ہو کے بیٹھہ گئے غرض باقی نے دو پہلو پر دشمن اور پشت پر دریا موت کے آنے کی چارون طرف سے راہ اور اپنے محفوظ نکل جانے کی صورت منقطع دیکھکر تہور یاس سے خوب لڑے لیکن کہانتک انگریزون نے ایسی ایسی باڑہ ماری کہ ایک گولی خالی نگئی اور لاش پر لاش ڈھیر ہوتی چلی کہ اتنے مین خطائی صف پھٹی تب پوری خرابی اوس گروہ کی ہوئی حربہ پھینک پھینک ہزارہا پانی مین کود کر ڈوب مرے اور کئی سے جو کشتی کے پل پر گرتے پڑتے پونہچے اور اوس پار بھاگ چلے اونکا پیچھا چند گورون نے کرکے سب کو مار کے پانی مین ڈال دیا بہتون نے پیش قبض سے اپنا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اپنے کو ذبح کرنے اوس سردار فوج تاتاری جا پاکہ جسنے فغفور کو سابق ایکدفعہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر حکم خاقانی ہو تو وحشیان سوے سگون و چشم ازرق یعنی انگریزون کو ایک ٹٹی سے جال مین پھنسا کے اونکا گوشت گدون کو کھلا دیوے اور اونکی چمڑے سے فوج حضوری کے لیے توپین بنوا دی غرض اوس مرد بزرگ کی ساری شیخی اوس

رونشکل گئی لیکن جونہین اوس نے چھری گلے مین لگائی ایک انگریز نے ایسی ضرب تلوار کی ہاتھہ پہین
ماری کہ چھری ہاتھہ سے گر پڑی اور دوسرے قیدیون کیطرح اوسکی مشکین باندھی گئین اور جب بعد
لڑائی کوئی پانچ سو خطائی کو صرف چوٹی کاٹکے مخلصی دی گئی اوسکو بھی اوسی حال سے رہائی ملی + ادہر
یہ خرابی پیادہ فوج کی ہو رہی تھی اوس عرصے مین جہازون نے اصل قلعہ کو ڈھہن ڈالا اور ریزے ریزے
اوڑا دیا آخر الامر گیارہ نہین بجے تھے کہ فتح کا نشان چنگیانگ کی فصیلون پر بلند ہوا اور کسیطرح کے دشمن کا پتا
باقی نرہا اور یہانتک خوف اس لڑائی کے ہونے سے اونکو ہوا تھا کہ تیرھوین اکتوبر کو شہر ننگ پو کو
فتح کرنے جو فوج و بحر انگریزی روانہ ہوئی تو یہان سے وہان تک غنیم کی صورت نہ دکھائی دی بلکہ
جب صرف ہزار سپاہ شہر کے دروازے پر پہونچی خطائیون نے بے تامل دروازہ کھول دیا + چونکہ
جاڑے کے ایام آگئے بلکہ شدت سرما کا حال لوگون نے بیان کیا امیر فوج اور امیر بحر نے حکم دیا
کہ سپاہیون اور ہر طرح کے ہمراہیون کے لیے مکانات بنین چنانچہ ویسے ہی ہوا اور خطائی سب
اگرچہ پہلے خائف ہوکر گھر دروازہ چھوڑ چھاڑ کر چلے گئے تھے رفتہ رفتہ انگریزون کے عدل ونیکی
کا حال سنکر پھر آئے اور بدستور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئے اور انگریزون کو رسد
اور معمار ہی کا اسباب وغیرہ پہونچانے لگے حالانکہ فغفور کے فرامین مین مضامین تھے کہ ایک باغی سرخ بال والا وحشی یعنے
فرنگی بیجنے بنائے + یہ حال امن کا سنہ ۱۸۴۲ کی مارچ مہینے تک رہا اور انگریزون کو خیال ہوا کہ اتنی ہی مار
کھاکے پھر صلح و آشتی کی اہل خطا کو دوسری بات منظور نہین ہے اور اسی جہت سے شہر کے دروازے کی حفاظت
کی لیے چند پیادہ سپاہ کافی سمجھے گئے لیکن یہ سن سان اور طمینان مثل اوس سناٹے کے تھا جو قبل
آندھی کے ہوتا ہے کہ شجر چنار کی پتی تک جو ہر وقت تھرتھراتی رہتی ہے اوس وقت ہلتی نہین اور
تبس ہوتی ہے گویا طوفان کو زیادہ تیز و تند و ہولناک کرنے کے لیے قبل سے اجزائی قوت کو جمع کرنے
کی خاطر آرام کرتی ہے جیسا پہلوان قبل بدی کشتی کے سو رہتا ہے چنانچہ شروع ماہ مارچ سے
ہشیار لوگون نے دیکھا کہ رفتہ رفتہ خطائی دوکاندار وغیرہ اپنا مال و اسباب شہر سے باہر لیجانے
لگے اور اجنبی لوگ جوان قوی ہیکل دو دو چار چار کرکے آنے لگے غرض خطائیون کی اتنی حرکات

گمان کسیکو تھا کہ یہ پھر مقابلہ کرینگے لیکن آٹھوین تاریخ کو چند ختائی لونڈے جنکے باپ لڑائی مین مارے
گئے تھے اور اونکی یتیمی اور بیکسی پر اہل لشکر انگریز رحم کرکے کھانے پینے کو دیتے تھے اور وہ لڑکے
بھی بہت کام کاجی نکلے اور گورون کے ساتھ رہا کرتے تھے وہی خوف زدہ اور لرزان اور
ترسان شہر سے معسکر مین آئے اور اپنی زبان مین کہہ کہہ کر رونے لگے کہ کل پرسون تم سب مارے
جاؤگے اس سے زیادہ حال کچھ کھلا نہین اور شبہہ دغا کا جو اوس بیان سے پیدا ہوا تھا یا یہ یقین کو
اوسوقت پونہچا جب اوسی شب کو سب لڑکے دفعتہً معسکر سے چلے گئے اور پھر نہ آئے یہ حال دیکھکر
سب ہوشیار ہوے لیکن اوس شب کو کچھ نہوا غرض دوسرے روز لارڈ گاف بہادر کا چوزان
کیطرف واسطے تدبیر جنگ اور شورا کرنے کے لیے جانا تھا کہ اوسی شب کو ختائیون نے شب خون
مارنے کا قصد کیا اور امیر فوج کی غیر حاضری کو نہایت معقول موقع جانا حالانکہ یہ نہین سمجھا کہ انگریز کے
قواعد جنگ کے روسے ممکن نہین کہ کسی حال مین فوج بے سردار کے رہے کیونکہ اگر تمام افسر سپاہ
سالار سے ادنی تک ایک ایک کرکے سب کٹ جاوین تو ادنی سا تلنگی بھی اوسوقت سرداری کر
سکتا ہے الغرض دسوین تاریخ اور تین بجے رات کو دکھن دروازے کی فصیلون پر ایک ختائی سیڑھی
لگا کے چڑھا اور پہرے کے سپاہی نے جو کئی دفعہ ٹوکا اور جواب نہ پایا بندوق چھتیا کے ایسی
گولی ماری کہ اوس شخص کی لاش نیچے گر پڑی اس آواز کا ہونا تھا کہ دفعتہً ہلا اوس دروازے
اور مغرب کے دروازے پر ختائیون نے کیا اور سیڑھیان لگا کے شہر کے اندر شور کرتے ہوے
گھسے چند سپاہی انگریزی جو دکھن کیطرف پاسبانی مین تھے اوس جمغفیر کو دیکھکر باڑہ مارتے ہوے
پیچھے ہٹے لیکن مغربی دروازے پر لفٹنٹ آرم اسٹرانگ صاحب نے چند چیدہ گورون سے ہزارون
کو روک رکھا کہ اتنے مین طنبور معسکر انگریزی مین بجا اور کرنل منٹ گمری صاحب چار ہلکی توپین
اور سو گورے لیکر موجود ہوے پھر جو خرابی دشمن کی ہوئی ہے کیا امکان ہے کہ بیان ہوسکے
اور اوس کشت و خون کو پرانے پرانے سپاہیون نے دیکھکر بے مبالغہ کہا ہے کہ صدہا لڑائیان
اونھون نے اپنی آنکھون سے دیکھی تھین لیکن ایسی خونریزی کبھی نظر مین نہ آئی تھی مختصر یہ کہ دکھن کی

طرف جو ختائی آئے اور ساتھیون سے ملے تو ایک کوچے مین پھنسے اور ناکا روک لیے جو ایک توپ اور چند بندوقون کی باڑہ اونپر دفعۃً چلی لاشون کے ڈھیر ہوگئے اور کوئی سو قدم تک لاشون کا چبوترہ قد آدم سے زیادہ اونچا بن گیا اگر راستہ چوڑا ہوتا اور چارون طرف توپ مارنیکا موقع ملتا تو ایک ختائی نہ بچتا غرض ایک ہی توپ نے ایسا نقصان کیا کہ اگر رحم کھا کے انگریز باڑہ موقوف نکرتے تو اوسی ہی سے ہزارون ٹھکانے لگ جاتے تھے ساتھ اس حملے کے بحر انگریزی پر ختائیون نے ہلہ کیا اور جہازون مین آگ لگا دینے کے لیے سوا اوس طرح کے بیڑے کی ترکیب کی جو صدر مین بیان ہوئی اکثی کشتیون پر اقسام رنگ کے بکس اور پٹارے اوس وضع کے جس مین کمخواب اور پشمینے ختائی سوداگر رکھتے دھارے پر چھوڑ دیتے اور اوس مین اسطرح کے اجزا مرکب کیے ہوے بھرے تھے کہ ہوا لگنے کی دیر تھی چنانچہ ایک جہازی نے نیکالوٹنے کے قصد سے جونہین ایک بکس کو کھلا اس زور شور سے اوڑ گیا کہ اوسکا تو کیا پتا ملا کشتی کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور لمحہ بھر لرزہ زمین کو رہا الغرض یہ سب کچھ بیکار نکلا اور خشکی اور تری کے شبخون کے حملون سے بھی ثابت ہوا کہ انگریزون اور ختائیون کی جرات اور سپاہ گری مین اتنا فرق ہے کہ اگرچہ اونھون نے دغا سے شب خون مارا لیکن پھر کچھ نہوا حالانکہ اونکو غافل پایا اور طرہ سب پر یہ تھا کہ اس حملے کے واسطے دس ہزار چیدہ تاتار جرار اور قوم میاوزی کے کوہستانی انگریز کے دشمن جانی اس کام پر مقرر کیے گئے اور انعام دے دے کر بلائے گئے تھے ننگپو کے سوا چینگھائی سے کے انگریزی اہل قلعہ پر اوسی شب کو حملہ کیا گیا لیکن وہان کے لوگ بسبب اپنی گروہ کی قلت کے ایسے ہشیار تھے کہ ختائی دروازے تک پہنچنے نہ پائے +

ان دونون مقام پر اس بندوبست اور چالاکی سے ختائیون نے سارا سامان کیا تھا کہ دوپہر رات تک کسیکو کچھ آہٹ نہ ملی اور نہ ادنی سی بات مین کسی اور دن سے فرق ہوا لیکن طرفہ العین مین فوج کثیر اور کئی ضرب توپ خشکی اور تری پر گویا سحر کے ذریعہ سے موجود ہوگئی اور سب کو حیرت ہوئی کہ یہ بلا کدھر سے آئی زمین سے نکلی یا آسمان سے گری یا ہوا پر سے پہنچی

دوسرے روز معلوم ہوا کہ رفتہ رفتہ گرد و نواح مین دشمن نے فوج جمع کی تھی اور شمالی صوبون سے دس ہزار چیدہ سپاہ مقابلے کے لیے بھیجی گئی تھی چنانچہ ننینگپو سے پانچ کوس شہر لیکی مین کئی معسکر لشکر ختا کے تھے اور یہ لوگ جو شبخون مارنے آئے تھے وہین کے تھے + یہ خبر پاتے ہی لارڈ گاف بہادر بارہ سے سپاہ اور چند توپ لیکر اوس سمت کیطرف پندھوین تاریخ کو روانہ ہوئے وہان پہنچ کے دیکھتے مین کیا کہ ایک بلند ٹیلے پر ختائی سامان جنگ سے موجود ہین بات کے کہتے ہی انگریز وہان چڑھ گئے اور ختائی بھی تابد برا ایسا لڑے کہ جب آخر کو ہٹے اور بھاگے تو ہزار آدمیون سے زیادہ میدان جنگ مین رہگئے اور کئی افسر انگریزی بھی مارے گئے بعد اوسکے وہان سے آٹھ کوس پر دوسرے اردوی ختائی کی خبر جو ملی فوج انگریزی وہان پہنچی لیکن لڑائی نہین ہوئی کیونکہ ختائی ہرچند کہ اوس مقام پر قلعہ بندی خوب ہی کیے ہوئے تھے اور فوج وخزانہ اور اونکی معمولی تنخواہ اور بکر کو مین کچھ کمی نتھی لیکن خوف انگریزون کا ایسا سمایا ہوا تھا کہ اونھون نے سامنا نکیا اور گورون کو دور سے دیکھتے ہی چلدیے الغرض دوسرے روز شہر ننینگپو مین انگریز پھر آئے اور ساتوین ماہ مئی کو اوسے چھوڑ کر آگے بڑھے لیکن اس طرح دیتے کو جو ماندرینون نے شکست انگریز قرار دی تو فرمان فغفوری جاری ہوا کہ شاباش جوانمردو اسیطرح سے اگر دو چار دفع ظفر یاب ہوگے تو شیاطین ازرق چشم کو حد مملکت سے دفع کردوگے اور تمام عمر کے لیے سرفراز ہوگے غرض باوصف اسکے اٹھارھوین تاریخ کو بندر چاپو کے اوپر جو چنگہائی سے بیس کوس پر ہے انگریزون نے چڑھائی کی اور چونکہ آٹھ ہزار چیدہ تاتار نے مقابلہ کیا خوب ہی لڑائی ہوئی کیونکہ اون مین سترہ سے تاتار توران کے بہادرون مین نامدار موجود تھے اور جب ملکی اصلی ختائی بے تحاشی بھاگے یہ لوگ قدم بقدم پس پا ہوئے اور ایک منڈپ مین پناہ گیر ہوکے اچھا لڑے اور دیر تک ہر چوٹ کا جواب دیا کیے اور باوجودیکہ انگریز کے گولون نے دیوارون کو چورکر دیا اور چھت مین آگ لگادی لیکن ایک شخص اون مین سے نہ ہٹا اور ہزار اونکو کہا کہ امان مانگو اور حربہ رکھ دو لیکن اس مقام مین جواب زبان سے تو کچھ ندیا لیکن گولیون

اور تیرون کی بوچھار سے گویا کہلا بھیجا کہ ہمسے تمسے جو باتین ہونگی اسی ذریعہ سے بارے بے چلے جاؤ
دیکھین کون ہٹتا ہے آخر کار چھت جو جل ہی رہی تھی بیٹھ گئی اور ساتھ اوسکے دیوار جو مارے
گولون سے کے ہل چکی تھی ہڑ ہڑا کے گر گئی اور اون بہادرون کی بہی گور ہوئی اور وہ دھوان
جو آسمان کی طرف اوس مقام سے بلند ہوا گویا منارا اونکی ناموری کا ہوا اور شہرہ اوسکے ذریعہ سے
فلک الافلاک تک پونہچا + اتنی لڑائیون مین یہی ایک نظیر اوس بہادری کی ملی جو یاددہ اوس
وقت اون لوگون کی ہوئی جب کہ انکے اباواجداد چنگیز خان اور باتوخان اور ہلاکو خان کے
ساتھہ دنیا کی فتح پر مستعد تھے + جلد اول مین بارہا مذکور ہوا ہے کہ اکثر شہرون مین اصلی ختائی
جدا اور تاتار جدا رہتے ہین غرض چاپو مین عجب سانحہ شگرف وقوع مین آیا چنانچہ جب انگریزون نے
تاتاری شہر کے اندر قدم رکھا تو ہر طرف لڑکون اور عورتون کی لاشین نظر آئین کسیکے گلے مین
پہانسے لگی ہے کسیکے دل پر چھری بیٹھی ہے زہر سے کسیکا بدن سیاہ ہو گیا اور پہول رہا ہے کسی نے
اپنے کو کنوئین مین ڈال دیا ہے اور عادت تاتار سے جو واقف تھے اونھون نے یہ ماجرا دیکھتے ہی
کہا کہ شوہرون نے اپنی جورؤن اور حرمون کو اور باپ نے اپنی بیٹیون کو آبروریزی کے خوف
سے مار کر چلے گئے ہین + القصہ بعد اس جنگ کی فتح کے انگلستان اور کلکتے سے فوج بحری اور
خشکی مدد کو پونہچی چنانچہ پندرہ جنگی جہاز اور دس دخانی جنگی کہی اور جہاز کے ساتھ اور ایسی توپخانہ
اور پانچ پلٹنین ملکی سپاہ اور ایک پلٹن گورے کی کل مین کوئی بیس ہزار فوج آئی اور یہ قوت جو پائی
فوراً سالار فوج اور میر بحر نے یانگ زی کانگ کے دریا سے گذر کرکے اوسانگ اور شانگ ہی
اور دوسرے شہرون کو فتح کرتے ہوئے دار الخلافہ پر چڑھہ جانیکا قصد کیا اور بیسوین مئی کو چاپو سے
روانہ ہو کر تیرھوین جون کو اوس دریا مین بحر انگریزی پونہچی اور پندرھوین کو شہر اوسانگ کے مقابل
مین آئی دو گھنٹے تک اچھی گھمسان لڑائی رہی اور ختائیون نے اور دفعہ کی نسبت خوب گولہ اندازی
کی اور ایک سے بچھتر توپون سے ایسی باڑہ متواتر ماری کہ کئی جہازون کے مستول اوڑ گئے
لیکن آخر کار انگریزون کی فتح ہوئی + تیسرے دن خبر جو ملی کہ وہان کی فوج پس پا ہو کر شانگ ہی کے

لشکر متعینہ کے ساتھ جا ملی فوراً بحجر روانہ ہوئی اور اٹھارہوین تاریخ کو وہان پہونچی غرض قبل ہی
سے ختائی فوج گریزان ہوئی تھی اور اوسکی فتح مین دو ایک گولی سے زیادہ کی نوبت نہ آئی
اور تین سے چونسٹھ توپین یہان کی اور اوسانگ کی ملا کے انگریزون کے ہاتھ آئین اور سامان اسباب
جنگ باروت وغیرہ اور غلّے کا کچھ شمار نتھا بعد اسکے شہر سوچو کے جانیکا قصد ہوا لیکن دریا
کی کیفیت کما حقہ نکھلنے سے جون کی تیسوین تاریخ کو شانگ ہی کو چھوڑ کر بحجر و فوج انگریزی اوسانگ
مین پھر آئی اور شہر چنکیانگ فو پر چڑھائی کرنے کی فکر ہوئی اور اوسکو دخل مین لانا گویا نصف سلطنت
کو چھین لینا تھا کیونکہ ایسے مقام پر یہ واقع ہے کہ تجارت کی آمدنی اور رفتنی بذریعہ نہر ختا وہین پر سے
شروع ہے بلکہ دار السلطنت پیچین مین غلہ اور اکثر اسباب اسی راہ سے پہونچتا ہے اس امر کی واقفیت
سے ایک تو اوس شہر کو قبضہ کرنا ضرور تھا اور دوسرے یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے ناکے پر فغفور زادے
سے جو کچھ ہو سکیگا قصور نہین کریگا الغرض اکیسوین جولائی کو بحجر انگریزی شہر کے فصیلون کے مقابلے
مین آئی اور جب نہ کسیکی صورت نظر آئی ورنہ صدا کسیطرح کسیکی کان تک پہونچی اور ایک سناٹا مانند محلۂ خاموشان کے
معلوم ہوا بعض لوگون نے سمجھا کہ ہیبت زدہ ہو کر ختائیون نے شہر کو ترک کیا تھا اور جیسا کہ مقام
اسکی پر ظہور مین آیا یہان بھی ویسی ہی ہوویگا اور بعض کا قیاس یہ تھا کہ دھوکے سے مارنے
کے لیے ختائی دبکے ہوے بیٹھے ہین کہ جو نہین فوج انگریزی بیدھڑک اور لاپروائی کے ساتھ
فتح کی خوشی سے بے صف باندھی شہر کے اندر داخل ہوے گھیر جاوے اور حلقے مین
پھنس کر مفت مین ماری جاوے غرض دونون قیاس درست تھے کیونکہ ختائی فوج کے دو حصے دو
ادھر آدھی کوس پر ٹیلون پر قلعہ بندی اور اوسکی مضبوطی کیے لڑائی پر مستعد تھے اور ایک حصہ جس مین
ہر متنفس اہل تاتار اور جرأت و قوت مین یکتائے روزگار تھا شہر کے اندر اس لیے متعین تھا کہ اگر باہر
کا لشکر شکست پاوے اور انگریز قصد شہر مین جانے کا کرین یہ سب خواہ مزاحمت کی دیوار کیطرح
کھڑے ہو جاوین یا دشمن اونکی لاشون پر سے گذر کرین اس ارادۂ مردانہ کو تاتار اوس کام مین لائے
اور حق ہے کہ حب وطن اور شجاعت کا جو مقتضا تھا اتنا ہی اونہون نے کیا اور ایسی لڑائی

کہین پر کم ہوئی ہے جہان اتنی جرات دیکھنے مین آئی غرض چونکہ اس دفعہ جو مقابلہ انگریزون
کا ہوا اور درستی سے ہوا مناسب ہے کہ اوسکا بیان کچھ تصریح کے ساتھہ ہووے
شہر مین یہہ سناٹے کا حال دیکھا گیا اور دغا کا خیال لارڈ گاف بہادر کے دل مین گذرا
فوج کی تین تقسیمین کی گئین اور دو طرف معسکر ختائی کے روانہ ہوئین اور تیسری تقسیم ایک ٹیلے
کے اوپر شہر کے فصیلون کے قریب مستعد رہی غرض معسکر ختائی پر جو چڑھائی ہوئی دشمن کے
ہاتھہ سے اتنے لوگ نقصان نہین ہوئے کہ جو دھوپ اور تمازت آفتاب سے مارے پڑے چنانچہ
اٹھانوے پلٹن گورے کی کئی جوان اوس چڑھائی کے وقت لو کے مارے بیدم ہو کے
گر پڑے اور بعد لڑائی کے اور بھی تیرہ آدمی صرف دھوپ کے صدمے سے مر گئے غرض
معسکر مین ختائی اچھی طرح لڑے وہ مثل اور دفعہ کے جھٹ پٹ نہ بھاگے لیکن آخر کار فوج
انگریزی کا مقابلہ دشوار سمجھہ کر دے رفتہ رفتہ پس پا ہو کر جان لے اور پیٹھہ دیکے بچا کے
نکل چلے اور سپاہ کی وردی اور حربہ پھینک کر اطراف کی بستیون مین دوسرے باشندون کے
ساتھہ مل گئے اور اس ترکیب سے ہزارہا یہان اور دوسری لڑائیون مین بھی بچ گئے
جو اگر پہچانے جاتے تو مارے پڑتے اور چونکہ ختا مین اکثر سپاہی اسی وضع کی ہین کہ اپنی کھیتی
بھی کرتے رہتے ہین اور صرف جنگ کے وقت وردی پہنتے ہین اس سبب سے جب
اپنے ساز اوتار ڈالتے ہین تو اور دن کے ساتھہ بے تردد ملجاتے ہین کیونکہ اگرچہ ہر
پیشے اور ہنر والے کی وضع سج دھج اور چال چلن ایسی نرالی ہوتی ہے کہ ہشیار اور تجربہ کار
آدمی کسی شخص کو دیکھتے ہی اوسکے ہنر اور پیشہ کو بے تامل کہہ دیگا لیکن وہ بکتی اور ترچھی نگاہ اور
تول تول کے قدم رکھنا اور پینچون کے بل چلنا جو سپاہی کے واسطے موضوع ہے
اون مین نہین پائی جاتی سنے القصہ معسکر والون کی لڑائی کا یہ نتیجہ ہوا لیکن شہر کے اندر
جب تاتاریون سے چلی تو اور ہی بات وقوع مین آئی اور اوسکا حال راوی ربیت کو
اپنی آنکھون کی دیکھی ہوئی کہتا ہے کہ جب جنرل شاڈ سردار انگریز قلعہ بندی سے

پار سیڑھی لگا کے داخل ہوے مقابلہ تاتاریون نے جیسا کہ مردون کو اپنے وطن و اہل و عیال کی حفاظت کے لیے زیبا ہے خوب ہی کیا اور اگرچہ آلات و قواعد جنگ فرنگ ایسا بہتر ہے کہ وہ دشمن جو اوس طور سے لڑنے آوے بیشک شکست پاوے اور ممکن نہین کہ فوج پیادہ کی ٹوپی دار بندوق اور سنگین اور ایسے توپخانے انگریزی کا مقابلہ تیر اور تلوار اور برچھی و تفنگ توڑے وار اور جنجالون سے کبھی ہووے اور اسی جہت سے انگریز کے فتحیاب ہونیکا کچھ شک دم بھر کے لیے کسیکو نتھا لیکن پھر بھی تاتار جو ہٹے دشمن کو پیٹھ نہ دکھائی اور قدم قدم نہایت جرأت سے چوٹین مارتے گولی کھاتے پس پا ہوے اور جس مقام مین کچھ سہارا ایسی حویلی یا باغ یا گلی سے پایا جم کے کھڑے رہے اور کتنی دفعہ حملہ مردانہ سے یاد نہین کیطرح انگریزون پر جھپک کے سینہ بسینہ گتھ کر لڑے اور تب ہی ہٹے جب اونھون نے دیکھا کہ اپنی طرف نقصان ہر ہلے مین دشمن سے دہ گونہ ہوتا ہے اور فرنگی کا قدم آگے ہی پڑتا ہے غرض اسی طرح سے حق دلاوری ایسا اونھون نے ادا کیا کہ چار گھنٹے مین فوج انگریزی پورب دروازے سے پچھم تک پہنچی حالانکہ آدہ کوس سے زیادہ فاصلہ نہین تھا اور اسی سے ظاہر ہے کہ تاتاریون نے کیسا کچھ سامنا کیا اور ہر قدم پر روکا ہوگا جب اس قدر عرصہ ایسی تھوڑی سی راہ طے کرنے مین گذرا الغرض ادھر سے فوج انگریزی کی ایک تقسیم پچھم دروازے تک پہونچی کہ وہین پر دوسری فوج آن ملی تب تاتاریون کے دل مین ہیبت سمائی اور چند لفظ آپس مین کہکے اونکی صف کی سپاہ ایک ایک کر کے دہنے بائین غائب ہوگئی یہ دیکھتے ہی آوازہ فتح کا لشکر انگریزی سے بلند ہوا اور لوگون نے یہ سمجھا کہ لڑائی اب نہین ہونے کی لیکن تاتاریون کے اوس وقت غائب ہوجانے کا سبب دوسرے روز معلوم ہوا چنانچہ حال یہ کھلا کہ جب چارون طرف سے غنیم کو دخل کرتے اور گھیر لیتے اونھون نے دیکھا اپنے اردو کی طرف جہان گھر دروازے جورو لڑکے اون سب کے تھے گئے اور وہین پر اونکے سرداروں نے سب کو جمع کر کے کہا کہ یارو

زمانہ ہم لوگون کے لیے انگشتری ستانگ ہوا جو کچھہ کہ منشاے دلیری کا تھا عمل مین آچکا ہے اب یہی باقی ہے کہ تم سب اپنے ناموسون کو دشمن کے اختیار سے باہر کرد و اور بعد اوسکے ایک ہی حملۂ مردانہ مین خواہ فتحیاب ہو یا بہادرون کی طرح خون دشمن مین ڈوب مرو یہہ سنکر تاتاریون نے اپنے اپنے گھر پر جا اطمنانہ اور حرمون اور باندیون اور لڑکون اور بوڑھون کو والان مین بلاکے گلے سے لگاکے قطرے خون جگر کے آنکھون سے بہاکے اتنی ہی کہا کہ دشمن پونہچا ہے اب ذرہ زندگی کا باقی نرہا اونکی زبان سے یہ کلمہ پورا نہ نکلا کہ ایک اپنے پیٹ مین کٹار مار بیٹھی کوئی گلے مین چھری کوئی پھانسی لگاکے کوئی کنوے مین ڈوب کے کوئی زہر کھاکے مرگئی اور جو ذرا سا ہچکچائی اور جان شیرین کے دینے مین رکی فوراً اوسکے خاوند یا بھائی یا باپ نے ایسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گر پڑی اور اون سبھون کی زندگی بھی اسیطرح سے منقطع کی گئی الغرض جب اون مین سے کوئی زندہ نرہا تاتاریون نے تلوارون کی میان کو پھینک اور پھر صف باندھہ کر اوس سردار کے ہمراہ جنگ کرنے کو جو نکلے تو اٹھارھوین اور اونچاسوین پلٹنین گورے کی اپنے مقام پر آرام کرکے اور تھم ستاکے کھانے پینے کے خیال مین تھین کہ دفعۃً ایک گلی کی موڑ پر وہی گروہ تاتار کی سامنے آن پڑی اور انگریزون کو ایسی باڑہ مار بیٹھی کہ دو سردار کئی اور گورے مارے گئے اور کتنے مجروح ہوے طیش مین آکر انگریزون نے حملہ کیا اور تاتار بھی گھڑی بھر تک قدم سے قدم ملائے یاس کے تہور اور خانہ بربادی کے کینہ اور ترک جان کی آرزو کے ساتھہ لڑے آخر کار جب دو حصے سے زیادہ مارے جاچکے باقی ہٹے اور اون مین ہیلنگ وہی سردار جرار تھا جس نے حکم سپاہیون کو اپنے اہل و عیال کے کشت و خون کا دیا تھا غرض یہ نسمجھنا چاہیے کہ اپنی جان کے خوف سے بھاگا کیونکہ اوسکو زندہ گرفتار ہونا اور دشمن کی قید مین جانا منظور نتھا چنانچہ جب اوس نے دیکھا کہ اوسکا ارمان پورا ہوا اور اجل کسیطرح اوسکے آغوش مین نہ آئی ہر چند اوسنے دست آرزو

پھنس گیا اور جہان زیادہ کشت و خون ہو رہا تھا اپنے کو بیدھڑک ڈال دیا تھا آخر کو گھوڑے کی باگ پھیر کے اپنے گھر آیا اور ایک کوٹھری مین جو لکڑی اور گھاس سے بھری تھی اپنے کاغذات کو لیکر کرسی پر بیٹھا اور نوکرون کو آگ لگانی کو کہدیا اور اس جراُت کے ساتھ اپنے کو ایسی سخت اور پر ایذا موت سے ہلاک کیا کہ دوسرے روز جب انگریز کا جانا اوس طرف ہوا تب اونھون نے دیکھا کہ اوسکی لاش جلی ہوئی کرسی پر موجود ہے اور اسی سے ظاہر ہے کہ جیسا بیٹھا تھا ویسا ہی رہگیا اور جلنے کی سختی مین بھی جنبش تک نکی اوسکے قریب دوسری ایک لاش پڑی تھی اور معلوم ہوا کہ وہ خانگی منشی تھا جو خاوند کا ساتھی ایسے وقت پر ہوا ۞ جولائی مہینے کی بائیسوین تاریخ کو آفتاب عالمتاب اگرچہ زمانے کی خوشی اور الم کو دیکھتا رہتا ہے ایسا سانحہ روی زمین پر ندیکھا ہوگا جو شہر چینگ کیانگ فو مین اوس روز واقع ہوا اور معسکر تاتار کیطرف جو قدم اوٹھتا تو ہر مقام پر مستورات اور لڑکون کی لاشون کا تو وہ نظر آیا چنانچہ ایک گھر مین ساٹھ شخص ایک کے اوپر ایک ڈھیر کیئے پڑے تھے اور ایک پیر مرد مجروح تھا جو دو چھوٹے بچون کے منہہ مین پانی ڈالنے کا قصد کر رہا تھا لیکن اون معصومون کی ریڑھ کی ہڈی اور قصائی باپ نے گردن اور پانو پکڑ کے توڑ ڈالی تھی غرض وہ تڑپنا اور چیخین مارنا اور جانکندن مین اینٹھنا اور پیچ و تاب کرنا ایسا تھا کہ پرانے پرانے اہل فوج جنہون نے سیکڑون میدان جنگ مین انواع طرحکی جراحت اور جانکندن کو بے آہ بھرے ملاحظہ کیا تھا اونسے اوس طرف دیکھا نگیا اور آنسو بے اختیار ٹپک پڑا ۞ عورتون کی نزاکت اور خوبروئی سے معلوم ہوا کہ کسی سردار عالی کا یہ گھر تھا جسنے مستورات کو مار کے اون لڑکون کی کمر توڑ ڈالی تھی چنانچہ ایک جمیلہ چھوکری پندرہ سولہ برس کی جسکے چہرے کی سرخی اور سپیدی کو زردی موت نے مٹایا تھا کملائے گلاب کی طرح پلنگ پر پڑی تھی اور پائنتی کے پاس اسکی دایہ زہر کھا کے لیٹ گئی تھی اور برآمدے مین دو جوان عورتین پھانسی مین لٹکی ہوئین تھین غرض اسیطرح سے ایک گھر بھی خالی ایسے منظر دل شکن سے نتھا اور ہر قدم پر ثبوت وحشت

اور اوس پاس حرمت کا تھا جو اہل تاتار کا خاصۂ نفس ہے چنانچہ اسکی ایک نظیر سبکے سامنے
نظر آئی جب انگریز کے آدمی لاشون کو جمع کر کے دفن کرتے تھے اور کوون مین اکثر عورتین ڈوب
مرے تھے اور اونکی لاشونکو نکال کر دفنانا نہایت مقدم تھا تا کہ تعفن سے وبا پیدا نہو وے
اس لیے ہر کوئی مین غوطہ زن اوترتے تھے کہ اتنے مین ایک جوان عورت نہایت جمیلہ ایک
کوے مین زندہ کسی آسرے سے لپٹی ہوئی جو نظر آئی خوشی سبکو ہوئی کہ کوشش سے غالب ہے
کہ جان اوس بیچاری کی بچ جائیگی غرض اوسکو اچھی طرحسے نکالنے کی تدبیر ہو رہی تھی کہ ایک تاتار
جو مجروح جان بلب اپنے ہاتھہ کا زخم کھائے پڑا تھا یہ حال دیکھتے ہی اوٹھکر آیا اور کوے مین
جھانکتے ہی اوس عورت کو جو زندہ دیکھا فوراً کود پڑا اور اوس ماہرو کو لپٹ کر تہ آب ہو گیا
تمام عالم کو اس بیرحمی کی حرکت سے حیرت ہوئی تفتیش کرنے سے یہ کیفیت کھلی کہ وہ شخص
شوہر اوس نازنین کا تھا اور عاشق اسنا کہ جب اوردون نے اپنے اہلخانہ کو مار ڈالا اوسکا
ہاتھہ اوسپر نہ اوٹھہ سکا آخرش جب کوئی چارہ نتھا اور بجز باحرمت مرجانے اور بے ننگ
زندہ رہنے کے علاوہ گذارا نتھا اوس نے کوے کے کنارے اوسکو لا خوب پیار دیا اور دفعتہ اپنے
دل کو تھام کر دھکا اوس زہرہ جبین کو دے کوے مین ڈال دیا کہ اوسکی اذیت اور جانکندنی
نظر نہ آوے بعد اوسکے اپنے پیٹ مین چھری مار بیٹھا کہ اتنے مین انگریز آن پہنچے غرض
اوسکی جورو اس کروٹ سے کوے مین گری کہ کنارے کو پکڑے ڈوبنے سے بچی
تھی کہ اوس غواص نے دیکھا اور لوگون کو اوسکے نکالنے کے لیے بلایا یہ سنتے ہی وہ
تاتار اوسکا شوہر اگرچہ ادھموا پڑا اور سکے گلے مین اوسکے گھڑگھڑی لگی تھی ہشیار ہوا کہ اوسکی
ناموس زندہ ہے اور دشمنون کے قبضے مین آگئے بیحرمت کی جائیگی اس خیال سے بجے
بچائے خون نے جو مثل جیحون اوسکے پیٹ کے زخم سے بہ رہا تھا ایسا جوش کیا کہ اوٹھہ کھڑا
ہوا یعنے بے مبالغہ آدھے دھڑ کو جسپر موت نے قبضہ کیا تھا اوس نے عزرائیل کے
ہاتھہ سے چھین لیا اور اپنے کوے مین جورو کے اوپر ایسا ڈال دیا کہ اوس سے پہلے

ڈوب مرا اوسکے پیچھے بہت سے لوگ اوترے لیکن ایسا اپنے کو تہ مین پہنچا یا تھا کہ دور دُ
تک پتا نہ لگا اور تیسرے دن جب لاشین پھول کے اوٹھین اور نکالی گئین لوگون نے
دیکھا کہ مرد نے عورت کا رخسار دانتون سے ایسا پکڑ لیا تھا کہ کسی حال مین اوسکا چھڑانا دشوار
تھا + ناظرین مثل تصویر غم پر رنج والم اوس جا پر جمع تھے اور راقم کے دوست نے جس نے
اپنی آنکھون سے یہ سب ماجرا ے شگرف دیکھا تھا آبدیدہ ہو کر مجھے تمام حال سنایا اور یہ
کہا کہ تو اپنی تاریخ چین مین درج کر کے اس سانحہ غم افزا سے اپنے قدر دانون کو مطلع کر
القصہ چینگ کیانگ فو کی لڑائی کا نتیجہ اور انگریزون کی جرأت کا شہرہ ایسا پھیلا کہ فغفور
لرزان و ترسان دشت تاتار کی طرف بھاگنے کے لیے مستعد ہوا اور سلطنت مانچو کا زوال
نزدیک سمجھا گیا کیونکہ سردار ہیلنگ پر جسکے حملہ مردانہ اور حرکت کا بیان صفحہ سابق مین
ہو چکا ہے اعتماد فغفور کو بمرتبہ تھا لیکن جب وہ شکست کھا کر ندامت سے خود کش ہوا شک ب
کسیکو نہ رہا کہ خاتمہ دولت تاتار کا نزدیک ہے اس خوف سے وزیر ایلیپو دار الخلافت
پیچین سے صلح کا پیغام لیکر روانہ ہوا غرض اگست مہینے کی دوسری تاریخ کو تھوڑی
سی فوج چینگ کیانگ فو کی حفاظت کے لیے متعین ہوئی باقی مع بحر شہ نانکین سابق
دار السلطنت چین کی طرف روانہ ہونیکو تھی کہ چند مانڈرین جلیل القدر سر ہنری پاٹنجر کے نزدیک آئے
اور التجا کی کہ انگریز آگے نہ بڑھین کیونکہ وزیر ایلیپو صلح کرنے کے لیے آتا ہے اوسکا جواب
اوس سردار عالی وقار نے دیا کہ اگر صلح فغفور کو منظور ہے تو مہر اور دستخط خاص سے
جب تک کہ شقہ ایلیپو کے نام پر متضمن مضمون صلح پیش نہین کیا جائیگا فوج انگریزی قدم
ایکدم کے لیے آگے بڑھنے سے باز نہین رہیگی کیونکہ بار ہا ایسا فقرہ صرف کیا گیا ہے
اور تمہاری باتون کا اعتماد باقی نہین رہا ہے بلکہ اگر ایلیپو حقیقت مین آتا ہے تو لکھہ بھیجو کہ نانکین مین
آکر ہم سے ملاقات کرے ہم بھی وہین جاتے ہین یہ سنکر مانڈرینون نے سمجھا کہ یہ مرد مستقل المزاج
کپتان ایلیٹ نہین ہے کہ فریب مین آوے اور غالب ہے کہ اس جواب مردانہ اور

عاقلانہ سے وزیر کو مطلع کیا خصوص جب کہ اونکے رخصت نہوتے ہوئے بحر کھلی اور شہر
کوآچوسے لاکھ روپیہ فدیہ لیکر نانکین کی طرف مثل بادتند کے روانہ ہوئی اور پانچوین تاریخ کو
مقابل شہر کے پونچی لیکن چونکہ سپید نشان صلح اور امان کی علامت کا قلعے کی فصیلون پر
بلند تھا جہازون نے لنگر ڈال کے قیام اختیار کیا اور نوین تاریخ کو جب ظاہر ہوا کہ ختائیون
مین شش وپنج ہو رہا ہے اور ایلیپو نے فرمان فغفوری پیش نکیا سر ہنری پاٹنجر نے حکم فوج
کو جہاز سے کنارے اوترنے کا دیا خوف کے مارے ختائی سفیر کا منشی یانگ منت وآرزو
سے نزدیک انگریزون کی آیا اوسکی تقریر سے اتنی تشفی خاطر سر ہنری پاٹنجر کو ہوئی کہ اٹھارھوین
اگست کو اونھون نے اشتہار کیا کہ چونکہ صلح اور عہد وپیمان کی گفتگو شروع ہوئی ہے جنگ
ملتوی رہے چنانچہ تیسرے دن ایلیپو اور کمینگ اور دوسرے اکابر ختائے جلوس کے
ساتھ سر ہنری پاٹنجر صاحب کے ملاقات کو آنا چاہا اور یہی گویا پہلی دلیل خواہش صلح کی
تھی کیونکہ نظام اور حکام ختائے کبھی اسکے قبل کسی قوم فرنگ کے اکابر کے ساتھ برابری
کی ملاقات نہ کی اور بیشک یہ خلق ثبوت کامل ہے کہ انگریزون نے زلزلہ سلطنت مین ڈال
دیا تھا ورنہ دو برس قبل اسکے یہ ہوا تھا کہ دریاے پیہو کے مہانے پر جب انگریزون نے کشن
کو ملاقات کے لیے جہاز پر پیش قدم ہو کر آنے کہا تھا اوس نے نہایت تکبر سے یہ جواب دیا
کہ آجتک ایسا نہین ہوا ہے کہ اس سلطنت عرش پایگاہ کا ادنی سا عملہ کسی جلیل القدر شخص عجم
اور اجنبی کے پاس پہلے گیا ہو الغرض یہ وقت اور ہی تھا اور مانڈرین سب صلح کروانے
کی تمنا سے خود پیش قدمی کر کے آئے اور سر ہنری پاٹنجر نہایت عزت اور احترام کے ساتھ
جیسا کہ چاہیے تھا اون لوگون سے مسلوک ہوئے اور توپون سے شلک چھوڑوائی غرض
گھنٹے بھر تک ہنسی اختلاط کرتے اور چیری براندی شراب پیتے رہے اور دعوت ضیافت
اکابر انگریزی کر کے وے اوٹھے اور سب عزت کے ساتھ رخصت کیے گئے اور چوبیسوین
تاریخ کو سرداران انگریز ضیافت کھانے کو نانکین مین گئے اور اہل مانڈرین نے بھی احترام

استقبال کو آئے اور ایک مکان پاکیزہ اور آراستہ مین لیکر بٹھایا اور انواع طرح کی خاطر کی
اس عرصے مین طرفین کے میرمنشیون نے باہم ملکر شرائط عہدنامہ تیار کیا الغرض ۱۸۴۲ء کے
اگست مہینے کی انتیسوین تاریخ کو جمیع اکابر ختائی اور نظام و حکام اور صوبہ دار نانکین اور وزیر ایلپو
جہاز کارن والس کے اوپر دھوم دھامی جلوس لیکر آئے اور جب سرھنری پاٹنجر بہادر اور دوسرے
سرداران فوج و بحر انگریزی جمع ہوے عہدنامہ دفعہ دفعہ کرکے ختائی اور انگریزی زبانون
مین پڑہا گیا اور جب سفیران فغفور اور ملکہ وکٹوریہ نے مہر اور دستخط کی توپون کی سلامی
ہوئی اور اون شرائط سے خاص شرطین یہ ہین یعنی پہلی یہ کہ درمیان دونون مملکتون کے
صلح اور آشتی ہمیشہ رہے دوسری یہ کہ فغفور چین چار کرور بیس لاکھ روپیہ زرتاوان اخراجات
لڑائی کے باب مین سنہ رواں اور آیندہ دو برسون کے عرصے مین ادا کرے تیسری یہ کہ
کانٹان اور اماے اور فوچو فو اور ننیگ پو اور شانگ ھائی کے پانچون بنادر مین انگریزی تجار
تجارت کرنے اور اون گماشتگان سرکار انگریز رہنے پاوین اور سمندری اور ملکی سوداگری
کی آمدنی اور رفتنی کے محصول کا نرخ نامہ عدل اور انصاف کے رو سے قرار پاکر خاص و
عام پر مشہور ہووے اور چوتھی یہ کہ ھانگ کانگ کا جزیرہ شاہ انگلستان اور اوسکے قائم مقام
جانشینون کو نسلاً بعد نسلٍ دوام کے لیے حوالہ کر دیا جاوے اور پانچوین شرط یہ کہ شاہ
انگلنڈ کے جتنے رعایا خواہ ولایت فرنگ خواہ دوسری ملکون کی جو کسی جگہہ پر مملکت چین مین مقید
ہووین فوراً مخلصی پاوین چھٹی یہ کہ فغفور فرمان اپنی خاص مہر دستخط سے جاری کرے کہ اون
ختائیون سے کسیطرح کی پرخاش نہین کی جائیگی جنہون نے سرکار انگریز کی تحت مین سکونت
اختیار کی ہے یا وہان نوکری کی ہے یا راہ و رسم رکھی ہے ساتوین یہ کہ خط و کتابت اور
ملاقات درمیان عملگان سرکار ختا اور سرکار انگلستان کے برابری کے پائے پر ہمیشہ
وقوع مین آوے اور آٹھوین یہ کہ جب تک فغفور اس عہدنامے کو قبول اور زرتاوان
ایک کرور بیس لاکھ ادا نکرے انگریز کا قبضہ شہر نانکین اور شہر ختا کے مہانے پر گویا ختا ہو کی

کے نرخ ٹھہرے پر اور شہر چینگہائی پر بحال رہے غرض تا وقتیکہ بالکل مبلغ تاوان ندیا جاوے
اور بنادر نامبردہ مین تجارت موافق تیسری شرط کے شروع نہووے جزائر چوزان اور کولانگ
انگریز کے اختیار مین رہے الغرض کینگ سفیر ختا اور سر ہنری پاٹنجر کی دستخط اس عہدنامے پر جو ہوئین
ثبت کی گئی توپون کی سلامی نے خاص و عام پر مشتہر کیا کہ جنگ درمیان ختا اور انگلستان
کے تمام ہوئی جس مین فغفور کی دو ہزار ایک سے اٹھارہ توپین چھین لی گئین اور بیس ہزار فوج
کے قریب ماری گئی حالانکہ انگریز کی طرف صرف اونہتر آدمی ہلاک اور چارسی اکاون مجروح
ہوے تھے اس حال کے ملاحظہ سے خیال یہی گذرتا ہے کہ انگریز اگر اب چاہین تو ملک ختا
کو سر کرکے مثل ہندوستان کے اپنے قبضے مین کرلینا کچھہ بڑی بات نہین ہے لیکن غور کرنے
سے تین باتین اس امر کی مانع موجود ہین پہلی یہ کہ انگریزون کا خاصۂ نفس غصب اور ملک
ستانی نہین ہے اور نہ یہ اونکو منظور ہے کہ کسی کے ملک اور دولت کو چھین کر اپنا خزانہ بھرے
اور اوسکی دلیلین اتنی ہین کہ راقم دعوی کرکے کہہ سکتا ہے کہ جتنے پادشاہ روے زمین پر
پیدا ہوے ہین کسی مین یہ قناعت نہین پائی گئی ہے جو انگریزون مین ہمیشہ سے ہنوز ظاہر ہے
بلکہ اکثر ایسا ہوا ہے اور زیادہ عرصے پر نجاکے قریب یعنی اسی ہندوستان مین یہ بات پائی گئی
ہے کہ دشمن نے جب بواسطہ خود لڑائی ڈالی اور انگریز نے اپنی حفاظت کے لیے شمشیر
جنگ میان سے نکالی ہے تو غنیم کو سر کرکے دوبارہ اور سہ بارہ اوسکے ملک کو اوسے
پھیر حوالہ کردیا ہے اور جب تجربے سے آزماکے دیکھا کہ بغیر دشمن کو بے تخت و تاج کیے اور
اوسکے ملک کو داخل اپنی سلطنت مین کرنے کے اپنے واسطے سراسر زیان اور نقصان
ہے تب بھی اوس دشمن اور اوسکی آل و اولاد کو امیرانہ طور پر آذوقہ دیا اور اونکے احترام مین
کچھہ فرق نہین کیا انہین باتون سے ظاہر ہے کہ انگریز کو خواہش ملک گیری کی نہین ہے بلکہ
یہی آرزو ہے کہ جس ملک اور رعایا پر خدا نے اونہین اختیار دیا ہے اوسکی بہتری بہر حال
ہووے اور رعیت کی بہتری اور بہبودی کے لیے انصاف کا دروازہ کھلا ہے علم کا چرچا

زیادہ ہووے بالکہ بکری ایک گھاٹ پر پانی پیے امیر وفقیر کی جگہہ عدالت مین ایک ہی
ہووے الغرض چونکہ راقم اپنی قوم کی صفت کو زیادہ بیان اگر کریگا تو مداح کہلائیگا اس تقریر
کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ انگریزون کو خواہش ملک گیری کی نہین ہے بلکہ صرف چار
کرور لیکر جو اونھون نے فغفور سے صلح کی ہی کیسی بڑی قناعت کی دلیل ہے کیونکہ اگر چاہتے
تو اس سے وہ گونہ تاوان کے بہانہ سے لیتے اور دار الامارہ چین کو لوٹ لیتے اور بہت بہا
روپیہ زر نقد لاتے ایسا کہ ادنی خلاصی امیر ہو جاتا یا دو تین صوبے کی خواہش کرتی تو انکار کی طاقت
کسیکو تھی پس سبب اول چین کو سر نکرنیکا یہی تھا جو راقم نے بیان کیا کہ انگریز بہادر کو ملک
ستانی اور خلق خدا پر دست جنگ سے ایذا پہچانی اور کسی کی بھی سر خودی کو تباہ کرنی خلاف
جبلت قوم انگریز کے ہے + دوسری جہہ یہ کہ ہزار ہا کوس کے طول وعرض کے ملک کی نگہبانی کے
لیے فوج کثیر چاہیے اور حب وطن ختائیون کا خاصہ ہے اور بدت مدید کے بعد اور بہت بہا
کشت وخون کے بعد جو کہ انگریزون کو کسی حال مین منظور نہین اون لوگون کی سر خودی
معدوم کی جاتی اور رعایا کے شب خون مارنے اور تاتاریون کے یورش کرنے کے
خوف سے ہزار ہا فوج کو سالہا ے دراز تک کمر بستہ رکھنا ضرور ہوتا اور برطان کے تین جزایر انگلنڈ
ایرلنڈ سکاٹ لنڈ کی تمام سپاہ اگر صرف نگہبانی مین مصروف ہو تو ممکن تھا لیکن ادھر اونکا
وطن اور ہندوستان وغیرہ کی حفاظت رہتے + اگر اس تقریر پر کوئی ایراد کرے کہ تاتاریون کی دولت
کسطرح مقرر ہوئی اور دو سے برس سے قائم ہے تو اوسکا جواب صاف یہی کہ تاتاریون
نے ختا کو فتح کر کے دشت گردی اور خیمہ باشی سے تارک ہو ملک مفتوحہ کو وطن
قرار دیا اور دشت وبیابان ترکستان کا نام نلیا اسی جہت سے اونکا قیام ہوا اور انگریز بھی
اوسیطرح سے انگلستان کو چھوڑ کر سرزمین ختا مین آن بسین تو اوسکو زیر نگین کرنا نہایت سہل
ہے لیکن جب اپنے ملک کی حفاظت مقدم ہے تو اگر خواہش اونہین ختا کی سر خودی کو خاک
مین ملا دینے کی بھی ہوتی تو کثرت سپاہ اتنی نہین ہے کہ کفایت ہر طرف کی حفاظت کی

کرکے ۔ تیسری بات یہ کہ اگر مقصد ملک گیری اور امکان ملک داری دونون ہوتا بھی تو
دوسرے سلاطین فرنگ مانع اس وضع کے غضب کے ہوتے بلکہ ختائیون کو مدد دیتے
کیونکہ خود اونکی سرخودی اسی امر سے متعلق ہے کہ دوسرے بادشاہ فرنگ کو اتنی قدرت
حاصل نہووے کہ بگڑنے سے اونکو پامال کرسکے پس اگر ختا کا سارا خیر اور آباد ملک شاہ
انگلستان کے ہاتھ چڑھے تو عالم گیری کی خواہش کا شبہ اوس حرکت کے وقوع سے پیدا
ہونا ممکن ہے اور اوس حال مین اورون کو اتفاق کرکے انگریزون کا زوال چاہنا بعید
القیاس نہین ہے چنانچہ نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس نے جب چارون طرف کے
بادشاہان فرنگ کو عاجز کرنا اور اونکا ملک چھین لینا اور بعض کو بے تخت و تاج کرکے
اپنے بھائیون کو اونکی مسند پر بٹھانا شروع کیا سبھون نے آخرکار اتفاق کیا اور سپہ سالار
انگلستان ڈیوک آف ولنگٹن بہادر کے ہاتھون سے شکست دلوا کر بحر مشرق کی ایک
جزیرہ مین ۱۸۱۵ مسیحی مین دائم الحبس کیا بس اگر سرکار انگریز کو ختا کی فتح کا لالچ بھی ہوتا تو ممکن تھا
الغرض انہین تین سببون سے علی الخصوص پہلی وجہ سے چین کا ملک بچگیا اور فغفور کے
قبضے مین موجود ہے ۔

دفتر دوم جلد دوم تمام ہوا

دفتر سوم جلد دوم تاریخ ممالک چین



بیچ بیان اون ملکون اور قومون کے جو باجگذار فغفور کے یا زیر نگین مملکت چین ہین

پہلا باب

بسیان عادات اور حرکات و سکنات رسوم و قواعد و جمیع اوقات اقوام ترکستان

سرزمین ترکستان کے باشندے اور اون لق و دق بیابانون کے رہنے والے جو مملکت چین کی شمال اور رخ باب پر ہنوز قریب بر حالت اصلی کے موجود ہین وہی لوگ ہین جنکے آبا و اجداد نے دفعات قدم اپنی حد سے باہر اوٹھایا اور جس طرف رخ کیا کسیکو مقابلہ مین ٹھہرنے نہ دیکھا اور روم قدیم و نوا در روس و ایران و ہندوستان و ختا اور کئی ملک فرنگستان پر غالب آئے اور دعوی تمام عالم کو اپنے زیر حکم کرنیکا رکھتے تھے اور یہ کچھ چھوٹے منہہ کی بڑی بات نہ تھی کیونکہ اصل حقیقت مین باد اقبال اونکے نشان کو ہمیشہ بلند رکھتی تھی اور فتح کی تلوار کو پروردگار نے دست قدرت مین مثل برق جہان سوز کے ذریعہ میت عالم بنا گویا توبہ توبہ اجازت قتل بنیان بنی آدم دی تھی ✤ اسی جلد کے پہلے دفتر کے پہلے باب کی شروع مین راقم نے بیان کیا ہے کہ یافث ابن نوح آٹھ بیٹے چھوڑ گیا اور ترک جد اقوام تاتار کا ہے اور یہ حقیقت ہے کیونکہ تمام تاریخون سے ثابت ہے کہ اگرچہ صدہا جدا قومین تاتار ونکی بالقاب علیحدہ ہین لیکن تمام کی بنیاد وہی ایک جد معلوم ہوتی ہے اور سبھون کے مورث

وہی ھنگنو یا ھن یا ھنی تاتار ہین جنکا بیان اسی جلد کے پہلے دفتر مین آچکا ہے کہ فغفوران
چین کو اونہون نے بارہا ستایا غرض اون امور نکا زیادہ بیان مناسب ہے تاکہ یہ تاریخ
ہر طرح سے کامل اور جمیع حالات پر شامل ہووے اور یہ تصنیف اس ہیچمدان کی یادگار دور قیامت
تک رہے ✽ جسوقت کہ ترک اپنے باپ یافث ابن نوح کا بھیجا ہوا دشت کی طرف گیا تو
اوس مقام پر اوسنے خیمہ کیا جہان اب اکثر خوانین قلماق رہتے ہین وہین پر اوسکی گروہ بڑھی
اور اوسکی تابعدار رہی کیونکہ بہت سی ضروری چیزون کی ایجاد اوسنے کی اور اپنی دانش اور
جرأت کے وسیلے سے اوس حکومت کو بحال رکھا جو بزرگون کی دی ہوئی تھی چنانچہ اوسی
طرح سے چھ پشت تک یہی صورت رہی کہ بیٹون نے سلسلے سے اپنے باپون کی قائم مقامی
مین ریاست کی اور گروہ ایک ہی رہا غرض النجی خان کے جسکو جلنجی بھی کہتے ہین توام دو بیٹے پیدا
ہوئے ایک کا نام مغل یا منگل یا منگو خان رکھا گیا اور دوسرے کا نام تاتار خان تھا اور یہی دو
شخص مورث بالکل اقوام تاتار کے ہین جو عربی تاریخون مین اتراک کہلاتے ہین اور یہی لوگ
جب قوی اور غازی ہوئے اور عالم کو زیر تلوار لانے پر کمر باندھے تو اپنی بنیاد کو آفتاب
سے قرار دیا اور آفتاب زائی کہلائے ✽ ہر قوم کے دو عہد کی تاریخ نہ قابل لکھنے
اور نہ لائق سننے کے ہوتی ہے ایک تو وہ جب ایسی جہالت اونپر چھائی رہتی ہے کہ ہر امر
خواہ ادنی خواہ اعلی کو ازغیبی قرار دیکر بیسے مبالغے کے ساتھ اونکے پہلے مورخ بیان کرتے
ہین کہ آج کل کا دس برس کا ہوشیار لڑکا اون افسانون کی بعید القیاسی پر مسکرا ئیگا اور
دوسرا وہ عہد ہے جب قریب کی قومون سے جو مانند اونکے نہایت جاہل اور مثل حیوان مطلق
کے ہین لڑائیان شروع آبادی ملک مین بعد شکست درندون کے ہوتی رہتی ہے بجز سر
کٹول اور خونریزی اور لوٹ و تاراج کے دوسری کوئی بات وقوع مین نہین آتی ہے الغرض ادا
تاریخ نویسی راقم کی دانست مین یہی ہین کہ اول تو اقوام کی شروع کا احوال اوسی قدر لکھنا
چاہیے جو متعلق کسی آباد اور نامور ملک کے ہووے جیسا کہ یورش حبشیون کی کسی جگہ

جہان کی تاریخ قابل یاد کے ہے تاکہ اوس ذکر سے اخذ نصیحت اور تجربہ ہووے اور دوسرے
یہ کہ اگر وحشیون کی تاریخ سلسلے کے ساتھ تحریر مین بھی آوے تو آپس کے کشت وخون کا محض اشارہ
رہے اور صرف اونکے کہی مقام سکونت بیچ عہد بادیہ پیمائی کے لکھے جاوین کہ کس جا سے
اوٹھکر کون راہ سے کدھر گئے اور وہان سے پھر کس طرف رخ کر کر کہان پر پہنچ کر یا مقیم ہو کے
دشت گردی کو ترک کیا اور انسان کیطرح کشتکاری مین مشغول ہوے یا رگ حیوانی کی کشش سے
مثل درندون کے کسی ملک آباد پر جا پڑے اور شہر ومکان اور غلہ وکھلیان کو مثل اپنے
بیابان کے صاف کرتے باد سموم کی طرح چلے گئے القصہ اقوام تاتار کا حال شروع مین
نوح کے اسی لحاظ سے قابل تحریر کے نہین ہے کہ دشت گردی کی اوقات اور آپس کی
مار کٹول اور یورش کے سوا دوسری بات نتھی اوس وقت ہوانگنو یا ھنی کے لقب سے
مشہور تھے اور فرق اون مین یہی تھا کہ ختائی تاریخون مین وہ گروہ جو صوبہ پچیلی کے شمال
سے بحر شرقیہ تک رہتی تھین بلقب شرقی وحشیون کے نامزد تھین اور مورث ان دونون
کے مشرقی تاتاریون کے یہی لوگ تھے اور وہ گروہین جو صوبہ چین سی کی شمال مین اور
صوبہ پچیلی ورشا انسی کے دامن کوہستان مین پڑے پھرتے تھے وحشیان مغربی کہلاتے تھی
اور جدا اون اقوام کے تھے جو اب مغربی تاتار کے لقب سے مشہور ہین غرض حال اقوام
ھنی کا یہی تھا جو آج کل بھی اکثر امور مین ہے چنانچہ جدے جدے فرقے جدے جدے سردارون
کے محکوم تھے اور اغیار سے صلح کے وقت ایک دوسرے سے فاصلے پر رہا کرتے
تھے تاکہ گھوڑون دمبون اور خانہ پرودہ جانورون کی چرائی مین تنگی قریب کی جہت سے
نہووے لیکن جب ختائیون سے یا اورون سے بگڑتی تھی تو ایک جمعیت سبکی ہو لیتی تھی اہل
اہل تاتار کی نوش وپوش وغیرہ زندہ بار قسم کے جانورون گھوڑون بیل گاے بکری دمبے
ہمیشہ متعلق ہے اور چار ہزار برس سے جو رواج چلا آیا ہے ہنوز موجود ہے کہ انہین خانہ پرودہ
جانورون کا گوشت کھاتے دودہ پیتے چمڑے کی پوشاک کرتے اور پشم کے نمدے بناتے

اوڑھتے اور خیمہ بناتے اور لید کو جلاتے اور گھوڑی کی دودھ کو جوش دیکر خمیر نکالتے اور شراب
اوسکی طیار کرکے پیتے ہین گویا تاتار کا گلا اوسکے حق مین دنیا و مافیہا ہے کہ تمام حاجت اوسی
سے رفع ہے + خیمے اسکے نمدے اور پوستین کے لکڑی کے چار پہیے
کی گاڑیون پر ہمیشہ ایستادہ رہتے ہین اور جب وقت نقل مکان کرتے ہین بیس تیس
بیل کو ہر گاڑی مین وہ جوت دیتے اور عورتین اور ضعیف بیمار لڑکے بالے
سب اوسمین چین سے بیٹھے رہتے ہین اور مرد سب برق وش گھوڑون پر سوار گلون کو آگے
آگے ہانکے لیجاتے اور جہان پر علف گاہ اور سبزہ معقول دیکھتے ہین مقام کرتے ہین اور جب
وہان کی چرائی تمام ہوجاتی ہے کسی اور طرف رخ کرتے ہین + یہ بات بہت دور کی ہے
اور عقل کے ناخن کے لیے گرہ مشکل ہے لیکن غور کرنے سے اسکا حل کرنا سہل ہے کہ غذا
اور بادیہ پیمائی اور جمیع حالات تاتاریون کی اوقات بسری کی یہی تین وجہین تھین کہ اونہون
نے اتنی سلطنتون کو پامال کیا اور یہ مہیب اپنے کو بنایا کہ عورتونکا اسقاط حمل اونکا نام سنتے سے ہو گیا
اور انکے وہم نے بڑی بڑی بہادرون کا زہرہ بدخوابی مین شب کو دبایا + اول تو اونکی غذا باعث
خونخواری اور برق کرداری کا اس طور پر تھا کہ اس زمانے مین بھی قوم قصاب سے کوئی سنگدل
نہین اور تاتار سب شبانہ روز انھین جانورون کے خون مین لوہ رہتے تھے جنکو بچپنے سے اونہون
نے پال پوس کے بڑا کیا اور جب کہ بے ترس ہو کر وزر وزر اپنے ہاتھ کے کھلائے پلائے اور
اپنے سے ملے ہوے جانورون کو اونہون نے ٹکڑے کر ڈالا اور گوشت کو انگارون پر برائے
نام رکھکے کچا کھایا تو رحم اور درد رفتہ رفتہ طبیعت سے رخصت ہو کر خونخواری طبیعت ثانی ہو گئی
اور وہ پھر جب دشمن کو قبضے مین لائے تو جبلی سنگدلی طیش جنگ سے دہ گونہ بڑھ گئی اور امان
کی صدا گوش صموم از قہر پر اثر نہین کرتی تھی + اگرچہ بعض حکمای فرنگ اور عرب اور یونان نے بڑا
بڑا دفتر یہ ثابت کرنے کو لکھا ہے کہ غذا طبیعت مین فرق لاتی ہے اور گوشت خوار اقوام
سنگدل اور خونخوار ہوتے ہین اور اناج پھل پھلری ساگ ترکاری کے کھانے والے رحیم

اوبر دردمند ہوتے ہین اور اس قول کی ایک دلیل اہل تاتار اور ہنود کو گردانتے ہین کہ ایک بجز
گوشت کے کچھ نہین کھاتے اور دوسرے صرف اناج اور ترکاری پر اوقات بسر کرتے ہین لیکن
ہم اس دلیل کو کسی قاعدۂ عام کے مقرر کرنے کے لیے کافی نہین سمجھتے ہین یہ نہ کہتے اگر اون
بزرگونکا قول ہوتا کہ کچے گوشت کے کھانے والے قوی ہوتے ہین تو ہم بے تامل اوس قول کو
قبول کر لیتے لیکن گوشت کی غذا پر خونخواری منحصر کرنا مناسب نہین اور اسکی زیادہ دلیل بجز اسکے
نہین چاہیے کہ اہل ہندوستان و ایران اور فرنگستان مین بالکل خواص اور اکثر عوام گوشت ہی
کھاتے ہین اور ان لوگون سے رحیم و سلیم کمتر کہین پر دیکھنے مین آتے ہین الغرض تاتاریون کی غذا
جو سامنے کے پالے اور اپنے ہلے ہوے معصوم جانورون کو اپنے ہی ہاتھ سے ہلاک
کرکے نیم خام خون آلودہ کھانے سے حاصل تھی باعث سنگدلی کا تھا اور دوسرے یہ کہ اگر یہ
غذا اونکی نہین ہوتی تو غلہ ساتھ رکھنا پڑتا اور ویسی گروہ بے شمار کے واسطے غلہ ساتھ لیے لیے
پھرنا ایسا بکھیڑا ہوتا کہ تاتاریون کی آمد کی خبر ہر جگہہ مہینون پیشتر سے ہو رہتی اور یہ شہرت اونکے
حق مین مضر ہوتی کیونکہ دفعۃً انکا آنا اور لوٹ و تاراج کرکے طرفۃ العین مین صحرا کے بیچ پھر غائب
ہو جانا غضب تھا اور یہی باعث ہمیشہ کی فتح کا تھا کہ فرصت تدبیر جنگ کرنے کی کسیکو کم ملتی
تھی اور آندھی کی طرح انکا رسالہ خونخوار برق رفتار آتا اور اپنا کام کرکے نکل جاتا تھا اور یورش کے
وقت اپنے لڑکے بالون اور تمام جانورون کو صحرا مین چھوڑ اور اپنی سواری کے علاوہ بہت
سے فالتو گھوڑے ساتھ لیکر جس سمت کی طرف مرکوز خاطر جانا تھا روانہ ہوتے تھے اور فالتو
گھوڑون سے دو کام نکلتے تھے ایک یہ کہ اگر دور کا سفر ہوا تو ہر مقام پر اونمین سے دس
پندرہ کھانے مین آتے تھے یا اگر اپنی ران کا گھوڑا گر گیا یا جنگ مین مجروح ہوا تو مرے کو
کھاتے اور اوسکے عوض فالتو گھوڑے سے ایک کو داخل کرتے تھے پس ظاہر ہے
کہ اونکی غذا سبب عظیم خونخواری اور برق کرداری کا تھا اور اناج کے کھانے والے اگر ہوتے
تو جو اونہون نے کیا کبھی نہ کر سکتے اب دریافت کرنا چاہیے کہ آیا تاتاریون کی بادیہ پیمائی

جملہ اسباب اونکی فتح یابی کا وجہ عظیم تھا یا نہین ٭ قوانین جنگ سے ایک یہ ہے کہ سردار فوج عسکر کے خیمون کو اور ہر قسم کی سپاہ خواہ سوار خواہ پیادہ کو ایسے ایسے مقام پر رکھے کہ تھوڑے عرصے مین بہت کی گنجایش ہووے اور اگر شب خون مارنے کا حملہ غنیم کرے تو سب کو اپنی اپنی جگہہ جمعیت کرنے کی ایسی معلوم رہے کہ منتشر حواس کوئی نہین ہووے غرض یہ قاعدہ ہر شام کو تاتار کے معسکر مین اس طور پر عمل مین آتا تھا کہ مقام ہوتے ہی ہر گروہ جدا ہو جاتی تھی اور اپنی گاڑیون سے جنکو بہیہ دار مکان کہا چاہیے چوحدی حصار ہو کر اوس عرصے کے اندر تمام جانور عورت مرد لڑکے اس موقع سے رہتے تھے کہ اندھیری سی اندھیری رات کو ان ہزارہا انسان اور لکھہا حیوان مین مطلق پریشانی نہین ہوتی تھی سواے اس مشق بیچ ترکیب معسکر کے تاتاریون کی بادیہ پیمائی اونکو تمام دشت تاتار کے نشیب و فراز اور راہ گھاٹ سے واقف کراتی رہتی تھی اور ان امور کا علم سپاہ سالار کو خوب رہنا ایسا واجب ہے کہ اگر سرزمین سے فوج کا سردار خوب واقف نہو گا تو اگر غنیم اوس سے بہت کمزور بھی ہو تاہم غالب ہے کہ شکست اوٹھائیگا چنانچہ اسی جلد کے دفتر اول مین نقل ہے کہ کس طرح سے تاتاریون کے سردار میمکی نے فغفور ختا کا ولی کو دفعۃً گھیر لیا اور نہین معلوم ہوا کہ کدھر سے یہ چار لاکھ سوار پیدا ہوئے اور مثل بلاے آسمانی کے آن پڑے اور یہی دلیل اس امر کی ہے کہ سرزمین کی واقفیت سپہ سالار کو نہایت واجب ہے چنانچہ اسکی لاعلمی نے اوس بیچارے فغفور کو تباہی کیا تھا اور اسکی واقفکاری نے اوس ٹاہجو کو ویسے کمینگاہ پر بٹھایا الغرض تاتاریون کی بادیہ پیمائی گویا سبق روزانہ بیچ دفتر رزم کے تھا اور اوسکا علم اور اون کو صرف رز سے بھی میسر تھا اور اونکو خود بخود آتا تھا ٭ تیسری وجہ تاتاریون کے ہمیشہ فتحیاب ہونے کی اونکی جمیع اوقات کو ٹھہرایا چاہیے اور اوسکی صرف بیان سے یہ بخوبی ظاہر ہو ویگا چنانچہ بچپنے سے تاتار سب تیر لگانے اور نیزہ چلانے تلوار مارنے اور گھوڑے پر چڑھنے کے عادی ہوتے تھے بلکہ بجز ان باتون کے کسی اور چیز کی طرف متوجہ نہین ہوتے تھے کیونکہ پڑھنے لکھنے کے چرچے کو بیوقوفی قرار دیتے تھے اور امور خانہ داری کو اپنی مستورات کے متعلق کرتے تھے اور غلامون کے

ہاتھہ گھوڑون اور جانورون کی چرائی اور خبرگیری حوالہ کرتے تھے پس اس حالت بیکاری مین سوائے حربون کی ورزش اور ایام صلح مین شکار کرنے کی تیسری صورت صرف اوقات کی نہتھی اور اونکے ہاتھہ کی صفائی اور شہسواری امن وامان کے وقت درندون کے شکار سے دیکھی جاتی تھی اور جنگ مین دشمنون کو اوسکا حال بہتر معلوم ہوتا تھا سوا اس طرح کی مشق کے جو ہر متنفس کے شوق پر موقوف تھا قواعد جنگ مین برّاق رہنے کے لیے ایام صلح مین گرد و نواح کے تاتار سب ایک جائے معہودہ کو مقرر کرکے دس بیس کوس کے فاصلے پر چارون طرف قطار سے کہڑے ہوتے تھے اور وقت معینہ پر طرف ایک ہی مقام مقرر کی جسکو مرکز دایرہ سمجھا چاہیے ایسی صف بندی کرکے روانہ ہوتے تھے کہ جنگل کے جانور درندے دوندے بھاگنے کی کوئی صورت نہین پاتے تھے اور چارون طرف سے رفتہ رفتہ جب گھر جاتے اور تاتاریون کے دایرے کی وسعت کم ہوتے ہوتے دس بیس تیر کی گھیر رہ جاتی تھی تب اون بہادرون مین جو چیدہ چیدہ شہسوار ہوتے بیچ مین اگر شیر اور ارنے چیتے اور گینڈے اور دوسرے زندون کا مقابلہ کرتے تھے اور ہرن وغیرہ جو بدحواس یا مجروح ہوکر صف توڑنے اور نکل بھاگنے کا قصد کرتے مارے جاتے تھے الغرض اس شکار مین سوارون کو جھیل اور دریا پیرنا اور پہاڑون پر چڑہنا اس انداز سے ہوتا تھا تاکہ صف نہ ٹوٹے اور یہی کویسی کم مشق قواعد جنگ کی تھی کہ صف بندی کی ترکیب سے طبیعت عادی رہے اور ایسے ایسے بیہڈے مقامون پر قطار نہ چھٹے + الغرض جن اقوام کی غذا اور بادیہ پیمائی اور جمیع اوقات اسطرح کے ہووین جسکا ایک شمہ بیان مین آیا توکونسا تعجب ہے کہ اونہون نے سیکڑون ملکون کو برباد کیا خصوص جبکے علاوہ ان وجہون کے سبھون کے درمیان ایکا اور اتفاق ایسا تھا کہ جو نہین اغیار سے مقابلے کا قصد ہوا آپس کے قضون کو فراموش اور دل کی کدورت کو دور اونہون نے کیا اور سارے تاتاریون کے لکھہا قالب مین یکجان آئی اور لکھہا شمشیر کو ایکدست ارادے نے کھینچا دستورات اور قوانین انکے درمیان نہایت کم جاری تھے کیونکہ ہر قوم کے ایام جہل مین قاعدے اور رویے چند

اور مختصر بسبب اسکے ہوتے ہین کہ امور دنیوی کی نیرنگی اور کثرت ترقی عقل سے پیدا ہین اور
یہی باعث زیادتی قواعد کے ہوتے ہین تاکہ ہر امر مین عامل ہونیکا بہتر طریقہ معلوم ہووے لیکن
اقوام تاتار بجز یورش اور شکار کے دوسرا کام نہین کرتے تھے غرض اگرچہ نہ علم نہ نوشت خواند
انمین تھا لیکن اپنی بات کی ایسے پکے اور قول کے ایسے سچے تھے کہ اغیار اونکے ہان اونہین
پر اورون کے حرف اور دستاویز سے اعتبار زیادہ کرتے تھے اور بچون کو ہوش سنبھالتے ہی
یہی مضمون سکھلایا جاتا تھا جسکو حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے کس اختصار اور شستگی سے
اس شعر مین بیان کیا ہے شعر راستی موجب رضای خداست ؏ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
خون ناحق اور زنا ے محصنہ کی سزا قتل تھی اور سنگین چوری کی بھی وہی سزا تھی کیونکہ آپس مین
دزدی نہایت معیوب تھی اگرچہ غیرون پر ڈکیتی خوب تھی + ارث کا حال یہ تھا کہ اگر امن وچین
اور ایام صلح کے وقت باپ یا بزرگ خاندان بیماری سے مرجاوے تو بڑا بیٹا یا جو کہ متوفی
سے زیادہ قرابت رکھتا تھا وارث مال و اموال کا ہوتا تھا لیکن اگر جنگ مین مارا گیا تو جو اوسکی
لاش کو اوٹھا لایا یا دشمن کے ہاتھ سے اوسے چھین لیا وہی شخص متوفی کا وارث کل ہوتا تھا اور
اور یہ آئین ایسی قوم سپاہ کے لیے مفید اس طور سے تھی کہ جس حال مین محبت دوستانہ یا خدا
یگانیت دو سپاہی تو حافظ زندگی مین ایک دوسرے کی جان کا اور موت نبرد مین ایک دوسرے
کی لاش کا نکرے تو لالچ اوسکے اشیا کے حصول کی وہی مطلب آور ہووے + کئی ازواجی
اونمین رائج تھی اور اپنے باپ کی حرمون اور سوتیلی ماؤن کو بیٹا اپنی خدمت مین لا سکتا تھا اور
ایک بھائی کو دوسرے کی جورون کو حرم بنانا جائز تھا لڑکے ہوش سنبھالنے کے وقت
سے بڑی بڑی بکریون اور دنبوؤن پر سوار ہو کر چھوٹی کمانون سے چڑیہ اور لومڑی وغیرہ
کا شکار کرتے تھے اور اسیطرح سے جو جو زیادہ بڑھتے اپنے قد و قامت اور طاقت
کے موافق گھوڑون پر چڑھتے اور استعمال ہتھیار کا کرتے تھے غرض جب تک تن تنہا شیر یا
اور کسی زبردست درندے کو جنگل سے مار کر نہین لاتے تھے مردون کے ساتھ بیٹھنے یا فوج

مین نام لکھانے نہین پاتے تھے اور بچپنے سے گھوڑے پر چڑھنے کی یہ عادت ہوجاتی
تھی کہ گویا سونا اوٹھنا بیٹھنا سارا کام اونکا گھوڑے کی پیٹھہ پر انجام ہوتا تھا اسیطرح سے لڑائی مین
تو اونکی فتح غضب تھی ہی تھی اونکی شکست بھی موجب ضرر و خطر ایسی تھی کہ جس قدر نقصان غنیم کو
اونکے پیچھے ہٹنے اور بھاگنے سے تھا اونکے آگے بڑھنے اور حملہ کرنے سے نہ تھا کیونکہ
جب لڑائی ہارتے تھے تو گھوڑے کے رخ کو صحرا کی طرف کرکے خود پھر کے بیٹھتے یا اکثر کھڑے
رہتے تھے اور دشمن جو تعاقب مین چلے آتے اونکی طرف منہہ کرکے ایسے تیر اوسی رو مین مارتے
بھاگتے چلے جاتے تھے کہ ایک چوٹ خالی نہین جاتی تھی کیونکہ اول تو اونکی یہ شست اور
ہاتھہ کا اندازا اور ملکہ تیراندازی مین تھا کہ ہر نشانہ ایسا تھا گویا ملک الموت نے زہ پر تیر چڑھایا اور دوسرے
یہ کہ تعاقب کرنے والا فتح کے زعم مین نڈر گریزندہ کو ناچیز سمجھکر بغیر اوس حفاظت اپنی ڈھال سے
کرنے کے جو کہ غنیم کے حملے کے وقت کرتا ہے صرف مارنے کے دھن مین بے تحاشا
آتا ہے اور اوس اندھا دھند تگ و پو مین ہر ایک اپنی صف سے جدا ہوجاتا ہے پس ایسے
بے پروا دشمن کو مار لینا کونسا مشکل تھا بلکہ یہ طور غنیم کی ہلاکت کا ایسا سہل تھا کہ اکثر مرتبہ تاتاری
سب جس وقت اولٹے اور کسی مضبوط دشمن سے سابقہ پڑتا تھا کہ ایک چوٹ کھاوے اور دو لگاوے
جسکا ہر وار پر قدم آگے اوٹھے اور پیچھے نہ ہٹے تو یہ لوگ اسیطرح کی فکر کرتے تھے اور
دھوکے مین اگرچہ نہین دشمن اونکے تعاقب مین چلے تھے وے مزے سے جی بھر کے
پیٹ بھر لیتے تھے اور ایک ایک شخص کو جو نمود کے دکھائی دیتے تیرون سے زیر زین و بر زمین لاتے
تھے اور جب اونکی صف تعاقب کے سبب سے ٹوٹ جاتی تھی تاتار سب دفعۃً رک سیدھے
بیٹھہ کر گھوڑون کو پھیر ایسا حملہ کرتے کہ دشمن جو تعاقب کے زعم مین بے پروا تھے اس
آناً فاناً بجلی کیسی پلٹ سے ایسے بدحواس ہوجاتے تھے کہ حربہ ہاتھہ مین لیے ایک دوسرے کا منہہ
دیکھنے لگتے تھے اور تاتار قہار و خونخوار اونکے غول کو ٹاپون سے روند ڈالتے تھے الغرض واقعی
شکست مین بھی انکی شہسواری کام آتی تھی اور ساٹھہ اسی کوس انکے گھوڑے ایک سیر مین نکل

جاتے تھے اور ندی نالہ اور جھیل دریا ریگستان اور کوہستان کسی سے مزاحمت اونکی گذر کی
نہین ہوتی تھی اور پل بھر مین ایسے غایب اور بے نمود ہو جاتے تھے جیسا مشت خاک کو تیز
ہوا مین کوئی کھودے اور پتا نپاوے القصہ ان بلاؤن کا رولہ ختا اور فرنگ اور روم و روس اور ایران
کی سلطنتون اور مشرق کے تمام ملکون پر بار رہا ہوا اور انھین سے بعض یورشون کے بیان سے
تاریخ کے ناظرین کو فائدہ حاصل ہووے گا اور راقم کو بھی منظور ہے کہ جو بات قابل یاد کے ہووے
وہی لکھی جاوے نہ کہ انکی آپس کی سرکٹول کا حال تحریر مین آوے جسکے ملاحظے سے اسقدر
استفادہ حاصل ہے کہ آپس کے کشت و خون نے اول تو اتنے موذیون کو ایک دوسرے کے
ہاتھ سے قتل کروایا اور جنس انسان کے دشمنون کو اسطرح سے کم کیا اور دوسرے یہہ کہ انکی
خونریزی مین جتنے روز ون مشغول رہے گرد و نواح کے ملکون مین امن رہا ورنہ اگر آپس کا
نفاق نہوتا تو کسیکو اونکی یورشون سے دم لینا مشکل ہوتا ❊

دوسرا باب

بیان ہن کی سلطنت کے زور و شور پیدا کرنے اور بعد ازان ضعیف ہو کر دو تقسیم ہو جانے اور ایک کے تباہ ہونے اور دوسرے کے نام پیدا کرنے کا

اس تاریخ مین ذکر آچکا ہے کہ قوم تاتار ملقب ہن یا ہانگنو کی بنیاد سنہ ۲۲۰۷ مین قبل
حضرت عیسیٰ کے قرار دی گئی ہے بلکہ ہیا کے لقب خاندان کے ایک فغفور کا بیٹا اس
قوم کا مورث کہلایا ہے غرض اس سے ہمین کچہہ مطلب نہین اور بیان اتنے ہی کا چاہیے کہ
اوسوقت سے فغفور چینگوائی کے دور تک اکثر اونکا یہی کام تھا کہ دفعۃً آتے اور سرحد چین کے
املاک کو لوٹ و تاراج کر کے اپنے صحرا مین چلے جاتے تھے غرض اوس بہادر اور مدبر فغفور نے
خوب انھین شکست دی اور دیوار ختا کی ساخت شروع کی جسکا حال جلد اول مین بین ہے ❊
اسی تحقیق کے ساتھ نہین معلوم ہے کہ قابل درج تاریخ کے ہووے کہ ان تاتاریون کے
بادشاہ یعنی ٹانجو سب کس سلسلے سے ایک بعد دوسرے کے حکمران ہوے بغاوت لومان
کے وقت تک جسکا بیٹا وہی میہٹی تھا جسکا حال اسی جلد مین لکھا گیا اور جس سے حق ہے کہ

اوس قوم کی عظمت اور جلالت شروع ہوئی اور اوسکا حال تاریخون مین یون دیکھنے مین آیا ہے
کہ ولیعہد جب مقرر ہوا تو اوسکی سوتیلی مان نے اپنے بیٹے کو یہ مرتبہ اور پایہ دینے کے لیے شوہر
کو ایسا ورغلایا کہ اپنے بیٹے تیمچی کو اوسنے یوچی تاتاریون کے پاس بطور یرغمال کے بھیج کر
اوس قوم سے خواہ مخواہ لڑ پڑا تا کہ بیٹے سے باپ کی بد عہدی کا کینہ دلیوین اور اوسے مار
ڈالین چنانچہ ویسے ہی کرنا یوچی نے چاہا لیکن بیٹی ایسا ہشیار اور زود رس تھا کہ قبل اس
فساد کے وہ خفیہ نکل بھاگا اور اپنے باپ کے ملک مین پھر آیا اور چند سپاہ جمع کر کے جنگ کے
قواعد اور فنون مین ایسا یکتا بات کے کہتے اونہین بنا ڈالا اور ایسا خیر خواہ بنا لیا کہ نقل ہے
کہ ایکدفعہ اوسکے حکم کے مطابق اون تاتارون نے اپنی سب سے عزیز جورون اور حرمون
کو تیر ونکا نشانہ بنایا اگرچہ یہ بات قابل نفرین نہ کہ تحسین و آفرین کے ہے لیکن دو چیز اس سے ثابت
ہین ایک اون تاتاریون کی تابعداری اور جان نثاری اور دوسری یہ کہ حکومت دوسری شئے
ہین مگر نتیجہ اوس تاثیر کا جو ایک قوی طبیعت چند ضعیف طبیعتون پر معاً وقوع قربت کے کرتی ہے
غرض جب یہ فوج قابل میدان لینے کے ہوئی تیمچی نے دفعتہً اپنے بڈھے زن مرید باپ پر یورش
کی اور بڑی شکست دی بلکہ اوس پیر نابالغ کی جان اوس لڑائی مین گئی اور ساری رعیت نے
پیشانی فرمان برداری کو بیٹی کے گھوڑے کی ٹاپ پر رکھی ÷ بعد اوس فتح کے اوس ناتجربہ کار
نے اپنی سوتیلی مان اور اوسکی لڑکون اور باپ کی سب حرمون کو جان سے مارا اور خاص و
عام کے دل مین زلزلہ پڑ گیا یوچیون سے پھر اوس نے انتقام لیا اور دوسری اقوام تاتار کو باجگذار
کیا اور رفتہ رفتہ یہانتک قوی ہوا کہ مشرق کے ملکون مین بجز فغفور چین کے کوئی سردار اوسکے برابر
نہ تہا بلکہ کئی ختائی موضعون کو جو اوسکی سرحد کے قریب واقع تھے قبضہ کر بیٹھا آخر کار فغفور اوسکی
ڈھٹائی پر غضبناک ہو کر مستعد جنگ ہوا غرض بڑے ہاتھون جا پھنسا اور نا کاری صورت سے
مخلصی ملی جیسا کہ اسی جلد کے دفتر اول مین مبین ہے بعد اس جنگ کے ستائیس برس تک
ناتجربہ جیتا رہا اور اوس عرصے مین بہت سے اقوام تاتار کو اوسنے سر کیا اور در حقیقت خاقان تاتار

تھا اور فغفوروں سے جو جو صلح اور جنگ وقوع مین آئین اسی جلد کے پہلے دفتر مین اونکا اشارہ ہے اور دوبارہ حاجت بیان نہین ہے + بعد اوسکے مرگ کے اوسکا بیٹا لاؤچام تخت تانجو پر بیٹھا اور چین کی نسبت مین وہی وتیرہ سابق کے لوٹ و تاراج کا اختیار کیا اور فغفوروں کو بدرجہ ستایا سوا ختائیون کو عاجز کرنے کے کئی قوم تاتار کو تانجو زیر نگین لایا اونکے درمیان قوم یوچی نامور تھی جسنے ہمیشہ ہُن کی قوم سے مقابلہ کیا تھا غرض اس تانجو نے اونہین کئی لڑائیون مین شکست دیکر اونکے پادشاہ کو مار ڈالا اور ایسا تنگ کیا کہ اپنے ملک کو جو سوجو کے قریب تھا چھوڑ کے بیچ بچائے بھاگے اور تبت بزرگ مین جا بسے اور اوس ملک کو آباد کیا اور اوس دیار کے پہلے باشندے وہی تھے غرض اونہین سے جو فرقے زیادہ بہادر تھے آگے بڑھ گئے اور چند دنون مین ماوراء النہر اور دشت قبچاق اور خراسان مین ایسے قوی ہوے کہ اون ملکون کے اکثر مقامون کی ریاست اونکے قبضے مین تھی + جب لاؤچانگ تانجو مرگیا اور اوسکا بیٹا کوین چنگ جانشین ہوا اور فغفور کو یورشون سے عاجز کرنے لگا انہین یوچیون سے فغفور نے قصد عہد و پیمان کرنے کا کیا تاکہ دونون طرف سے قوم ہُن پر جو جانبین کے دشمن تھے تاخت ہووے لیکن پیغامبر راہ مین گرفتار کیا گیا اور تانجو نے جو دس برس اوسے قید رکھا وہ قصد وہین تک ختم ہوا + اس وقت سے پونو تانجو کے وقت تک یعنے ایک سو چھبیس برس قبل حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے عہد سے سنہ ۸۹ع تک کئی تانجو املاک تاتار کی ریاست کے تخت پر بیٹھے اور سوا فغفوران چین کے جنکے ساتھ جتنی لڑائیان رہین سکا ایک ایک شمہ اسی جلد کے پہلے دفتر مین ہر شہنشاہ ختا کے عہد دولت کے بیان مین مندرج ہے + تانجو اطراف و جوانب کے ملکون پر برابر یا یورش کرتے رہے یا اور قومون کے تاخت کا جواب دیتے رہے اور ان لڑائیون کے بیان کی طرف اشارہ بھی کرنا مولف نے عبث سمجھا کیونکہ بیان اونہین امور کا چاہیے جسکے مطالعے سے کچھ فائدہ کسی طرح کا ہووے اور فقط سرکشوں کے اذکار یعنے کتنے فلانی طرف مارے گئے اور زید نے بکر کو کس طرح مارا اور عمر نے لیک کے زید کو کس طرح دو ٹکڑے کیا یہ سب محض فضول ہے اور تاریخ نویسی سے

ادا ب کے خلاف سے غرض اسی سنہ ۴۸ مسیحی میں ہن کی پادشاہت کی دو تقسیمیں بسبب امرا
اور سرداروں کے آپس کی نزاع کے ہوگئیں اور شمالی اور جنوبی مملکتیں کہلانے لگیں اور اسی واقعہ کو عجم
کے مورخوں نے نسل اور تاتار کی علیحدہ سلطنتوں کی بنا قرار دی ہے غرض شمالی تقسیم
یعنے قدیم اقوام مغل کی سلطنت میں رفتہ رفتہ ایسا ضعف آگیا کہ سنہ ۹۳ میں اقوام جنکے شامل رہنے سے
ایک صورت سلطنت کی تھی بار بار کی شکست سے عاجز ہو کر جدا ہو گئے اور بادیہ پیمائی کرتے جدھر
سے موقع پائے نکل گئے اور ذیل کے بیان سے معلوم ہوویگا کہ انہیں میں سے بعض نے دوسرے
ایاموں میں بڑا نام پیدا کیا یعنے عالم میں اپنی یورشوں سے زلزلہ ڈلوا دیا غرض سنہ ۹۵ مسیحی میں ہن کی جنوبی
سلطنت بھی گویا تمام ہو گئی کیونکہ ٹانجو سی اوپو کے مرنے سے دوسرے شخص کو خطاب ٹانجو کا دیا
گیا اور اقوام ہن میں اختیار عدالت اور قتل و قصاص اور دوسرے ملکوں سے عہد و پیمان کرنیکا
قبائل کے ہاتھ میں دیا گیا اور چونکہ یہ لوگ جب تک بال اونکے سپید نہیں ہوتے تھے اوس مجلس
میں داخل نہیں کیے جاتے تھے اس جہت سے عجمی اور عربی مورخوں نے اونکا ذکر بلقب ریش سفید کیا ہے
یہ حالت تباہی کی واقع ہونے سے فغفوران چین کے تابع بعض فرقے جنوبی ہن کے ہوئے اور اکثر کی
جمعیت نے پہلے لقب ھاآن کا اور بعد اوسکے چاؤ اور بعد ازاں ہین کا اور آخر کو لیام کا لیا اور
انہیں فرقوں میں جنکو مؤلف نے نامزد کیا سرداری اوروں پر رہی اور اونکی حالات آپس کے جھگڑے
اور غیروں پر یورش کے قابل درج کے نہیں ہیں بجز مغربی ہن کے جنہوں نے روم قدیم وغیرہ کی ملکوں پر ایسی تاخت
کی کہ اونکا کچھہ بیان ساتھ تفصیل کے انسب ہے چنانچہ باب آئندہ میں حال کھلیگا انشاء اللہ تعالے الفقط

تیسرا باب

بیان شاہ اٹلیس کے لڑائیونکا اور پہلی یورش اقوام تاتار کے ملک فرنگ پر جو اوس نے کی اور قوم ہن کی شاہنشاہی کے معدوم ہونیکا

جب اقوام ہن کی دو تقسیمیں ہوئیں اور شمالی و جنوبی سلطنتیں کہلائیں اور شمالی کو تباہی ہوئی اور اوس جمعیت کے
اقوام میں پریشانی آئی جیسا کہ باب سابق میں مذکور ہے تو اونکی بعض قوموں نے ولایت فرنگ
کی سرحد کیطرف رخ کیا اور بعض نے ایران کی نواحی میں بستے جانوروں کو چرانا اور لوٹ و تاراج کرنا اختیار کیا

غرض اس باب مین ذکر اونکا منظور ہے جنہون نے کنارہ دریاے اتل پر جسکو فرنگ کی تاریخون
مین وُالگا کہتے ہین اور اوسی کے گرد قیام اختیار کیا اور وہان سے جنوب کی طرف دشت قپچاق
مین شہر کاشغر تک اپنے تابع کیا یعنی گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالا ٭ اگرچہ چند ہی روز بعد اختیار
اقامت اوپر کنارے دریاے اتل کے اپنے زور و شور کا اظہار اونہون نے کیا لیکن آثار عالم
کے تہ و بالا اونکی یورشون سے ہونے کا اٹیل کے وقت تک پدیدار نہین ہوے تھے ٭
لقب غضب الٰہی کا اوس نے خود اپنی شان مین کہا اور جمیع مورخ مقر ہین کہ لقب نہایت درست
اور راستی سے ایک نقطہ کم و کاست نہین تھا ٭ ھن گری کے ملک کے اہل فرنگ اس شخص کو بلقب اتلا
اپنے بادشاہون کے زمرے مین داخل کرتے ہین اور اگرچہ تحقیق ہے کہ قوم ھن کے اوس ملک
مین بود و باش کرنے سے نام اوسکا ھن گری ہوا لیکن تین قوم تاتار نے اوس ملک مین یورش کی پہلی
دفعہ ھن نے اٹیل کے وقت مین اور دوسرے مرتبہ قوم آوار نے سنہ ۵۶۸ع مین اور تیسری دفعہ قوم
ترک یا ماگیار نے سنہ ۸۸۹ع مین اور اگرچہ یہ تینون قوم ایک ہی ہین بنام مختلف لیکن رشتہ اہل ھن گری
کا قوم آخر سے ہے ٭ الغرض جب روگیلاس بادشاہ ھن نے انتقال کیا اوسکے دو بھتیجے اٹیل اور
بلیڈا اوسکے بھائی منڈک کے بیٹے جانشین ہوئے اور چونکہ بعد نہایت کشت و خون کے
اونکے چچا سے اور روم نو یعنے قسطنطنیہ کے شہنشاہ تھیوڈوسئیس سے عہد و پیمان ہونے کی گفتگو شروع
ہو چکی تھی طرفین کے سفیر اٹیل اور بلیڈا کے حضور مین حاضر ہوے اور غرور اون دونون کو اپنی
توانائی کا ایسا تھا کہ گھوڑون سے تعظیم کے لیے نہین اوترے اور عہدنامہ پر دستخط گھوڑے کی
پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے کیے اور بے اعتنائی کچھہ یہین تک ختم نہین ہوئی کیونکہ صلحنامہ کی ہر شرط سے
یہی ظاہر ہے کہ شاہ قسطنطنیہ اٹیل کی نظرون مین نہایت بے حقیقت تھا بلکہ تمام شرائط شاہ ھن نے
اپنی مرضی کے موافق لکھوا دیے اور سفیران روم کو بجز قبول اور منظور کرنے کے چارہ نہ تھا چنانچہ
ذلت کی اور باتون کے جملے سے ایک شرط یہ تھی کہ شہنشاہ روم سات ہزار روپیہ خراج سالانہ
دیوے اگرچہ مبلغ کی کچھہ حقیقت نہ تھی لیکن ایک پیسہ اس طور سے دینا گویا روپیہ کی عزت کھونا تھا

بعد اس صلح کے اقوام تاتار اور دوسری اقوام جنوبی اور شمال کے ملکون اور قومون کو تباہ کرنے مین دونون بھائی مشغول ہوے اور کوچین تاتارون کو سر کیا۔ چندے بعد اٹھیل نے اپنے بھائی کو کسی حیلے سے مروا ڈالا اور ممالک کل ہوا بلکہ ثابت ہے کہ بلیڈا کو رشک سے اوس نے قتل کیا۔ اہل تاریخ پر ظاہر ہے کہ اس ایام مین روم قدیم کی سلطنت عظیم کی دو تقسیم تھین اور ممالک مشرق و مغرب کے لقب سے مشہور تھین اور ہر تقسیم کا پادشاہ اپنی سرحد مین خود مختار تھا چنانچہ پای تخت ممالک مشرق کا شہر قسطنطنیہ تھا اور ممالک مغرب کا پایہ تخت وہی شہر روم کا تھا جو ہمیشہ سے دار السلطنت تھا الغرض والن ٹینی آن شاہ ممالک مغرب کی بہن ہونوریا ایسی صاحب عقل اور حسن تھی کہ اوسکے بھائی بلکہ مان کو جو حقیقت مین سلطنت مغرب پر فرمان روا بیٹے کے نام سے تھی اور فتان بے پایان ام الخبایث تھی یہ خوف ہوا کہ اگر اسکی شادی ہووے گی تو اسکی اولاد بیشک سلطنت فتور مین ڈالے گی اس شبہہ سے خطاب اگسٹہ یعنے عالیجاہ دختر شاہ کا اوسے دیا گیا تاکہ طاقت کسی امیر کی نہووے کہ پیغام شادی کا کرے بلکہ سوا کسی بادشاہ مساوی درجے والے کے بیاہ کی نوبت کسی اور سے نہ آوے اور چونکہ اس پایے کا شخص اہل روم کے زعم مین روی زمین پر نہ تھا کہ اونکے شاہ کی دختر سے عقد کرے اس لیے یہ خطاب لینا عذاب تھا بلکہ ساری عمر کی ناکتخدائی کا گویا لے تراب تھا غرض ہونوریا کی جبلی طبیعت ویسے ہی مایل طرف زوجیت اور خواہش اولاد تھی جیسے بلی کی جبلی تونہڑے کے متوجہ ہوتی ہے اوس نے خطاب عالی کو سرپسات سلام کر کے رکھ لیا لیکن قدم اطوار کو دایرۂ عفت سے نکال کر ایک ملازم وجیہ کے دست اشتیاق مین جانے دیا چند روز ون مین تخم عشق نے ثمرۂ فساد دکھایا غرض جو نہین حمل ظاہر ہوا مان نے قید کر کے اپنی اور سلطنت کی ذلت کو بیٹی کو خفیف کرنے سے خاص و عام پر آشکار کیا عرصے بعد شہر قسطنطنیہ مین شاہ تھیودوشیش کے دربار مین مقید رہنے کے لیے بھیجی گئی چنانچہ بارہ چودہ برس وہین رہی غرض جب تنگ ہوئی اور صورت مخلصی کی نہین دیکھی اوسنے شاہ اٹھیل کو اپنی انگشتری بھیجی اور اظہار اپنے عشق اور تمناے عقد سا تھہ اوسکے پیغام سرے کیے اہلک کیا بلکہ یقین ہے کہ صرف انتقام

لینے کی خواہش سے ہونوریا نے یہ پیغام دیا کیونکہ اوسے خوب معلوم تھا کہ اٹیل جب والنٹینین
کے دربار مین ایسے نکاح کی خواہش کا پیغام بھیجے گا وہ طیش مین آکے ایک آدھہ بات جواب مین ایسی
سخت کہیگا جسکو اٹیل وجہ لڑائی کی قرار دیکر فوراً یورش کریگا اور عشق کا کچہہ لگاؤ اس مین نتھا کیونکہ ایسی
صاحب طبیعت اور جمیلہ عورت کا عاشق ایسے مرد میمون شکل پر ہونا جسکے مذہب اور ذات اور
حرکات اور غذا اور وضع کوئی ایک بات قابل پسند کے نہتی بعید العقل ہے غرض جب وہ انگشتری
اور پیغام اٹیل کو پہونچا اور تمام حال سے واقف ہوا خاموش رہا لیکن جنگ کا حیلہ اپنے ہاتہہ آنے
سے دل ہی دل مین خوش ہوا کہ داشتہ آید بکار غرض چونکہ اوسوقت اور ملکون سے لڑائی منظور تھی
شاہ تاتار نے اوس نکاح کی چہیڑ نہ نکالی غرض جب یورش گال کے ملک پر جسکو اب فرانس کہتے
ہین اور جو اوسوقت مثل اور املاک فرنگستان کے روم قدیم کی تحت مین تھا اوسکو منظور ہوا اپنا سفیر
والنٹینین کے دربار مین اوسنے بھیجا اور پیغام اوسکی بہن سے نکاح کرنے اور بانے دہیز قابل ایسے
پادشاہ کے اپنی ہمشیر کے ساتہہ دینے اور ویسے بادشاہ کے اپنی جورو کے ساتہہ لینے کے
جو مناسب حال تھا اوس ایلچی سے کہلایا اس خبر کے سنتے ہی تہلکہ مملکت روم مین پڑگیا اور سب کی
عقل چرخ ہوگئی کہ یہ کیا بلا آئی آخر یہی صلاح سوجھی کہ ہونوریا کو کسی نفرے سے براے نام چہلکے بیاہ
کرکے کہلا بھیجے کہ چونکہ اوسکا شوہر موجود ہے ویسا امر خلاف مذہب اور دین عیسائی بلکہ برعکس
عدل اور انصاف کے لاممکن ہے چنانچہ یہی ہوا اور اگرچہ بخصمہ اون کے رہائی کو ہونوریا کی حرکت لڑکپنا
ہوا کہ حرارت فقط صرف اوسکے خون کے گہونٹ سے دفع ہوسکتی تھی لیکن اٹیل کے غضب کو
خدا کے غضب سے زیادہ ڈرکے اوس بیچاری کی جان کو تو نہین مارا لیکن ایک پوچ شخص کے
ساتہہ جھوٹ موٹ کلمہ نکاح پڑھوا کے قید شدید مین ڈال کر دائم الحبس رکھا + سفیر کا پھر جانا اور
اوس عذر بیہودہ والنٹینین کی طرف سے کرنا اٹیل کی عین مرضی کے موافق تھا کیونکہ فوراً اوسکا
لشکر جو ہر وقت پا برکاب رہتا تھا مثل طوفان شمال کے ملک گال یعنے فرانس کی طرف
روانہ ہوا شہر بعد شہر کے گھوڑون کی ٹاپون مین روند ڈالا گویا روز قیامت اہل فرانس کے

لیے موجود ہوا ✤ اس عرصے مین سپاہ سالار ایشی لیس شہنشاہ روم کی فوج کا اور تھی اوڈورک شاہ
قوم گاتھہ کا جو ملک جرمن کے اصلی باشندون کی قوم تھی اور اٹھیل کی تابعدار تھی اور بعض اقوام
جرمن کے تھی اور شہنشاہ روم سے موافقت او عہد و پیمان رکھتی تھی یہ دونون شخص فوج لیکر واسطے اٹھیل
کے مقابلے کو پوہنچے اوسوقت شہر آرلی آنز کو جو واقع دریاے لوآر پر ہے محاصرہ کیے شاہ
ھن بیٹھا تھا غرض جب دشمن قریب پونہچا اٹھیل نے ہٹ کے دریاے سین جسکے کنارے پر
شہر پارس دار الامارت ملک فرانس اب ہے پار ہوکے شالون کے میدان پر جو نہایت
وسیع اور اپنے رسالے سے لڑائی کرنے کے لیے نہایت مناسب تھا مستعد بجنگ ہوا
طرفین کی سپاہ اور سرداروں اور علی الخصوص اٹھیل اور سپہ سالار روم اور شاہ گاتھہ اور اوسکے
بڑے بیٹے ٹارس منڈ نے بڑا بڑا کام کیا اور بعض روایت ہے کہ ڈیڑہ لاکھہ اور بعض یہ کہ تین لاکھہ
آدمی دونون طرف کے نقصان ہوے جسمین تھی اوڈورک مارا گیا ✤ آخرش اٹھیل جسکا قدم اوسوقت
تک ہر دشمن کے مقابلے مین آگے ہی بڑھا تھا کچھہ پیچھے ہٹا اور اپنے لشکر کی گاڑیون سے جسکا
بیان ہوا ہے کہ اقوام تاتار جب بادیہ پیمائی کرتے عورت اور لڑکے اور ضعیف اور مریض انپر
سوار رہتے ہین اور باقی گھوڑون کی پیٹھہ پر ہوتے ہین قلعہ بندی کرکے اوس حصار مین پناہ گیر
ہوا اور اگرچہ اس طرح کی چال تھوڑی شکست کامل قواعد جنگ کے روسے نہین کہلاتی ہے
لیکن ایسے شخص کی نسبت اس طرح سے حفاظت ڈھونڈھتی بلاشبہ ہزیمت اوٹھانی تھی غرض
طرف ثانی کو اوسکی جرأت اور قوت اور سپاہگری کا اتنا تجربہ ہو چکا تھا کہ اوس حصار مین اٹھیل کو
اونھون نے زیادہ نچھیڑا اگرچہ دو ایک حملہ بطور آزمایش کے کیے جسمین تاتاریون نے مارے
تیرون کے اندھا بنا دیا آخرکار روم اور گاتھہ کی فوجین اوس مقام سے روانہ ہوگئین اور
اٹھیل لوٹ و تاراج کرتا اپنی سلطنت کی حد مین پھر گیا غرض اس ہزیمت سے وہ کچھہ خائف نہوا کیونکہ
سال آیندہ موسم بہار مین دوبارہ اوس نے وہی پیغام نکاح اور دہیز پانے کا والن ٹینی ین
کے دربار مین بھیجا اور پھر حیلے اور بہانے سے اوس نے ٹال دیا یہ خبر سنتے ہی اٹھیل فوراً ملک

اٹالی مین جسکا پایہ تخت روم قدیم تھا اور ہنوز ہے یورش کرتا شہر آکویلیا کو محاصر کر بیٹھا اور وہ
شہر ایسا مضبوط تھا اور باشندے ایسے جری تھے اور قوم ھن کے تیر و تلوار اور برق وش
گھوڑون نے جو صرف میدان کے کام کے تھے مضبوط قلعہ بندی پر اثر کرنا ایسا دشوار تھا کہ تین مہینے
حصار کے گذر گئے اور ھن سب یہانتک عاجز ہوے کہ وہان سے ہٹ جانے کی صلاح کرنے
لگے کہ ایک روز اٹیل نے اتفاق سے دیکھا کہ ایک لگ لگ اپنے بچون کو لیے شہر کو چھوڑ کر جنگل
کیطرف اوڑا جاتا ہے فوراً اوسی طرح کا ایک فقرہ اوسے سوجھ گیا جو عوام الناس کے دلون مین
مثل افسون کے تاثیر کرتا ہے اور پکار کے اوس نے کہا کہ دیکھو یارو لگ لگ شہر کی تباہی کی آگاہی
پاکے جنگل کو چلا ورنہ ممکن نہین کہ ایسا جانور کہ جسکو انس انسان سے ہے خود بخود اوسکی صحبت کو
ترک کرے اور بیابان کی راہ لیوے یہ فقرہ سنتے ہی امید تازہ سب کے دلون مین پیدا ہوئی اور
ہلے کے بعد ہلا اوس مقام کی دیوار پر جہان سے لگ لگ نے پرواز کیا تھا ہن تواتر کے ساتھ
کیا گیا کہ ھن سب کو دخل ملا اور اونھون نے شہر کا جو حال کیا مورخ روم کے اسی فقرے سے ظاہر
ہے کہ دوسری پشت کے لوگون کو آکویلیا کے خرابی کے آثار تک نہ ملے ۞ اسیطرح
سے چھہ شہر ملک اٹالی کے اور بھی برباد کیے گئے اور کئی شہر کے لوگون نے جان بخشی
اپنی تمام دولت دیکے کروائی ۞ تمام ملک مین یہ تہلکہ پڑ گیا کہ والن ٹی نی ین ایک شہر سے دوسرے
مین حفاظت کے لیے بھاگا بلکہ مستعد تھا کہ اگرچہ اٹیل زیادہ تنگ کرے تو جلاے وطن اختیار کیجیے
آخر جب کچھہ بن نہ آئی ایلچی کو پیغام صلح لیکر جو حقیقت مین درخواست امان کی تھی بھیجنے کی صلاح
ٹھہری اور تین شخص بزرگان قوم اور دین سفیر ہو کر اٹیل کی حضور مین گئے اوس نے بہت
عزت کے ساتھ ملاقات کی اور آخرش بات یہی ٹھہری کہ شاہزادی ہونوریا کے حصے کی جتنی
املاک ہے سب فوراً شاہ ھن کے حوالے ہوا اور خود شہزادی بعد چندی اوسکی
سفیرون کے سپرد کی جاوے اس مضمون سے عہد و پیمان ہو کر اٹیل اپنے لشکر کو لیے
شاہ روم کی حد سے باہر چلا گیا لیکن یہ دھمکی دیکر سفرائی والن ٹی نی ین کو رخصت کیا

که دیکهو اگر شہزادی کو موافق وعدے کے صحیح وسالم نہین پونہچاؤ گے تو ملک روم کو خاک سیاہ کر دونگا
اور تمہین تو معلوم ہی ہے کہ میرے گھوڑے نے جس سرزمین پر ٹاپ ماری وہان پھر گہانس
نہین اوگی + جب اپنے قصر شاہی مین جو لگکر بنا ہوا وسیع اور عالیشان دریاے ڈانیوب کے
اوس کنارے پر میدان مین واقع تھا وہ پونہچی اوسکا چاہا کہ ہزار ہا جو روان اگرچہ تھین لیکن ایک
دوسری جمیلہ چھوکری ازواج شاہ کے شامل کیجاے + غرض وسیطرح کی دھوم دھام سے جو اون
خونخوار وحشیون مین دستور تھا اتھیل کا بیاہ اوس حسینہ سے ہوا اور شب کو خوب ہی چرچا کثیف
شرابون و نیم پختہ کبابون کا پھیلا اسکے شریک بادشاہ دیر تک رہا آخرش جلسے سے اوٹھا اور نئی بی بی
کے محل مین شب باش ہونے کے لیے گیا صبح کو عرصے تک جو محل سے نہ نکلا گمان ہوا
کہ بی بی کی صحبت اور عشق تازہ کے جوش مین دربار بدستور کرنا بھول گیا غرض دن دوپہر جو ہوا
سردارون نے محل کے دروازے پر ہجوم کیا اور اونمین سب سے جو منہہ چڑھا تھا دستک دوبارہ
اوسنے دیا جب کچھہ جواب نہ آیا شور سبھون نے کیا آخرش دروازہ توڑ کے اندر جو گئے تو دیکھتے
کیا ہین کہ دولہن بیٹھی رو رہی ہے اور اتھیل چت بیدم پڑا ہے دریافت ہوا کہ زیادہ کہانے کے جو بی بی
کے ساتھہ سویا خون نے ایسا جوش کیا کہ شریانون کو تاب اوسکے غلبے کی برداشت کی نہین
ہوئی اور ایک جو سب مین ضعیف تھی پھٹ گئی اور خون کو نتھنون کی طرف سے بسبب چت پڑے
رہنے کے راہ جو نہ ملی پھیپھڑے اور معدے مین بے تحاشہ جو پلٹ گیا دم خفا ہوا اور یہی خاتمہ
اتھیل کا جسکا نام قہر الٰہی تھا ہوا اقوام ہن کو بڑا غم ہوا اور میدان مین شامیانے کے نیچے لاش
کو نہایت تزک سے رکھکر چیدہ رسالے تاتاریون کے گرد اوسکے اوصاف کو بطور مرثیہ کے قرات
کے ساتھہ بیان کرکے گرد پھرنے لگے مضمون اوس مرثیہ کا چونکہ امر واقعی کا بیان تھا اس لیے
مولف اسکو لکھتا ہے اور اختصار کے ساتھہ جمیع فضائل اور رذائل اس شخص عجیب کے اوس سے
اہل ادراک معلوم کرلیوینگے حاصل کہ اشک خون رو رو کے وے کہنے لگے کہ ہم لوگون کا
بادشاہ جب تک جیا یکتاے زمانہ رہا اور مرتے دم تک کسیکو اپنے مقابل مین نہ دیکھا رہا تھا

کو اپنا فرزند جانتا تھا اور دشمن کے حق مین تازیانۂ خدا تھا اور اقلیمون مین زلزلہ اوسکے خوف سے پڑا تھا ٭ مؤلف نے جو کہا کہ اشک خون روردہ کے اون تاتاریون نے اپنے بادشاہ کے گرد پھرکے اوسکے اوصاف کو پڑھا تو یہ اشک خون کچھہ شعرا کے اشک خون نتھے کہ صرف چشم گمان کو نظر آوین کیونکہ اون وحشیون کا دستور تھا کہ جب کوئی سردار عالی وقار اور عزیز رعایا مرتا تھا تو اوسکی لاش کے گرد جمیع سپاہی گھوڑون کو چکر دے کر چھری کی ضرب اپنی پیشانی اور گالون مین مارتے تھے اور اس دستور بیہودہ کا رواج اون وحشیون بہادرون مین اس سبب سے تھا کہ بقول اونکے طبعی اشک صرف لڑکون اور عورتون کے لیے چاہیے اور مردون کو گریۂ اشک خون زیبا ہے سیوائے اس دستور ناستودہ کے ایک اور اوس سے زیادہ بدیہ تھا کہ ہر سردار عزیز کی قبر کے کہودنے اور کفنانے اور دفنانے مین غلامون اور اسیران جنگ کو شریک کرکے بعد اختتام کے اون بیچارون کو وہین ذبح کرکے بادشاہ کی قبر کی پائینتی مین گاڑ دیتے تھے اور اوسکی دو وجہہ بیان کرتے تھے ایک یہ کہ عالم ارواح مین سردارون کی خدمتگذاری کے لیے وہ لوگ مارے جاتے تھے اور دوسرا سبب یہ کہ چونکہ تاتار سب بادیہ پیما تھے اور اونکے اقوام مین ہمیشہ جنگ و جدل رہتا تھا اور اغلب تھا کہ اگر کسی قوم مخالف کو دوسرے فرقے کے سردار کے دفن کی جگہہ سے آگاہی ہوتی تو اونکے اوس مقام پر سے دوسرے حلقہ گاہ کی طرف جاتے ہی اوس لاش کو دشمن اوکہاڑ کے اوسکی خرابی ضرور کرتے اور زندون کا انتقام مردون سے لیتے اس جہت سے جتنے اغیار کفن دفن کے شریک رہتے تھے مارے جاتے تھے یہ وجہ کچھہ ضعیف سی ہے غرض اصل حقیقت یہ وہ تھی جسکو مؤلف نے وجہ اول اس دستور کی قرار دی ہے ٭ القصہ تھیل جب مرا تو انہین دستورون سے گڑا اور شب کے وقت لاش پہلے سونے کے صندوق مین بند ہوئی بعد اوسکے چاندی کے تابوت مین وہ رکھا گیا اور وہ لوہے کے صندوق مین بند ہو کر اوسی زمین کی گود مین سپرد کیا گیا جسکو ہر وقت زلزلہ اوسکے گھوڑون کے ٹاپون سے رہتا تھا اور جیسے جیتے جی دشمن کے خون مین گویا نہائے رہتا تھا غسل موت بھی دشمن ہی کے خون سے ہوا کیونکہ صدہا اسیران

جنگ تربت پر قتل ہوکے نابیتی مین گاڑ دیے گئے ✤ اٹہیل کا نام تہا کہ اوسکی سلطنت مین جو ہزار ہا اقوام کے تابعدار ہونے سے قایم ہوئی تھی تفرقہ پڑا اور اکثر قومون کے سرداروں نے اپنے اپنے فرقے کو اوس جماعت سے جدا کرکے اپنا اپنا رستہ لیا ✤ یہ ہونا تہا کہ چند روز مین قوم ھن کی شاہنشاہی معدوم ہوگئی اور یہ پہلی یورش قوم تاتار کی فرنگستان پر جو اٹہیل کے اس تذکرے مین مذکور ہے کبھی وقوع مین نہ آتی اگر اٹہیل کا سا شخص پیدا نہوتا جس نے اقوام تاتار کو پہلے اپنا تابعدار کرکے فرنگ کے ملکون پر مثل غضب الٰہی کے ٹوٹ پڑا بلکہ تاتاریون کی تاریخ مین بھی دیکھنے مین آیا ہے کہ جب سبھون نے اتفاق بسبب کسی ایک شخص مدبر اور بہادر کی تابعداری کے کیا ہے اقلیمون مین اونہون نے تہلکہ ڈال دیا ہے جیسا کہ اس بات مین اور چنگیز اور باتو خان کے احوال مین بیان ہوا ہے اور آگے کچھہ اور بھی مذکور کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے ✤

چوتھا باب

زیادہ تر بیان اقوام تاتار اور اون فرقون اور شخصون کا جنہون نے قبائل ترک اور مغل اور سلجوق اور اُزبک وغیرہ مین شہرت پیدا کی ہی ✤

تاتاریون کی یورشین مملکت ایران پر ہمیشہ سے ہوئی ہین چنانچہ ہنوز سابق کا دستور اون لوٹیرون کا نہین چھوٹا ہے اور جیسے قدیم الایام مین جب کبھی ملک مین کچھہ فتور ہوتا تہا یا کسی بادشاہ ضعیف العقل یا عیاش کے ہاتھہ مین زمام حکومت رہتی تھی ان لوگون کے ابا و اجداد و تاخت کا موقع پاکے فوراً یورش کر بیٹھتے تھے اوسی طرح سے اب بھی اونکی اولاد اگرچہ وہ لوگ القاب مختلف سے ملقب و مشہور ہین لیکن سب اتراک ہین اور ایک ہی شجر فتنہ کی شاخین ہین ہمیشہ گہات مین لگے رہتے ہین اور جہان خالی پاتے ہین وار کر بیٹھتے ہین ✤ اگلے زمانے مین جب جیحون کا دریا ممالک ایران اور توران کا جو اب ترکستان کہلاتا ہے سوانا تھا تورانی یعنے تاتار سب جب موقع دیکھتے تھے صوبۂ خراسان پر یورش کرتے تھے اور اگرچہ رستم نے اور بہت سے کام کیے لیکن ایک طور سے گویا اوسکی ساری عمر اسی صوبے کی حفاظت اور شاہان توران کے یورشون کے جواب باصواب دینے مین کٹی ✤ چونکہ یہ تاریخ صرف اسی واسطے لکھی

گئی ہے جیسا کہ مؤلف اکثر گذارش کر چکا ہے تا کہ صرف وہی احوال اسمین رہے جو اور مشرقی تاریخو
مین موجود نہین ہے اس سبب سے تورانیون اور ایرانیون جو لڑائیان ہمیشہ رہین اونکے بیان مین
بجز ایک دو اشارے کے راقم کو زیادہ لکھنا نچاہیے کیونکہ عجم کے تذکرے علی الخصوص
شاہنامے مین اونکا حال مندرج ہی چنانچہ شاہ فریدون کا اپنے ممالک کو تین قسمت مین تقسیم کرنا اور
سلم کو ایک حصہ بلاد اتراک کا دینا اور طور کو دوسرے حصے سے جو اوس جہت سے توران
کہلایا سرفراز کرنا اور ایرج کو ایران بخشنا اور دونون بھائیون کا رشک سے ایرج کو مار ڈالنا اور
فریدون کا اون خونیون سے فرزند عزیز کا انتقام لینا اور قتل کرنا اور افراسیاب پسر پشنگ کا تیس ہزار فوج
سے یورش کرکے اور نوذر کو مار کر کے تخت ایران پر بارہ برس تک بیٹھنا فردوسی نے جب
بیان کیا ہے تو خاتمہ تحریر و تقریر کا ہو چکا ہے بعد اسکے سودابہ دختر شاہ ہاماوران کا اپنے سوتیلے
بیٹے سیاوش ابن کیکاوس پر عاشق ہونا اور اپنے سے متنفر پاکر اوس پر تہمت رکھنا اور سیاوش کا
اپنی پاکی اور بیگناہی کو آتش سوزان کی آزمایش سے ثابت کرنا اور اوس بدکارہ کے خوف سے
افراسیاب کے پاس چلا جانا اور وہان دختر پیران ویسہ وزیر شاہ توران کو پہلے اور بعد اوسکے فرنگیس
دختر افراسیاب سے نکاح کرنا اور افراسیاب کے ہاتھ سے شبہ مین مارا جانا اور بعد اوسکے قتل ناحق کے
اوسکے بیٹے کیخسرو کا پیدا ہونا اور کیکاوس شاہ ایران کا اپنے بیٹے سیاوش کا انتقام لینے کے واسطے
افراسیاب پر چڑھائی کرنا اور کیخسرو کا تخت ایران پر بیٹھنا اور سوا ان باتون کے اور بہت سے
حالات جو مورخان عجم اور خصوص فردوسی نے بیان کیے ہین تاریخ تاتار سے نہین معلوم ہوتے
کیونکہ تاریخ نویسی غایت ترقی علوم کے ایام مین وقوع مین آئی ہے اور علم کو کچھہ رونق اون دنون
توران مین نتھی اور ایسے اذکار کا اوس ملک کی کتابون مین نرہنا دلیل نادرستی تذکرہ فردوسی نہین ہے
غرض اس اکمل الشعراء ایران نے جو ایک مقام پر لکھا ہے کہ رستم زابلی نے شاہ چین کو ایک لڑائی
مین اسیر کیا تھا تو یہ نسمجھنا چاہیے کہ فغفوران ختا سے کوئی شخص وہ تھا کیونکہ خاص اہل ختا اور
ایرانیون سے کبھی لڑائی نہین ہوئی اور شخص مذکورہ فردوسی شاید اون ملوک طوائف مین سے

تھا جنھون نے کئی دفعہ فغفوروں کو ضعیف پاکر صوبجات چین پر قابض ہوکر خود بادشاہ
ہوگئے اور بعض دفعہ جو زیادہ توانا ہوے تو آپ ہی آپ فغفور کہلائے جیسا کہ دفتر اول کی جلد
دوم مین موقع پر مذکور ہے سوا اسکے وہ بیان کہ شاہ لہراسپ جانشین کیخسرو نے شاہان تورین (؟)
اور چین سے خراج لیا اسی قدر نادرست ہے کہ اس مقام پر مطلب کسی ایک سلطان ملوک
طوائف سے ہے نہ کہ فغفور سے بلکہ ایک نکتہ ناظرین تاریخ ایران کو یاد رکھنا چاہیے کہ چین کا
جب لفظ شاہنامے یا اور تاریخون مین ملے تو اوسکو ملک ختا نہ سمجھین اور اون ملکون سے
جانین جو کہ سرحد ترکستان اور ختا پر واقع ہے اسیطرح سے صاحب زینت تاریخ جو لکھتے ہین
کہ سکندر نے شاہ فور ہندی کو فتح کرکے شہنشاہ چین پر چڑھائی کی اور اوس نے صلح چاہی تو
یہ ماجرا فغفور ختا کے ساتھ نہین ہوا بلکہ قید کے ساتھ جو بادشاہ چند اقوام تاتار کا تھا اور اوس
امر کا فغفور سے کچھ سروکار اس بادے مین نرکھنا ختا اور یونان کی تاریخون سے ثابت ہے
کیونکہ ختائی تذکرون مین ادنے سا بھی اشارہ ایسے امر کا نہین پایا جاتا اور یونان کے مورخون
نے بالاتفاق تاخت سکندر کو ٹاکسلس یعنے قید شاہ سیتھیا یعنے ترکستان پر قرار دیا ہے +
یاد رکھنا چاہیے کہ وہ طبقہ جو دریاے جیحون اور سیحون کے درمیان مین واقع تھا توران کہلاتا تھا
اور اوسکے مشرق پر اور شمال و مشرق یعنی رخ بائب پر جتنے املاک تھے عجمی مورخ اونکو چین اور
ختا کے القاب سے نامزد کرتے ہین حالانکہ وہ تمام دیار ترکستان یعنی بود و باش اقوام تاتار کا تھا
اور اسی سبب سے خلط ملطا اور اختلاق انکی روایتون مین ہوگیا ہے اور ختا کی تاریخون سے جن
مین سے اکثر کی صحت کا کچھ شک نہین تطابق نہین دیا جاتا ہے اور یہی جہت ہے کہ جب کوئی
بڑا سردار اقوام تاتار کا مارا جاتا یا گرفتار ہوتا تھا تو شاہنشاہ چین اوسے کہکر اوس ماجرے کا بیان کرتے ہین
الغرض جغرافیہ سے لوگون کو اوس زمان مین واقفیت کم تھی اور دور و دراز ملکون اور قومون اور
شاہون کے نامون مین فرق کرنا کچھ تعجب نتھا + گشتاسپ شاہ ایران نے جو مذہب زردشت
یعنے آتش پرست کا اختیار کیا ارجاسپ شاہ توران نے جو اوس جہت سامان لڑائی کا اوس سے

تیار کیا جس مین شاہ ایران کے بہائی کو شاہ توران کے بیٹے نے مارا اور
اسفندیار گشتاسپ کے بیٹے کے ہاتہہ آپ قتل ہوا جس پر ارجاسپ نے ایران پر یورش
کرکے گشتاسپ کو شکست دی اور اوسکی بیٹی کو اسیر کرکے لے گیا جسکے بدلے اسفندیار دہوکا
اور مغالطہ دیکر شہر دوندیا مین چند جوانون کو لیے گہس گیا اور ارجاسپ کو مارا اور اوسکے تخت کو
اپنے باپ پاس بہیج اور اپنی بہن کو خلاص اور توران کی بادشاہت ایک مرد نیک باخدا اولاد
اگرائیث کو بخش کرکے اپنے ملک مین چلا گیا ان سب امرون کا بہی حال اگرچہ تاتاری تاریخون مین
نہین معلوم ہوتا لیکن سچ ہونے مین کچہہ تعجب نہین شاہ اسفندیار نے تاتاریون کو جو اس طرح
سے توڑا اور اونہین یون آپس کے جہگڑے بہی اونہون نے ایسے شروع کیے کہ ایران کے
بادشاہون کو ستانے کی فرصت اونہین نہین ملی چونکہ اونکے آپس کے سرکٹول کے احوال سے
راقم کو مطلب نہین اسلیے بہرام گور ساسانی کے وقت مین جو ایرانیون اور تاتاریون سے
بگڑی اون لڑائیون کیطرف مخاطب ہونا چاہیے ✽ جب کہ ہن کی بادشاہت مین تفرقہ ہوکر
اوس سے دو سلطنتین ہن شمالی اور ہن جنوبی کی پیدا ہوئین اور ایک نے دوسرے کو تباہ
کیا اور شمالی سلطنت کے اقوام اونکی بادشاہت بگڑنے سے دو دو چار چار فرقے ہوکر جدا ہوگئے
جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اوسی تقسیم کی بعض قومین طبقہ فرنگ کی سرحد کے قریب بادیہ پیمائی
مین مشغول ہوئین اور رفتہ رفتہ اتفاق کرکے اٹیل کے وقت روم نو اور قدیم اور فرنگ کے
ملکون کو ستایا جیسا کہ لکہا گیا ہے اور بعض قومین طبقہ ماوراء النہر اور خوارزم اور بحر کاسپین کے
مشرقی کنارے پر اور ختن اور سرحد ایران پر جا رہین ✽ تین سو برس سے زیادہ اون لوگون
کو بادیہ پیمائی کرنے اور رفتہ رفتہ باہم ہونے مین گذرے بعد اوسکے اپنے کو قوی جانکر دفعتہ
ممالک ایران پر دوی تاخت کر بیٹھے اور یورش کا وہی وقت مناسب سمجہے جب ایران مین بہرام گور
کی تخت نشینی کی شادی اور خوشی ہر جگہہ پہیلی ہوئی تہی اور ناچ و رنگ کے چرچے نے پردہ
غفلت کو چشم بیدار و ہشیار پر ڈال دیا تہا بدستور دریاے جیحون کے پار ہو صوبہ خراسان

مین پچیس ہزار تاتار دفعتہً آن پوہنچے اور قتل اور لوٹ اور تاراج حسب خواہ کرنے لگے اس
ناگہانی بلا سے لوگ گھبرائے ہوے تو تہے ہی تہے کہ اتنے مین خبر جو پہیلی کہ بہرام گور نے
پای تخت کو چھوڑ کر ملک آرمن مین پناہ لی بدحواسی سب کے دامنگیر حال ہوئی اور خان تاتار نے
یہ بات سمجہی کہ مثل افراسیاب کے ایرانیون کی سرخودی اوسکے ہاتہون مین تمام ہوئی کہ
ناگاہ ایک اندہیری رات کو عسکر تاتار پر جب بخوف و خطر وے نشے مین پڑا ادہر اودہر پڑے
تہے بہرام نے سات ہزار چیدہ سپاہ سے ہلہ کیا غل جو پڑا کہ دشمن آیا تاتار اوس تاریکی مین نشے
کے خواب سے گھبرائے ہوے جو اوٹہے تو ایک دوسرے کو دشمن جانکر قتل کرنا شروع
کیا اور کچہہ تو آپس کی سر کٹول اور باقی بہرام کی جوٹون نے چند لمحے مین اگرچہ اندہیری تہی لیکن
مطلع صاف کردیا اور تاتاریون نے گرتے پڑتے جیحون کی طرف فرار کیا و بہرام مثل جن کے
ساتہہ لپٹا گیا اور راہ مین ایسا قتل اون موذیون کو کیا کہ دو چار ہزار کے سوا جو اپنے گھوڑون
کی بادپائی کے سبب سے بچے باقی سب مارے گئے ✽ جب دشمن اسطرح سے دفعہ ہو چکا معلوم
ہوا کہ بہرام جو تاتاریون کی یورش کے وقت غائب ہوگیا تہا تو کچہہ خوف زدہ ہو کے بہاگا
نہین تہا کیونکہ اوسنے ویسے وقت پر جب تاتار خونخوار سارے سامان سے تیار برق کی شتابی
اور بلا کی سے آن پڑے اور ایرانیون کو خوشی مین غافل و بے پروا پا کے مقابلہ دشوار بلکہ
نہایت نامناسب سمجہکر چپکے سے سات ہزار چیدہ سوار جان نثار لیکر شہر سے نکل گیا اور دور بند
کی راہ سے شبانہ روز دہاوا مارتا ہوا سمندر کاسپین کے کنارے کنارے کاوا دیتا ہوا عسکر
تاتار کی پشت پر سے چپکے جا پوہنچا اور دو پہر رات کو جب وہ موذی سب موافق عادت کے
حلق تک ادہ کچا گوشت کہائے اور ناک تک گہوڑی کے دودہ کی بنی ہوئی شراب پیے بدمست
سوئے ہوے تہے اونپر مثل غضب خدا کے جا پڑا جیسا کہ بیان اوسکا گذرا ✽ اس شب خون
مین خان تاتار خیمے مین خود بہرام کے ہاتہہ مارا گیا اور اون لٹیرون پر ایسا رعب شاہ ایران کی
جرأت اور سپاہ گری کا پڑ گیا کہ اوسکے اور اوسکے بیٹے یزدگرد ثانی کے عہد دولت مین انہون نے

اپنی حد سے قدم نکالا غرض جب ہرمز چھوٹا بیٹا یزدگرد کا اپنے باپ کا جانشین ہوا اور فیروز اوسکا
بڑا بھائی محروم کیا گیا وہ جیحون کے پار فرار کرکے شاہ تاتار کے پاس ماوراء النہر مین پناہ گیر ہوا
اور اپنا ایسا دکھڑا رویا کہ خان جسکا نام بقول فردوسی فغانش تھا لیکن چونکہ اور مورخان عجم نے
اوسکو خوشنواز کہا ہے اور وہ اسم بامسمی تھا اس لیئے راقم کو بھی اوسی لقب سے اوسکا ذکر کرنا
چاہیئے لشکر قہار اوسکی مدد کو لیکر مملکت ایران مین چلا آیا اور فیروز کی فوج ایرانی اور حمایت کی فوج
تاتاری نے ہرمز کے لشکر کو ایسی شکست دی کہ وہ گرفتار اور فیروز تخت نشین ہوا چونکہ اوس وقت
خوشنواز ہی نے اوسکو باپ کی مسند پر اپنے ہاتھون سے بٹھایا تھا اور فوج قاہرہ کو لیے پایہ تخت
مین موجود تھا فیروز نے عہد و پیمان کیا کہ اپنی بہن کو خان سے شادی کردیگا لیکن جب خوشنواز
اپنی حد مین پھر گیا فیروز احسان فراموش ہوکر اسی فکر مین مستعد ہوا کہ اپنے محسن کو تباہ کیجیے چنانچہ
فوج قہار لیکر شاہ تاتار کیطرف روانہ ہوا اور سبب اس تاخت کا بقول صاحب روضۃ الصفا کے یہ بیان کیا
گیا ہے کہ خوشنواز اپنی رعایا پر ظلم کرتا تھا اس جہت سے فیروز اوسکی تنبیہ کو روانہ ہوا + خان تاتار
اپنے کو عہدہ برا نہ دیکھکر اس ارادے سے پس پا ہوا کہ موقع پر پہنچکر سامنا کیا چاہیے کہ اتنے مین ایک
سردار تاتار نے خاوند پر سے اپنے کو نثار اور ایرانیون کو شکست کامل سے ذلیل و خوار
کرنے کے ارادے جسم کو خود زخمون سے چور بلکہ ایک ہاتھ اور پانون اور کان اور ناک کٹوا کے
راہ پر اپنے کو ڈلوا دیا جب لشکر ایرانی پہنچا فیروز نے پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون ایسے برے
حال مین یہان پڑا ہے تاتاری نے جواب دیا کہ کیا پوچھتے ہو میرے ظالم بداطوار خاوند خوشنواز نے
میری ایسی سزا کروائی اس لیے کہ مین نے صلاح دی اور راست بات کہی تھی کہ تو لشکر ایران
سے نہ لڑ اور فیروز سے بہادر بے مثل کا مقابلہ نکر غرض میرا بدلہ لینے کو تم پہنچے ہو مجھے اوٹھوا لو
مین اسی راہ سے تمھین اوس موذی کی پشت پر سے لے جاتا ہون کہ بے تردد تم سب کو مار
لو گے اوسکی بری حالت نے مہر صداقت اوسکے بیان کذب پر کی فیروز کو اعتماد ہوا اور
اوسکے کہنے کے مطابق چلا لیکن وہ تاتاری ایسے دشت مین لشکر ایران کو لے گیا کہ جہان کوسون

پانی کا نام نہ تھا اور جب بے آب و دانہ لوگ تڑپنے لگے اور دفعتہً چارون طرف سے تاتار
آن پڑے تب ظاہر ہوا کہ اوس بہادر اور جان نثار تاتار نے دغا دی اور کمین گاہ مین پھنسایا ہے
غرض وہ کسی طور سے بعد اسکے ذبح کیا گیا غرض دو حصہ لشکر ایران قتل ہوا اور فیروز نے امان
مانگی خوشنواز نے اپنی خوشنوازی سے اوسے مخلصی دی اور اوس سے قسم کھلا کے اور بار
دیگر لڑائی نکرنیکا قول لیکر ایران مین بہت توزک کے ساتھ بھیج دیا اور خود عہد کیا کہ ہمکو اپنا دوست
جانو اور جب کبھی دشمن ہمین ستاوے ہم مدد کو حاضر ہین غرض موافق قاعدہ کلیہ کے یعنے احسان فراموش
پر جتنا احسان کیا جاتا ہے اوسی قدر وہ زیادہ دشمن جان ہوتا ہے فیروز اپنے ملک مین پونہچ کر
چندے کے بعد خوشنواز سے پھر لڑنے گیا اور جس طرح سے لشکر ایران کو پھر شکست ملی اور
فیروز کی جان گئی اور اوسکے بیٹے قباد کی گرفتاری ہوئی تواریخ عجم سے ظاہر ہی ہے بلکہ دو برس
تک شاہ ایران نے نذرانہ سالانہ خوشنواز کو بھیجا لیکن بعد اوسکے اوس قوم تاتار پر رفتہ رفتہ تباہی دو
سببون سے آئی ایک یہ کہ قوم ترک کی قوت زیادہ ہوئی چنانچہ دشت تاتار مین اونکی جو حکومت
بڑہی رفتہ رفتہ ماوراءالنہر کے وے مالک ہوئے اور قوم ہن کو دبانے لگے اور دوسرے یہ کہ
نوشیروان عادل قباد کا بیٹا کہ ایک سردار تاتار کی بیٹی کی طرف سے تھا تخت ایران پر بیٹھا اور
جیحون کے اوس پار فرغانہ تک جو اوسنے اپنے قبضے کیا تو اوس قوم تاتار کا ان دونون طرف
کی کشمکش مین پتا نہ لگا غرض اغلب ہے کہ اتراک نے اونکی سرخودی کو تمام کیا + جسوقت
شمالی ہن کی سلطنت کو جنوبی ہن نے تباہ کیا جیسا کہ مذکور ہوا ہے تب اخیر بادشاہ مملکت شمالی
کا ایک بیٹا اور ایک بھتیجہ پہلے کا نام کاشآن اور دوسرے کا نام تاکوس کسی فکر سے اپنی جورون
اور لڑکون کو لیکے جنوبی ہن کے ہاتھون سے بچکر وے سب بیابان کی طرف بھاگ گئے اور
کوہستان مین جا چھپے رفتہ رفتہ اونکی اولاد بڑہی اور ابوالغازی خان بہادر مورخ اقوام تاتار فرماتے
ہین کہ پانسو برس مین اون لوگون نے ایسا قوی اپنے کو سمجھا کہ اون پہاڑون سے اوترکے
اپنی قدیم سلطنت ترکستان حاصل کرنے کو چلے اور چند روزون مین اکثر اقوام تاتار پر ظفر یاب

ہوسے بلکہ تومین خان جسکو ایل خان بھی کہتے ہین خاقان ترکستان ہوا اور ما وراء النہر اور حصہ
ایران اور روم قدیم تک ایکطرف اور سرحد چین اور روس تک دوسری طرف اوسکا فرمان
جاری ہوا پس کتنی قومون کو کس کس طرح سے اوس نے فتح کیا اور کسکا حال کیا ہوا اگر ایک
شمہ بھی لکھا جاوے تو ایسی دس جلدین ہووین غرض اتنا کہنا کافی ہے کہ اوسکی سلطنت
ایسی لمبی چوڑی ہوئی کہ ایک شخص کو تمام مملکت کی نگہبانی دشوار ہوئی تب خاقان تومین خان
ایل خان کے پوتے نے دو تقسیمین کرکے ایک کو مشرقی اتراک اور دوسرے کو مغربی اتراک
کے لقب سے نامزد کیا غرض چونکہ ابو الغازی خان بہادر نے نہایت فصاحت اور طوالت
کے ساتھ اتراک کا حال بیان کیا ہے راقم کو اتنا ہی لکھنا چاہیئے کہ مشرقی اتراک سے اور
فغفوران چین سے کوئی دو سو برس تک اکثر مقابلہ رہا اور ختائیون نے رفتہ رفتہ یہانتک
اونکو تنگ کر ڈالا اور کوئی چالیس برس قبل اونکی سرخودی کی معدومی کے آپس مین بھی ایسی
جنگ و جدل و سرکٹول کی تھی کہ نفاق کے سبب سے فغفورون کی تاخت کا جواب اونسے
مطلق نہ ہوسکا چنانچہ ۶۳۰ مسیحی مین آخری خاقان اقوام مشرقی اتراک کا قوم ہوئی کی کے ہاتھ سے
مارا گیا اور تمام قومین جو اوسکے تابع تھین فغفور کو خراج دینے لگین + یہ تو حال مشرقی مملکت کا
کا ہوا اور مغربی اتراک ایرانیون اور رومیون سے برابر لڑتے رہے چنانچہ نوشیروان شاہ ایران
نے جب ما وراء النہر تک اپنا فرمان جاری کیا تو مغربی اتراک سے خراج لیا لیکن اوسکے بیٹے ہرمز
ثالث کے وقت مین اگر بہرام چوبین سپہ سالار ایران اونہین شکست نہ دیتا جب خاقان مغربی
اتراک کا سائی شاہ نے جو ہرمز کا باپ تھا فوج قہار جمع کرکے جیحون کے پار ہوکر شاہ ایران کو کہلا بھیجا
کہ مین تمہارے ملک کے اندر سے براستہ جانا چاہتا ہون تاکہ شاہنشاہ قسطنطنیہ پر یورش کرون اور
ہرمز اوسکی قوت سے خائف ہوکر اجازت دینی چاہتا تھا کہ وزراء نے منع کیا اور بہرام چوبین نے
بارہ ہزار چیدہ سپاہ کو لیکے مازندران اور خراسان کے درمیان کے پہاڑون مین تاتار کو
روکا اور اتراک کو ایسی شکست دی کہ خاقان کی جان اوس لڑائی مین گئی تو اغلب ہے

کہ پیچ پڑتا غرض ٹام چی ہو خان بیٹا مقتول خاقان کا اپنے باپ کی جگہہ مین جب قائم ہوا لاکھہ
سوارون کا لشکر لیے سمرقند اور ایران کے کئی صوبون کو اوسنے اپنے قبضے کیا اور وہان سے
جو ملک وسیٰ کی سرحد پر پہونچا تو اس ممالک کے بعض پرگنون کو چھین لیا غرض بزرگی مغربی
اتراک کی اسی شخص کے ساتھہ رخصت ہوئی اور اگرچہ اوسکے جیتے جی تفرقہ آپس مین شروع ہوا
تھا لیکن اوسکے رعب سے بڑھنے نہ پایا غرض جونہین وہ مرا خوانین مین بگاڑ علانیہ شروع ہوا اور
رفتہ رفتہ معمولی نتیجہ آپس کے جھگڑے کا ظہور مین آیا اور ایک فرقے نے فغفور کی مدد مانگی چنانچہ
ختائی فوج آئی اور دوسرے قبیلے کو اونکی طرف سے شکست دی اور بعض خوانین نے بخوشی تمام
فغفور کے تابعدارون مین اپنا نام لکھایا الغرض ایک طرف سے تو اہل ختا کے عروج کی بنیاد ما ورا النہر
کے اطراف مین مغربی اتراک کی سلطنت کی خرابی پر قائم ہوئی تھی دوسری طرف سے عربون نے
خاندان ساسان سے تاج ایران کو چھین کر مشرقی املاک کی طرف نگاہ حسرت سے دیکھنا شروع
کیا اور قتیبہ سپہ سالار خلیفہ عبد الملک بن مروان آل معاویہ نے اتراک کو قریب بخارے کے
شکست دیکر اوس شہر کو دخل کیا اور رفتہ رفتہ ما ورا النہر مین فتح کرتا ہوا پونہچا اور دو لاکھہ اتراک
کو جو ایک ہی لڑائی مین اوسنے شکست دی اوس قوم کی گویا کمر ٹوٹ گئی اور دسوین برس اوس
عرب بے مثل وہمال نے خوارزم اور سمرقند کے ملکون کو اتراک سے بعد بڑی بڑی لڑائی کے
چھین لیا چنانچہ خلیفہ کا نشان اطراف وجوانب کے شہرونمین بلکہ فرغانے مین بھی بلند ہوا اور
۷۳۲ء مسیحی مین سالار عرب یعنی اسد ابن عبد اللہ نے ترکستان مین یورش کرکے اتراک کو پائمال
کیا الغرض اسطور سے مغربی اتراک کی سلطنت بسبب آپس کے تفرقے اور ختائیون اور عربون کے
ہاتھون سے دونون طرف سے شکست کھاتے کھاتے نیست و نابود ہو گئی + اگرچہ یہی احوال جو
راقم نے نہایت اختصار سے لکھا اتراک کی مشرقی اور مغربی سلطنتون کا ہے یعنے اوس وقت
کا جب نصف اقوام ترک ایک خان کے تابع اور نصف دوسرے کے فرمان بردار تھے اور
دو تقسیمین مشرقی اور مغربی سلطنتون کے لقب سے نامزد کیا لیکن انھین دونون کی

بہت سی شاخین قبل اور بعد ہرد و سلطنت کی تباہی کے نکلین یعنی کئی فرقے اور سردار انہین
لوگون مین سے دور و دراز ملکون مین مامور ہوئے اور بادشاہ کہلائے چنانچہ مشرقی اقوام سے ایک فرقہ
ٹوپا تاتار نے ختا کی نواحی مین تاج شاہی سر پر رکہا اور اوسی سے تین خاندان گوتی کے نکلے
جو فغفوران خانوادہ سنگ کی برابری چین مین کرتے رہے اور ختا کے شمالی صوبون پر ایک بعد
دوسرے کے ساڑھے تین سو برس سے کچھ زیادہ قابض رہے ہین ٹوپا تاتار کے ایک سردار
ٹولان شخص بہادر اور مدبر نے اپنے فرقے کو جدا کر کے کوچین کا لقب دیا اور پہلے خطاب
خاقان کا تاتاریون مین اسی شخص نے لیا۔ سنہ ۴۰۲ مسیحی مین اسکا زور شروع ہوا اور پانسے برس تک
رہا جب خاقان مشرقی اتراک نے کئی شکستین انہین ایسی دین کہ اونکی سرخودی تمام ہوئی لیکن
چند فرقے اونمین سے بچے بعضے ملک سرکاش اور گرجستان کے پہاڑون مین جا بسے اور
اور اونکی اولاد وہان ابتک موجود اور مذہب سنت جماعت کا رکھتی ہے اور اکثر فرنگستان کی
طرف جا نکلے اور چندے بعد اونہی یورشون سے اہل فرنگ خصوص شاہ فرانس اور جستنین شہنشاہ
روم یعنی قسطنطنیہ کو ستانے لگے اور اونکے سردار بایان خان نے فرنگ مین تہلکہ ڈال دیا اور
لوگ یہی سمجھے کہ مثل شاہ اٹیل کے دوبارہ قہر خدا مجسم ہوکر نازل ہوا چنانچہ اوسنے سالاران روم
کو کئی دفعہ شکست دیکر نذرانہ شاہنشاہ قسطنطنیہ سے قبول کروا دیا اور اپنے کو ایسا قوی اور روم
والے کو ایسا ضعیف اور ناچیز سمجہتا تہا کہ ادنی اسی بات کے لیے لڑ پڑتا تہا۔ جتنے شہر کو اون
کفار بے پیر صاحبان نیزہ و تیر تخت ستا ن اور ملک گیر نے غنیمت و نابود کیا اور دریای ڈانیوب
کے اس پار کے باشندون کو اور پانونیا کے لوگون کو ہی تابعداری کے پیالہ زہر کس طرح
سے اونہون نے پلایا اگر لکہا جاوے تو شمہ کا بیان داستان مطول ہو جاوے غرض مختصر یہ کہ
مشرق کی سرحد پر شاہنشاہ روم کا ایسا قوی کوئی دشمن دوسرا نہ تہا اور فرانس اور اٹالی کے
ملکون مین لڑکون کو اونکے نام سے ڈراتے تہے الغرض سنہ ۷۹۶ مسیحی مین شارلی مین شاہنشاہ
فرانس جو یادگار روزگار بہادری اور مدبری اور طاقت جسمانی اور قوت روحانی مین مستثنا تہا

اون بلادون کو اپنے ملک کی سرحد سے دفع کرنے کا ہوا اور چونکہ نفاق حد سے زائد خوانین
اوار یعنے اونہین تاتار مین چندے آگے سے تھا ہی تھا شاہنشاہ فرانس بخوبی مقصدور
ہوا اور متواتر اونہین شکست دیتا حد فرنگ سے نکال باہر کر دیا + اسیطرح سے اونتیس فرقے
تاتار کے ایک بعد دوسرے کے مشرقی اتراک کے زمرے سے جدا ہو کر ترکستان
اور چین کے شمالی صوبون مین سوسوا اور دو دو تین تین سو برس کی ریاست کیئے اور نہین
مین سے اقوام کیتان اور نیوچی تھے جنکا ذکر اسی جلد مین آچکا ہے چنانچہ فغفوران چین قوم پانچوے
تاتار کے ہین اور وہی فرقہ ہوئے آگے نیوچی کہلاتا تھا جب چنگیز خان اور اوغتائی خان نے اونکو
تباہ کیا اب مشہور مانچو کے لقب سے ہے جیساکہ دفتر اول کے اٹھارون باب کی شروع
مین بیان ہوا ہے الغرض جس طرح مشرقی اتراک کی یہ قومین جو صدر مین مذکور ہوئین حد
ختا پر رہنے کے سبب سے اوس ملک اور اوسکی گرد و نواحی مین رولہ مچایا کرتے تھے
بخیر قوم اوار کے جو فرنگ کی طرف نکل گئے اوسیطرح سے مغربی اتراک کے بہت سے قبیلے
ایران اور ماوراء النہر اور ہند اور روس اور دوسرے ملکون مین بسبب قرب کے جا پہونچے
اور کہین نامور ہوئے کہین شہنشاہی کیے + اٹھاون فرقے انہین اتراک کے اونکی ترکستانی
سلطنت کے بکھر جانے اور تباہ ہونے کے بعد بہت مشہور ہوئے چنانچہ سبکتگین اور اوسکے بیٹے
محمود نے غزنین کی سلطنت کو قائم کیا اور ہند اور ایران اور ماوراء النہر مین جو جو کام اونہون
نے کیا اونکی اسی تاریخون مین ظاہر ہے اور قبیلہ تاتار سلجوقی نے نیسبو اکربان اور حلب اور
دمشق وغیرہ کے خود ایران مین اٹھاون برس جیسی بادشاہت کی کہ طغرل بیگ اور الپ
الرسلان اور ملک شاہ اور سلطان سنجر اوس خاندان کے پادشاہون نے ایران کی ترقی
کو کیا قیمون اور نوشیروان کے وقت کے برابر کر دی تو تواریخ عجم سے ظاہر ہی ہے سوا اسکے
اتابیگ سب عراق عجم اور آذربایجان اور ایران اور لارستان کے بڑے مشہور شخص ہوئے
جیساکہ ابو الفدا اور ابو الفارج اور دوسری تاریخون مین مبین ہے اور سلاطین خوارزم

اور قبائل ترکمان سبکے اور خوانین ایلخانی اور ختائی اور قبچاقی اور بخارا اور کاشان اور حاجی کان
اور قلماق اور مغل اور ازبک اور تیموریہ بیگ وغیرہ سب مغلی اتراک سے تھے اور راقم انہین تین جو نامزد
اخیر ہین اونکا ایک ایک شمہ یہان لکھتا ہے تاکہ اونمین جو لوگ ازبسکہ نامی ہوے اونکا ذکر اس مجمع التواریخ
مین نچھوٹے + چنگیزخان کی سلطنت کس طرح سے بڑھی اور اوسکی اولاد نے کس طرح سے چین مین
بادشاہت کی اس مینجملہ ان خوشہ چین مورخان نے اپنی دانست مین اسی جلد کے سولھوین باب مین
تصریح سے لکھا ہے اور باعث رشتہ علاقہ کو جو قوم مغل اور ملک ختا سے ایک وقت مین تھا اور
اوس قبیلے کے سردارون نے سوا چین کے اور ملکون مین کیا کیا معلوم کرنے کے لیے اوس
مقام کو بادیہ نظر سے دیکھنا چاہیے + باتوخان نے تمام فرنگ کو اپنے زیرنگین لانے کے ارادے
سے ملک روس کو کس طرح سے پامال کیا لکھا جا چکا ہے اور ہلاکوخان نے ملحدون کو
کیونکر فی النار والسقر کیا اور خلفای آل عباس کی بزرگی کو خاک مین ملا دیا تحریر مین آیا ہے غرض جب
منگوخان نے انتقال کیا قبلا خان نے اپنے بھائی ہلاکوخان اور اوسکی نسل کو تمام املاک مغربی
بخشدیا اور صرف اتنے ہی قول کر لیا کہ جب کوئی نیا خان اوسکے تخت پر بیٹھنا چاہے تو خاقان
تاتار یعنی اولاد قبلا خان سے اجازت لیوے + اس عرصے مین خلیفہ مستعصم باللہ مارا جا چکا
تھا جیسا کہ اسی جلد کی ایک سے اٹھارہ صفحہ مین بیان ہے اور ہلاکو بغداد کی فتح کے بعد جب متوجہ
شام کی طرف ہوا تو بدرالدین لولی شاہ موصل اور نصیر یوسف شاہ دمشق اور نصیر شاہ حلب وغیرہ نے
اکثر مارے خوف کے اور بعض نے بعد لڑائی کے فرمان برداری مین اپنا نام لکھایا اور ہیتن شاہ آرمینن
ہلاکو کے دوست جانی اور دغز خاتون ہلاکو کی بی بی جو دونون عیسائی تھے تعصب مذہب کے باعث
سے خانگی مسلمانون کی تباہی کو جو خلیفہ کے مارے جانے سے شروع ہوئی تھی حد انتہا تک پونہچا
دینے کے لیے چونکہ ہمیشہ ورغلاتے تھے اوسنے قہار فوجین چارون طرف بھیجین اور نفاق جانی مسلمانون
مین تھا زیادہ باعث اونکی سرخوری کے تمام ہونے کا ہوا غرض جب تک خود ہلاکو لشکر مین موجود
تھا ہر جگہ فتحیاب ہوا لیکن جب وہ مشرق کی طرف کارا باغ کے اردو مین خاقانی کے تاج کو

اپنے سر پر لیکر گیا مسلمان سب ملک مظفر سیف الدین شاہ مصر کی فوج سے مدد پا کر دفعتاً اوٹھ کھڑے
ہوئے اور آپس کا جھگڑا بھول کے مغلوں پر جہاد کیے اور اتفاق اور تعصب مذہب دو ایسے قوی
اسباب جمع ہو گئے کہ اپنے دشمنوں کو اونہوں نے خوب ہی شکست دی یہانتک کہ فوج مغل تمام
ملک شام کو چھوڑ چھاڑ آرمن کی طرف بھاگی غرض چندی بعد بلیّہ دیکھی ہلاکو کے ساتھہ آئی اور مسلمانوں
کی جو خرابیاں ہوئیں اور سیکڑوں شہر کو جس طرح سے وے سب خرابہ بنائے بیان کرنے سے صرف
اوسکی نص کے بعید القیاس نہیں ہوگا جس نے تاریخوں کی سیر کی ہے لیکن عوام الناس باوجود اپنی
نادانی اور بدنامی سریع الاعتقادی کے فسانہ عجائب سمجھے گی چنانچہ دیار بکر کے قلعے میافارقین کے
اندر والے کو جب ملک کمال نے جسے اشرف بھی کہتے سے نکھلوا دیا اور مغل سب حصار کر اور اہل
قلعے کو فاقوں سے مار کر آخر شہر اسمین داخل ہوئے تو بجز ملک کمال کے جسکو زیادہ اذیت سے مارنے
کے لیئے اوسوقت صرف گرفتار کر لیئے باقی ایک متنفس کو زندہ نچھوڑے اور اشرف کو زنجیروں سے
لادکے دانا پانی بند کر دیئے اور جب بھوک سے وہ بیتاب ہوتا تھا اوسکے گوشت کو چھری سے
کاٹ کے اوسی کو کہلاتے تھے ۔ چنگیز خان تمام ایران کو فتح کر ہی چکا تھا اور جب مرا اپنے چھوٹے
بیٹے تولی خان کے حصے میں ایران اور خراسان اور کابل وغیرہ چھوڑ گیا لیکن جب وہ خود تھوڑے
عرصے میں انتقال کر گیا تو اوسکا بیٹا منگو خان خاقان تاتار ہوا اور ایران وغیرہ دوسرے بیٹے ہلاکو کے
حصے میں آیا الغرض جب سب طرف امن ہوا آذربایجان کے شہر مراغا لطیف آب و ہوا و خوش وضع
میں جو بجز تبریز پایہ تخت ملک کے اور سب شہروں سے بہتر تھا ہلاکو خان نے اقامت کی اور
چونکہ طبیعت ہمیشہ علم کیطرف راجع تھی اگرچہ خونخواری میں اکثر اوقات کچھ مجبوری اور کچھ عادت قوم کے
باعث سے کٹی تھی اس لیئے جب اوس مقام دلکشا پر فصحت فضا پر مقیم ہوا علما اور فضلا اور شعرا اور فصحا اور
حکما و بلغا ہزارہا کوس کی گرد و نواح کے بعض مطابق فرمان قضا توامان کے اور اکثر خبر قدردانی
اور غلغلہ عنایت و شفقت کی حبت سے حاضر ہوئے اور خواجہ نصیر الدین طوسی جسکو ہلاکو خان نے
ملحدان کوہستان کے بادشاہ کے دربار مقام رودبار سے چھوڑایا تھا جہاں جبراً تربیت و تعہد

کی لیے بخارسی سے گرفتار کر کی پونہچایا گیا تہا اور مجمع العلما کا سرگروہ مقرر کیا گیا اور تاریخ حبیب السیر کی سیر سے معلوم ہوگا
کہ صاحب اخلاق ناصری نے ایک بلند ٹیلے پر مرصد بنایا اور چونکہ حملے سے اور فضائل سے
خصوص ہیئت اور ہندسے مین وہ اکمل الحکما تہا اوس بزرگ نے وہ زایچہ طیار کیا جو زیج
ایلخانی کے لقب سے مشہور عرب اور عجم مین ہوا اور رہبر ہیئت دانان مشرق تہا الغرض ایسے
بزرگون کی صحبت مین ہلاکو خان کی میعاد حیات پوری ہوی اور ساتوین ربیع الثانی ۶۶۳ ہجری
کو اوس نے جہان سے رحلت کی + پندرہ لڑکے ہلاکو کے تہے لیکن اباقا خان کو اپنا
جانشین مقرر کر کے ایران اور خراسان اور عراق عرب و عجم اور آذربایجان اور خوزستان
اور دیار بکر اور سرزمین روم اور آرمن اور گرجستان وغیرہ کا مالک مقرر کر گیا + اگرچہ ایسے بڑے
ملکون اور کرورہا رعیتون کا مالک اباقا خان تہا لیکن سب سے زیادہ فخر اوسکا یہی تہا اور بندے
کی دانست مین خاتمہ خوش نصیبی کا اوس پر اس وجہ سے ہوا کہ شیخ جلال الدین مولانا روم اور
شیخ سعدی شیرازی کی صحبت سے مستفید ہوتا تہا غرض سترہ برس تخت پر بیٹھا اور بعد اوسکے
۶۸۱ھ مین اوسکا بہائی نیکودار قائم مقام ہوا چونکہ باپ اوسکی مذہب عیسائی رکھتی تہی اوس طریق پر
یہ بھی رہا لیکن جب تخت پر بیٹہا مسلمان ہوگیا اور احمد کہلایا اور موافق قاعدہ کلیہ کے کہ جو شخص تارک
ایک مذہب اور مقبل دوسرے کا ہوتا ہے اوسکے برابر دشمن دین متروکہ کا کوئی نہین ہوتا ہے احمد نے
گرجون کو توڑ ڈالا اور پادریون کو مروا ڈالا اور عیسائیون کو نیست و نابود کرنے کا قصد کیا لیکن وہی
ظلم باعث اوسکی جان جانے کا ہوا اور ارغون خان ابن اباقا خان اوسے مار کے موافق خوانین مغل
کی آرزو اور قبلہ خان کی مرضی کے تخت نشین ہوا غرض اوسنے احمد کا طور تعصب مذہب کا دوسری
وضع سے اختیار کیا یعنے اہل اسلام کو ستانے لگا یہانتک کہ بقول مورخ کے مسلمین خائف ہوے
کہ مسجد مکہ معظمہ کو کوئی روز گرجہ عیسائی نہ وہ بنا ڈالے غرض ساتوین برس بعد وہ مرگیا اور اوسکے جانشین
کیخاتو اور بایدو خان ایک بعد دوسرے کے ہوے تب غازان خان پسر ارغون خان تخت پر بیٹہا
اور امیر نوروز اوسکے وزیر نے جو اوس زمانے مین مدبری اور سپہ گری اور علم و دانش مین بے نظیر

تھا ایسا افسون مارا کہ وہ مسلمان ہوگیا اور ساتھ ہی اوسکے بقول صاحب حبیب السیر کے قریب
لاکھہ تاتار کے اوسی روز مسلمان ہوگئے اور یہی ابتدا اسلام کی مغلون مین نمود ہوئی بعد اسکے اوسی
امیر کے کہنے سنے اور کافر کی فرمان برداری کی شرم ہونے سے غازان خان نے خاقان تاتار
کا نام سکّے سے موقوف کرکے کلمۂ اسلام داخل کیا جو نہین اس طرح سے طوق اطاعت کو اوسنے گلے
سے اوتارا خاقان نے فوج تہار جیحون کے پار بھیجی لیکن نوروز نے اونہین ایسی شکست دی کہ بھاگتے
ہی بن آئی + سلطان محمد خدابندہ اپنے بھائی غازان خان کے مرنے سے جانشین ہوا اور شہر
سلطانیہ کو اوس نے آباد کیا اور اپنا پایۂ تخت بنایا غرض اسکے مرنے اور اوسکے بیٹے ابوسعید
بہادر خان کے بارھوین برس کی عمر مین قائم مقام ہونے سے آثار زوال حکومت کے خاندان
ہلاکو خان مین جو اگلے سے کچھہ کچھہ نمایان اگرچہ پنہان تھے سلطنت کے اندر بخوبی باہر اور کور عقل
پر بھی ظاہر ہوئے چنانچہ امیر چوپان نایب سلطنت نے اپنے منیب کی بہن کو جب اپنے عقد مین لایا
خاص و عام نے دیکھا کہ بساط سلطنت پر بادشاہ کو فرزین نے خانہ لاچاری مین بند کیا اور
بعد اسکے جب اوس امیر کی بیٹی بغداد خاتون پر جو امیر حسین سے بیاہی ہوئی تھی ابوسعید ایسا عاشق
ہوا کہ شوہر سے جبراً طلاق دلواکے اپنے نکاح مین لایا امیر چوپان کے خاندان کی سروری بفلک
پہونچی چنانچہ جب ۱۳۳۵ع مین ابوسعید نے انتقال کیا صرف لقب و تاج شاہ ایران کا خاندان ہلاکو سے
کئی شخصون کو ملا والا اختیار کل امراے ملک کے ہاتھہ مین تھا اور خاندان ہلاکو کا ایک امیر حسن
بزرگ بغداد اور گرد و نواح کے املاک پر قابض ہوکر خاندان ایلخانی آل چنگیزی کا بانی ہوا اور صوبہ
فارس امیر مبارز الدین کے اختیار مین آیا الغرض یہی حال رہا کہ اسی عرصے مین تیمور لنگ چنگیز
ثانی کا دور ہوا اور اوسنے چنگیزیہ سلاطین اور خوانین کی حکومت کو خاک مین ملا دیا اگرچہ ہمیشہ ظاہرا
اوس گھر کی بزرگی اور اپنی کمتری کو اپنی زبان پر لاتا تھا چنانچہ جب خان چغتائی پر جو آل چغتائی یعنے
چنگیز کے دوسرے بیٹے سے تھا ۱۳۶۹ع مین ظفریاب ہوا اپنے کو صرف نائب سلطنت اوسنے
قرار دیا حالانکہ کوئی شخص خانی کی جگہہ مین بے اوسکی اجازت کے نہین بحال ہوتا تھا اور اوسی طرح

سے جب قبلاخان کے گھرانے سے تخت خطا چھن گیا تو تیمور لنگ نے تین دفعہ ولایت چین
کی فتح کی آرزو کو جو ہمیشہ سے اوسے تھی قصد انتقام آل چنگیز قرار دیا اور یہ حکمت عملی اور اظہار
خاوندپرستی کی راہ سے اوسنے یہ فقرہ ہمیشہ زبان پر رکھا کیونکہ اوسکے آباواجداد سے ایک شخص
چنگیز خان کا وزیر تھا الغرض اوس وقت سے جب تیمور لنگ نے تغلق تیمور خان والی کاشغر اور
بدخشان کو جو دشمن ہو کے آیا تھا حکمت عملی سے دوست بنا لیا یہان تک کہ اپنے کو والی ماورالنہر
مقرر کروایا تا وقتیکہ سلطان ایلدرم بایزید پر فتح پا کر اور اوسے گرفتار کر کے مملکت چین پر یورش کے
تہیہ مین دست قضا نے اوسکے قدم عزم کو پکڑ لیا اس پچاس برس سے زیادہ کے عرصے مین
جو جو کام اوسنے کیے شرف الدین علی یزدی کی تاریخ اور خود تزوکات تیموری سے ظاہر ہے اور
اون کتابون کی سیر سے معلوم ہو ویگا کہ کس جرأت اور حکمت سے قلعہ کارشی کو اوس نے چھین
لیا اور کاشغر اور خوارزم اور خراسان اور کابل و قندھار اور سیستان اور مازندران کو فتح کر کے جیحون
کے پار لشکر قہار لیکر گیا اور آل ہلاکو کی بچی بچائی حکومت کو پائمال کیا اور والیان گرجستان اور شروان
اور قوم لاشغی کے خان کے گلے مین طوق فرمان برداری کا ڈال دیا اور اصفہان کو دوبارہ فتح کرنے
کے وقت کس طرح سے قتل عام اوس نے کیا اور والیان یزد اور کرمان و لارستان سے باج لیا
اور عراق اور فارس مین یورش کر کے قلعہ سفید کو جسکا نام رستم کے کارنامون مین مندرج ہے فتح کر کے شیراز
کی طرف روانہ ہوا اور جس طور سے شاہ منصور ابن زین العابدین والی فارس کو بڑی گھمسان لڑائی
کے بعد شکست دیتا اوس شہر مین پہونچا اور تمام آل مظفر کو قتل کیا اور بعد اوسکے بغداد کو لیا اور قلعہ
تکریت مین کس محنتون سے داخل ہو کر کیئی فوجون کو گرد و نواح کی فتح کو بھیج کس طرح سے قبچاق کے
درمیان سے یورش کرتا ملک روس مین جا پہونچا اور پایہ تخت ملک کو لوٹتا حاجی ترخان کو پائمال
کرتا گرجستان اور سرکسی مین جو کچھہ قابل لینے کے تھا یعنے حسینان دیار کو لیتا دیتا اور جس جس نے
اندک بھی مقابلہ کیا اپنی شمشیر قضا کی ہمشیر کی کیفیت دکھاتا ترکستان مین پھر آیا اور ہندوستان کے
سر کرنے کو مستعد ہوا اور کیا کیا خرابی ہندوان کی اوس یورش مین ہوئی اور لاکھہ اسیر سے زیادہ کس

بیرحمی سے اوس بیرحم مردم آزار نے خواہ نخواہ مارکے دہلی اور میرٹھہ اور دوسرے شہرون اور گڑھون کو فتح اور قتل عام اور حد امکان تک پامال کرتا سمرقند کو پھر گیا اور اہل بغداد کو غیبت مین سرکشی کی سزا بے معمولی دیتا یعنے قتل عام کرتا و الی گرجستان کو سہ بارہ زیر اطاعت لایا اور مصر شام اور ولایت روم جدید کے مالک ہونے کے لیے ایلدرم بایزید عثمانی کو کیسی شکست اوس نے دی اوران سب جنگون اور فتحون سے اوسکی طبیعت سیر نہو کر تخت ختا چھین لینے کے عزم ثالث کی عین تیاری کے وقت شہر اترار مین اوسکی موت آئی اور جہان کے سر کرنے کی خواہش اور امید کو منقطع کیا ان سب امرون کی تصریح مین بڑی بڑی تاریخین لکھی گئین ہین اور یہان اون اذکار کا کچھہ درکار نہین ہے الغرض اقوام شمالی اور جنوبی اور مشرقی اور مغربی اتراک مین سے جو سب ایک ہی قسم بنی آدم کے ہین یہی کئی شخص اگلے زمانے مین اورون سے زیادہ نامور ہوے اور بالفعل یعنی ۱۸۴۶ عیسوی مین بیکی جان اذبک تاتار کا خان بڑا زبردست شخص ہوا اور چونکہ مغربی اتراک کا ایک قبیلہ بلکہ خود چنگیز کا گھرانا یہ فرقہ تاتارون کا ہے اور مملکت ایران مین ہمیشہ اونکی یورشون سے خونریزی یا اونکے خوف سے بے چینی سبھون کو اکثر ہوئی ہے اس لیے راقم نے دو چار حملہ اون لوگون کے حال مین لکھنا مناسب سمجھا اگرچہ چین سے اونہین کچھہ علاقہ نہین تھا جسوقت کہ باتو خان چنگیز کے پوتے نے اور اوسکے سردار بایدار خان نے قدیم دار السلطنت ملک روس کو لوٹ و تاراج کیا جیسا کہ اسی جلد کے ایک سو دس صفحہ مین مذکور ہوا ہے تو اوس اطراف کی سرزمین کو باتو خان نے اپنے ایک اقربا شیبانی خان کو عطا کیا چنانچہ رود جایک کے کنارے پر اوس نے بودوباش اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اوسکے گھر کا ایسا اوج ہوا کہ روسیون سے بہت سا ملک اوسکی آل نے چھین لیا لیکن زوال بھی بتدریج اوس خاندان پر آیا یہانتک کہ روسیون نے اپنے ہاتھہ سے گئے ہوئے املاک کو باز لینے کے سوا اونھین خوب تنگ رکھا اور تیمور لنگ نے اوس دیار مین جاکر ذری سی بزرگی جو باقی تھی خاک مین ملا دی غرض قسمت کا چرخ موافق دستور کے گردش مین جو آیا تو ادبار کا آرہ نیچے کی طرف جھکا اور بزرگی کا آرہ اور چڑھا تو سلطان صاحب بیگ

اوس گھر مین پیدا ہوا اور اوسکی مدبری اور بہادری نے آپس کے فرقون کا تہلکہ مٹایا اور بدستور قدیم سب اقوام نے جو ہنین فرمان برداری مین نام لکھایا صاحب بیگ غیر ملکون کی یورش کی طرف متوجہ ہوا اوراگرچہ ماوراءالنہر کی زمام ریاست ایک شخص بڑے مدبر کے ہاتھ مین تھی لیکن لشکر تھا رلیکر دفعۃً ایسا آن پڑا کہ اوس ملک کو سلطان حسین مرزا سے چھین لیا اور بعد اوسکے خراسان مین تاخت کرتا ہوا آل تیمور کی بچی بچائی حکومت کو اوس دیار مین اوسے نیست کیا اور خوارزم کو بھی زیر فرمان لایا یہ حال دیکھکر شاہ اسمٰعیل صفوی شاہ ایران نے مقابلہ اوس سے کیا اور ایسی شکست اوسے خراسان مین دی کہ خان اذبک صاحب بیگ کی جان گئی الغرض اوسکی آل نے بخارای بزرگ مین اپنی سلطنت کی بنا ڈالی اور جب کبھی ایران مین کچھ بل چل مچتی تھی فوراً یہ قوم یورش کر بیٹھتی تھی اور چونکہ خاندان صفوی اور سات قومین قزل باش کی جنھون نے اوس گھر کو تخت پر شیخ صدرالدین صفوی کے احسان کی یاد سے بٹھایا اور بچا رکھا تھا سب مذہب شیعہ رکھتے تھے اور اوزبک تاتار سب اہل التسنن تھے تو تعصب مذہب نے آپس کی دشمنی کو ایسا کیا تھا کہ دونون مین سے کوئی موقع پانے سے چوٹ دوسرے پر کرنے مین نہین چوکتا تھا چنانچہ جب شاہ طہماسپ کے وقت مین سلطنت ایران مین رخنہ سرداران قزل باش کے آپس کی نزاع سے پڑا خان اوزبک نے خراسان مین تاخت کر کے ہرات کو اٹھارہ مہینے تک محاصرہ کیا کہ اوس قلعے کے لوگون نے مجبوری سے کتّے بلّی کا گوشت کھایا اور اگر شاہ طہماسپ مدد کو نہ پہنچتا تو خان اوزبک اس مقام کا دوبارہ وہی حال کرتا جو مغلون نے چنگیز کے وقت مین کیا تھا جیسا کہ اسی جلد کے ۲۰ صفحہ مین لکھا گیا ہے لیکن شاہ عباس کے وقت مین اونھون نے پھر زور کیا اور نو مہینے کے محاصرے کے بعد ہرات مین داخل ہو کر علی قلی خان حاکم قلعہ اور چند امرا کو مار ڈالا اور اوسکے بعد تمام خراسان کو اون موذیون نے لوٹ و تاراج کر کے اپنی حد کی طرف قدم پھیرا الغرض اون بادشاہون نے آخر کو ایسا بندوبست کیا کہ اون لٹیرون کا زور و شور بہت کم ہو گیا بلکہ آپس مین صلح ہو گئی چنانچہ زبدۃ التاریخ اور ٹاورنیر صاحب کی فرانسیسی تاریخ سے معلوم

ہوتا ہے کہ امام قلیخان اوزبک کو جب آپس کی نزاع سے شاہ عباس ثانی کے پاس ایران مین
پناہ لینے کی نوبت آئی تو پندرہ ہزار سوار ایرانی کاشان سے اصفہان تک لے آئے اور خود شاہ
عباس مع جمیع امرا اور خیرخواہان سلطنت سات میل جاکر استقبال کرکے لے آیا اور جب تک خان
اوزبک ایران مین رہا مہمان داری اور قدردانی اوسکی کیسی کی وہ فارسی تاریخ سے ظاہر ہے اور اسیطرح سے جب
پدر محمد خان و سبحان قلی خان اوزبک کو شاہ جہان شاہنشاہ دہلی نے بلخ سے بھگایا تو ایران مین مدد کے لیے
پوہنچا اور مہمانداری بخوبی کرنیکے علاوہ شاہ عباس نے لشکر قاہرہ دیا کہ اپنی مملکت کو حاصل کرتے
اور قریب تھا کہ شاہان ہندوستان اور ایران مین بگڑے الغرض نادرشاہ کے وقت تک اوزبک
تاتاریونکا نام بہت بڑا تھا لیکن اوس بہادر بے مثل نے اونکی ساری بزرگی خاک مین ملادی
حالانکہ اپنے لوٹیرے پن کے سبب موقع پانے سے وے نہین چوکتے تھے غرض جب ابوالفیض خان
کے مرنے سے چنگیز کی آل ذکور سے کوئی باقی نرہا کہ جمیع اقوام اوزبک کا خان ہووے تو دستور
اونمین یہ ایجاد ہوا کہ خواجہ زادہ ونکو خالی ملا کرے اور یہ لوگ بیٹے اون سادات کے تھے جنکو
چنگیز کے گھر کی صاحبزادیان ملی تھین اور اسی طور سے قصد کیا گیا کہ چنگیز کی نسل کا کچھہ علاقہ رہے
اور یہ عین حکمت تھی ورنہ تمام خوانین آپس کے علانیہ لڑ پڑتے اور حالانکہ ظاہرا سبھون مین اتفاق
تھا لیکن دلی نفاق کا معمولی نتیجہ نمایان تھا اور ضعف سلطنت اوزبکیہ مین ظاہر ہوا اور عین ایسے
وقت پر اگر امیر معصوم عرف بیگی جان نہ پیدا ہوتا تو آغا محمد خان قاجار موسس اوس خاندان عالی کا
جسکے سر پر مملکت ایران کا تاج ہنوز ہے اون تاتارونکو بیشک زیر فرمان لاتا لیکن بیگی جان نے
اقوام اوزبک مین ایسا اتفاق کروایا کہ خود ایران مین اون لوگون کا خوف سابق کی طرح پیدا ہوا
جب خواجہ زادہ عبدالغازی اقوام اوزبک کا خان ہوا پایہ تخت کے امرا سے ایک شخص
امیر دانیال نے خواجہ کو ایسا محیط کرلیا گویا خود بادشاہ ہوا اور جمیع اقوام اوزبک پر جو بخارا کے گرد
تھے اپنا حکم جاری کرتا تھا اس نیابت کے عہدے مین اس امیر نے بڑی دولت حاصل کی
غرض جب اوسنے انتقال کیا اپنے بیٹے بیگی جان کو اپنا جانشین مقرر کر گیا لیکن اسنے دو سبب سے

انکار کیا ایک یہ کہ اپنے تئین صوفیون مین داخل کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہ اوسکے باپ نے لوگون پر بڑا ظلم کیا تھا اور بیگی جان کو خوف ہوا کہ گھر مین ہل چل دیکھکر مظلوم سب انتقام پر مستعد ہونگے الغرض اس عقل کے سبب سے جو عین وقت پر صرف شخص ذہین کو صورت بہتر انجام کار کی برق کی زود سوجھا دیتی ہے بیگی جان کو وہی طریق سوجھ گیا جو مناسب حال تھا چنانچہ فوراً مسجد مین جا بیٹھا اور اپنے ترکہ دولت پدری کے باب مین کہہ دیا کہ اوسے لے جاؤ اور اون مظلومونکو واپس کردو جنسے میرے باپ نے جبراً لیا ہے بعد اسکے اپنے گلے سے ننگی تلوار لٹکائے بخارے کی گلی گلی مین پھرنے اور یہ پکارنے لگا کہ لوگو جنکو میرے باپ نے ستایا ہے بے تامل آؤ اور یا سے مجھے انتقام کی راہ سے مارڈالو یا اوسکی معصیتون کو معاف کرکے جناب باری کے غضب سے اوسکو نجات بخشو۔ اسکے قبل خواص شہر اور علما اور فضلا مین بیگی جان کا بڑا رتبہ علم اور عبادت کے سبب سے تھا اور فقہ مین کئی رسالے اسکے تصنیف کیے ہوے مشہور تھے اور اب یہی باقی تھا کہ عوام الناس پر اسکی بزرگی ظاہر ہووے تاکہ خاص وعام دام اطاعت مین آجاوین چنانچہ ان دو حرکتون سے چھوٹے بڑے گرد آئے اور سبھون نے اسکے باپ کی برائیون کو دل سے بھلایا اور معاف کیا بجز ایک شخص کے جو کہنے لگا کہ تیرے باپ نے میرا لاکھون روپیہ لوٹا اور امیر سے فقیر کردیا مین نے اپنا پھیر پایا ہرگز اس ظلم کو نہین معاف کرونگا یہ سنتے ہی تمام لوگون نے کچھہ کچھہ دیا اور جب مبلغ کثیر اسکے ہاتھہ لگا تو دانیال کے قصور کو اسنے معاف کیا جب چارون طرف کی گشت تمام ہوئی اور ساری خلق اللہ اسکو ولی جاننے لگی بیگی جان ایک مسجد مین جا بیٹھا اور دروازہ بند کردیا اور کئی مہینے تک مراقبے مین مشغول رہا بعد اسکے حکم دیا کہ بخارے مین ایک قمار یا شراب خانہ باقی نرہے بات کے کہتے ہی خاص و عام نے اون شیطانی مکانون کو خرابہ بنا دیا۔ اس عرصے مین خواجہ عبد الغازی کی حکومت مین جو صرف امیر دانیال کی مدبری سے آگے سرسبز تھی ایسی بے سروسامانی آئی کہ خواجہ اور جمیع ارکان دولت نے دیکھا کہ بجز بیگی جان کے دوسرے سے بار نیابت اوٹھنے والا نہین ہے آخرش مسجد کے دروازے پر سب آن کے جمع ہوے اور بالتجا تمام اوسکے باپ کی قسم پر

بگی جان کو لیجا کر قسم کھلائی کہ امور سلطنت مین صلاح اور مشورہ دیویگا تب خاطر اثری مجبوری سے
اوسنے نیابت کا عہدہ قبول کیا اور عبد الغازی خان کی مسند کے نیچے ایک مرگ چھالا بچھا اور دوسرا
اوڑھکر بیٹھا اور ہنوز اپنی جگہہ پر آسن گرم نہین ہوا تھا کہ خبر ایک سردار نیاز علی کے بلوے کی ملی طیش مین
بگی جان اوٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ چند سوار چیدہ لے مثل آندھی کے سرکش پر جا پہونچا
اور دشمن کی سپاہ اوس صاحب کرامات کو مخالف دیکھکر ایسی بھاگی اور ازبک کی فوج ایک ولی کو اپنا
سردار جانکر ایسی لڑی کہ نیاز علی کی پوری خرابی ہوئی غرض اوس فتح نے بگی جان کی سپاہگری
کو اوس مرتبہ پر پہونچایا جو اوسکی بزرگی اور مدبری کو حاصل ہوچکا تھا اور اوس روز سے تا زندگی در حقیقت
وبہر صورت جمیع اقوام ازبک کا وہ مالک کل رہا اور خواجہ زادہ محض شیر قالین بمقابلہ اوس شیر نیستان کے
رہا لیکن بنا طریق درویشانہ اوس پتلہ عقل نے برابر رکھا اور ایک باورچی اور ایک خدمتکار اور اپنے
استاد کے خرچ کے لئے فی نفر چار آنے سے کچھہ کم روزانہ تحویل سرکار سے لیتا تھا اور بی بی کو
بارہ آنے روز اس نصیحت کے ساتھہ دیتا تھا کہ تو محض فضول خرچ ہے اگرچہ خانون کو کچھہ حاجت
اون پیسون کی نہین تھی کیونکہ دولت انبوہ اپنے نہیر سے لائی تھی لیکن شوہر کو راضی رکھنے کے لئے
چوبیس ٹکے مسکراکر لیتی تھی اور حضرت کے کھانے کا یہ حال تھا کہ اوسی پھٹے پرانے قابل جاروب
کش کے رہنے کے خیمہ مین جہان وہ مہتر بزرگ خود بوریہ پر بیٹھا دربار کرتا رہتا تھا باورچی آنکر تین اینٹ
کے چولہے پر کالی سی ہانڈی مین کچھہ خشک گوشت اور دو چار موٹھی چاول یا گیہون یا دال کی جو اوسکے
جی مین آتا تھا تھوڑے سے پانی مین ڈال کر دو چار خشک ڈالیان نیچے جلا کر پان سات کھٹر ادھودھا سیلی حرکت سے
دسترخوان پر رکھکر اوسی کھانے کو جو کتونکے ات کی شکل ورزو بایس کا ہوتا تھا سخطہ بہر بعد اون مین اوچھل
دیتا تھا اور میان اور استاد اور خدمتگار اور باورچی اور دو ایک بڑے معزز ارکین و جمعیت الدوش کھانیکے
تمنا مہینون سے کرکے باری باری سے آنے پاتے تھے بیٹھ جاتے تھے اور کھاتے اور مٹی
کے آبخورے سے پانی پی کے اوٹھ کھڑے ہوتے تھے + اگر اسطرحکی اوقات کو بگی جان
یقینا سمجھتا کہ ہر شخص کو یا صرف بادشاہ و سردار قوم کے لیے زیبا ہے تو بے شک اپنے بیٹون

کو اوسی حال پر رکہتا لیکن ہمین اون لوگون کے لئے غذا و پوشاک اور کر و فر شاہانہ حد سے زیادہ تھا اور امرا دولت اور خیر خواہان سلطنت ہر طرح کے ترک سے دربار مین حاضر ہوتے تھے اور اس سجادہ نشین کے گرد مودب بیٹھے تھے الغرض انہین باتون سے ظاہر ہے کہ وہ فقیر صادق نہ تھا اور مثل اوس وضع کے اکثر شخصون کے یہ نرالی طرز اوسکی محض بناوٹ تھی مگر اپنے مطلب تک پونہچا اور اقوام اوزبک مین اپنی حکمت کی جہت سے ایسا اتفاق پیدا کیا کہ اکثر ملک درمیان جیحون اور سیحون دریاؤن کے اوسکے زیر فرمان آئے ✤ خراسان مین دو ایک دفعہ ہر سال وہ یورش کرتا تھا اور ایران مین باوجود خاندان قجر کے دبدبے کے ہمیشہ اندیشہ اوسکی تاخت کا لوگون کو رہتا تھا اور آغا محمد خان قجر سے شخص کی شان مین ایک دفعہ اوسنے سرداران خراسان کو لکھا کہ ہمنے سنا ہے کہ اختا خان تمہارے ملک مین آیا ہے اگر اوسے پکڑ کے میرے پاس بھیجدے سکو تو بہتر ورنہ کبہو تو مین آنکر اوس خواجہ سرا بدبخت شتر صورت و شتر خاصیت کی بگڑی ہوئی کل کو درست کرون ✤ باوجود اس لعن طعن کی سماعت کے شہنشاہ ایران نے قصد انتقام اس سخت دشمن سے تہا لینے مین مستعد ہوا اور شاہ زمان شاہ کابل کی شرکت مین بخارے پر تاخت کرنیکے لیے سفیر بھیجا چنانچہ شاہ افغان نے قبول کیا اور اگر مقابلہ اوس سجادہ نشین اور دونون شاہون مین ہوتا تو فتح کسکی ہوتی کہنا دشوار ہے لیکن اوسی حین مین ملکہ کاتھرین ثانی بادشاہ روس نے ایران پر تاخت کیا اور آغا محمد خان اوس غنیم زبردست کے جواب دینے مین مصروف جو ہوا تو بیگی جان سے معرکہ نہونے پایا القصہ قوم دو انگ کو یہ بزرگی جو بیگی جان کی بدولت حاصل ہوئی ہنوز موجود ہے اور اون کے سفرا دربار خیوا اور ایران مین صاحب قدر اور منزلت سمجھے جاتے ہین اور نصف ترکستان یعنی اکثر اقوام مسلم تاتار کے اوپر جو سمرقند بدخشان اور فرغانا مین ہین انکی حکومت ہے اور میر بخارا کی فوج معینہ بیس ہزار سوار اور چار ہزار پیادہ اور اکتالیس ضرب توپخانہ ہمیشہ مہیا ہے مگر کام پڑنے سے پچاس ہزار سوار موجود کئے جا سکتے ہین الغرض آمدیم بر سر مطلب چنانچہ چتائی ترکستان یعنی اوسقدر ترکستان جو فغفور کے تابع ہے اوسکی دو تقسیمین مشرقی اور مغربی ہین اور مشرقی وہ جو قریب تر سرحد مملکت کے ہے اور اوسکے

تین صوبے ہین پہلے کا نام چینیان ہے اور موکڈن کا شہر اوسکا پای تخت ہے لیکن ختائی شہرون
کی آراستگی اور تکلف کہان میسر باوصفیکہ کوئی عمارتین عالیشان اور سلاح خانہ وغیرہ قابل دیکھنے کے نہین ہے +
اس صوبے مین کوہستان بہت ہے اور چند پہاڑون مین معدنیات کے اقسام ملتے ہین وہین کوہ کی
زمین قابل زراعت کے ہے اور اگرچہ چانول کم ہوتا ہے لیکن اور اجناس افراط سے پیدا ہوتی ہین +
دوسرے صوبے مین تین یا چار شہر چھوٹے اور کثیف ہین لیکن یہانکے جنگلون اور پہاڑتلیون مین وہی جڑی
ہوتی ہے جو جن سنگ کہلاتی ہے جسکا حال اسی تاریخ مین مندرج ہے اور خواص اکسیر اعظم کا
رکھتی ہے اور فغفور کو جو کچھ کہ آمدنی اور فائدہ ترکستان سے ہے فقط اسی جڑی کی فروخت سے ہے
اور اوسی دیار مین ایک قوم تاتار کی ہے جو بہایم سے بدتر ہے اور بجز مچھلی کے کچھ نہین کھاتے
اور کسی قسم کے اناج کو نہین بوتے اور فقط تمباکو کے کھیت لگاتے ہین اور نہ علم نہ ہنر نہ مذہب نہ عقل
رکھتے ہین اور مچھلی کا گوشت کھاتے اور اوسکا تیل جلاتے اور اوسکے چھلکے وچمڑے کی پوشاک بناتے ہین
غرض ایسی غذا کرنیکے لیے اونہین دو کہنا بیجا ہے کیونکہ اوس سرزمین مین عجب ایکبات سیاحون کے
تجربے مین آئی ہے کہ سیوا مچھلی کے کوئی جانور چرند و پرند کے اقسام سے قابل کھانے کے نہین
ہوتا ہے اور سب کا گوشت ایسا کڑوا اور متعفن ہوتا ہے کہ حلق سے نہین اوترتا ہے چنانچہ کسی
صاحب نے ایک مرغ کو بہت تکلف سے پکایا اور انواع ترکیبون سے تعفن اور کڑواہٹ کو
دور کیا اور کھایا لیکن بقبول معدہ پھر بھی ہوا اور دوسرے ہضم مین قے ہو گیا + ختائی ترکستان کے
تیسرے صوبے مین تین قوم تاتارونکی رہتی ہین ایک کو منٹاگوریس کہتے ہین جو اوس دیار کے اصلی
رہنے والے معلوم ہوتے ہین اور قدآور اور وجیہ اور محنت کش ہین اور باوصفیکہ اونکے چارون طرف
وحشی تاتار بہایم کی ہم شمار بادیہ پیمائی کرتے پھرتے ہین لیکن اونکے قربت سے اثر بدان لوگون
کے عادات مین پیدا نہوا چنانچہ یہ سب مکانون مین رہتے اور کشتکاری کرتے ہین + دوسری
قوم کا حال بجز اسکے کچھ لکھنا نہ چاہیے کہ انکی عورتین مردونکی طرح گھوڑون پر چڑھتی اور تن تنہا
درندہ جانورون کا شکار برچھی اور تیر و کمان سے بے تکلف کرتے ہین + تیسری قوم پانچوکی

کہلاتی ہے اور دوسرے اقوام تاتار پر سبقت لیجانے کے سوا یہ لوگ مالک ملک و تخت
ختا کے ہین اور جب سے خدا نے اونکو اسطرح سے بڑھایا تو اپنی کم اصلی کو چھپانے کے لیے
اون لوگون نے وہ فقرہ اپنی جدو آبا کے باب مین طیار کیا جو اس جلد کے پہلے دفتر مین بیان کیا گیا اور
ختا مین جاکر بت پرستی کی خطا اونہون نے کی ہے لیکن قبل اوسکے یہ لوگ موحد اور خدا پرست تھے
اور ایک قادر حاضر و ناظر مطلق کی پرستش میدان مین جمع ہوکر کرتے تھے الغرض تینالیس شہر اور قصبے
ختائی ترکستان کی شرقی تقسیم کے تینون صوبون مین ہین اور ختائیون سے زیادہ تر قربت ہونے اور
راہ و رسم رکھنے کی جہت سے مکان بناکے رہتے ہین اور بادیہ پیمائی کی عادت رفتہ رفتہ بھولتے جاتے
ہین حالانکہ مغربی تقسیم والے تاتاریون مین وہی حال دشت گردی کا ہے جو ہمیشہ سے طریق اقوام ترکستان
کا مشہور ہے ؎ ختائی ترکستان کی مغربی تقسیم کا حال یہ ہے کہ یہان کے تاتار سب کے سب مغل کہلاتے
ہین اور اگرچہ انکو آل چنگیز سے نہ سمجھنا چاہیے کیونکہ اوسکے گھر مین خدا نے جو ریاست دی تو ایک نہ ایک مقام
پر اونکی حکومت ہمیشہ رہی ہے لیکن یہ لوگ بیشک اونہین اقوام سے ہین جنہون نے چنگیز اور اوسکے بیٹون
اور پوتون کی یارکابی مین نصف جہان سے زیادہ کو تہ و بالا کر ڈالا تھا اور انہین مغلون کے آبا و اجداد
جب قبلا خان کی اولاد سے تخت ختا چھن گیا تو ادہر ادہر پریشان ہوکر سرحد چین کے قریب جابسے
مانچو تاتارون کے تابعدار ہوکر رہے جب باقی فرقے اونہین اقوام کے آگے بڑہ گئے اور سمرقند ماوراء النہر
مین جا رہے ؎ اندنون چار قبیلے اس قوم کے علیحدہ علیحدہ ہین لیکن اکثر عادات اور رسومات مین
مشابہت ہے چنانچہ سب کے سب میدانون مین تنبو و قنات کے نیچے پڑے رہتے ہین اور گرمیون
مین دریا کے کنارے پر اسلیے مقیم ہوتے ہین کہ بیابان کی ہوا پانی سے مس کرتی ہوئی خنک آتی ہے
اور چرائی بھی اونکی مویشی گھوڑے اور دونون کے لیے سوا ساحل آب کے میسر نہین ہوتی ہے کیونکہ
بیابان کف دست مثل بدھیکی ہتیلی کے خشک ہوتا ہے اور جاڑون مین وہ مان کدہ اور پہاڑ تلیون مین
یہ لوگ ڈیرے ڈالتے ہین تاکہ باد شمال جو مثل تیر کے سرما مین چلتی ہے اوس سے بچاؤ ہووے
اور جانورون کو صدمہ نہ پہنچے ؎ یہ قبائل مغلون کے مثل اونکے آبا و اجداد کے جنہون نے

انگلے وقتون مین وہ دھوم دھام مچائی تھی ازبسکہ صاف باطن اور راست معاملہ اور دوستی کے پکے
ہوتے ہین اور سخاوت اور مسافر پروری اونکی مثل کہاوت کے مشہور ہے روپئے پیسے کا اون
مین رواج نہین اور خرید و فروخت اشیا کے عوض و معاوضے سے عمل مین آتی ہے اور نہ کھیتی کرتے
نہ باغ لگاتے ہین بلکہ سوا گھوڑے پر چڑھنے اور تیر لگانے اور شکار کرنے اور دنبہ چرانے کے اور اونکا
کچھ کام نہین ہے اور جب بعض سیاحون نے اون سے کاشتکاری نکرنے کا سبب پوچھا تو اونھون نے
یہ جواب دیا کہ اناج اور ترکاری وغیرہ بہائم کی خوراک ہے اور آدمی کی غذا کے لیے گوشت چاہیے ورنہ
خدا تعالی نے بہائم کو کیون پیدا کیا اس لحاظ سے ہر طرح کا گوشت اونکو حلال ہے لیکن گھوڑے
کے گوشت کو زیادہ پسند کرتے ہین اور اوسکے ٹکڑون کو سوکھا کے رکھتے ہین اور جب کوئی مہم
درپیش آتی ہے ہر شخص مہینے بھر کھانے کے لیے سوکھا گوشت رکھ لیتا ہے اور جہان مقام
ہوتا ہے پانی دیکے گوشت کو اوبالکے کھاتا اور یخنی کو پی لیتا ہے اس غذا مین تعفن بیشک ہے
لیکن قوت بخش اور مولد خون ہے مگر جاڑون مین مغلون کی غذا مکھن اور پنیر اور دودھ کی اکثر ہوتی ہے
کیونکہ اس ایام مین برف کے باعث سے چرائی کم ملتی ہے اور جانورون پر طیاری نہین آتی ہے
سوا اسکے دودھ کو سڑا کے کسی ترکیب سے ایک عرق منشی یہ لوگ کھینچتے ہین اور دنبے کی یخنی اوسی مین
ملا کے ماء اللحم بناتے اور استعمال مین لاتے ہین اور اوسکی تعریف پینے والون نے یہ کی ہے کہ ہاضم اور مقوی
اور منشی یہ بوزہ ایسا ہوتا ہے کہ ہزار روپیہ کا معجون اوس کے مقابلے مین ہیچ ہے غلاظت
مغلون مین بشدت ہے اور چھوٹے بڑے آدمی بے تکلف گھوڑے کی لید پر بچھا کے پڑے
رہتے ہین بلکہ اپنے جانورون کی اونھین یہ محبت ہے کہ جس خیمے مین آپ رہتے ہین اوس مین
اونھین بھی رکھتے ہین سوا اسکے دنبے کے روئین بھری پوشاک یہ لوگ پہنتے ہین اور اگرچہ چمڑے
کو خوب صاف کر لیتے ہین لیکن پھر بھی ایسی بدبو اوس سے ہمیشہ نکلتی ہے کہ سوا اونکے دوسرے
کو نہین برداشت ہو سکتی ہے حاصل کلام پاکیزگی کا وجود اونکے درمیان مین پایا نہین جاتا ہے
اگرچہ کثیر الازدواجی کی امتناع مغلون مین نہین ہے لیکن سوا ایک جورو کے دوسری نہین کرتے

ہین اونسیت جب اونمین ہوتی ہے تو لاش کو جلا کر خاکستر کو کسی ٹیلے پر دفناتے ہین اور وہان کی زمین کو کچھہ بلند کر کے ایک نشان اوس تودے پر گاڑ دیتے ہین ٭ لامہ گروکا مذہب اون لوگون کا ہے اور بودہ کے پوجاریون کو وہ سب اوتنا ہی مانتے ہین جتنا ہنود جاہل برہمنون کو دیوتا کہتے ہین ٭ چارون قبیلے کا ایک ایک خان یعنی سردار علیحدہ ہے اور جب سے مانچو تاتار ختا کے مالک ہوے ہین فغفورون نے سب خوانین مغل وغیرہ کو محکوم کر کے منصب اور جاگیر دیکے اور انواع طرح سے تالیف قلوب کر کے اپنا کر لیا ہے لیکن اون خانون کا اختیار اپنی اپنی قوم پر بہت ہے مگر قوانین صرف فغفور ہی کے مروج ہین اور قتل وقصاص اور جتنی سزائین مالی وبدنی جو سخت وشدید ہین سب فغفور کی اجازت سے انہین دی جاتی ہین ٭ اگرچہ ترکستان ختائی کی مغربی تقسیم مین جتنی قومین ہین سب بلقب مغل مشہور ہین لیکن ایک خاص قوم مغل کی ہے جس مین چنگیز خان کی پیدایش ہوئی تھی اور اوس مین ننانوے قبیلے جداگانہ ہین چنانچہ ہر قبیلے کا ایک جدا نشان ہے اور ہر ایک مین صدہا طائفہ ہین جنکی پھر گروہین ہین اور تقسیم در تقسیم آپس کی رشتہ داری جہت سے ہوئی ہے پس اگر سبکا شمار کیا جاوے تو لکھوکھا کا حساب ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ اگر چنگیز یا تیمور یا نادر کا سا شخص پھر پیدا ہووے تو مملکت چین کو یہ لوگ پھر اپنے قبضہ مین لاوین ٭ انہین لوگون کے ملک مین فغفورون نے جیہول کے شہر مین اپنے رہنے کے لیے بہت عمدہ مکانات اور سہر کو باغات بنوائے ہین کہ اونکے دیکھنے سے غم بہول جاتا ہے اور جن صاحبون نے اس تاریخ کی پہلی جلد کے ۲۷ صفحہ کو شرف ملاحظہ بخشا ہے جہان پر ختا کے باغات اور فن باغبانی کا حال راقم نے لکھا ہے وہی تصور کر سکینگے کہ اس جگہ کی کیا کیفیت ہوویگی جسکو فغفورون نے اپنی تفریح طبع کے لیے آراستہ کیا ہے ٭ دیوار ختا کے قریب یہ عیش گاہ واقع ہے اور شروع گرما سے آمد سرما تک فغفور بسبب دھوپ کی طپش اور گرمی کی شدت کے دار الامارہ پیچین مین نہین رہتے اور جیہول مین بود وباش کرتے ہین اور اسی شہر کی نواحی مین اور دوسری جگہون مین دیوار ختا کے قریب فغفور کے گنج کی میراثی زمینداری آبا واجداد کے وقت کی ہے اور گھوڑے اور بھیڑ اور گلے

وہان اسقدر افراط سے ہین کہ مغلون کی آنکھون مین فقط اوسی کے اعتبار سے فغفور کے برابر کوئی شخص صاحب مال نہین ہے اور چونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسان اوسی شئے کی قدر کرتا ہے جسکی حاجت اپنے کو زیادہ ہوتی ہے اس باعث سے مغلون کے نزدیک ختا کے خزانہ بے انتہا اور رعیت اور فوج اور ملک کا والی ہونا کچھ چیز نہین مگر دو تین لاکھ دنبہ اور اسیقدر گلے گائے وہان اور لاکھہ سوا لاکھہ گھوڑونکا مالک ہونا نہایت فخر اور وقر کی بات ہے + گرستیون کو فغفور نے ان جانورون کی خرید و فروخت کا اجارہ دیا ہے اور کہنے والے کہتے ہین واللہ اعلم بالصواب کہ جو آمدنی اسطور سے ہوتی ہے اوسی قدر فغفور اپنے خرچ ذات مین لاتا ہے اور محاصل ملک ختا سے ایک حبہ اپنی خورد و نوش و عیش و عشرت مین نہین صرف کرتا ہے چنانچہ سنتے ہین کہ بعد اخراجات دائمی اور اتفاقی کے پس انداز مملکت کے محاصل کا سرکاری خزانے مین جمع ہوتا ہے اور فغفور اپنے کو مثل خزانچی کے سمجھتا ہے + الغرض سوا خاص قوم مغل کے تین چار قومین اور اس طبقے مین بود و باش کرتی ہین جنکے حالات کو بتصریح لکھنا راقم نے فضول سمجھا بلکہ اسقدر جو لکھا گیا غالب ہے کہ واسطے علم ناظرین تاریخ چین کے نسبت حال ترکستان کے کافی ہوا اور کس خون جگر سے راقم نے ان اخبار کو جمع کیا ہے اوسکی داد سوا علما کے جو اس دقت سے واقف ہین کون دے سکتا ہے فقط +

تیسرا باب

احوال اون قومون کا جو تاتارون اور ختائیون سے فرق ہین لیکن ختا مین بود و باش کرتے ہین بیان قوم سیفان کا

کشور ختا کے پچھم کونے پر شنسی اور سی چوئین کے صوبون کے قریب اور خوانگ ہو اور یانگ دی کیانگ دریاؤن کے درمیان مین یہ قوم سیفان کی سکونت کرتی ہے اور ایام قدیم مین یہ لوگ ایسے زبردست تھے کہ ختائیون کو تنگ کیا کرتے تھے لیکن آپس کے نفاق سے اب یہ حال ان لوگون کا بنایا ہے کہ اوسی مملکت کے یہ ادنی اور حقیر رعیت ہین غرض پھر بھی جبلی انکی نہین بدلی اور گاہ گاہ فغفور کے ناظمون سے یہ لوگ بے اعتنائیان کرتے ہین + ان مین دو قومین ہین ایک کی قناتون کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ایک کا زرد اور سیفان سیاہ محض بہائم ہین لیکن زرد تنبو والے کچھ آدمیت رکھتے ہین

اور بعض اون مین سے مکانات بناکر رہتے ہین مذہب ان کا لامہ گروکا ہے اور عادات اور رسومات
اہل تبّت سے مشابہت رکھتے ہین اور اسی باعث سے قیاس مقتضی ہے کہ اوسی ملک کی کوئی
قوم اون پہاڑون مین نکل آئی اور جگہ پسند کرکے رہ گئی جو ہن کی سرحد سے جو دریا بہے ہین بین
سونے کے ذرّے ملتے اور یہ لوگ اوس ریت کو گلا کر اور ظروف اور پتیلا بناتے ہین اور ہدایا
اور تحائف جو ہمیشہ فغفور کے حضور مین بھیجتے ہین سونے ہی کی چیزون کی قسم سے ہوتی ہین فقط

لولو کی قوم کا بیان

یہ لوگ صوبہ ین نان مین رہتے ہین لیکن عادات اور رسومات مین ختائیون سے مطلق مشابہت
نہین رکھتے ہین قدیم الایام مین انکے حکام خود مختار تھے لیکن جب ختا کو عروج زیادہ ہوا اور فغفور نے اون سے
باج طلب کیا ان لوگون نے بھیجدیا اور طوق بندگی کا پہن لیا غرض فغفور سے یہ اقرار کروایا کہ اونکے
خاندانی امرا کو اپنے اپنے علاقے مین عہدہ اور رتبہ ختائی ماندرینون کا ملے اور وہ مرتبہ موروثی ہو
فوج پیادہ اور سوار کی اون کے پاس ہے او تیر و کمان ورچھی باندھتے ہین پوشاک انکی ایک کرتا
بے آستین کا گھٹنون تک لمبا اور سر پر گھانس کی بنی ہوئی ٹوپی اور پانوٴن مین چمڑے کی فضلین پڑی
رہتی ہے اور پاجامہ یا دھوتی کی قدر نہین جانتے عورتونکا بھی وہی پہناوا ہے لیکن کرتا پانوٴن تک
لٹکتا رہتا ہے اور اگرچہ تحریر و تقریر اس قوم کی ختائیون سے علیحدہ ہے لیکن مذہب مین فرق نہین ہے فقط

میاوسی کی قوم کا بیان

اور یہ لوگ پہاڑیے ہین اور ختا کے کئی صوبون مین کوہستان کو آباد کر لیے ہین اور شروع مین یہ
تابعدار فغفور کے بہت مشکلون سے کیے گئے اور اوسکی صورت یون ہوئی کہ صوبہ سی چوان
مین انکے دو بادشاہ آپس مین لڑنے بھڑنے لگے اور جب اوس صوبے کے ناظم نے دونونکو
جنگ موقوف کرنیکے لیے کہلا بھیجا اوس کے ایلچی کو اونہون نے بے عزت کرکے اپنی حد سے
نکالدیا اور چند سخت کلمے فغفور کی شان کے خلاف کہلا بھیجا اور اونکے گستاخ ہونیکا باعث
یہ تھا کہ تھوڑے دن پیشتر دس ہزار فوج ختا کی اونپر یلا کرکے گئی تھی لیکن پہاڑیون نے ایک

مقام پر مغالطہ دیکر پھینسایا اور نکلنے کی راہ بند کر کے فوج کو فاقون سے ضعیف کر کے ایسا قتل کیا کہ
ایک متنفس نہ بچا غرض یہ سب حال سنکر فغفور بھبوکا ہوگیا اور سپہ سالار اکوئی کو جو نکہ ان پہاڑیون کو نیست و
نابود کرنا واجب تھا اس لیے اختیار کل فوج وخزانے بخلاف قواعد سلطنت کے دیا گیا یہ شخص نہایت
بہادر اور مدبر تھا اور اوسنے چیدہ چیدہ سپاہ اور توپخانہ اور غلہ افراط سے ساتھ اپنے لیا اور بڑی
جرأت اور فکر خرچ کر کے آخر کار اونکو زیر کیا اور ایک بادشاہ کو پابزنجیر فغفور کے حضور مین بھیجا اور جب
دوسرے کی لاش کو میدان جنگ پر دیکھکر سمجھا کہ شجر فتنے کا بیخ و بنیاد سے اوکھڑ گیا تب وہان سے
پھر آیا اور شہنشاہ کا زیادہ مقرب اور معتمد ہوا الغرض اس لڑائی مین ایک عورت نے ایسا کام کیا کہ اوسکا ذکر
ہمیشہ رہیگا ۔ حال یہ کہ ایک چھوٹا سا قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر واقع تھا اور دو مہینے سے فغفور کی فوج
محاصرہ کیے حیران تھی لیکن دخل نہ پاتی تھی ایکروز صبح کاذب کے وقت آہٹ کسی شخص کی آمد و رفت
کی پہرے والون کو جو ملی تو دو چار شخص آہستہ آہستہ چڑھ گئے اور دیکھا کہ ایک عورت پانی بھر کے
قلعے کے اندر لیے جاتی ہے فوراً اوسکو اون لوگون نے پکڑ لیا اور پوچھا کہ کتنے لوگ اس قلعے
کے اندر ہین جو دو مہینے سے ایسے بند و بست سے لڑتے ہین کہ شہنشاہی فوج عاجز ہوگئی اوسنے جواب دیا
کہ اتنے روز و ن سے مین اکیلی تن تنہا تملوگون کو عاجز کیے ہوں اور اگر آج پانی نہ کم ہوجاتا تو جیتے دم تک
تمہین حیران رکھتی یہ بات قریب قیاس کے نہ ٹھہری اور سپاہی جمعیت کثیر کے ساتھ قلعے مین جو گئے
تو دیکھا کہ فی الواقع ایک متنفس اوس مین نہین ہے آخرش جب اوس ماجرے کا استفسار ہوا تو عورت کہنے
لگی کہ اتفاق سے مین اس قلعہ مین رہگئی جب تملوگون نے محاصرہ کر لیا اور گریز کی راہ مسدود جو نظر آئی تو
دروازونکو بند کر کے فصیلون پر چند بندوقین لیکر مین جا بیٹھی اور اوس تاریخ سے جس طرف سے
دیکھتی تھی کہ تملوگون نے قصد اوپر چڑھنے کا کیا اوسی طرف جا کر پتھر کے چٹان اوپر
سے لوڑھکا دیتی تھی اور جو سنگ سے بچتا تھا اوسے گولی سے مار لیتی تھی رات بھی کبھی
ہوائی چھوڑتی تھی اور اسیطرح سے تمہین شکست ملی اور اگر دو روز سے پانی قلعے کا نہ چک جاتا اور پیاس سے مجبور
ہوتی تو ہرگز اپنی جان رہتے تمکو اس قلعے مین دخل نہ دیتی یہ کہتی ہوئی اوسنے اپنی بات کی صداقت کے لیے

ختائیون پر اوس ماجرے کو ثابت کردیا تب صدائی آہ و واہ کی ہر فرد بشر کی زبان سے بلند ہوئی اور
سپہ سالار کو جو خبر پہنچی اوسنے جرات اور استقلال اور شعور کی داد دی اور شہنشاہ نے بھی اوسے بڑی جاگیر
عنایت کی الغرض سنہ مذکور سے فغفور کی اطاعت ان پہاڑیون نے قبول کی ہے اور مثل تاتاریون
کے جانور پالنے کا بڑا شوق ان کوہستانیون کو ہے اور غلینا بھی اونہین کی طرح یہ ہین لیکن زراعت
کرتے ہین اور چند قسم کا موٹا کپڑا بنتے ہین اور اون کا غالیچہ ایسا تحفہ بناتے ہین کہ ختائی سوداگر سب اوسے
بہت خرید کرتے ہین + انکی عورتین عجب طرح سے بالونکا سنگار کرتی ہین چنانچہ جوڑا چاندی پر باندھکر
موم سے تمام سر کے بالون کو چکناتی ہین جسطرح سے اوڑیسے کی کہاریان اور چھوٹے ناگپور
کی دھانگڑیان سامنے کی پٹیان موم سے لتھیڑتی ہین اور اگرچہ مستورات کا سنگار تمام دنیا مین
ایک نہ ایک طرح کی مصیبت سے متعلق ہے لیکن یہ عذاب اونکو دستور سے پسند ہے اور سر پر ایسی
بڑی بلا بٹور کے کیونکر زندگی کرتی ہین معلوم نہین اور ساتھ اسکے برس مین چار دفعہ اوس موم کو چھوڑا
کرنا چڑھانا بھی واجب ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ بڑا الاؤ جلا کے سامنے بیٹھتی اور موم کو پگھلا
چھوڑاتی ہین گویا آخر کار سنگار چولہے مین پڑتا ہے + اسی جلد کے پہلے دفتر کے چوتھے صفحے کے ملاحظے
سے معلوم ہوویگا جو راقم نے اس قوم کے باب مین لکھا ہے کہ لوگ سب کھڑی ناک اور بڑی آنکھہ
اور ریش رکھنے کے کچھہ نسبت تاتاریون اور ختائیون سے جو بنی آدم کی قسم بے ریشے سے ہین نہین
رکھتے ہین اور معلوم نہین ہے کہ اوس دیار کے اصلی باشندے یہی ہین یا اونکا فرقہ اقوام رشیدار کے
دیار سے بادیہ پیمائی کرتا چین مین آرہا ہے الغرض ختائی کہتے ہین کہ یہ پہاڑیے بدنہاد اور جھوٹے
ہوتے ہین لیکن بعض پادریون کا جو اتفاق انکے بیچ مین جانے کا ہوا تو اونہون نے نہایت راست معاملہ
اور صاف باطن اون لوگون کو پایا فقط +

چوتھا باب

احوال جزیرہ ہائی نان کا جسکو اہل فرنگ فارموسا کہتے ہین +

حالانکہ صوبہ فوکینگ کے بندر اور شہر اموی سے یہ جزیرہ ایسا قریب ہے کہ دن بھر مین

وہان پہنچنا سہل ہے لیکن ختائیون کو وطن سے جنبش کرنا اسقدر ناگوار ہے کہ ۱۳۰۰ع تک اونکو
مطلق اوسکی خبر تھی غرض جب سے فغفور کی تحت حکومت مین داخل ہوا فوکینگ کا صوبہ دار اسپر بھی
حکومت کرتا ہے ❊ اسکی دو تقسیمین ہین شمالی اور جنوبی اور دونونکے درمیان ایک قطار پہاڑون
کی ایسی ہے گویا بذاتہ جزیرہ منقسم ہے اور صرف اسی قطار کی پچھم طرف کے باشندے سب فغفور کی تابعداری مین
اور انکے تین حصہ سے زیادہ نسل ختائی سے ہین کیونکہ جب پانچو تاتار ختا مین داخل ہوا تو بچیس ہزار چینی اپنا گھر بار لیکر بھاگے
اور یہان آنکے مقیم ہوے لیکن پورب طرف اصلی باشندے رہتے ہین جو محض وحشی ہین اور اونکا حال
مطلقا معلوم نہین کیونکہ وہان کسی اہل فرنگ کا گذر نہین ہوا اور سوا ولایتون کے کسی قوم کو یہ جرأت
نہین کہ دفعتہً تن تنہا ملک غیر مین جاوے اور کسی حال کو دریافت کرے ❊ ۱۶۳۴ع مین ولندیزون
نے اس جزیرے مین قدم رکھا اور وہان قلعہ تعمیر کرکے اوسے اپنا پایۂ تخت بلقب زیلانڈیا بنایا لیکن
قریب تیس برس کے بعد کاک زنگا دریائی ڈکیت نے اونکا شہر و قلعہ چھین لیا بلکہ اوس دیار سے اونکو
نکال کے خود وہان مقیم ہوا جیسا کہ اسی جلد کے ۷۵ اصفحے مین ذکر کیا گیا ہے غرض انہین لڑائیون
مین سے جو ولندیز اور کاک زنگا سے ہوئین ایک کی یہ نقل ہے کہ جب اوس ڈکیت نے زیلانڈیا
کے قلعہ کو محاصرہ کیا تو پادری ہام بروکاک صاحب کو جو اسیران جنگ سے تھے اوسنے ولندیزی
حاکم قلعہ کے پاس پیغام اوس مقام کے جلد خالی کرنے اور ملک سے نکل جانے کا بھیجا اور
رخصت کرتے وقت یہ وعدہ لیا کہ جو ہو غرض پھر آوے اور سوال کا جواب خود پہنچاوے چنانچہ
وہ شخص باخدا قلعہ مین آیا اور ولندیزون سے کہا کہ تم ہرگز ایسے بدکردار مردم آزار ڈکیت کو یہان
داخل ہونے دو اور چندے اور بھی محاصرہ کو گوارا کرو دیکھو تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے اور
ان کفار کا تابعدار ہونا مین نامردی ہے غرض اسطرح کے بہت سے کلمے کہکر پادری صاحب
اوٹھی اون بچون نے بال اور ڈکیت کی اسیری مین جانیکو موافق وعدے کے جو نہین چلے ولندیزون نے
منت اور التجا کی کہ نہ جاؤ کیونکہ جاتے ہی مارے جاؤگے اور اوسکی دونون بیٹیان بھی نے پاس آکے گلے
لپٹ کے رونا اور یہ کہنا شروع کیا کہ ہم بے وارثون پر رحم کرو اور اپنی جان مفت مین ندو لیکن سب

یہی جواب اوس بہادر نے دیا کہ مرد کی بات ہاتی کا دانت ہے جو منہہ سے نکلا سو نکلا اور چند روز
کی زندگی اگر دروغ گوئی سے ملی بھی تو کیا لطف ہے آخرش ڈکیت کے پاس پھر گیا اور جو کچھہ خود
اوسنے کہا تھا اور ولندیزون نے جواب دیا تھا سب مو بمو اوس کا فریکیش کے روبرو دو بدو کہا یہان تک
کہ تہرے انہی جگہہ سے تڑپکر اوس بدکردار نے پادری صاحب کو اپنے ہاتھہ سے مار ڈالا ٭
تاریخون کی سیر کرنے والے اس نقل کی مثال اوس ماجرے مین پاوینگے جو تاریخ روم قدیم سے ظاہر ہے
کہ رگولس سپہ سالار روم اسی طرح سے جب کارتھج یعنے افریقیہ کی فوج نے اوسے اسیر کیا اور
ایسے ہی وعدے لیکر روم کو بھیجا تو اوسنے بھی ایسی ہی صلاح صلح نکرنے کی دی اور
اپنے قول کے ایفا مین دشمن کے قبضے مین خلاف سب کی امتناع کے اپنے کو
پہونچایا اور اسیطرح سے اون لوگون نے بھی اوسے مار ڈالا ٭ ففغور کاکھی کے عہد دولت
مین یہہ جزیرہ مملکت ختا کے تحت مین آیا اور دارالامارۃ اوسکا تائی وان کہلاتا ہے اور اسقدر
آباد اور اجناس سوداگری سے معمور ہے کہ ختا کے اکثر چھوٹے شہرون سے بدرجہ اولی
نہے اور بہت آراستہ اور دونون پیڑ پر دکانین اس افراط سے ہین اور غل بیچنے اور لینے
والون کا ایسا رہتا ہے کہ کانٹان کے شہر مین بھی ایسا مجمع کم ہوتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے
کہ بندر عظیم الشان ہے اور دنیا کی چیزین وہان میسر ہوتی ہین ٭ یہہ جزیرہ ایسا زرخیز ہے
کہ علاوہ افراط تمامی اقسام اجناس کے عجیب بات ہے کہ جتنے میوے کہ بعض اقلیمون
مین مخصوص ہوتے اور دوسرے مین میسر نہین آتے ہین وے سب یہان پیدا ہین
اور ایک ہی سرزمین سب کو موافق نہے ٭ اس سے عجیب تر یہہ ماجرا ہے کہ اکثر اجنبی
کے حق مین پانی اوس شہر اور اوسکے اطراف کا ہلاہل کی خاصیت رکھتا ہے اور جنے
ڈھٹائی سے پیا گویا شربت موت چکھا اور کسی ملک کا باشندہ کیون نہو اس جزیرے کا
پانی مہینے پندرہ دن مین یا اوسے ہلاک کرتا ہے یا ایسا موافق ہوتا ہے کہ مرض اوسکے
نزدیک جلد نہین آتا ہے اور اسی سے ثابت ہے کہ راقم نے جو اوسے ہلاہل قرار دیا ہے

تو بیجا نکیا کیونکہ سمیات کی یہی خواص سے ہے غرض جو اصلی باشندے ہین اونکے حق مین
وہ آب حیات ہے اور طرفہ تر یہہ ہے کہ جہان پانی ایسا مفسد ہے وہان ہوا بہت
لطیف اور صحت آور ہے اور بیمار کی صورت کمتر نظر آتی ہے غرض سوداگر اور جو اغیار
وہان رہتے ہین دوسری جگہون سے پانی منگواکر پیتے ہین + اس جزیرے کے اصلی
باشندون کے درمیان بیاہ طرفین کے عشق سے ہوتا ہے اور صورت اوسکی یہہ ہے
کہ جب کوئی نوجوان کسی لڑکی کو پسند کرتا ہے تو یہان سات روز تک اوسکے پیچھے بانسلی
بجاتا چلا جاتا ہے اگر جذب عشق نے چھوکری کے دل کو کھینچا اور راغیان کا کل کو اوس
لطیف باجے نے رجھایا اور آنکھون مین عاشق بھایا تو فوراً اپنے والد کے یہان اوسکو
وہ لیجاتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ مین اس سے راضی ہون مجھے بیاہ دو غرض بعد سونے
کے اوسی تاریخ سے دولھہ اپنی سسرال مین سکونت اختیار کرتا اور اپنے باپ مان کے
گھر پھر نہین جاتا ہے اور اسی سبب سے یہان کے باشندے بیٹی کی بہت تمنا
رکھتے ہین کیونکہ اوسکا شوہر بیٹے سے زیادہ ہوتا ہے + ۱۷۸۲ء مین ایک ایسا
طوفان اور زلزلہ اس جزیرے مین ہوا اور سمندر کا پانی ایسا بڑھا کہ لکھا آدمی بھگئے اور
مارے گئے اور جو بچے خانہ ویران رہے اس واردات کا حال سنکر فغفور نے اپنی
ستم رسیدہ رعیتون کی بہت دلجوئیان کین اور غلہ اور روپیہ افراط سے بخشا بلکہ ہر ایک کا
گھر بنوا دیا لیکن مصلحت ایزدی کے تباہ کیے ہوے کو انسان کیا فروغ دے سکتا ہی
اور وہ بات جو قبل تھی ایسی مٹ گئی کہ امید اوسکے عود کرنے کی باقی نرہی باانہمہ
فغفور کو اس علاقے سے محاصل کثیر ہے اور اگرچہ چھہ برس بعد اوس طوفان کے
بلوائی عظیم اوس جاپر ماندرینون کی بدکاری سے ہوا لیکن اب امن ہے فقط

پانچوان باب

احوال کوریا کی سلطنت کا جو باج گزار ختا کی ہے

اہل فرنگ کے جغرافیہ مین یہ ملک کوریا کہلاتا ہے لیکن ختائی سب اوسکو کاولی کہتے ہین + اوتر کی طرف زمین اسکی ختائی ترکستان سے ملی ہوئی ہے اس سبب سے اطلاق جزیرے کا اوسپر نہین کیا جا سکتا ہے ورنہ تینون طرف بحر محیط گرد ہے + اصل یہان کے باشندون کی کسی قوم تاتار سے ہے لیکن یہ لوگ مثل مانچو تاتار کے اپنے کو دیوتون کی اولاد قرار دیتے ہین اور نوع آدم سے اپنے زعم مین فضیلت رکھتے ہین اس ملک کا بادشاہ باج گزار اور تابعدار فغفور کا ہے لیکن اپنے ملک و رعیت پر مختار مطلق ہے غرض جب صاحب تخت فوت کرتا ہے فغفور کیطرف سے دو تین امیر عالی رتبہ شاہزادے ولیعہد کو باپ کا قائم مقام کرنے کے لیے روانہ کیے جاتے ہین اور جب تک وے نہین پہونچتے ہین امور سلطنت کے ملتوی رہتے ہین + جاپان کے جزیرے والون نے ۱۵۹۲ء مسیحی مین اس ملک مین اپنا دخل اور تصرف کیا غرض جب مانچو تاتار کا دور ختا مین ہوا اہل کوریا نے اونسے مدد لیکر ظالمون کو اپنے ملک سے نکال دیا اور فغفور کی اطاعت کو قبول کیا + ملک ان لوگون کا وسیع اور زرخیز ہے اور آٹھ صوبے اور چالیس پرگنے مین تقسیم ہے اور اوسمین تینتیس شہر بڑے اور سو سے زیادہ چھوٹے ہین +

اہل کوریا اکثر نیک نہاد اور جریح اور سلیم الطبع ہین اور تحصیل علوم اور فنون مین زود رس اور علم کے ایسے قدردان کہ جب کوئی سوداگر کسی کے یہان کتاب فروشی کو جاتا ہے تب خریدار پاک و صاف ہوکر اوجلے کپڑے پہنتا ہے اور لوبان جلا کر سجدہ کر لیتا ہے بعد اوسکے کتابون کو دیکھتا اور اونکی قیمت کرتا ہے + مُردے کو تین برس تک یہ لوگ دفن نہین کرتے ہین اور صندوق مین بند کر کے اپنے مکان مین رہنے دیتے ہین اور جب زمین کو اوسکی امانت سونپتے ہین تو جتنی چیزین گذرے ہوے شخص کو زندگی مین عزیز تھین سب قبر کی چارون طرف رکھدی جاتی ہین اور باقی لوگ اگر چاہتے ہین تو اوٹھا لیجاتے ہین + باپ مان کا غم تین برس تک اور بھائی بہن اور دوسرے

عزیزون کا تین مہینے تک یہہ لوگ کرتے ہین اور اس عرصے مین کسی طرح کی شادی نہ اپنے گھر مین کرتے اور نہ اورون کے مدعو ہوتے ہین + علوم اور مذہب اور بعض دستورات اور پوشاک ان لوگون کی ختائیون سے اخذ کیے ہوے ہین مگر بعض باتون مین فرق ہے چنانچہ انکی مستورات پردہ نشین نہین ہوتین اور مردون کی صحبت مین بیٹھتی ہین سواے اسکے مان باپ کو اختیار اپنی اولاد کو بیاہ دینے کا ہے اور طرفین مین محبت جب ہوتی ہے تب اہل فارہ موسا کی طرح اسنکے یہان بھی صورت بنتی ہے + اجناس کی اقسام یہان بافراط سے پیدا ہوتے ہین اور معدن سونا اور چاندی اور لوہے کے پہاڑون مین موجود ہین اور ایک قسم کا کاغذ کپاس کا بنا ہوا ختا کے مصور بہت خواہش سے منگواتے ہین کیونکہ تصویرین اس کاغذ پر بہت جلوہ پاتی ہین اور چونکہ فغفور کو اوسکی حاجت دولتخانے کی آراستگی کے واسطے ہوتی ہے اس لیے باج کی چیزون مین یہ رقم داخل ہے +

چھٹا باب

احوال مملکت ماچین کا جو باجگذار ختا کی ہے

مملکت ماچین کی بالفعل تین تقسیمین ہین اعنی ملک کام بوج اور ملک ٹان کینگ جنین صوبہ دار مقرر ہین اور خاص طبقۂ ماچین جہان بادشاہ خود رہتا ہے اور دوسے چودہ برس قبل حضرت عیسیٰ کے فغفور چینگ وانٹی بہادر و مدبر و مبانی دیوار ختا نے پہلی دفعہ ملک ٹان کینگ مذکورہ بالا پر جو اوس وقت تینون تقسیمون مین بہتر تھا بزور شمشیر دخل کیا اور صدہا گروہ ختائیون کے وہان بھیجکر اون لوگون کے درمیان تخم آدمیت کا بویا کیونکہ قبل اس ایام کے بہایم سے بدتر وہان کے لوگ تھے اور نہ علم نہ مذہب نہ ریاست کی صورت اور نہ بیاہ وغیرہ کا کچھہ سررشتہ جاری تھا تب یہ تینون ملک جو اب سلطنت ماچین کے صوبے کہلاتے ہین داخل صوبجات ختا کے تھے + سنہ ۲۶۴ مسیحی مین اوس ملک کی دو عورتون نے

بلوای عام شروع کیا اور اونکی جرات او چھل ... مدت تک ختائیون کو عاجز رکھا اور اوسکے
مارے جانے سے فساد نے طول نہ کھینچا ورنہ جسطرح یہہ فتنہ شروع ہوا تھا اگر اختتام تک
اوسکے جیتے جی نہ پہنچتا تو اوسی ایام مین ختا کا دور اوس ملک مین باقی نہ رہتا غرض کئی سو
برس تک یہ ہل چل اس ملک مین برابر تھی کہ اگر تمام دنیا کے سب اقلیمون کا بکھیڑا ایک جگہ
جمع ہوتا تو مقابل مین نہ آتا چنانچہ کبھی فغفور کی حکومت تھی اور کبھی بلوے کی صورت نظر آتی
گاہے دو دعویدار تخت کے درمیان آپس ہی مین چلتی تھی گاہے اور ملکون مین اون کی
یورش ہوتی تھی اور گاہے اوس طرف سے عوض کی بنا پڑتی تھی آخر الامر جب فغفوریون
نے دیکھا کہ ان لوگون کو غیرون کی حکومت ناگوار ہے لڑائی سے دست بردار ہوے
اور ایک شخص کو شاہ ٹان کینگ کا خطاب دے کے اور اوس سے باج قبولوا کے
سنہ ۲۶۳ مسیحی مین الگ ہو گئے غرض سنہ ۲۸۶ مسیحی مین ملک مین ہل چل دیکھکر
پھر اپنا دخل کیا لیکن بائیس برس کے بعد دوبارہ ایک ملکی سردار کے حوالہ کرکے
اوس ملک سے کنارہ کش ہوے غرض سنہ ۳۵۵ مسیحی مین شاہ ٹان کینگ کے
طوق اطاعت کو اہل ماچین نے گلے سے اوتار ڈالا اور اونکے سردار نے شاہ ماچین
کا لقب اختیار کیا اور محض سرخود ہوگیا اور ادھر تو اوس ملک کا شاہ ٹان کینگ کے ہاتھ
سے نکل جانا تھا اودھر اوسکے سپہ سالار نے اوسکا ایسا قبضہ کر لیا کہ اوس تاریخ سے
سنہ ۵۴۷ مسیحی تک ملک ٹان کینگ مین یہ حال تھا کہ بادشاہ صرف برائے نام و
نمود تھا اور اس سپہ سالار کی آل و اولاد کے ہاتھ مین کل اختیار تھا اور جس شخص نے
اس نیابت کی بنا کی اگر چاہتا تو خود بادشاہ ہو کر صاحب تاج کو تخت پر سے اوتار دیتا
لیکن بڑا عقلمند اور دور اندیش تھا کیونکہ صرف نام بھر اوسکو چھوڑ دیا اور سب طرح سے قابض
مطلق خود ہوا اور بادشاہ کو اوسنے کہا کہ پیر و مرشد کو خدا نے سلطنت حصول آرام کے لیے
دیا ہے اور بندگان شاہی کے نصیب مین دردسر لکھا ہے پس حضور عیش کرین اور

ناچیز امرون کی طرف خیال نفرماوین کیونکہ ہم لوگ آخرش کسبدن سے کے لیے ہین الغرض اس اسطرح سے فقرے دیکر بادشاہ کو محلسرا مین اوسنے داخل کیا اور آپ انجام کار سلطنت مین مصروف ہوا بلکہ اپنے خاندان کی ترقی اور بہبودی کو دوام کے لیے قائم رکھنے کی یہ صورت اوسنے نکالی ہے کہ عہدہ سپہ سالار کا موروثی ہووے مگر سنہ ۸۹۰ مسیحی مین اصل بادشاہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھو نمین لی اور وہ ایسا مدبر تھا کہ اہل ماچین کو باج گزار کیا غرض سنہ ۹۷۰ مسیحی مین بلوا ملک مین ہوا اور تین بھائی بنام تیسین نے علم بغاوت کا ایستادہ کیا اور اگرچہ اونمین ایک شخص لوہار اور دو کشتکار تھے لیکن ایسے مدبر اور بہادر کہ شاہی فوج اور ختا اور ماچین کی فوجون کو جو مدد کے لیے آئی تھین سب کو ان تینون نے متواتر شکست دی آخر الامر لڑتے بھڑتے ستائیس برسون مین ان باغیون کو جو اوس عرصے مین خود بادشاہ ملک تان کینگ کے ہوگئے تھے شاہ ماچین نے سر کیا اور برس ۹۰ کے بعد اونکا تمام ملک شاہ ماچین کے قبضے مین آیا اور سنہ ۹۸۰ مسیحی مین کام بوج مین اوسکا دخل ہوا اور آج تک مملکت ماچین کے شامل یہ دونون ملک ہین جیسا کہ صدر مین مذکور ہوا الغرض خاص ملک ماچین کے گیارہ صوبے ہین اور سونا اور لوہا اور دندان فیل و صندل اور اقسام طرح کی قیمتی لکڑی اور موم اور گول مرچ اور دال چینی اور ریشم اور روئی اور چینی اور کئی طرح کے چانول کی پیدایش یہان افراط سے ہوتی ہے اور اس دیار مین بارش کا ایام کاتک مہینے مین شروع اور چیت مین تمام ہوتا ہے اور جیٹھ بیساکھ مین جب ہندوستان کی چیل اپنا انڈا چھوڑ دیتی ہے اور تپش آفتاب کو بیضے کی پرورش کے لیے کافی سمجھتی ہے اوسوقت ماچینون کے دانت مثل پانسے کے بنجۂ قمار باز سرما مین بجا کرتے ہین ✦ ہوئی کا شہر پایۂ تخت ماچین سات کوس کے دائرے مین ہے اور سوا سے شاہی مکانات کے باقی گھر سب لکڑی کے ہین اور کھپریل کی چھاونی ہے اور اکثر کے گرد خانہ باغ ہونے سے کیفیت یہ دکھائی دیتی ہے گویا ایک باغ وسیع مین ہزارہا عیش گاہ بنے ہوے ہین اور دریا کے کنارے پر دارالامارۃ واقع ہے اور بہت سی نہرین شہر مین بہتی ہین اور چونکہ حسن شہر کے لیے جو تینون چیز ضرور ہین

وہ یہان موجود ہین یعنی آب و سبزہ و وسعت اس سبب سے ہوئی کا شہر بہت خوب اور
قابل انسان کے رہنے کے ہے اور پادشاہ اسی مین رہتا ہے اور اگرچہ وہ خود سر ہے
لیکن فغفور کا تابعدار کہلاتا ہے اور تحائف نذرانے کے طور پر ہمیشہ بھیجتا ہے اور چونکہ
مدت تک یہ ملک ختا کی عملداری مین تھا اس سبب سے اکثر قاعدے اور دستور العمل وہانکے
اس ملک مین بھی جاری ہین اور بعض رسم مین جو فرق ہے بوجہ خاصیت ملک اور جبلی خلق سے ہے
قلعے اس ملک مین کم ہین مگر آٹھ سو جنگی ہاتی اور دو سو کشتی ایک ایک توپ گلی پر لیے
اور چھہ سو چھوٹی بڑی ناوین واسطے جنگ کے اور پچاس ہزار سپاہ ہمیشہ مہیا رہتے ہین
اور دولتسرا کے گرد بارہ سو توپین چڑہی ہوئی ہین اور نقل ہے کہ ایک شخص اہل پرتگیز سے
کسی ایام مین اوس دیار پر جہاز کی تباہی کا مارا ہوا جا پہنچا تھا اور توپ ڈھالنا اون لوگون
کو اوسی نے سکھایا بلکہ کہتے ہین کہ قریب ہزار توپ کے اوسنے خود طیار کین اور فن گولہ اندازیکا
اہل ماچین کو بتلایا ❊ اس ملک کے لوگ بہت خلیق اور سلیم الطبع اور مسافر پرور لیکن
نہایت شہوت پرست اور زن مرید اور ناچ رنگ کے عاشق ہوتے ہین اور ایک رسم
انکے یہان عجیب و غریب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی عادت کا گویا گرفتار ہے
اور طبیعت اوسکی ہمیشہ اونھین چیزون کو نیک یا بد سمجھتی ہے جسکو بچپنے سے مہر یا قہر کی آنکھہ
سے دیکھتا آیا ہے چنانچہ ماں باپ اپنی بیٹی کو اور شوہر اپنی جورو کو خواہشمند کے دمی
چندے کے لیے حوالہ کر دینے مین تامل نہین کرتے ہین اور زیادہ تر حیرت کی جا ہے
کہ اوس ملک مین یگانون سے اغیار مسافرون کی زیادہ تر خاطر ایسے امر مین کی جاتی ہے
اور اگرچہ مسافر پروری صفت اعظم ہے لیکن یہ البتہ اوسکی تفریط مایل بعیب ہے ❊
ایک طرح کا درخت مخصوص اس ملک مین پیدا ہوتا ہے جسکے پتون سے ایک
سبز رنگ نچوڑایا جاتا ہے اور مثل نیل کے ٹکیون مین جاکر بیچا جاتا ہے اور رنگ اوسکا
زمرد گون اور طوطے کے پر کو شرمندہ کرتا ہے ❊ اکثر جانور درندے چرندے اور

پرندے جو ہند مین ہین ماچین مین بھی ہین بجز گیدڑ اور لومڑی اور خرگوش اور گدہے اور بھیڑیے کے جنکی پیدایش نہ اس ملک مین نہ سیام مین ہوتی ہے اور فیل سفید جتنے ملتے ہین پرستش کے لیے معبد شاہی مین بڑے تکلف سے رہتے ہین + دودھ کسی جانور کا اس ملک کے باشندے استعمال مین نہین لاتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ دیوتون نے دودھ بچے کی پرورش کے لیے مان کی چھاتی مین اوتارا ہے اور اوسکو پینا بچون کا حق تلف کرنا اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہونا ہے + ملک نان کینگ مین جو ماتحت مملکت ماچین کے ہے آٹھ صوبے ہین اور کیچو کا شہر پایہ تخت سابق آباد اور دلکشا جگہ ہے اور نہایت فضاےیت کے ساتھہ اجناس تجارت سے معمور اور کثرت خلق کے لیے مشہور ہے اور لکڑی کے مکانات کھپریل سے چھائے ہوے ہین اور مقدور والون کے گھر انواع نقشکاری اور تکلفات سے آراستہ اور پیراستہ ہین چنانچہ کسیکا مکان سرخ رنگا ہوا سبز کھپریلون سے چھایا ہوا ہے اور کسیکی دیوارین زرد یا سبز ہین اور چھاونی سرخ یا سیاہ ہے اور امرا کے بعض عشرتگاہ بالکل صندل کے بنے ہوے ہین اور دریا اور نہرون سے زمین اسقدر شاداب رہتی ہے کہ ہر فصل وہان کی چوتھے مہینے مین کٹتی ہے اور پانچ رنگ کے چانول اس ملک مین پیدا ہوتے ہین یعنی سفید مثل ذرہ بلور اور سیاہ بآب مثل چشم یار و زرد مثل لاجورد اور سرخ مثل یاقوت کے ہوتے ہین اور ایک قسم خوشبودار ہے جو امرا کے دسترخوان پر چنا جاتا ہے اور ان پانچون قسم چانول کو ملا کے اگر کوئی لکھنؤ کا باورچی پلاؤ پکاوے تو راقم کا اگر اختیار چلے تو ناظرین تاریخ چین کو خوب کھلاوے + اس ملک کے لوگ میانہ قد اور گندم رنگ ہوتے اور کسی ترکیب سے دانتون کو سیاہ رنگتے ہین اور ایسے بہایم ہین کہ دندان سفید کو دندان سگ کہتے ہین حالانکہ قول شاعر کا سچ ہے جب معشوق کیطرف خطاب کر کے کہتا ہے ؎ ملکے مسی رتبہ دانتون کا بہت کم کر دیا + کیا غضب تمنے کیا ہیرے کو نیلم کر دیا + سوا اس عیب کے یہہ لوگ زر پرست اور کج باطن ہین اور غیرون کو

ٹھگنا ہنر جانتے ہین اور درشع گوئی اگر ساتھ لطف اور فائدے کے ہووے تو اوسے عقل کی دلیل سمجھتے ہین + بیماریان جو ہر جگہ کم و بیش ہوتی ہیان بھی ہین لیکن جذام اس کثرت سے ہوتا ہے کہ ہر صوبے مین دو ایک موضع فقط کوڑھیون سے بسا ہوا ہے اور اوس جگہ جو اس مرض مین گرفتار ہوتا ہے داخل کیا جاتا ہے اور آئین ملک ہے کہ اگر وہان سے نکلکر کوئی جذامی شہر مین آوے تو جسکا جی چاہے بے تامل مار ڈالے اور اوسکی نہ داد نہ فریاد ہوتی ہے اور وہان پر جذامی مردون اور عورتون مین بیاہ ہوتا ہے اور اونکے لڑکے بالے والدین کے مرض کی لیے جہان مین ایذائین اوٹھانے آتے ہین اور سرکار نے بمجبوری اس امر مین اجازت دی ہے کیونکہ خاصہ اوس مرض کا شدت باہ ہے اور اون لوگون کو خواہش مقاربت کی اس شدت سے ہمیشہ ہوتی ہے کہ اگر مباشرت موقوف ہووے تو یہ باولے بنجاوین اور اپنے کو یا اورون کو ہلاک کر ڈالین + کور ازلی یا ہاتھ پاؤن کے معذور یہان کم ہوتے ہین لیکن کبھی کبھی سال مین دو ایک دفعہ شب کو ایک مرطوب ہوا ملک موت کی پیدا اس ملک پر سے بہہ جاتی ہے اور جو اوسکے سامنے پڑتا ہے یا تو دفعتہً ہلاک ہی ہو جاتا ہے یا لقوہ و فالج مین ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ باقی عمر جو ہوتی ہے سخت مصیبت سے کٹتی ہے +

اہل ہالن کین کے کئی مذہب ہین چنانچہ بعض شخص دنیا کو قدیم اور خدا کو واحد جانتے ہین اور نیک کردار کی روح کی بقا اور بد اطوار کی روح کی فنا کے قائل ہین مگر بعض بودھ کو پوجتے ہین اور تناسخ کو درست کہتے ہین لیکن وہان کی عوام الناس تمام دنیا کی بلا کو پرستش کرتی ہین اور ایسے وسواسی اور وہمی اور بے وقوف ہین کہ بعض بعض رسمین اونکی قابل مضحکہ کے ہین اور بعض پر شدت سے کراہیت آتی ہے فی المثل جب دو تین دن اونکے نوروز کو رہتے ہین جتنے بڈھے اور بڈھیان ہوتی ہین سب اپنے اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کے مندرون مین جمع ہوتے ہین اور جب تک نوروز کا دن پہر دو پہر نہین گذرتا ہے خوف جان سے اپنی جائے پناہ کو وہ نہین چھوڑتے ہین اور باعث اس چھپ رہنے کا یہ ہے

کہ شیطان بقول اونکے اوس عرصے تک گلی گلی سن رسیدہ لوگون کی تلاش مین دوڑا پھرتا ہے اور جسکو سامنے پاتا ہے جہنم مین گھسیٹ لیجاتا ہے غرض نوروز کے دن اگر کوئی اجنبی مسافر ناان کین کے شہرون یا بستیون مین چلا آوے تو راہون مین یہہ سناٹا پاوے کہ گمان محلہ خاموشان کا اوسے ہووے اور دوسرا سبب اسکا یہہ ہے کہ اوس ڈر کوئی شخص اپنے گھر کے باہر بدشگون کے خوف سے نہین نکلتا ہے اور سب کو یہی وہم رہتا ہے کہ اگر نوروز کو کوئی آفت آوے یا شگون بد کسیطرح سے ہووے تو سال کے سب دن مصیبت مین کٹینگے اور اگرچہ یہہ بات مضحکہ کے قابل ہے لیکن اسکے سوا ایک اور شوشہ شیطان نے اون کے کان مین ڈال دیا ہے کہ نوروز کے عرصے کو یا ایک آدھ روز کے قبل یا بعد اگر کسی آدمی کو کوئی جان سے مار ڈالے تو قاتل کو اوس سال مین بہبودی اور ترقی جمیع امور دنیوی مین ہووےگی اور اس باعث سے عوام الناس اور جہال کو فکر کسی کے مارنے کی اوس ایام مین ایسی رہتی ہے کہ لوگ مارے ڈر کے کئی روز تک خانہ نشین رہتے ہین اور بادشاہ کی طرف سے بھی پہرے چوکی جابجا متعین ہوتی ہین تا کہ خون نہونے پاوے لیکن اوسپر بھی صدہا آدمی ہلاک کیے جاتے ہین فقط

ساتوان باب

ملک تبت کا احوال

ختا کے دو صوبے سے چونین اور ین نان اور ملک برمہ اور ملک تاتار قوم مغل یہ سب تبت کے چارون طرف واقع ہین اور طول مین شرقاً وجنوباً چھہ سو نوتے کوس ہے اور عرض مین شمالاً وجنوباً دو سو چہتر کوس ہے اور اگرچہ لاسہ کے نام سے تبت ہر کسی کو معلوم ہے لیکن واضح ہو کہ لاہسہ فقط اوسی صوبے کا نام ہے جسمین لامہ گرد کا پایے تخت ہے اور اسیطرح سے عوام الناس ہند تمام انگلستان کو لندن کہتے ہین حالانکہ لندن صرف پایے تخت مملکت ہے ہ سنہ ۲۰ مسیحی سے ادہر کا کچھ احوال

اس ملک کا حال تاریخون مین مندرج ہے اور اوسی کے اعتبار سے ہم لوگون کو بھی کچھ معلوم ہے لیکن اوسکے قبل کے جو تذکرے ہین بعض مین اسقدر اختلافات واقع ہین کہ بالکل پر صداقت نہین ہوتی اور بعض کی روایتون مین یہان تک مبالغہ ہے کہ پرند قیاس کو وہان تک رسائی نہین ہوتی ہے الغرض اسقدر تحقیق ہے کہ اوس ملک کا ایک بادشاہ تھا تمام ملک کا مالک اور طوفان کے لقب سے مشہور لیکن سنہ ۶۳۴ مسیحی تک اوس سے اور فغفوران چین سے راہ و رسم کی کوئی صورت نہین ہوئی تھی غرض اوس سال مین مسمی لون کان تبت کے طوفان یعنی بادشاہ نے پہلے اپنے ایلچی کی معرفت فغفور کے حضور مین مجرا اور کورنش کیا کہ اوس سرکار عالی مین وہ قبول ہوا اور جب اودھر سے دعا آئی راہ موافقت کی کھلی اور بعد سات برس کے فغفور نے اپنی بیٹی اوسے نکاح مین دی اور اوس سبب سے طوفان کے بازو مین یہ قوت آئی کہ رفتہ رفتہ اوسنے اپنی حکومت کے دائرے کو چوڑا کیا اور ختا کی پچھم طرف جتنے سردار تھے سب سے باج لیا اور دو سو برس تک اوسکے گھرانے کا وہی زور و شور رہا لیکن اوسکے بعد وہ معرض ادبار مین آیا اور سنہ ۹۰۷ مسیحی مین انتہا ضعف طوفان کی حکومت مین آیا کہ کئی سردار خود مختار ہو گئے اور کئی شخص لامہ یعنی بودہ کے پوجاریون کے زمرے سے استغنے قوی اور دولتمند اور صاحب زمین اور رعایا ہوے کہ مثل بادشاہون کے راج کرنے لگے غرض پھر بھی فغفور کی تابعداری مین رہے آخر کار جب قبلا خان ختا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اوسنے تبت کیطرف آنکھ اوٹھا کر جو دیکھا تو بے انتظام پایا تب اوس مدبر بے نظیر صاحب قلم و شمشیر نے اوس ملک کا اسطرح پر بندوبست کیا کہ ایک شخص لامہ کو اوسنے مالک کل بنایا اور خطاب گرو کا دیا اور انواع طرح سے مرتبہ اور خطاب اور شاہی عہدہ عطا کیا غرض اوسی تاریخ سے لقب لامہ گرو کا والی تبت کو ملا ہے اور اوس فغفور نے اپنے دین کا معلم اوسے بنایا اور شاگرد فقہ مین خود بھی ہوا اور چونکہ باقی لامہ سب بھی اہل جایداد اور حکومت تھے سب کو خطاب سلطان کا سنہ ۱۴۱۴ع مین چین کی سرکار سے عنایت ہوا لیکن سب فرمانبردار لامہ گرو کے تھے الغرض سنہ ۱۴۱۷ع تک بجز دو چار بلوے کے تبت مین امن رہا لیکن اوس

سال مین قلماق تاتار کے سردار نے افواج کثیرہ اور قاہرہ لیکر تبت پر تاخت کیا اور لامہ گرد کو بڑی
شکست دی یہان تک کہ لامہ سب فقط جان لیکر بھاگے اور اونکے خانقاہ لٹ گئے اور وہانکی دولت
بے انتہا قلماق کے ہاتھ چڑھی تب اون لوگون نے فغفور کاشی کی دہائی دی اور اکثرون نے اوسکے
دامن دولت کے سایہ مین پناہ لی اور اوس ہر دشمن شیرزن دشمن فگن نے اونکو ایسی داد دی کہ لامہ گرد اپنے
تخت پر پھر جا بیٹھا اور بہت سا مال بھی غارتگرون سے بازیافت ہوا اوسکے بعد ۱۷۹۲ء تک ہر طرح پر
تبت مین امن و امان رہی کیونکہ ذرے ذرے سے بلوے جو اوس عرصے مین مثل شرر کے پیدا ہوے
اور فوراً غائب ہو گئے قابل تذکرہ کی ایسی بڑی تاریخ مین نہین ہین لیکن اوس سال مین اہل نیپال
ناحق بے وجہ فقط لوٹ اور غنیمت کے لالچ سے ساتھ جمعیت کثیر کے تبت مین دفعۃً جا پڑے
تب بیچارے لامہ سب گھر دروازے اور مال و متاع چھوڑ کر ایسے بدحواس بھاگے جیسے کبوتر کے
غول مین جب باز گرتا اور ہر فرد کو پریشان کر دیتا ہے اور چونکہ ٹیشو لومبو کے خانقاہ کی دولت بے انتہا کی
افواہ اون لوٹیرون کو طمع دیکر پہاڑون سے اوتار لائی تھی اوسی مقام پر پہ سیدھے جا پہنچے اور اسقدر
نقد و جنس اوٹھا لیگئے کہ اگر اوسکو قارون دیکھتا تو اپنے گنج کو ایک ٹٹ پونجیے صراف کی پونجی سمجھتا
اور اوس خانقاہ کے طول و عرض کو اسی سے سمجھا چاہیے کہ اوسکی چاردیواری کے اندر چار پانسو
مکان فقط گوشائیون کے رہنے اور عبادت کرنے کے ہین اور لامہ گرد کی دولت سرا کئی ہزار گز کی
اوسکے اندر واقع ہے اور اوس کی آرایش مین جو تکلفات بغایات اور جواہرات افراط سے خرچ
ہوے تھے اگر صرف ایک فرد فقط اون چیزون کی اسم نویسی کی لکھی جاوے تو بڑی سی جلد بے تکلف
طیار ہو وے اسکے سوا اور امرا اور لامہ کے مکانات اور دیورے اور مقبرے چھوٹے بڑے کتنے
ہین اوسکا حساب نہین الغرض خانقاہ کو جب نیپالیے سب لوٹ کر چلے گئے تب فغفور کا سپہ سالار جرار
فوج تہار لیکر لامہ کی مدد کو لاہسہ مین داخل ہوا اور جب وہانکی خرابی اور تباہی کا حال دیکھا تو زیادہ تر غضبناک
ہو کر فوراً اون لوٹیرون کے تعاقب مین سرحد نیپال مین جا پہنچا اور جب ٹینگرے کے میدان پر آیا افواج
نیپال اور خطا سے مقابلہ ہوا اور دونون طرف کی سپاہ مین ایسی چلی اور اتنی خونریزی ہوئی کہ نہ دیدہ نہ شنیدہ تھی غرض

حق کی طرف سرسبزی رہی اور نیپالیون کو شکست ملی جیون جیون قدم اونکا پیچھے ہٹا ختائیون کا آگے بڑھا
آخرش دوبارہ جب لڑائی ہوئی نیپالیون کو یہی کامل شکست ملی کہ وے التجا لائے اور ہزار منتون کے
ساتھ جان بخشی چاہنے لگے تب ختائی سپہ سالار نے جو جو فرمایا اوسکو بجالائے یہانتک کہ اکثر مال
ومتاع جو لوٹا گیا تھا لاماؤن کو واپس ملا اور والی نیپال یہانتک کے خائف ہوا کہ فغفور کے آستانے پر
نذرانہ سالیانہ بھیجنے کا اقرار کیا بلکہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو اپنا حامی کرنا چاہا اور عالیشان ممدوح نے
اوسے کچھ بھروسا دیا اور کپتان کرک پاٹریک صاحب کو اپنا سفیر کرکے شہر کاٹھمنڈو پایتخت نیپال
مین بھیجا اور حالانکہ کچھ بندوبست ہوا لیکن ختائیون کے دل مین انگریز کی طرف سے گرہ پڑگئی اور اوسکے
سوا یہ بھی ایک بات تھی کہ جب لاماؤن نے گورنر جنرل بہادر سے نیپالیون کے ظلم کی فریاد کی اور مدد
مانگی اونھون نے توجہ نکی غرض اس انکار اور اوس اقرار کی یاد فغفور کو رہی اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جب
بعد اوسکے انگلستان کا سفیر ختا مین گیا تو مقصد یاب نہوا جیسا کہ اس جلد مین نظر سے گذرا ہوگا
القصہ اوسوقت سے لامہ گرو کے ملک مین امن ہے اور بدستور فغفور کے حضور مین دنیوی مقدمون مین
تابعداری کا مجرا اوسکا ہوتا ہے لیکن جب دین کا معاملہ درمیان مین آتا ہے تب لامہ کے آستانے پر
فغفور کی کورنش ہوتی ہے اور فرمانروائی چین کی آنکھ بودھ کے پوجاری کے روبرو دب جاتی ہے
تبت کے ملک کی تین تقسیمین ہین یعنی تبت بزرگ اور تبت خرد اور بھوٹ کا ملک اور ایک پہاڑ
ہے جسکو کان ٹیل کہتے ہین اور اوسکے پچھم پر تبت خرد ہے جسکے باشندے مسلمان اور رعیت
والی کشمیر کے ہین اور اوس پہاڑ کے پورب پر تبت بزرگ یعنی لامہ گرو کا ملک ہے اور بھوٹ کا
ملک تبت بزرگ کے دکھن اور نیپال کے پورب اور آشام کے اوتر پر واقع ہے غرض اس تاریخ چین مین
صرف تبت بزرگ کا ذکر ضرور ہے کیونکہ وہ باجگذار ختا کا ہے اور اوس طبقے کی زمین مطلق قابل زراعت
کے نہین ہے کیونکہ فقط کہین کہین پر جہان دریا کا کنارہ اور برف سے بچاؤ ہے وہان پر البتہ کچھ سبزہ
دکھائی دیتا ہے ورنہ بجز بالو اور برف کے اور کچھ نظر نہین آتا ہے اور چانول کو وہان کبھی کوئی خواب مین
بھی نہین دیکھتا ہے اور گیہون بھی بکم پیدا ہوتا ہے لیکن جو کی افراط ہے اور اوسی پر سب کی اوقات ہے

غرض اناج کی قلت کا عوض پروردگار عالم نے جانورونکی کثرت مین کر دیا ہے اور باوجودیکہ گھانس پات اور
ہر طرح کا سبزہ گویا نہین ہے لیکن گاے بیل بھیڑی بکری دنبہ وغیرہ اوس حال پر بھی علی الحساب ہین اور وحشی
جانور خوردنی چرند و پرند کی قسم سے بہت ہین اس جہت سے خوراک کی مطلق تکلیف دودھ اور گوشت کی
زیادتی سے نہین ہے ٭ تبت بزرگ مین سانڈ بہت خوبصورت ہوتا ہے اور شکل اوسکی یہ ہے کہ اگلا
دھڑ پچھلے سے کچھہ بلند اور زیادہ فربہ ہے اور سارا بدن پشم سے بھرا رہتا ہے خصوص رانون کے نیچے
اتنا لمبا ہوتا ہے کہ زمین تک لٹکتا ہے اور یہان تک گرانبہا اور پسندیدہ ہوتا ہے کہ اوسکی دم کا چنور
بادشاہون پر جھلا جاتا ہے اور اگرچہ اوسکی مادہ بھی خوبصورت ہوتی ہے لیکن نر کی طرح پشم نہین رکھتی ہے
غرض دودھ اس افراط سے دیتی ہے کہ ہندوستان کی چار گائیون کا مقابلہ وہ کرتی ہے اور مایہ اوسکے
دودھ مین اتنا ہوتا ہے کہ اوس سے بہت مکھن نکلتا ہے اور لذیذ ہونے کے سوا برسون نہین بگڑتا
ہے اور اہل تبت برف سے اسکو سخت کرکے دور دور ملکون مین لیجاکر اوسکو بیچتے ہین غرض سب جانورون
سے زیادہ اہل تبت کی خوراک اور پوشاک بھیڑ سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکا گوشت نہایت لذیذ
اور فربہ نکلتا ہے اور اوسکو سوکھلا کے کھانے سے زیادہ تر مرغوب طبع ہوتا ہے لیکن خشک
کرنے کی ترکیب تبت مین سب جگہ سے علیحدہ ہے اور اوسمین نہ نمک نہ آگ نہ دھوپ کا کچھہ دخل
ہے فقط ٹھنڈی ہوا مین ٹکڑون کو وسے لٹکاتے اور سوکھلاتے ہین اور یہ اثر اوس ترکیب کو ہے
کہ برسون گوشت نہین بگڑتا اور جب پکایا جاتا ہے تازے گوشت سے زیادہ مزہ دار ہوتا ہے ٭
پشم اس جانور کا نہایت باریک و نرم اور آب و تاب اور چمک دمک کا ہوتا ہے اور گرمیون کی
پوشاک تبتیون کی اوسکی بنتی ہے اور جاڑون مین اوسیکا چمڑا پشم سے بھرا ہوا ملبوسات مین خرچ ہوتا ہے
غرض تبت کی بکریون کے پشم سے شال و دوشالہ اور کشمیر کا عمدہ پشمینہ سب بنتا ہے اور بڑے
دامون کو بکتا ہے اور ہندوستان کی بکریون سے اور انسے قد و قامت شکل و صورت مین اسقدر
فرق ہے کہ تبتی بکریون کا پشم مثل ریشم کے لچھے کے سارے بدن مین افراط سے ہوتا ہے غرض وہ
پشم جس سے کشمیر کا دوشالہ بنتا ہے وہ مثل سیمل کی روئی کے پھاہے کے بڑے بڑے بالون کے نیچے

روئینکی طرح رہتاہے جسطرح سے پرندون کی بڑے پرونکے نیچے قریب جلد کے روم ہوتاہے اور بعض انگریزون
نے قصداس جانورکو انگلستان مین لیجانے کا اور ہندوستان مین پالنے کا کیا لیکن سمندر کی ہوا اور ہندوستان
کا موسم گرما اوسکی طبیعت سے ناموافق ہوا اور بعض کا پشم گرپڑا اور بعض کو خارشت ہونے مار ڈالا الغرض
اسکے روئین کی تجارت سے اہل تبت کو بڑا فائدہ ہوتاہے مگر اون سے زیادہ کشمیر کے پشمینے
والون کے ہاتھ چڑھہ رہتاہے ٭ مشک بھی افراط سے یہان میسر ہوتاہے اور حالانکہ خاص
ملک ختن کے بعض صوبون مین وہ ہرن ہاتھہ آتاہے جس سے مشک ملتاہے لیکن تبت بزرگ کے
پہاڑون مین اس جانور کی سکونت اصلی معلوم ہوتی ہے کیونکہ یہان پر مشک افراط سے اور سب جگہ
سے بہتر ملتی ہے غرض اس جانور کا احوال چونکہ پہلی جلد کی دوسری دفتر مین راقم نے تفصیل وار لکھاہے اس
لحاظ سے دوبارہ صرف اسیقدر اشارہ کافی ہے کہ اس ملک مین بھی وہ پیدا ہوتاہے اور مشک کی
فروخت سے تبت کا بازار گرم رہتاہے ٭ خداوند مطلق کی حکمت احد کریمی ہر مقام پر اسطرح سے
دیدۂ عقل پر جلوہ گر ہے کہ کیسی ہی کور باطن کیون نہووے تو کیا معنی کہ اوسکے کارخانے کے
ایک ذرے کو دیکھکر جلّ جلالہ وجلّ شانہ نہ پکارے اور راقم کو اکثر اوقات فقط اسی خیال مین گھڑیون
حیرت رہی ہے کہ وہ کون انسان بدتر از حیوان ہین جو عالم اور فاضل کہلاتے ہین مگر ہذیان بک
کرچاہتے ہین کہ دہر کو قائم کرین اور اس جہان ذی شایان اور بے پایان کی بنیاد کو اتفاد اور مکان
اور حسن اتفاق پر مبنی کرتے ہین اور اسطرح سے بہت سا کفر بکتے پھرتے ہین اور چونکہ محض بے ٹھور
ٹھکانے اور بعید القیاس باتین کرتے ہین جہّال کے نزدیک عاقل اور فاضل بیاب جتنے ہین کیونکہ
قاعدہ عوام کا ہے کہ جو بات اونکی سمجھہ مین نہین آتی ہے نہایت معقول ٹھرائی جاتی ہے غرض
اس مقام پر یہ جملہ معترضہ راقم کو اسلیے سوجھا کہ تبت کی سرزمین مین قابلیت زراعت کی جسقدر کم ہے
اوسیقدر عوض مین جانورون اور معدنیات کی افراط ہے اور اسیطرح سے ہر ملک کے لوگونکو پروردگار
نے اگر بعض بخششون سے محروم رکھا تو اونکی جگہ مین اور کچھہ ایسا عنایت کیاہے کہ عوض
معاوضہ ہوگیاہے چنانچہ تبت مین نمک معدنی اور سونا وچاندی اور لوہا اور تانبا اور سیسہ اور پارہ

اور شنجرف پیدا ہوتا ہے اور سہاگا افراط سے ملتا ہے مگر سب معدنون سے زیادہ تانبے
کے معدن بہت کھودے جاتے ہین کیونکہ تانبے کا خرچ دیوارون مین واسطے ظروف پوجا اور
بتر کے بہت ہے اور عوام الناس بھی مثل ہندؤن کے اسکو سب معدنیات سے زیادہ پاک سمجھتی ہین
+ ٹیشو لومبو سے پندرہ روز کی راہ پر ایک بہت بڑی جھیل وس بارہ کوس کے عرصے مین ہے
اور اوس جھیل مین عجائبات عجیب ہے کہ تھوڑے پانی مین کنارون کے قریب افراط سے سہاگا ملتا ہے
مگر گہرے پانی مین ایک قسم کا نمک اس افراط سے ہوتا ہے کہ تمام تبت اور اطراف کے ملکون
مین خرچ کیا جاتا ہے اور کبھی کم نہین ہوتا ہے بلکہ سالہا سال کے خرچ پر بھی ظاہر یہی ہوتا ہے
کہ دن بھر مین جسقدر ذخیرہ سہاگا اور نمک کا خالی ہو جاتا ہے اوسیقدر رات بھر مین آنکر موجود ہو رہتا ہے
اور بروایت کپتان ٹرنر صاحب کی جو کمپنی بہادر کیطرف سے سفیر ہو کر تبت مین گئے تھے یہ ہے
کہ یہہ دونون چیزین کسی اور جگہ پر تبت مین نہین پیدا ہوتی ہین + انگریزون نے اکثر قصد کیا ہے
کہ لامہ گرو سے ربط بڑھا کر اوس ملک مین اپنی کوٹھیان بناوین اور تجارت کی راہ پیدا کرین اور اس
ارادے سے سنہ ۱۷۷۴ اور سنہ ۱۷۸۳ مین اونھون نے سفیر بھیجا لیکن نیپالیون کی یورش سے
پیچ پڑ گیا با اینہمہ جب لامہ گرو پایہ تخت پیچین مین فغفور کین لونگ کی ملاقات کو گیا اور وہین سیتلون مین
مر گیا جیسا کہ اس جلد مین ذکر ہوا ہے تب انگریزی سفیر جناب بوگل صاحب نے لامہ گرو کو ایسا ایسا
باغ سبز انگریزون سے محبت رکھنے مین دکھلایا کہ جب فغفور نے اپنے گرو سے پوچھا کہ آپ کی جو
خواہش ہے فدوی حاضر کرے گا صرف حکم کا متوقع ہے تب لامہ نے کہا کہ انگریزون سے اور
آپ سے اگر دوستی ہووے تو بہتر ہے اور ہم یہی چاہتے ہین کہ آپ ہندوستان کے گورنر
جنرل کو شقہ لکھیے اور وہان کے سفیر کو جسکو ہمنے کان تان کی راہ سے بلوایا ہے اوسکی آپ
عزت کرین اور باب محبت کو وا کرین چنانچہ فغفور نے اپنے دین کے مرشد کی بات کو قبول کیا
لیکن بوگل صاحب کے پہنچتے پہنچتے لامہ گرو نے جو ادھر انتقال کیا تو وہ بات ویسی ہی رہ گئی
الغرض بالفعل دو تین انگریز گئے ہوے ہین کہ لامہ گرو سے دوستی کر کے راہ و رسم انگریزون کے

ساتھ پیدا ہووے خدا اوسکو صحیح و سالم و بامراد پھیرے کیونکہ درمیان تبت اور ممالک سرکار انگریزی
کے بڑی تجارت ہو سکتی ہے * تبت کے باشندے سلیم اور حلیم اور مسافر پرور ہوتے ہین لیکن لاما لوگ
نے اون بیچارون کو ایسا احمق بنا رکھا ہے کہ جو صفتین متعلق علم سے ہین وہ نہین پائی جاتی ہین
ہر ملک مین جدا جدا دستور آپس کے سلام علیک کا ہے علی ہذا القیاس تبت مین بھی یہ دستور ہے کہ جب
کوئی کسی کے یہان جاتا ہے یا خط بھیجتا یا راہ گھاٹ مین ملتا ہے تو ایک سفید ریشمی رومال کی تواضع
کرتا ہے فی المثل خطوط رومال مین لفافہ کے عوض لپیٹ کر بھیجے جاتے ہین اور جواب اوسکے
اوسیطرح پر آتے ہین اور مکان پر یا راہ گھاٹ پر ملاقات ہونے سے رومالون کا عوض معاوضہ
دوستون مین ہو جاتا ہے اور یہان تک اس رسم کی ادا کا خیال خاص و عام کو رہتا ہے کہ اگر کبھی
اسکا سہو ہووے تو نوبت لڑائی کی پہنچے غرض اس رسم کے حال پر سمجھنا چاہیے کیونکہ قاعدہ
ہے کہ کہین کی صفتین اپنے یہان معیوب ہوتی ہین اور اپنے یہان کی نیک باتین اور ملکون مین
قابل نفرین کے ہوتی ہین چنانچہ اسکی دو ایک نقلین اس مقام پر درج کرنی بیجا نہین معلوم ہوتی ہے
بحر شمال مین اہل جزائر کا قاعدہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک شخص دوسرے کے پاؤن کو
اوٹھا کے اپنے منہ مین رگڑتا ہے اور کسی جگہہ پر لوگ ناک لڑاتے ہین اور افریقیہ مین بزرگ اپنے ملاقاتی
خرد کے کپڑے کو اپنی کمر مین لپیٹنا شروع کرتا ہے اور ایک جزیرے کی عورتین بزرگ کو سلام کرکے
الف ننگی ہو جاتی ہین گویا بے ستری علامت خردیت کی ہے اور قدیم الایام مین فرنگ کے
لوگ اپنے سر کا مٹھی بھر بال نوچ کے سلام علیک کے وقت دوست کے روبرو بطور نذر رکھدیتے تھے
علی ہذا القیاس جسطرح سے قواعد صاحب سلامت کے سب جگہ جدا ہوتے ہین اوسیطرح سے
طریق کھانے پینے کے بھی اکثر جگہہ جدا ہوتے ہین چنانچہ بحر ہند مین ایک قطار جزائر کی ہے
جہان کے لوگ جب ارادہ کھانا کھانے کا کرتے ہین تو گھر کے تمام دروازے بند کرکے کسی
اندھیری کوٹھری کے کونے مین جا بیٹھتے ہین اور ایسا اتفاق برسون مین ایک آدھ دفعہ ہوتا
ہوگا کہ دو تین دوست ملکر ہم طعام ہووین اور اسیطرح سے اوس جزیرے کے لوگ جھکا کر صدر مین

ہوا ہے کہ عورتین ننگی مادرزاد ہو جاتی ہین غذا کے وقت جدا جدا خوان لیکر اور ایک دوسرے پر
پشت پھیر کر تناول کرتی ہین یہان تک کہ دو بھائی یا دو بہن یا مان بیٹی بھی کبھی ایک خوان مین
نہین کھاتی ہین اور ایک قوم امریکا مین صاحب خانہ ضیافت کے وقت برابر اپنے دوستون کو یہی کہتا
رہتا ہے کہ آپ سب کھائے جائیے کھائے جائیے مگر خود ایک نوالہ منہ پر نہین رکھتا ہے اور
ایک اور ملک مین داعی طعام کے وقت بیٹھا گایا کرتا ہے اور اگر کسی تاتار کا دعوت شراب پینے سے
انکار کرے اور پہلے انکار کرنے کا گویا اونمین قاعدہ کلیہ ہے تو داعی اوسکا کان پکڑ کر جب تک
نہ پیے بے تکلف ملتا ہے اور جب وہ پینا شروع کرتا ہے تو وہ اوسے پیالہ حوالہ کرکے مدعو کے
سامنے ناچنا شروع کرتا ہے اور اوسکے قریب کے ایک ملک مین داعی بڑا سا ٹکڑا گوشت کا
کاٹ کے مدعو کے منہ مین بھرتا ہے اور جو کچھہ منہ کے باہر رہتا ہے اوسکو خود کاٹ کر
کھاتا ہے مگر سب سے بیہودہ دستور دنیا کے پردے پر انھین لوگون مین جاری ہے چنانچہ جب
داعی اور مدعو ایک کوٹھری مین جہان غذا رکھی رہتی ہے جاتے ہین تو داعی کے گھر کے لوگ
باہر سے آنچ لگا کر اوس کوٹھری کو مثل تنور کے گرم کرتے ہین اور جیون جیون وہ بیچارہ کھائے
جاتا ہے تیون تیون داعی اوسکے منہ مین ٹھونستا چلا جاتا ہے اور باہر کی آنچ بھی رفتہ رفتہ زیادہ
کی جاتی ہے آخرش مارے حرارت کے مدعو کو قے ہو جاتی ہے اور وہ امان مانگنا شروع کرتا ہے
مگر اوس سے کچھہ فائدہ اوسے نہین ہوتا ہے کیونکہ داعی با اینہمہ کھلائے چلا جاتا ہے
الحاصل جب تین چار دفعہ اسیطرح سے اوسے قے ہو جاتی ہے تو ہدیہ اور تحفہ داعی کو قبول
کرکے اپنی جان چھوڑاتا ہے ؛ الغرض ظاہر ہے کہ ہر ملکے وہر رسمے مگر ایک دستور
تبتیون مین عجیب وغریب قابل نفرین کے ہے کہ انسان مین تو کیا اکثر حیوانون مین بھی وہ
روا نہین ہے چنانچہ تبت مین پانچ سات بلکہ کبھی کبھی دس بارہ مردون کے حصے مین ایک ہی
عورت رہتی ہے اور وہ زنکہ سب کی جورو کہلاتی ہے اور اکثر یہی ہے کہ پانچ سات سگے
بھائیون مین وہی ایک عورت سب کو حلال ہوتی ہے اور اسی سبب جھے مین جو لڑکا سب سے پہلے پیدا

ہوتا ہے بڑے بھائی کا جنا کہلاتا ہے اور دوسرا لڑکا دوسرے بھائی کے ذمے کر دیا
جاتا ہے اور تیسرا تیسرے کے سر پڑتا ہے غرض اسی حساب سے لڑکون کی تقسیم ہو رہتی ہے
اور اس شراکت مین کمال بے تکلفی ہوتی ہے اور سبب اس دستور کا یہہ ہے کہ تبت کی سرزمین
مین اناث کی قسم کم ہوتی ہے اور اس سبب سے ہر مرد کے حصہ مین ایک عورت نہین آسکتی ہے
اور حالانکہ یہ امر واقعی ہے کہ جہان پانچ بیٹے پیدا ہوتے وہان ایک بیٹی پیدا ہوتی ہے لیکن
تاتار کے اکثر طبقون مین بھی زن و مرد کی پیدایش کا حال اسیطور پر ہے مگر ایسا دستور بجز تبت بزرگ
اور ملک بھوٹ کے شمالی پرگنون کے جہان بسبب تبت کی قربت کے یہ گندہ بو جا پہونچی ہے
کسی دوسری جا پر جائز نہین ہے اس سبب سے غالب ہے کہ اونکی جبلت مین عدم نفسانیت ہے ؂
تبتی غربا کے مُردون کی بڑی خرابی ہوتی اور لاشون کی یہ بُری نوبت پہنچتی ہے کہ اوسکی
یاد پر طبیعت نفرت کرتی ہے چنانچہ جناب ٹرنر صاحب نے ٹیشو لومبو کے خانقاہ کے قریب
اوس جگہ کو دیکھا ہے جہان غربا کے مردے ڈالدیے جاتے ہین اور اونکا بیان ہے
کہ وہ ایک گڑھا بہت گہرا اور چوڑا ہے اور اوسکی ایک پہلو پر ٹیلہ اور تین طرف اونچی دیوارین
ہین اور منہ غار کا کہلا رہتا ہے تاکہ مردہ خور پرندے اور درندے بسہولت اوسمین جاوین اور
مردون کو کھاوین اور جب کوئی عزیز مرجاتا ہے اوسکے دوست آشنا بھائی برادر اوسیطرح سے
بے نہلائے کفنائے یا اور کچھہ تکلف کیے اوسی غار مین لاش کو پھینک کر چلے آتی ہین اور صرف
اوسی شخص کی لاش کو جو بہت عزیز ہوتا ہے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر اوس غار مین ڈال دیتے ہین
تاکہ فوراً کئی قسم کے جانورون مین وہ تقسیم ہو جاوے اور کسی عضو کو پرندہ اور کسی کو درندہ کھا جاوے
تاکہ مردے کو ثواب ہووے اور عالم تناسخ مین کسی اچھی چیز کا چولا اوسے ملے غرض لاماؤن
کے لیے یہ ذلت نہین ہے مگر اونمین بھی جو دو تفریق ہین اونکی لاشین دو طرح سے سیتی سنواری
جاتی ہین چنانچہ جو لامہ سب کہ ہوٹوکتو اعنی بودھہ کے اوتار کہلاتے ہین اور جیسے ہندوستان کے
راجے رجواڑے ہوتے ہین ویسے ہی یہ لوگ صاحب ملک اور خزانہ مثل بادشاہ کے ہوتے مگر

مگر لامہ گرو کے تابعدار اور باجگذار سمجھے جاتے ہین اونکی لاشون مین محفوظیت کے لیے مصالح بھرا جاتا ہے اور حسب مقدور چاندی یا سونے کے تابوت مین بند ہو کر خانقاہ کے اندر جو مکان اس مصرف کے لیے رہتا ہے اور بڑا معبد کہلاتا ہے وہان پر بہت تکلف کے ساتھہ اورون کی پرستش کے لیے وہ رکھدی جاتی ہے اور دوسرے درجے کے جولامے ہین اونکی لاش کو جلا کر خاک کرتے ہین اور بودھہ کی مسی مورتون مین اوسے بھر کر معبد مین رکھہ دیتے ہین ❊ تبت کے باشندون کی دو قسمین ہین ایک وہ جو لامہ کہلاتے ہین اور بجز پوجا اور ذکر کرنے اور غذاے لطیف کھانے اور سو رہنے کے اور کام نہین جانتے ہین اور دوسرے قسم کے عوام الناس جو کھیتی کرتے اور بھیڑی بکری پالتے ہین اور تجارت اور نوکری چاکری کرتے ہین ❊ شہر لاہسہ کے قریب ایک پہاڑ پر بہت عالیشان خانقاہ ہے جسمین لامہ گرو بہت شان و شوکت کے ساتھہ رہتا ہی اور اوسکے دربار کی یہہ صورت ہے کہ ایک مسند تکلف پر دو سے بیٹھے ہاتھہ مین عصا لیے لامہ گرو پلتھی مارے تمام روز اور نصف رات تک ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے اور چہار طرف کے لوگ دور دور ملکون سے آتے ہین اور یہ سمجھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین کہ بودہ کا وہ اوتار ہے اعنی وہ دیوتا اوسی روپ سے بالفعل جلوہ گر ہے غرض تعظیم کسیکی لامہ گرو نہین کرتا اور شاہ و گدا کو ایک آنکھہ سے دیکھتا ہے اور فغفور کو بھی مثل اورون کے ناچیز سمجھتا ہے غرض اتنا فرق کرتا ہے کہ جب فغفور یا بڑے رتبے کے لامہ یا اقوام تاتار کے سردار عالی وقار آنکر سجدہ کرتے ہین تب اونکے سر پر ہاتھہ رکھکر دعا دیتا ہے غرض ان لوگون کے سوا اورون کے سر سے سجدے کے وقت صرف عصا کی نوک چھلا دیتا ہے ❊ لامہ گرو کے مرنے پر یہ بات مشہور ہوتی ہے کہ بودھہ نے ایک چولا چھوڑ دیا اور کسی دوسرے کو اختیار کیا اب جو ٹوٹکا اعنی بڑے لامہ سب جمع ہو کر لامہ گرو کے چیلون سے ایک لڑکے کو انتخاب کرتے اور قائم مقام بناتے ہین اور لوگون کو کہتے ہین کہ اوسمین چند علامتین ملی ہین جنسے معلوم ہوا کہ بودھہ نے اس بچے کے تن کو اپنے انس سے مشرف کیا ہے غرض یہ فقرہ عوام کے بھلانے کے لیے طیار ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے

کہ موافق وصیت کے یہ امر وقوع مین آتا ہے اور سب چیلون مین جو لڑکا عزیز ہوتا ہے
اوسی کو یہ درجہ ملتا ہے ✤ جب مغل تاتار کا دور ختا مین ہوا تب لامون کو بڑا دخل ہوا
اور قبلا خان کا گھرانہ جب تک کہ ختا مین رہا کسی طرح کا تنزل انکے رتبے مین نہ آیا لیکن جب
مغل کے خاندان سے ختا چھن گیا اور ملکی بادشاہون کا حکم پھر جاری ہوا تب بودہ کے
پوجاریون پر بھی ختائیون کا غضب نازل ہوا اور مغلون کے ساتھی انکو بھی جان لیکر بھاگنا
پڑا غرض جب مانچو تاتاریون نے ملکی فغفورون کا تخت چھین لیا تب پھر لامون نے چین
مین چین کرنا شروع کیا اور اب بہت عزت کے ساتھ اونکی اوقات کٹتی ہے اور باوجودیکہ لامون
کو ہر طرح کے عیش اور لذت دنیوی سے پرہیز کرنا ہوتا ہے اور اچھا کھانا اور پہننا اور جورو
کرنا حرام ہے اور فقط نماز و روزے سے اونہین کام ہے لیکن ناموری کا شوق اور خلائق
کو اپنے روبرو ہر وقت سربسجود دیکھنے کی آرزو ایسی ہے کہ فقط اسکی پیدا نہین مقصود اور ترک
لذات ظاہر انتظور ہوتی ہے اگرچہ فغفور مذہب کے سبب سے لامہ گروہ کا مطیع ہے لیکن
اپنے معتمدون اور جاسوسون کو ہمیشہ اوسکے دربار مین متعین رکھتا ہے اور جب کوئی امر خلاف
طبیعت کے واقع ہوتا ہے فوراً اوسکا تدارک اور امور دینی اور دنیوی مین فرق کیا جاتا ہے
اور لامہ گروہ ہر سال فغفور کو باج اور پیشکش کے طور سے سونے اور تانبے کے پوتلے بودہ
کی صورت کے اور مشک اور عنبر اور مونگا اور جواہر اور پشمینہ اور عمدہ تلوارین بھیجتا ہے
اور ان تحائف کے ساتھ گنگا پانی بھی تا ہے کہ گھرون مین فغفور ختا کو خطاؤن سے
پاک کرنے کے لیے ارسال ہوتا ہے فقط

آٹھوان باب

حامی کی بادشاہت کا احوال

ولایت ختا سے ایکسو پینتیس ۱۳۵ کوس رخ بایب پر یہ طبقہ لذت دنیوی سے بھرا واقع ہے اور گرچہ
طول و عرض اسکی زیادہ نہین ہے لیکن جس قدر ہے باغ و بوستان پر شجر و ثمر ہے اور باوجودیکہ

دو پہلو پر اسکے گوبی کا صحرا ایک ریگستان لق و دق ہے مگر اسکی سرزمین مین تمام دنیا کی خوبیان جمع ہین یہان تک کہ نمونۂ ارم ہے اور اس سے زیادہ نہ اس سے کم ہے اور ایسی جگہ پر فضا جو دشت کف دست کے قریب واقع ہے تو گویا اوسکی سیر حاصل کرنے کے لیے پروردگار نے آس پاس کے طبقون کے اخلاط صالح کو نکال لیا اور اسمین داخل کیا ہے اس جہت سے وہ سب ریگستان ہو گئے اور یہہ بہشت شداد کو شرمندہ کرنے کے لیے پیدا ہوا الغرض اس ملک مین اناج اور میوجات کے اقسام افراط سے ہین اور جو چیز وہان پیدا ہوتی ہے لذت اور تحفگی کی جو بات چاہیے اوسمین پائی جاتی ہے چنانچہ انار اور انگور کابلی اور کشمیری مشہور ہین اور شفتالو اور خربوزے ہندوستان کے اور کوے سلہٹ کے اور بنگالے کے یکتا اور بے ہمتا کہلاتے ہین لیکن جو ذائقہ انھین میوؤن مین حامی کے ملک مین ملتا ہے وہان نہین پایا جاتا ہے جس خطے مین کہ مخصوص یہ میوجات پیدا ہوتے ہین اور فغفور کے خاصہ کے لیے یہان کا چانول اور خربوزہ ہمیشہ جاتا ہے اور خربوزے مین یہ تکلف ہے کہ اوسے خشک کر کے لوگ رکھتے ہین اور جاڑون مین مثل خشک مربے کے کھاتے ہین اور آب و ہوا مین یہ کیفیت ہے کہ شبنم اور کوہا سا کبھی دیکھنے مین نہین آتا ہے اور برسات فقط نام کے لیے ہوتا ہے اور اسپر بھی زرخیزی بشدت ہے اور بارہ مہینے ایک ہوا خوشگوار رہتی ہے اور آندھی طوفان اور زلزلہ و سیلابی کی صورت کبھی دیکھنے مین نہین آتی ہے اور جانور ہر طرح کے چرندے اور پرندے اور پشمین بکری اور دنبے کثرت سے ہین اور معدنیات اور جواہرات کے اقسام ہین خصوص سونا بہت کھرا اور آب و تاب کا ہیرا اور ریشم رنگین اور قیمتی ملتا ہے حالانکہ کمتر دیکھنے مین آتا ہے کہ جو زمین نباتات مین سیر حاصل ہوتی ہے وہ معدنیات مین افراط کامل رکھتی ہے خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حیوانات اور نباتات اور معدنیات کی برکت اور آب و ہوا کی لطافت اور ساری جہان کی کیفیت یہان موجود ہے اور باشندے اس ملک کے بہادر اور شہ زور اور محنت کش ہوتے اور سپاہگری کے فن کو

جلد حاصل کرتے ہین لیکن حیف ہے کہ اتنے نیکیون مین ایک عیب ایسا اونمین ہے جو کہ ساری صفتین اونکی خاک مین ملجاوین چنانچہ تلوّن مزاج مین اسقدر ہے کہ دوستی کی امید اونسے نہین کی جاسکتی ہے اور غصے مین جب آتے ہین تو اپنے عزیزون کے سر کاٹ لینے مین تامل نہین کرتے ہین ٭ اس ملک مین فقط ایک شہر پایۂ تخت سلطان ہے لیکن قصبے اور موضع مثل شہرون کے بہت ہین اور تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۹۵ مین قبل حضرت عیسی کے اس ملک کے بادشاہ نے تحائف اور سفیر فغفور کے حضور مین بھیجا اور تلوار پیش کیا اعنی شہنشاہ ختائی کی تابعداری کا طوق گلے مین ڈالا مگر جسوقت چو کا گھرانہ کم زور ہوا اور سلاطین نے چارون طرف سے بلوا کیا حامی کے ملک پر اقوام ہن کے ایک فرقے کا دور ہوا غرض اسیطرح سے ہمیشہ رہا ہے اور جب فغفور کی حکومت مین تزلزل واقع ہوتا تھا حامی کا ملک پھر چھین جاتا تھا اور جب اونکے بازو مین زور ہوتا تھا اوسکا عمل بدستور سابق ہوتا تھا اور جب اسلام کا نشان ایران اور ترکستان وغیرہ مین بلند کیا گیا گوبی کا صحرا اونکے دخل مین آیا اور حامی کا ملک بھی اونکے قبضے مین گیا مگر جب قبلا خان نے ختا کے تاج کو اپنے سر پر رکھا یہ ملک داخل صوبجات چین کے ہوا مگر سنہ ۱۳۶۶ع مین مملکت ختا سے جدا ہوکر وہان ایک سردار ملقب بادشاہ فغفور کیطرف سے مقرر ہوکر ختا کے باجگذارون مین داخل کیا گیا لیکن سنہ ۱۶۴۴ مسیحی سے ایسی بدانتظامی شروع ہوئی کہ آخر کو تاتار کی ایک قوم اوس ملک پر قابض ہوئی حاصل کلام سنہ ۱۶۹۶ع سے فغفور کانھی کے وقت مین جو یہ ملک ختا کے باجگذارون مین شامل کیا گیا تو اب تک وہی علاقہ باقی ہے فقط

نوان باب

لوچو کے جزائر کا احوال

چھتیس جزیرے جو کوریا اور فارموسا اور جاپان کے جزائر کے درمیان واقع ہین لوچو کہلاتے ہین اور سنہ ۱۳۷۲ مسیحی مین اونکا بادشاہ خود بخود فغفور ختا کا تابعدار اور باج گزار ہوا مگر سنہ ۶۰۵ مسیحی سے اس طبقے کا حال ختا مین معلوم تھا لیکن مینگ کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے ایسا سفیر با تدبیر ان

بھیجا اور اوسنے وہان جاکر اپنے خاوند کا پیغام اس خوبی سے ادا کیا کہ لوچو کا بادشاہ نہایت خوش
ہوا اور فغفور کو خراج بھیجا چنانچہ اب تک نذرانہ اون چیزونکا جو خطا مین کمیاب ہین وہان سے آیا کرتا ہے
اور مانچو تاتار کے گھرانے کے پہلے بادشاہ نے مہر اور لقب شاہ باجگزار کا وہان کے والی کو دیا
ان جزیرون کے باشندے بت پرست ہین اور نوسو برس سے بودہ کا بھی مذہب چین کے وسیلے
سے وہان پہنچا ہے چنانچہ تجہیز و تکفین کے باب مین مثل ختائیون کے بہت دھوم دھام
ہوتی ہے لیکن لاش کو یہ لوگ جلاتے ہین علاوہ اسکے کئی دستورات ختا کے مثل کثیر الازدواجی
وغیرہ کے جاری ہین اور چونکہ جاپان کی بادشاہت کے قریب کئی جزیرے متعلق اسکے واقع
ہین وہان کی زبان اور رسومات مین باتین اوس مملکت کی ملتی ہین غرض علوم اور فنون کی کتابین
ختائی زبان مین جاری ہین اور اسکے سلطان کی آمدنی بہت اچھی ہے کیونکہ معدنیات گندھک
اور تانبے اور رانگے کے اوسکی عملداری مین موجود ہین اور اجناس تجارت کے محصول سے اوسے
فائدہ کثیر ہے کیونکہ کئی اقلیم کے سوداگر وہان آن کر خرید و فروخت کرتے ہین ✤ ان جزیرون
کے رہنے والے خوش طبع اور ناچ رنگ کے شائق ہین اور چونکہ مصیبت کے صدمے کو
بسبب خلقت بشاش کے بخوبی برداشت کرتے ہین قتل نفس کم امر ہے وہان کوئی واقف ہی نہین
القصہ یہ سب ملک جنکا احوال اس دفتر مین لکھا گیا ہے تابعدار اور باج گزار فغفور کے ہین
اور اس تذکرۂ مختصر کے ملاحظے سے بھی سب پر یہ ظاہر ہوویگا کہ کس پایہ کا وہ بادشاہ ہے
جسکا فرمان اتنے دور مین جاری ہے ✤ واضح ہو کہ تاریخ مملکت چین باوج و تمکین نامور روے
زمین اسیقدر ہے جو اس ہیچمدان خوشہ چین مورخان مقتدر از دودمان ناواقف لطائف سخن
جمس کار کرن بعد نہایت کوشش و محنت کے اب خدمت مین جمیع ارباب فضل و کمال کے
پیش کرتا ہے اور اس خون جگر کے عوض مین اوسنے یہی چاہتا ہے کہ جو نقص و قصور اس
تاریخ ختا پر خطا اسم با مسمی مین پایا جاوے وہ نظر عطا سے
معاف فرماوے ✤

ابیات لمؤلفہ

حق سے امید ہے کہ تا دم صور
قدر دانِ سخن رہیں مسرور
اِن سے ہے نوبہار باغِ سخن
کہ یہ ہیں آبیار باغِ سخن
لاکھہ عیبوں کو جی سے دہوتے ہیں
ہیں بھرے وصف نیکخوئی سے
پاک ہیں عیب بے عیب جوئی سے
اک ہنر پاکے شاد ہوتے ہیں
اس جہان کو قیام ہو جب تک
رہیں قائم جہان میں یہ تب تک

خاتمۃ الطبع

لآلی متلالی بعد از شرِ خاتمہ برآمدہ دست وقلم دریای فکر زخار معرکہ سخن را مقدمۃ الجیش مولوی فدا علی عیش

وہ چہ رنگین برآمد از قلمش
آگل بستانِ عیش باید دید

اندنون معشوق دلفریب وشاہد با حسن وزیب غیرت لعبتان خلخ وچین غارتگر متاع دل ودین یعنی کتاب لاجواب تاریخ چین کہ سبق ازین بدستیاری قلم بہزاد رقم معنی آفرین ہر علم وفن مین مشاق صاحب والا شان جینز کارکرن صاحب بہادر مصنف جوہر اناق زبان انگریزی سے بعبارت اردو عام فہم بکمال فصاحت وبلاغت موافق روزمرہ اردوے معلا فصحاے ہند ترجمہ ہوئی تھی اب بزیور طبع سے ہر ہفت ہو کر زیب آغوش شائقان فن تاریخ ہوئی سبحان اللہ عجیب کتاب نایاب ہے ہر فقرہ دلفریبی مین لاجواب ہے آئین حال شاہان ختا کا اس حسن کے ساتھہ لکھا ہے کہ دیکھا نہ سنا سواد حروف کو مشک ختن کہنا سراپا خطا ہے ہان اگر نگارخانہ چین کہیے تو زیبا ہے ہر ورق اسکا قدر دان چینی پرند ہے اور ہر صفحہ چادر ارژنگ سے ہم پیوند ہے مطبع بمثال آسمان اوج فضل وکمال معروف نزدیک ودور منشی نول کشور صاحب سلمہ اللہ الواہب مین حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر مشہور دیار وامصار ہوئی بہمہ وجوہ زیور تصحیح سے محلی ہو کر طیار ہوئی ارباب فنِ تاریخ کدھر ہین جلد تشریف لائین اس متاع گرانبہا کو دست بدست بمعاملہ نقد جان خرید فرمائین اصحاب شعر وسخن نے جو تاریخین لکھین ہین ذیل مین تحریر کردی ہین

ولہ قطعہ تاریخ طبع

منشی نول کشور امیری کہ مثل او
چشم کسی ندید ونہ گوش کسی شنفت
از بسکہ ہست مطبع او غیرت چمن

از شاخ طبع غنچهٔ تاریخ چنین شگفت | مائی نقشهٔ سخن و جوهری فکر | نقش حسین کشید و ز نظم خوب سفت

بی روی انتظار سن عیسویش عیش | رشک نگارخانهٔ چین و فرنگ گفت ۱۸۶۵

قطعهٔ تاریخ طبع زاد استاد و سخن تخلبند حدیقهٔ شعر و سخن آسمان نازک خیالی را ماه دو هفته منشی گوپال تفته

کتابی ورا بوده اخبار شد طبع
نه هرگز پیش او در شمین به
گواه گفتن من آسمان بس
برآید از لب روح الامین به
ندانی معنیش در لفظ چونست
اگر صحبت بیار نازنین به
بسی بگفتم اکنون گویم این بس
ز کلفت دور و با عشرت قرین به

گزو فی قند به فی انگبین به
همه تن آنکه به باشد همین ست
جز او چیزی نباشد بر زمین به
عروس معنی او در نظر ها
چنین شاهد بزلف عنبرین به
نگاتش را ببین از چشم دیگر
سبی بر اهل مطبع آفرین به
تو خواهی تفته از تاریخ طبعش

دگر از آب و تاب او چه پرسی
نمیگویم چنان به یا چنین به
چه من در صنمن وصف این صحیفه
چو گرد و حلوا گر از جوز جاین به
جز او دیگر که یار نازنین ست
که از هر چشم چشم دوربین به
دگر جز آفرین گفته هر دم
بیا تا گویمت تاریخ چنین به
۱۲۸۱ھ

قطعهٔ تاریخ از طبع رسا منشی گوبند پرشاد فضا

زهی منشی والا دستگاهی
که بهر خاتم دولت نگینست
ز ذاتش علم را باشد فروغی
که رشک حاتم طائی همینست

که روشن مثل خورشیدش جبینست
بود مسند نشین جاه و اقبال
ز فیاضیش استحکام دینست
چو شد مطبوع از حکمش کتابی

بود در دهر روشن نام پاکش
مکان لطف احسان را مکینست
ز جودش شد این قول زمانه
که از تاریخهای خوشتر همینست

فضای زار سال عیسوی گفت | یکی رشک نگارستان چینست

قطعهٔ تاریخ از نتائج طبع کشاف رموز جلی و خفی میر مومن حسین المتخلص به صفی ۱۸۶۵ء

چه خوش در آمده تاریخ چنین تقاب طبع
بیا واز پی تاریخ عیسویش صفی

گز و عیان شد نیرنگ کارخانهٔ چین
بگو بهر و رقش بین نگارخانهٔ چین
۱۸۶۵ء

